ردِّ قادیانیّت

رسائل

- حضرت مولانا محمد صدیق سوہدروی
- حضرت مولانا عبدالقدیر امروہی
- جناب ابوالمحاسن محمد ارشد
- حافظ محمد اسحاق قریشی جہلمی
- ڈاکٹر حکیم محمد علی صاحب دہلوی
- حضرت مولانا نورالحق علوی اٹک
- حضرت مولانا عبدالعزیز فرقانی
- حضرت مولانا عبدالمجید مونگیری
- جناب فصیح احمد مبارکی
- حضرت مولانا سید ادریس دہلوی
- علامہ عبدالرشید طالوت

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۳۱

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوۃ
حضوری باغ روڈ۔ ملتان ۔ فون: 4514122

ردِّ قادیانیت

رسائل

احتسابِ قادیانیت

۳۱

- حضرت مولانا احمد صدیق سوندویؒ
- حضرت مولانا عبدالقدیر اسرویؒ
- جناب ابوالمحاسن محمد ارشدؒ
- حافظ محمد اسحاق قریشی جبلیؒ
- ڈاکٹر حکیم محمد علی صاحب دہلویؒ
- حضرت مولانا نورالحق علوی اٹکؒ
- حضرت مولانا عبدالعزیز مناظر ملتانیؒ
- حضرت مولانا عبدالمجید مونگیریؒ
- جناب فصیح احمد بہاریؒ
- حضرت مولانا سید ادریس دہلویؒ
- علامہ عبدالرشید طالوت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

نام کتاب : احتساب قادیانیت جلد اکتیس (۳۱)
مصنفین : مولانا احمد صدیق سونڈوی
ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی جعفری
خان حبیب الرحمٰن خان کابلی قادیانی
جناب عبداللطیف گجراتی
جناب عبدالقدیر امروہی
جناب ابوالمحاسن محمد ارشد
جناب حافظ محمد اسحٰق قریشی
حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسریؒ
علامہ عبدالرشید طالوتؒ
حضرت مولانا نورالحق علویؒ
حضرت مولانا عبدالمجیدؒ
مولانا ابوالحریز عبدالعزیزؒ
جناب فصیح احمد بہاریؒ
سیکرٹری انجمن تائیدالاسلام لاہور
سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی مونگیر
مولانا سید محمد ادریس دہلویؒ
صفحات : ۵۵۲
قیمت : ۳۰۰ روپے
مطبع : ناصر زین پریس لاہور
طبع اوّل : جنوری ۲۰۱۰ء
ناشر : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
Ph: 061-4514122

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

فہرست رسائل مشمولہ......احتساب قادیانیت جلد ۳۱

عرض مرتب		۴
۱...... اسلامی درّہ المعروف کذبات مرزا	جناب احمد صدیق سونڈوی	۹
۲...... خاتم النبوۃ	ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی سیالوی	۲۹
۳...... قادیان دارالامان میں انقلاب	خان حبیب الرحمٰن خان کابلی قادیانی	۹۷
۴...... کھینچواں نبی، بشیر پتر، محکوم مسلم، بخاری داڈنڈا	جناب عبداللطیف گجراتی	۱۴۷
۵...... مرزائی احمدیوں کی شرمناک رسوائی	جناب عبدالقدیر امروہی	۱۵۵
۶...... رشد وہدایت، بجواب کفر وضلالت	ابوالمحاسن محمد ارشد	۱۶۳
۷...... کشف التلبیس	جناب حافظ محمد اسحٰق قریشی	۱۸۳
۸...... اظہار الحق	// //	۲۰۵
۹...... سودائے مرزا	حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسریؒ	۲۵۵
۱۰...... مضمون چور	علامہ عبدالرشید طالوتؒ	۲۸۹
۱۱...... قادیانیت اور اس کے مقتداء	حضرت مولانا نور الحق علویؒ	۲۹۹
۱۲...... التعرف بیوذ آسف	// //	۳۲۹
۱۳...... الشہاب علی الرجیم الکاذب، یعنی اسلام اور مرزائیت کا تضاد	// //	۳۶۱
۱۴...... مجلس مستشار العلماء کا قیام	// //	۴۰۱
۱۵...... تعبیر رویائے حقانی، ردہفوات قادیانی	حضرت مولانا عبدالمجیدؒ	۴۰۹
۱۶...... اکاذیب مرزا	مولانا ابوالحریز عبدالعزیزؒ	۴۲۹
۱۷...... پنجابی مسیح موعود پر ایک سرسری نظر	فصیح احمد بہاریؒ	۴۴۷
۱۸...... خدمات مرزا	سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور	۴۸۵
۱۹...... آئینہ کمالات مرزا	سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی مونگیر	۴۹۷
۲۰...... حقیقت مرزا	مولانا سید محمد ادریس دہلویؒ	۵۴۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

الحمدللّٰہ وکفیٰ وسلام علی سید الرسل وخاتم الانبیاء۰ امابعد!

اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے احتساب قادیانیت کی جلد اکتیس قارئین کے لئے حاضر خدمت ہے۔ اس جلد میں کل بیس رسائل شامل اشاعت ہیں۔

۱…… اسلامی درّہ۔ (المعروف کذبات مرزا) یہ رسالہ حضرت مولانا احمد صدیق سونڈویؒ کا مرتب کردہ ہے۔ مولانا احمد صدیق سونڈویؒ کے والد گرامی شاہ محمد ابراہیم مجددی نقشبندی کراچوی تھے جو حضرت شاہ رفیع الدین عثمانیؒ کے خلیفہ مجاز تھے۔ مولانا احمد صدیقؒ کے مرشد مولانا شاہ عزیز الرحمٰن صاحبؒ تھے جو دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم تھے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے کذبات درج ہیں جو اس رسالہ کو یاد کرے گا وہ ہمیشہ مرزائیوں پر غالب رہے گا اور جو مرزائی اس کو ایمان وانصاف سے دیکھے گا اس کو انشاءاللہ! ضرور توبہ کی توفیق نصیب ہوگی۔

۲…… خاتم النبوۃ۔ جناب ڈاکٹر نورحسین صابر گورنمنٹ پنشنر جعفری کربلائی جھنگ سیالوی نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مولانا علی الحائری نے اس کی تقریظ تحریر کی۔ جناب علی الحائری وہ شخصیت ہیں جو مرزا قادیانی ملعون کے مقابلہ میں میدان عمل میں ثابت قدم رہے۔ مرزا قادیانی ان کی تردید کرتا رہا۔ لیکن مولانا علی الحائری نے مرزا قادیانی کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ اس رسالہ کی آپ نے تقریظ تحریر فرمائی۔ رسالہ شیعہ نقطہ نظر سے ردقادیانیت پر لکھا گیا ہے۔ تاہم مرزا قادیانی کی ’’بولورام‘‘ کردی گئی ہے۔

۳…… قادیان دارالامان میں انقلاب۔ خان حبیب الرحمٰن خان کابلی الافغانی نے ۱۹۳۷ء نے یہ رسالہ ترتیب دیا۔ خان حبیب الرحمٰن خان کابلی اس نام کے دو آدمی گزرے ہیں۔ ایک حبیب الرحمٰن خان کابلی مجلس احرار اسلام کے ممتاز رہنما تھے۔ انہوں نے سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی سوانح عمری تحریر فرمائی۔ دوسرے خان حبیب الرحمٰن خان کابلی قادیانی تھے۔ انہوں نے ’’قادیان دارالامان میں انقلاب‘‘ نامی یہ رسالہ تحریر کیا۔ مصنف قادیانی تھا۔ اس نے مرزامحمود قادیانی خلیفہ کے ظلم وستم کی اس رسالہ میں کہانی سپرد قلم کی۔ عبدالرحمٰن مصری جو لاہوری مرزائی تھا۔ اس نے مرزامحمود کے کردار اور ظلم وستم کی کہانی اس رسالہ میں بیان کر کے مرزامحمود کے ظلم وستم

وبدکرداری کو چیلنج کیا۔ اس رسالہ میں عبدالرحمٰن وحبیب الرحمٰن خان کابلی قادیانی کے قلم سے حقائق شائع ہوئے۔ مرزا محمود کو کھلے الفاظ میں قادیانیوں نے چیلنج کیا۔ مرزا محمود نے کمال ڈھیٹ پن کا عملاً مظاہرہ کیا۔ تفصیل اس رسالہ میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

۴...... محکوم مسلم، کھینچواں نبی، بشیر پتر، بخاری کا ڈنڈا۔ جناب عبداللطیف گجراتی نے چار نظمیں پنجابی زبان میں تحریر کیں۔ پہلی نظم کا نام ''کھینچواں نبی'' ہے۔ دوسری نظم کا نام ''بشیر پتر'' ہے۔ یہ نظم مولانا سید داؤد غزنوی کی زیر صدارت احرار تبلیغ کانفرنس لائل پور میں پڑھی گئی۔ تیسری نظم کا نام ''محکوم مسلم'' ہے۔ یہ نظم حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی زیر صدارت راولپنڈی کے اجتماع میں پڑھی گئی۔ چوتھی نظم کا نام ''بخاری داڈنڈا'' ہے۔ چار نظموں پر مشتمل یہ رسالہ تقسیم سے قبل شائع ہوا۔ محترم جناب کامریڈ عبدالکریم احراری وزیر آبادی نے اسے شائع کیا۔

۵...... مرزائی احمدیوں کی شرمناک رسوائی۔ جناب عبدالقدیر امروھوی کا مضمون جو پہلے القاسم دیوبند رجب ۱۳۳۹ء میں شائع ہوا۔ پھر رسالہ کی شکل میں شائع ہوا۔ اس میں :۱...... موریشش افریقہ کی مسجد سے قادیانیوں کی قانونی بے دخلی۔ ۲...... سیدنا مہدی، سیدنا مسیح علیہم السلام اور قادیانی ملعون۔ ۳...... محمدی بیگم کا نکاح اور قادیانی ملعون۔ ۴...... سلطان بیگ اور مرزا قادیانی۔ ان چار طریقوں پر مرزائیوں کی رسوائی اور مرزا ملعون قادیانی کے کذب کو واضح کیا گیا ہے۔ نوے سال بعد دوبارہ شائع کرنے کی مجلس کو سعادت نصیب ہورہی ہے۔

۶...... رشد وہدایت۔ ابوالمحاسن محمد ارشد نے یہ رسالہ قادیانی عبدالرحیم مرزائی کے جواب میں تحریر فرمایا۔ جناب محمد ارشد صاحبؒ، حضرت مونگیریؒ کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ نے عبدالرحیم قادیانی کے جواب میں یہ رسالہ تحریر کیا۔ اس میں حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی خدمات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔

۷...... کشف التلبیس۔ مصنفہ حافظ محمد اسحٰق قریشی جہلم۔ حضرت مولانا عبداللطیف صاحبؒ بانی ومہتمم جامعہ حنفیہ جہلم اکابر علماء حق میں تھے۔ آپ کے بیان سے مسجد ومنبر کے درودیوار سے حق کی گونج ایسے بلند ہوتی تھی جو قادیانی کفر کو گرم توے پر رقص کرادینے کے مترادف تھی۔ جہلم قادیانی جماعت کے سیکرٹری نے ستمبر ۱۹۶۶ میں رسالہ تحریر کیا ''ہمارا نقطہ نظر'' جس میں قادیانی عقائد کو پیش کرتے ہوئے حضرت مولانا عبداللطیفؒ کو نشانہ تنقید بنایا گیا۔ جناب محمد اسحٰق قریشی نے اس رسالہ میں قادیانی رسالہ کا منہ توڑ جواب دیا۔

۸...... اعجاز الحق بجواب اظہار الحق۔ مصنفہ محمد اسحٰق قریشی جہلم۔ قادیانی رسالہ ہمارا نقطۂ کا جواب حافظ محمد اسحٰق قریشی نے کشف التلبیس کے نام سے شائع کیا۔ قادیانیوں نے اس کا جواب ’’اظہار الحق‘‘ کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں شائع کیا۔ جناب قریشی صاحب نے قادیانی رسالہ اظہار الحق کا جواب ’’اعجاز الحق‘‘ کے نام سے اس رسالہ میں دیا۔ اس کے بعد قادیانی کی بولتی بند ہوگئی۔

۹...... سودائے مرزا۔ حکیم ڈاکٹر محمد علیؒ۔ یہ رسالہ ۱۹؍اکتوبر ۱۹۳۱ء میں امرتسر سے شائع ہوا۔ ڈاکٹر حکیم محمد علیؒ صاحب طبیہ کالج دہلی کے سند یافتہ تھے۔ طبیہ کالج امرتسر کے ہیڈ پروفیسر بھی تھے۔ آپ نے اس رسالہ میں طبی دلائل اور مرزا قادیانی کی تحریرات سے ثابت کیا ہے کہ مرزا ملعون قادیان، نہ نبی تھا نہ مسیح نہ مجدد اور نہ ہی ولی و مسلم بلکہ مرض مالیخولیا کا مریض تھا۔ اس کے کل الہامات ودعاوی محض مرض مالیخولیا کے باعث تھے۔

۱۰...... مضمون چور۔ علامہ ابوالفضل جبروتی۔ یہ رسالہ ۱۹؍فروری ۱۹۵۰ء میں حضرت علامہ عبدالرشید طالوتؒ نے تحریر کیا۔ ابوالفضل جبروتی آپ کا قلمی نام تھا۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا قادیانی دوسرے حضرات کے مضامین کو چوری کر کے اپنی کتابوں میں شامل کیا کرتا تھا۔

۱۱...... قادیانیت اور اس کے مقتداء۔ حضرت مولانا محمد نور الحق علویؒ۔ ۲۲؍جولائی ۱۹۳۳ء کو حضرت مصنف نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مولانا نور الحقؒ صاحب معروف دانشور جناب غلام جیلانی برق کے بڑے بھائی تھے۔ دارالعلوم دیوبند میں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ سے آپ نے دورہ حدیث کیا۔ لاہور میں رد قادیانیت کے لئے ایک جماعت مستشار العلماء پنجاب قائم کی۔ حضرت مولانا محمد خلیلؒ صدر اور مولانا نجم الدینؒ پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نائب صدر، مولانا نور الحقؒ ناظم عمومی مقرر ہوئے۔ مستشار العلماء کے تحت پہلا رسالہ یہ شائع ہوا۔

۱۲...... التعرف بیوذ آسف۔ حضرت مولانا نور الحق علویؒ نے یہ رسالہ تحریر فرمایا۔ مرزا قادیانی ملعون نے یوذ آسف کو یسوع مسیح ثابت کرنا چاہا۔ پھر یوذ آسف کی قبر کشمیر کو مسیح علیہ السلام کی قبر ثابت کرنے کے درپے ہوا۔ دجل در دجل، کذب در کذب، فراڈ در فراڈ کے بعد ایک ایسا مؤقف پیش کیا۔ مسلمان، مسیحی، یہودی، تینوں آسمانی مذاہب کے پیروکاروں میں سے ایک شخص نے بھی مرزا قادیانی کے مؤقف کو تسلیم نہ کیا۔ نتیجتاً مرزا قادیانی ملعون کے حصہ میں سوائے دھوکہ دہی کی ابدی لعنت کے اور کچھ نہ آیا۔

مولانا نورالحق علویؒ نے اس رسالہ میں ثابت کیا کہ یوذ آسف مرزا قادیانی کی طرح خود ایک جھوٹا مدعی نبوت تھا۔ یوذ آسف شہزادہ نبی نہ تھا بلکہ ایک ملعون تھا۔ یہ اس رسالہ کا موضوع ہے۔ اس عنوان پر بہت سارے حضرات نے بہت کچھ تحریر فرمایا۔ فقیر کی رائے میں اس موضوع پر یہ رسالہ حرف آخر کا درجہ رکھتا ہے۔

۱۳...... الشہاب الثاقب علی الرجیم الکاذب۔ یعنی اسلام اور مرزائیت کا تضاد، حضرت مولانا نورالحق علویؒ نے ستمبر۱۹۳۴ء میں یہ رسالہ تحریر فرمایا تھا۔ چھیاسی سال گذرنے کے بعد اس رسالہ کی اہمیت اور ضرورت باقی ہے۔

۱۴...... مجلس مستشار العلماء کا قیام۔ پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں مجلس مستشار العلماء کا قیام عمل میں لایا گیا۔ مولانا قاضی محمد خلیلؒ سابق مفتی مالیر کوٹلہ کو اس کا صدر اور مولانا نورالحق علویؒ کو اس کا جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ سرپرست اس کے حضرت مولانا محمد انورشاہ کشمیریؒ قرار پائے۔ اس تنظیم کے تحت میں ردقادیانیت کے کام کے لئے مختلف شعبہ جات قائم کئے گئے۔ اس جماعت کے اراکین کے اسماء اور اغراض ومقاصد پر مشتمل تعارفی پمفلٹ مولانا نورالحقؒ نے شائع کیا۔ جو شامل اشاعت ہے۔ یہ وہی مستشار العلماء ہے جس کا مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ نے اپنے رسالہ دعوت حفظ ایمان نمبر۲ میں تذکرہ کیا ہے اور ساتھیوں کو اس تنظیم کے ساتھ مدد کرنے کی نصیحت فرمائی ہے۔

۱۵...... تعبیر رویائے حقانی۔ رد ہفوات قادیانی۔ تحریر جناب مولانا عبدالمجیدؒ کتاب ہذا میں قادیانی رسالہ ’’اسرار نہانی‘‘ کا محققانہ ومفصل جواب دیا گیا ہے۔ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادیؒ اور مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کے متعلق قادیانی خرافات کا ایسا جواب دیا گیا کہ قادیانیوں کے دانت کھٹے کردیئے گئے۔

۱۶...... ’’اکاذیب مرزا‘‘ مولانا ابوالحریز عبدالعزیزؒ مناظر ملتانی نے یہ رسالہ تحریر فرمایا ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کے پچاس جھوٹ ان کی کتابوں سے لکھے گئے ہیں اور ثابت کیا گیا ہے کہ ایسا شخص نبی تو بجائے خود صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہوسکتا اور جو قادیانی ان حوالہ جات کو غلط ثابت کرلے۔ ہر حوالہ پر انعام کا اعلان کیا گیا ہے۔

۱۷...... پنجابی مسیح موعود۔ یہ رسالہ جناب فصیح احمد بہاریؒ کا مرتب کردہ ہے۔ فصیح احمد بہاری رائل پاکستان ایئر فورس ناشر مکتبہ تحفظ ختم نبوت پشاور اس کے ٹائٹل پر لکھا ہے۔ اس رسالہ میں مرزا قادیانی کے دجل وفریب طشت ازبام کئے گئے ہیں۔

۱۸...... خدمات مرزا۔ انجمن تائید الاسلام لاہور کے ماہواری رسالہ تائید الاسلام سے ایک مضمون لے کر اسے اس کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا۔ مکمل نام یہ ہے۔ ”مرزائی نبوت کا آخری سہارا۔ خدمات مرزا۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی امت غیر اللہ کے دروازے پر مرزائی مذہب کے بنیادی اصول پر محققانہ تبصرہ۔“

۱۹...... آئینہ کمالات مرزا۔ ناظم دارالاشاعت رحمانی مونگیر کا مرتب کردہ ہے۔ خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے صحیفہ رحمانیہ شائع ہوتا تھا۔ اس کے کل چوبیس شمارے شائع ہوئے۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ! کہ مجلس تحفظ ختم نبوت نے صحیفہ رحمانیہ کی مکمل فائل جو چوبیس رسائل پر مشتمل تھی۔ احتساب قادیانیت کی جلد پانچ میں اسے شائع کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس طرح خانقاہ عالیہ رحمانیہ مونگیر شریف سے ایک رسالہ صحیفہ محمدیہؐ کے نام پر بھی شائع ہوتا تھا۔ اس کے کل کتنے شمارے شائع ہوئے۔ ان کی فائیل کہاں سے مل سکتی ہے۔ اعتراف کرتا ہوں کہ اس سلسلہ کی معلومات کے حاصل کرنے میں ناکام رہا۔ جس کی سخت ندامت ہے۔ صحیفہ محمدیہ کے تمام شمارے اتنے اہم موضوعات پر مشتمل ہوتے تھے کہ ان رسائل کے پہلے پانچ شمارہ جات کو ”آئینہ کمالات مرزا“ کے نام پر خود خانقاہ مونگیر کے حضرات نے شائع کیا۔ لیجئے۔ صحیفہ محمدیہ شمارہ ۱ تا ۵ کا مجموعہ ”آئینہ کمالات مرزا“ پیش خدمت ہے۔ اس کا مزید تعارف خود ناشرین نے کرادیا ہے۔ جو قارئین پڑھ لیں گے۔ تاہم اتنا عرض کئے بغیر چارہ نہیں کہ اس کا شمارہ نمبر۳ بطور خاص پڑھنے کی چیز ہے۔ اس میں مختلف حضرات نے مرزا قادیانی کے متعلق خواب دیکھے۔ وہ انہوں نے شائع کردیئے۔ قادیانی گروہ خواب پرست ہے۔ تو لیجئے۔ یہ خواب بھی ان کے پڑھنے کی چیز ہیں۔ تاکہ ان پر اتمام حجت ہوجائے۔ یہی ناشرین کے سامنے شائع کرنے کا مقصد تھا۔

۲۰...... حقیقت مرزا۔ مولانا سید محمد ادریسؒ صاحب جو انجمن اصلاح المسلمین دہلی کے سیکرٹری تھے۔ انہوں نے یکم دسمبر ۱۹۳۱ء کو یہ رسالہ دہلی سے شائع کیا۔ قادیانی عقائد کو مختصراً جمع کردیا گیا ہے۔ یوں سولہ حضرات کے بیس رسائل احتساب کی اس جلد میں شائع کرنے کی اللہ رب العزت نے توفیق سے سرفراز فرمایا۔ فلحمدللّٰہ!

فقیر اللہ وسایا!
۷؍صفر الخیر ۱۴۳۱ھ
۲۳؍جنوری ۲۰۱۰ء

اسلامی دُرّہ

المعروف

کذبات مرزا

جناب احمد صدیق سونڈوی

اسلامی درہ

حصہ اوّل

باسمہ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً!

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم ۰ لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم!

ناظرین! منشی غلام احمد قادیانی آنجہانی کو آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اس نے اپنے لئے بہت سے دعوے کئے۔ لیکن سب ہی غلط ثابت ہوئے۔ مجدد، محدث، ولی، آدم، نوح، موسیٰ، عیسیٰ، ابراہیم، محمد، احمد، غرض جس قدر بھی دنیا میں انبیاء علیہم السلام تشریف لائے وہ سب ہی مرزا قادیانی (معاذ اللہ) ہوئے ہیں۔

جری اللہ فی حلل الانبیاء بھی الہام ہے۔ آریوں کے بادشاہ بھی بنے تو ہندوؤں کے کرشن بھی۔ عیسائیوں کے یسوع مسیح بھی ہوئے تو مسلمانوں کے لئے مسیح موعود، پھر مردوں کے مراتب طے فرما کر عورت بھی ہوئے، حائضہ وحاملہ بھی ہوئے، دردزہ بھی شروع ہوئے، بچے بھی جنے گئے اور خود ہی مریم پھر ابن مریم بھی ہوئے۔ ہمبستری کس کے ساتھ ہوئی اور حمل کس سے ٹھہرا اس کو بھی مرزا قادیانی نے خود ہی بیان فرمادیا۔ غور سے پڑھئے۔

مرزا قادیانی کے ایک خاص مرید قاضی یار محمد صاحب پلیڈر لکھتے ہیں کہ: ”حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ سمجھنے والے کے واسطے اشارہ کافی ہے۔ (استغفر اللہ، استغفر اللہ، استغفر اللہ)“

(ٹریکٹ نمبر ۳۴ ص ۱۲، موسوم بہ اسلامی قربانی مطبوعہ ریاض ہند پریس امرتسر)

غرض کہ مرزا قادیانی سب کچھ ہوئے مگر ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کا بھی ایمان ان کو نصیب نہ ہوا۔

صوفی وفقیہہ وعالم ودانشمند
این جملہ شدی ولے مسلمان نشدی

آخر میں نبی بروزی، ظلی، مجازی، لغوی ہو کر نبی حقیقی شرعی پر بس نہیں کی۔ بلکہ صاحب شریعت بھی ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب پٹیالوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری اور سلطان محمد کی موت اور محمدی بیگم کے نکاح کے ہو جانے کو مرزا قادیانی نے اپنی صداقت اور کذب کا معیار

قرار دیا تھا۔ ان سب سے پہلے خود ہی بمرض ہیضہ لاہور میں مر کر اپنی ناکامی و نامرادی اور اپنا کذاب ہونا ایسا ثابت کر گئے کہ نہ موافقوں کو دم مارنے کی جگہ باقی رہی نہ مخالفوں کو زیادہ گفت وشنید کی ضرورت۔ جھوٹ بولے تو ایسے ایسے ڈبل بولے کہ زمین و آسمان تو ان کا تحمل کر نہیں سکتے۔ ہاں مرزا قادیانی کی قبر ہی میں ان کو تلاش کیا جائے تو ضرور ملیں۔

حضرات! ہماری تحقیق تو یہ ہے کہ ولایت میں کوئی مشین کتنی ہی تیز چلنے والی ہو اتنا کپڑا نہیں بن سکتی۔ جتنا قادیانی مشین میں دروغ بنایا جاتا ہے اور ہمارا دعویٰ ہے کہ منشی غلام احمد قادیانی آنجہانی عام انسانوں پر تو جھوٹ اور افتراء کرتے ہی تھے۔ لیکن خدا اور رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھی جھوٹ اور افتراء لگانے سے ان کو پرہیز نہ تھا اور اس کی مثالیں ہم نے کئی دفعہ بذریعہ اخبار شائع کی ہیں۔ جن کا جواب قادیانی امت نے بجز خاموشی کے اور کچھ نہ دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب قادیانی کابل تشریف لے گئے ہیں۔ کسی مرزائی کی تجہیز و تکفین کرنے۔

مرزائیوں کی غفلت سے بیچاری مرزائیت کا تو بڑی طرح تڑپ تڑپ کر خاتمہ ہوا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس جنازہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ مرزا قادیانی کا جنازہ تو لاہور سے دجال کے گدھے پر سوار کر کے قادیان پہنچایا گیا تھا۔ دیکھئے بیچاری مرزائیت قادیان سے لاہور آتی ہے۔ یا لاہور سے قادیان جاتی ہے یا لاوارثی میں عیسائیت کے سپرد ہوتی ہے۔

کل تیرے عاشق کی جاناں کیا ہی رسوائی ہوئی
ٹھوکریں کھاتی پھرے تھی نعش کفنائی ہوئی

سلطان القلم کے مریدو! اگر آپ لوگ منشی جی کو سچا ثابت نہیں کر سکتے۔ تو پھر یہ کہہ دو کہ ہم مرزا قادیانی کے کس قدر جھوٹ ثابت کر دیں تو آپ بھی ان کو جھوٹا کہیں گے۔ مناظروں کا دعویٰ، مباہلوں کا شور تھا۔ مگر سب ہی سیٹی پٹاخے بھول گئے اور کوئی جواب نہیں بنتا۔

کیوں نہیں بولتے صبح کے طیور
کیا شفق نے کھلا دیا سیندور

مرزائیو! تمہاری غیرت وشرم وحیا کہاں چلی گئی یا اسلام کے ساتھ اخلاق سے بھی خارج ہو گئے۔

گم ہوئی جاتی رہی کھوئی گئی آئی ہوئی
بے وفا تیری وفا میری شکیبائی ہوئی

روزانہ اخبار واشتہار ورسائل نکلتے ہیں۔ مگر ایک صفحہ جواب کا نہیں لکھ سکتے۔ قلم، دوات، کاغذ، پریس، مشینیں سب ہی کچھ موجود ہیں۔ مگر کوئی مرزائی ہے جو ہمارے مقابلہ میں قلم اٹھائے۔

مرزائیت کی پوری خانہ ویرانی کے بعد ہندوستان کے تمام قادیانیوں کو چیلنج دیا۔ اس کو کس نے نہیں دیکھا۔ مگر کوئی مرزائی بولا یا بول سکتا ہے؟ پھر کس منہ سے مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہو اور کس حق کو دنیا کے سامنے پیش کرتے ہو۔ تم تو ابھی ابھی اسلام سے خارج ہوئے ہو۔ انصاف سے بات کرو۔

افسوس کا مقام ہے کہ یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم سے اصولی بحث کرلو۔ جب اصولی بحث شروع ہوتی ہے تو جان چھڑا جاتے ہیں۔ کیا یہی اعلیٰ اصولی بحث ہے کہ جھوٹ بولنے والا بھی خدا کا مخاطب یا ملہم ہوسکتا ہے؟

دوستو! دیکھنا تو یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے دنیا میں آ کر کس قدر جھوٹ بولے، اگر مرزا قادیانی کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہوجائے تو بس قصہ ہی ختم۔

حیرت کا مقام ہے کہ یہ مرزائی کس طرح آستینیں چڑھا چڑھا کر مخالفین اسلام سے بحثیں کرنے جاتے ہیں اور وہاں اسلام کے دلائل سے فتح پا کر احمدیت کی فتح مشہور کرتے ہیں۔ مگر جب احمدیت پر حملہ ہوتا ہے تو ایسے خاموش ہوجاتے ہیں جیسے ''کالمغتشی علیہ من الموت''

مرزائیو! ہم تمہارے بھلے کی بات کہتے ہیں کہ جھوٹوں کا ساتھ چھوڑ دو اور بحکم خدا ''کونوا مع الصادقین'' سچوں کا ساتھ دو۔

قادیانی دوستو! آپ لوگوں پر بہت ہی افسوس ہے کہ تم لوگ مرزا قادیانی کے تخت وتاج کے وارث بن کر ''مرزا قادیانی'' کے جھوٹ کو خاموشی سے سن رہے ہو اور ادھر ادھر کی فضول باتوں میں اپنا وقت ضائع کررہے ہو اور جھوٹی گپیں مشہور کر کے ناواقفوں کی آنکھوں میں خاک ڈالتے ہو۔ مگر مرزا آنجہانی سے کذبات کا الزام دور کرنے کی طرف نہیں آتے۔

مجھے امید قوی ہے کہ اگر کوئی مرزائی خالی الذہن ہوکر خلوص نیت سے اس کتاب کا مطالعہ کرے گا تو وہ ضرور کذاب قادیانی سے قطع تعلق کر کے دوبارہ سرکار مدینہ ﷺ کے جھنڈے تلے پناہ لے گا۔

دوستو! میرا اور تمام اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود و نبی تو کیا ہوتے وہ تو ایک سیدھے سادھے مسلمان بلکہ حق بات تو یہ ہے وہ ایک سچے انسان بھی نہ تھے۔ عیسائیوں اور یہودیوں پر نظر ڈالئے، پارسی اور ہندوؤں کو دیکھئے کہ باوجود ان کے کفر کے بہت سے ایسے انسان آپ کو ملیں گے جنہوں نے عمر بھر کبھی جھوٹ نہیں بولا ہوگا۔ خاص کر وہ جھوٹ جو دوسرے انسانوں کو دھوکہ دینے والا ہو۔

ناظرین! اب ہم منشی غلام احمد قادیانی آنجہانی کے کذبات کے ایک طویل فہرست درج کرتے ہیں۔ تاکہ مرزا قادیانی کے اسلام اور مجددیت اور نبوت سے پہلے ان کے کذبات کو دیکھا جائے کہ آیا وہ اس قابل انسان تھے کہ ان کی بات یا دعویٰ کو سنا بھی جائے۔

خادم العلماء: بندہ احمد صدیق سونڈوی

جھوٹ دھوکہ اور افتراء

۱...... امام مہدی علیہ السلام کی بابت مرزا قادیانی ایمی ٹیشن قرآن یعنی کتاب (ازالہ اوہام ص۲۳۵، خزائن ج۳ ص۲۱۸) پر لکھتے ہیں کہ: ’’میں کہتا ہوں کہ مہدی کی خبریں ضعف سے خالی نہیں۔ اسی وجہ سے امامین حدیث نے ان کو نہیں لیا۔‘‘

پھر اسی کتاب کے (ص۵۱۸، خزائن ج۳ ص۳۷۸) پر بہت زور دے کر لکھتے ہیں کہ: ’’مہدی کے بارہ میں جو بیان کیا جاتا ہے کہ پہلے امام مہدی آویں، اور بعد اس کے ظہور مسیح ابن مریم کا ہو یہ خیال قلت تدبر کی وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ اگر مہدی کا آنا مسیح ابن مریم کے زمانہ کے لئے ایک لازم غیر منفک ہوتا اور مسیح کے سلسلہ ظہور میں داخل ہوتا تو دو بزرگ شیخ اور امام حدیث کے یعنی حضرت محمد اسماعیل صاحب صحیح بخاری اور حضرت امام مسلم صاحب صحیح مسلم اپنی صحیحوں سے اس واقعہ کو خارج نہ رکھتے۔ لیکن امام مہدی کا نام تک بھی تو نہیں لیا۔‘‘

ہر دو اقتباس ظاہر کر رہے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کس زور و شور سے اس امر کو بیان کیا ہے کہ مہدی کے بارہ میں کوئی بھی حدیث صحیح بخاری میں نہیں ہے۔ (کتاب تفہیمات شیطانیہ، مصنف ابوالخطا جلندری قادیانی)

حضرات! دیکھا آپ نے کہ ۱۳۱۰ھ تک مرزا قادیانی یہی رٹ لگاتے رہے کہ امام مہدی علیہ السلام کے بارہ میں جو احادیث ہیں وہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ اس لئے کہ امام محمد اسماعیل نے صحیح بخاری شریف میں امام صاحب علیہ السلام کا نام تک نہیں لیا۔ لیکن جب ماہ

رمضان ۱۳۱۱ھ میں سورج اور چاند کو گرہن [1] لگا تو جھٹ سے مرزا قادیانی نے انہیں ضعیف حدیثوں کو صحیح مان کر کتاب (شہادۃ القرآن ص۴۰، خزائن ج۶ ص۳۳۷) پر ایک افتراء امام بخاریؒ پر اس طرح تصنیف کیا۔ لکھتے ہیں کہ: ”اگر حدیث کے بیان پر اعتبار ہے تو پہلے ان حدیثوں پر عمل کرنا چاہئے جو صحت اور وثوق میں اس حدیث پر کئی درجہ بڑھی ہوئی ہیں۔ مثلاً صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ اس کے لئے آسمان سے آواز آئے گی کہ ”ھذا خلیفۃ اللہ المھدی“ اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو ’اصح الکتاب بعد کتاب اللہ“ ہے۔“

یہ حدیث صحیح بخاری شریف میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی پچاس روپیہ انعام پائے ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں اس پر اعتبار نہیں ہوتا۔“

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

۲…… دجال کا دوسرا دجل دیکھئے۔ کتاب (تحفۂ گولڑویہ ص۲۷، خزائن ج۱۷ ص۲۱۱) پر ایک حدیث اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”نسائی نے ابوہریرہؓ سے دجال کی صفت میں آنحضرتﷺ سے یہ حدیث لکھی ہے۔ ”یخرج فی اٰخرالزمان دجال یختلون الدنیا بالدین یلبسون لناس جلود الضان السنتھم احلی من العسل وقلوبھم قلوب الذیاب یقول اللہ عن دجل ابی یفترون ام علی یخبرون“ اور اگر کوئی مرزائی ہمت کر کے یہ حدیث نسائی (یا کسی اور صحیح حدیث کی کتاب میں) دکھائے تو چالیس روپیہ انعام پائے۔“ ورنہ جھوٹے کی نسبت مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ”ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ پر ایسا خیال جھوٹا ثابت ہو گیا تو پھر چاہئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں۔“

(تتمہ حقیقت الوحی ص۳۴، خزائن ج۲۲ ص۴۶۷)

---

[1] حالانکہ ایسے گرہن پہلے بھی کئی دفعہ سورج اور چاند کو لگ چکے ہیں اور تعجب ہے کہ ایک جھوٹی روایت کو یہ کہتے ہوئے خدا کا خوف نہیں اور رسول سے شرم بھی نہیں آتی کہ یہ حدیث ہے۔ دوستو! آنحضرتﷺ فرماتے ہیں۔ ”من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار“ جو کوئی مجھ پر جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔ (حدیث)

۳...... حضرت ابوہریرہؓ ایک جلیل القدر صحابی گذرے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ آسمان سے نازل ہونے کی نسبت ایک حدیث آنحضرتﷺ سے بیان فرما کر اس کی تائید میں ایک آیت قرآنی پیش کی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے مرزا قادیانی کا اگر کوئی قصور کیا ہے تو وہ یہی ہے کہ حدیث کی تائید میں آیت قرآنی کیوں چسپاں کردی۔ یہ آیت دیکھنے کے بعد مرزا قادیانی اور وہ مرزا جس کی بدزبانی سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسی پاک ہستی نہ بچ سکی تو اس کے مقابلہ میں حضرت ابوہریرہؓ کی کیا وقعت ہوسکتی ہے۔ ان کی نسبت برا بھلا کہہ کر اور پھر طرفہ یہ کہ وہ الفاظ صاحب تفسیر مظہری کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مرزائیو سنو اور کان کھول کر سنو! کتاب (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰) پر مرزا قادیانی اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”دیکھو تفسیر ثنائی کہ اس میں بڑے زور سے ہمارے اس بیان کی تصدیق موجود ہے اور اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ کے نزدیک یہی معنی ہیں۔ مگر صاحب تفسیر لکھتا ہے کہ ابوہریرہؓ کا فہم قرآن میں ناقص [1] ہے اور اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔“ ارے دجال کے مریدو! صاحب تفسیر نے کہاں لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ کا فہم قرآن میں ناقص ہے۔ یہ الفاظ تفسیر ثنائی میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ تیس روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے بدذات اور شریروں کی نسبت لکھا ہے کہ: ”غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔“ (آریہ دھرم ص۱۹، خزائن ج۱۰ ص۱۳)

۴...... حضرت ابوسعیدؓ فرماتے ہیں کہ جب ہم جنگ تبوک سے واپس آئے تو ایک شخص نے آنحضرتﷺ سے دریافت کیا کہ قیامت کب ہوگی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ: ”تمام نبی آدم پر سو سال نہ گذرے گا۔ مگر آج کے زندوں میں کوئی روئے زمین پر نہ ہوگا۔“

(معجم صغیر طبرانی مطبوعہ مطبع انصاری دہلی ص۱۵، وجامع ترمذی کتاب الفتن ج۲ ص۴۹، صحیح مسلم کتاب الفتن)

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ان کی عمروں کے لئے غالب امر یہی تھا کہ وہ اس مدت سے تجاوز نہ کریں۔ جس کی تعیین آنحضرتﷺ نے فرمادی تھی اور تب اس زمانہ کے تمام لوگوں پر قیامت آگئی۔ (منقول از تجلیات شیطانیہ مؤلفہ ابوالخطا جلندری)

---

[1] کسی بزرگ نے سچ کہا ہے کہ دماغ مرزا کا صحیح نہیں اور بیوقوف لوگ ہوگئے۔

یعنی جس وقت آنحضرت ﷺ نے یہ حدیث فرمائی تھی اس وقت جتنے لوگ دنیا میں زندہ تھے ان کی بابت فرمایا کہ سوسال تک ایک بھی نہ رہے گا۔ اب ذرا سودیشی نبی قادیانی کی بھی سنئے۔ کتاب (ازالہ اوہام ص۲۵۲، خزائن ج۳ ص۲۲۷) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ’’ایک اور حدیث بھی مسیح ابن مریم کے فوت ہو جانے پر دلالت کرتی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ قیامت کب آئے گی تو آپ نے فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آئے گی۔‘‘

آنحضرت ﷺ کے زمانہ سے سو برس تک قیامت آنے والی حدیث اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ بیس روپیہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹ بولنے کی نسبت مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ’’اے بے باک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۵)

۵…… حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ: ’’طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر نازل کیا گیا تھا۔ اگر تم کو معلوم ہو جائے کہ کسی جگہ طاعون ہے تو وہاں نہ جاؤ اور اگر کسی جگہ طاعون پیدا ہو جائے اور تم وہاں موجود ہو تو بھاگ کر وہاں سے نہ چلے جاؤ۔‘‘ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

اب مسیح قادیانی کے بھی عقائد سنئے! لکھتے ہیں کہ: ’’ہم نہ شریعت میں کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کم کرتے ہیں اور ایک ذرہ کی کمی بیشی نہیں کرتے اور جو کچھ رسول اللہ ﷺ سے ہم کو پہنچا ہے اس کو قبول کرتے ہیں۔ چاہے اس کو ہم سمجھیں یا اس کے بھید کو نہ سمجھیں۔‘‘

(نور الحق حصہ اوّل ص۵، خزائن ج۸ ص۷)

پھر لکھتے ہیں کہ: ’’ہمارا عقیدہ ہے کہ نجات صرف اسلام میں ہے۔ جو حضرت محمد ﷺ کی فرمانبرداری سے حاصل ہو سکتی ہے اور جو امور اسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ہم ان سے بالکل بیزار اور بری ہیں اور ہمارے پاک رسول محمد ﷺ جو کچھ لائے ہیں اس پر ہمارا پختہ ایمان ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۷، ۳۸۸، خزائن ج۵ ص ایضاً)

حضرات! دیکھا آپ نے کہ مرزا قادیانی کا احادیث پر کیسا پکا ایمان ہے۔ اب ذرا اس ایماندار کا پختہ ایمان بھی ملاحظہ فرمایئے۔ (اشتہار اگست ۱۹۰۷ء، ریویو قادیان ج۶ ص۳۶۵) پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت ایک افتراء اس طرح بیان کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ وائسرائے

اس تجویز کو پسند فرماتے ہیں کہ: ''جب کسی گاؤں یا اس شہر کے کسی محلّہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے محلّہ کے لوگ جن کا محلّہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلاتوقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے، رہائش اختیار کریں۔ سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔''

ارے کذاب کے مریدو! آنحضرت ﷺ نے کہاں فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ اگر کوئی مرزائی یہ حدیث دکھائے تو وہ دس روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''سچ بات تو یہ ہے کہ جب انسان جھوٹ بولنا روا رکھ لیتا ہے تو حیا اور خدا کا خوف بھی کم ہو جاتا ہے۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۵، خزائن ج۲۲ ص۵۷۳)

۶...... منشی غلام احمد قادیانی آنجہانی کے مخالف ایک بزرگ مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری تھے۔ انہوں نے ایک کتاب ''فتح رحمانی'' منشی جی کے رد میں لکھی تھی اور دوسرے بزرگ مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی تھے۔ انہوں نے بھی مرزا قادیانی کے رد میں ایک کتاب ''اعلان الحق الصریح بتکذیب مثیل المسیح'' لکھی تھی اور اس بزرگ نے تو مرزا قادیانی کی یا اپنی موت کا ذکر تک نہیں کیا۔

اب ان یزیدی صفت لوگوں کے مرشد اعظم کا سفید جھوٹ ملاحظہ ہو۔ (اربعین نمبر۳ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴) پر لکھتے ہیں کہ: ''مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی اسماعیل علی گڑھی والے نے میری نسبت قطعی حکم لگایا ہے کہ وہ کاذب ہے تو ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور پہلے مرے گا۔ کیونکہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کون تھا۔''

مرزائیو! مولوی غلام دستگیر صاحب قصوری اور مولوی اسماعیل صاحب علی گڑھی والے کی کتاب میں سے مذکورہ بالا الفاظ نکال کر اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ پانچ روپیہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۹، خزائن ج۲۲ ص۲۱۸)

۷...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں ایمان لاتا ہوں اللہ پر، ملائکہ پر، رسولوں پر۔“ (اشتہار ۲؍اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

اس ایماندار کا رسولوں پر کیسا ایمان تھا وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

ناظرین! جب مرزا قادیانی کی پیش گوئیاں غلط ثابت ہوتی رہیں تو ایک طرف سے عیسائیوں اور ہندوؤں نے لے گھسیٹا، تو دوسری طرف سے دیوبندیوں نے دھر دبایا کہ آپ کیسے نبی اور کیسے مسیح موعود ہیں کہ آپ کی ایک پیش گوئی بھی سچی نہیں نکلتی۔ تو مولویوں کا منہ بند کرنے کا یہ طریقہ مرزا قادیانی اختیار کرتے ہیں اور رسولوں پر جو ایمان تھا اس کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ اگر ہم نے پیش گوئیوں کے سمجھنے میں غلطی کھائی تو ہوا کیا۔ بلکہ: ”کوئی نبی دنیا میں ایسا نہیں گذرا جس نے اپنی پیش گوئی سمجھنے میں غلطی نہ کھائی ہو۔“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۶، خزائن ج۲۱ ص۱۶۸)

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ تک کسی ایک نبی کی پیش گوئی اگر کوئی مرزائی غلط ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی چار روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔“

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۴۰)

۸...... حضرت پیر صاحب العلم پیر صاحب جھنڈے والے عالم باعمل، بزرگ، درویش، صوفی، ولی اللہ، حسنی وحسینی جن کے لاکھوں مرید ہیں۔ آپ کے ملفوظات ومکتوبات شائع شدہ ہیں۔ حضرت پیر صاحبؒ نے قرآن شریف کی ایک تفسیر بزبان سندھی بھی لکھی ہے۔ اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان پر جانا اور پھر دوبارہ دنیا میں آنا عقلی ونقلی دلائل سے ثابت کیا ہے۔ ان کی نسبت مرزا قادیانی اپنی مایۂ ناز کتاب (حقیقت الوحی ص۲۰۲، خزائن ج۲۲ ص۲۱۰) پر لکھتے ہیں کہ: ”میری نسبت پیر صاحب العلم سندھی نے جس کے ایک لاکھ مرید تھے اور وہ اپنی نواح میں مشہور بزرگ تھے خواب میں دیکھا تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ (مرزا قادیانی) سچا ہے اور ہماری طرف سے ہے۔“

پھر وہی مرزا قادیانی آنجہانی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص۶۰، خزائن ج۱۱ ص۳۴۴) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ”پیر صاحب العلم (قدس سرہ) جو بلاد سندھ کے مشاہیر مشائخ میں سے ہیں۔

جن کے مرید ایک لاکھ سے کچھ زیادہ ہوں گے اور باوجود اس کے وہ علوم عربیہ میں مہارت تامہ رکھتے ہیں اور علماء راسخین میں سے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے جو میری نسبت گواہی دی ہے وہ یہ ہے۔ یعنی میں نے رسول اللہ ﷺ کو عالم کشف میں دیکھا۔ پس میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کیا یہ جھوٹا مفتری ہے یا صادق ہے۔ پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ صادق ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ پس میں نے سمجھ لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ اب بعد اس کے ہم آپ کے امور میں شک نہیں کریں گے اور آپ کی شان میں ہمیں کچھ شبہ نہ ہوگا اور جو کچھ آپ فرمائیں گے ہم وہی کریں گے۔ پس اگر آپ یہ کہو کہ ہم امریکہ[1] میں چلے جاویں تو ہم وہیں جائیں گے۔''

اگر کوئی مرزائی یا سیٹھ اسماعیل آدم میمن پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بمبئی حضرت پیر صاحب العلم کا خط دکھائے تو وہ تین روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے جھوٹے کی نسبت لکھا ہے کہ: ''جھوٹے پر اگر ہزار لعنت نہیں تو پانچ سو سہی۔''

(ازالہ اوہام ص۸۶۶، خزائن ج۳ ص۵۷۲)

۹...... قادیانی دوستو! ہمارا دعویٰ ہے کہ مرزا قادیانی کا رسولوں پر تو کیا ایمان تھا۔ بلکہ سید المرسلین، خاتم النبیین شفیع المذنبین ﷺ پر بھی اس کذاب کا ایمان نہ تھا۔ یقین نہ آئے تو سنئے۔ (ازالہ اوہام ص۴۰۰، خزائن ج۳ ص۳۰۷) پر دشمن رسول لکھتا ہے کہ: ''میرا تو یہی مذہب ہے۔ جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فراست کے برابر نہیں۔ مگر پھر بھی بعض پیش گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصلی حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔''

اگر کوئی مرزائی ایک پیش گوئی بھی آنحضرت ﷺ کی ایسی بتائے جس میں آپ نے یہ فرمایا ہو کہ پیش گوئی سمجھنے میں میں نے غلطی کھائی ہے تو وہ مرزائی دو روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۶، خزائن ج۲۲ ص۵۵۲)

---

[1] مرزائیو! جیسے مرزا قادیانی نے قادیان کو دمشق بنا دیا تھا ویسے آپ کہیں طاغوت کو طاعون نہ بنا لینا۔

۱۰...... کتاب (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵) پر ایک افتراء خدا تعالیٰ پر اس طرح تصنیف کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ کوئی مرزائی یہ آیت دکھائے تو وہ ایک روپیہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جس امر میں قرآن اور رسول کریم پر زد پڑتی ہو تو ایماندار کا کام نہیں کہ اس پلید پہلو کو اختیار کر لے۔“ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱)

مسیح موعود کے وقت کا نشان

بندہ نے ایک دفعہ مرزا قادیانی کو پوچھا کہ جناب والا اگر دجال پادری ہیں تو ان کا گدھا کون سا ہے؟ فرمانے لگے کہ دجال کا گدھا یہی ریل کی سواری ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۱۶۴، خزائن ج ۳ ص ۱۷۴)

ناظرین! غور کیجئے کہ اس ریل کی ایجاد ۱۸۰۰ء سے بھی پہلے کی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی کے آباؤ اجداد بھی پیدا نہیں ہوئے تھے اور پھر تماشہ یہ کہ اسی گدھے پر خود بھی سوار ہوتے رہے اور پنجاب میں سیر کرتے رہے۔ لیکن کبھی آپ نے یہ نہیں کہا کہ یہ ریل بھی مسیح موعود کے وقت کا نشان ہے۔ بلکہ اسی ریل کو دجال کا گدھا ہی ظاہر کرتے رہے۔

حضرات! جب سلطان عبدالحمید خان مرحوم نے حاجیوں کی تکلیف دور کرنے کے لئے اسلامی دنیا میں تحریک کی کہ حجاز میں ریل بنائی جائے تو مرزا قادیانی نے سوچا کہ جب حجاز میں ریل تیار ہوگی تو ضرور ہے کہ دمشق سے مدینہ اور مدینہ سے مکہ پھر جدہ تک بھی ریل تیار ہو جائے گی۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر آپ نے بھی اپنی صداقت کا نشان دکھانے کے لئے یہ اعلان کر دیا کہ یہ ریل جو حجاز میں تیار ہو رہی ہے یہ بھی میری صداقت کا نشان ہے۔ مگر مرزا قادیانی اس فن میں کمال حاصل کر چکے تھے کہ جب کبھی کوئی پیش گوئی یا کسی کی نسبت اعلان کرتے تھے تو دونوں پہلوؤں کو پہلے سوچ لیتے تھے اور اپنے بچاؤ کی صورت کوئی نہ کوئی رکھ لیتے تھے۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ اگر مولویوں کے رگڑے میں آ گیا تو پیس کر ہی رکھ دیں گے۔ چنانچہ آپ نے یہ سوچا کہ اگر مدینہ اور مکہ کے درمیان ریل تیار ہوگئی اور لوگوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی تب تو پانچوں انگلیاں فلاں ابن فلاں میں اور اگر ریل نہ تیار ہوئی تو یہ کہہ کر جان چھڑاؤں گا کہ یہ ایڈیٹران اخبار کا مقولہ ہے جو میں نے نقل کیا ہے اور اس وقت ریل تیار ہو رہی تھی۔ اس لئے مجھ پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور اگر ریل تیار نہ ہوئی تو نہ سہی۔ اس کی جگہ پر موٹریں تو چل رہی ہیں اور یہ دجال کے چھوٹے گدھے ہیں۔ اللہ اللہ خیر سلا!

اصل الفاظ ۱؎ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔ سنئے کتاب (اعجاز احمدی ص۶، خزائن ج۱۹ ص۱۰۸) پر لکھتے ہیں کہ: ”آسمان نے بھی میرے لئے گواہی دی۔ مگر دنیا کے اکثر لوگوں نے مجھے قبول نہ کیا۔ میں وہی (کاذب) ہوں جس کے وقت میں اونٹ ۲؎ بیکار ہوگئے اور پیش گوئی آیت کریمہ ”**واذا العشار عطلت**“ پوری ہوئی اور پیش گوئی حدیث ”**ولیترکن القلاص فلا یسعیٰ علیہا**“ نے اپنی پوری پوری چمک دکھلا دی۔ یہاں تک کہ عرب وعجم کے ایڈیٹران اخبار اور جرائد والے اپنے پرچوں میں بول اٹھے کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان جو ریل تیار ہو رہی ہے یہ بھی اس پیش گوئی کا ظہور ہے جو قرآن اور حدیث میں ان لفظوں سے کی گئی تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے۔“

اگر کوئی مرزائی مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کے درمیان ریل کی سواری دکھائے تو وہ مرزائی ماہ دسمبر میں ظلی حج ادا کرنے کے لئے کراچی سے قادیان تک ریٹرن ٹکٹ ریل کی ہم سے پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے کافروں کی نسبت لکھا ہے کہ: ”بڑے کافر دو ہی ہیں۔ ایک خدا پر افتراء کرنے والا دوسرا خدا کے کلام کی تکذیب کرنے والا۔“

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

۱۲…… تین عورتوں کے نکاح والا لنگڑا الہام۔ مرزا قادیانی کی پہلی شادی غالباً ۱۸۵۲ء یا ۱۸۵۳ء میں حرمت بی بی سے ہوئی۔ جس کے بطن سے دو بیٹے ایک مرزا سلطان احمد اور دوسرا مرزا فضل احمد پیدا ہوئے۔ مگر محمدی بیگم جس کا نکاح مرزا قادیانی کے ساتھ خدا نے آسمان پر پڑھا تھا اور گواہ فرشتہ ٹیچی ٹیچی تھا۔ جب اس منکوحہ آسمانی کا نکاح سلطان محمد آف پٹی سے ہوا تو مرزا قادیانی نے اپنی زوجہ اوّل حرمت بی بی کو طلاق دے دی اور بیٹوں کو بھی عاق کر دیا۔ دوسری شادی ۱۸۸۴ء میں بمقام دہلی نصرت جہاں بیگم سے ہوئی اور تیسرا نکاح محمدی بیگم سے ہونا تھا۔ ان تین عورتوں کی نسبت مرزا قادیانی اپنا لنگڑا الہام اس طرح ظاہر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ”براہین احمدیہ میں بھی اس وقت سے ۱۷ برس پہلے اس پیش گوئی کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے۔ جو

۱؎ یہ معمہ اب تک سمجھ میں نہیں آیا کہ گدھا تو دجال کا اور نشان مرزا قادیانی کا، اور ہنسی اس بات پر آتی ہے کہ دجال ہندوستان میں مسیح موعود قادیان میں اور دجال کا گدھا عربستان میں اور لطف یہ کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان میں یہ دین کی تجدید ہو رہی ہے یا قرآن اور حدیث کی تردید ہو رہی ہے۔

۲؎ اچھا مسیح آیا کہ بے روزگاری بڑھ گئی۔

اس وقت میرے پر کھولا گیا ہے اور وہ الہام یہ ہے جو (براہین احمدیہ ص ۴۹۷، خزائن ج ۱ ص ۵۹۰) میں مذکور ہے۔ ’’یا ادم اسکن انت وزوجك الجنة ، یا مریم اسکن انت وزوجك الجنة ، یا احمد اسکن انت وزوجك الجنة‘‘ اس جگہ تین جگہ زوج کا لفظ آیا ہے اور تین نام اس عاجز کے رکھے گئے ہیں۔ پہلا نام آدم...... اس وقت پہلی زوجہ[1] (حرمت بی بی) کا ذکر فرمایا۔ پھر دوسری زوجہ (نصرت جہاں بیگم) کے وقت میں مریم[2] نام رکھا...... اور تیسری زوجہ (محمدی بیگم) جس کا انتظار رہے۔ اس کے ساتھ احمد کا لفظ شامل کیا گیا۔‘‘

ناظرین! اس تیسری بیوی نے تو مرزا قادیانی کو دنیا میں تا قیامت ایسا رسوا۔ ذلیل اور بدنام کیا ہے۔ جس کی انتہا نہیں۔ حتیٰ کہ پنڈت لیکھرام نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ: ’’جب پچاس سال تک محروم تو اب کیا مقسوم۔‘‘ آگے لکھتے ہیں کہ مرزا غلام احمد کی عمر پچاس برس کی تو ہو چکی۔ مگر اب تک عورتوں کی خواہش باقی ہے۔ (کتاب تفہیمات شیطانیہ ص ۱۰۵، مصنف مولوی ابوالخطا جلندری)

اب تیسری شادی کے متعلق مرزا قادیانی کی پیش گوئی سنئے۔ (اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۰۲) میں لنگڑا الہام اس طرح شائع کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ’’اور خواتین مبارکہ سے جن میں تو بعض کو اس (نصرت جہاں بیگم) کے بعد پائے گا۔‘‘

اس الہام کے بعد نہ کوئی نکاح ہوا اور نہ کوئی خواتین مبارکہ یا نامبارکہ ہی ملی۔ محمدی بیگم والا نکاح شاید لنگڑے الہام کو سچا کر دیتا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے نہ چاہا کہ جھوٹے کو سچا کر دکھائے۔

اس الہام کے بعد کسی عورت سے مرزا قادیانی کا نکاح اگر کوئی مرزائی ثابت کر دکھائے تو وہ آٹھ آنہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۷)

۱۳...... حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ اپنے (مکتوبات جلد ثانی ص ۹۹) میں ایک مکتوب بنام محمد صدیق صاحب لکھتے ہیں اور اسی مکتوب کو (جب کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت نہیں کیا تھا) کتاب (ازالہ اوہام ص ۹۱۵، خزائن ج ۳ ص ۶۰۰) پر اس طرح لکھتے ہیں کہ: ’’اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ کا بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہمکلامی کے رنگ میں ہوتا ہے...... اور جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی کا پاتا ہے۔ اس کو محدث بولتے ہیں۔‘‘ ازالہ اوہام

---

[1] وہ عورت تو مطلقہ ہوگئی۔ یہ الہام تو کانا نکلا۔

[2] یہ وہی مرزائی مریم ہے جس سے خدا نے مرد بن کر ہم بستری کی تھی۔

میں مرزا قادیانی نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس شخص کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے وہ محدث کہلاتا ہے۔

دجالوں کے کام اور کون سے ہوتے ہیں۔ غور کیجئے کہ جب مرزا قادیانی کھلم کھلا اپنی نبوت کا اعلان کرتے ہیں تو حضرت امام مجدد صاحب کی اسی تحریر کو یوں نقل کرتے ہیں اور یہود کی مثل ''یحرفون الکلم عن مواضعه'' کا مصداق اس طرح خود کو ثابت کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں کہ: ''بات یہ ہے کہ جیسا مجدد صاحب سرہندی (رحمتہ اللہ علیہ) نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

یہ عبارت امام مجدد صاحب کے مکتوبات میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ چار آنہ انعام پائے۔ ورنہ ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''ایمانداروں کی یہی علامت ہے کہ جب ایک موقعہ میں ایسا خیال جھوٹا ثابت ہوگیا تو پھر چاہئے کہ عمر بھر اس کا نام نہ لیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۳۴، خزائن ج۲۲ ص۴۶۷)

۱۴...... برادران اسلام! میں نہایت پختہ طور سے آپ پر ظاہر کرنا چاہتا ہوں کہ خود مرزا قادیانی کے اقراروں سے ان کی حالت سے ان کے وجود کے بے سود ہونے سے ان کے علانیہ جھوٹ بولنے سے ہم نے سنداً قادیان کو کاذب ثابت کر دیا ہے۔ اب غضب یہ ہے کہ ایسے شخص کو حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظل کہا جاتا ہے۔ بلکہ حضرت سرور عالم ﷺ کا دوسرا جنم قرار دیا جاتا ہے۔ کیا ایسے علانیہ جھوٹ بولنے والے کا سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ سے کچھ واسطہ ہوسکتا ہے؟ اگر ایسے شخص کو واسطہ ہوسکتا ہے تو نبوت ورسالت بلکہ خدائی درہم برہم ہو جائے اور دہریوں کو بغلیں بجانے کا موقع ملے۔ ایک اور سنئے! مرزائیوں کا خوابی [1] خدا (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷) پر لکھتا ہے کہ: ''قرآن شریف خدا کا کلام میرے منہ کی باتیں ہیں۔''

کیا یہ الفاظ کوئی لاطینی یا عبرانی ہیں۔ جن کو کوئی نہ سمجھتا ہو، یا عربی ہیں جو آپ یہ کہہ کر جان چھڑائیں گے کہ الف لام استغراقی ہے یا قال کا صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اوّل اذ موجود ہے۔ یہ تو صاف اردو کے الفاظ ہیں۔ ایک جاہل سے جاہل بلکہ ایک سکول کے لڑکے سے بھی

---

[1] میں نے خواب میں دیکھا کہ میں اللہ ہوگیا اور میں نے یقین کرلیا کہ ہاں واقعی میں خدا ہوں۔ پھر میں نے آسمان بنایا اور زمین بنائی۔ (آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص۵۶۴)

پوچھیں گے تو یہی کہے گا کہ یہ الفاظ کفریہ ہیں اور ایسا شخص ہرگز ہرگز مسلمان کہلائے جانے کا مستحق نہیں۔ اگر کوئی مرزائی قرآن شریف کو مرزا قادیانی کے منہ کی باتیں ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی دوآنہ انعام پائے۔ ورنہ کیا اب بھی نہ کہیں کہ: ’’لعنة اللّٰه علی الکاذبین‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۲، خزائن ج۱۷ ص۵۸)

۱۵...... مرزا قادیانی نے ۵؍جون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے حریف مقابل ڈپٹی آتھم کی نسبت یہ پیش گوئی کی تھی کہ: ’’آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔‘‘ (جنگ مقدس ص۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

اچھا جناب اگر ڈپٹی آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو پھر مرزا قادیانی کو کون سی سزا دی جائے۔ اس کا فیصلہ بھی مرزا قادیانی نے خود ہی فرمایا۔ لکھتے ہیں کہ: ’’اگر آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے۔ میرے گلے میں (سوا دو انچ کا) رسہ ڈال دیا جاوے۔ (اور پھر) مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں۔‘‘

(جنگ مقدس ص۲۱۱، خزائن ج۶ ص۲۹۳)

ناظرین! جب ڈپٹی آتھم پندرہ ماہ کے عرصہ میں نہ مرا تو عیسائیوں نے بڑی خوشیاں منائیں اور ڈپٹی آتھم کا امرتسر میں ایک بڑا جلوس نکالا اور جلوس کے آگے آگے یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتم ہووے گا نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

لیکن مثل مشہور ہے کہ مرزائی آن باشہ کہ چپ نہ شود۔ مرزا قادیانی تو جھوٹوں کے مائی باپ تھے ہی فوراً کتاب (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶) پر اس طرح لکھ دیا کہ: ’’آتھم والی پیش گوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدے کی رو سے جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔‘‘ یہ الفاظ پیش گوئی میں اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی ایک آنہ انعام پائے۔ ورنہ ہم تو وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’جھوٹ بولنا بے ایمانی اور گوہ کھانے کے برابر ہے۔‘‘ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵۰، خزائن ج۱۱ ص۳۴۳)

۱۶...... ہم نے پوچھا کہ جناب والا آپ کہاں مریں گے۔ تو مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔“ (میگزین ۱۴؍جنوری ۱۹۰۶ء، البشریٰ ج۲ ص۵)

دوستو! یہ تو آپ ہی جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ کی ہوا بھی نصیب نہ ہوئی۔ لاہور میں مرے اور خردجال پر سوار کر کے قادیان پہنچا دیئے گئے اور وہاں ہی گاڑ دیئے گئے۔ مثل مشہور ہے کہ: ”جیسا منہ ویسے تھپڑ“ سچے ہوتے تو مدینہ میں مرتے۔ اگر کوئی مرزائی منشی غلام احمد قادیانی کا مرنا مکہ یا مدینہ میں ثابت کر دکھائے تو وہ مرزائی ۹ پائی انعام پائے ورنہ جھوٹے کی نسبت ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ خود آنجناب نے لکھا ہے کہ: ”جیسا بت پوجنا شرک ہے ویسے ہی جھوٹ بولنا شرک ہے۔“ (الحکم ۱۷؍اپریل ۱۹۰۵ء)

۱۷...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کے بارے میں کئی احادیث ہیں۔ مگر کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ وہ فلاں سن میں نازل ہوں گے یا ظہور ہوں گے۔ لیکن منشی قادیانی نے سچ بولنے کی قسم کھائی ہے جو بات بھی کہیں گے وہ لاجواب ہوگی۔ چنانچہ (ریویو ج۲ نمبر۱۱،۱۲ ص۴۳۷) پر لکھتے ہیں کہ: ”حدیثوں سے ثابت ہے کہ اس مسیح موعود کی تیرھویں صدی میں پیدائش ہوگی اور چودھویں صدی میں اس کا ظہور ہوگا۔“

جل تو جلال تو اس بلا کو نومسندہ سے ٹال تو

اگر کوئی مرزائی بہت حدیثیں نہیں بلکہ ایک ہی حدیث دکھائے تو وہ مرزائی دو پیسہ انعام پائے۔ ورنہ جھوٹے کو ہم وہی کہیں گے۔ جیسا کہ مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جھوٹے پر خدا کی لعنت ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۲، خزائن ج۲۲ ص۵۸۰)

۱۸...... مرزائیو! دل وجگر کو سامنے کیجئے اور مرزا قادیانی کے معارف قرآنیہ سنئے۔ جن کو مرزا قادیانی لے کر آئے ہیں۔ (اربعین نمبر۳ ص۱۷، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴) پر فرماتے ہیں کہ:

”لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوتیں جن میں لکھا تھا کہ:

۱...... مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔

۲...... اس کو کافر قرار دیں گے۔

۳...... اس کے قتل کے لئے فتوے دیئے جائیں گے۔

۴...... اس کی توہین کی جائے گی۔

۵...... اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے گا۔

۶…… اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔

ان چھ مضمونوں کی نسبت مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ قرآن شریف میں لکھے ہیں۔ یہ چھ مضامین اگر کوئی مرزائی قرآن شریف میں دکھائے تو وہ مرزائی ایک پیسہ انعام پائے۔ ورنہ اے دوستو! اتنا ہی کہہ دو کہ مرزا قادیانی دجال ہیں، کذاب ہیں، مفتری علیٰ اللہ ہیں، محرف قرآن ہیں، جھوٹے ہیں۔ یہ انہوں نے جھوٹ کہا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا ہے کہ مرزائی ایمان اور قرآن کو چاہتے ہیں یا مرزائیت اور خسران کو۔

۱۹…… نبیوں کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گذری ہے۔ لیکن کلام اللہ میں پچیس انبیاء علیہم السلام کا صراحتاً ذکر موجود ہے۔

ناظرین! صحاح ستہ میں یہ حدیث متعدد مرتبہ آئی ہے کہ دجال کے ذکر پر آنحضرتﷺ نے فرمایا: ’’انی لا نذر کموہ وما من نبی الاوقد انذر قومہ ولقد انذرہ نوح قومہ ‘‘یعنی میں تمہیں دجال سے ڈراتا ہوں اور کوئی نبی نہیں گذرا۔ مگر اس نے اپنی قوم کو اس سے ڈرایا۔ (مسلم، ترمذی، ابواب الفتن)

کیا مطلب کہ ہر نبی اپنی اپنی قوم کو دجال کے فتنہ کی خبر دیتے رہے۔ لیکن وہی ہے چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی۔ سو اب بھی ہے۔ کتاب (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲) پر لکھتے ہیں کہ: ’’اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے۔ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (دجال) کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی ہے۔‘‘

اجی دوستو! تمام نبیوں کی نہیں بلکہ پچیس نبیوں کی بشارت اور ان کے اسمائے گرامی جن کو مرزا قادیانی کے دیکھنے کی خواہش تھی۔ اگر کوئی مرزائی بتائے تو دو پائی انعام پائے۔ ورنہ جھوٹ بولنے والے کی نسبت مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ اے مرزائیو! جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔
(تبلیغ رسالت ج۷ ص۳۰، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۴)

۲۰…… مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔ اچھا اگر یہی بات ہے تو سنئے، لکھتے ہیں کہ: ’’تین شہروں کے نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کئے گئے ہیں۔ مکہ اور مدینہ اور قادیان۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۷۷، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

مرزا قادیانی کے لنگر خانہ کی روٹیاں کھانے والو! تھوڑی سی تکلیف اٹھا کر قرآن شریف میں قادیان کا نام اگر کوئی مرزائی دکھائے تو وہ مرزائی ایک پائی انعام پائے۔ ورنہ اے دوستو!

آئیے توبہ کیجئے اور سیدھے سادھے مسلمان ہو جائیے اور ہر کاذب کو لاکھ کی ایک بات سنائیے کہ نبوت آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی۔ اب آپ کے بعد جو کوئی بھی نبوت کا دعویٰ کرے وہ بموجب صحیح حدیث کے دجال ہے، کذاب ہے۔ بس اس میں آپ کو کوئی مشکل نہیں پڑے گی۔ کفر آپ کے نزدیک نہیں بھٹکے گا۔ عقل آپ کی قائم رہے گی۔ علم آپ کا صحیح وسالم رہے گا اور آپ انصاف پر ہو کر ایسے سب کاذب، مدعیوں کو ایک ہی حکم سنا سکیں گے۔ قیامت کے دن رسول کریم ﷺ کے جھنڈے تلے ہو کر شفاعت کے امیدوار ہو سکیں گے۔ خدا کرے کہ آپ لوگوں کو سمجھ آ جائے۔

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ میں اثر
میں نے تو درگذر نہ کی جو مجھ سے ہو سکا

مرزائیوں کی تمام جماعتوں کو چیلنج

مرزائیت کا جنازہ بے گور و کفن

تمام مرزائی جماعتیں مل کر تجہیز و تکفین کریں۔ کفن ارزاں، قبر مفت ورنہ میت پولیس کے حوالے۔ حضرات! عرض یہ ہے کہ مرزائی مرزا قادیانی کو مسیح صادق کہتے ہیں اور مسلمان منشی غلام احمد قادیانی کو کاذب کہتے ہیں۔ جب مرزائی مرزا قادیانی کو سچا ثابت نہیں کر سکتے تو مسلمان مرزا قادیانی کو کاذب ثابت کرتے ہیں۔ چونکہ ہم کو مرزائیوں پر اعتماد نہیں۔ نہ ہمارے تجربہ میں وہ طالب حق ثابت ہوئے۔ بلکہ ہم کو یقین ہے کہ ان دنیاوی منافع کی بناء پر جو ان کو مرزائی ہونے میں حاصل ہیں اور مسلمان ہونے یا رہنے میں حاصل نہیں ہو سکتے اور دلائل قاہرہ کے باوجود بھی مرزائیت سے تائب نہیں ہوتے ہیں۔

تاہم بطور اتمام حجت تمام مرزائی جماعتوں کی خدمت میں بہت مختصر اور آسان فیصلہ پیش کرتے ہیں کہ وہ مشورہ کر کے یا علیحدہ علیحدہ بذریعہ اشتہار مطبوعہ فرمائیں کہ مرزا قادیانی کے کاذب اور جھوٹا ہونے کے اس قدر قطعی یقینی جھوٹ ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ بس جو تعداد مرزائی مشتہر کریں گے خدا چاہے اسی قدر مرزا قادیانی کے ایسے جھوٹ جن میں مرزائی کوئی معقول تاویل بھی نہ کر سکیں وہ ہم پیش کر دیں گے اور ایک غیر مسلم حکم بھی مقرر ہو سکتا ہے اور بڑا حکم تو مرزائیوں کا اس کے جواب سے سکوت ہے۔ کیونکہ کسی کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے اس سے زیادہ اور کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ اس کے جھوٹ ثابت کئے جائیں۔ ورنہ جھوٹ بول کر بھی انسان جھوٹا ثابت نہ ہو تو پھر اسے کس طرح جھوٹا ثابت کیا جائے۔

بس اب زیادہ عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ مرزا قادیانی کے جھوٹا ثابت ہونے کے لئے جس قدر بھی جھوٹوں کی ضرورت ہو وہ تعداد دل مضبوط کر کے تحریر فرمادی جاوے۔ پھر خدا چاہے جھوٹ ہم بتاویں گے اور اگر یہ کہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اگر کروڑ جھوٹ بھی ثابت کردو تو بھی مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت ہی نہیں ہوسکتا۔ جب تک کہ مرزا قادیانی کے خاص دعاوی مختصہ میں جھوٹا ہونا ثابت نہ کیا جاوے تو بہت اچھا۔ اس مضمون کو صاف لکھ کر پھر یہ لکھ دو کہ مرزا قادیانی کے خاص خاص دعویٰ فلاں فلاں ہیں۔ ان میں سے اس قدر جھوٹ ثابت ہو جائیں تو مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ پھر آپ ملاحظہ کریں کہ کیسے تعمیل ارشاد ہوتی ہے اور مرزا قادیانی کے مختصہ دعاوی کو کیسے جھوٹا ثابت کر دیا جائے گا۔ بحول اللہ وقدرتہ۔ ہم مرزائیوں کو قبر کے دروازہ تک پہنچا کر رہیں گے۔ مگر کیا کریں ہم کو اس فرقہ سے اس قدر بدگمانی ہے کہ توبہ کی ان سے پھر بھی امید نہیں۔

مسلمانو اور مرزائیو! پھر تمام اہل عقل سے عرض ہے کہ اس سے بڑھ کر اور فیصلہ کی کیا صورت ہوسکتی ہے۔ اگر مرزائیوں نے اس کا صحیح جواب نہ دیا تو پھر مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے جھوٹے ہونے میں کیا کلام ہے؟

خدا کے فضل وکرم اور اسلام کی حقانیت پر بھروسہ کر کے کہتا ہوں کہ مرزائی اس کا جواب بھی نہ دے سکیں گے۔ کیونکہ وہ خود بھی جانتے ہیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے ہیں۔ ویسے بھی جھوٹ بولتے تھے اور ان کے دعاوی بھی جھوٹے ہیں اور اگر ہمارا یہ خیال غلط ہے تو بسم اللہ، مرزائی خلفاء، امیر ولشکر سب مل کر ہمارے سوال کا جواب دیں۔ مگر خدا چاہے جواب نہیں دے سکتے، نہیں دے سکتے، نہیں دے سکتے۔

حضرات! جو بھی مرزائی ملے تو اس سے اسی کا مطالبہ ہو کہ اس کا کیا جواب ہے۔ کہو کہ مرزا قادیانی کے کس قدر جھوٹ چاہئیں۔ پھر بھی جواب نہ دیں تو سمجھ لو کہ وہ خود بھی مرزا قادیانی کو جھوٹا اور کاذب جان کر بھی کسی خاص مصلحت سے اتباع کرتے ہیں۔

”واٰخردعوانا ان الحمد لله رب العلمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه ونور عرشه سيدنا ومولانا محمد واٰله وصحبه اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين“

[illegible]

ختم النبوة

ڈاکٹر نور حسین صابر کربلائی سیالوی

تمہید

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم!

نحمده ونصلى علىٰ رسوله واله الكريم!

”الحمدللّٰه رب العالمين والعاقبة للمتقين والصلوٰة والسلام علىٰ خير خلقه سيدنا محمد آخر الانبياء والمرسلين وخاتم النبيين لا نبى بعده الىٰ يوم الدين وعلےٰ آله الطيبين الطاهرين اجمعين“

حضرات مؤمنین پر روشن ہے کہ مقام خم غدیر پر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو اونٹوں کے پالانوں کے ممبر پر جناب سردار دو جہاں ﷺ نے جناب سیدنا ومولانا علی المرتضےٰ علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بحکم خدا تعالیٰ جل شانہ فرمایا تھا۔ ”من كنت مولاه فعلى مولاه اللهم وال من والاه وعادمن عادا“ اور تمام صحابہ کرامؓ نے اس کا اقرار کر کے بیعت امیری کی تھی...... منشاء ذات پاک رسول مقبول ﷺ کا یہی تھا کہ امت کا شیرازہ اتفاق بندھا رہے اور یہ متفرق نہ ہو جائیں اور سب کے سب ایک ہی راستہ ودین اسلام پر قائم رہیں...... جھوٹے مدعیان نے جناب سرور عالم ﷺ کے بالمقابل دعویٰ نبوت ورسالت کر دیا۔ سب سے اوّل مدعی نبوت مسیلمہ کذاب تھا۔ کئی مدعیان مہدویت پیدا ہوئے چوبیس جھوٹے کاذب نبی اور مہدی ہوئے۔ ان کے بعد ہمارے زمانہ میں قادیان ملک پنجاب میں مرزا غلام احمد قادیانی نے کئی دعوے کئے۔ سب سے اوّل مجدد کہلائے۔ رفتہ رفتہ مہدی مسعود ومسیح موعود، محدث، ملہم بروزی وظلی بنے۔ آخر کار حقیقی نبی کا دعویٰ کر کے اپنی جماعت میں تفرقہ ڈال کر تمام امت محمدیہ ﷺ کو کافر بنا کر بے نیل ومرام دنیا سے کوچ کر گئے۔ قادیان کو دارالامان بنایا۔ مسجد کو مسجد اقصیٰ اور قبرستان کو جنت البقیع قرار دیکر لاکھوں کی جائیداد اپنی اولاد کے واسطے چھوڑ گئے اور اسلام کا نام تو ڈبو گئے۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

چونکہ ان دنوں خلیفہ قادیان گدی نشین کے ایماء وحکم سے اہل بیت رسالت ﷺ پر ان کے اخباروں اور رسالوں میں یک بیک حملے ہوتے رہتے ہیں اور یہ لوگ توہین وتذلیل مذہب امامیہ سے باز نہیں آتے اور مسلمانوں کو راہ حق وصراط مستقیم اور حقیقی اسلام سے بہکانے کی ہر طرح

کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے میں نے دفاعی طور جماعت قادیانی کے واسطے یہ رسالہ ''خاتم النبوۃ'' لکھا ہے۔ تاکہ احقاق حق وابطال باطل ہو اور سعید روح اور نیک فطرت مسلمان اس سے فائدہ اٹھائیں اور مرزائیوں کے جال مکروفریب میں ہرگز نہ پھنسیں اور چندروزہ زندگانی کو خراب نہ کریں۔ اس سے پیشتر ایک رسالہ ''تحفہ نورانی انعامی ایک ہزار روپیہ'' شائع کر چکا ہوں۔ جس کا جواب آج تک خلیفہ صاحب قادیان سے نہ بن سکا۔ مجھے فخر حاصل ہے کہ آج تک کوئی مرزائی میرے مقابلہ میں تاب مقابلہ نہ لاسکا۔ جو آیا منہ کی کھا کر فرار ہوا۔ ''ذالک فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء'' ہندو پنجاب میں کوئی مرزائی ہے جو اسلام وایمان مرزا قادیانی کو کتاب اللہ اوران کی تحریرات سے ثابت کر دکھائے۔ یہ ہمارا چیلنج ہے۔ میں نے آج تک کبھی بھی پیش قدمی نہیں کی اور نہ کسی کے مذہب سے سروکار رکھا ہے۔ لیکن جب ہم پر ہمارے مذہب حقہ پر ناجائز حملے ہوں۔ ہم کو گالیاں دی جائیں اور ہم کو خواہ مخواہ چھیڑا جائے تو پھر چپ کر رہنا اور جواب نہ دینا اور اظہار حق نہ کرنا سراسر گناہ وبزدلی وبے غیرتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

تعریف نبوت

جس طرح انسان حیوانات ونباتات کی پرورش وبالیدگی ونشوونما سرسبزی کے واسطے غذائے لطیف کی ضرورت ہوتی ہے اور جس طرح ممالک میں فتنہ وفساد کے روکنے اور حفظ امن کے قائم رکھنے کے واسطے بادشاہ کی حاجت ہوتی ہے۔ ویسا ہی انسانی تزکیہ نفس اوران کی روحانی زندگی کی تازگی اور دنیا وآخرت کے فلاح وبہبودی ونجات ابدی اور خالص مؤمن کامل کے لئے روحانی غذا کی ضرورت پڑتی ہے اور فسق وفجور زناء شراب قتل چوری وفسادات کے دور کرنے کے واسطے اور معرفت الٰہیہ کے لئے ایک روحانی بادشاہ کی حاجت پڑتی ہے۔ جس طرح غذا کا پہنچانا خداتعالیٰ کی طرف ہونا لازمی ہے۔ اسی طرح روحانی غذا پہنچانے کے واسطے بھی لیڈر، ریفارمر، نیک وخالص موحد پاک ومقدس انسان کا مقرر کرنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ جن کو مذہبی اصطلاح میں نبی یا رسول یا خلیفۃ اللہ کہتے ہیں۔ جس طرح خداوند کریم جلشانہ انسانی صورت وشکل کو شکم مادر میں بناتا ہے۔ قول تعالیٰ ''ھو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء'' وہ اللہ جو رحم میں جس طرح چاہتا ہے صورت بناتا ہے۔ ویسا ہی نبوت رسالت کا درجہ جس کو چاہتا ہے عطاء کرتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ''اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسلتہ'' یعنی خدا ہی کو معلوم ہے جو

نبوت رسالت کے قابل ہے اور تقرر، رسول نبی کا خدا ہی کے اختیار میں ہوتا ہے۔ کیونکہ خداوند کریم ان کو اپنا مظہر اوصاف وخلاق بنا کر مخلوق پر بھیجتا ہے اور اپنے جلال و جمال کا آئینہ بناتا ہے۔ قولہ تعالیٰ ’’ربك يخلق مايشاء ويختار ماكان لهم الخيرة سبحان الله وتعالىٰ عما يشركون (قصص)‘‘ ﴿تیرا پروردگار جو کچھ چاہتا ہے خلق کرتا ہے۔﴾ ’’يلقي الروح من امر على من يشاء من عباده‘‘ ﴿اپنے حکم سے جس بندہ پر چاہتا ہے القائے روحانی کرتا ہے۔﴾

جس طرح خاص پہاڑوں میں سے سونا چاندی وجواہرات نکلتے ہیں اور چمکتے دمکتے ہیں۔ خاص حیوان سے مشک کستوری پائی جاتی ہے۔ خاص زمین کشمیر میں زعفران پیدا ہوتا ہے۔ خاص خاص پھول زیادہ خوشبودار ہوتے ہیں، دمکتے ہیں اور ان کی رنگت، خوشبو، چمک ودمک سب قدرتی ہوتی ہیں۔ اسی طرح نبی یا رسول میں پیدائشی وفطرتی نبوت رسالت کا مادہ موجود ہوتا ہے۔ تمام کمالات انسانی ان میں ختم ہوتے ہیں۔ وہ تمام مخلوق سے برگزیدہ ومنتخب ہوتے ہیں۔ وہ ایک منور روشن چراغ ہوتے ہیں۔ جن کی روشنی ونور سے ظلمت دور ہو کر جہان دنیا جگمگا اٹھتا ہے۔ ان میں معرفت الٰہیہ روحانیت ونورانیت کوٹ کوٹ کر بھری ہوتی ہے۔ نفسانیت تمام، عیوب ظاہری وباطنی سے پاک ومنزہ ہوتے ہیں۔ وہ سراپا نور ومظہر اتم الوہیت ہوتے ہیں۔ مکالمات، مخاطبات ومکاشفات الٰہیہ وحقیقی وحی ورؤیائے صادقہ وعرفان الٰہی کے فوارے ان کے قلب سلیم سے ہر وقت موجزن رہتے ہیں۔ ان سے کسی قسم کی غلطی یا کوئی برائی سرزد ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی ان کی کوئی کلام یا پیشین گوئی غلط ہوتی ہے۔ کیونکہ ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود
گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

عوام الناس کی عقل ودانائی اور فطرت سے نبوت ورسالت کی فطرت اعلیٰ وبرتر ہوتی ہے۔ چونکہ یہ منصبی عطیہ خداداد وہبی ہے۔ اکتسابی نہیں جو کوشش یا تعلیم یا عبادت وریاضت سے حاصل ہو۔ کوئی شخص کیسا ہی زاہد عابد متقی پرہیزگار ہو۔ وہ اپنے زہد، عبادت، ریاضت واتقا کے ذریعہ نبی یا رسول نہیں بن سکتا۔ نہ کوئی شخص کسی نبی یا رسول کی کامل اتباع پیروی سے رسول یا نبی بن سکتا ہے۔ کیونکہ مدرسہ نبوت کا حقیقی معلم خود خداوند کریم جل شانہ ہے۔ وہی سرٹیفکیٹ عطاء فرماوے تو نبی یا رسول ہو سکتا ہے۔ ورنہ کوئی نبی یا رسول کسی کو سرٹیفکیٹ نبوت دے کر نبی یا رسول نہیں بنا سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو ہر زمانہ میں کروڑوں انبیاء ومرسلین ہی ہوتے اور عام امتی بہت کم

رہتے۔ ہاں فیضان وانوار نبوت سے انسان، قطب، ولی، غوث، ابدال، اصحاب، مؤمن، صدیق وصالح کا درجہ حاصل کرسکتا ہے اوران کی معیت میں شامل ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں دنیا میں انسان کو پیدا کیا اوراسی نے انسان کی باامن عارفانہ زندگی بسر کرنے کے واسطے قانون بھی بنادیئے۔ اس قانون کے بتانے والے اور انسان کو سیدھے راستہ پر چلانے والے مذہب میں رسول اور نبی کے نام سے پکارے گئے۔ جب دنیا میں جہالت ظلم وشرک، فسق وفجور، فساد بدامنی کی تاریکی چھا جاتی ہے اور تمام مخلوق بادشاہ سے لے کر رعایا تک اس میں مستغرق ہوجاتی ہیں۔ قدرتی وفطرتی قوانین کو توڑا جاتا ہے۔ عبادت الٰہی سے منہ موڑ کر مخلوق پرستی ودنیا پرستی اختیار کی جاتی ہے۔ تب نبی یارسول یا امام کی آمد آمد ہوتی ہے۔ جو دنیا میں مبعوث ہوکر خدائی نصرت ومدد سے لوگوں کو ہدایت کرتا ہے۔ بس دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ تک ایک لاکھ چوبیس ہزار معصوم نبی ورسول ہدایت خلق کے واسطے مبعوث ہوئے اور آخری نبی ہمارا سردار سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ ”لا الہ الااللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“

اوّل......معیار نبوت

قرآن شریف میں ایسے سچے حقیقی نبی یارسول کی شناخت ومعیار نبوت مفصلہ ذیل ہے۔

۱......نبی یارسول خدا کا خلیفہ قائمقام ہے

اورخدا ہی کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے۔ لوگ کمیٹی کر کے نبی یارسول نہیں بنا سکتے۔

”قوله تعالیٰ واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة قالوا اتجعل فيها من يفسد فيها ويسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انى اعلم مالا تعلمون (البقره)“ ﴿اوراپنے پیغمبر لوگوں سے اس وقت کا تذکرہ کرو۔ جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا ایک نائب بنانے والا ہوں۔ تو فرشتے بولے کیا تو زمین میں ایسے شخص کو نائب بناتا ہے۔ جو اس میں فساد پھیلائے اور خونریزیاں کرے اور بناتا ہے تو ہم کو بنا کہ ہم تیری حمد وثناء کے ساتھ تیری تسبیح وتقدیس کرتے رہتے ہیں۔ خدا نے فرمایا میں وہ مصلحتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔﴾ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی)

ف...... جب مقدس وپاک نورانی مخلوق فرشتوں کا اجماع وکمیٹی نامنظور ہوئی اور خداوند کریم جلشانہ نے حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنادیا تو بھلا غیر معصوم ناقص العقل انسان کے اجماع وشوریٰ سے کب نبی، رسول یا امام بن سکتا ہے۔ اگر لاکھوں اندھے جمع ہوجائیں تو ایک بینا آنکھوں والا نہیں بنا سکتے۔ کروڑوں جاہل وناقص العقل لوگ کمیٹی کر کے ایک عقلمند نہیں

بنا سکتے۔ جاہلوں وناقصوں کا مجموعہ ناقص ہوتا ہے۔ اجماع وکمیٹی والے ہمیشہ انتخاب میں دھڑ بندی پارٹی فیلنگ اور دوستی ورشتہ داری کا لحاظ کرتے ہیں اور رعب ولحاظ سے ووٹ دیا کرتے ہیں۔

الف...... قولہ تعالیٰ ”واذ بتلیٰ ابراهیم ربه بکلمت فاتمهن قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عهدی الظالمین (البقر)“ ﴿اے پیغمبر بنی اسرائیل کو وہ وقت یاد دلا جب ابراہیم کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انہوں نے ان کو پورا کر دکھایا تو خدا نے رضا مند ہو کر فرمایا کہ ہم تم کو لوگوں کا امام یعنی پیشوا بنانے والے ہیں۔ ابراہیم نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے، فرمایا ہاں مگر ہمارے اس اقرار میں وہ داخل نہیں جو برسر ناحق ہوں گے۔﴾

ب...... ”ولقد بعثنا فی کل امة رسولا (النحل)“ ﴿اور ہم نے ہر ایک امت میں کوئی نہ کوئی رسول بھیجا۔﴾

ج...... ”انما انت منذر ولکل قوم هاد (الرعد)“ ﴿تحقیق تو ڈرانے والا ہے اور ہر قوم کے واسطے ہدایت کرنے والا بھیجا۔﴾

د...... ”وان من امة الاخلا فیها نذیر (فاطر)“ ﴿اور کوئی امت ایسی نہیں ہوئی کہ اس میں کوئی ڈرانے والا نہ گزرا ہو۔﴾

ہ...... ”یاداؤد انا جعلناك خلیفة فی الارض“ ﴿اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین میں خلیفہ یا نائب بنا کر بھیجا ہے۔﴾

و...... ”الله یصطفی من الملئکة رسلاً ومن الناس ان الله سمیع بصیر (انبیاء)“ ﴿اللہ تعالیٰ فرشتوں اور آدمیوں سے رسول چھانٹ لیتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ سنتا اور دیکھتا ہے۔﴾

ز...... ”انا ارسلناك بشیرا ونذیراً ولا تسئل عن اصحاب الجحیم (بقرہ)“ ﴿اے پیغمبر ہم نے تجھ کو دین حق دے کر مسلمانوں کو نجات کی خوش خبری دینے والا اور کافروں کو عذاب آخرت سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور تم سے دوزخیوں کی کوئی باز پرس نہ ہوگی۔﴾

ح...... ”انا ارسلنا الیکم رسولا شاهداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (مزمل)“ ﴿لوگو! جس طرح ہم نے فرعون کی طرف موسیٰ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تھا۔ تمہاری طرف بھی جناب محمدؐ کو رسول بنا کر بھیجا ہے۔﴾

۲......امور غیبیہ کی خبر دینا

نبی یا رسول وہ ہے جو بڑے امور غیبیہ کی خبر دے۔ خداوند کریم سے مکالمہ ومخاطبہ وحی رکھتا ہو، راست باز، سچی خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا ہو۔ ”عالم الغیب فلا یظهر علی غیبه احداً الا من ارتضی من رسول فانه یسئلك من بین یدیه ومن خلفه رصداً لیعلم ان قد ابلغو ارسلت ربهم واحاط بما لدیهم واحصٰی کل شئ عددا (الجن)“ ﴿اسی کو غیب کی خبر ہے تو وہ اپنی غیب کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں کیا کرتا۔ مگر ہاں اپنے برگزیدہ پیغمبروں پر مصلحتاً کوئی بات ظاہر کرنی چاہتا ہے تو وہ بھی اس احتیاط سے کہ ان کے آگے اور ان کے پیچھے فرشتوں کا پہرہ ان کے ساتھ رکھتا ہے۔ تا کہ دیکھ لے کہ پیغمبروں نے اپنے پروردگار کے پیغام لوگوں کو ٹھیک ٹھیک پہنچا دے اور ان کے سارے معاملات اسی کے احاطہ علم میں ہیں اور اس نے تمام چیزوں کی گنتی تک اپنی نظر میں کر رکھی ہے۔﴾ (ترجمہ حمائل شریف مولوی نذیر احمد دہلوی)

ب...... ”ذالك من ابناء الغیب نوحیه الیك (یوسف)“ ﴿یہ اخبار غیب تیری طرف وحی ہوئی۔﴾

بشیر و نذیر

الف...... ”وما نرسل المرسلین الا مبشرین ومنذرین (الانعام)“ ﴿رسولوں کو ہم نہیں بھیجا کرتے۔ مگر وہ خوشخبری دینے والے اور عذاب سے ڈرانے والے ہوتے ہیں۔﴾

ب...... ”یاایها النبی انا ارسلناك شاهداً ومبشراً ونذیراً وداعیا الیٰ الله باذنه وسراجاً منیرا (الاحزاب)“ ﴿اے پیغمبر ہم نے تم کو گواہی دینے والا اور نیکوں کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور بدوں کو اس کے غضب سے ڈرانے والا اور اللہ کے حکم سے اس کی طرف لوگوں کو بلانے والا اور ہدایت کا روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔﴾

۳......مطاع وصاحب امر ہونا

نبی ورسول وہ ہے جس کی تمام لوگ بادشاہ سے لے کر رعایا تک تابعداری واطاعت کریں۔ نبی ورسول مطاع، حاکم سردار ہو اور باقی تمام مخلوق ان کے احکام کی فرمانبردار ہوں جو رسول کسی بادشاہ کی تابعداری کرے یا لوگوں کا محتاج ہو لوگ یا حاکم یا بادشاہ اس پر حکومت کریں تو وہ نبی یا رسول نہیں ہوسکتا۔ ”ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن الله“ ﴿ہم نے رسولوں میں سے ایسا رسول کوئی نہیں بھیجا کہ جس کی اطاعت اللہ کے حکم سے نہ کی گئی ہو۔﴾

ب...... تمام مخلوق خدا کو نبی ورسول کی اطاعت وتابعداری فرض ہے۔ نبی ورسول کسی کا تابع محتاج نہیں ہوتا اور نہ وہ اشاعت دین واحکام میں کسی کی رعایت وپاس خاطر کرتا ہے۔ نہ لحاظ کرتا ہے۔ ”من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولیٰ فما ارسلناك علیهم حفیظا (النساء)“ ﴿جو رسول کا کہا مانے اس نے اللہ کا کہا مانا اور جو کوئی نہ مانے تو ہم نے تجھ کو ان پر سزادل نہیں بنایا۔﴾

ج...... ”واطیعوا الله واطیعوا الرسول واحذرو افان تولیتم فاعلموا انما علیٰ رسولنا البلغ المبین (المائده)“ ﴿اور اللہ تعالیٰ کا کہا مانو اور رسول کا کہا مانو اور بچے رہو۔ اگر تم نہ مانو تو یہ سمجھ لو کہ ہمارے رسول کا کام یہی ہے۔ (اللہ کا حکم تم کو) کھول کر پہنچا دینا۔﴾

د...... ”واطیعوا الله ورسوله ان کنتم مؤمنین (الانفال)“ ﴿اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اگر تم ایماندار ہو۔﴾

ھ...... ”یا ایها الذین اٰمنوا اطیعوا الله ورسوله تولوا عنه وانتم تسمعون ولا تکونوا کاالذین قالو سمعنا وهم لا یسمعون (الانفال)“ ﴿مسلمانو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کہا مانو اور رسول کا حکم سن کر اس سے منہ نہ پھیرو اور ان لوگوں کی طرف مت ہو جو منہ سے کہہ دیتے ہیں ہم نے سنا اور وہ سنتے نہیں۔﴾

و...... ”ومن یطع الله ورسوله فقد فاز فوزاً عظیما (الاحزاب)“ ﴿جو کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے کہے پر چلے اس نے بڑی مراد پائی۔﴾

ز...... ”ومن یعص الله ورسوله فان له نار جهنم خالدین فیها ابدا (الجن)“ ﴿اور جو لوگ اللہ اور اس کی نافرمانی کریں۔ ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔﴾

اخلاق حسنہ

ہر ایک نبی ورسول کے واسطے خوش خلقی، اعلیٰ چال چلن اور نیک زندگی کا بسر کرنا لازمی ہے۔ تاکہ اس کی امت اس کی پیروی کر کے نیک نمونے بنیں اور زندہ مثالیں ہوں۔ ”انك لعلیٰ خلق عظیم“ ﴿اے نبی تحقیق تیرا بڑا ہی خلق ہے۔﴾ نبی ورسول فحش گو گالی گلوچ دینے والا اور پھکڑ باز نہیں ہوتا اور کسی کی توہین نہیں کرتا۔

ب...... ’’لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (التوبة)‘‘ ﴿لوگو تمہارے پاس تم ہی میں کا ایک پیغمبر آ چکا۔ تمہاری تکلیف اس کو ناگوار ہے۔ تمہاری بھلائی کی اس کو لولگی ہے۔ مسلمانوں پر بہت شفقت کرتا ہے۔﴾

ج...... ’’لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة فمن کان یرجو الله والیوم الاخره وذکره الله کثیرا (الاحزاب)‘‘ ﴿مسلمانوں تحقیق تمہارے واسطے رسول خدا میں نیک نمونے موجود ہیں۔ ان لوگوں کے واسطے جو اللہ اور پچھلے دن سے ڈرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں۔﴾

اخلاق قادیانی

مرزا قادیانی کے اخلاق کا نمونہ ان کی تصانیف اعجاز احمدی وغیرہ میں کہ الف سے لے کر یے تک کوئی گالی نہیں جو نہ نکالی ہو۔ بدذات، بے ایمان، نجاست خور، شیطان، مفسد، بھیڑیا، کمینہ، مکار، کتا، جاہل، فریبی، پلید، ابن المواء، مچھر، کثر دم، حیض والی عورت، کذاب، خبیث، مشرک، دیو، پاخانہ، فاسق، گھوڑا، شریر وغیرہ الفاظ علماء کرام کی نسبت نکالے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کی تہذیب، اخلاق حسنہ، مسیحیت، مہدویت، ونبوت کا بین ثبوت ہیں۔

الف...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ معجزات عیسوی مسمریزم ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باب یوسف درکھان کہاں ہے۔ کذاب، ناپاک خیال، شرابی، متکبر، شریر، راست بازوں کا دشمن، یہودی کا شاگرد کہا ہے۔

ب...... ’’مسیح کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھی۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظاہر ہوا۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱ حاشیہ)

ج...... ’’مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔‘‘

(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

۴...... عصمت وطہارت

شرائط ومعیار نبوت میں سے سب سے بھاری شرط عصمت الانبیاء ہے۔ نبی ورسول وامام معصوم ہوتے ہیں۔ ان سے گناہ کبیرہ وصغیرہ کا کسی وقت عمداً وسہواً بلکہ کسی کام کا جو خلاف

رضائے خدا ہو قبل نبوت یا بعد نبوت مرتکب نہیں ہوتا۔ جیسے ہیرا، لعل، جواہر، سونا کی اصلی رنگت وچمک ودمک ہوتی ہے اور وہ ان کی ذات کے ساتھ ملے رہتے ہیں۔ اسی طرح انبیاء کی سرشت وفطرت میں پیدائش ہی سے بلکہ روح ہی میں نورانیت عصمت پیوستہ ہوتی ہے۔ اگر نبی معصوم نہ ہوں تو ان سے مخلوق کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا اور خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ جب خود گنہگار ہوگا تو دوسروں کو کیسے ہدایت کرسکتا ہے۔ اس کے امر ونہی وعدہ وعید احکام الٰہی میں اس کے کہنے پر ہرگز بھروسہ نہیں ہوسکتا۔ نبی ورسول کی اطاعت فرض ہے۔ اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہوگا تو اس گناہ کی بھی اطاعت کرنی پڑے گی اور یہ محال ہے۔ اگر انبیاء گناہ کے مرتکب ہوں تو ان کی سزا اور ایذا واجب ہوگی۔ حالانکہ یہ پیغمبروں کے ساتھ حرام ہے اور ان کی شہادت مقبول نہ ہوگی۔ ”انما يريد الله ليذهب عنكم الرجس اهل البيت ويطهركم تطهيرا “ کے خطاب میں جناب رسول اللہ ﷺ مخاطب ہیں اور ”وما ينطق عن الهوى ان هوالا وحى يوحىٰ “ کی سند عصمت کے واسطے کافی ہے اور ”انا فتحنالك فتحاً مبينا ليغفرلك الله ما تقدم عن ذنبك ويتم نعمته عليك ويهديك صراط مستقيما وينصرك الله نصراً عزيز (فتح)“ شاہد ہے انبیاء علیہم السلام پیدائشی پاک ہیں۔ ان کی فطرت میں عصمت وطہارت ہے۔ جو پاک اور معصوم ہو وہی دوسرے کو پاک وصاف کرسکتا ہے۔ اصلی غرض نبوت ہدایت وتزکیہ نفس ہوتی ہے۔ جس سے مؤمنین کے ہر نفس پاک ہوکر وہ کامل انسان بن جاتے ہیں اور مقربین بارگاہ الٰہی میں شامل ہوجاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ ”لقد من الله علىٰ المؤمنين اذ بعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم اٰياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمت وان كانوا من قبل لفى ضلال مبين (آل عمران)“ ﴿تحقیق اللہ تعالیٰ نے مؤمنوں پر احسان کیا کہ ان کے درمیان ان ہی میں سے پیغمبر بھیجا۔ ان پر اللہ کی آیات پڑھتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے۔ ان کو کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور تحقیق اس سے پہلے ظاہر گمراہی میں تھے۔ قرآن شریف سنانا، اور تزکیہ نفس کرنا اور تعلیم قرآن اور حکمت دینا اصلی منشاء نبوت ہے۔﴾

عصمت قادیانی

مرزا قادیانی آنجہانی معصوم وپاک نہ تھے۔ اس لئے نبی ورسول نہ تھے۔ (کرامات الصادقین ص۵، خزائن ج۷ ص۴۷) پر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”نہ مجھے اور نہ کسی انسان کو بعد انبیاء علیہم السلام کے معصوم ہونے کا دعویٰ ہے۔“

ب...... ’’مگر ایک اور قوم بھی ہے جو مچھلیوں کی طرح اس دریا میں ہی پیدا ہوتی ہے اور اس دریا میں ہمیشہ رہتی ہے اور ایک دم بھی اس دریا کے بغیر جی نہیں سکتی۔ وہ وہی لوگ ہیں جو پیدائشی پاک ہیں اور ان کی فطرت میں عصمت ہے۔ انہیں کا نام نبی اور رسول اور پیغمبر ہے۔‘‘

(رسالہ ست بچن ص۸۶، خزائن ج۱۰ص۲۱۰)

ج...... جناب مرزا قادیانی کو حیض آتا تھا اور ان میں پلیدی موجود تھی۔ وہ حیض بچہ کی صورت میں منتقل ہو گیا اور عیسیٰ علیہ السلام بن گیا۔ دیکھو ریدون ان یروطمشک بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی پلیدی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔

(حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص۵۸۱)

۵...... معجزہ

ہر نبی و رسول کے واسطے معجزہ کا ہونا ضروری ہے۔ معجزہ وہ فعل ہے جس کے کرنے سے اور لوگ عاجز ہوں اور عادت کے خلاف اور دعوائے پیغمبری اور مقابلہ کے ساتھ ساتھ ہو۔ اس کی ضرورت اس وجہ سے ہے کہ جب کوئی شخص کسی بڑے عہدے کا دعویٰ کرے تاوقتیکہ کوئی سند دلیل و اختیارات نہ رکھتا ہو۔ ہرگز قابل قبول نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص دعویٰ کرے کہ وہ بادشاہ یا گورنر ہے۔ جب تک کوئی شاہی پروانہ پیش نہ کرے یا سزا دینا، معاف کرنا انعام و اکرام اس کے اختیار نہ ہو تو دعویٰ بے دلیل، قبول نہیں۔ اگر کوئی رسالت کا جھوٹا دعویٰ کرے یا سحر اور شعبدہ بازی، مکروفریب سے لوگوں کو بہکائے تو خداوند کریم پر واجب ہے کہ اس کا دعویٰ جھوٹا کرے۔ ورنہ اصلی و نقلی نبوت میں شناخت نہ ہوگی۔ جیسا کہ ان دنوں مرزا قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا اور کوئی معجزہ یا کرامت نہ دکھا سکا۔ وہ شرمسار ہو کر دنیا فانی سے چل بسا۔ اللہ کے پیارے والوالعزم انبیاء مرسلین نے سکڑوں معجزے مخلوق خدا کو دکھائے۔ عصاء، و ید بیضا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو عطاء ہوا اور لشکر فرعون دریائے نیل میں غرق ہو گیا۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام پر آگ گل زار ہو گئی۔ سیدنا اسماعیل علیہ السلام ذبیح اللہ کے پاؤں مارنے سے چشمہ زمزم جاری ہو گیا۔ سیدنا داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے لوہا و فولاد نرم ہوا۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے تابع جنات وحوش وطیور رہے اور ان کے تخت کو ہوا اٹھائے پھری۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو زندہ کیا۔ کوڑھوں، مبروص مادرزاد اندھوں اور بیماروں کو اچھا کیا۔ سیدنا حضرت صالح علیہ السلام کو پتھر سے اونٹنی ملی۔ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ نے جنگ بدر میں کنکروں سے کفار کو بھگایا۔ چاند کے

دوٹکڑے کرڈالے۔ انگلیوں سے چشمے جاری کئے۔ مردوں کو زندہ کیا۔ آفتاب کو غروب کے وقت دوبارہ لوٹایا۔ قرآن شریف کا زندہ معجزہ اب تک موجود ہے کہ آج تک کوئی ایک سورت تو کجا ایک آیت بھی مقابلہ میں نہیں بنا سکا۔

الف…… ’’ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شھداء کم من دون اللّٰہ ان کنتم صدقین (الم، البقرہ) ‘‘﴿اور وہ جو ہم نے اپنے بندے محمد ﷺ پر قرآن اتارا ہے اگر تم کو اس میں شک ہو اور سمجھتے ہو کہ یہ کتاب خدا کی نہیں بلکہ آدمی کی بنائی ہوئی ہے اور اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو تو اس جیسی ایک سورۃ تم بھی بنا لاؤ اور اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی جماعتوں کو بھی بلا لاؤ۔﴾ (ترجمہ مولوی نذیر احمد دہلوی)

ب…… ’’قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القراٰن لایاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیرا ‘‘﴿کہو اگر انسان اور جن جمع ہو کر اس قرآن کی مانند بنا لاویں تو اس کی مثل ہرگز نہ بنا سکیں گے۔ اگر ایک دوسرے کے مددگار کیوں نہ ہو جاویں۔﴾

اعجاز قادیانی

غلط الہامات شائع کرنا توہین رسالت کرنا اور گالیاں دینا کوئی قادیانی یا پنجابی غیر مسلم مسلمان نہ ہوا۔ محمدی بیگم کا آسمانی نکاح ٹوٹ گیا۔ کوئی زلزلہ عظیم نہ آیا۔ نہ قادیان سے طاعون دور ہوا نہ کوئی آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ تمام مخالفین مرزا قادیانی متجلی بجاتے رہے ان کے سامنے کوئی دشمن فوت نہ ہوا۔ نہ کوئی مردہ زندہ ہوا۔ نہ مریض اچھا ہوا۔ خود مرزا قادیانی دائم المرض رہے۔ مفرح معجونات ومقویات کھاتے رہے۔ مگر فائدہ نہ ہوا۔ آخر کار ہیضہ تخمہ کی موت سے فوت ہوئے۔ چونکہ سیدنا امام حسین علیہ السلام کے ذکر کو معاذ اللہ گوہ کے برابر کہا کرتا تھا۔ اس لئے خود مرزا کو اسہال کی بیماری لاحق ہوئی۔

۶…… امتی ہونا

شرائط ومعیار نبوت میں یہ بھی ایک شرط ہے۔ نبی کسی مدرسہ یا کالج کا طالب العلم وگریجویٹ نہ ہو۔ نہ کسی ملاں ومولویوں کے ہاں اس نے سبق پڑھا ہو۔ وہ لکھ پڑھ نہ سکتا ہو۔ بلکہ خداوند کریم کی طرف سے اس کو علم لدنی حاصل ہو۔ وہی اس کا معلم حقیقی ہو۔ نبی کو علم وہبی ہوتا ہے۔ علم اکتسابی کچھ علم نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر ایک عالم سے زیادہ اور عالم بھی ہوتا ہے۔ ’’فوجدا

عبداً من عبادنا اٰتینه رحمة من عندنا وعلمنٰه من لدنا علما (کهف)'' ﴿انہوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے (خضر) کو پایا۔ جس کو ہم نے اپنی خاص مہربانی سے ایک حصہ دیا اور اپنی طرف سے اس کو ایک خاص علم سکھایا تھا۔﴾

ب...... ''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التورة والانجیل (الاعراف)'' ﴿وہ لوگ اس رسول اکتسابی علوم سے ناواقف کی تابعداری کرتے ہیں۔ جن کا ذکر وہ توریت اور انجیل میں پاتے ہیں۔﴾

۷...... ہدایت وتزکیہ نفس

نبی ہدایت خلق کے واسطے آتے ہیں اور لوگوں کو حقانی تعلیم دے کر ان کا تزکیہ نفس کرتے ہیں۔ ہادی ومہدی ورہبر کامل ہوتے ہیں اور خود ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔ ''ولکل قوم هاد'' ﴿ہر قوم کے واسطے ہدایت کرنے والا بھیجا گیا ہے۔﴾

ب...... حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی لغزش کا ذکر فرما کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''فاما یاتینکم منی هدی فمن تبع هدیٰ فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون ۰ والذین کفروا وکذبوا بایتنا اولئك اصحاب النار هم فیها خالدون (البقره)'' ﴿اگر ہماری طرف سے تم لوگوں کے پاس کوئی ہدایت پہنچے تو اس پر چلنا۔ کیونکہ جو ہماری ہدایت کی پیروی کریں گے۔ آخرت میں ان پر نہ تو کسی قسم کا خوف طاری ہوگا اور نہ وہ کسی طرح پر آزار راہ خاطر رہیں گے اور جو لوگ نافرمانی کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ ہی میں رہیں گے۔﴾

ج...... ''هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة (جمعه)''

ہدایت قادیانی

شرک فی الذات وشرک فی الصفات اور شرک فی الطاعات کا سبق پڑھا گئے۔ تمام انبیاء علیہم السلام اور خاص کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی سخت توہین کر گئے۔ ائمہ اطہار اولاد سیدنا احمد مختار ﷺ پر یک بیک حملے کئے۔ عذاب قبر، وجود ملائکہ، یاجوج ماجوج، نزول سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور امام محمد مہدی آخر الزمان سے صاف انکار کیا۔ (تحفہ نورانی)

الہامات مرزا

۱...... ’’انت اسمی الاعلیٰ‘‘ تو میرا سب سے بڑا امام ہے۔

(اربعین ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

۲...... خداتعالیٰ نے ایک قطعی اور یقینی پیشین گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح علیہ السلام سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ امیروں کو دستگیری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کے زنجیروں میں مقید ہیں رہائی دے گا۔ فرزند دلبند گرامی وارجمند مظہر الحق والعلاء ’’وکان اللّٰہ نزل من السماء‘‘ گویا اللہ تعالیٰ آسمان سے نازل ہوا۔

(ازالہ اوہام ص۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

۳...... مرزا خدا کا بیٹا۔ الہام ’’اسمع ولدی‘‘ اے میرے بیٹے سن۔

(البشریٰ ج۱ ص۴۹)

۴...... خدا کا نماز پڑھنا اور سونا اصلی واصوم رسم وانام۔ میں نماز پڑھوں گا۔ روزے رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۹)

۵...... ’’کل لك ولامرك‘‘ سب تیرے لئے اور تیرے حکم کے لئے ہیں۔

(البشریٰ ج۲ ص۱۴۰)

۶...... ’’کان اللّٰہ نزل من السماء‘‘ گویا خدائے تعالیٰ آسمان سے اترا۔

(حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۹)

۷...... ’’انی مع الرسول اجیب واخطی واصیب‘‘ میں رسول کے ساتھ جواب دوں گا۔ کبھی خطا بھی کروں گا اور کبھی صواب بھی۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

۸...... دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کے مانند۔ (اربعین نمبر۳ ص۸۱ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

۸...... صاحب کتاب ہونا

ہر ایک نبی ورسول کے واسطے صاحب کتاب وصحیفہ وشریعت کا ہونا ضروری ہے۔ جو نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس کوئی کتاب وشریعت الٰہیہ نہ ہو یا خدائی ہدایت نہ ہو۔ وہ کاذب نبی ورسول ہوتا ہے۔ وہ درخت بے ثمر وانسان بے بصر ہوتا ہے اور اس کی نبوت سے کیا فائدہ ہے۔

الف...... ”الم الله لا اله الا هو الحى القيوم ٠ نزل عليك الكتاب بالحق مصدقاً لما بين يديه وانزل التوراة والانجيل من قبل هدى للناس وانزل الفرقان ٠ ان الذين كفروا بايت الله لهم عذاب شديد والله عزيز ذوانتقام (آل عمران)“ ﴿الم اللہ وہ ذات پاک ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زندہ کارخانۂ عالم کا سنبھالنے والا۔ اے پیغمبرؐ اسی نے تم پر یہ کتاب برحق اتاری۔ جو ان آسمانی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ جو اس سے پہلے نازل ہوچکی ہیں اور اسی نے اور چیزوں کو بھی نازل کیا۔ جن سے حق و باطل کا فرق ظاہر ہوتا ہے جو لوگ خدا کی آیتوں سے منکر ہیں۔ بیشک ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست ہے بدلہ لینے والا۔﴾

ب...... ”لقد ارسلنا رسلنا بالبينٰت وانزلنا معهم الكتاب (حديد)“ ﴿ہم نے اپنے رسولوں کو نشانیاں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اتاری۔﴾

ب......صاحب شریعت ہونا

”شرع لكم من الدين ما وصىٰ به نوحاً والذى اوحينا اليك وما وصينا به ابراهيم وموسىٰ وعيسىٰ ان اقيموالدين ولا تتفرقوا فيه (الشورى)“ ﴿لوگو! اس نے تمہارے لئے دین کا وہی رستہ ٹھہرایا ہے۔ جس پر چلنے کا اس نے نوح کو حکم دیا تھا اور اے پیغمبر تمہاری طرف بھی ہم نے اسی رستے کی وحی کی ہے اور اسی کا ہم نے ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام کو بھی حکم دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھنا اور اس میں تفرقہ نہ ڈالنا۔﴾ زبور، توریت، انجیل، فرقان مجید یہ مشہور الہامی کتابیں ہیں اور ان میں اپنے اپنے وقت کے لئے شریعت تھی اور تمام انبیاء ومرسلین صاحب شریعت تھے اور کوئی نبی یا رسول صاحب شریعت کسی دوسرے کے ماتحت نہ تھا اور نہ کسی کا خلیفہ تھا۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام صاحب الکتاب وصاحب الشریعت بلاواسطہ رسول اور اولوالعزم تھے۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفے یا نائب ہرگز نہ تھے۔ قادیانیوں کا دعویٰ مخالف کتاب اللہ ہے۔ سنو!

ج...... ”تلك الرسل فضلنا بعضهم علىٰ بعض منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجٰت واتينا عيسىٰ ابن مريم البينٰت وايدناه بروح القدس (بقره)“ ﴿یہ پیغمبر جو ہم نے بھیجے ان میں سے بعض کو بعض پر برتری دی۔ ان میں سے کوئی تو ایسے ہیں جن کے ساتھ خود اللہ نے کلام کیا اور بعض کے درجے اور طرح پر بلند کئے اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کو ہم نے کھلے کھلے معجزے دیئے اور روح القدس یعنی جبرئیل سے ان کی تائید کی۔﴾

د...... ”قال انی عبداللّٰه ۰ اٰتینی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکاً این ما کنت واوصنی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً وبراً بوالدتی ولم یجعلنی جباراً شقیا (مریم)“ ❁ فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس نے مجھ کو کتاب انجیل عنایت فرمائی اور مجھ کو پیغمبر بنایا اور کہیں بھی رہوں مجھ کو با برکت کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ جب تک زندہ ہوں نماز پڑھوں اور زکوٰۃ دوں اور نیز مجھ کو اپنی ماں کا خدمت گذار بنایا اور مجھ کو سخت گیر اور بدراہ نہیں کیا۔ ❁

ف...... حضرت ابراہیم علیہ السلام پر صحیفہ نازل ہوا۔

۹......وحی، نزول جبرئیل علیہ السلام

ہر ایک نبی و رسول کے واسطے صاحب الوحی ہونا ضروری ہے۔ وحی کی تین اقسام ہیں۔ جو اللہ کی طرف سے بندوں کے واسطے احکام و ہدایت نبی و رسول کو پہنچاتے ہیں۔ گویا نبی و رسول درحقیقت خالق اور مخلوق کے درمیان ایک واسطہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس طریق پر اپنے مقدس و پاک برگزیدہ انبیاء، و مرسلین سے کلام کرتا ہے اس کا نام وحی ہے۔ ”انما انا بشر مثلکم یوحی الیّ انما الھکم الٰہ واحد“ ❁ کہہ دو کہ میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں۔ میری طرف یہ وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ ❁

”وماکان لبشر ان یکلمه اللّٰه الا وحیا اومن وراء حجاب اویرسل رسولاً فیوحی باذنه مایشاء (الشوریٰ)“ ❁ کسی بشر کے لئے یہ نہیں ہوسکتا ہے کہ اللہ اس سے کلام کرے۔ سوائے اس کے اشارہ کے طور یا پردہ کے پیچھے یا اپنے رسول (وحی جبرائیل) کو بھیجے۔ ❁ اس آیت شریف سے اشارہ (رویا، وکشف) مکالمہ و جبریل علیہ السلام پر تین قسم کے وحی کا ہونا معلوم ہوا اور سب سے اعلیٰ درجہ کی وحی اکبر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا رسولوں پر نازل ہونا ہے جو تمام قسم کی وحیوں سے اعلیٰ اور غلطیوں کو دور کرنے والی ہے۔ کیونکہ اس کا محافظ حقیقی خود حق تعالیٰ ہوتا ہے۔ ”انا اوحینا الیك کما اوحینا الیٰ نوح والنبیین من بعد واوحینا الیٰ ابراهیم واسماعیل واسحق ویعقوب والاسباط وعیسیٰ ایوب ویونس وهارون وسلیمن واٰتینا داؤد زبورا ورسلاً قد قصصنهم علیك من قبل ورسلاً لم نقصصهم علیك وکلم اللّٰه موسیٰ تکلیما رسلاً مبشرین ومنذرین لئلا یکون للناس علی اللّٰه حجة بعد الرسل وکان اللّٰه عزیزاً

حکیما (النساء)'' ﴿اے پیغمبر ہم نے تمہاری طرف اس طرح وحی بھیجی ہے جس طرح ہم نے نوح اور دوسرے پیغمبروں کی طرف۔ جو ان کے بعد ہوئے۔ وحی بھیجی تھی اور جس طرح ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اولاد یعقوب اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی بھیجی تھی اور ہم نے داؤد کو زبور دی تھی اور تمہاری طرف ہم کتنے پیغمبر بھیج چکے ہیں۔ جن کا حال ہم اس سے پہلے تم سے بیان کر چکے ہیں اور کتنے پیغمبر اور جن کا حال ہم نے تم سے اب تک بیان نہیں کیا اور اللہ نے موسیٰ سے تو باتیں بھی کیں۔ یہ سب پیغمبر نیکوں کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور بدوں کو عذاب سے ڈرانے والے تھے۔ تاکہ پیغمبروں کے آگے پیچھے لوگوں کو خدا پر کسی طرح کا چھدار کھنے کا موقع باقی نہ رہے اور خدا غالب اور حکمت والا ہے۔﴾

ب...... ''قل من کان عدواً لجبریل فانه نزل علی قلبك باذن اللّٰه مصدقاً لما بین یدیه وهدی وبشریٰ للمؤمنین (البقر)'' ﴿اے پیغمبر ان لوگوں سے کہو کہ جو شخص جبرئیل فرشتے کا دشمن ہو (ہوا کرے) یہ قرآن اسی فرشتہ نے خدا کے حکم سے تمہارے دل میں ڈالا ہے اور قرآن ان کتابوں کی تصدیق کرتا ہے جو اس کے زمانہ نزول سے پہلے موجود ہیں اور ایمان والوں کے لئے ہدایت اور فلاح دارین کی خوشخبری ہے۔ پس نبوت ورسالت کے واسطے نزول وحی جبرئیل علیہ السلام ضروری ہے۔﴾

۱۰......اجابت دعا

نبی ورسول مستجاب الدعوۃ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے جو دعا چاہیں قبول ہوتی ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے نوسال برابر کفار ومشرکین کو دعوت توحید فرمائی۔ مگر سوائے چند آدمیوں کے باقی سب کے سب کافر ومشرک رہے۔ جس پر جناب نوح علیہ السلام کو التجا کرنی پڑی۔

''وقال نوح رب لاتذر علی الارض من الکفرین دیارا (نوح)'' ﴿اور نوح نے ان کے حق میں یہ بددعا کی کہ اے میرے پروردگار ان کافروں میں سے ایک کو بھی زمین پر نہ چھوڑ۔﴾ سو اللہ تعالیٰ نے ان کو طوفان میں غرق کر دیا۔

''انهم کانوا قوم سوء فاغرقنهم اجمعین'' ﴿اس بدکار تمام قوم کو ہم نے غرق کر دیا۔﴾

ب...... ''وایوب اذ نادیٰ ربه انی مسنی الضروانت ارحم الراحمین فاستجبنا له فکشفنا ما به من ضروا اٰتینه اهله ومثلهم معهم رحمة

من عندنا وذکری للعٰبدین (انبیاء)‘‘ ﴿اے پیغمبر ایوب کی وہ حالت یاد کر جب انہوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھ کو یہ بیماری لگ گئی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے تو میرے حال پر رحم فرما۔ تو ہم نے ان کی فریاد سن لی اور جو دکھ ان کو تھا اس کو دور کر دیا اور ان کو ان کے اہل وعیال عطاء فرمائے۔ بلکہ ان کے ساتھ اتنی ہی اور یہ محض ہماری مہربانی تھی۔ جو ہم نے ان پر کی اور عبادت کرنے والوں کے لئے یہ واقعہ قابل یادگار ہے تا کہ ان کو عبادت کی طرف زیادہ ترغیب ہو۔﴾

ج...... ’’وذالنون اذذھب مغاضباً فظن ان لن نقدر علیه فنادیٰ فی الظلمت ان لا اله الا انت سبحانك انی کنت من الظلمین ۰ فاستجبنا له ونجیناه من الغم وکذالك ننجی المؤمنین (انبیاء)‘‘ ﴿اور ذوالنون یعنی یونس کو یاد کر جب خفا ہو کر چل دے اور جاتے وقت غصے میں بہ تقاضائے بشریت ان کو ایسا واہمہ گذرا کہ ہم ان پر قابو نہیں پاسکیں گے تو آخر کار عاجز آ کر اندھیروں کے اندر چلّا اٹھے کہ اے خدا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ذات ہے۔ میں نے بڑا ظلم کیا تو ہم نے ان کی فریاد سن لی اور ان کو غم سے نجات دی اور ہم ایمان والوں کو اسی طرح بچالیا کرتے ہیں۔﴾

د...... ’’وزکریا اذنادی ربه لا تذرنی فرداً وانت خیر الوٰرثین فاستجبنا له ووھبنا له یحییٰ واصلحناله زوجه (الانبیاء)‘‘ ﴿اور زکریا کو یاد کرو جب انہوں نے اولاد کی طرف سے مایوس ہو کر اپنے پروردگار کو پکارا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو اکیلا یعنی بے اولاد نہ چھوڑ اور یوں تو سب وارثوں سے بہتر وارث ہے۔ تو ہم نے فریاد سن لی اور ان کو بھی فرزند عنایت کیا اور ان کی بی بی کو ان کے لئے بھلا چنگا کر دیا۔﴾

اجابت دعا قادیانی

مرزا قادیانی اور ان کی امت ہمیشہ اپنے مخالفین کے واسطے دعاء مانگتے رہے۔ مباہلے کرتے رہے۔ مگر ہمیشہ الٹا اثر ہوتا رہا۔ مسٹر عبداللہ آتھم پیشین گوئی کے موافق وقت مقررہ پر فوت نہ ہوا اور مرزائی شرمندہ ہوئے۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خان وفاضل امرتسری مولوی ثناءاللہ صاحب اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی وغیرہ زندہ رہے اور مرزا قادیانی ان کے سامنے فوت ہوا۔ صادقین کے بالمقابل کاذب چل بسا۔ نہ صلیب ٹوٹی نہ دجال مارا گیا اور نہ مرزائیوں کو بادشاہت ملی۔ قادیان کے آریہ وہندو مسلمان نہ ہو سکے۔ کوئی دشمن اس دنیا سے ہلاک ہو کر مرا۔ نہ ہی مکہ معظّمہ ومدینہ

منورہ کے درمیان ریل جاری ہوئی اور نہ اونٹ بیکار ہوئے۔ نہ عیسائیوں کو کبھی شکست ہوئی۔ بلکہ سلطنت عثمانیہ کا تہ وبالا ہوا۔ خلافت پر جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ نہ مرزا قادیانی کی جماعت میں روحانیت پیدا ہوئی۔ لاہوری پارٹی اور قادیانی پارٹی علیحدہ ہوگئی۔ دونوں میں ہمیشہ جھگڑا فساد رہا۔ کفر وتکفیر کے فتوے چھپے ایک دوسرے سے اصولاً علیحدہ ہوگئے۔ مرزا قادیانی نے فرزند ارجمند ایک لڑکے کے واسطے دعاء مانگی۔ مگر صاحبزادی پیدا ہوئی۔ براہین احمدیہ غیر مکمل چھوڑ گئے۔ وعدہ ایفا نہ کیا۔ محمدی بیگم کا آسمانی نکاح پورا نہ ہوا۔ مرزا قادیانی اسی ہوس میں فوت ہوئے۔

۱۱...... نصرت الٰہی

ہر ایک نبی ورسول کے ساتھ تائید وبرکات الٰہی ہمیشہ شامل ہوتی ہیں۔ نبی ورسول صاحب نصرت وفتح ہوتے ہیں۔ خدا کی حفاظت ان کے ساتھ ہوتی ہے۔ آخر کار برہان وصداقت کا غلبہ ہوکر رہتا ہے۔ نبی ورسول برگزیدہ ومنتخب ہوتے ہیں۔ ان کی تعلیم الٰہیہ سب سے اعلیٰ وافضل ہوتی ہے۔ وہ اپنے زمانہ کے صالحین ومؤمنین سے بڑھ کر ہوتے ہیں۔ نبی کا علم، فہم اور دانش بلکہ تمام صفات، کمال، مکارم اخلاق، عزت، مروت، شجاعت، عفت، امانت اور دیانت میں تمام اہل زمانہ سے افضل ہوتے ہیں۔

ب...... انبیاء سہو، نسیان، غلطی اور امراض دماغی جنوں سے پاک ہوتے ہیں۔

ج...... انبیاء ومرسلین کے دین براہین ودلائل میں سب مخالف مذاہب پر غلبہ رکھتے ہیں۔

۱...... ’’نصر من الله فتح قريب‘‘

۲...... ’’والله يعصمك من الناس‘‘

۳...... ’’هوالذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره الكافرون‘‘ ﴿وہ اللہ تعالیٰ جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر روانہ کیا تا کہ تمام مذاہب پر اس کا غلبہ ہو اور اگرچہ کفار کڑھتے رہیں۔﴾

۴...... ’’النبى اولىٰ بالمؤمنين من انفسهم‘‘ ﴿نبی مؤمنین سے افضل واعلیٰ ہوتا ہے اور ان کا حاکم وسردار ہوتا ہے۔﴾

۵...... ’’اولئك الذين انعم الله عليهم من النبيين من ذرية اٰدم وممن حملنا مع نوح ومن ذرية ابرهيم واسرائيل وممن هدينا واجتبينا (مريم)‘‘ ﴿یہ پیغمبر وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے فضل کیا آدم کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کی

اولاد میں سے جن کو ہم نے نوح کے ساتھ (کشتی میں) چڑھالیا تھا اور ابراہیم اور یعقوب کی اولاد میں سے اور یہ لوگوں میں سے ہیں جن کو ہم نے ہدایت کی سچی راہ بتلائی اور ان کو ساری خلقت میں سے چن لیا۔ ﴾

۶...... ’’ولقد سبقت کلمتنا لعبادنا المرسلین انهم لهم المنصورون وان جندنا لهم الغلبون (الصفت)‘‘ ﴿اور ہم تو پہلے ہی پیغمبروں کے باب میں فرما چکے ہیں کہ آخر ایک روز ضرور ان کو ہماری مدد پہنچے گی اور ضرور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔ ﴾

۷...... ’’ولقد ارسلنا من قبلك رسلاً الیٰ قومهم فجاؤهم باالبینٰت فانتقمنا من الذین اجرمو اوکان حقاً علینا نصر المؤمنین (الروم)‘‘ ﴿اور اے پیغمبر ہم تجھ سے پہلے کئی پیغمبر، ان کی قوم کی طرف بھیج چکے ہیں۔ وہ نشانیاں (معجزے لے کر آئے مگر انہوں نے نہ مانا) آخر گنہگاروں سے ہم نے بدلہ لیا اور ایمان والوں کی مدد ہم کو ضرور تھی۔ ﴾

۸...... ’’اذا جاء نصر اللّٰه والفتح ورائت الناس یدخلون فی دین اللّٰه افواجا‘‘ ﴿جب اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح آوے گی تو لوگوں کو دین الٰہی میں فوج در فوج ہو کر داخل دیکھے گا۔ ﴾

۹...... ’’ماضل صاحبکم وما غوی وما ینطق عن الهوی ان هوالا وحی یوحیٰ (النجم)‘‘ ﴿تمہارا ساتھی یعنی پیغمبر نہ تو بہکا ہے نہ بھٹکا اور نہ اپنے دل کی خواہش سے وہ کوئی بات کرتا ہے۔ اس کی جو بات ہے وہ وحی ہے جو اس پر بھیجی جاتی ہے۔ ﴾

۱۰...... ’’وما صاحبکم بمجنون ولقد راه بالافق المبین وما هو علی الغیب بضنین (التکویر)‘‘ ﴿اور اے مکہ والو تمہارا ساتھی محمد دیوانہ نہیں اور اس نے اس فرشتے کو آسمان کے صاف کھلے ہوئے کنارے میں دیکھا اور وہ جو باتیں غیب کی اس کو معلوم ہوتی ہیں اور بتلاتا ہے۔ ان کے بیان کر دینے میں بخیل نہیں۔ ﴾

نصرت قادیانی

جناب مرزا قادیانی نے جس مشن کا بیڑا اٹھایا تھا۔ وہ پورا نہ ہوا۔ نہ اسلام کا بول بالا ہوا۔ نہ ہی پنجاب سے کفر و شرک مٹا۔ وہی صلیبی جھنڈے لہرا رہے ہیں اور عیسائیت کا دن بدن غلبہ ہو رہا ہے۔ وہی کالی دیوی کی جے پکاری جاتی ہے۔ بت پرستی، پیر پرستی، گور پرستی، قوالی، ناچ،

مجرے، رنگ رلیاں ہو رہی ہیں۔ مسلمان اپنا اسلام چھوڑ بیٹھے اور دن بدن مسلمانوں کی حالت ابتر ہوتی جاتی ہے۔ عالمان دین مسلمانوں کو کافر بناتے پھرتے ہیں اور بائیکاٹ کرا رہے ہیں۔ مسلمان عورتیں اہل ہنود کے گھر آباد ہیں۔ مسلمان عورتیں و مرد عیسائی ہوتے جاتے ہیں۔ قحط سالی کمال درجہ پر ہے۔ یہ ہیں قادیانی پنجابی نبی کے برکات اور نصرت کہ بجائے ترقی اسلام کے تنزلی ہوگئی۔ انا للّٰه وانا اليه راجعون!

۱۲...... دعویٰ نبوت ورسالت وامامت

نبی ورسول نبوت ورسالت کا پہلے خود دعویٰ کرتے ہیں اور اس دعویٰ پر دلیل معجزہ وصداقت پیش کرتے ہیں۔ کل انبیاء ومرسلین نے دعویٰ رسالت کیا۔ ’’قل يا ايها الناس انى رسول اللّٰه اليكم جميعا (اعراف)‘‘ ﴿کہو اے لوگو میں تم تمام کی طرف رسول ہو کر آیا ہوں۔﴾

ب...... حضرت موسیٰ وحضرت ہارون علیٰ نبینا وعلیہما الصلوٰۃ والسلام فرعون کے پاس جا کر دعویٰ رسالت ونبوت فرماتے ہیں۔ ’’فاتيـنـه فقولا انا رسولا ربك فارسل معنا بنى اسرائيل ولا تعذبهم قد جئنك باية من ربك والسلام علے من اتبع الهدى (طـــه)‘‘ ﴿تم دونوں مل کر فرعون کے پاس جاو۔ اس سے کہو کہ ہم تیرے مالک کے بھیجے ہوئے ہیں۔ بنی اسرائیل کو ہمارے ساتھ کر دے اور ان کو مت ستا۔ ہم ایک نشانی تیرے مالک کی لے کر تیرے پاس آئے ہیں اور خداوند کے عذاب سے وہی بچے گا جو سیدھے رستے پر چلے گا۔﴾

ج...... ’’ولقد ارسلنا موسىٰ بايتنا الىٰ فرعون وملائه فقال انى رسول رب العالمين فلما جاؤهم بايتنا اذاهم منها يضحكون (الزخرف)‘‘ ﴿اور ہم تو موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیج چکے ہیں تو موسیٰ نے کہا میں اس کا بھیجا ہوا ہوں۔ جو سارے جہاں کا مالک ہے۔ جب موسیٰ ہماری نشانیاں لے کر ان کے پاس پہنچا دیکھا تو وہ ہنسی میں اڑاتے ہیں۔﴾

د...... جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو فرماتے ہیں۔ ’’انى قد جيئنكم باية من ربكم انى اخلق لكم من الطين كهية الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن اللّٰه وابرى الاكمه والابرص واحى الموتىٰ باذن اللّٰه وانبئكم بماتاكلون وماتدخرون فى بيوتكم ان فى ذالك لاية لكم ان كنتم مؤمنين (آل عمران)‘‘ ﴿میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں

مٹی کا ایک پتلہ چڑیا کی شکل پر بناتا ہوں۔ پھر اس پر پھونک مارتا ہوں اور خدائی قدرت سے اڑنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادرزاد اندھے اور کوڑھے کو بھلا چنگا کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور تم جو کھا کر آؤ اور جو اپنے گھروں میں رکھ چھوڑو وہ سب میں تم کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تم میں ایمان ہے تو یہ تمہارے لئے بڑی نشانی ہے۔﴾

۱۳...... نبی یا رسول شاعر نہیں ہوتا

"انه لقول رسول کریم وما هو بقول شاعر (الحاقه)" ﴿یہ قرآن شریف رسول کریم کا فرمان ہے۔ وہ شاعر کا قول نہیں ہے۔﴾ مرزا قادیانی شاعر تھا۔

۱۴...... نبی و رسول اپنے آپ کو امتی نہیں کہتا

نبی کا دعویٰ مضبوط و پکا ہوتا ہے۔ لوگوں سے نہیں ڈرتا۔ مرزا قادیانی امتی تھے۔ حکام وقت سے ڈرتے رہے۔ عدالت میں معافی نامہ پیش کیا۔ علماء اسلام کے روبرو مباحثہ و مناظرہ کو نہ نکلے۔ قادیانی چار دیواروں میں محبوس رہے۔

۱۵...... کتب الہامی

سابقہ میں آنے والے نبی و رسول کے واسطے پیشین گوئیاں درج ہوتی ہیں۔

۱۶...... نبی و رسول

نبی و رسول وہ ہے جو گذشتہ انبیاء و مرسلین کی تصدیق کرے۔ ان کی نبوت میں فرق نہ کرے۔ "لا نفرق بین احد من رسله" کا مصداق ہو اور آنے والے نبی و رسول کی پیشین گوئی فرمائے۔ "واذ قال عیسیٰ ابن مریم انی رسول الله الیکم مصدقاً لما بین یدیه من التورات ومبشراً برسول یأتی من بعده اسمه احمد ۰ فلما جاؤهم البینات قالوا هذا سحر مبین" ﴿اور جب عیسیٰ ابن مریم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں اور کتاب تورات جو مجھ سے پہلے نازل ہو چکی ہے اس کی تصدیق کرتا ہوں اور ایک پیغمبر کی تم کو خوشخبری سناتا ہوں۔ جو میرے بعد آئیں گے اور ان کا نام ہوگا احمد۔ پھر جب وہ احمد جن کا دوسرا نام محمد ہے بنی اسرائیل کے پاس کھلے کھلے معجزے لے کر آئے۔ وہ کہنے لگے کہ صریح جادو ہے۔﴾ کیا غضب ہے کہ اس آیت شریف کو مرزا قادیانی نے غصب کر کے اپنا نام احمد رکھ لیا ہے۔ جناب رسول خدا ﷺ نے بھی احمد ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے اور مرزا قادیانی نے بھی غلامی چھوڑ کر احمد کے نام کا دعویٰ کیا ہے۔

....

۱۷......توہین اہل بیت رسالت

کسی مجدد نبی نے کسی بزرگ دین وخاندان رسالت کی ہتک نہیں کی اور نہ ہی بدزبانی، زبان درازی وسخت کلامی سے کام لیا ہے۔ خاندان رسالت ﷺ کی اللہ تعالیٰ آیت تطہیر میں عصمت وطہارت بیان کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی مکرم اور ان کی اولاد معظم پر درود شریف پڑھتے ہیں اور مؤمنین کو حکم ہوتا ہے کہ تم لوگ بھی اللہ کے پیارے رسول اللہ ﷺ اور اس کی اولاد مقبول پر صلوٰۃ وسلام بھیجو۔ بغیر درود شریف نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اہل بیت رسالت ﷺ کی محبت ومودۃ کو فرض گردانتا ہے۔ بے جب اہل بیت عبادت حرام ہے اور جناب رسول اللہ ﷺ قرآن شریف اور عترت اہل بیت کو مسلمانوں میں امان اور قابل تمسک کر کے چھوڑتے ہیں۔ مگر چودھویں صدی کا مصنوعی پنجابی رسول قادیانی اہل بیت رسالت ﷺ پر رکیک حملہ کرتا ہے اور ان کی سخت توہین وہتک کرتا ہے اور خارجیانہ خیالات کر کے اپنے اسلام اور ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ سنو:

۱...... اے شیعو پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو۔ اب نئی خلافت لو اور ایک زندہ علی (مرزا) تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور ایک مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۰۰ء، ملفوظات ج۲ ص۱۴۲)

۲...... اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کر دے گا۔

(اعجاز احمدی ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴)

۳...... ''کیا تو اس (امام حسینؓ) کو دنیا سے زیادہ پرہیزگار غیث ہے اور یہ تو بتلاؤ کہ اس سے (امام حسینؓ) سے تمہیں دینی فائدہ کیا پہنچا، اے مبالغہ کرنے والے۔''

(اعجاز احمدی ص۶۸، خزائن ج۱۹ ص۱۸۰)

۴...... اور میں محمد ﷺ کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں۔ پس میں اس کی آل برگزیدہ ہوں۔ جس کو ورثہ پہنچ گئی۔ (اعجاز احمدی ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۱۸۲)

۵...... اسی طرح اسلام میں شیعہ مذہب پھیل گیا۔ چوروں کی طرح بہتوں کو ہلاک کر چکے ہیں۔ تم گمان کرتے ہو کہ حسینؓ تمام مخلوق کا سردار ہے۔

(اعجاز احمدی ص۸۰، خزائن ج۱۹ ص۱۹۲)

۶...... تم نے اس کشتہ (حسینؓ) سے نجات چاہی جو نومیدی (ناامیدی) سے مر گیا اور بخدا اسے (حسینؓ کو) مجھ سے کچھ زیادت نہیں۔ میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر ہے۔

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۳)

۷...... تم نے حسینؓ کو تمام انبیاء سے افضل ٹھہرا دیا...... مصیبتوں اور دکھوں کے وقت تم اسی کو یاد کرتے ہو۔ گویا حسین تمہارا رب ہے۔ اے بدبخت جھوٹ بولنے والے۔

(اعجاز احمدی ص۸۱، خزائن ج۱۹ ص۱۹۴)

۸...... اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسینؓ تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا قادیانی) ہے جو اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے اور اگر میں اپنی طرف سے یہ باتیں کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں۔ لیکن اگر میں ساتھ اس کے خدا کی گواہی رکھتا ہوں تو تم خدا سے مقابلہ مت کرو۔ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

۹...... یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ قرآن نے تو امام حسینؓ کو رتبہ ابنیت (پسر سرور عالم) کا بھی نہیں دیا۔ بلکہ نام تک مذکور نہیں۔ ان سے زید ہی اچھا رہا۔ جس کا نام قرآن شریف میں موجود ہے۔ (نزول المسیح ص۴۵، خزائن ج۱۸ ص۴۲۳)

۱۰...... ہاں یہ سچ ہے کہ وہ (حسینؓ) بھی خدا کے راست باز بندوں میں سے تھے۔ لیکن ایسے بندے تو کروڑہا دنیا میں گذر چکے ہیں اور خدا جانے آگے کس قدر ہوں گے۔

(نزول المسیح ص۴۸، خزائن ج۱۸ ص۴۲۶)

۱۱...... کربلائے است سیر ہر آنم...... صد حسین است در گریبانم۔

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

۱۲...... کیا یہ سچ نہیں ہے کہ قرآن اور احادیث اور تمام نبیوں کی شہادت سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) حسینؓ سے افضل ہے اور جامع کمالات متفرقہ ہے۔

(نزول المسیح ص۴۹، خزائن ج۱۸ ص۴۲۷، ۴۲۸)

۱۳...... تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔

(اعجاز احمدی ص۸۲، خزائن ص۱۹ ص۱۹۴)

۱۸...... نبی ورسول کی قومی زبان ہوتی ہے

جتنے نبی ورسول گذرے وہ اپنی قوم میں اسی کی زبان میں تبلیغ کرتے رہے اور اسی قوم کی زبان ومحاورات میں صحائف وکتابیں نازل ہوتی رہیں۔ جیسے عبرانی، فارسی، سنسکرت وعربی مگر مرزا قادیانی پنجابی رسول ہوکر کبھی انگریزی غلط الہام شائع کرتے رہے۔ کبھی فارسی، کبھی اردو اور کبھی عربی اور جو قصیدہ عربی لکھا اس میں کئی غلطیاں نکلیں۔ ’’وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ليبين لهم (ابراهيم)‘‘ ﴿اور ہم نے جو کوئی پیغمبر بھیجا تو اس کی قوم کی بولی والا تا کہ ان کو سمجھا سکے۔﴾

ف...... عجب پنجابی رسول آیا کہ جس نے پنجابی امت کے سامنے عربی وانگریزی وعظ سنایا۔

۱۹...... نبی ورسول خود مؤمن کامل ہو

’’اٰمن الرسول بما انزل اليه من ربه والمؤمنون‘‘ ﴿ہمارے پیغمبر (محمد ﷺ) اس کتاب کو مانتے ہیں جو ان کے پروردگار کی طرف سے ان پر اتری ہے اور پیغمبر کے ساتھ دوسرے مسلمان بھی وہ سب کے سب اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے کہ سب پیغمبروں کا دین ایک ہی ہے اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کے پیغمبروں میں سے کسی ایک کو بھی جدا نہیں سمجھتے۔ یعنی سب کو مانتے ہیں۔﴾

ب...... ’’انا اوّل المسلمين‘‘ اور ’’انا اوّل المؤمنين‘‘ کا اظہار جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف سے قرآن شریف میں موجود ہے۔

اسلام قادیانی

مرزا قادیانی آنجہانی کے عقائد اور ان کے ملفوظات اور تصانیف والہامات سے صاف ظاہر ہے کہ ان کے عقائد اسلامیہ ہرگز نہ تھے اور ان کا ایمان رسول مقبول ﷺ پر کامل نہ تھا۔ ان کو اللہ ورسول کی معرفت حاصل نہ تھی۔ ان کے عقائد سے شرک ٹپکتا ہے۔ ان کے خیالات سے اللہ تعالیٰ مجسم ومشبہ قرار پاتا ہے۔ قرآن شریف ونبوت کی وہ توہین کرتے ہیں۔ مفصل عقائد قادیانی کتاب تحفہ نورانی میں شائع ہوچکے ہیں۔ اس سے چند عقائد لکھے جاتے ہیں اور ان کے اسلام اور ایمان پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ جس بزرگ کے اسلام اور ایمان میں بھی خلل ہو اور وہ مؤمن کامل نہ ہو اور نہ اسلامی عقائد رکھتا ہو تو وہ مسیح موعود اور نبی کسی طرح بن سکتا ہے۔

اوّل……توحید باری تعالیٰ

۱…… ’’ہمارا خدا عاجی ہے۔‘‘ (ہاتھی دانت کا)

(براہین احمدیہ ص ۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

۲…… الہام وکشف مرزا ’’میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور دنیا کو پیدا کیا اور انا زین السماء الدنیا بمصابیح پھر میں نے کہا اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔‘‘ (کتاب ملخص البریہ ص ۸۵ تا ۸۷، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۳ تا ۱۰۵)

۳…… ’’رائت ربی علی صورت ابی۔ میں نے اپنے باپ غلام مرتضےٰ کی صورت پر اپنے رب کو دیکھا۔‘‘ (پیغام صلح ص ۱۴، ۱۹)

۴…… ’’گویا خدا تعالیٰ اس کے قلب پر اترا ہوا ہے۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام ص ۷۱، خزائن ج ۵ ص ۷۱)

۵…… ’’انت منّی بمنزلة ولدی ‘‘ تو مجھ سے میرے فرزند کی مانند ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۶…… ’’انی بایعتك بایعنی ربی ‘‘ میں نے تیری بیعت کی مجھ سے اللہ تعالیٰ نے بیعت کی۔ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

۷…… ’’یحمدك الله من عرشه ‘‘ اے مرزا اللہ تعالیٰ عرش سے تیری حمد کرتا ہے۔ (ضمیمہ تریاق القلوب ص ۶۳، خزائن ج ۱۵ ص ۲۶۸ حاشیہ)

۸…… اور جیسا اس عاجز کا مقام ایسا ہے کہ اس کو استعارہ کے طور پر ابنیت کے لفظ سے تعبیر کر سکتے ہیں۔ (توضیح المرام ص ۲۷، خزائن ج ۳ ص ۶۴)

۹…… ’’یحمدك الله ویمشی الیك ‘‘ خدا تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آتھم ص ۵۵، خزائن ج ۱۱ ص ۵۵، حقیقت الوحی ص ۸۷، خزائن ج ۲۲ ص ۸۱)

۱۰…… ’’انت منی بمنزلة اولادی ۰ انت منی وانا منك ‘‘ تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری اولاد۔ تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۳ ص ۶۴)

ب…… ’’انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی‘‘

(حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

۱۱...... قادیانی خدا کلرک ہے۔ مرزا قادیانی خداوند کریم کی تمثیلی طور پر زیارت کرتے ہیں۔ اس کو کلرک بناتے ہیں اور ایک کاغذ پر دستخط کراتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ دوات کی سیاہی اس کے کپڑوں پر چھڑکتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۲۵۵ ملخص، خزائن ج۲۲ ص۲۶۷)

ب...... ''انت منی بمنزلة ولدی''

(حقیقت الوحی ص۸۹، ۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

۱۲...... ''انت من مائنا وهم من فشل'' تو ہمارے لفظ سے ہے اور وہ خشکی سے۔ (اربعین نمبر۳ ص۳۴، خزائن ج۱۷ ص۴۲۳)

۱۳...... زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سنا سنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے۔

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۱۵ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۱۵)

۱۴...... قرآن شریف خدا کی کتاب اور میری منہ کی باتیں ہیں۔

(ضمیمہ تریاق القلوب ص۶۱، خزائن ج۱۵ ص۲۶۷)

۱۵...... ''انا انزلناه قریباً من القادیان'' قرآن شریف میں دائیں صفحہ شاید قریب نصف کے موقعہ پر ہے۔ (خلاصہ ازالہ اوہام ص۷۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

دوم...... توہین نبوت

۱۶...... ''مگر یہ بات الزام کے لائق نہیں۔ کیونکہ امور اخباریہ کشفیہ میں اجتہادی غلطی انبیاء سے بھی ہو جاتی ہے۔ حضرت موسیٰ کی بعض پیشین گوئیاں بھی اسی صورت پر ظہور نہیں ہوئیں۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶)

۱۷...... ''جناب رسول خدا ﷺ کی پیشین گوئیوں میں بھی غلطی واقع ہوئی۔''

(ازالہ اوہام ص۳۴۴ حصہ دوم)

۱۸...... ''جناب رسول خدا ﷺ کا سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہ تھا۔ بلکہ وہ نہایت اعلیٰ درجہ کا کشف تھا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۴۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۲۶)

۱۹...... ''ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گذرا ہے۔ جس کو رودر گوپال بھی کہتے ہیں۔ یعنی فنا کرنے والا اور پرورش کرنے والا۔ اس کا نام بھی مجھے دیا گیا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۲۰...... ’’جناب رسول خدا ﷺ کے الہام اور وحی غلط نکلے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۶۸۸، ۶۸۹، خزائن ج۳ ص۴۷۱)

سوئم......توہین عیسوی

۲۱...... ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے تمام معجزے شعبدہ بازی کے طور تھے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۲ ملخص، خزائن ج۳ ص۲۵۴)

۲۲...... ’’مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ عمل ایسا قدر کے لائق نہیں۔ جیسا کہ عوام الناس اس کو خیال کرتے ہیں۔ اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت سمجھتا تو خداتعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں حضرت ابن مریم سے کم نہ رہتا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۵۷)

۲۳...... جس قدر مسیح کی پیشین گوئیاں غلط نکلیں اس قدر صحیح نہ نکلیں۔

(ازالہ اوہام ص۷، خزائن ج۳ ص۱۰۶)

۲۴...... اتنی مدت گذرنے پر پیر فرتوت ہوگئے ہوں گے۔

(ازالہ اوہام ص۵، خزائن ج۳ ص۱۲۷)

۲۵...... اگر تو یہ کذب ہے تو یسوع سے زیادہ دنیا میں کوئی کذاب نہیں گذرا۔

(رسالہ فتح مسیح ص۱۹)

۲۶...... کیا یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں نے متعہ کیا تھا۔ یا صریح زنا کاری تھی۔

(فتح مسیح نمبر۲ ص۵۱)

۲۷...... آپ کا خاندان نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔

(انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

۲۸...... پس ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳)

۲۹...... اس رسول کے ادنیٰ خادم مسیح ابن مریم سے بڑھ کر ہیں۔

(حقیقت الوحی ص۱۵۰ ملخص، خزائن ج۲۲ ص۱۵۴)

۳۰...... مریم کا بیٹا کوشلیا کے بیٹے سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔

(انجام آتھم ص ۴۱، خزائن ج ۱۱ ص ۴۱)

۳۱...... یہود عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں ایسے قوی اعتراض رکھتے ہیں کہ ہم بھی جواب دینے سے حیران ہیں۔ بغیر اس کے یہ کہہ دیں کہ ضرور عیسیٰ نبی ہیں۔ کیونکہ قرآن نے اس کو نبی قرار دیا ہے اور کوئی دلیل ان کی نبوت پر قائم نہیں ہوسکتی۔ بلکہ ابطال نبوت پر کئی دلیلیں قائم ہیں۔ (اعجاز احمدی ص ۱۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۰)

۳۲...... یسوع شریر، چور، شیطان کے پیچھے چلنے والا، مکار۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳ تا ۷ ملخص، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸۸ تا ۲۸۹)

۳۳...... حضرت ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری (ترکھان) کا کام بھی کرتے رہے۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۴، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴)

۳۴...... ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔

(دافع البلاء ص ۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

الغرض ان عقائد کو پڑھ کر کوئی مسلمان صاحب ایمان مرزا قادیانی کو مسلمان اور مؤمن ہرگز خیال نہیں کرتا۔ چہ جائیکہ ان کو مہدی، مسیح اور نبی مانا جائے۔

دوم...... بشارات نبوت سیدنا احمد مجتبیٰ و محمد مصطفیٰ ﷺ

جب ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و مرسلین علیہم السلام دنیا جہاں میں مختلف اقوام کی ہدایت کے واسطے مختلف مقامات وممالک میں تشریف فرما چکے تو سب سے آخیر ہمارے سردار ہمارے آقائے نامدار سرور دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ حسب بشارات سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ودعا سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام مکہ معظّمہ میں مبعوث ہوئے۔ سید المرسلین وخاتم النبیین وشفیع المذنبین کا تاج آپ ؐ کے سراقدس پر رکھا گیا۔ کیونکہ حضور انور ﷺ کی بعثت کی پیشین گوئیاں تمام اولوالعزم نبی ورسول فرماتے چلے آتے تھے۔ چنانچہ تورات وانا جیل مروجہ گو محرفہ ہیں۔ اب تک یہ بشارات موجود ہیں۔

بشارت اوّل...... بارہ سردار

اور اسماعیل کے حق میں میں نے تیری سنی۔ دیکھ میں اسے برکت دوں گا اور اسے برومند کروں گا اور اسے بہت بڑھاؤں گا اور اس سے بارہ سردار ہوں گے اور میں اسے بڑی قوم بناؤں گا۔ (کتاب پیدائش، پرانا عہد نامہ، باب ۱۷، آیت ۲۰، ص ۲۶، سن ۱۹۰۸ء)

بشارات دوم……فاران

خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے داہنے ہاتھ ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قسم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ اس کے سارے مقدس تیرے ہاتھ میں ہیں۔ وہ تیرے قدموں کے نزدیک بیٹھے ہیں اور تیری باتوں کو مانیں گے۔

(کتاب استثناء پرانا عہد نامہ باب ۲۳ آیت دوم، ۱۸۹۵ء)

ب…… اے خداوند میں نے تیری خبر سنی اور ڈر گیا۔ اے خداوند تو برسوں کے درمیان اپنے نئے کام کو نئے سرے رونق بخش، برسوں کے درمیان اسے شہرت دے۔ قہر کے درمیان رحم کو یاد کر۔ خدا تیماں سے اور وہ جو قدوس ہے۔ کوہ فاران سے آیا۔ سلاہ اس کے شوکت سے آسمان چھپ گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتیں۔ (کتاب حبوق نبی باب ۳، آیت ۲، ۳، ۴، سن ۱۹۰۸ء)

فائدہ: سینا سے کوہ طور سینا مراد ہے۔ جس کا تعلق سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے ہے اور شعیر وہ پہاڑ ہے جو بیت اللحم اور ناصرت کے پاس ہے۔ جس کا تعلق سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور فاران مکہ معظّمہ کا پہاڑ ہے۔ جس کے معنی وادی غیر ذی ذرع ہیں۔ جس میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے حضرت بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بسایا اور جن کی اولاد مقدس سے ہمارے نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے۔

ا……فاران کا ذکر

توریت شریف میں کئی جگہ آیا ہے۔ تب خدا نے اس لڑکے (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کی آواز سنی اور خدا کے فرشتے نے آسمان سے ہاجرہ کو پکارا اور اس سے کہا کہ اے ہاجرہ تجھ کو کیا ہوا۔ مت ڈر کہ اس لڑکے کی آواز جہاں وہ پڑا ہے۔ خدا نے سنی اٹھ اور لڑکے کو اٹھا اور اسے اپنے ہاتھ سے سنبھال کہ میں اسے ایک بڑی قوم بناؤں گا۔ پھر خدا نے اس کی آنکھیں کھولیں اور اس نے پانی کا ایک کنواں دیکھا اور جا کر اس مشک کو پانی سے بھر لیا اور لڑکے کو پلایا اور خدا اس لڑکے کے ساتھ تھا اور وہ بڑھا اور بیابان میں رہ گیا اور تیر انداز ہو گیا اور وہ فاران کے بیابان میں رہا اور اس کی ماں نے ملک مصر سے ایک عورت اس سے بیاہنے کو لی۔

فاران کا پہاڑ مکہ معظّمہ میں ہے۔ جہاں پانی کا کنواں چاہ زمزم پیدا ہوا اور بی بی ہاجرہ کا چڑھنا اترنا صفا و مروہ کی پہاڑیاں ہیں اور بڑی قوم سے قوم بنی اسماعیل مراد ہیں۔

۲...... تو بنی اسماعیل دشت سینا سے اپنے اپنے سفروں میں چلے اور بدلی دشت فاران میں جا ٹھہری۔

۳...... اور پھر کے موسیٰ اور ہارون اور بنی اسرائیل کی ساری جماعت کے پاس دشت فاران کے قادس میں آئے۔

ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ وادی سینا اور ہے اور وادی فاران اور ہے اور یہ مکہ معظّمہ میں ہے۔ جس کو زبور اور قرآن شریف میں بکہ نام سے پکارا گیا ہے۔ ''ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعلمین فیہ اٰیات بینٰت مقام ابراھیم ومن دخلہ کان اٰمنا '' ﴿پھر گھر جو خدا کی عبادت کے لئے بنا ہوا ہے وہ (بکا) بکہ کی وادی میں ہے۔ مبارک اور لوگوں کے واسطے اس میں کھلے کھلے معجزے ہیں۔ ابراہیم کا مقام جو اس میں داخل ہوا۔ امن میں آ گیا۔﴾

زبور میں وادی بکا (بکہ) کا اس طرح ذکر ہے۔ مبارک وہ ہیں جو تیرے گھر میں بستے ہیں۔ وہ سدا تیری ستائش کریں گے۔ سلاہ، مبارک وہ انسان جس میں قوۃ تجھ سے ہے۔ ان کے دل میں تیری راہیں ہیں۔ وہ بکا کی وادی میں گذر کرتے ہوئے اسے ایک کو آ بناتے۔

قرآن شریف میں فاران کی پیشین گوئی کا اس طرح ذکر ہے۔ ''والتین ۰ والزیتون ۰ وطورسنین ۰ وھذ البلد الامین''

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اسی وادی بکہ کوہ فاران میں یہ دعاء فرمائی تھی اور قرآن مجید نے اس کو عیسائیوں اور یہودیوں میں شائع کیا۔ لیکن زمانہ نبوت کے یہود و عیسائی اس کی تردید و تکذیب نہ کر سکے۔ ''واذ قال ابراھیم رب اجعل ھذا البلد اٰمنا وارزق اھلہ من الثمرات من اٰمن منھم باللّٰہ والیوم الاخرۃ (البقرہ)'' ﴿اور جب ابراہیم نے اپنے مالک سے عرض کیا پروردگار اس جگہ کو ایک امن کا شہر بنا دے اور وہاں کے رہنے والوں میں سے جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاویں۔ ان کو میرے کھانے کو دے۔﴾

ب...... ''ربنا وابعث فیھم رسولًا منھم یتلوا علیھم اٰیتک ویعلمھم الکتاب والحکمۃ ویزکیھم ۰ انک انت العزیز الحکیم (البقرہ)'' ﴿پروردگار ہمارے اس گروہ میں انہی میں سے ایک پیغمبر بھیج۔ جو تیری آیتیں پڑھ کر سنائے اور کتاب قرآن شریف اور حکمت (حدیث شریف) ان کو سکھلائے اور شرک سے ان کو پاک کرے۔ بیشک تو زبردست اور حکمت والا ہے۔﴾

ج...... ”ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتك المحرم ربنا لیقیمو الصلوٰة فاجعل افدة من الناس تهوی الیهم وارزقهم من الثمرات لعلهم یشکرون (ابراهیم)“ ﴿مالک ہمارے، میں نے اپنی کچھ اولاد کو ایک ایسے میدان میں لاکر بسایا۔ جس میں کھیتی نہیں ہوتی۔ تیرے ادب والے گھر کے پاس مالک ہمارے۔ یہاں میں نے ان کو اس لئے بسایا کہ وہ تیرے گھر کے پاس نماز کو درستی سے ادا کریں تو ان کی گذران کے لئے کہ کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف جھک جائیں اور ان کو طرح طرح کے میوے کھلا تا کہ وہ شکر کریں۔﴾ پس تورات وزبور کا الٰہی وعدہ اور دعاء خلیل اسی طرح پوری ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے وادی فاران مکہ معظّمہ میں خانہ کعبہ کے اردگرد نبی اسماعیل کو آباد کیا اور ان میں سے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر ان کو بڑی قوم بنایا کہ وہ قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے ہیں اور خدا کی حمد کرتے ہیں۔ کوئی شرک نہیں کرتا اور اگرچہ خاص مکہ معظّمہ میں کوئی باغ نہیں مگر تمام دنیا کے میوہ جات تر ہمیشہ وہاں ملتے ہیں اور تمام اسلامی دنیا کے دل اہل مکہ کی طرف جھکے ہوئے ہیں۔ عیسائیو، یہودیو، بتاؤ ایسی صاف وصریح پیشین گوئی کسی اور کے واسطے ہوسکتی ہے۔

بشارت سوم...... مماثلت موسوی

خداوند تیرا خدا تیرے ہی لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میرے مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔ اس سب کے مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے صواب میں مجمع کے دن مانگا اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز سنوں اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھو۔ تا کہ میں مر نہ جاؤں اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اس سے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کر کہے گا نہ سنے گا تو میں اس کا حساب اس سے لوں گا۔ (استثناء بات ۱۸ آیت ۱۵ تا ۱۹ ص ۳۲۲)

ف...... اللہ تعالیٰ نے ہر ایک نبی و رسول سے نبوت و رسالت محمد ﷺ کے اقرار کا وعدہ لیا تھا۔ اسی واسطے ہر ایک نبی اپنی امت کو نبی آخر الزمان ﷺ کی تصدیق نبوت کے واسطے حکم دیتا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ”واذ اخذ اللّٰه میثاق النبیین مما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدقالما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال

اقررتم واخذتم علیٰ ذلکم اصری قالوا اقررنا (آل عمران)'' ﴿اے پیغمبر جب اللہ نے پیغمبروں سے اقرار لیا۔ میں جو تم کو کتاب اور شریعت دیتا ہوں تو اگر کوئی رسول ایسا آئے جو تمہاری کتاب کو سچ بتائے تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تم نے یہ اقرار کیا اور میرے اس عہد کو قبول کیا۔ انہوں نے عرض کیا ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا گواہ رہو۔ میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔ پھر اس کے بعد جو پھر جائے تو ایسے ہی لوگ نافرمان ہیں۔﴿

دوم...... پس توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خداوند کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے۔ یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے۔ جب تک کہ وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے اس کے سننا اور یہ ہوگا کہ جو شخص اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ بلکہ سموئل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے باتیں کہیں۔ ان سب نے ان دونوں کی خبر دی ہے۔

(انجیل مقدس ۱۹۰۸ء، رسولوں کے اعمال باب ۳ آیات ۱۹ تا ۲۴ ص ۲۲۵)

نوٹ: یہ ہر دو پیشین گوئیاں ہمارے نبی آخرالزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے صاف ہیں کہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل تھے۔ ان میں جناب سرور عالم ﷺ مبعوث ہوئے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں کوئی ایسا اولوالعزم نبی یا رسول نہیں پیدا ہوا اور جناب سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے خود فرمادیا ہے کہ جب تک وہ نبی آخرالزمان ﷺ پیدا نہ ہوں وہ آسمان میں ہی رہیں گے۔ وہ دوبارہ نہیں آسکتے۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسماعیل میں پیدا ہوتے تو وہ بیشک اس بشارت توریت کے مصداق ہو سکتے تھے۔ مگر وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہوئے۔ دوسرا سوائے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے جناب مسیح علیہ السلام مثل موسیٰ بھی نہیں۔ سنو:

۱...... جناب موسیٰ علیہ السلام نے دشمنوں کے خوف سے ہجرت فرمائی۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ نے کفار و مشرکین عرب کے شر سے بچنے کے واسطے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔

۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یثرب کی طرف کوچ کیا تھا۔ اسی طرح حضور سرور دو عالم ﷺ نے بھی یثرب کو کوچ کیا۔

۳...... حضرت موسیٰ علیہ السلام پر دس احکام توریت بہ لفظ نازل ہوئے تھے۔ اسی طرح حضور انور رسول اکرم ﷺ پر قرآن شریف عربی زبان میں نازل ہوا جو اب تک موجود ہے۔

۴...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون ومصر کا مقابلہ کرنا پڑا۔ اسی طرح جناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰت کو ابوجہل فرعون مکہ سے واسطہ پڑا۔ فرعون مصر تو پانی (دریائے نیل) میں غرق ہوا۔ مگر فرعون مکہ معظّمہ خون کے دریا میں غرق کیا گیا اور جنگ بدر میں مارا گیا۔

۵...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم وستم سے چھڑایا اور شام میں آ کر بسایا۔ اسی طرح جناب سرور دوعالم ﷺ نے بنی اسماعیل کو فرعون مکہ معظّمہ کے جور وستم سے چھڑا کر مدینہ میں آ کر بسایا۔

۶...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ طور پر جوتیاں اتار کر جانا پڑا۔ مگر حضور انور سید البشر ﷺ کو جوتیوں کے ساتھ عرش معلیٰ پر معراج ہوا۔ بلکہ قاب قوسین اوادنیٰ کا درجہ ملا۔

۷...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کفار ومشرکین سے جہاد کیا۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ نے بھی دفاع (ڈیفنسیو) طور جہاد فی سبیل اللہ کیا۔

۸...... حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خلفاء کو ظاہری سلطنت وبادشاہت بھی ملی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ تمام دنیا اسلامی کے دینی اور دنیاوی بادشاہ اور نبی ورسول ہوئے اور آپ کے اصحاب کبار بادشاہ ہوئے۔

۹...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے ذریعہ شریعت عطاء ہوئی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کو بھی قرآن شریف کے ذریعہ شریعت کاملہ عطاء ہوئی۔

۱۰...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کے منہ میں توریت خدا کا کلام دیا گیا۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ کے منہ میں قرآن کریم خدا کا کلام دیا گیا۔

۱۱...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کا معاون ومددگار شریک نبوت حضرت ہارون بنایا گیا۔ اسی طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ کا مونس وغمگسار، وصی ووزیر وخلیفہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام بنایا گیا۔ پڑھو ''یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ''

۱۲...... جس طرح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے نزدیک آسمانوں سے نازل ہوں گے۔ اسی طرح سیدنا امام محمد مہدی آخرالزمان علیہ السلام کا بھی ظہور ہوگا۔

۱۳...... جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معجزات ید بیضاء عطاء ہوا ہے۔ اسی طرح سرور عالم ﷺ کو معجزہ شق القمر عطاء ہوا۔ حضور انور ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ حضور انور ﷺ کے

دست مبارک میں کنکریوں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ جانور ہم زبان ہوئے۔ مردے زندہ ہوئے۔ انگلیوں سے چشمے جاری ہوئے۔ قرآن شریف نے بھی اس مماثلت و بشارت کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔ ''انا ارسلنا اليكم رسولا شاهداً عليكم كما ارسلنا الىٰ فرعون رسولًا فعصىٰ فرعون الرسول فاخذنه اخذاً وبيلا (المزمل)'' ﴿لوگوں جیسا پیغمبر ہم نے فرعون کی طرف بھیجا تھا۔ ویسا ہی تمہارے پاس بھی ایک پیغمبر یعنی حضرت محمد ﷺ کو بھیجا ہے جو قیامت کے دن تم پر گواہی دے گا۔ تو فرعون نے اپنے پیغمبر کا کہنا نہ مانا۔ آخر ہم نے اس کو بڑے وبال میں دھر پکڑا۔﴾

۱۴...... جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے کوہ طور جانے کے بعد خلیفۂ قوم مقرر ہوئے تھے۔ اسی طرح جناب امیر المؤمنین علی علیہ السلام غزوۂ تبوک میں جانشین قرار پائے اور دعوت قریش، شب ہجرت، تبلیغ یمن، سورۂ برأت اور خم غدیر میں مقرر ہوئے۔

۱۵...... حضرت ہارون علیہ السلام کے تین فرزند، شبر، شبیر اور مبشر تھے۔ ویسا ہی جناب امیر علی علیہ السلام کے تین فرزند، امام حسن، اور امام حسین اور محسن تھے۔ جو شبر شبیر اور مبشر کے نام سے مشہور ہوئے۔

۱٦...... حضرت ہارون علیہ السلام کو سیکل موسوی میں معہ فرزندان جگہ ملی تھی۔ اسی طرح جناب امیر علیہ السلام کو معہ حسنین الشریفین علیہم الصلوٰۃ والسلام مسجد نبوی میں رہنے کی اجازت حاصل ہوئی اور دیگر کے دروازے بند کئے گئے۔

چہارم......مکاشفۂ یوحنا

انجیل مقدس، نیا عہد نامہ، کتاب مکاشفہ، یوحنا باب ۱۲ میں یہ بشارت موجود ہے۔

۱...... اور ایک بڑا نشان آسمان پر نظر آیا۔ ایک عورت سورج کو اوڑھے ہوئے اور چاند اس کے پاؤں تلے اور اس کے سر پر بارہ ستاروں کا تاج تھا اور وہ عورت حاملہ تھی اور درد سے چلاتی اور جننے کو بیٹھتی تھی۔ پھر ایک اور نشان آسمان پر دکھلائی دیا اور دیکھو ایک بڑا سرخ اژدھا جس کے سات اور دس سینگ اور اس کے سروں پر سات تاج تھے۔ ظاہر ہوا۔ اس کی دم نے آسمان کے تہائی ستارے کھینچے اور انہیں زمین پر ڈالا اور وہ اژدھا اس عورت کے آگے جو جننے پر تھی جا کھڑا ہوا۔ تا کہ جب وہ جنے تو اس کے بچے کو نگل جاوے اور وہ فرزند نرینہ جنی جو کہ لوہے کا عصا لے کے سب قوموں پر حکومت کرے گا اور اس کا لڑکا خدا کے اور اس کے تخت کے آگے اٹھالیا

گیا اور وہ عورت بیابان میں جہاں اس کی جگہ ہے خدا نے تیار کی تھی بھاگ گئی۔ تا کہ وہاں والے ایک ہزار دو سو ساٹھ دن تک پرورش کریں۔ پھر آسمان پر لڑائی ہوئی۔ میکائیل اور اس کے فرشتے اژدھے سے لڑے اور اژدھا اور اس کے فرشتے لڑے۔ لیکن غالب نہ ہوئے اور نہ آسمان پر ان کی پھر جگہ ملی۔ سو بڑا اژدھا نکالا گیا۔ وہی پرانا سانپ جو ابلیس اور شیطان کہلاتا ہے اور جو سارے جہاں کو دغا دیتا ہے۔ وہ زمین پر گرایا گیا اور اس کے فرشتے بھی اس کے ساتھ گرائے گئے۔

(مکاشفہ یوحنا ص ۵۰۱، ۵۰۲، انجیل مقدس از کتاب مقدس ۱۸۹۵ء)

پنجم...... بشارت داؤدی

کتاب مقدس، پرانا عہد نامہ، زبور نمبر ۴۵ ص ۱۰۸۴ مطبوعہ لاہور ۱۸۹۵ء پر سردار مغنی کے لئے نبی قرح کا مشکیل کے عنوان میں حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں۔

۱...... تو حسن میں نبی آدم سے کہیں زیادہ ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ دنیا جہاں میں سب سے زیادہ خوبصورت تھے۔

۲...... تیرے ہونٹوں میں لطف بٹایا گیا ہے۔ یعنی قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت دی گئی ہے۔ اس لئے خدا نے تجھ کو ابد تک مبارک کیا۔ یعنی تو خاتم النبیین ہے۔ تیرا نام قیامت تک رہے گا۔

۳...... اے پہلوان اپنی تلوار کو جو تیری حشمت اور بزرگواری ہے۔ حمائل کر کے ران پر لٹکا۔ یعنی تلوار سے جہاد کر۔

۴...... اور اپنے بزگوار سے سوار ہو اور سچائی اور ملائمت اور صداقت کے واسطے اقبال مندی سے آگے بڑھ۔ یعنی تیرا لقب صادق، امین ہے اور تیرا خلق عظیم ہے اور تو رؤف الرحیم ہے۔

۵...... تیرا داہنا ہاتھ تجھ کو سب کام سکھلا دے گا۔ یعنی جناب علی المرتضیٰ شیر خدا تیرا قوت بازو ہوگا۔ تیرے تیر تیز ہیں۔ لوگ تیرے نیچے گرے پڑے ہیں دلے بادشاہ کے دشمنوں کے دل میں لگ جاتے ہیں۔

۶...... تیرا تخت اے خدا ابد الآباد ہے۔ تیری سلطنت کا عصا راستی کا عصا ہے۔

۷...... تو صداقت کا دوست اور شرارت کا دشمن ہے۔ اس سبب خدا کے تجھ کو خوشی کے تین سے تیری مصاحبوں سے زیادہ مسح کیا۔ یعنی تجھ کو سید المرسلین وسید الصادقین اور افضل النبیین بنایا۔

۸...... بادشاہوں کی بیٹیاں تیری عزت والیوں میں ہیں۔ بلکہ اوفیر کے سونے سے آراستہ ہو کے تیرے داہنے ہاتھ کھڑی ہیں۔ جناب رسول اللہ ﷺ نے جناب بی بی خدیجہ الکبریٰؓ شہزادی عرب سے نکاح کیا تو آپ مالا مال ہو گئے۔ شام تک تجارت کے اونٹ چلتے تھے۔ سونے کے زیورات واسباب بیشمار ہاتھ اور جناب بی بی صفیہ بنت حی سردار خیبر کی نوجوان لڑکی نوعروس زیورات سے آراستہ پیراستہ جناب کے حرم سرائے میں داخل ہوئیں۔ بی بی شہر بانوؓ شہزادی ایران اولاد نوشیرواں سے سیدنا امام حسینؓ کے نکاح میں آئیں۔

۹...... تیرے بیٹے باپ دادوں کے قائم مقام ہوں گے تو انہیں تمام زمین کے سردار مقرر کرے گا۔ میں ساری پشتوں کو تیرا نام یاد دلاؤں گا۔ پس سارے لوگ ابدالا باد تیری ستائش کریں گے۔

تفسیر...... جناب علی المرتضیٰؓ تو آنحضرت ﷺ کے ابن عم چچازاد بھائی اور داماد تھے اور جناب رسول اللہ ﷺ نے آپؓ کی پرورش کی تھی اور حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اور ان کی اولاد تا امام مہدی آخر الزمان علیہ الرضوان قرآن شریف کی نص سے آپؑ کے فرزند ہیں اور بنی فاطمہؓ ہیں۔ نواسے ہمیشہ بیٹے ہوا کرتے ہیں۔ یہ بارہ ائمہ اطہار اولاد سیدنا احمد مختار ﷺ بعد وفات النبی ﷺ حضرت ہاشم، حضرت عبدالمطلب، حضرت ابوطالب کی وراثت کے ذریعہ حجاز کے وارث ہوئے اور جناب سرور عالم ﷺ نے مقام خم غدیر ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کبار کے روبرو جناب علی المرتضیٰؓ کو ان کا سردار مقرر کیا۔ فرمایا: ”من کنت مولاہ فعلی مولاہ“ جس کا میں سردار ہوں اس کا علیؓ بھی سردار ہے اور حدیث ثقلین کے ذریعہ باقی ائمہ اطہار علیہم السلام کے ساتھ تمام امت کو تمسک کرنے کا حکم دیا۔ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کتاب الجہاد والسیر میں حضرت جابر انصاریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک بارہ سردار خلیفے اس دین اسلام میں نہ ہولیں۔ یہ دنیا برابر قائم رہے گی اور وہ سب قریش اور بحدیث مودۃ القربیٰ بنی ہاشم ہوں گے۔ پس حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ بشارت جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور ان کی اولاد ائمہ الہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام پر پوری صادق آتی ہے اور ایک حق پسند انسان کو راہ حق بتلاتی ہے۔ بشرطیکہ چشم بصیرت حاصل ہو۔ فقرہ سارے لوگ ابدالا باد تک تیری ستائش کریں گے۔ یعنی قیامت تک سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا نام جاری رہے گا۔ کلمہ شہادت واذان قیامت تک پکارے جائیں گے اور تمام دنیا جہاں میں سردار دو جہاں کی تعریف وستائش ہوتی رہے گی۔ تمام مسلمان آپ پر اور جناب کی اولاد پر درود وصلوٰت پڑھتے رہیں گے۔

”اللھم صل علے سیدنا محمد واٰل سیدنا محمد وبارك وسلم“

اس سے صاف ثابت ہے کہ نبی آخرالزمان اسلام کا بادشاہ ایک ہی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہےاور جواب ان کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے۔ بروزی یا ظلی یا تشریعی یا غیر تشریعی نبی بن بیٹھے وہ کافر کانا دجال ہے۔

ششم......معیار صداقت نبیؑ

(استثناء باب ۱۸، آیت ۲۰،۲۲ ص ۳۹۹ سن ۱۸۹۵ء، کتاب مقدس، پرانا عہدنامہ) میں ہے۔

لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاوے اور اگر تو اپنے دل میں کہے کہ میں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں۔ تو جان رکھ کہ جب نبیؑ خداوند کے نام سے کچھ کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے واقع نہ ہو یا پورا نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر۔ (استثناء ص ۳۹۹ باب ۱۸)

تفسیر...... حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ بشارت وپیشین گوئی وجناب سیدنا احمد مجتبیٰ ومحمد مصطفیٰ ﷺ نبی آخرالزمان پر صادق آتی ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل میں مبعوث ہوئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واسطے یہ بشارت نہیں۔ کیونکہ وہ بنی اسرائیل میں سے قوم بنی اسرائیل کے واسطے بھیجے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مماثلت محمدی ﷺ بھی ہے۔ جیسا کہ پیچھے گذرا، نبی آخرالزمان ﷺ کی بعثت وآمد آمد کے واسطے ہر ایک نبی ورسول اپنی اپنی امت کو اطلاع وخبر دیتا چلا آیا ہے کہ وہ تمام دنیا وجہاں کا سردار اکیلا ہی نبی ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو تمام رسولوں کے سردار اور خاتم النبیین بنایا۔ ان کے بعد کوئی نیا نبی ورسول نہیں آئے گا۔ جو دعویٰ کرے گا وہ جھوٹا ہوگا۔

ب...... اسی باب کی آیات ۲۰ سے ۲۲ تک ہر ایک نبی ورسول کی صداقت کے معیار مقرر ہے اور یہ ایک اعلیٰ کسوٹی سچے اور جھوٹے نبی کی پہچان ہے کہ جھوٹے کاذب نبی وبناوٹی رسول کی تمام باتیں جھوٹی، بناوٹی ہوں گی اور اس کی تمام پیشین گوئیاں غلط ثابت ہوں گی۔ سابقہ تمام انبیاء ومرسلین کے فرمان اور پیشین گوئیاں صحیح وسچی نکلیں اور وہ نبی ورسول صادق وصدیق کہلائے۔ قرآن شریف گواہی دیتا ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کے تمام احکام وپیشین گوئیاں ہو بہو سچی نکلیں۔ ایک بال بھر کا فرق نہ آیا۔

مرزائی دوستو! آؤ آپ کے بناوٹی، مصنوعی پنجابی رسول کی صداقت پرکھیں کیا جناب

مرزا قادیانی کے الہامات ومکاشفات وپیشین گوئیاں صحیح ثابت ہوئیں۔ سنو:

۱...... ڈپٹی عبداللہ آتھم صاحب عیسائی کی موت کا وقت مقرر کیا تو وہ صاحب ہرگز فوت نہ ہوئے۔

۲...... فاضل امرتسری کے واسطے مباہلہ کیا اور اشتہارات چھاپے۔ گڑگڑا کر دعائیں مانگیں۔ مگر وہ دعا قبول نہ ہوئی۔ صادق کے سامنے کاذب فوت ہوگیا۔

۳...... ڈاکٹر عبدالحکیم خان مفسر قرآن مرید خاص کے واسطے پیشین گوئی کی۔ مگر پوری نہ ہوئی۔ بلکہ ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی کے عین مطابق آپ کے مصنوعی نبی فوت ہو گئے۔

۴...... محمدی بیگم کے نکاح کا بڑے طمطراق سے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے روبرو مرزا قادیانی کا آسمان پر نکاح پڑھا۔ مگر محمدی بیگم نکاح میں نہ آئی اور مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی کو دوسرے صاحب نکاح کر کے لے گئے۔ مرزا قادیانی تاکتے رہے۔

۵...... قادیان دارالامان طاعون سے نہ بچ سکا۔ مرزا قادیانی کے خاص مرید پلیگ سے مرے۔

۶...... منشی عبدالکریم سیالکوٹی دشمن خاندان رسالت ﷺ بڑے سخت عذاب میں مبتلا ہوکر اس جہاں سے چل بسا اور مرزا قادیانی کی پیشین گوئی غلط نکلی۔

۷...... مرزائیوں کو آج تک کوئی سلطنت، کوئی حکومت، کوئی بادشاہت نہ ملی، ہوس ہی رہی۔

۸...... مدینہ منورہ اور مکہ معظّمہ میں آج تک ریل جاری نہ ہوئی۔ مرزا قادیانی کے کذب پر مہر لگ گئی۔

۹...... زلزلہ کی پیشین گوئی کی اور قادیان سے باہر باغ میں مصنوعی پنجابی رسول نے ڈیرے وخیمے لگائے۔ مگر نہ کوئی زلزلہ آیا اور نہ ہی زمین کو جنبش ہوئی۔ مرزا قادیانی کو شرمندہ ہونا پڑا۔

۱۰...... مرزا قادیانی نے ایک سعید الفطرت عالم کباب لڑکے کی ولادت کے واسطے پیشین گوئی فرمائی۔ مگر بجائے لڑکے کے صاحبزادی پیدا ہوئی۔ مرزا قادیانی کو کھسیانا ہونا پڑا۔

۱۱...... مشرقی لقنارہ اب تک مکمل نہ ہوا۔ کتاب براہین احمدیہ کے چندے خورد برد ہوئے۔ مگر وہ کتاب اب تک مکمل ہوکر نہ چھپی۔ مرزائی ہر ایک میدان مناظرہ سے بھاگتے رہے اور ان کو کتاب اللہ وسنت کے مقابلہ میں کبھی بھی فتح نہ ہوئی اور نہ ہی مرزا قادیانی کا ایمان ثابت سکے۔

الغرض جناب موسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور قرآن شریف کی تصدیق کے مطابق ''ولو تقول علينا بعض الا قاوبل لا خذنا منه باليمين ثم لقطعنا منه الوتين (الحاقه)''
﴿اور اگر پیغمبر زبردستی کوئی بات ہمارے سر چپکاتا تو ہم نے فوراً اس کی گردن اڑا دی ہوتی۔﴾

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہر ایک دعویٰ میں صادق و سچے نہ نکلے اور نہ ہی اپنے کسی دعویٰ کو علماء کرام کے روبرو ثابت کر سکے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کو مرض اسہام تخمہ یا ہیضہ میں مبتلا کیا کہ وہ اپنے مشن کو ادھورا چھوڑ کر لاہور میں اس جہان فانی سے کوچ کر گئے اور ہزار ہا لوگوں کو دوزخ میں دھکیل گئے۔

بشارت ہشتم......محمد یم

''میرا محبوب سرخ و سفید ہے۔ دس ہزار آدمیوں کے درمیان وہ جھنڈے کے مانند کھڑا ہوتا ہے۔ اس کا سر ایسا ہے جیسا چوکھا سونا۔ اسکی زلفیں پیچ در پیچ ہیں اور کوے کی سی کالی ہیں۔ اس کی آنکھیں ان کبوتروں کے مانند ہیں۔ جو لب دریا دودھ میں نہا کے تمکنت سے بیٹھے ہیں۔ اس کے رخسار سے پھولوں کے چمن اور بلسان کے ابھری ہوئی کیاری کے مانند ہیں۔ اس کی قامت نسبان کی سی وہ خوبی میں رشک سرد ہے۔ اس کا منہ شیرینی ہے۔ ہاں وہ سراپا عشق انگیز (محمد یم) ہے۔ اے یروشلم کے بیٹو یہ میرا پیارا یہ میرا جانی ہے۔''

(غزل الغزلات باب ۵ آیات ۱۰ تا ۱۶ ص ۱۰۶۵، پرانا عہد نامہ ۱۹۰۸ء)

نوٹ: ضد و تعصب کا ستیاناس ہو۔ عیسائیوں نے جناب سرور عالم ﷺ کی عداوت اور حق کو چھپانے کے واسطے بائبل میں جگہ جگہ تحریف کر دی۔ حالانکہ عبرانی اصل کتاب میں ''وخلو محمديم زه ودوهي وزه رعي بلوث يروشلائم ''اب تک موجود ہے۔ مگر محمد یم کا ترجمہ اردو عیسائیوں نے عشق انگیز کر دیا۔ عبرانی زبان میں حروف می اور م تعظیم اور جمع کے واسطے آتی ہیں۔ پس یہاں محمد یم بجائے محمد کے تعظیماً آیا ہے۔ بشارات میں آنحضرت ﷺ کا نام آجانا ثبوت نبوت کی نہایت قوی دلیل ہے۔ اس بشارت میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضور انور ﷺ کا حلیہ مبارک بیان فرمایا ہے۔ پس عیسائی و یہودی ضد سے باز آ کر جناب سرور عالم ﷺ پر ایمان لا کر زیادہ ثواب حاصل کریں۔

بشارت نہم......عرب کی بابت الہامی کلام

عرب کے صحرا میں تم رات کو کاٹو گے۔ اے دانیوں کے قافلو۔ پانی لے کے پیاسے کا استقبال کرنے آؤ۔ اے تیما کی سرزمین کے باشندو، روٹی لے کے بھاگنے والے کے ملنے کو نکلو۔

کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھ کو یوں فرمایا۔ ہنوز ایک برس ہاں مزدور کے سے ایک ٹھیک برس میں قیدار کی ساری حشمت جاتی رہے گی اور تیراندازوں کے جو باقی رہے قیدار کے بہادر لوگ گھٹ جائیں گے کہ خداوند اسرائیل کے خدا نے یوں فرمایا۔

(پرانا عہد نامہ کتاب یعیاہ نبی کے باب ۲۱ آیات ۱۳ تا ۱۷ ص ۱۰۹۵)

نوٹ تفسیری: یہ بشارت والہامی کلام جنگ بدر میں پوری ہوئی۔ ابو جہل قیداری کی حشمت جاتی رہی اور اس کے ساتھی عرب بھاگ نکلے۔ ”دوان“ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے، لقمان کے بیٹے اور سباء کے بھائی کا نام ہے۔ (پیدائش باب ۲۵) ”دوان“ کی اولاد ملک یمن میں آباد ہوئی۔ جن سے اوس وخروج کے قبائل ہیں۔ قیدار، حضرت اسماعیل کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں یہ آپ کے ولی عہد ہوئے۔ لفظ قیدار کے معنی صاحب الابل ہیں۔ اونٹ والے یہ ملک حجاز میں آباد ہوئے۔ یہ تمام قریش کے قبائل کے مواریث اعلیٰ تھے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام تیرانداز تھے۔ (پیدائش باب ۲۱ آیت ۱۴) صحیح بخاری کے باب ”قول اللّٰہ عزوجل واذکر فی الکتب اسمعیل “ میں ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ارمو بنی اسمعیل فان اباکم کان رامیا“ اے بنی اسماعیل تیراندازی کرو۔ کیونکہ تمہارا باپ تیرانداز تھا۔

بشارت دہم ......وہ نبیؐ

یوحنا کی انجیل باب اوّل آیت ۱۹ اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لیوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجی کہ تو کون ہے تو اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر کون ہے۔ کیا تو ایلیا ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی (آخرالزمان) ہے۔ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ پس انہوں نے اس سے کہا پھر تو ہے کون تا کہ ہم اپنے بھیجنے والوں کو جواب دیں۔ تو اپنے حق میں کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا میں جیسا یشعیاہ نبی نے کہا ہے بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز ہوں کہ تم خداوند کی راہ کو سیدھا کرو۔ یہ فریسیوں کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اس سے یہ سوال کیا کہ اگر تو نہ مسیح ہے نہ ایلیا نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے۔ (انجیل یوحنا ص ۱۷۲)

بشارت یازدہم ......فارقلیط

میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن مددگار وکیل، شفیع (پیری کلیوطاس، فارقلیط، احمد) جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھلائے گا۔

جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵، ۲۶)

ب...... اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔ (انجیل یوحنا باب ۱۴ آیت ۳۰ ص ۲۰۵ سن ۱۹۰۸ء)

ج...... مگر اب تو انہوں نے مجھے اور میرے باپ دونوں کو دیکھا اور دونوں سے عداوت کی۔ لیکن یہ اس لئے ہوا کہ وہ قول پورا ہو جو ان کی شریعت میں لکھا ہے کہ انہوں نے مجھ سے مفت عداوت کی۔ لیکن جب وہ مددگار (فارقلیط احمد) آئے گا جس کو میں تمہارے پاس باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی سچائی کا روح جو باپ کی طرف سے نکلتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (انجیل یوحنا باب ۱۵ آیات ۲۴ تا ۲۷)

د...... (انجیل یوحنا باب ۱۶ آیات ۶ تا ۱۴ مطبوعہ ۱۹۰۸ء ص ۲۰۷) پر ہے۔ لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (فارقلیط، احمد) تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آکر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں۔ مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ (احمد) یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہیں کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔ وہ میرا اجلال ظاہر کرے گا۔

تفسیری نوٹ: عیسائی اناجیل ہمیشہ تحریف کرتے رہتے ہیں اور مسلمان جو اعتراض کرتے ہیں اور جو بشارت احمد یہ ان کو دکھلاتے ہیں۔ یہ جھٹ بدل دیتے ہیں۔ جس قدر اناجیل آج تک چھپ چکی ہیں وہ ایک دوسری کے ساتھ نہیں ملتیں۔ عبارت میں بہت تغیر و تبدل ہے۔ جو ۱۹۰۸ء میں انجیل مقدس چھپی ہے۔ وہ ۱۸۹۳ء سے ۱۹۰۴ء تک تصحیح کر کے اب سولہویں بار چھپوائی گئی ہے۔ یہ تو عیسائیوں کی صداقت انجیل کا حال ہے۔ فارقلیط کا لفظ اڑا کر مددگار بنا دیا گیا ہے۔ سر ولیم مور تسلیم کرتی ہیں کہ لفظ پیری کلیوطاس (احمد) صحیح ہے۔ پھر تو یہ بشارت صاف اور کھلی ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام کی تصدیق سرور عالم ﷺ نے فرمائی۔ یہودیوں کی تہمت اور بے جا گستاخانہ الزامات سے ان کو بری کیا۔ ”وما ینطق عن الھویٰ ان ھوا الا وحی یوحیٰ“

حضور سرور عالم ﷺ کی شان میں فرمایا گیا اور "نزله روح القدس من ربك بالحق" آپ کی عزت میں اتری۔ آپ نے مسیح علیہ السلام کی عظمت وجلالت کو قائم رکھا اور ان کے منکروں پر سزا کا حکم جاری فرمایا۔ ان پر تہمت لگانے والوں کو کافر قرار دیا اور ان کی دوبارہ جاہ وجلال کے ساتھ آمد کی تصدیق فرمائی اور حضور انور سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ ہی سردار دوجہاں کہلائے۔ وہی دنیا کے سردار اور خاتم النبیین ہیں۔

الغرض توریت، زبور، انجیل میں بشارات احمدیہ موجود ہیں۔ اگر عیسائیوں اور یہودیوں کی متعصب آنکھ نہ دیکھے تو اس کا کیا علاج ہے۔ علاوہ اس کے ثبوت نبوت محمدیہ ﷺ کے اور کئی دلائل ہیں۔

اوّل...... جو کمالات اور اوصاف فرداً فرداً انبیاء ومرسلین، رشی منی اتاروں میں موجود تھے۔ وہ سب کے سب جامع طور ہمارے آقائے نامدار اور رسولوں کے سردار میں پائے جاتے ہیں۔ عیسائی اور یہودی، ہندو وآریہ اور بدھ مذہب کے پیرو جس معیار وشرائط سے اپنے اپنے نبیوں، ریفارمروں اور اتاروں کو پرکھیں گے۔ ہم تمام معیار وشرائط نبوت محمدیہؐ میں ثابت کردیں گے۔

دوم...... حضور انور ﷺ کی پاک ومقدس زندگی آپ کے طرز معاشرت وتمدن عبادت وریاضت آسوہ حسنہ۔ آپ کا توحیدی مشن، استقلال واستقامت، نبوت کے واسطے کافی ثبوت ہیں۔ آپ نے تن تنہا یتیمی وبیکسی کی حالت میں دعویٰ رسالت کیا اور ہزاروں روکاوٹیں ومخالفتیں مصائبات وتکالیف میں اس کو اخیر تک نبھا دیا اور باوجودیکہ آپ کو زر مال ودولت، ملک، حسین وخوبصورت عورتوں کے پیشکش ہونے کے بھی اپنا مشن جاری رکھا اور دنیاوی جاہ وجلال ولالچ وحکومت پر لات ماردی اور فرمایا کہ اگر تمام دنیا کا مال ودولت مجھ کو دیا جائے آفتاب داہنے ہاتھ میں اور مہتاب بائیں ہاتھ میں رکھا جائے تو بھی اشاعت توحید الٰہی سے منہ نہ موڑوں گا۔

زمانۂ جاہلیت

حضور انور ﷺ نے عرب کے وحشی لوگوں میں نشوونما پائی۔ انہیں میں رہے۔ باوجود ان کی اخلاق ضمیمہ وافعال ناپسندیدہ کے آپ تمام اخلاق حسنہ، علم، عفت، حلم، تواضع، جودوسخاوت، حیاؤ شجاعت، کرم، مروت، صدق، امانت، زہد تقویٰ، دیانت میں موصوف ہوئے اور قبل نبوت بھی صادق وامین کہلائے۔ تو یہ عطیہ خداداد ونعمت الٰہی نہیں تو اور کیا ہے۔

۱...... حضور انور سرور عالم ﷺ سے پیشتر کا زمانہ عرب میں ایام وزمانۂ جاہلیت

کہلاتا ہے۔ کیونکہ بعثت نبوت سے پیشتر عرب تو کیا تمام دنیا میں جہالت، بطالت، شرک وظلم کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ یورپ میں غلامی کا عام رواج تھا۔ فسق وفجور کا بازار گرم۔ تمام دین ودنیاوی اختیارات پوپ اعظم کے ہاتھ میں تھے۔ وہ معبود خلائق بنے ہوئے تھے۔ ایشیاء، ایران وہند میں بت پرستی، شرک، دختر کشی، آتش پرستی اور زنا کاری کا بازار گرم تھا۔ مندروں وشوالوں میں عورتوں کی ننگی تصویریں نظر آتی تھیں۔ مخلوق پرستی وعناصر پرستی، دیوی، دیوتا پرستی، درخت پرستی غرض تینتیس کروڑ دیوتا کی پوجا ہورہی تھی۔ ہند میں اب تک گائے کا پیشاب اور برگیں بھی پوتر، پاک گنا جاتا ہے اور گاؤ کو ماتا کہہ کر پوجا جاتا ہے۔ عرب کے اعراب کا فحش، شعرد، شاعری، بت پرستی واوہام پرستی، زنا، جوابازی، تیروں پر فال بازی، قمار بازی، سودخوری، لڑکیوں کو خرید کر لونڈی بنانا، نچوانا، گانا سکھانا، ان کے خرچے کھانا، رہزنی، قتل، غارت گری اور خونریزی کرنا باہمی جنگ وجدل کرنا ایک عام مشغلہ تھا۔

۲...... مردہ کی قبر پر اس کے اونٹ کو باندھ دیتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ غریب جانور بھوک وپیاس سے ہلاک ہوجاتا۔ قحط سالی میں گائے کی دم میں گھاس وکانٹے باندھ کر اس کو آگ لگا کر پہاڑوں میں چھوڑ دیتے تھے تا کہ بارش ہو۔ یہ مینہ برسانے کے واسطے ان کا ٹوٹکہ تھا۔

۳...... عورتیں شرم وننگ وناموس خاندان کے واسطے دودھیلی اونٹنی، گائے، بھیڑ، بکری کا دودھ نہیں دوہتی تھیں۔

۴...... خانہ کعبہ کے اندر تین سو ساٹھ بت تھے اور پیغمبروں کی تصاویر دیواروں پر تھیں۔ یہ لوگ برہنہ ہوکر بیت اللہ شریف کا طواف کرتے تھے۔ ہر ایک قبیلہ کا جدا جدا بت تھا۔ بت پرستی عام تھی اور ان بتوں پر ہر قسم کی قربانی چڑھائی جاتی تھی۔ سفر کی آمدورفت کے وقت ان کو چومتے تھے۔ لات، منات، ود، سواع، یغوث، ہبل، عزی، یعوق، اساف، نائلہ، بتوں کے نام تھے۔

۵...... فاسق، زندیق، صابی، مشرق، یہودی، عیسائی، دہریہ، آتش پرست سب قوم کے لوگ تھے۔

۶...... عورتوں پر سخت ظلم ہوتا تھا۔ بات بات میں ظہار تھا۔ ان کے حقوق سلب کئے جاتے تھے۔ شوہر کے مرنے کے بعد سوتیلا بیٹا اس پر چادر ڈال دیتا تھا۔ ایام حیض میں عورت گھر سے علیحدہ رہتی اور نجس شمار ہوتی۔ لڑکیاں زندہ دفن کی جاتی تھیں۔ کیونکہ وہ خاندان کے واسطے باعث شرم وننگ تھیں۔

۷...... جاہل عرب، بت پرست، ملحد، قاطع الرحم، اللہ کے ذکر سے اعتراض کرنے والے، ٹوٹکے، شگون لینے والے ستاروں اور پتھروں کو پوجنے والے تھے۔ گوہ، بچھو، سانپ اور مردہ جانوروں کو کھاتے تھے۔ قحط وخشک سالی میں اونٹوں کو زخمی کر کے ان کا خون پیا کرتے تھے۔ ان کی عمدہ غذاؤں میں سے اونٹ کا گوشت تھا اور بڑی عزت ان کی اس میں تھی کہ وہ ملوک آل مند، آل بنو جعفر کے پاس سفیر ہو کر جاتے تھے۔ بدکاری سے نفرت نہ تھی۔ شراب نوشی اور عرقیات نشی پینے کا از شوق تھا۔

کنواری اور بیاہی عورتیں زنا کو فخر سمجھتی تھیں اور نیوگ کی رسم بعض قبائل میں جاری تھی۔ یتیم بچوں کا مال کھا لینے میں ذرا بھی تأمل نہ کرتے تھے۔ حق ہمسائیگی کوئی چیز ہی نہ تھا۔ آخرت کو نہ جانتے تھے۔ مرنا جینا صرف اسی دنیا کے واسطے جانتے تھے۔ باوجود اس جہالت کے خاندان کے نسب نامے اور شجرے یاد رکھتے۔ خوابوں کی تعبیر کرنے اور راہٹ کامن کہلاتے۔ تمام قومیں آزادانہ گذارہ کرتی تھیں۔ خانہ بدوش تھیں، تاجر اور فصیح اللسان بھی تھیں۔ شعر وسخن کا چرچا عام تھا۔ اکثر مشاعرہ میں ابیات واشعار عشقیہ بیان کئے جاتے۔

۸...... عرب میں بعض قبیلے ایسے بھی تھے جن میں تہذیب وتمدن ومعاشرت اور قبائل کی نسبت زیادہ تھے اور ان میں شرافت ونجابت کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ فسق وفجور ودیگر افعال جاہلیت ہرگز نہ تھی۔ مہمان نوازی، فیاضی وعدہ وفائی، تیز فہمی، طبیعت کی غواصی، شہسواری، بہادری، مروت، خداپرستی، احسان، شجاعت میں مشہور تھے اور وہ سردار قوم شمار ہوتی ہے ان قبائل سے بنو ہاشم زیادہ ممتاز تھے۔

جناب ہاشم بن عبد مناف

قریش میں بہت مالدار اور ذی وجاہت وبااثر تھے۔ فیاض، رحم دل، تاجر، شجاع وسخی تھے اور وہ مکہ معظّمہ کے حاکم وسردار تھے۔ ۵۱۰ء کو ہاشم نے انتقال فرمایا اور ان کی جگہ ان کے بیٹے حضرت عبدالمطلب کو اپنے چچا مطلب کے بعد جگہ ملی اور قریب ساٹھ سال تک مکہ پر حکومت کرتے رہے اور قریش کے دس بڑے قبیلوں کے سردار جو شیوخ کہلاتے تھے وہ سب ان کی حکومت میں ممد ومعاون رہے۔ حضرت عبدالمطلب کے زمانہ میں ابرہہ حاکم یمن نے ساتھیوں کا لشکر اور بیشمار فوج لے کر مکہ پر چڑھائی کی تاکہ معاذ اللہ خانہ کعبہ کو گرا کر برباد کرے اور قریش کو قتل کر ڈالے اور مکہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر قیام کر کے اسود بن مقصود کی ماتحتی میں ایک دستہ سواروں کا روانہ کیا کہ اونٹ اور آدمی بیکار پکڑ لائے۔ پس اسود اہل مکہ کے کچھ مویشی اور حضرت

عبدالمطلب کے دوسو اونٹ پکڑ لایا۔ حضرت عبدالمطلب چند روسائے قریش کو ساتھ لے کر ابرہہ کے پاس گئے۔ ابرہہ بڑے تپاک سے پیش آیا۔ تخت سے اتر کر ان کے ساتھ فرش پر بیٹھا۔ اثناء کلام میں جناب عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کی سفارش کی۔ ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ کعبہ کے بارے میں تم نے مجھ سے کچھ التجاء نہ کی یہ تو تمہارے آباواجداد کی مذہبی مکان ہے اور اونٹوں کا سوال کیا۔ جناب عبدالمطلب نے جواب دیا۔ میں اونٹوں کا مالک ہوں۔ اونٹوں کو مانگتا ہوں اور اس گھر کا بھی ایک مالک ہے۔ وہ غالباً روکے گا۔ ابرہہ نے یہ سن کر تھوڑی دیر تک سکوت کیا اور بلا تأمل جناب عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے۔

جب جناب عبدالمطلب گھر آئے تو تمام قریش کو پہاڑ پر روانہ کر دیا اور خود وقت روانگی خانہ کعبہ کا دروازہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور گڑ گڑا کر دعائیں مانگیں۔

اللھم لا ارجو الھم لسواء کا
یا رب فامنع عنھم حماء کا
ان عدوا لبیت من عادا کا
فامنعھم ان یخربو قرا کا

یہ اشعار فرما کر پہاڑ پر چلے گئے۔ ابرہہ بادشاہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر خانہ کعبہ گرانے کو مکہ معظّمہ کی طرف بڑھا۔ اللہ جل شانہ نے ابابیل پرندوں کا ایک جھنڈ دریا سے بھیجا جو ان پر کنکریاں برسانے لگا۔ جس پر وہ کنکر پڑ جاتا وہیں رہ جاتا۔ مقام حجر میں ان کے جسم میں چیچک کے سے دانے بھی نکل آئے۔ جس سے وہ ہلاک ہوئے۔ ابرہہ بادشاہ کے بھی اسی مرض سے اعضاء کٹ کٹ کر گر گئے اور جو ہاتھی محمود نامی آگے بڑھایا تھا وہ پیچھے کو ہٹتا تھا۔ آخر تمام ہاتھی کنکریوں اور چیچک سے مر گئے۔ تب اللہ جلشانہ نے ایک سیلاب بھیجا جو ان سب کو دریا میں بہا لے گیا۔

نوٹ: محمود نامی ہاتھی نے تو خانہ کعبہ کو نہ گرایا۔ مگر خلیفہ صاحب محمود ثانی نے دعویٰ اسلام کر کے اسلام کی بنیاد کو اکھیڑ ڈالا۔ حیوان اور انسان میں فرق خود کر لو۔

چونکہ ہاتھی کو عربوں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس لئے اس سال کا نام عام الفیل رکھا گیا۔ جس کا تذکرہ قرآن شریف میں اس طرح ہے۔ ''الم ترکیف فعل ربك باصحاب الفیل ۰ الم یجعل کیدھم فی تضلیل ۰ وارسل علیھم طیراً ابابیل ۰ ترمیھم بحجارةٍ من سجیل ۰ فجعلھم کعصف ماکول '' ۞ اے پیغمبر کیا تو نے اس بات پر نظر نہیں کی کہ تمہارے پروردگار نے ہاتھی والے کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ کیا اس نے ان کے تمام داؤ

غلط نہیں کر دیئے اور ان پر جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے جو ان پر کنکر کی پتھریاں اوپر سے پھینکتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو کھائے ہوئے خوید (بھوسہ) کی طرح تباہ کر دیا۔ ۞

ولادت باسعادت

پس حضرت عبدالمطلب جیسے موحد و پابند ملت ابراہیمی حاکم و سردار مکہ معظّمہ، شجاع وفیاض وسخی کے چھوٹے فرزند حضرت عبداللہ کے ہاں جناب سیدنا محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ ۱۲ ربقول ۱۷ ماہ ربیع الاول عام الفیل ۴۰ جلوس نوشیرواں عادل مطابق ۲۹ راگست ۵۷۰ء کو یوم جمعہ بوقت صبح صادق شعب ابی طالب میں اس دار دنیا میں تشریف لائے۔ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم! اور ایک نور ظہور ہوا۔ جس کے اطراف کے ملک روشن ہو گئے۔ جھیل ساوہ جس کی پرستش ہوتی تھی خشک ہوگئی۔ خشک وادی مسماوہ ملک شام میں پانی جاری ہو گیا۔ دجلہ طغیانی میں آیا۔ کسریٰ کے ایوان میں ایسا زلزلہ آیا کہ ۱۴ کنگرے اس کے گر پڑے اور طاق کسریٰ بیچ میں دو ہو گیا۔ آتشکدے بجھ گئے۔ سطیح کاہن جس کی عمر نوسو سال کی تھی۔ بدن میں جوڑ کی ہڈیاں نہ تھیں۔ سر گردن نہ تھی۔ منہ سینہ میں تھا۔ جابیہ میں رہتا تھا۔ گٹھری باندھ کر اٹھاتے تھے وہ غیب کی خبریں بیان کرتا تھا۔ یہ عجیب الخلقت انسان اوندھا ہو کر غیب کی باتیں سنایا کرتا تھا انتقال کر گیا۔ تمام دنیا کے بت سرنگوں ہو گئے۔ شیطان اور اس کی اولاد کا آسمان پر جانا بند ہو گیا۔

(تاریخ الاسلام ص ۳۱)

خداوند کریم نے جناب سرور عالم نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کو چالیس سال کی عمر میں تاج نبوت ورسالت دے کر تاریکی وظلمت شرک وظلم جہالت کو دور کرنے کے لئے حضور انور ﷺ کو سراج منیر بنا کر بھیجا۔ ''هو الذی بعث فی الامیین رسولاً منهم یتلوا علیهم اٰیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین (جمعه) ''وہ خدا ہی تو ہے جس نے عرب کے جاہلوں میں ان ہی میں سے (حضرت محمد ﷺ) کو پیغمبر بنا کر بھیجا کہ وہ ان کو خدا کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے اور ان کو سفر و شرک کی گندگی سے پاک صاف کرت اور ان کو کتاب الٰہی اور عقل کی باتیں سکھاتے ہیں۔ ورنہ اس سے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں مبتلا تھے۔ وہ عرب کے بدو جو فاسق وفاجر، زانی، شرابی اور بت پرست اکھڑ اجھل مشرک و وحشی تھے اور ہر وقت اونٹ کی مہار پکڑے رہتے تھے۔ یہ برکت وفیض نبی مکرم ﷺ عابد وزاہد متقی پرہیزگار، عالم، متدین، موحد، خالص ومؤمن ہو کر مہذب بن گئے اور اونٹ کی مہار چھوڑ کر سلطنت وحکومت کی ایسی باگ پکڑ لی کہ تمام یورپ، ایشیاء ودیگر قوموں کو مہذب بنادیا۔

چمکا ہے جب جہاں میں ستارا محمدیؐ
لاکھوں ہوئے یہود ونصاریٰ محمدیؐ

جناب سرور عالم ﷺ اشاعت دین اسلام کے واسطے تیرہ سال برابر مکہ معظّمہ میں رہے اور ہزارہا قسم کی تکالیف ومصائب اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے اٹھائیں۔ آخر کفار ومشرکین کے جوروستم سے تنگ آکر تیرہویں سال نبوت سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی اور وہاں دس سال برابر دین اسلام پھیلاتے رہے اور کفار ومشرکین سے کئی جنگ وغزوات لڑے اور کل حجاز عرب کو مسلمان کرکے اس دنیا سے کوچ فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون ۰ اللھم صل علی سیدنا محمد وآل سیدنا محمد وبارک وسلم!

سوم ختم نبوت

کل کمالات واوصاف جمیلہ واخلاق حسنہ ودرجات عالیہ وعنایات الٰہیہ واسوۂ حسنہ جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام میں تھیں۔ وہ سب کے سب جامع طور حضور انور سرور کائنات ﷺ کو عطاء کی گئیں اور حضور انور مظہر اتم الوہیت اور خاتم النبیین قرار پائی۔ کیونکہ انسانی کمالات کا خاتمہ آپؐ پر ہو چکا اور آپؐ سے کل ادیاں کی تکمیل ہوئی اور تمام نعمتہائے الٰہیہ ختم کردی گئیں۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضاء داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

وہ نعمت بہ مرتبہ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کرکے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ ایک مسلمہ بات ہے کہ کسی چیز کا خاتمہ اس کی علت غائی کے اختتام پر ہوتا ہے۔ جیسے کتاب کے جب کل مطالب بیان ہو جاتے ہیں تو اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح رسالت اور نبوت کی علت غائی جناب رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوئی اور یہی ختم نبوت کے معنی ہیں کیونکہ یہ سلسلہ نبوت حضرت آدم علیہ السلام سے چلا آیا ہے۔ وہ اس کامل انسان سرور دو جہاں ﷺ پر آکر ختم ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے جو کمالات سلسلہ نبوت میں رکھے تھے وہ مجموعی طور پر ہادی کامل پر ختم ہو لئے اور دنیا میں جو غرض انبیاء ومرسلین علیہم السلام کی بعثت سے تھی وہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات سے پوری ہوگئی۔ تمام نبیوں ورسولوں کے صحیفوں اور کتب الٰہیہ کا خلاصہ قرآن شریف میں درج کیا گیا اور دنیا، ریل، تار، جہاز رانی کے ذریعہ ایک دوسری سے مل گئی۔ اس لئے یہ مکمل کتاب قرآن شریف تمام دنیا کے واسطے کافی ہوا اور دین کی اس سے تکمیل ہوئی۔ اب کسی نبی ورسول کی آنے کی ضرورت نہیں۔ سرچشمہ ہدایت سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے فیض جاری ہے۔

بین کتفیہ العلامہ

خاتم الرسل الکرام

ب...... ''اور تمام کتابیں اور تمام نبوتیں جو پہلے گذر چکیں۔ ان کی الگ طور پر پیروی کی حاجت نہیں رہی۔ کیونکہ نبوت محمدیہ ان سب پر مشتمل اور حاوی ہے اور بجز اس کی سب راہیں بند ہیں۔ تمام سچائیاں جو خدا تک پہنچاتی ہیں۔ اس کے اندر ہیں۔ نہ اس کے بعد کوئی سچائی آئے گی اور نہ اس کے پہلے ایسی کوئی سچائی تھی جو اس میں موجود نہیں۔ اس نبوت پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہئے تھا۔ کیونکہ جس چیز کے لئے آغاز ہے اس کے لئے انجام بھی ہے۔''

(الوصیت مرزا غلام احمد قادیانی ص۱۰، خزائن ج۲۰ ص۳۱۱)

آیت ''ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین وکان اللّٰہ بکل شئ علیما (احزاب) ''لوگو تمہارے مردوں میں سے محمد کسی کا باپ نہیں (تو زید کے کیوں ہوں) اور اللہ تعالیٰ تمام چیزوں کے حال سے واقف ہے۔ خداوند کریم نے جناب سرور ﷺ کے صلبی فرزند حضرت ابراہیم، طیب طاہر و قاسم کو اس جہاں سے اٹھا لیا۔ کیونکہ سلسلہ نبوت ختم ہو گیا تھا۔ ورنہ وہ سنت اللہ کے موافق نبی ہوتے۔ ہاں فیضان نبوت باقی ہے کہ اتباع رسول مقبول سے انسان کامل انسان ہو سکتا ہے اور یہ فیضان قیامت تک جاری ہے کہ سب سے اوّل خلیفہ رسول مقبول سے شروع ہو کر آخیر قیامت تک سیدنا امام محمد مہدی علیہ الرضوان پر ختم ہوگا اور ان کے فیض و برکت سے تمام امت محمدیہ فیضیاب ہوتی رہی اور ان نورانی چشموں سے سیراب ہوتی رہی۔ خلیفہ دوئم ہمیشہ ''لولا علی لھلك عمر ''فرماتے رہے اور حضرت نعمان بن ثابت کوفی نے اعتراف کیا کہ ''لولا السنتان لھلك النعمان ''اگر نعمان حضرت امام جعفر صادقؒ کی صحبت نہ گذارتا تو ہلاک ہو جاتا۔ تمام اولیاء اکرام وصوفیائے عظام کے سلسلے حضرت علی المرتضیٰؓ تک ختم ہوتے ہیں۔ امت محمدیہ کی یہ سب سے زیادہ عالم زیادہ قاضی، زیادہ عابد، زاہد اور عارف و امام و پیشوا ہیں۔ یہ شریعت میں اور مرزا غلام احمد قادیانی کا بھی اعتراف ہے کہ انہوں نے فیضان علم جناب علی المرتضیٰؓ شیر خدا سے حاصل کیا ہے۔

ا...... ''۷؍دسمبر ۱۸۹۲ء کو ایک اور رؤیا دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ بن گیا ہوں۔ یعنی خواب میں ایسا معلوم کرتا ہوں کہ وہی ہوں اور رسول اللہ میرے پاس ہیں۔ جو مجھے یا علیؓ کے نام سے بلاتے ہیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۱۸ حاشیہ، خزائن ج۵ ص۲۱۸)

۲...... ’’نماز مغرب کے بعد عنیت میں جناب پیغمبر خدا ﷺ حضرت علیؓ وحسنینؓ وفاطمہؓ سامنے آ گئے۔ بعد اس کے مجھے تفسیر قرآن دی گئی۔ جس کو (حضرت) علیؓ نے تالیف کیا ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ ص۵۰۳ حاشیہ درحاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۹)

۳...... ’’رہ مولیٰ کہ گم کردند مردم۔ بجو از آل واعوان محمدؐ۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۹۳، خزائن ج۲۲ ص۳۰۵)

۴...... ’’جن کے (جناب علیؓ) کے ایمان کو آسمان کے فرشتے بھی تعجب کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور جن کی صافی عرفان میں سے اس قدر علوم وانوار وبرکات وشجاعت واستقامت کے چشمے نکلے تھے کہ جن کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۵۳ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۵۳)

۵...... ’’میں نے جناب علیؓ کو خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں دیکھا کہ انہوں نے مجھے کتاب اللہ کی تفسیر عطاء کی۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔‘‘ (سرالخلافۃ ص۳۴، خزائن ج۸ ص۳۵۸) جب جناب علی المرتضیٰؓ استاد ومرشد حضرت مرزا قادیانی تھے تو ہم جناب علی المرتضیٰؓ کو چھوڑ کر مرزا قادیانی کو کس طرح مرشد، مہدی، ومسیح ونبی اللہ مان لیں۔ جب کہ ان کے مرشد واستاد نے خود نبوت کا دعویٰ نہ کیا اور نہ ہی ختم نبوت کو جاری رکھا۔

تفسیر قادیانی

۱...... ’’آنحضرت ﷺ نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت کریمہ ’’لکن رسول الله وخاتم النبیین‘‘ سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔‘‘ (کتاب البریہ ص۱۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۱۷، ۲۱۸)

۲...... ’’قرآن شریف جیسا کہ آیت ’’الیوم اکملت لکم دینکم‘‘ اور ’’ولکن رسول الله وخاتم النبیین‘‘ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔‘‘

(تحفہ گولڑویہ ص۸۹، خزائن ج۱۷ ص۱۷۴)

۳...... ’’نبوت تامہ کاملہ تمام کمالات وحی کی جامعہ ہمارا ایمان ہے۔ اس روز سے ختم ہو چکی۔ جب یہ آیت اتری ’’ماکان محمد ابا احد‘‘ (توضیح مرام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۶۱)

۴...... ''غرض قرآن شریف میں خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھ کر اور حدیث میں خود آنحضرت ﷺ نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ کر دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے آنحضرت ﷺ کے بعد نہیں آ سکتا۔''

(کتاب البریہ ص ۲۰۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۸)

خاتم النبوۃ

نباض دہر، حجۃ الاسلام، صدر المفسرین، سرکار علامہ حائری قبلہ مجتہد العصر دامت برکاتہم نے نہایت قابل دید معرکۃ الآراء لاجواب تقریر کی ہے۔ ہم اس کو کتاب ''عین الیقین'' مطبوعہ شوکت الاسلام پریس مصنفہ علامہ السید فیض حسین صاحب حیدرآباد دکن ص ۱۹۶ سے بعینہ اس جگہ نقل کرتے ہیں۔ جس سے بہتر کوئی تقریر اس موضوع خاتم النبوۃ پر نہیں ہوسکتی۔ قولہ اور عمدۃ المفسرین زبدۃ المتکلمین جناب علامہ سید علی الحائری صاحب دام ظلہ العالی نے اپنے بعض مصنفات (مراد فلسفۃ الاسلام وغیرہ ہے) میں خاتم النبیین کے متعلق ایک عمدہ بحث کی ہے۔ جس کا اقتباس افادہ مؤمنین کے لئے یہاں لکھا جاتا ہے۔ وھو ھذا!

دنیا میں بعثت انبیاء کی ضرورت یہ ہے کہ وہ منجانب اللہ ہدایت پا کر بندگان خدا کو پہنچائیں اور یہ ہدایت جیسا کہ دنیا کی مختلف اقوام کی ضرورت تقاضا کرتی تھی۔ ہر قوم کی حالت اور ہر زمانے کی ضرورت کے موافق نازل ہوتی رہی۔ مگر جامع طور پر کسی پیغمبر پر اس کا نزول نہ ہوا اور معلوم ہے کہ جب تک ہدایت جامع کامل نہ ہو۔ انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری رہنا ضروری ہے اور بعد تکمیل ہدایت عبث اور بے فائدہ۔ پس خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہونے کا دعویٰ اسی کو سزاوار ہے جو تکمیل ہدایت کر دے اور شریعت کے ایسے جامع اصول بیان فرماوے کہ ان کے بعد اور اصول کی ضرورت نہ ہو اور دنیا کی ہر قوم ہمیشہ کے لئے اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ جناب مسیح مقر ہیں کہ ان سے ہدایت جامعہ کی تکمیل نہیں ہوسکی۔ اس کے ساتھ اپنے اس عظیم الشان ضرورت کو بھی بیان فرمادیا کہ جب روح حق آئے تو وہ تمہیں ساری سچائی کی راہ بتائے گی اور پھر ارشاد کیا کہ ابھی ایک کی ضرورت ہے جو سچائی اور ہدایت کی مکمل راہیں بتائے۔ اب دیکھ لو کہ جب وہ روح حق آئی تو اس نے پکار کر کہہ دیا جاء الحق۔ یعنی وہ روح حق آ گئی۔ جس کی دنیا کو ضرورت تھی۔ جس کے بغیر انسان کی پیدائش عبث ٹھہرتی ہے۔ کیونکہ انسان اپنے اعلیٰ سے اعلیٰ کمال کو نہ پا سکتا اور اس روح حق نے جیسا کہ چاہئے تھا اپنا پیغام پورے طور پر دنیا کو پہنچا دیا اور ایسے شرائع جامعہ اور احکام

کاملہ کی تبلیغ کی کہ تمام قوموں کے حالت اور تمام زمانوں کے لحاظ سے وہ حقیقی طور پر مکمل اور کافی ہیں۔ اب قیامت تک نہ ان کی تنسیخ ہوسکتی ہے نہ ترمیم۔ پس ایسے پیغمبر کے بعد کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت کہاں باقی رہی جو حضرات چاہتے ہیں کہ قادیانی رسول کو شریک فی النبوۃ قرار دے کر ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین“ کی ختم نبوت کو توڑ دیا جائے۔

یاد رہے کہ ایک چیز جب تک اپنے حقیقی کمال کو نہ پہنچے وہ من جمیع الوجوہ کامل نہیں اور ایک چیز جب کمال کو پہنچ جائے۔ مگر اس میں پھر نقص پیدا ہونے کا خطرہ ہو تو پھر وہ کمال کی محتاج ہوگی۔ اس لئے جب تک یہ دونوں صورتیں جمع نہ ہوں ختم نبوۃ کا منشاء پورا نہیں ہوسکتا۔ مگر وہ خدا جس نے شروع سے حضور ختمی نبوت کے ذریعہ سے نبوت کو اس کے کمال تک پہنچانے کا ارادہ فرمایا تھا اور پھر اس کمال کو قائم رکھنا چاہا تھا۔ تاکہ اس کامل انسان کے بعد سب اسی کی شاگردی میں زانو تہہ کریں۔ اس نے نہ چاہا کہ ایک پہلو سے ختم نبوت کر کے دوسرے پہلو کو یوں ہی چھوڑ دے اور نبوت کی ضرورت جیسی کہ ویسی باقی رہے۔ بلکہ اس نے ختم نبوت کو خوب پختہ کیا اور اس میں کسی قسم کے نقصان کا احتمال باقی نہ چھوڑا۔ جب ہر طرح سے اس کی تکمیل فرمادی تو پھر اس کے سلسلہ کو بند کر دیا۔ اس امر سے کسی کو انکار نہیں کہ قرآن مجید نے جملہ ضروریات کے اصول کو پورا کر دیا۔ اس کا ایک ایک لفظ ہدایت ہے۔ ”ذالك الكتاب لا ريب فيه هدىً للمتقين“ اس نے ہر پہلو سے تزکیہ نفس تصفیہ قلب اور تکمیل روح فرمادی ہے۔ اس لئے آئندہ نہ ضرورت کسی اور نبی کی ہے اور نہ کسی کتاب کی۔

یہ سچ ہے کہ لفظ خاتم کے معنی مہر کے بھی ہیں اور خاتم کے بھی اس لئے اس کی دوسری قرأت خاتم بھی آئی ہے۔ جس سے غرض بھی ہے کہ تمام انبیاء اور ان کے کام بند کر دیئے گئے اور معلوم ہے کہ مہر ہر چیز کے آخر میں ہوتی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ چیز موثق بھی ہے اور آخر بھی ہوگئی ہے۔ اب سب کام قیامت تک آپ ہی کے افاضۂ کمال سے ہوا کریں گے۔ اس لئے خداتعالیٰ کی پرحکمت کلام نے ایک ایسا عجیب اور جامع لفظ اختیار کیا۔ جس میں دونوں امر مضمر ہیں۔ آپ تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔ یعنی ان کی تصدیق کرنے والے اور ان کی تعداد کی زیادتی اور ان کے کاموں کو بند کرنے والے۔ یعنی اب جو کام ہدایت کا ہوگا۔ وہ ہمیشہ آپؐ کے افاضۂ کمال سے ہوتا رہے گا اور آپ انبیاء کے خاتم ہیں۔ یعنی آپؐ کے زمانہ میں اور آپؐ کے بعد قیامت تک

کوئی نبی نہ آئے گا۔ اسی بناء پر حضور ختمی نبوت فداہ امی وابی نے ارشاد فرمایا۔ ”یا علی انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الّا انه لا نبی بعدی “اس جملہ لا نبی بعدی کے کہنے کی اس لئے ضرورت ہوئی کہ موسیٰ وہارون میں نسبت اور نسبتوں کے سوا ایک یہ بھی تھی کہ نبی تو دونوں تھے۔ مگر موسیٰ علیہ السلام صاحب شریعت تھے اور ہارون غیر صاحب شریعت اور تابع موسیٰ علیہ السلام۔ اب غور کا مقام ہے کہ آنحضرت ﷺ جناب امیر علیہ السلام کا اپنی نسبت وہی مرتبہ قائم کرتے ہیں جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ مگر ایک استثناء فرماتے ہیں۔ اگر یہ استثناء نہ ہوتا تو جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہارون علیہ السلام غیر صاحب شریعت پیغمبر تھے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے ساتھ جناب امیر غیر صاحب شریعت پیغمبر ہوتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرت امیر علیہ السلام بھی ایک غیر تشریعی نبی ہوں۔ مگر جملہ ”الّا انه لا نبی بعدی “ نے آنحضرت ﷺ کے زمانے میں اور آپؐ کے بعد نبوت غیر تشریعی کے بھی امکان کو دور کر دیا۔ کیونکہ اگر یہ نہ مانیں تو حدیث بے معنی ٹھہرتی ہے۔ پس اس استثناء نے قیامت تک آنے والی نسلوں کے لئے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ حضور خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد تشریعی اور غیر تشریعی کسی قسم کا نبی نہیں آ سکتا۔ اسی لئے خود حضور لامع النور نے قطعی طور پر فرما دیا ہے۔ ”وانه سیکون فی امتی ثلثون کذاباً کلهم یزعم انه نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی “یعنی میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک کا یہ دعویٰ ہوگا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں تمام پیغمبروں کا ختم کرنے والا ہوں کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ انتهیٰ بلفظ!

۱...... شہید کل: ”فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید وجئنا بك علیٰ هولاء شهیدا ۰ یومئذ یود الذین کفروا وعصو الرسول لوتسوی بهم الارض ولا یکتمون الله حدیثا (النساء) “پھر اس وقت کیا حال ہوگا۔ جب ہم ہر امت پر ایک گواہ بنا کر لائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ اس دن جن لوگوں نے کفر کیا اور پیغمبر کی نافرمانی کی وہ آرزو کریں گے۔ کاش وہ زمین میں سما جائیں اور زمین ان پر برابر ہو جائے اور اللہ سے کوئی بات نہ چھپا سکیں گے۔ ان کے ہاتھ پاؤں گواہی دیں گے۔ بولو مرزائیو! جناب سرور عالم ﷺ تو تمام مخلوق کے قیامت کو شہید کل ہوں گے تو تمہارے پنجابی نبی قادیانی کہاں جائیں گے۔ کیا وہ مخلوق میں داخل ہیں یا نہیں۔

۲...... ”ویوم نبعث فی کل امة شهیداً علیهم من انفسهم وجئنا

بك شهيداً علىٰ هولاء (النحل)‘‘ ﴿اور وہ دن یاد کر جس دن ہم ہر امت میں انہی میں سے ایک گواہ اٹھائیں گے اور تجھ کو ان لوگوں پر گواہ بنا کر لائیں گے۔﴾

۳...... ’’قل یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمعياً ن الذى له ملك السمٰوات والارض لا اله الا هو يحيى ويميت فامنوا بالله ورسوله النبى الامى الذى يؤمن بالله وكلمته واتبعوه لعلكم تهتدون (الاعراف)‘‘ ﴿اے پیغمبر کہہ دے میں تم سب لوگوں کی طرف عرب ہوں یا عجم اللہ تعالیٰ کا بھیجا ہوا ہوں جس کی آسمان اور زمین سب جگہ بادشاہت ہے۔ اس کے سوا کوئی سچا خدا نہیں وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے تو لوگو اللہ پر اور اس کے ان پڑھ پیغمبر پر جو اللہ تعالیٰ اور اس کی کلاموں پر یقین رکھتا ہے اور اس کی پیروی کرو۔ تاکہ تم راہ پاؤ۔﴾

نوٹ: سابقہ نبی ورسول علیحدہ علیحدہ متفرق طور اپنی اپنی قوم یا ایک دو شہروں کے واسطے آتے رہے اور ان کی تعلیم متفرق طور پر تھی۔ جب قوم اور ملک کی حد بندیاں ٹوٹ گئیں اور تمام قومیں ایک دوسرے سے ملنے لگ گئیں تو کامل تعلیم نازل ہوئی اور کل دنیا کے واسطے رسول کریم مبعوث ہوئے۔ جہاں جہاں انسان پایا جاتا ہے تو اب قادیانی نبی ورسول کون سی دنیا کا رسول و نبی بن کر آیا ہے۔

۴...... ’’هو الذى ارسل رسوله بالهدىٰ ودين الحق ليظهره على الدين كله ولوكره المشركون (التوبه)‘‘ ﴿وہی خدا ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں اور سچا دین اسلام دے کر بھیجا۔ اس لئے کہ ہر دین پر غالب کرے۔ گو مشرک برا جانیں۔﴾ جب تمام ادیان باطلہ پر دین اسلام کا غلبہ رہا تو اب دوسرے نبی ورسول کی آنے کی کیا ضرورت ہے اور وہ اپنا دین کا غلبہ کس پر کرے گا۔

۵...... ’’تبٰرك الذى نزل الفرقان علىٰ عبده ليكون للعالمين نذيرا (الفرقان)‘‘ ﴿بڑی برکت والا ہے وہ خدا جس نے اپنے بندے (حضرت محمدﷺ) پر قرآن اتارا۔ اس لئے کہ سارے جہاں کا ڈرانے والا ہو۔ جب سرور عالمﷺ نذیر کل ہوئے تو پھر کسی اور نبی کی کیا ضرورت ہے اور وہ کس جہاں کا نذیر وبشیر ہوگا۔﴾

۶...... ’’وما ارسلناك الا كافة للناس بشيراً ونذيرا ولكن اكثر الناس لا يعلمون (السباء)‘‘ ﴿اور اے پیغمبر ہم نے تو تجھ کو ساری دنیا کے لوگوں کو خوشخبری سنانے اور عذاب سے ڈرانے کے لئے بھیجا ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔﴾ یہ آیت شریف

محمودی مرزائیوں کے واسطے خاص تازیانہ ہے کہ خداتعالیٰ نے جناب سرور عالم ﷺ کو نذیر و بشیر کل دنیا فرمایا ہے۔

۷…… ''وما ارسلناك الا رحمة اللعالمين '' ﴿اور نہیں بھیجا تجھ کو مگر رحمت دونوں جہاں کی۔ ﴾

ف…… ہم کو کیا ضرورت ہے کہ دنیا وآخرت کی رحمت کو چھوڑ کر زحمت خریدیں۔ طاعون، جنگ وجدل، اسلام میں نفاق وفرقہ بندی، قحط سالی، شوروشر، بغاوت الحادو بیدینی، اسلامی خلافت کا مٹ جانا۔ فتنۂ مرزائیت کا نتیجہ ہے۔

۸…… ''قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله ويغفرلكم ذنوبكم ۰ والله غفور رحيم ۰ قل اطيعو الله والرسول فان تولوا فان الله لا يحب الكٰفرين (آل عمران) '' ﴿اے پیغمبر کہہ دے اگر تم کو اللہ کی محبت ہے تو میری راہ پر چلو۔ اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (اے پیغمبر) کہہ دے اللہ اور رسول کا کہا مانو اگر وہ نہ سنیں تو اللہ کافروں سے محبت نہیں رکھتا۔ اس آیت شریف سے خاص اطاعت وفرمانبرداری جناب سرور عالم ﷺ کی فرض ہوئی اور قیامت تک کسی اور شخص کی اطاعت جائز نہیں اور جو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرمان کو چھوڑ کر جھوٹے اور کاذب نبی ومہدی کے پیرو ہوئے ہیں۔ اس نص جلی کے حکم سے کافر ہیں۔ ﴾

۹…… ''والذين اٰمنوا وعملوا الصالحت واٰمنو بما نزل على محمد وهو الحق من ربهم كفر عنهم سياتهم واصلح بالهم (سورة محمد) '' ﴿اور جو لوگ ایمان لاوے اور انہوں نے نیک عمل بھی کئے اور قرآن جو محمدؐ پر نازل ہوا ہے۔ اس پر بھی ایمان لائے اور وہ برحق ہے اور ان کے پروردگار ہی کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ خدا نے ان کے گناہ ان پر سے اتار دیئے اور ان کی دینی ودنیوی حالت بھی درست کردی۔ ﴾ اب قرآن شریف کی موجودگی میں الہامات مرزا کی کیا ضرورت ہے۔

ایمان قادیانی

خودخدا، خدا کا بیٹا، خدا کا ہمسر، تثلیث کا قائل بنا، انبیاء ومرسلین کے مراتب مدارج کا کچھ خیال نہ رکھا۔ ان کا ختم نبوت کرنا، معجزات عیسوی وحیات مسیح سے صاف منکر ہوگئے۔

خاندان نبوت کو گالیاں سنائیں اور قرآن شریف کی بے ادبی کی اور خود نبوت کا دعویٰ کرنا ان آیات قرآنی کو جو شان رسول مقبول ﷺ میں نازل ہوئی تھیں۔ وہ اپنی ذات کی طرف

منسوب کیں۔ جنت البقیع کے بالمقابل مقبرہ بہشتی بنایا۔ بی بی زینبؓ کے نکاح آسمانی کے بالمقابل محمدی بیگم کا نکاح بنایا۔ حضرت ابوعبیدہ امین الامۃ کے مقابلہ حکیم نوردین کو خطاب حکیم الامۃ دیا اور خاندان رسول مقبول ﷺ کے بالمقابل مرزا قادیانی کا کنبہ خاندان رسالت قرار پایا۔ یہ تھا ایمان قادیانی۔ (دیکھو تحفہ نورانی)

۱۰…… ''الم ۰ ذلك الكتاب لا ريب فيه هدى للمتقين ۰ الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة مما رزقنهم ينفقون ۰ والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالاخرة هم يؤقنون ۰ اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون (البقر)'' ﴿الم! یہ وہ کتاب ہے جس کے کلام الٰہی ہونے میں کچھ بھی شک نہیں۔ پرہیزگاروں کی رہنما ہے۔ جو غیب پر ایمان لاتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیئے رکھا ہے اس میں سے راہ خدا میں بھی خرچ کرتے ہیں اور اے پیغمبر جو کتاب ان پر اتری اور جو کتاب تم سے پہلے اتریں ان سب پر ایمان لاتے اور وہ آخرت کا بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہ لوگ اپنے پروردگار کے سیدھے رستے پر ہیں اور یہی آخرت میں منمانی مراد پاویں گے۔﴾ جس طرح ہمارے نبی مکرم ﷺ سے پہلے کسی نبی ورسول علیہ السلام نے کل دنیا کی طرف مبعوث ہونے کا دعویٰ نہیں فرمایا۔ اسی طرح کسی نبی ورسول نے یہ بھی ضروری قرار نہیں دیا کہ تم دنیا کے سارے پہلے نبیوں پر ایمان لاؤ۔ درحقیقت یہ بھی ختم نبوت کا ایک امتیازی نشان ہے۔ اگر کوئی نبی ورسول جناب سرور عالم ﷺ کے بعد آنے والا ہوتا تو ما انزل من بعد کا فرمان بھی ہوتا۔ غرض اس آیت نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ آنحضرت ﷺ آخری نبی ورسول ہیں اور جو شخص کہ اب نبوت ورسالت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا مفتری اور کذاب ہے۔

۱۱…… ''اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم نعمتى ورضيت لكم الاسلام دينا'' ﴿آج کے دن تمہارے واسطے تمہارا دین میں نے کامل کیا اور میں نے تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے واسطے دین اسلام کے لئے میں راضی ہوا۔ قرآن شریف نے پکار کر کہا کہ ہدایت وتزکیہ نفس اور دین اسلام کو مکمل کر دیا گیا۔﴾

یہ دعویٰ قرآنی ختم نبوت کی تائید کرتا ہے۔ قرآن شریف مکمل ہو چکا۔ شریعت مکمل ہوئی۔ وحی بند ہوئی۔ تو اب دوسرے نبی کے آنے کی کیا ضرورت رہی۔ قرآن شریف آخری کتاب ہے۔ اس لئے سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ جو قرآن شریف کو لائے۔ آخری نبی ہیں۔ جن پر نعمت الٰہی کا خاتمہ ہوا۔ اگر دنیا میں کوئی عید کا دن کہلا سکتا ہے تو مسلمانوں کے واسطے یہی دن عید کا

ہے۔ جب کہ خم غدیر میں جناب علی المرتضٰی علیہ السلام کو نیابت وولایت کا درجہ عطاء ہوا۔ تو یہ آیت شریف نازل ہوئی۔ اس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ کرامؓ کا مجمع تھا۔ سو مسلمانوں کے لئے ضرور یہ عید کا دن تھا۔ لیکن اگر سچ پوچھو تو یہ نسل انسانی کے لئے عید کا دن تھا۔ اگر ساری نسل انسانی کبھی کوئی حقیقی عید منائے گی تو وہ یہی عید ہوگی۔ جس دن دین کے کمال کو پہنچ جانے کا، ہدایت کی نعمت پورا ہو جانے کا اعلان دنیا میں ہوگیا اور انسان کو خدا کی طرف سے یہ مبارک باد دی گئی کہ اب تمہارے کمال حاصل کرنے کا وقت آ گیا اور تمہارے دنیا میں پیدا کئے جانے کی غرض پوری ہوگئی۔ پس یہ شرف وفخر تمام مسلمانوں کے مذاہب میں سے صرف مذہب شیعہ ہی کو حاصل ہے کہ وہ اس روز ۱۸؍ذی الحجہ کو تکمیل دین اسلام وولائت ونیابت جناب علی علیہ السلام کے واسطے عید غدیر مناتے ہیں اور نسلاً بعد نسلاً خوشی کرتے جائیں گے۔ مگر باقی فرقے مخالف اور قادیانی وغیرہ اس عید سے جلتے ہیں۔

چہارم......احادیث خاتم النبوۃ

۱...... حدیث شریف ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین “اس آیت شریف کی صحیح تفسیر جناب رسول خدا ﷺ نے خود فرمائی ہے۔ ہر مسلمان کو اس کا مان لینا فرض ہے۔ ”قال النبی ﷺ لعلیؓ اماترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الّا انہ لا نبی بعدی (متفق علیہ، مشکوٰۃ شریف باب مناقب علی علیہ السلام) “﴿جناب رسول خدا ﷺ نے فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام سے کیا تم اس سے خوش نہیں ہوتے۔ تمہارا درجہ میرے پاس ایسا ہو جیسے ہارون کا درجہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس تھا۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔﴾

ف...... اس حدیث شریف سے سوا کمال نبوت کے اور تمام کمالات کا مجمع حضرت علی علیہ السلام ثابت ہوتے ہیں کہ ایک نبی حضرت ہارون علیہ السلام سے مشابہت دی گئی ہے۔ جناب امیر علیہ السلام میں اوصاف نبوت پائے جاتے تھے۔ مگر چونکہ نبوت کا خاتمہ ہوگیا تھا۔ اس لئے آپ نبیؑ نہ ہوئے۔ اگر دروازہ نبوت بند نہ ہوتا تو بعد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ آپ ضرور نبی ہوتے۔ جب جناب امیر علیہ السلام کو درجۂ نبوت نہ ملا اور وہ نبی تشریعی یا غیر تشریعی نہ ہوئے تو مرزا قادیانی جو ایک معمولی مسلمان کا سا بھی درجہ نہیں رکھتے تھے۔ کس طرح نبی ورسول ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ نورالدین صاحب آنجہانی ہمیشہ جناب مرزا قادیانی کو ولی اور مجدد ہی فرماتے رہے اور جناب مرزا قادیانی کا پہلے پہل خود دعویٰ مجددیت کا تھا۔

۲...... حدیث شریف ”قال رسول اللہ ﷺ ان لی خمسة اسماء انا محمد واحمد وانا الماهی الذی یمحو اللہ بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب (صحیح بخاری ص٢٦)“ ﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے واسطے پانچ نام ہیں۔ میں محمد ہوں، اور احمد اور ماحی یعنی مٹانے والا کفر کو۔ اللہ کفر کو میرے ہاتھ سے مٹوائے گا اور حاشر یعنی لوگ میرے بعد حشر کئے جائیں گے اور عاقب یعنی میرے بعد دنیا میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آوے گا۔﴾

ف...... جناب رسول خدا ﷺ کا نام محمد جلالی ہے اور احمد جمالی ہے اور مرزا قادیانی کا نام تو غلام احمد ہے۔ یعنی احمد کا غلام وہ غلامی چھوڑ کر احمد کس طرح بن گئے اور ادھر جناب سرور عالم ﷺ کا دعویٰ کہ ان کا نام احمد ہے ادھر جناب مرزا محمود قادیانی کا دعویٰ کہ یہ نام احمد ان کے والد کو دیا گیا ہے تو فرمایئے دونوں مدعیوں سے کون سچا ہے؟

۳...... حدیث شریف ”قال النبی ﷺ مثلی ومثل الانبیاء کرجل بنیٰ داراً فاکملها واحسنها الا موضع لبنةٍ فجعل الناس یدخلونها ویتعجبون ویقولون لولا وضع اللبنة (بخاری ص٢٧، کتاب المناقب باب خاتم النبیین، صحیح مسلم ص٢٣١٨، باب ذکر کونه خاتم النبیین)“ ﴿آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور دوسرے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے ایک گھر بنایا۔ اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ تو لوگ اس گھر میں جانے لگے اور تعجب کرنے لگے۔ یہ اینٹ کی جگہ اگر خالی نہ ہوتی۔ (تو کیسا مکمل اچھا گھر ہوتا)﴾

ف...... مکان نبوت میں ختم رسالت کی نورانی اینٹ لگا کر وہ مکان مکمل کیا گیا ہے۔ اگر قادیانی محمودی پارٹی کا اختیار ہے تو یہ اینٹ اکھاڑ کر مرزا قادیانی کی اینٹ لگا دیں۔

۴...... حدیث شریف ”عن ابی هریرةؓ ان رسول اللہ ﷺ قال ان مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنی بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنة من زاویة فجعل الناس یطوفون به ویعجبون له ویقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (بخاری ص٢٧، باب خاتم النبیین)“ ﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔ میرے اور اگلے پیغمبروں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک گھر بنایا۔ اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر ایک

کونے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی۔ لوگ اس گھر میں پھرتے ہیں۔ تعجب کرتے ہیں۔ ایسا آراستہ گھر یہ اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی تو اینٹ میں ہوں۔ میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔﴾ (زیادہ دیکھو مشکوۃ ج ۴ باب فضائل سید المرسلین ﷺ فصل اوّل ص ۲۲۷، ۲۲۸، مرقاۃ ج ۵ ص ۳۵۸، لمعات ج ۴ ص ۴۹۲، مظاہر حق ج ۴ ص ۵۰۱، المعلم ترجمہ صحیح مسلم ص ۲۳۱۹ سطر ۵، باب خاتم النبیین)

۵...... حدیث شریف ’’عن النبی ﷺ قال کانت بنو اسرائیل تسوسهم الانبیاء کلما هلك نبی خلفه نبی وانه لا نبی بعدی وسیکون خلفاء فیکثرون (بخاری ص ٤١١، باب ماذکر عن بنی اسرائیل، خصائص اکبری ج ٢ ص ١١٣، فتح الباری ج ١٣ ص ٢٨٣، قسطلانی ج ٥ ص ٤٢١، عمدة القاری ج ٧ ص ٤٥٦)‘‘ ﴿جناب رسول خدا ﷺ سے ہے کہ بنی اسرائیل کے لوگوں پر پیغمبر حکومت کیا کرتے۔ جب ایک پیغمبر گذر جاتا۔ دوسرا اس کا قائم مقام ہوتا۔ مگر میرے بعد تو کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ البتہ خلیفہ ہوں گے۔﴾

ف...... اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل میں جب ایک نبی فوت ہو جاتا تو اس کے بعد دوسرا نبی مبعوث کیا جاتا۔ مگر امت محمدیہ میں ایسا نہ ہوگا کہ آپؐ کے بعد کسی کو نبوت ملے۔ البتہ خلفاء ہوں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں جو نبی علیہم السلام گذرے ہیں وہ توریت ہی پر عمل کرتے تھے۔ جناب صاحب شریعت نبی نہ تھے۔ پس فرمان ’’انه لا نبی بعدی‘‘ نے صاف فیصلہ کر دیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت نہ ملے گی۔ اس پر لفظ نبی کا اطلاق نہ ہوگا۔ بلکہ وہ خلیفہ کہلائے گا۔ جب نبوت کا لفظ ہی اڑ گیا تو مرزا قادیانی نبی کس طرح ہو سکتے ہیں۔ فافهم وتدبر!

٦...... حدیث شریف ’’عن انس بن مالك قال، قال رسول الله ﷺ ان الرسالة والنبوة قد انقطعت ولا رسول بعدی ولا نبی بعدی قال فشق ذالك علی الناس فقال المبشرات فقالوا یارسول الله وما المبشرات قال رؤیاء المسلم وحی جزء من اجزاء النبوة (سنن ترمذی ص ٢٧٠١، المعلم ترجمه صحیح المسلم)‘‘ ﴿حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت تمام ہوگئی۔ پس اب نہ کوئی رسول اور نہ کوئی نبی میرے بعد ہوگا۔ پس لوگوں پر یہ بات گراں گذری۔ تب آپ نے فرمایا لیکن

مبشرات باقی ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ مبشرات کیا چیز ہیں۔ فرمایا آپ نے مسلمان کا خواب اور یہ نبوت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے۔﴾

ف...... لفظ انقطعت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ رسالت ونبوت کا سلسلہ قطع ہوگیا، ٹوٹ گیا، بند ہوگیا۔ ”ولا رسول بعدی ولا نبی بعدی “کے فرمان نے مدعیان نبوت کی جڑ کاٹ دی۔ ہاں رؤیائے صادقہ سچے خواب باقی ہیں۔ وہ ہر ایک مسلمان کو آ سکتے ہیں۔ اس میں کسی کی خصوصیت نہیں۔

۷...... ”عن ابی ھریرۃؓ ان رسول اللہ ﷺ قال فضلت علی الانبیاء بست اعطیت جوامع الکلم ونصرت بالرعب واحلت لی الغنائم وجعلت لی الارض مسجداً وطھوراً وارسلت الیٰ الخلق کافۃ وختم بی النبیون (رواہ مسلم، مشکوٰۃ الربع الرابع باب فضائل سید المرسلین ص۲۲۸،۲۲۹، امرتسری مرقاۃ ج۵ ص۳۶۱، لمعات ج۴ ص۴۹۵، مظاھر حق ج۴ ص۵۰۳، خصائص الکبریٰ ج۲ ص۱۹۳) “﴿حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں نبیوں پر چھ خصلتوں سے فضیلت دیا گیا ہوں۔ ساتھ کلمے جامع قرآن شریف اور دشمنوں کے دل میں رعب ڈالنے کے ساتھ فتح دیا گیا ہوں اور میرے واسطے مال غنیمت حلال ہوا اور زمین میرے واسطے مسجد اور پاک کرنے والی کی گئی اور تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ نبوت ختم ہوگئی۔﴾

۸...... مدعی نبوت کذاب ہے۔ حدیث شریف ”قال رسول اللہ ﷺ ولا تقوم الساعۃ حتیٰ یبعث دجالون کذابون قریباً من ثلثین کلھم یزعم انہ رسول اللہ (بخاری ص۵۰۳، کتاب المناقب، ترمذی ج۲ ص۱۱۲، ابواب الفتن) “﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ جب تک کہ تیس جھوٹے (دجال ومکار) نہ گذر لیں۔ ہر ایک یہی کہے گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔﴾

ف...... جناب سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ حیات النبی ہیں وہ نبی آخر الزمان ہیں۔ یہ زمانہ قیامت تک انہی کی بادشاہت کا ہے۔ پانچوں وقت اذان تمام اسلامی دنیا میں ”اشھد ان محمد رسول اللہ “ کی منادی کرتی رہتی ہے کہ کل مخلوق کا ایک ہی رسول ہے۔ اب جس نے بالمقابل دعویٰ نبوت ورسالت کا کیا وہ جھوٹا کذاب دجال قرار پایا۔ جناب مرزا قادیانی کے دعویٰ

سے پیشتر چوبیس جھوٹے مدعیان نبوت ورسالت گذر چکے ہیں اوراس حدیث شریف کے ماتحت آ چکے ہیں۔ اب مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت ورسالت کواس حدیث شریف سے مقابلہ کرلو۔

۹...... مدعی نبوت کذاب ہے۔ حدیث شریف ’’قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم الساعة حتیٰ تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتیٰ یعبدوآ الاوثان وانہ سیکون فی امتی ثلاثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی ھذا حدیث صحیح (ترمذی ج۲ ص۱۱۲، ابواب الفتن، سنن ابوداؤد ج...... ص۲۳۳، مشکوٰۃ ج۴ ص۸۱، مرقاہ ج۵ ص۵۱، لمعات ج۴ ص۳۱۴، مظاھر حق ج۴ ص۳۲۹، ابوداؤد ص۱۰۷۱، کنزالعمال ج۷ ص۱۷۳) ‘‘ ﴿جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی۔ یہیاں تک کہ کچھ قبیلے میری امت سے مشرکوں کے ساتھ نہ مل لیں اور تاکہ بتوں کی پرستش نہ ہولے اور جلدی ہی میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ہر ایک کہے گا کہ میں نبی ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔﴾

۱۰...... جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میری امت میں ۲۷ جھوٹے فریبی دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں چار عورتیں دعویٰ نبوت کریں گی اور میں نبیوں کے ختم کرنے والا ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (رواہ احمد، طبرانی، بحوالہ کنزالعمال ج۷ ص۱۷۰)

ف...... اس سے معلوم ہوا کہ خاتم النبیین سے مراد لا نبی بعدی ہے اور تمام مدعیان نبوت کو آنحضرت ﷺ جھوٹا اور دجال فرماتے ہیں۔ چونکہ ان مدعیان نبوت سے بعض نے نبوت تشریعی اور بعض نے نبوت غیر تشریعی کا دعویٰ کیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے مدعیان نبوت کو جھوٹا کہا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ الفاظ لا نبی بعدی میں ہر دو طرح نبوت کے اجرا کی نفی ہے۔

(اخبار اہل حدیث ج۱۹ ص۲۴ سن۴۰ھ)

۱۱...... حدیث شریف ’’عن ابی امامة الباھلیؓ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ فکان اکثر خطبة حدیثاً حدثناہ عن الدجال وحذرناہ فکان من قولہ ان قال انہ لم تکن فتنة فی الارض منذر اللہ ذریة اٰدم اعظم من فتنة الدجال وان اللہ لم یبعث نبیناً الاحذر امة الدجال وانا اخر الانبیاء وانتم اخرالامم (رفع الحجاجہ، ابن ماجہ ج۲ ص۳۳۳، سنن ابن ماجہ ص۳۰۷، تفسیر ابن کثیر ج۳ ص۲۳۸، کنزالعمال ج۷ ص۱۹۳) ‘‘ ﴿ابوامامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے خطبہ سنایا تو بڑا خطبہ آپ کا دجال سے متعلق تھا۔ آپ نے دجال کا حال ہم سے بیان کیا اور ہم کو ڈرایا۔ فرمایا اس سے تو کوئی فتنہ جب سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو پیدا کیا۔ زمین میں دجال کے فتنے سے بڑھ کر نہیں ہوا اور اللہ جل جلالہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال سے نہ ڈرایا ہو اور میں تمام انبیاء کے آخر میں ہوں اور تم سب امتوں کے آخر میں ہو۔

١٢...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا قیامت سے پہلے دجال اور دجال سے پہلے تیس یا زیادہ جھوٹے کذاب ہوں گے۔ وہ ہمارے طریق کے برخلاف چلیں گے۔ دین وسنت کو مٹائیں گے۔ (کنزالعمال ج۷ص۱۷۱)

نتیجہ: ان دلائل سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ خاتم النبیین سے مراد یہ ہے کہ جناب سرور عالم ﷺ سب انبیاء سے آخری نبی ہیں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہ ملے گی۔ خواہ تشریعی ہو۔ خواہ غیر تشریعی اور جو دعویٰ نبوت کرے گا وہ جھوٹا کذاب دجال ہو کر مرے گا۔ پس جب جناب سردار دو جہاں ﷺ نے خود فیصلہ حقانی فرمادیا تو آپ اس میں چون وچرا کرنی اور بے جا تاویل کرنی سراسر بطالب وجہالت وضلالت ہے۔

معانی خاتم

تمام تفاسیر اہل سنت میں خاتم النبیین کے معنی تمام نبیوں کے ختم کرنے والا آخر آنے والا ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری ج۲۲ص۱۱، تفسیر درمنثور ج۵ص۲۰۴، لسان ایوب ج۱۵ص۵۵، تفسیر کشاف ج۲ص۲۱۵ مدارک ج۳ص۴۷۰، جامع البیان ص۳۶۴، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج۶ص۱، لمعات ج۴ ص۳۱۴، اخبار اہل حدیث ج۱۹ نمبر۲۴ مورخہ ۱۳ر شعبان ۱۳۴۰ھ)

ب...... اگر مہر کے معنی لئے جائیں تو ہمیشہ خطوط، اسٹامپ اور پارسلوں پر مہر (سیل) بند کرنے کے واسطے لگائی جاتی ہے۔ اگر خاتم کے معنی نگینہ یا تصدیق کے لئے جائیں تو قرآن شریف کی ان آیات شریف کے کیا معنی ہوں گے۔

الف...... ”ختم اللّٰہ علیٰ قلوبهم وعلیٰ سمعهم“

ب...... ”الیوم نختم علیٰ افواههم (یٰسین)“

ج...... ”وختم اللّٰہ علیٰ قلوبکم من اله غیر اللّٰہ یاتیکم (انعام)“

د...... ”وختم علیٰ سمعه وقلبه“

ه...... ”فان یشاء اللّٰہ یختم علی قلبك“

ان تمام آیات بینات میں ختم کے معنی بند کرنے کے ہیں۔ مہر لگانا ایک عربی محاورہ ہے۔ اگر حقیقی معنی لئے جائیں تو کوئی مرزائی قادیانی ہو یا لاہوری کسی کافر و مشرک کے دل، کان اور منہ پر مہر لگی ہوئی دکھا سکتا ہے۔ یا کسی ڈاکٹر صاحب نے پوسٹ مارٹم کرتے ہوئے کسی دل پر مہر لگی ہوئی دیکھی ہے۔ پس خاتم النبیین کے معنی ہیں۔ نبیوں کے بند کرنے والا۔ یعنی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی ہو کر یا رسول ہو کر قیامت تک دنیا میں نہیں آئے گا۔

اگر ختم کے معنی جاری ہونے کے لئے جائیں تو عبارت یوں ہونی چاہئے کہ وحی رسالت حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ پر جاری ہوگئی۔ پس ختم نبوت کے بعد اسلام میں کوئی نبی نہیں آ سکتا۔

پنجم...... خاتم النبیین کی معانی مرزا قادیانی کی زبانی

۱...... ”نبوت جو تامہ کاملہ ہے اور سارے کمالات وحی کو اپنے اندر جمع رکھتی ہے۔ ہم ایمان لائے ہیں۔ اس کے منقطع ہو جانے پر اس دن سے جب یہ اترا۔ ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین“

(توضیح المرام ص۱۳، خزائن ج۳ ص۶۱)

۲...... ”حضرت سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین و خیر المرسلین ہیں۔ جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا اور وہ نعمت بمرتبۂ اتمام پہنچ چکی۔ جس کے ذریعہ سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔“

(ازالہ اوہام ص۱۳۷، ۱۳۸، خزائن ج۳ ص۱۷۰)

۳...... ”بجز جناب ختم المرسلین احمد عربی ﷺ کے اور کوئی ہمارے لئے ہادی اور مقتداء نہیں۔ جس کی پیروی ہم کریں یا دوسرں سے کرانا چاہیں۔“

(ازالہ اوہام ص۱۸۲، خزائن ج۳ ص۱۸۸)

۴...... ”اللہ (وہ) وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت ﷺ کے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔“ (ازالہ اوہام ص۵۸۶، خزائن ج۳ ص۴۱۶)

۵...... ”اکیسویں آیت یہ ہے۔ ”ماکان محمد ابا احمد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین“ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔“ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

۶...... ''چہارم قرآن کریم بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا۔ خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ دنیا میں رسول تو آوے مگر سلسلۂ وحی رسالت نہ ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۷۶۱، خزائن ج۳ ص۵۱۱)

۷...... ''آنحضرت ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۱۹۹، ۲۰۰)

۸...... ''اور اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو ہمارے رسول کے ساتھ ختم کر دیا اور وحی نبوت منقطع ہوگئی۔'' (تحفہ بغداد ص۷، خزائن ج۷ ص۹)

۹...... ''اللہ تعالیٰ کو یہ شایاں نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایاں اس کو کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے اسے قطع کر چکا ہے اور بعض احکام قرآن کو منسوخ کر دے یا ان پر بڑھا دے۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، خزائن ج۵ ص۳۷۷)

۱۰...... ''اور نبوت بعد نبی کریم کے منقطع ہوگئی ہے اور نہیں ہے کوئی کتاب بعد فرقان کے اور وہ پہلے سب صحیفوں سے بہتر ہے اور نہیں کوئی شریعت بعد شریعت محمدیہ کے۔'' (ضمیمہ حقیقت الوحی ص۶۴، خزائن ج۲۲ ص۶۸۹) میں ختم نبوت کے معنی دیکھو شاید صراط مستقیم نصیب ہو۔ یہ چند اقوال جناب مرزا قادیانی طالبان حق کے واسطے کافی ہیں اور محمودی عقائد کے ابطال کے واسطے شافی ہیں۔

نوٹ: مرزا قادیانی کی تحریرات وعقائد، تاویلات، استعارات، سب متضاد متناقض مخالف کتاب اللہ وسنت ہیں۔ آپ کے لٹریچر سے ایک محقق انسان کوئی نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا اور نہ کوئی روحانیت حاصل کر سکتا ہے۔ بلکہ ایک گمراہی دگورکھ دھندے میں پڑ کر اپنا اسلام اور ایمان خارج کر بیٹھتا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے عقائد کے مختلف رنگ بدلے، مجدد، ملہم، مہدی، مسیح موعود، بروزی وظلی نبی، حقیقی نبی بنتے گئے۔ کبھی خدا کا ہمسر، کبھی خدا کا باپ، کبھی خدا کا بیٹا، کبھی خدا کا محبوب، آخر سب چھوڑ کر کرشن اوتار کا دعویٰ کر دیا۔ مرزا قادیانی کی ہر ایک تحریر میں اختلاف عظیم ہے۔ ان کے عقائد وتعلیات کے دیکھنے سے ان کے اسلام اور ایمان پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے۔ جو آیات الوہیت نبوت وامامت وغیرہ کے قرآن شریف میں ہیں۔ وہی دعاوی

مرزا قادیانی نے کر دیئے ہیں۔ شریک فی الذات والصفات الٰہی اور شریک نبوت محمد ﷺ بن کر نہ خدا تعالیٰ سے کم رہے اور نہ جناب رسول اللہ ﷺ سے پیچھے ہیں۔ ’’قرآن شریف خدا کی ......اور ان کی منہ کی باتیں ہیں۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۱۱...... ’’کیا نہیں جانتے کہ خدائے رحیم کریم نے ہمارے نبی ﷺ کو بغیر کسی استثناء کے خاتم الانبیاء قرار دیا اور ہمارے نبی ﷺ نے بطور تفسیر آیت مذکور فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور طالبین حق کے لئے یہ بات واضح ہے اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کے آنے کی جواز قبول کریں تو گویا ہم نے وحی نبوت کا دروازہ کھول دیا۔ حالانکہ وہ بند ہو چکا ہے اور ہمارے رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی طرح کوئی نبی آ سکتا ہے۔ جبکہ ان کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ کر دیا۔‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

۱۲...... ’’اگر کوئی کہے کہ فساد اور بدعقیدگی اور بداعمالیوں میں یہ زمانہ کم نہیں۔ پھر اس میں کوئی نبی کیوں نہیں آیا۔ تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ توحید اور راست روی سے بالکل خالی ہو گیا تھا اور اس زمانہ میں چالیس کروڑ لا الــــه الا الله کہنے والے موجود ہیں اور اس زمانہ کو بھی خدا تعالیٰ نے مجدد کے بھیجنے سے محروم نہیں رکھا۔‘‘

(نور القرآن ص۱۰، خزائن ج۹ ص۳۳۹ حاشیہ، بابت جون، جولائی، اگست ۱۸۹۵ء)

براہین صابریہ

۱...... آیات بیّنات واحادیث سرور کائنات ومرزا قادیانی کی تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ اسلام میں نبوت کا دروازہ بند ہے اور اسلام کا سردار اور سید الابرار سیدنا محمد مصطفیٰ واحمد مجتبیٰ ﷺ نبی آخر الزمان ہے۔ ان کے بعد کوئی شخص رسول یا نبی ہو کر نہیں آئے گا۔ جس نے نبوت کا دعویٰ کیا اس کا نام کذاب، دجال رکھا گیا۔ اس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق واجماع ہے۔

کرنیں ہیں اک مشعل کی خاتون وشبر شبیر وعلی
ہیں جز و بدن اور جان نبی ہے نور نبی ان چاروں میں

تمام معارف ونکات قرآنی وعلوم مظاہر وباطن وحقائق حقانی اور اصلی اسلام کی شعاعیں انہی انوار نبوت سے چمکیں اور جہاں کی جہالت وشرک وکفر کی تاریکی دور ہو گئی۔ نیک اور سعید لوگ وہ ہیں جو ائمہ اطہار اولاد سید الابرار ﷺ کے کامل پیروی کر کے معرفت الٰہی حاصل کرتے ہیں اور ہر ایک کاذب مدعی کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر چلنے کی کوشش کرتے ہیں جو اصلی راہ نجات ہے۔ ان ائمہ اطہار نے دنیا میں آ کر اسلام کا حقیقی راستہ بتلایا کہ من کل الوجوہ دروازہ نبوت بند ہو گیا اور

قطعی طور پر وحی رسالت منقطع ہوئی اور جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی ورسول ہر گز نہیں آئے گا۔ ان کے بعد ہر ایک مدعی نبوت کاذب اور کافر ہے۔

۲...... جبکہ مرزا قادیانی نبی اللہ نہیں۔ نہ ان کا کلمہ، نہ درود، نہ اذان، نہ شریعت، نہ احکام، نہ وحی نہ ان کے انکار سے کوئی کافر ہوسکتا ہے۔ بلکہ پکا مسلمان رہتا ہے۔ نہ ان کا ماننا کوئی جزو رکن دنیائے اسلام ہے، نہ ہی غیر مسلم کو مسلمان بناتے وقت ان کا کوئی کلمہ پڑھا جاتا ہے۔ بلکہ کلمۂ توحید ''لا اله الا الله محمد رسول الله '' سکھایا جاتا ہے۔ اسلام مکمل، شریعت محمدیہ مکمل، قرآن شریف مکمل، نبی مکرم اکمل وافضل، ائمۃ الطاہرین کے فرمان مکمل، آثار صحابہ عظام مکمل تو ان سب کو چھوڑ کر خواہ مخواہ مرزا قادیانی کے دوراز قیاس مخالف کتاب اللہ وسنت، الہامات وتحریرات کو مان کر اپنا اسلام کیوں ضائع کریں اور اپنا روپیہ چندوں میں کیوں خراب کریں۔

۳...... اگر فرض کر لیا جائے کہ نبوت کا دروازہ بند نہیں ہوا اور امت محمدیہ کے واسطے کھڑکی کھلی ہوئی ہے اور امتی لوگ اس کھڑکی کی مشین سے بنی ڈھلکر نکلتے رہیں گے تو کیا وجہ ہے کہ تیرہ سو سال میں پہلے ایک بھی ایسا مکمل باکمال شخص پیدا نہیں ہوا جو اس کھڑکی سے نبی بن کر نکلتا۔ کیا اہل بیت کرام وصحابہ عظام وجناب علی علیہ السلام جو استاد مرزا قادیانی ہیں۔ سب کے سب اس فیضان نبوت سے محروم گئے۔ جنہوں نے تمام عمر اپنی جاں نثاری رسول مقبول ﷺ میں فدا کر دی۔ کفار کے ساتھ جہاد کئے اور ہمیشہ حضور انور ﷺ کے فیضان صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے اور وحی رسالت ﷺ کو دیکھا گئے اور کامل مطیع وتابعدار ہو کر اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ جن پر صلوٰت ورحمت الٰہی برستی رہی۔ وہ تو نبی ورسول نہ بن سکے اور اس مدرسہ نبوت میں سے سب فیل ہو گئے۔ مگر چودھویں صدی میں مرزا قادیانی اس فرضی کھڑکی کو جھونگ کر سند نبوت کی آئی۔ حالانکہ آپ نے جناب سرور عالم ﷺ کے دیدار فیض آثار تو کجا روضۂ مطہرہ کی زیارت بھی حاصل نہیں کی اور نہ ہی آپ کو حج بیت اللہ شریف نصیب ہوئے۔

۴...... اگر یہ مان لیا جائے کہ سنت اللہ اور فطرۃ الٰہی کے موافق گذشتہ امتوں میں نبی ورسول ہر بستی ہیں۔ اپنی قوم میں اتار رہا ہے۔ اب بھی آنا چاہئے تو آپ صاحبان کو بتلانا پڑے گا کہ گذشتہ تیرہ سو سال میں امت محمدیہ ﷺ میں کہاں کہاں اور کتنے نبی ورسول آئے۔ ان کا کیا نام ہے اور کس کس قوم میں مبعوث ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی کو نبی اللہ مانتے ہو تو پادری ڈوئی صاحب مدعی نبوت امریکہ کو کیوں جھٹلاتے ہو اور بہاء اللہ بابی ایرانی سے کیوں شرماتے ہو۔

۵...... دراصل اسلام کی بنیاد توحید باری تعالیٰ اور ختم نبوت پر منحصر ہے کہ تمام

مخلوق زمین وآسمان دنیا جہاں کا ایک ہی خالق مالک رازق اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے۔ تاکہ تمام مخلوق ایک ہی مالک وحقیقی رب کی اطاعت وعبادت کریں۔ اگر دوخدا مالک ہوتے تو ہمیشہ زمین پر فسادات رہتے اور دوخدا ان کے بندے ہمیشہ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ اسی طرح منشاء حق تعالیٰ یہی تھا کہ ”واعتصموا بحبل اللّٰہ جمعیاً ولا تفرقوا“ پرعمل کرکے تمام مخلوق جہاں ایک ہی سردار نبی ورسول اکرم کے ماتحت ہوکر حقیقی وحدت حاصل کریں۔ سب کے سب ایک ہی رستہ پر ہوکر چلیں اور خدا تعالیٰ کے بندے ایک ہی دین پر رہیں۔ تاکہ ان میں فسادو جھگڑا نہ ہو۔ اس لئے دین اسلام کو مکمل کرکے کلمہ ”لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ“ کے نورانی زنجیر میں جکڑ دیا اور قیامت تک توحید ورسالت کا اقرار امت محمدیہ ﷺ کا لے لیا کہ دنیا کا سردار محمد رسول اللہ ﷺ ہے۔ پس اس کلمہ طیبہ کی موجودگی میں ہم کو کسی دوسرے نبی ورسول کی ضرورت نہیں ہے اور قرآن شریف اور سنت نبوی ﷺ کی موجودگی میں ہم کو اور کسی کتاب اور اقوال کی ضرورت نہیں۔ کامل کو چھوڑ کر ناقص کیوں اختیار کریں۔ نور کے عوضہ میں اندھیر خرید کریں اور اسلام سے خارج ہوں۔

٦...... ہر ایک مسلمان پانچوں وقت نماز میں اسلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھا کرتا ہے۔ جس سے ظاہر وباطن اوّل آخر النبی سے مراد سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ لیتا ہے اور ہمیشہ فنافی الرسول ہوکر حضور انور ﷺ کو اپنا سردار وآقائے نامدار سمجھ کر درود شریف پڑھتا ہے۔ اس لفظ نے بتادیا ہے کہ دوسرا کوئی نبی اس امت کا ولی نہیں۔ اگر کوئی ہوتا تو لفظ النبی بے معنی وبے محل تھا۔ اسی النبی پر روز میثاق میں تمام ارواح انبیاء مرسلین علیہم السلام سے وعدہ نصرت لیا تھا۔ یہی لفظ النبی یا وہ نبی یا آنحضرت ﷺ تمام امت سابقہ میں مشہور ومعروف چلا آیا ہے۔ مگر خلیفہ صاحب قادیانی ہم کو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ سے چھڑا کر اور اقرار نبوت مرزا قادیانی کرا کر کافر بنانا چاہتا ہے اور تمام اسلام کی جڑ اکھاڑنا چاہتا ہے۔ جو امر محال ہے۔ قرآن شریف میں الفاظ النبی، الرسول (یاایہا النبی یاایہا الرسول) کا استعمال بکثرت ہوا ہے اور النبی کو سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے نام نامی واسم گرامی سے مخصوص کردیا ہے۔ تاکہ کوئی دوسرا جھوٹا نبی اس سے فائدہ نہ اٹھائے۔ ”ان اللّٰہ وملئکتہ یصلون علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما“ یہ فرمان ایزدمنان قیامت تک ہے اور صلوٰۃ اور درود شریف اس نبی مکرم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ پر امت مرحومہ پڑھتے رہیں گے جو اسلام کے اکیلے بادشاہ اور نبی ورسول اور اللہ والی امت اور گنہگاروں کے شفیع ہیں۔ یہی ختم نبوت کی اعلیٰ دلیل ہے۔

۷...... اس ختم نبوت کی حفاظت خداوند تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون ‘‘ کے فرمان سے جس کاذب، جھوٹے شخص نے دعویٰ نبوت کیا وہ کاذب ٹھہرایا گیا۔ جیسے مسیلمہ کذاب اور جو مقابلہ میں آیا وہ مارا گیا اور اسلام سے خارج ہو کر قوم کافرین میں شمار ہوا۔

۸...... مسلمانوں کی ہر ایک مسجد میں پانچوں وقت اذان میں اشہدان محمد رسول اللہ کے منادی بڑے زور وشور سے ہوتی رہتی ہے۔ جب تک یہ اذان قائم ہے۔ تب تک ہر مسلمان کی گواہی ہوتی رہے گی کہ وہ رسول ﷺ جس کی رسالت کے اقرار سے انسان مسلمان ہوتا ہے۔ صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہے اور کوئی نبی ورسول نہیں جس نے محمد رسول اللہ ﷺ سے منہ موڑا۔ اس نے خدا تعالیٰ کو چھوڑا۔ وہ کافر ودوزخی ہو کر مرا۔ ’’لا اله الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه‘‘

۹...... ’’کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ’’ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین ‘‘ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے اور وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں...... ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا اور جس نے ہمارے رسول اللہ ﷺ اور سردار کے بعد کہا کہ میں نبی اور رسول حقیقی ہوں۔ اس نے افتراء باندھا۔ قرآن کو ترک کیا۔ احکام شریعت کو چھوڑا۔ وہ کافر کذاب ہے۔‘‘ (حاشیہ انجام آتھم ص۲۷، خزائن ج۱۱ ص۲۷)

۱۰...... ’’نبی کا لفظ صرف دو ہی قوموں کے نبیوں میں مشترک تھا۔ یعنی مسلمانوں اور بنی اسرائیل کے نبیوں میں اور اسلام میں تو آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا۔‘‘

(راز حقیقت ص۱۶، خزائن ج۱۴ ص۱۶۸)

پس مسلمانو! تم صراط مستقیم کو چھوڑ کر قادیانی گورکھ پھندے میں مت پھنسو اور ائمہ اطہار اولاد سید الابرار ﷺ حقیقی پیشویان ووارثان مذہب اسلام کی پیروی کرو تا کہ حیات ابدی راہ حق حاصل ہو۔

جعفری باش گر خدا خواہی
ورنہ درہر طریق گمراہی

تمت بالخیر!

[illegible]

قادیان دارالامان میں انقلاب

خان حبیب الرحمٰن خان کابلی قادیانی

تمہید

قادیان میں جو موجودہ نظام قائم کیا گیا ہے اس سے احمدیت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مسیح موعود نے جماعت احمدیہ کی بنیاد اس لئے رکھی تھی کہ دنیا میں اس کے ذریعہ اشاعت اسلام ہو اور خدا کی مخلوق کا اخلاق درست ہو۔ دنیا میں امن قائم ہو اور سب سے بڑی بات یہ ہے۔ ایسی پر یقین اور محکم جماعت قائم ہو۔ جس کے ذریعہ ملک اور ملت کی آزادی کے لئے بھی بوقت ضرورت کام کیا جا سکے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ہمیشہ ہندو مسلم اتحاد پر زور دیا۔ آپ کا آخری لیکچر پیغام صلح اس بات کا بیّن ثبوت ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کانگریس جو ملک کی آزادی کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کی کبھی مخالفت نہیں کی۔ بلکہ اپنے آخری لیکچر پیغام صلح میں آپ نے نہایت لطیف پیرائے میں کانگرس کے مطالبات کی حمایت کی ہے۔

لیکن قادیان کا موجودہ نظام انگریزوں کی ایجنٹی سکھاتا ہے اور احمدیوں کو مذہب سے بیگانہ کرتا ہے اور لامذہبیت کی طرف لے جاتا ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ کانگرس کی مخالفت اور ذاتی اقتدار پر سب سے زیادہ روپیہ خرچ کیا جاتا ہے اور اس موجودہ نظام کے ماتحت اشاعت احمدیت اور اشاعت اسلام کے لئے قطعاً کوئی کام نہیں کیا جاتا۔ اس لئے جماعت احمدیہ کے اس حصہ میں جس کو اسلام اور احمدیت اور اپنے وطن سے محبت ہے۔ ہمیشہ موجودہ نظام کے خلاف احتجاج بلند ہوتا رہا ہے۔ مگر روپے اور بیجا رعب وداب سے مخلصین کو دبانے کی کوشش کر کے کامیابی حاصل کی گئی۔

۱۹۳۴ء کے آخر میں ریفارم لیگ نے بھی جماعت کے موجودہ نظام کے خلاف احتجاج کیا۔ لیکن اس احتجاج کو بھی پراسرار طریقوں سے بند کرانے کی کوشش کی گئی۔ آج بھی یہی کوشش ہے اور اس بات کی طرف قادیان کے ارباب اقتدار اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد ہرگز آمادہ اور تیار نہیں ہوتے کہ قادیان کے موجودہ نظام کو درست کیا جائے اور جماعت میں وہ روح قائم کی جائے جو مسیح موعود قائم کرانا چاہتے تھے۔ قادیان کے ارباب بست وکشاد اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کی اس تغافل کیشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت میں کئی دفعہ انتشار پیدا ہوا اور ابھی اس انتشار میں کمی پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ یہ انتشار ایک خوفناک انقلاب کی صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔

میں نے اور احمدیہ ریفارم لیگ نے کبھی جناب مرزا بشیر الدین محمود کے کریکٹر پر گندے الزامات نہیں عائد کئے اور نہ کبھی جماعت کو ابتلاء میں پھنسانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن قادیان کے ارباب اقتدار ہمیشہ اپنی فریب کاریوں کے ذریعہ اس کوشش میں مصروف رہے ہیں اور یہ ان کی آرزو رہی ہے کہ کسی طرح میں اور ارکان احمدیہ ریفارم لیگ ترک احمدیت کا اعلان کر دیں۔ اس کے لئے کئی قسم کے پاپڑ بیلے گئے۔ مگر خدا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ قادیان کے ارباب اقتدار اور جناب مرزا بشیر الدین محمود کو اس بات میں سخت ناکامی ہوئی اور ہم سے باوجود سخت ناموافق حالت میں بھی وہ ترک احمدیت کا اعلان ہیں کرا سکے۔ ان کی ہی روش سے بیزار ہو کر مقتدر احمدیہ ریفارم لیگ کے نصب العین اور خیالات کے حامی ہوئے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور منشی فخر الدین اور دیگر متعدد احمدیوں کی علیحدگی ریفارم لیگ کی کامیابی کا نمایاں نشان ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ قادیان کے صاحب اقتدار اور جناب مرزا بشیر الدین محمود ٹھنڈے دل اور دماغ سے کام لیں۔ منبع فساد کو تلاش کر کے اس کو بند کرنے کی کوشش کریں۔ ریفارم لیگ کو منشی فخر الدین ملتانی اور شیخ عبدالرحمٰن مصری کی علیحدگی جماعت پر قطعاً مسرت نہیں ہوئی ہے۔ بلکہ رنج محسوس کیا ہے اور کوشش کی کہ وہ جماعت سے علیحدہ نہ ہوں۔ لیکن جماعت کے موجودہ رویہ نے میری اور ریفارم لیگ کی کوششوں کو ناکام بنایا۔ مگر پھر بھی میں نے اور ریفارم لیگ نے ان لوگوں سے ملاقات اس لئے مناسب نہ سمجھی کہ مبادا ہماری ملاقات سے زیادہ برے نتائج مرتب ہو جائیں۔

لیکن اب میں نے اور ریفارم لیگ نے اس بات کو بہت بری طرح محسوس کیا کہ ہمارے نہ ملنے کی وجہ سے سخت نقصان ہم کو بھی اور ان کو بھی پہنچا ہے۔ اس لئے کہ قادیان والوں نے ان کو تنگ کیا اور میں نے اور ریفارم لیگ نے بھی بجائے ہمدردی کے ان کو خاموش کرنے کی کوشش کی۔ جس کا نتیجہ اس صورت میں رونما ہوا کہ یہ لوگ مسیح موعود کے گندہ دہن دشمن کی پناہ میں چلے جائیں۔ مجھے اورر ریفارم لیگ کو اس غلطی کا افسوس ہے اور اب میری اورر ریفارم لیگ کی انتہائی کوشش یہ ہوگی کہ منشی فخر دین صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب جیسے فاضل افراد کو مسیح موعود کے دشمنوں سے نہ ملنے دیا جائے۔ اپنے ساتھ ملائیں اور اس طرح ان کی امداد سے قادیان کے موجودہ ظالمانہ نظام کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ یا اس کی اصلاح کی جائے اور غریبوں اور مسکینوں اور خدا کی ہزارہا مخلوق کو قادیان کے موجودہ مظالم سے آزاد کر کے خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا سٹیفکیٹ حاصل کریں۔ خدا تعالیٰ اس نیک مقصد میں ہمیں کامیابی عطاء کرے۔ آمین!

نوٹ: اس پمفلٹ میں قادیان کے مظالم کی جو کیفیت درج ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ قادیان میں مظلومین قادیان کی زندگیاں کس قدر مصیبت میں ہیں۔ مظلومین قادیان کی پشت پر کوئی طلائی طاقت اہل قادیان کی طرح نہیں۔ اس لئے ہر مذہب وملت کے ایسے افراد سے اپیل ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ مظلومین کی امداد کرنا بہترین خدمت ہے۔ وہ مظلومین قادیان کی امداد کریں۔ امداد کی کم سے کم صورت یہ ہے کہ ہمارے لٹریچر کو سینکڑوں کی تعداد میں خرید کر مفت تقسیم کیا جائے۔ اس سے زیادہ امداد کو شکریہ کے ساتھ قبول کیا جائے گا۔

انچارج دفتر ریفارم لیگ لاہور!

حقائق ومعارف

دعائیں دے بشیر الدین محمود اس گورنر کو　　　کہ جس کے فیض سے ارض حرم ہے قادیاں سارا
خدا رکھے حکومت کو کہ آڑے وقت کام آئی　　　خلافت کا وگرنہ ہو چکا تھا ساز ناکارا
اشارہ چشم ارزق گوں کا اہل دل سمجھتے ہیں　　　حکومت کی نظر میں قادیاں ہے آنکھ کا تارا
زمین قادیان ارض حرم ہے کیا حقیقت میں؟
ہوئے ارض حرم میں کیا میاں صاحب سریر آرا
یہاں ملتانی ومصری بھی رہتے ہیں مگر ان کو　　　نہیں دم مارنے کا سامنے محمود کے یارا
انہیں ہندو مسلماں اور سکھ محروم آزادی؟　　　قیامت ہے نہ ہو مظلوم کی فریاد کا یارا
حقائق اور معارف قادیاں کے کھل نہیں سکتے
سمجھ سکتا نہیں اس چیستاں کو فہم بے چارا
یہاں ادراک ودانش کام کیا دیں اے خردمندو　　　ہے کب الہام کے آگے کسی عاقل نے دم مارا
یہاں علم وعمل فکر رسا بیکار ہیں سارے　　　کہ یہ چالیں سیاسی کھیل ہیں اعجاز کا سارا
یہ اسرار وغوامض معترض پہ کھل نہیں سکتے
کہ کس نکشود نکشائد بحکمت ایں معمارا

راست گوئی کی سزا

یہ کیوں سمجھا کہ امکان خطا بھی ہے خلیفہ سے　　　بس اتنی بات پر راندے گئے مصری وملتانی
صلہ اچھا خلافت سے ملا اخلاص مندی کا　　　وہی ٹھہرے منافق جن میں کچھ غیرت تھی ایمانی
خدانا کردہ کیوں ہو معصیت سے آپ کو نسبت　　　کہ ہر دھبہ ہے دامن پر گواہ پاک دامانی

یہ کہہ کر جی کو خوش کرلو منافق بڑھ نہیں سکتے — یہ فتنہ اب قیامت بن نہیں سکتا بہ آسانی
سنا ہے قادیاں میں جو خدا کے نیک بندے ہیں — خلیفہ کے غضب سے ان کو مشکل ہے اماں پانی
یہ حالت ہے اسی دارالاماں میں حرف حق کہہ کر — نہ دانہ عبدرحمٰن کو نہ فخر الدین کو پانی
ہوئی ہیں جمع بائیکاٹ کی کوشش کے مرکز پر — خلیفہ کی نظر میں طاقتیں جتنی تھیں روحانی
کوئی مصری سے پوچھے کیوں کہا حق اس زمانے میں — چرا کارے کند عاقل کہ باز آئد پشیمانی

ڈاکٹر احسان علی اور محمد اسماعیل رکن ریفارم لیگ کے مقدمہ کا دلچسپ فیصلہ

نوٹ: قادیان میں جو جدید انقلاب منشی فخر الدین ملتانی اور جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی صورت میں رونما ہوا ہے۔ اس کی ابتداء احسان علی اور اس کے بھائیوں سے متعلق ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ احسان علی کے متعلق عدالت کے فیصلہ کو ذیل میں درج کیا جائے۔ تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ منشی فخر الدین اور جناب شیخ عبدالرحمٰن مصری اور ان کے مخالفین کو جن کی پشت پناہ جماعت احمدیہ بنی ہوئی ہے، میں کس قدر فرق ہے۔

احسان علی بنام محمد اسماعیل زیر دفعہ نمبر ۵۰۰ ہتک عزت، احسان علی خان کابلی جو کہ قادیان میں ایک ڈاکٹر (معالج) ہے۔ اس نے ایک شکایت زیر دفعہ نمبر ۵۰۰ محمد اسماعیل کے نام کی ہے جو کہ اسی جگہ (یعنی قادیان) میں ڈاکٹر ہے۔ فریقین جماعت احمدیہ کے افراد ہیں۔ ملزم اسماعیل کے خلاف یہ الزام تھا کہ اس نے پولیس حکام گورنمنٹ کے ساتھ سازباز کر رکھی تھی۔ جو کہ مذہبی اور اخلاقی طور پر ناواجب تھی۔ اس وجہ سے جماعت احمدیہ کو نقصان پہنچا تھا۔ فرزند علی ناظر امور عامہ قادیان نے اس مقدمہ کی دیکھ بھال کی۔ اس نے متعدد گواہوں کے بیانات بھی سنے۔ ناظر صاحب نے ملزم محمد اسماعیل کو بھی بیان دینے کے لئے کہا۔ ملزم نے ایک تحریری بیان دیا۔ یہ بیان تقریباً تمام ان گواہوں کے متعلق ہے۔ جنہوں نے ملزم کے خلاف شہادتیں دی تھیں۔ اس بیان کا ایک حصہ احسان علی کو بطور گواہ ذکر کرتا ہے اور موجودہ مقدمہ صرف بیان کے اس حصہ کے متعلق ہے۔ ملزم نے بیان کیا کہ احسان علی ایک جھوٹا دھوکہ باز اور باتونی شخص ہے اور تمام باتوں میں ریاکاری سے مدد لیتا ہے اور پھر یہ کہا ہے کہ احسان علی کی اخلاقی حالت سخت خراب ہے اور اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے۔ اس طرح وہ ان عورتوں کو جو ہسپتال میں علاج کرانے آتی ہیں۔ عصمت دری کرتا ہے۔ اس ضمن میں مسمات سلمٰی کا خاص ذکر ہے۔ اس طرح اسے ناظر اعلیٰ

کی رپورٹ پر ہسپتال سے خارج کر دیا گیا تھا۔ ناظر اعلیٰ ذوالفقار علی خان نے لکھا تھا کہ ایسے آدمی کی موجودگی میں یہ سخت خطرہ تھا کہ ہماری بہو بیٹیاں ہسپتال میں علاج کرائیں۔ ایک اور الزام یہ تھا کہ آپ کاری کے انسپکٹر کو خبر دی تھی کہ حشمت اللہ کے پاس کوکین ہے۔

ملزم اسماعیل نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوپر والے الزامات اس کی طرف سے عائد کئے گئے ہیں۔ احسان علی مستغیث کے بیان کے مطابق یہ بیانات جھوٹے ہیں اور صرف احسان علی کو بدنام کرنے کی غرض سے بنائے گئے ہیں۔ ڈاکٹر احسان علی اپنے آپ کو ایک باعزت آدمی ظاہر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ باعزت لوگوں کے گھروں پر جاتا ہے اور ان الزامات سے اس کی شہرت اور عزت کو نقصان پہنچتا ہے۔ احسان علی اپنی طرف سے غلام محمد ہیڈ ماسٹر گرلز سکول قادیان اور قاضی محمد عبداللہ ٹیچر اور نذر حسین کے بیانات پیش کرتا ہے کہ اسے بڑی عزت اور شہرت حاصل ہے۔

دوسری طرف اسماعیل ملزم یہ کہتا ہے کہ اس نے یہ الزام صرف اپنی پوزیشن کو صاف کرنے کی غرض سے لگائے اور مقصد یہ تھا کہ وہ گواہ جنہوں نے اس کے خلاف الزام لگائے ہیں۔ کسی طرح بھی اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ یعنی اسماعیل کے یہ الزام صرف اپنے بچاؤ کی خاطر عائد کئے ہیں۔ اپنے الزامات کی تائید میں اس نے دس گواہ پیش کئے ہیں۔

۱...... ایک لڑکی سلمی بعمر ۲۲ سال نے بیان دیا کہ وہ نور ہسپتال قادیان میں بغرض علاج گئی تھی اور احسان علی نے اسے لیٹ جانے کو کہا اور پھر عصمت دری کی۔ لڑکی نے شور مچایا اور مرزا محمود قادیانی سے رپورٹ کی۔

۲...... زینب ایک اور نوجوان عورت تھی۔ اس نے بھی بیان دیا کہ احسان علی نے اس کی عصمت دری کی ہے۔

۳...... میاں غلام قادر قریشی نے بھی بیان دیا اور کہا کہ احسان علی ایک بداخلاق شخص ہے اور زینب اور سلمی کی اس نے اپنے روبرو عصمت دری کا مرتکب احسان کو بتایا۔

۴...... مسٹر ہر یونس لال کھنہ اور خاں خالق داد خاں بٹالہ کے مجسٹریٹ تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کبھی ہم سے قادیان کے متعلق بات نہیں کہی۔ جس میں کہ مرزا محمود قادیانی کی مخالفت کی گئی ہو۔

۵...... سید ولی اللہ شاہ صاحب سیکرٹری دعوت وتبلیغ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ...... شکایت کی تھی کہ احسان علی نے اس کی عصمت دری کی ہے۔ اس بات کی تفتیش کی گئی۔ لیکن جرم غلط ثابت ہوا۔

۶...... دہرت رام نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ڈاکٹر عبداللہ اور اسماعیل دونوں احسان علی کے خلاف باتیں کر رہے تھے۔ محمد یعقوب کمپونڈر نور ہسپتال نے ایک خط اسماعیل کو لکھا تھا۔ جس میں بیان کیا گیا تھا کہ احسان علی کا اخلاق برا ہے اور اس نے ایک عورت کے ساتھ برا سلوک کیا ہے۔

ایک ملزم جو اپنے بچاؤ کی خاطر دوسرے پر الزام عائد کرے وہ سزا سے نہیں بچ سکتا۔ یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ ملزم کا خیال ان الزامات کے عائد کرنے سے اپنے آپ کو بچانے کا تھا اور اس کا مقصد ضرور یہ تھا کہ احسان علی ایک نا قابل اعتبار شخص ہے اور اس کے اخلاق ٹھیک نہیں ہیں۔ بہر حال یہ الزام ثابت کرتے ہیں کہ اس کا اخلاق ٹھیک نہیں ہے۔ ایک اور بیان سے ظاہر ہے کہ احسان علی کا ایک نام سان ہے۔ جس کے معنی عورت کے پیچھے بھاگنے والے کے ہیں۔

میں محسوس کرتا ہوں کہ ملزم اسماعیل چونکہ احمدیہ جماعت سے خارج کر دیا گیا ہے اور مرزائی اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ اس لئے کئی احراری لوگ جو قادیان میں ہیں۔ اس کا ساتھ نہیں دیتے۔ بہر حال ملزم سے اس بات کی توقع نہیں کی جاتی کہ وہ اس حد تک ثبوت بہم پہنچائے۔ جہاں تک کہ احسان علی کو اس کی سزا مل سکے۔ ایک اور الزام چونکہ احسان علی پر عائد کیا گیا تھا۔ وہ بہر حال ثابت نہیں ہوتا۔ الزام یہ تھا کہ احسان علی جھوٹا اور مکار ہے۔ ان باتوں کا صحیح ثبوت نہیں ملتا۔ اس لئے میں سمجھ سکتا ہوں کہ ملزم اپنے ثبوت کے لئے کوئی ٹھوس ثبوت نہیں پیش کر سکا۔ ہو سکتا ہے کہ اسماعیل نے کسی خاص نقصان پہنچانے کی غرض سے یہ الزامات عائد نہ کئے ہوں۔ لیکن ملزم اس بات کا انکار نہیں کر سکتا کہ احسان علی کی عزت اور شہرت کو اس سے نقصان پہنچا ہے۔ اس وجہ سے ملزم زیر دفعہ نمبر ۵۰۰ مجرم ہے۔ میں ان تمام وجوہات کے پیش نظر پچاس روپے جرمانہ کرتا ہوں اور بصورت عدم ادائیگی تین ماہ قید با مشقت کی سزا دیتا ہوں۔ جرمانہ بصورت ادائیگی احسان علی کو بطور جرمانہ دیا جائے گا۔

ویشنو بھگوان ایڈیشنل مجسٹریٹ ۲۱ر ستمبر ۱۹۳۵ء

نوٹ: محمد اسماعیل صاحب کی طرف سے ریفارم لیگ نے ۵۱ روپے جرمانہ ادا کر دیئے تھے اور بعد ازاں معلوم ہوا ہے کہ محمد اسماعیل اپیل میں بالکل بری ہو گئے۔ محمد اسماعیل اب معافی مانگ کر ریفارم لیگ سے علیحدہ ہو چکے ہیں۔

خان کابلی

قادیان میں انقلاب عظیم

ہر احمدی کو اس امر کا اقرار ہے کہ تقویٰ وطہارت پیدا کرنے اور اخلاق فاضلہ کا سبق دینے کے لئے احمدیت کا ظہور ہوا۔ مسیح موعود نے اپنی ساری زندگی جماعت میں نیکی وتقویٰ پیدا

کرنے میں صرف فرمادی۔ مگر ہماری بدقسمتی سے خلافت ثانیہ کا عہد احمدیت کی بدنامی کا باعث ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاب جماعت کو مذہب سے ہٹا کر سیاست اور مادیت کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہی وجہ ہے کہ جماعت سے نیکی کا اصل جوہر مفقود ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاحب کی تمام تر توجہ جائداد پیدا کرنے اور امیر و کبیر ہستی بننے میں مرکوز ہے۔ رات دن بلڈنگیں بنوانے اور زمینیں خریدنے کی فکر ہو رہی ہے۔ تبلیغ احمدیت بطور نمائش رہ گئی ہے۔ آج خلیفہ صاحب کے نزدیک احمدیت نام ہے۔ مقدمہ بازی، ڈپلومیسی، حکمت عملی، چالبازی، دعوت وٹی پارٹی، حکام سے اعلیٰ تعلقات کا، اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ بہشتی مقبرہ اور تبلیغ کے نام پر موصول ہونے والا تمام روپیہ کہاں صرف ہو رہا ہے۔ کیا، روپیہ میں سے ایک آنہ بھی تبلیغ پر صرف ہوتا ہے؟

جناب خلیفہ قادیان کی ذات پر اعتراضات

عرصہ دراز سے خلیفہ صاحب کی ذات پر اس نوعیت کے اعتراضات ہو رہے ہیں کہ آپ کی زندگی منصب خلافت کے منافی ہے۔ یہ سلسلہ آپ کے عہدہ خلافت پر فائز ہونے سے قبل کا جاری ہے۔ چونکہ خلیفہ صاحب کو یہ حقائق بخوبی معلوم ہیں۔ اس لئے اپنے کاروبار کو محفوظ رکھنے اور بیرونی مریدوں کے اخلاص کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے حفظ ماتقدم کے طور پر احتیاطاً مختلف طریقے اختیار کئے۔ مثلاً:

۱...... احمدیہ جماعت لاہور کے خلاف اپنی جماعت میں انتہائی نفرت، بغض وکینہ پیدا کیا گیا۔ تاکہ سچے اعتراضات کو اس جماعت کا فعل کہہ کر پناہ حاصل کی جائے۔ درآنحالیکہ اس اعتراض کا جماعت لاہور سے کوئی دور کا بھی تعلق نہ ہو۔ (فی زمانہ اس حربہ میں یہ اضافہ ہو گیا ہے کہ سچے معترض کو احراری بتا کر جماعت کی توجہ ہٹائی جاتی ہے)

۲...... وقتاً فوقتاً جماعت میں یہ خیال پیدا کیا گیا کہ ہماری جماعت میں منافق پیدا ہو گئے ہیں۔ حتیٰ کہ خلیفہ صاحب نے یہ بھی کہا کہ رؤیا میں تمام منافقین جن کی تعداد ۵۰۰ ہے، کی شکلیں دکھائی گئی ہیں۔ تاکہ ہر معترض کو منافق بتا کر خلاصی حاصل کی جائے۔

۳...... اپنے اعتراضات پر اصرار کرنے والے کو جماعت سے خارج اور بائیکاٹ کر کے مریدوں کو قطع کلام کا حکم دے کر اسے جور وستم کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تاکہ نہ مرید اس سے کلام کریں اور نہ سچے اعتراضات سے متاثر ہوں۔

۴...... ہر سچے معترض کے خلاف چند وجوہات تراش کر یہ پراپیگنڈا کیا جاتا ہے کہ یہ اعتراضات بغض وکینہ کا نتیجہ ہیں۔

۵ ...... ہر مہاجر احمدی کو مفلس و قلاش بنانے کا پروگرام اختیار کیا گیا ہے۔ تا کہ حقیقت حال معلوم ہونے پر وہ اس قابل نہ رہیں کہ قادیان سے باہر جا کر زندگی کے دن پورے کر سکیں۔

۶ ...... قادیان کو ریاست کی شکل دی گئی۔ تمام مقامی پبلک کو مرعوب رکھنے کے لئے زدوکوب، مار پیٹ، قتل وغارت کی وارداتیں رونما کی گئیں۔ تا کہ معترض پر خلیفہ صاحب کی ہیبت کا سکہ بیٹھ جائے۔

۷ ...... معترضین کو بعض مقدمات میں مبتلا کر کے خاموش کرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

آہ! یہ طریق اس جماعت میں اختیار کئے گئے۔ جو نیکی و تقوے پیدا کرنے کے لئے پیدا کی گئی تھی۔ جو غیر احمدیوں کو اس لئے طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا کرتے تھے کہ وہ احمدیت کا لٹریچر پڑھنا گناہ سمجھتے ہیں۔ بعض مقامات پر احمدیوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ احمدیوں سے کلام کرنا نہیں چاہتے۔ ہم غیر احمدیوں کے اس طریق کو کمینگی، عدم رواداری، بے حوصلگی اور اوچھاپن، ایمانی کمزوری وغیرہ کے نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ مگر افسوس کہ آج خود ہمیں ان امراض میں مبتلا کیا جا رہا ہے۔

اعتراضات کا غیر متناہی سلسلہ

باوجود خلیفہ صاحب کی ان احتیاطی تدابیر کے وقتاً فوقتاً دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی جماعت کے حقیقی ہمدرد اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈال کر خلیفہ صاحب قادیان کی ذات پر اعتراضات کر کے خلیفہ صاحب سے یہ مطالبہ کرتے رہے کہ آپ اپنی زندگی کو خلافت کا اہل ثابت نہیں کر سکے۔ اس لئے آپ اس عہدہ سے دست بردار ہو جائیں اور جماعت کے حال پر رحم کھا کر اسے اپنی غلامی سے آزاد کر دیں۔ مگر انہیں دبانے کے لئے انتہائی تشدد اور دنیاوی وسائل سے کام لیا گیا۔ کسی کو لاہوری، کسی کو منافق کا خطاب دیا گیا۔ قتل جیسے قابل نفرین فعل سے اجتناب نہ کیا گیا۔ وہ بہشتی مقبرہ جو پاک و نیک انسانوں کی یادگار قائم رکھنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ وہاں قاتلوں کو جگہ ملنے لگی۔ قادیان میں حقیقت حال سے واقف اصحاب اس جور و تشدد سے سہم جاتے رہے اور وہ ہمیشہ اس غلطی میں مبتلا رہے کہ اپنے بعض بھائیوں کو ظلم و ستم کا نشانہ بنتے دیکھتے رہے۔ مگر خود ہمت نہ کی کہ تمام کے تمام یکدم بیعت سے علیحدہ ہو کر جماعت میں اصلاح کریں اور خلیفہ صاحب بھی ہمیشہ نہایت ہوشیاری سے اعتراضات کے زمانہ میں حقیقت حال سے واقف لوگوں پر عنایات کی بارش کرتے ہوئے ان کو خوش کر کے اپنا وقت نکالتے رہے۔ غرض کہ جماعت میں

مختلف اوقات میں ایسے مخلص حضرات پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے جماعت کی سچی خدمت کے خیال سے خلیفہ صاحب پر سچے اعتراضات کرکے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کیا۔ مگر بجائے کسی نیک طریقہ اختیار کرنے کے ان کی آواز کو ظلم وجور سے دبانے کی کوشش کی گئی اور دعویٰ یہ کیا جاتا رہا کہ خلیفہ صاحب مثیل عمرؓ ہیں۔ یعنی وہ عمرؓ ہیں جو برسر اجلاس اعتراض ہونے پر خطبہ دینے سے پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔

قدرت خداوندی کا ظہور

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی۔ اے اور جناب مولانا فخرالدین صاحب ملتانی کی بیعت سے علیحدگی۔

بالآخر گذشتہ مظلوموں کی گریہ وزاری کو اللہ جلّشانہ نے سنا۔ اس کی رحمت جوش میں آئی اور ان مقتدر حضرات کی بیعت سے علیحدگی ظہور پذیر ہوئی۔ جن پر منافقت کا الزام عائد کرنا ناممکن ہے۔ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ایک جید عالم، تبلیغ یورپ کے لئے خلیفہ صاحب کے ہمراہ رہے۔ مدرسہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر، امیر جماعت قادیان، پریزیڈنٹ لوکل جماعت، سمال ٹاؤن کمیٹی کے ممبر، غرضیکہ وہ ہستی جوان عہدوں پر فائز رہی جو عرصہ بیس سال سے جماعت کے بچوں کی تربیت کرنے کے نازک کام پر مامور رہے۔ ان پر آج خلیفہ صاحب منافقت کا الزام نہیں لگا سکتے۔ خصوصاً اس لئے کہ یکم/اپریل ۱۹۳۰ء کے ’’الفضل‘‘ میں خلیفہ صاحب کا وہ خطبہ درج ہے جس میں آپ کا ارشاد ہے کہ تمام منافقین بچوں، بوڑھوں، نوجوانوں اور عورتوں کی شکلیں انہیں رؤیا میں دکھائی گئی ہیں۔ اگر اس رؤیا میں محترم شیخ صاحب اور مولانا فخرالدین صاحب کی شکلیں دکھائیں گئی تھیں تو ان کو ہرگز ان عہدوں پر مامور نہ کیا جاتا۔ اسی مولانا فخرالدین صاحب کا اخلاص جماعت میں کسی تشریح کا محتاج نہیں۔

آج ان اصحاب کی علیحدگی سے خلیفہ صاحب کی تمام سابقہ احتیاطی تدابیر فیل ہوگئیں۔ البتہ اشتعال انگیزی کا سلسلہ جاری ہے۔ جور وتشدد کیا جارہا ہے۔ قانون شکنی کے لئے انگیخت ہورہی ہے۔ خلیفہ صاحب نے قادیان میں اپنے ملازمین کی جو مختلف ناموں سے انجمنیں بنارکھی ہیں۔ ان سے نفرت کے ریزولیوشن پاس کروائے جارہے ہیں۔ تاکہ ان کو دیکھ کر بیرونی جماعتیں بھی جو بیچاری حالات سے بے خبر ہیں ریزولیوشن پاس کر کے خلیفہ صاحب کی ڈھارس بندھائیں۔ مگر یہ حربہ بھی بے سود ثابت ہورہا ہے۔ کیونکہ اپنے ملازمین سے ریزولیوشنز منظور کرانا باالفاظ دیگر خود خلیفہ صاحب کی اپنی آواز ہے۔ لطف جب تھا کہ ملازموں سے ریزولیوشن پاس نہ

کرواتے اور بیرونی آواز کی انتظار کی جاتی۔ رہے قادیان کے احمدی، سوانہیں معلوم ہے کہ جان نثاروں کا حشر محمد امین مجاہد بخارا کا حشر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اشتعال انگیزی کا جواب یہ مل رہا ہے کہ اگر پھانسی چڑھنا سلسلہ کی عزت ہے تو اپنی اولاد مبارک احمد، منور احمد، ناصر احمد، (تیسری خلافت کے امیدوار) کو قتل وغارت کے لئے آمادہ کیجئے۔ تا کہ وہ پھانسی کے تختہ پر گورداسپور جیل میں شہادت کا مرتبہ حاصل کریں۔ یہ فخر صرف سادہ لوح یا کرایہ داروں کے حصہ میں ہی نہیں آیا۔

''میں مسیح موعود کی پیش گوئیوں کا مصداق ہوں۔ اگر مجھ پر اعتراض کرو گے تو مسیح موعود کی پیش گوئیوں کو جھٹلاؤ گے۔'' یہ وہ ڈھال ہے جو بھولے بھالے مریدوں کے سامنے اندھی تقلید کے جواز میں پیش کی جاتی ہے۔ حالانکہ:

۱...... حضرت مسیح موعود کی پیش گوئی کے الفاظ بتاتے ہیں کہ وہ لڑکا ابھی پیدا ہونا تھا اور پیش گوئی کے وقت مرزا محمود احمد صاحب پیدا ہو چکے تھے۔

۲...... اگر مسیح موعود کے نزدیک مرزا محمود احمد ہی آپ کی پیش گوئیوں کے مصداق تھے تو فرمائیے حضور کی زندگی میں جب خلیفہ صاحب پر الزام لگا تو کیوں ایک کمیشن بٹھایا گیا۔ یہی جواب کیوں نہ دیا گیا کہ میرا بیٹا ایسا نہیں ہوسکتا۔ وہ تو ہماری پیش گوئیوں کا مصداق ہے۔ کیا مسیح موعود نے یہ نہ فرمایا تھا کہ اگر محمود ایسا ہی ثابت ہو تو میں اسے عاق کر دوں گا۔ پس یہ ثابت ہے کہ کمیشن کا تقرر ہوسکتا ہے اور ہونا چاہئے۔

جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں مخلصانہ مشورہ

موجودہ حالات میں یہ ہے کہ اشتعال انگیزی کو چھوڑ یئے۔ کیونکہ یہ ۱۹۳۷ء ہے اور وہ ۱۹۳۰ء تھا۔ نقص امن اور قانون شکنی کی تمام تر ذمہ داری جو اشتعال انگیزی کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوگی آپ کی گردن پر ہوگی۔ مخلص اور ہمدرد بے سود ہے۔ کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ یہ مخلص اصحاب فی الواقعہ مخلص ہیں۔ جور وستم چھوڑ کر کوئی معقول طریق فیصلہ کو منظور کیجئے۔ اگر حیات وممات مسیح علیہ السلام یا مسئلہ ختم نبوت پر شرائط طے کر کے مخالفین سے مناظرے ہوسکتے ہیں تو آیئے۔ فیصلہ کن مناظرہ میں طے کیجئے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن آپ پر بیٹھ سکتا ہے یا نہیں۔

جناب خلیفہ صاحب! محمد امین مجاہد بخارا کی روح قادیان کے گرد چکر لگا رہی ہے۔ ذرا سوچیں کہ حضرت مولانا نور دین خلیفہ اوّل کے فرزند ارجمند میاں عبدالحئی مرحوم اور آپ کی دختر نیک اختر صاحب زادی امتہ الحئی صاحبہ کی روحیں اپ کو کیا نصیحت کر رہی ہیں؟ شیخ عبدالعزیز نو مسلم کی روح کیا پکار رہی ہے؟ لا پتہ شیخ فتح محمد منیجر احمدیہ اسٹور کیا آواز دے رہا ہے؟ قاضی محمد علی کا

بٹالوی مقتول کیا کہہ رہا ہے؟ اور خود محمد علی کیا چیخ رہا ہے اور بھی بے شمار ارواح آپ کو کیا آوازیں دے رہی ہیں؟ سوچیں! سوچیں! علیحدگی میں خوب سوچیں!!

آپ ٹھنڈے دل سے غور کرتے ہوئے جماعت کو ہلاکت سے بچائیں۔ خدا کی لاٹھی میں آواز نہیں ہوتی۔ ذرا خیال فرمائیے کہ غیر احمدیوں کی جماعت مجلس احرار کا قادیان میں درود آپ کے کن افعال و حرکات کا نتیجہ ہے اور کیا قادیان میں اس جماعت کا ورود عذاب خداوندی نہیں؟

اگر آپ کو نواب یا راجہ بننے کا شوق ہے تو خدارا اس کے لئے جماعت کو استعمال نہ کیجئے۔ بہتر یہی ہے کہ کوئی فیصلہ کن راہ اختیار کیجئے۔ یہ دھمکیاں، یہ مذہبی اشتعال انگیزی، یہ جور و تشدد اب کام نہ دے گا۔ جماعت کو دعا اور روزوں کی تلقین کا حربہ بھی اعتراضات سے توجہ ہٹانے کا ذریعہ نہیں ہو سکے گا۔ یہ ہتھیار بھی پرانا ہو چکا ہے۔ کیونکہ محمد علی کو چالیس روزے اور دعائیں بچا نہ سکی تھیں۔ خدارا غور کیجئے کہ آج جماعت کے تقدس کا وہ رعب کہاں ہے جو مسیح موعود کے وقت تھا۔

جماعت کے مخلصین سے اپیل

قادیان کے ان حضرات سے جو حالات سے واقف ہیں اور اعتراضات کی سچائی سے آگاہ ہیں۔ ہماری یہ اپیل ہے کہ خدا پر بھروسہ کرو۔ وہ رازق ہے جو سب کو دیتا ہے اور دے گا۔ جانوروں کو جنگل میں رزق پہنچانے والے اور غاروں میں رزق دینے والے خدا پر یقین پیدا کرو اور سچائی کی حمایت کرتے ہوئے آزاد تحقیقاتی کمیشن کا مطالبہ کریں۔

بیرونی احمدی اصحاب سے گذارش ہے کہ موجودہ حالات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ انہیں حالات کا علم نہیں۔ ان کا مبلغ علم ''الفضل'' ہے جو خلیفہ صاحب کی آواز ہے۔ آزاد تحقیقاتی کمیشن کے ذریعہ فیصلہ کی راہ پیدا کیجئے۔ تحقیقات تمام حقائق کو آشکارا کر دے گی۔ جناب خلیفہ صاحب سے مطالبہ کیجئے کہ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی تین چٹھیاں جن کو خواہ مخواہ گندی، گندی کہہ کر اصل واقعات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ شائع فرمائیں۔ تاکہ جماعت ان چٹھیوں کی معقولیت سے آگاہ ہو کر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ جائے۔

نوٹ: خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے شیخ مصری صاحب سے ایک سو دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جارہا ہے۔ مگر اس سے پیشتر خلیفہ صاحب فرما چکے ہیں کہ جماعت قادیان میں مجھے پانچ سو منافقین دکھائے گئے ہیں۔ مہربانی کر کے ان منافقین میں سے کم از کم ایک سو کے نام مشتہر کئے جائیں۔ اس کے بعد دہریوں کے ناموں کا مطالبہ کیا جائے۔

سیکرٹری انجمن انوار احمدیہ قادیان!

…

قاتلانہ حملہ

قادیان ۷/اگست تقریباً پانچ بجے منشی فخر الدین ملتانی اور حکیم عبد العزیز جبکہ پولیس چوکی میں ایک اطلاع دینے کے لئے جا رہے تھے۔ قاتلانہ حملہ ہو گیا۔ حملہ آور احمدی بیان کیا جاتا ہے اور گرفتار ہو گیا۔ ہر دو مجروحین گورداسپور ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ ذیل میں منشی فخر الدین صاحب ملتانی نے اخراج کے بعد جو پہلا بیان شائع کیا ہے اس کو درج کیا جاتا ہے۔

پر اسرار اخراج کی حقیقت

میرے اخراج کے اعلان میں یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ دو تین روز تک تفصیلی بیان شائع کیا جائے گا۔ اس لئے میں مطمئن تھا کہ تفصیلی بیان کے پڑھنے پر دوستوں کو میرے ان جرائم کا اندازہ ہو جائے گا۔ جن کی پاداش میں میرے جیسے تیس سالہ خادم سلسلہ و مہاجر کو ایسی سنگین سزا دی گئی ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے آج دو ہفتہ سے زیادہ گذر رہا ہے کہ کسی خاص مصلحت کے ماتحت تفصیلی بیان شائع نہیں کیا جا سکا۔ مگر اس وقفہ خاموشی میں میرے متعلق طرح طرح کے جھوٹے اور مکروہ پروپیگنڈے کر کے میرے خلاف خواہ مخواہ منافرت اور حقارت عامہ پھیلائی جا رہی ہے کہ گویا میں چھپا ہوا احراری یا پیغامی یا بابی وغیرہ تھا۔ یا اب ہوں۔ یا ان سے کسی طرح کی سازش ہے۔ العیاذ باللہ!

پھر اسی سزا کے دوران میں جب کہ ۲۴ گھنٹہ میرے گھر کی چاروں طرف سے ناکہ بندی کی ہوئی ہے اور میری ہر حرکت و سکون پر کڑی نگرانی ہے۔ میرے گھر سفید پوش آدمی آتے ہیں اور میرے گھر کی تاکی توڑی گئی۔ بد قسمتی سے وہ سفید پوش سودیشی چور ہاتھ سے نکل گیا۔ مگر اس کے متعلق یہ مشہور کیا جا رہا ہے کہ گویا ہم نے خود تاکی توڑ کر شور ڈال دیا۔ ان دونوں امور کے متعلق مکروہ پروپیگنڈا کرنے والے احمدی دوستوں کو مسیح موعود کے اصول و معیار صداقت کے ماتحت چیلنج کرتا ہوں کہ ان میں سے ایک یا دو یا سب اپنے اپنے اہل و عیال لے کر میرے مقابل میدان میں نکلیں۔ میں بھی اپنے اہل و عیال لا کر اور اپنے شیر خوار بچہ کو گود میں لے کر خدا کے حضور میں تریاق القلوب کی قسم کھاتا ہوں اور وہ بھی قسم کھاویں۔ میں اپنے بیان کی تصدیق میں اور وہ اپنے بیان کی تصدیق میں۔ پھر اس کے نتیجہ کے لئے خدائی فیصلہ کا انتظار کریں۔ اس فیصلہ کن طریق سے جو حضرت مسیح موعود کا بیان فرمودہ ہے کسی احمدی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا۔ میرا یہ بیان ہے کہ میں تادم تحریر ہذا نہ احراریوں اور نہ پیغامیوں سے ملا اور نہ احراریوں سے بذریعہ تقریر و تحریر کسی قسم کی سازش کی۔ حالانکہ بعد اخراج مجھے ان سے ملنے میں کوئی روک نہ تھی۔ اس طرح تاکی توڑنے والے سودیشی سفید پوش آدمی، میں نے اور میرے لڑکے نے اپنی آنکھوں سے صرف دو تین فٹ

کے فاصلہ پر سے دیکھے۔ یعنی کھڑکی کے آر پار کا فاصلہ تھا اور ہم نے نہیں توڑی یا تڑوائی۔ اگر میں اس بیان میں جھوٹا ہوں تو یا اللہ العالمین مجھے ایک سال کے اندر اندر جھوٹوں کی سزا دے۔ اسی طرح مدمقابل بھی دعا کرے اور ہم سب مل کر آمین کہیں اور اگر اس طریق فیصلہ پر آنے کے لئے کوئی تیار نہ ہو تو پھر دوستو! ایسے مکروہ پروپیگنڈے سے اپنے ایمانوں کو خارج مت کرو۔ کیونکہ اس طریق سے ممکن ہے کہ انسان کو چندروز کے لئے خوش کرلو۔ مگر خدا ناراض ہوگا۔

میرے اخراج کے اعلان میں سزا صرف یہ ظاہر کی گئی تھی کہ کلام سلام پیام فخرالدین سے بند۔ مگر اس کی سزا کی جو عملاً تشریح کی جارہی ہے وہ یہ ہے کہ:

۱...... میری اہلیہ اور میرے بچوں کا بھی بائیکاٹ کیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ وہ میرے بچے ہیں۔

۲...... میرے شیرخوار اور بیمار بچے کا دودھ بند کرادیا گیا ہے۔ اس جرم میں کہ میرا بچہ ہے۔

۳...... میری معذور بیوی کو نہلانے والی عورت کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۴...... میرے نہایت ہی عزیزوں، پیاروں کو میرے گھر آنے سے روک دیا گیا ہے۔

۵...... میرے مکانوں کے کرایہ داروں کو مجبور کر کے مکان خالی کرادیا گیا ہے۔

۶...... میری دوکان پر سے شمس الدین معذور کو محض اس لئے اٹھادیا گیا ہے کہ ان کے خیال میں وہ میری دوکان کی نگرانی کرتا تھا۔

۷...... میرے مکان کے اردگرد ۲۴ گھنٹہ بیسیوں آدمیوں اور لڑکوں کا پہرہ رکھ کر میرے اہل وعیال کو اور مجھے بے جا تخویف اور ہیبت کا تختۂ مشق بنایا گیا ہے۔

۸...... احمدی دوکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینے سے روکا گیا ہے۔

۹...... میرے کاروبار کو مطلقاً بند کر کے مجھے اور میرے اہل وعیال کو نان شبینہ کا محتاج اور مفلوک الحال بنانے کی اسکیم بنائی گئی ہے۔

۱۰...... میرے مکان کی ناکہ بندی کرنے سے ۱۳، ۱۴ کی درمیانی شب میرے گھر میں سفید پوش سودیشی چوروں نے گھس کر میرے جان ومال پر حملہ کرنا چاہا۔ مگر تاکی توڑنے میں وہ یہ دیکھ کر کہ ہم ہوشیار ہیں بھاگ گئے۔ مگر اس دن سے ہم سب رات بھر بے چین اور خوف زدہ اپنے کوٹھے پر جاگتے رہتے ہیں اور ہمارے سب دوست ہمسایہ وغیر ہمسایہ اس وقت آرام کی میٹھی نیند سوتے ہیں۔ تیرہ برس سے میرا مکان آباد ہے۔ مگر اب ان کی ناکہ بندی میں یہ فعل کیا گیا۔

۱۱...... میرے مکان کی بیرونی کھڑکیوں کے سامنے ۲۴ گھنٹہ ایسی قسم کے لڑکوں کو بٹھایا جاتا ہے۔ جن میں سے بعض لڑکے رات کو ہمارے احتیاطی ٹارچ روشن کرنے پر سامنے الف ننگے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس وقت میری اہلیہ اور لڑکی بھی سامنے کھڑی ہوتی ہے۔

۱۲...... میرے متعلق منافرت، احراریت، پیغامیت اور بابیت، مکروہ اور جھوٹا پروپیگنڈہ کر کے عوام کو مشتعل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ میں خدا کے فضل سے احمدی تھا۔ احمدی ہوں، اور انشاء اللہ احمدی مروں گا۔ خواہ مجھے اس سے بھی زیادہ تکلیفیں اور دکھ کیوں نہ پہنچائے جائیں۔ احمدیت میری خوراک، احمدیت میری پوشاک، میرا اوڑھنا اور بچھونا، احمدیت، اور انشاء اللہ احمدیت ہی میرا کفن بنے گی۔ احمدیت خدا کے فضل سے میرے رگ وریشہ اور روح وجسم میں جزو لاینفک بن چکی ہے۔ یہ جوہر میں نے براہ راست مسیح موعود کے ہاتھوں سے پایا ہے۔

۱۳...... میرے معصوم بچوں کو اسکول میں تعلیم دینے سے انکار کر کے نکال دیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ میرے بچے ہیں۔

۱۴...... چھوٹے چھوٹے بچوں اور عوام کو ہمارے اوپر پہرہ دار مقرر کر کے ہمیں انتہائی طور پر بے عزت اور حقیر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۱۵...... اعلان میں بے جا اتہام کا لفظ لکھ کر اور تفصیلی بیان باوجود وعدہ کرنے کے اب تک شائع نہ کر کے لوگوں کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی گئی ہے کہ واقعی سنگین جرم کا ارتکاب ہوا ہے۔ حالانکہ دراصل نہایت معمولی بات ہے۔ اس میں ایمانیات یا اتہام کا کوئی دخل نہیں۔ یعنی اخویم ڈاکٹر فضل الدین صاحب آف کپالہ کے گھر کی چوری کے واقعہ کے متعلق چنانچہ ایک ذاتی شکوے تھے۔ جن کو بہ نیت صفائی قلب صاف صاف بیان کر دیا گیا۔ مگر اس صاف بیانی کو اتہام سے موسوم کر لیا گیا ہے اور اسے اتنی بڑی وسعت اور اہمیت دی گئی ہے۔

۱۶...... ہمارے کہیں ادھر ادھر آنے جانے پر سایہ کی طرح آدمی اور لڑکے لگا رکھے ہیں۔

۱۷...... سلام، کلام، پیام، بذریعہ تحریر وتقریر بند کر کے میرے ڈیفنس اور اصل حالات اور معاملہ کو جماعت کے لوگوں سے مخفی رکھا گیا ہے اور اپنے یکطرفہ بیانات پر یقین کر لینے کے لئے جماعت کو مجبور کیا گیا ہے۔

اب دوست اور وہ دوست جو کبھی احمدیت کی وجہ سے غیر احمدیوں کے بائیکاٹ کے تختہ مشق رہ چکے ہیں۔ اندازہ لگائیں کہ آیا اس بائیکاٹ اور اس بائیکاٹ میں کوئی فرق ہے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو دوستو! فکر کرو کہ ان زیادتیوں کی وجہ سے جلد کوئی عذاب آنے والا نہ ہو۔ اگر مجھے صفائی سے یہ کہہ دیا جائے کہ ان حرکات سے ہمارا منشاء یہ ہے کہ تم قادیان سے نکل جاؤ تو خدا کی قسم ایک لحظہ بھی نہ ٹھہروں گا۔ چابیاں یہاں کے ذمہ دار کے سپرد کر کے فوراً چلا جاؤں گا۔

اس اعلان اخراج کے بعد میں نے حضرت اقدس کے فرمان کے ماتحت کہ: ”سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔“ ایک خواب کی بناء پر سچے دل سے معافی بھی مانگی ہے۔ جس کا جواب تا حال خاموشی ہے۔

پیارے دوستو! قادیان کے ہو یا باہر کے۔ آپ لوگ جانتے ہو کہ میں نے آج تک کبھی کسی سے برائی نہیں کی۔ جہاں تک ہو سکا خدمت کی، نیکی کی اور وفا کی، دغا نہیں کی۔ بہ نیت ثواب اور خوشنودی خدا، احسان اور مروت کی، کیوں؟ محض اپنے پیارے مسیح کی تعلیم کے طفیل۔ انہی کے ماتحت۔ اب بھی ان تمام زیادتیوں کو برداشت کر رہا ہوں۔ تو بھی محض اپنے پیارے مسیح موعود کی خاطر۔ اس قادیان اور قادیان کے رہنے والوں کی عظمت اور محبت میں۔ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ مندرجہ بالا زیادتیوں میں سے ہر ایک کا جواب زبردست سے زبردست ہو سکتا ہے۔ عملی بھی اور علمی بھی۔ مگر میں ابھی تک ان کے جواب کے لئے ہرگز تیار نہیں۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہ بدنما ہولی فوراً ختم کر دی جائے اور سلسلہ احمدیہ کی من پسندی اور سلامت روی والی روایت کی عزت وعظمت برقرار رکھی جاوے۔ غیر لوگ یہ حالت دیکھ کر اور سن کر سلسلہ حمدیہ کی نیک نام روایت کو افسانہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ پس سزا کو سزا کے الفاظ تک محدود رکھو۔ ان اللّٰہ لا یحب المعتدین ! خدا سے ڈرو، ذاتی جوش اور کدورتوں اور انتقامی جذبہ سے بچو۔ ورنہ خدا کی پکڑ بہت سخت ہے ۔

مراد ما نصیحت بودہ کردیم

میں سمجھ لوں گا کہ دوسرے احمدیوں کو ابتدائے احمدیت میں بیگانوں کے جور و مظالم کا تختہ مشق بننا پڑا اور مجھے انتہائے احمدیت میں اپنوں کے جور و ستم کا شکار بننا پڑا۔

پس اے خدائے علیم وخبیر جو دلوں کے مخفی بھیدوں کو جاننے والا ہے۔ تو خوب جانتا ہے کہ میں دل ویقین سے اپنی طرف سے مخلص احمدی ہوں۔ گو میں بہت سی عصیان، وکفران اور نسیان کا مجموعہ ہوں۔ مگر میری محبت اور سچی محبت حضرت مسیح موعود سے اور حضرت مسیح موعود کے

طفیل اور واسطہ سے ان کے خاندان کے افراد سے ہے اور ان کی ہر جائز خدمت کا شوق اور تڑپ ہے اور احمدیت کے لئے تیرے ہی فضل سے میرے اندر خاص جوش اور عزت بخشی گئی ہے اور یہ اسی کی برکت ہے کہ ہر صورت میں صاف گوئی اور راست گفتاری کو مقدم رکھتا ہوں۔ خواہ دوسرا کتنا ہی برہم کیوں نہ ہو۔ اس راست گفتاری کے باعث میرا خواہ کتنا سے کتنا عزیز اور بزرگ ناراض اور کبیدہ خاطر کیوں نہ ہو۔ میرا دل ہرگز جنبش نہیں کرتا۔ پس اے میرے محافظ حقیقی خدا تو نے محض اپنے فضل سے اس عاصی پر معاصی بندے کو ابتداء میں بیگانوں کے فتنہ وشر سے محفوظ رکھ کر دارالامن میں پناہ دی تھی۔ اس طرح بھی ان بیگانوں کی تازہ کرم فرمائیوں سے جن کا مختصر سا خاکہ اوپر دے چکا ہوں۔ محفوظ و مامون رکھ کر دارالامن میں پرسکینت سکونت عطا فرمایا۔ میرے چھوٹے چھوٹے معصوم بچے اور میری معذور بیوی تن تنہا محض تجھ اکیلے ہی کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ہمارے اوپر زمین تنگ کی جا رہی ہے۔ لاہور، امرتسر یا دوسرا شہر نہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے دروازے پر پناہ گزینی کی درخواست دی جائے۔ قادیان ہے جہاں صرف تیری آسمانی گورنمنٹ ہی ہم عاجزوں کی حفاظت کر سکتی ہے۔ جیسا کہ مندرجہ بالا خاکہ مصائب سے ظاہر ہے۔ جماعت سے اخراج گویا انسانیت سے ہی اخراج ہے۔ عام انسانیت کا سلوک بھی ہم عاجزوں اور بے کسوں سے روا نہیں رکھا جا سکتا۔ انسانیت چھوڑ حیوانیت کے دائرے سے بھی نکالا جا رہا ہے۔ بھلا شیر خوار بچے کے لئے دودھ دینے سے روک دینا طوفان، آندھی سے ایک دیوار گر گئی۔ اس کے بنانے کے لئے راج کو منع کر دینا کس مذہب اور کس سوسائٹی میں جائز ہے یا کس قانون و آئین میں سزا کی قسم ہے۔

اس حالت پر تین ہفتے گذرنے کو ہیں اور معلوم نہیں کہ عرصہ مصائب کتنا لمبا اور وسیع ہوگا۔ دارالامن والامان میں یہ حالت کہ پرندوں کے بسیرے کے لئے درخت موجود، جنگل کے پرندوں کے لئے بھٹ موجود، مگر ابن آدم اور اس کے معصوم اور ننھے ننھے بیمار معذور بچوں کے لئے یہ بدامنی کہ نہ رات چین سے گذرتی ہے اور نہ دن کو قرار ملتا ہے۔ ڈنڈا فوج کے ہر وقت کا بظاہر میری بیوی اور بچوں کے دلوں پر عجب حیرت طاری کر رہا ہے۔ اس جرم کی پاداش میں کہ میں نے چند ایک شکوے پیش کئے۔ جن کو ناواجب اتہام سے موسوم کر کے تمام احمدی جماعت کو میرے خلاف ابھارا گیا ہے۔

کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ قادیان جیسے مقدس خطہ میں جو ایک صلح و آشتی اور

سلامتی کے شہزادہ کا تخت گاہ ہے۔ جہاں سے روحانی علوم کے چشمے پھوٹ پڑے ہیں۔ جہاں سے تمام دنیا کو سلامتی پہنچانے کا پیغام جاری ہوا ہے۔ وہاں ایسے پر جفا ستم زا کارروائیاں۔ پھر اس پر روا رکھی جا رہی ہیں۔ جو وفادار اور خدمت گذار احمدی ہے۔ اس کے اوپر یہ ظلم و ستم، الٰہی تیری پناہ!

جماعت میری آرزو سے متفق ہو یا نہ ہو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ کیونکہ میں احمدی ہوں۔ محض اپنی نجات کے لئے میرے خدا تیری رضا جوئی کے لئے۔ میں یہ بیان اس لئے نہیں شائع کر رہا کہ جماعت کے لوگ مجھ پر خوش ہو جائیں یا میرا رزق نہ روکیں۔ رازق ذی القوۃ المتین تجھ وحدہ لاشریک لہ کو سمجھتا ہوں۔ یہ مصائب اور ابتلا آنی ہیں۔ مجھے یہ تسکین قلب حاصل ہے کہ میں حق پر ہوں اور حق پر ہی مرنے کا آرزومند ہوں۔ میں نے ایمانی جرأت سے کام لے کر جو جو شکوے میرے دل میں تھے صاف صاف عرض کر دیئے تھے۔ اب اگر اس صاف گوئی کا کوئی بزرگ یا خودرو پسند نہیں کرتا تو پرواہ نہیں۔ تو میرا خدا میرا والی میرا رب اس کو ضرور پسند کرتا ہے۔ مسیح موعود کی غلامی سے میں نے یہی ایک جوہر پایا۔ کیا میں اسے ضائع کر کے خسر الدنیا والآخرۃ کا مصداق ہوں۔ العیاذ باللہ!

اے میرے خدا تو جانتا ہے کہ میں منافق نہیں۔ میرے سر پر کوئی تلوار لئے نہیں کھڑا کہ میں جھوٹ بول کر اپنے تئیں احمدی ظاہر کروں۔ لیکن میں در پردہ غیروں سے ملا ہوا ہوں۔ کیونکہ تیرے پاک کلام میں منافق کی یہی جامع و مانع تعریف ہے کہ: ”واذ القوا الذین اٰمنوا قالوا اٰمنا واذا خلوا الیٰ شیا طینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزؤن “ کہ جب مومنوں کو ملتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں اور جب غیروں کے پاس جاتے ہیں تو انہیں کہتے ہیں کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ مگر اب تو منافقت کی تعریف کو اس قدر وسعت دی گئی ہے کہ بات بات پر اور معمولی سے معمولی ذاتیات پر اچھے بھلے مؤمن کو منافق کہہ کر ادنیٰ اور اعلیٰ کی نظروں سے گرانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تو ہی ہمیں اس اندر کے پیدا شدہ فتنہ سے ہر طرح محفوظ رکھ۔ میرے خدا تو جانتا ہے کہ اس وقت بھی محض ذاتیات کی بناء پر مجھ پر اور میرے اہل و عیال پر ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور مصیبت کو ڈالا جا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر سختی اور کیا ہوگی کہ ناراضگی مجھ پر ہے۔ مگر دودھ میرے شیر خوار بچہ کا بند کر دیا گیا۔ بھلا اس معصوم بچہ نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ اس کا ایک بازو ٹوٹا ہوا ہے۔ اس کی معذور ماں کے پستانوں میں اس کی قسمت کا دودھ نہیں ہے۔ اس کا اگر قصور ہے تو صرف یہ کہ وہ مجھ بدنصیب انسان کا بیٹا کہلاتا ہے۔ اس جرم کی

پاداش میں یہ حکم نافذ فرمایا گیا کہ ان کو دودھ دینا بند کردو۔ کیونکہ یہ ہمارے فلاں مجرم کا لخت جگر ہے۔ حضرت عثمانؓ پر بھی جب باغیوں نے پانی بند کردیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہ نے فرمایا کہ یہ فعل نہ کافروں کا ہے اور نہ مومنوں کا۔ مگر یہاں شیر خوار بچہ کا مدار زندگی بند کردیا جاتا ہے۔ پھر مومن کے مومن۔ مگر وہ شیر خوار بچہ منافق زادہ۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

میرے پیارے خدا تو جانتا ہے کہ میں نے وطن چھوڑا محض حق کی خاطر۔ عزیز و اقارب سے منہ موڑا محض حق کی خاطر۔ قادیان میں کنبہ چھوڑا محض حق کی خاطر۔ پچھلے رشتہ ناطوں کو توڑا محض حق کی خاطر۔ تو اب قادیان میں حق کی خاطر رہ کر پھر اگر ہمارا جذبہ ایمانی اور طاقت روحانی اس قدر گر چکے ہیں کہ حق گوئی کے لئے محض ہم اس لئے جرأت نہیں کرتے کہ کہیں ہمارے دنیوی اغراض ضائع ہوں گی یا سوشل تعلقات میں فرق پڑے گا۔ یا بائیکاٹ اور اخراج کا بھوت سر پر سوار ہو جائے گا۔ تو بس پھر ہماری ایمانی ترقی معلوم شد، صحابہ کرام سے ہماری روحانی کیفیت نہیں بڑھ سکتی۔ وہ ہمارے لئے نظیر ہے۔ حق کی خاطر نہ فساد و فتنہ کی خاطر۔ اگر ان تکالیف کے لئے موتوا قبل ان تموتوا پر عمل کر کے طبیعت کو تیار کر لیا جاوے تو پھر بس کوئی ڈر نہیں۔

پس اے خدا تو ہماری بے بسی اور بے یاری و مددگاری کو خوب جانتا ہے۔ تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ ”رب کل شئ ...... رب واحفظنی وانصرنی وارحمنی “ایک مجبور مقہور خاکسار فخر الدین ملتانی قادیان۔

بجواب الفضل

میرے معافی نامہ کی اہمیت

اولاً میں الفضل کا تہ دل سے مشکور ہوں۔ جس نے خواہ اپنے اغراض کی تکمیل کے لئے ہی سہی مگر میرے اوپر احسان کر کے میرے اس معافی نامہ کو من وعن شائع کر کے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔ جو میں نے اپنے ایک خواب کے مفہوم کو بھی مسیح موعود کے فرمان ”سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔“ کے ماتحت اور مطابق کر کے صحیح اور حقیقی رنگ میں بلا خوف لومۃ لائم اور نہایت ایمانی جرأت سے لکھا۔ اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خواہ ان واقعات پیش آمدہ کے نتائج کیسے ہی بد سے بد کیوں نہ نکلیں۔ مگر مجھے ہمیشہ کے لئے یہ بجا فخر حاصل ہو گیا ہے کہ حضرت اقدس کے اس قول کی جو ۱۹۰۲ء میں کشتی نوح کے ذریعہ ہم تک پہنچا۔ آج ۱۹۳۷ء میں پورے

۳۵ سال کے بعد اس قدر عمدگی اور وضاحت اور خوبی سے اس پر عمل کرنے کی توفیق محض اور محض خاکسار جیسے سیہ کار کو ملی۔ آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے یہ ایک سبق ہے کہ حضرت اقدس کے اس فرمان ’’سچے ہو کر جھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔‘‘ کی لفظ بہ لفظ اور حرف بحرف صداقت سے تعمیل کس طرح ہو سکتی ہے۔ میں سچے دل سے عرض کرتا ہوں کہ اس معافی نامہ کے الفاظ کی بندش اور ترکیب ایک طرح القائے خداوندی تھی اور عجیب بات یہ ہے کہ میرے مخدوم ومکرم حضرت حافظ صاحب مرحوم آف منصوری کی اہلیہ محترمہ کے خواب میں یہ اشارہ ہے کہ تین دن کے اندر اندر معافی مانگ لوں اور یہ خواب مجھے ۲۰؍جون یعنی اعلان اخراج سے بارہ تیرہ روز بعد پہنچایا جاتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ اس خواب کی تعمیل قبل از اطلاع خواب اخراج کے تین ہی روز کے اندر اس معافی نامہ کے ذریعہ کرادی۔ میرا معافی نامہ ۱۰؍جون ۱۹۳۷ء کا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے اس فضل واحسان پر میں جس قدر بھی سجدات شکر بجالاؤں کم ہیں۔ ایک طرف اپنے پیارے مسیح موعود کے قول کی تعمیل بدرجہ احسن اتم کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ دوسری طرف اس خواب کے اشارہ کی تعمیل بھی عین وقت معین کے اندر کرائی۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

مگر اس کے بالمقابل اسی کشتی نوح کے اندر حضرت مسیح موعود کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصوروار کے گناہ بخشے اور کینہ پرور آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

اب جو شخص حضرت اقدس کے اس فرمان کی تعمیل نہیں کرتا وہ اس عدم تعمیل کے نتائج کا آپ ہی ذمہ وار ہے۔ ’’انی بری مما تعملون ‘‘ میں نے اپنی آنکھوں سے مسیح موعود کو دیکھا ہے کہ سخت سے سخت قصورواروں کو نہایت ادنیٰ بلکہ بناوٹی عذرداری اور لجاجت پر ہی نہایت فراخ دلی سے معاف فرمادیا کرتے تھے۔

پس اس صورت میں میرے خواب یا معافی نامہ یا کسی اور ہمدرد کے خواب کا حوالہ دے کر ان پر جفا واقعات پر پردہ ڈالنا یقیناً یقیناً تقویٰ کی راہ نہیں ہے۔ بھلا الفضل کے پندرہ سولہ کالم یونہی ادھر ادھر کی ملاقاتوں اور خوابوں وغیرہ کے ذکر اذکار میں سیاہ کردینا اور اصل واقعات سے تجاہل عارفانہ کے رنگ میں گذر جانا یہ کہاں کا تقویٰ اور دیانت ہے۔ کیا مسیح موعود نے ہمیں اسی قسم کے تقوے کی تعلیم دی ہے؟

ایڈیٹر صاحب الفضل یا اور کوئی مستور مضمون نگار زندہ خدا اور جبار قہار اور علیم خبیر خدا

کی ہستی پر ایمان لا کر ذرا اس پر ٹھنڈے دل سے سوچے اور غور کرے کہ کیا اس قسم کے ڈپلومیٹک مضامین سے اصلیت چھپ سکتی ہے۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

میں نے جفا کاریوں میں سے بطور نمونہ سولہ سترہ واقعات پیش کئے تھے۔ دیانت اور امانت کا تقاضا تھا کہ ان میں ایک ایک کا انکار کیا جاتا۔ یا اقرار یا جھوٹی سچی تاویل۔ پھر جن دو امور کے متعلق میں نے بددعا کے لئے عرض کیا تھا اس چیلنج کی منظوری کا اعلان کیا جاتا۔ بجائے میرے چیلنج کو منظور کرنے کے اپنی طرف سے ایک تیسرا چیلنج کر دیا کہ شیر خوار بچہ کا دودھ بند نہیں کیا گیا۔ ’’لعنت اللہ علی الکاذبین ‘‘اس کے متعلق ایک بے تعلق دوکاندار جس سے عرصہ تین چار سال سے شیر خرید کیا۔ اپنے گھر کے دودھ کی باندھ بھی بند تھے۔ اس کی بے سروپا شہادت بنا کر پیش کر دی کہ میری دوکان سے شیر خوار بچہ کا دودھ بند نہیں کیا گیا۔ میں نے کب لکھا تھا۔ محمد یوسف دوکاندار کی دوکان سے شیر خوار بچہ کا دودھ بند کیا گیا۔ یہ بھول بھلیاں احمدیہ جماعت کے سرکاری آرگن الفضل کو زیب دیتی ہیں۔ مجھے تو خود ہی اندر ہی اندر شرم محسوس ہو رہی ہے کہ غیر کیا کہتے ہوں گے اور اس بے چارے ان پڑھے محمد یوسف شیر فروش پر رحم آ رہا ہے کہ اناپ شناپ لکھ کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ اس نے ایمان بالغیب لا کر اور کار ثواب سمجھ کر اوپر جو کچھ نشان انگوٹھا یا شائد دستخط کر دیئے ہوں گے۔ ورنہ مختصراً حقیقت یہ ہے کہ ۷؍جون کو میرا بائیکاٹ ہوا۔ اس شام ہم نے جو کچھ بھی روکھا سوکھا ہو سکا۔ بچوں کا پیٹ بھر کر رات کو تھپک کر سلا دیا۔

۸؍جون کی صبح میں نے ایک عریضہ ناظر صاحب امور عامہ کی خدمت میں بھیجا کہ رات تو خدا خدا کر کے کاٹ لی ہے۔ اب پھر دن نکلا ہے۔ اگر اس مقاطعہ میں احمدی دوکانداروں کو مجھے ضروریات زندگی دینا جائز ہے تو آپ اس اعلان میں اس اجازت کا اضافہ کر دیں۔ تا کہ وہ مجھے ضروریات زندگی دے دیا کریں۔ اس کا جواب ناظر صاحب امور عامہ نے بعد استصواب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ یہ دیا کہ احمدی دوکانداروں کو خرید وفروخت کی اجازت بوجہ اس کے تعلقات کی نگرانی ناممکن ہو جاتی ہے۔ نہیں دی جا سکتی۔ اب ناظر صاحب امور عامہ کے اس واضح حکم نامہ کی رو سے اگر کوئی مجھے یا میرے بچہ کو کچھ دیتا ہے تو گویا حکم عدولی کا مرتکب ہوتا ہے۔ مگر اس کے بعد کے حالات بد سے بدتر ہوتے گئے۔ خصوصاً میرے معافی نامہ کے بعد بجائے نرمی اور زیادہ جارحانہ اقدامات شروع ہو گئے اور جہاں سے میرے شیر خوار بچہ کا دودھ بطور مستقل

باندھ کے آتا تھا۔ ان کو سخت مجبور کر کے روک دیا گیا۔ پہلے وہ باوجود میرے اخراج کے اور اشاروں کنایوں کے امتناعات کے میرے معصوم بچے پر رحم کھا کر دودھ دیتے رہے۔ مگر ۱۳؍جون کو جب کہ اگلی شب میرے مکان میں سودیشی سفید پوش چور آئے۔ یکدم دودھ بند کر دیا گیا۔ پھر ہم دو روز تک بڑی مشکل سے ادھر ادھر بندوبست کرتے رہے۔ آخر ۱۵؍جون کو دوسرے گاؤں سے دودھ کا بندوبست کیا گیا۔ اب پبلک خود اندازہ لگا لے کہ ناظر صاحب امور عامہ کا اصل حکم جس کی اندرونی سرکلروں کے ذریعہ تعمیل کرائی جاتی ہے۔ تو مندرجہ ذیل احمدی دوکانداروں کو خرید وفروخت کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ مگر الفضل کے مؤقر مضمون نگار کے معلومات دفتری کی رو سے یہ ہے کہ جو چیز آسانی سے غیر احمدی یا اور ہندو دوکانداروں سے مل سکتی ہیں۔ احمدی دوکاندار نہ دیں۔ لیکن باقی چیزیں ضرور دے دیں۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

اس بعد المشرقین فرق اور اختلاف کی مطابقت کر کے دکھانا کارے دارد والا معاملہ ہے۔ ہائے میں کس قدر بدبخت اور بدقسمت واقعہ ہوا ہوں کہ میری وجہ سے مؤقر الفضل یا اس کا مستور مضمون نگار ایسے راہ پر چلنے کے لئے مجبور ہوا ہے جو تقویٰ اور دیانت سے کوسوں دور ہے۔ کہاں تو یہ کہ اجازت نہیں دی جاسکتی اور کہاں یہ کہ باقی چیزیں ضرور دے دیں۔ یہ ہر دو فقرے معمولی ابجد خواں کے سامنے ہی رکھ کر دیکھ لے کہ وہ کیا نتیجہ نکالتا ہے۔ یہی تو میں نے اپنے پہلے پوسٹر میں رونا رویا تھا کہ اعلان اخراج میں تو صرف کلام، سلام، پیام، بند ظاہر کیا گیا ہے۔ مگر عملاً اس کی یہ تعمیل کی جارہی ہے کہ ہر ممکن سے ممکن تکلیف اور ایذا رسانی جو ایک شخص کی موت کا موجب ہوسکتی ہے دی جارہی ہے اور جہاں تک کہ روحانی اختیارات میں ممکن ہے ہمیں نیست ونابود کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ نہ معلوم مضمون نگار الفضل نے کس طرح یہ لکھ دینے کی جرأت کی کہ مفروضہ مظالم کی بے بنیاد داستان۔ سچ ہے کہ ہماری جان گئی اور آپ کی ادا ٹھہری۔ ابھی تو روحانی حکومت ہے اور گورنمنٹ برطانیہ کی جسمانی حکومت کا برائے نام دور کا سایہ ہے۔ ورنہ اگر خدانخواستہ جسمانی اختیارات بھی کلی طور پر حاصل ہوتے تو پھر خدا جانے کیا کیا ہوتا۔ مؤقر مضمون نگار نے پبلک کی توجہ اصل حقیقت سے پھیرنے کی خاطر میری ایک ملاقات کے طول طویل ذکر فرمایا ہے جو بالکل سوال از آسمان اور جواب از ریسمان کا مصداق ہے۔ میں احتجاج کر رہا ہوں کہ مجھ پر فلاں فلاں زیادتی کی جارہی ہے۔ برائے خدا رحم کی نظر فرمائیے۔ مگر وہاں ؎

من چہ گویم وطنبورۂ من چہ سرائد

کا ستم ظریفانہ مظاہر اختیار کیا جاتا ہے۔ میرے نہایت ہی مکرم اور محبّ دوست مینجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب اور عزیز دوست سید عزیز اللہ شاہ صاحب جن کی ملاقات کو کسی نہ معلوم بنا پر خاص اہمیت دی گئی ہے۔ واقعی مجھ سے غیر معمولی محبت اور اخلاص رکھتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے بوقت ملاقات یہ بھی فرمایا کہ ہمارے قادیان آنے کے پروگرام میں ایک اہم مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ ہم آپ سے ملیں۔ محض للہی محبت ہے۔ جس کی میرے دل میں خاص قدر ہے کہ میں باوجود اس طرح کا نااہل ہونے کے ان قدسیوں کے خاندان کا منظور نظر ہوں۔ انہیں نہ صرف محبت ہی ہے۔ بلکہ میری وہ عزت بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ جتنی دیر ان سے ملاقات رہی۔ نہایت محبت وعزت سے پیش آتے رہے اور کسی قسم کا ایسا طریق اختیار نہیں کیا گیا جو کسی نفرت یا حقارت یا تذلیل پر مبنی ہو۔ ان کی خاندانی شرافت ونجابت ہی اس قسم کی حرکات کے سخت مخالف ہے۔ مگر اخبار میں اس ملاقات کے بیان میں جو رویہ تحقیرانہ اختیار کیا گیا ہے۔ اس کا عشر عشیر بھی ان ہر دو عزیزوں سے ظاہر نہیں ہوا۔ تم تم کے الفاظ کو ان کی میٹھی اور شائستہ زبان سے دور کی نسبت بھی نہیں۔ وہ واقعی سچی محبت اور تڑپ سے بلا کسی خارجی تحریک کے آئے ہوں گے۔ انہوں نے زبانی بھی اور اب اس بیان ملاقات کے دوران میں بھی بار بار اس امر پر زیادہ زور دیا ہے کہ ہم بغیر کسی کی تحریک کے آئے ہیں۔ حالانکہ میں پہلے ہی سے ان کی فطرت سے اور اپنے باہمی تعلقات سے یہی توقع رکھتا تھا۔ اگرچہ ایک موقعہ پر ان کی زبان سے یہ بھی نکل گیا کہ فلاں تیسرا آدمی بھی ہمارے ساتھ آنے کو تھا۔ بلکہ اس فلاں تیسرے آدمی کا نام لیتے وقت اخویم میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب کے چہرے پر اسے کسی قدر اجنبیت اور ناواقفیت کے آثار بھی ظاہر ہوتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی ان کے منہ سے یہ بھی نکل گیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایداللہ بنصرہ العزیز نے فون میں اطلاع کر دی ہے کہ وہ فلاں تیسرے صاحب پرسوں سے چلے گئے ہیں۔ اس لئے ہم صرف دو ہی آئے ہیں۔ اس پر میں نے کہا کہ آپ کے اور فلاں تیسرے صاحب کے میرے ساتھ تعلقات میں گو زمین وآسمان کا فرق ہے۔ آپ دونوں میں سے ایک بھی آجاتا تو دوسرے سو سے بھی زیادہ ہے۔ بہر حال ملاقات ہوئی۔ میں نے اپنے تمام شکوے باوجود ان کے منع کرنے کے جبراً بیان کر دیئے۔ مجھے ان دونوں پیاروں نے کہا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ معافی نامہ کے بعد جو ۱۵ رجون ۱۹۳۷ء کو بھیجا گیا تھا۔ فخر الدین کے متعلق رپورٹیں بڑی خلاف آرہی ہیں اور اس نے کوئی اصلاح نہیں کی اور آپ کی پارٹی نے فلاں فلاں باتیں لکھی ہیں۔ میں نے کہا کہ میری کوئی پارٹی نہیں اور نہ ہی میں کسی کی تحریک کا ذمہ دار ہوں۔ میری کھڑکی توڑ دی گئی۔ چور آئے۔ مگر اس کو

انہوں نے جعلی کارروائی مشہور کر دیا۔ ایسی ایسی باتوں پر میں سوائے لعنت اللہ علی الکذبین کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ غرضیکہ جو کچھ اس ملاقات کا بیان شائع ہوا ہے مجھے اس کی تصدیق کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ سوائے اس دست برد کے جو مضمون نگار نے مرتب کرتے وقت حسب منشاء کر لی ہے۔ یا سوائے ایک آدھ موقعہ کے جہاں میں سمجھتا ہوں کہ وہ حافظہ کی غلطی ہے۔ ورنہ ان کی ذات سے مجھے ایک آن کے لئے بھی دروغ کی توقع نہیں۔ مثلاً مکرم میجر صاحب نے پوچھا کہ تم نے کوئی اشتہار نکالا ہے۔ میں نے کہا کہ نہیں اور اس دن یعنی ۲۲ رجون ۱۹۳۵ء کو کہنا صحیح تھا۔ کیونکہ اشتہار ۲۴ رجون کو نکلا ہے۔ مگر مؤقر مضمون نگار نے اپنے تشریح نوٹ میں یوں تدبیر کر لی۔ ''فخر الدین نے کہا کہ میں نے کوئی اشتہار نہیں لکھا۔'' حالانکہ اصل سوال و جواب میں لکھنے کا لفظ نہیں۔ بلکہ نکالنے کا لفظ ہے۔ اسی طرح لعنت اللہ علے الکاذبین کا فقرہ اصل سوال و جواب میں عام الزامات اور جھوٹی رپورٹوں پر عرض کیا گیا۔ مگر مؤقر مضمون نگار نے دھینگا دھینگی کھینچ تان کر لعنت اللہ کو میرے اس انکار سے ملحق کر دیا۔ میں حیران ہوں کہ الفضل جیسے مذہبی اخبار میں مؤقر مضمون نگار کو تقویٰ اور راستی سے الگ ہو کر اس قسم کی لفظی اور ترتیبی تصرف کرنے کی کیا ضرورت پیش آئی۔ پیارو میں پھر کہتا ہوں تقویٰ کو ہاتھ سے نہ جونے دو اپنے بغضوں اور کینوں پر قابو پاؤ۔ اس طرح تحریر و تقریر میں بغض و عناد سے مغلوب ہو کر گالیاں دینا اور تحقیر تذلیل کرنا متقی اور شریف انسان کے شایاں نہیں۔ بھلا اس اشتہار میں اور کون سی بات تھی جو کسی معافی نامے کے منافی تھی۔ ایک احتجاج تھی جو نہایت مؤدبانہ اور مہذبانہ رنگ میں کی گئی۔ اس پر اس قدر فعل در آتش ہونا کیا معنی۔ آخر قادیان کے نظام کی طرف سے بھی اس اثناء میں کئی ایک سرکلر شائع ہو چکے ہیں۔ باہر کی جماعتوں کو میرے خلاف اس نے اور بھڑکانے کی ان تھک کوشش کی جا رہی ہے۔ یا ہماری ناکہ بندی اور ناطقہ بندی زوروں پر کی جا رہی ہے۔ اگر میں ایک احتجاج نامہ دکھوں سے تنگ آ کر نکال دیا تو کون سا اندھیرا آ گیا۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

ایک موقعہ پر میری طرف منسوب کر کے ایک فقرہ یہ لکھا ہے کہ حضرت صاحب کو ہی خلیفہ ماننے والا ہوں۔ یہ ہی کا لفظ مجھے ہرگز یاد نہیں کہ میں نے اس کے بولنے کی ضرورت کیوں سمجھی۔ یہ تو بالکل بے معنی اور بے تعلق لفظ ہے۔ کیونکہ جب اور کوئی خلیفہ ہی سامنے نہیں تو پھر میں ہی کا لفظ خواہ مخواہ بولتا۔ اسی طرح مجھے میجر صاحب کے یہ فرمانے پر کہ تمہاری پارٹی کے بعض ممبروں

نے یہ بھی حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کو نوٹس دیا ہے کہ مباہلہ والوں کو تو اپنی پوزیشن وغیرہ کے رعب سے دبا لیا تھا۔ مگر جب ہم سے معاملہ پڑے گا تو معلوم ہو جائے گا کہ یہ پارٹی بہت زبردست ہے۔ اس کا میں نے نفی اور قطعاً لاعلمی میں جواب دیا تھا۔ اگر شاہ صاحبان کی مراد پارٹی سے شیخ صاحب وغیرہ تھے تو اب ان کے فسخ بیعت کے اعلان کے بعد ملنے پر میں نے دریافت کیا تو انہوں نے پرزور الفاظ میں اس کی تردید کی کہ ایسی دھمکی یا الفاظ میں نے ہرگز نہیں لکھے۔

البتہ مکرمی شاہ صاحب نے فرط محبت میں مجھے یہ ضرور کہا کہ اس سابقہ مسل پر جس میں آپ کے شکوے شکایات ہیں۔ مٹی ڈال دو اور دل پاک صاف کر کے توبہ کر لو۔ یا شائد کہا کہ معافی مانگ لو۔ اس پر میں نے انہیں عرض کیا کہ وہ شکوے واقعات پر مبنی ہیں۔ ان واقعات کی تغلیط یا تردید کئے بغیر میرا دل پر اتنا زور نہیں کہ لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے خلاف میں دل کو کہوں کہ تو پاک صاف ہو جا اور وہ بغیر کسی معقول دلیل یا حجت کے میری زبان کے ساتھ ہو جائے۔ اس لئے مجھے حضرت کے حضور لے چلیں۔ میں سب کچھ عرض کر کے معاملہ صاف کرا لوں گا۔ اس پر وہ تیار نہ ہوئے۔

غرضیکہ میں نے اپنے پوسٹر کی قریباً تمام شکایات ایک ایک کر کے مکرمی شاہ صاحبان کی خدمت میں بیان کر دیں اور سودیشی چوروں کے آنے جانے کے کھرے، کھڑکی وغیرہ سب مفصل سنائے دکھائے۔ کیونکہ میں انہیں حقیقی طور پر اپنا سچا ہمدرد اور خیر خواہ سمجھتا تھا۔ معافی نامہ کا ذکر میں نے بار بار کیا کہ آج تیرہ روز ہو گئے۔ مگر کوئی جواب سوال نہیں۔ مکرمی شاہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت صاحب بھی فرما رہے تھے کہ اس معافی نامہ میں جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے۔ مگر اس کے بعد اس کے خلاف رپورٹیں بڑی آ رہی ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ سب بکواس ہے اور سی۔ آئی۔ ڈی اپنا کچھ کر کے دکھانے کے لئے جھوٹ سچ لکھ دیتے ہیں۔ اس پر شاہ صاحب مجھے تسلی دے کر چلے گئے۔ مگر دوسری صبح موٹر پر لاہور جاتے وقت میرے مکان کے قریب رک کر مجھے بلایا اور فرمایا کہ آپ کا معافی نامہ تو حضرت صاحب تک پہنچا ہی نہیں۔ اپنے لڑکے سے دریافت کر کے اطلاع دیں کہ وہ کس کو دے آیا ہے۔ اب میں حیران ہوں کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ کیونکہ کل شام یہی شاہ صاحب مجھے فرما رہے تھے کہ معافی نامہ کے بعد آپ کے خلاف رپورٹیں آ رہی ہیں۔ حضرت صاحب معافی نامہ میں اخلاص وغیرہ کا ذکر فرما رہے تھے۔ بہرحال یہ معمہ میں نے شاہ صاحب کے سامنے بھی رکھا۔ مگر اس وقت غالباً جلدی کی وجہ سے بھی شائد خود بھی اس معمہ کو سمجھنے سے قاصر رہنے کی وجہ سے حل نہ کر سکے اور معاملہ جوں کا توں رہا۔

کہتے ہیں کہ احراریوں سے تعلق ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اس کا اشتہار احراریوں نے تقسیم کیا۔ کیا ہی خوش فہمی ہے ادھر احمدیوں سے بکلی مقاطعہ کر کے غیر احمدیوں سے لین دین کے تعلقات کرنے کے لئے مجبور کیا جاتا ہے اور جب وہ اشتہار غیر احمدیوں کے ذریعہ تقسیم ہوا تو جھٹ یہ لکھ دیا کہ احراریوں سے تعلق ہے۔ میں نے ابتداء میں ہی اپنے دوستوں کو کہہ دیا تھا کہ احمدیوں سے بائیکاٹ اور غیر احمدیوں سے میل ملاپ پر مجبور کر کے آخر میں جماعت کو کہہ دیں گے کہ دیکھا ہم نے کہا نہ تھا کہ یہ احراریوں سے ملا ہوا ہے۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
بازمے گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

پس میں اگر احراریوں یا ہندوؤں وغیرہ کے ذریعہ کوئی اشتہار تقسیم کرا دوں تو انہیں کوئی شکوہ نہ ہونا چاہیئے۔ حالانکہ امر واقعہ بھی اس کے خلاف ہے۔ میرے پاس ایک احمدی میاں عبدالمجید احمدی سابق کباب فروش آئے جو کچھ عرصہ سے میری طرح جماعت سے خارج شدہ ہیں۔ مگر ہیں پختہ احمدی میں نے انہیں کہا کہ ان اشتہاروں کو تقسیم کرانے کا کوئی انتظام کر دو۔ چنانچہ انہوں نے جا کر اپنے طور پر انتظام کر دیا تو اس معمولی سے واقعہ سے تنکوں کے سہارے لے کر مؤقر مضمون نگار کا بے تحاشہ ہاتھ پیر مارنا حق وانصاف سے بالکل بعید ہے۔

نہایت افسوس اور رنج سے مجھے عرض کرنا پڑتا ہے کہ اب باوجود میری طرف سے تریاق القلوب والی بددعا کا چیلنج جماعت کے ذمہ دار کی طرف سے سکوت رہنے کے پھر اصلیت پر پردہ ڈالنے کے لئے اس مکروہ پروپیگنڈا کو پھیلایا جا رہا ہے کہ گویا غیروں سے کسی طرح کی سازباز تھی۔ لعنت اللہ علی الکاذبین میں معاملہ میں مکرم چوہدری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ اور مکرمی مولوی فضل الدین صاحب وکیل کو خدائے جبار قہار کی قسم دے کر عرض کرتا ہوں کہ وہ اس وقت اظہار حق کی خاطر بلا خوف لومتہ لائم اور بلا خوف ولحاظ کسی انسان ضعیف البیان کے گواہی دیں کہ کیا میں مخالفین کے خلاف نہایت ہی اشد بصیغہ راز امور میں ابھی چند ہی روز ہوئے راز دار نہیں رہا اور کیا میرے ذریعہ ایک اہم معاملہ میں آپ لوگوں کو مفید اور کامیاب کن مواد میسر نہیں آیا۔ اگر یہ درست ہے اور واقعی درست ہے تو پھر یہ کس قدر شرم کا مقام ہے کہ جماعت میں ابلہہ فریبی کے رنگ میں ایک ایسا خیال پھیلایا جا رہا ہے جو بالکل جھوٹ وافتراء ہے اور اس پر اب باہر سے ریزولیوشن بھی پاس کرانے شروع کر دیئے ہیں۔ دوستو! اگر مکروہ پراپیگنڈے کے پھیلانے میں حق پر ہو تو پھر کیوں

نہیں اس خدائی فیصلے کی طرف رخ کرتے۔ جسے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے اپنی صداقت جیسے اہم معالہ کے لئے دنیا میں پیش کیا ہے اور بار بار اس پر عمل بھی فرمایا ہے۔

ناکہ بندی کی عجیب وغریب مضحکہ خیز تشریح

ناکہ بندی کے پہرہ کی عجیب تاویل یہ فرمائی گئی کہ تا نظام سلسلہ کے علم میں یہ بات آجائے کہ کوئی شخص ایسا ہے جو باوجود مخالفت کے میاں فخر الدین سے ملتا اور ساز باز رکھتا ہے۔ اگر اس کا یہ خیال درست ہے کہ اس جیسے لوگوں کی کوئی پارٹی نہیں تو پھر پہرے سے ڈر کس بات کا۔ یہ تو اس کے مکان کی حفاظت ہو رہی تھی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء! میرے مکان کی خوب حفاظت ہوئی۔ تیرہ برس سے مکان آباد ہے۔ کبھی کوئی واردات سرقہ میرے گھر پر نہیں ہوئی۔ مگر اس حفاظتی پہرہ کی برکت سے عین ناکہ بندی کی صورت میں اس طرف سے جہاں سے بدیشی چور کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا۔ سودیشی سفید پوش (میرے ایمان اور مشاہدہ کے مطابق احمدی بھائی) بصورت چورخانہ واحد سمجھ کر نہایت بے تکلفی سے تشریف لائے اور اپنی کارروائی شروع کی۔ مگر بدقسمتی سے ہم جاگ اٹھے اور وہ ناکام گئے۔ بہرحال حفاظت کا خوب مظاہرہ ہو رہا ہے کہ اسی دن سے ہم رات کو ایک منٹ بھی آرام کی نیند نہیں سو سکتے اور دیکھنا تو صرف یہ تھا کہ میرے مکان پر کون کون آتا ہے۔ مگر لٹھ بند بیسیوں کی تعداد میں والنٹیئر اور بچارے غریب طالب علم بچے، جنہیں والدین اس لئے یہاں بھیجتے ہیں کہ دینی و دنیوی تعلیم حاصل کر کے بچے مبلغ بن کر یہاں آویں۔ ان کے قیمتی اوقات کا اس طرح بیدردی سے خون کیا جا رہا ہے۔ اس امر کی نگرانی کے لئے تو ایک آدھ آدمی کافی ہوتا ہے۔ پھر رات بھر کسی کے پاس کون آتا رہتا ہے۔ مگر اس قدر کڑا پہرہ کہ بیسیوں کی تعداد میں میرے مکان کے اردگرد رات بھر طواف کرتے ہیں اور اب شیخ مصری صاحب اور بیچارے بدنصیب اور بے گناہ اور بے زبان سردار مصباح الدین کے مکان کے اردگرد قبل از مرگ واویلا مچا کر چھاؤنیاں ڈال رکھی ہیں۔ وہ پہرے دار کیا ہیں۔ ہمارے لئے تو علی بابا چالیس چور کے قائم مقام ہیں۔ کیونکہ وہ رات بھر حرکات اس قسم کی کرتے ہیں جو پہرہ داروں سے متوقع نہیں۔ چنانچہ شیخ مصری صاحب کے ساتھ بھی میری طرح وہی ظلم روا رکھا جا رہا ہے کہ ان کی شیر خوار بچی کا دودھ بھی بند کر دیا گیا ہے۔ ایک روز تو وہ معصوم بچی تمام کا تمام دن مارے بھوک کے تڑپتی رہی۔ حالانکہ وہ اپنے پاس کے گاؤں بھینی دودھ لیتے تھے۔ مگر وہاں بھی قادیان کے رضاکار پہنچ گئے۔ اسی طرح ان کی بھنگن کو بھی ان کے گھر کام کرنے سے روکا جا رہا ہے اور طرح طرح کی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ سخت رونے کا مقام ہے کہ ایک زمانہ تھا کہ یہ جھوٹے ہتھیار ادنیٰ اور بے

مہذب اور جاہل قوموں میں اور فرقوں میں استعمال کیا جاتا تھا۔ لیکن اب زمانہ کی کروٹ بدلنے پر وہ ادنیٰ قومیں بھی ان جھوٹے ہتھیاروں کو چھوڑتی جا رہی ہیں۔ مگر اب اس اولڈ فیشن مکروہ ہتھیار کو احمدیہ جماعت قادیان جیسی مہذب اور تازہ بتازہ تربیت یافتہ قوم اختیار کر رہی ہے۔ پس اصل حفاظت تو خدا ہی کی حفاظت ہے۔ جب زمینی گورنمنٹ میجارٹی کے پراپیگنڈا سے لرزاں ہے تو یہاں کے دولت احباب عزیز و اقارب جن کا ہر طرح کا دارومدار زندگی اور معاشرت قادیان کی لوکل گورنمنٹ پر ہے۔ کس طرح ہمارا ساتھ دے کر ان مصائب اور رنج و آلام کا تختہ مشق ہو سکتے ہیں۔ جو کسی زمانہ میں احمدیوں سے اٹھا چکے ہیں۔ پس اے میرے خدا تو آپ ہی ہماری حفاظت کر۔ آمین!

بالآخر ایڈیٹر الفضل کو عرض کرتا ہوں کہ بہتر ہوگا کہ زبان کو شستہ رکھنے کی کوشش کی جائے۔ ورنہ میں گنبد کی صدا استعمال کرنے پر مجبور ہوں گا۔ پھر نہ شرافت و تہذیب کی دہائی مچانے لگ جانا۔ خدا کے فضل سے مجھے ہر قسم کا لکھنا آتا ہے۔ فخر الدین ملتانی، ۲۹ر جون ۱۹۳۷ء!

ناواجب اتہامات کا راز طشت از بام

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی تقریر پر مختصر سا تبصرہ

للّٰہ الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمدز پس پردۂ تقدیر پدید

میرے اخراج کے اعلان میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ فخر الدین کا تعلق سلسلہ سے مخلصانہ نہیں ہے اور بعض ایسی باتوں کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی ذات اور سلسلہ کے دوسرے کارکنوں پر ناواجب اتہام لگاتے ہیں۔ سلسلہ سے مخلصانہ تعلق کا علم تو اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ بظاہر یہ ہے کہ میں بغیر کسی قسم کے جبر اور طمع کے احمدی ہوں اور قادیان میں مقیم ہوں اور مقیم رہنے کا مصمم ارادہ ہے۔ خواہ اس سے بھی زیادہ سے زیادہ رنج و آلام کا تختہ مشق کیوں نہ بننا پڑے اور تا ایندم کسی غیر سے کسی قسم کا مذہبی تعلق اشارۃً یا کنایۃً بھی کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا۔ ''واللّٰہ علیٰ ما اقول شھید'' دوسری شق تھی ان ذاتی شکوں کی جنہیں ناواجب اتہامات سے موسوم کر کے میرے اخراج کی وجہ قرار دی گئی۔ جماعت سے اخراج تو اب کوئی انسان نہیں کر سکتا۔ کیونکہ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود کا زمانہ پایا اور حضور کے ہاتھ سے احمدیت کا چولا پہنا۔ اب کون ہے جو اسے اتار سکے۔

چونکہ اس اعلان اخراج میں دو تین روز کے بعد مفصل بیان شائع کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ اس لئے مجھے بھی اور دیگر دوستوں کو بھی انتظار تھا کہ ایسی کون سی وجوہات اور شکایات ہیں۔ جن کی بناء پر ایک اچھا خاصہ پر جوش مخلص احمدی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے۔ آخر دس روز کی جدوجہد اور سوچ وبچار کے بعد ۲۶/جون کو خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے تقریر بیان فرمائی۔ جس میں وجوہات اخراج کے متعلق بہت کچھ تفاصیل دیں۔ ابھی وہ تقریر چھپ کر میرے سامنے نہیں آئی کہ اس پر میں تبصرہ کر کے احباب کو اصلیت اور طریق تفتیش کی حقیقت کو ظاہر کرسکوں اور سردست اتنا ضرور عرض کرتا ہوں کہ میرے وہ شکوے جو حضرت صاحب اور سلسلہ کے دوسرے کارکنوں پر ناواجب اتہام کے مصداق تھے صحیح ثابت ہوئے۔

۱...... میں نے لکھا تھا کہ مال مسروقہ کے نوے روپے حضرت میاں شریف احمد صاحب نے اپنے پاس رکھے اور اس طرح اڑھائی تین ہزار روپیہ کی چوری کو ضائع ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ اس تقریر کے موقعہ پر برسر عام حضرت میاں صاحب کی زبان سے اس کی تصدیق ہوئی۔ اگرچہ اس کی تصدیق عدالت کے بیانوں میں پہلے بھی موجود تھی۔

۲...... میں نے لکھا تھا کہ حضرت میاں شریف احمد صاحب نے احسان علی کو کہا کہ تم جا کر انچارج تھانہ بٹالہ کو قابو کرلو۔ اس کے متعلق احسان علی نے ایک تحریر ناظر امور عامہ کو دے دی۔ اس کے متعلق احسان علی کا حلفی بیان نہ لیا گیا۔ دفتر امور عامہ کے اس کلرک سے بیان لیا گیا جو اس مقدمہ کی تمام روئیداد سے بکلی بے علمی کا پہلے ہی اظہار کر چکا تھا۔ مگر اس کے متعلق شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا حلفیہ بیان ہے کہ وہ تحریر مجھے خان صاحب فرزند علی نے خود دکھائی اور میں نے اپنی آنکھوں سے پڑھی۔

۳...... میں نے لکھا تھا کہ حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے منظور علی شاہ صاحب کو رقعہ دفتر سکول میں بھیج کر رخصت دلائی۔ تا کہ وہ جا کر ملزم کی ضمانت وغیرہ کی امداد کرے۔ اس پر مولوی محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر کی شہادت ہوئی کہ ہاں واقعی رقعہ اس کی رخصت کے متعلق گیا تھا۔ صرف اتنا فرق حضرت میاں صاحب کی شہادت میں ہوا کہ میاں صاحب موصوف نے اپنی شہادت میں فرمایا کہ میرے پاس احسان علی کا باپ ڈاکٹر فیض علی منظور علی شاہ صاحب کی رخصت کے لئے آیا تھا۔ پھر منظور علی شاہ صاحب نے شہادت میں یہ کہا کہ میں حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے پاس گیا کہ ملزم کی ضمانت وغیرہ کے لئے جانا ہے۔ تو میاں صاحب نے فرمایا کہ ناظر

امور عامہ سے باقی امور دریافت کرلو۔ ناظر امور عامہ نے شہادت دی کہ ملزم کو قانونی فائدہ جو پہنچ سکتا ہے وہ ضرور پہنچاؤ۔

۴...... میں نے عرض کیا تھا کہ عبدالرحمٰن برادر احسان علی کو باوجود اس کے خلاف رپورٹیں آنے کے اس کو پچیس روپے ماہوار پر ملازم رکھ لیا۔ جب کہ اس سے زیادہ مستحق پندرہ بیس روپے پر دھکے کھا رہے ہیں۔ اس کو بھی حضرت صاحب نے تسلیم فرمایا۔ مگر اس کی بہت طول طویل وجوہات وغیرہ بیان کیں۔

۵...... اس طرح پٹرول خریدنے کے متعلق حضرت صاحب نے اپنے بیان میں تسلیم فرمایا۔

۶...... حضرت میاں بشیر احمد صاحب نے احسان علی کو قرضہ دینے کے متعلق تسلیم کیا۔ مگر ساتھ ہی بے تعلق اور بغیر پوچھے یہ بھی کہا کہ مجھ سے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور اہلیہ ڈاکٹر فضل دین صاحب بھی قرضہ لیتے رہے ہیں۔

۷...... احسان علی کے مقدمہ کے متعلق میں نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر اسماعیل کے خلاف احسان علی کی حمایت میں سینکڑوں روپیہ نظارت نے خرچ کیا تا کہ احسان علی بدنامی سے بچے اور ڈاکٹر اسماعیل قید ہو جائے۔ مگر معصوم اور مظلوم عورتوں کی عفت و عصمت اور جان مال کی خاطر نظارت نے اپنے نظام کے ماتحت بھی ایکشن نہیں لیا۔ اس کے متعلق بھی حضرت صاحب کی اپنی زبان سے تصدیق ہوگئی کہ واقعی احسان علی کے مقدمہ میں نظارت نے خرچ کیا۔ اگر چہ اس مقدمہ میں نہایت ذلیل طور پر شکست ہوئی اور احسان علی ہمیشہ کے لئے ہائیکورٹ تک داغدار اور بدنام قرار دیا گیا۔ حضرت صاحب نے اس مقدمہ پر خرچ کرنے کی ایک وجہ یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ مقدمہ قوم کی خاطر کیا گیا۔ ڈاکٹر اسماعیل کے متعلق حضرت صاحب نے بیان فرمایا کہ وہ اس وقت جماعت سے نکالا ہوا تھا۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ وہ اس وقت جماعت میں شامل تھا۔ مقدمہ کے جاری ہونے کے کچھ عرصہ کے بعد اس کو ایک عذر نکال کر خارج کیا گیا۔ ورنہ جس وقت مقدمہ شروع ہوا تھا تو ڈاکٹر اسماعیل ہر طرف سے معافی مانگتا رہا اور بار بار درخواستیں دیتا رہا کہ نظام اس مقدمہ کو آپ سنے اور میں لکھ کر دیتا ہوں کہ جو بھی سزا تجویز کرے میں لینے کو تیار ہوں۔ مگر اس وقت اس کی ایک بھی نہ سنی گئی اور مقدمہ ہائیکورٹ تک لڑا گیا۔ بالآخر سینکڑوں روپیہ بے دریغ خرچ کرنے کے بعد خطرناک شکست اور ذلت میں اس کا انجام ہوا۔

برادران! یہ چند ایک شکوے تھے جن کو اتہامات قرار دیا گیا اور جن کی باوجود بڑی تان کھینچ اور احتیاطی و احتیاطی پہلو اختیار کرنے کے بھرے مجمع میں تصدیق ہوگئی اور تفتیش اور تحقیق کا دنیا سے نرالا اور انوکھا طریق تھا کہ ملزم یا مدعا علیہ کو ان گواہوں پر جرح قدح کا کوئی موقعہ نہیں دیا گیا۔ تاہم خدا کا شکر ہے کہ ان ناواجب اتہامات کی حقیقت طشت از بام ہوگئی۔ باقی بعض تنخواہ دار اجارہ داروں کی ادھر ادھر کی بے تعلق اور بعض جھوٹی اور خلاف واقعہ باتوں کو دہرا دہرا کر پبلک میں اشتعال پھیلانے کی کوشش کی گئی۔ جن کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ بہرحال اصلیت یہ تھی جو کسی نہ کسی طرح ظاہر ہوگئی۔ اب احباب اندازہ لگالیں کہ کیا یہ شکوے تھے یا ناواجب اتہام اور کیا یہ ذاتی تھے یا نظام سلسلہ کے کارکنوں پر جیسا کہ اعلان میں ظاہر کیا گیا تھا۔ پس ان امور کو اتنی طوالت دی گئی کہ گویا سلسلہ سے میرا مخلصانہ تعلق نہیں رہا اور سلسلہ کے کارکنوں پر ناواجب اتہام بھی بن گئے اور میری احراریوں سے ساز باز بھی ہوگئی اور میں دشمن سلسلہ بھی سمجھا گیا وغیرہ وغیرہ۔ پھر اسی پر بس نہیں۔ تقریر کرتے وقت حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کو اس قدر غصہ اور اشتعال آجاتا تھا کہ بے حیا، کمبخت اور خبیث الفطرت وغیرہ طرح طرح کے گندے الفاظ حضور کے منہ سے نکل رہے تھے اور میں اندر ہی اندر مارے شرم کے غرق ہوا جارہا تھا۔ کیونکہ اپنی جماعت کے دوست تو خیر محبت واخلاص میں اس درشت کلامی اور دشنام دہی کا احساس نہیں کر سکتے۔ مگر اس دن بدقسمتی سے غیر احمدی کثرت سے تھے اور پولیس والے بھی تھے۔ ان کا ڈر تھا کہ کم بختوں پر کیا اثر پڑا ہوگا کہ جماعت احمدیہ جیسی پاک جماعت کے حضرت امام کی زبان سے محض اس وجہ سے کہ ان کے اور ان کے بہائیوں کے متعلق ایک شخص نے ذاتی شکوے بیان کئے ہیں۔ ایسے ایسے ناشائستہ اور غیر موزوں سخت الفاظ نکل رہے ہیں۔ حالانکہ اصولاً تو ان کو ذاتی معاملہ میں خود دخل بھی نہ دینا چاہئے تھا۔ بہرحال مختصر سی کیفیت عرض ہے۔ باقی مفصل تقریر شائع ہونے پر اگر ضرورت ہوئی تو عرض کروں گا۔ (خاکسار فخر دین ملتانی قادیان)

واہ میر صاحب واہ! (یعنی میر محمد اسحٰق صاحب)

آپ نے میرے جیسے دیرینہ دردیرینہ مصاحب اور واقف رموز واسرار نیاز مند کی اس نیاز مندانہ گذارش پر عمل نہ کیا جو میں نے چند روز قبل ۔

تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

کے الفاظ سے آپ تک پہنچائی تھی۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ آپ جیسے بزرگان ملّت کو اپنی پوزیشن صاف کرنے کے لئے جبراً وقہراً اس طرح سرگرم حصہ لینا پڑ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے حال زار پر رحم فرمائے۔

آپ نے ۶ رجولائی ۱۹۲۷ء کی شب کی تقریر میں فرمایا کہ: ''رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد کہ ''الکفر ملة واحدة '' اس موقعہ پر بھی پورا ہو رہا ہے۔ مصری صاحب جب تک جماعت میں تھے کوئی احراری کوئی غیر مبائع اور کوئی غیر احمدی ان کے پاس نہ آتا تھا اور نہ وہ ان لوگوں سے میل جول رکھتے تھے۔ لیکن ادھر ان کو جماعت سے علیحدہ کیا گیا۔ ادھر ڈاکٹر عبداللہ کا لڑکا ان کے مکان پر پہنچ گیا۔ مہرالدین آتشباز ان کے لئے بیتاب ہو گئے۔ عمر دین پیغامی ان کے پاس دوڑا آیا۔ باوجود اختلاف عقائد کے ان کا آپس میں کیا تعلق پیدا ہو گیا۔ یہی کہ الکفر ملة واحدة''

سبحان اللہ کیا ہی عجیب وغریب نکتہ معرفت ہے۔ خود دادملی ہو گی۔ میر صاحب اگر آپ نے ''الکفر ملة واحدة '' کا پر کیف نظارہ ملاحظہ کرنا ہو تو جاؤ اخبار زمیندار اور احسان کی گلیوں اور کوچوں میں اور دیکھو کہ کون غریب اور نادار احمدی قوم کے گاڑھے پسینہ کی کمائی کی تھیلیاں لٹانے کے لئے پھر رہے ہیں۔ کبھی ایڈیٹر ''زمیندار'' کی ناصیہ فرسائی ہو رہی ہے تو کہیں احسان کے دفتر میں تملق بازی کی جا رہی ہے اور کہیں قادیان کے موقعہ شناس اور ضرورت مند غیر احمدیوں کو سنہری روپہلی وعدے دیئے جا رہے ہیں۔ مولوی عبدالغنی خان صاحب ضرور گواہی دے دیں گے کہ یہی مہردین آتش باز ان کے خلوت خانہ میں ان سے گھنٹوں راز و نیاز بازی کرتا رہتا تھا اور پھر بار بار اسی مہردین کو بلوایا جاتا تھا۔ مولوی عمر دین شملوی آج نہیں۔ بلکہ ہمیشہ سے آتا اور میرے ہی ہاں رہتا ہے اور پھر سب چھوٹے اور موٹے بزرگوں اور خوردوں سے خوب میل جول رکھتا رہا ہے۔

ہاں میر صاحب! یاد آیا۔ یہ عمرالدین پیامی وہی تو ہیں جسے آپ نے اپنے رازدار خصوصی اجمیری کو ایک کار خاص کے لئے دہلی بھیج کر بلوایا تھا اور وہ ایک خاص مخفی مہم کی سرانجامی کے لئے بہشتی مقبرہ کی سڑک والی مشہور و معروف تاریخی بلڈنگ میں بھیجے گئے۔ مگر افسوس کہ وہ مہم ناکام رہی۔

پس میر صاحب مکرم! ان احراریوں اور دشمنان احمدیت کی کوچہ گردی نذرانہ خاص کی تھیلیاں ہاتھ میں لے کر پھرنے پر ''الکفر ملة واحدة '' عائد نہیں ہوتا تو اب جماعت احمدیہ کی طرف سے اس قدر ناروا مظالم اور بیوفائی اور جور و استبداد کے مظاہرہ کے وقت اگر کوئی احراری یا غیر احمدی یا ہندو کسی روپیہ کے لالچ سے نہیں بلکہ انسانیت کے تقاضے سے ہمارے پاس از خود آتا

ہے تو آپ کی چشم مبارک میں ’’الکفر ملة واحدة‘‘ کا تنکا کیوں چبھا۔ واہ میر صاحب واہ۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

کے مشہور و معروف مقولہ کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھ کر ارشادات گرامی فرمایا کریں۔ ورنہ پھر ہم بھی آپ کی طرح جبراً و قہراً حصہ لینے پر مجبور ہوں گے اور پھر پرانی اور فراموش شدہ روایات، واقعات اور کہانیوں کی یاد چلتی پھرتی اور بولتی چالتی تصویروں کی طرح زندہ کی جائے گی اور پورے الفاظ میں کہتا ہوں کہ۔

رند خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو

(فخر الدین ملتانی، کتاب گھر قادیان، مورخہ ۱۲ر جولائی ۱۹۳۷ء)

الحب يعمي ويصم

فرمایا گیا ہے کہ محبت انسان کو اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے۔ مگر جہاں علاوہ محبت عمومی کے تعلقات و رشتہ داری خصوصی بھی شامل حال ہو جائیں وہاں تو نورٌ علیٰ نور کا معاملہ ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تو انسان بس مطلق فنا در فنا کے مقام میں ہو کر روحانی اور جسمانی طور پر مجذوبیت کا رنگ اختیار کر لیتا ہے۔ اس لئے اس وقت اس کا کوئی فعل اختیاری نہیں ہوتا۔ بالکل یہی کیفیت میرے نہایت ہی کرم فرما اور محبّ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب پنشنر پر طاری ہے۔ حضرت میر صاحب موصوف چونکہ میرے نہایت ہی بے تکلف بزرگوں میں سے واقع ہوئے ہیں۔ اس لئے میں حق رکھتا ہوں کہ ان کے کسی ریمارک پر جو میرے متعلق ہو یا جس میں میرا کسی طرح کا اشتراک ہو بے تکلفانہ انداز میں جرح قدح کروں۔ حضرت قبلہ میر صاحب موصوف نے ۶ر جولائی کی ریتی چھلہ والی تقریر میں میرے متعلق اور مصری صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا کہ:

> ’’جب کہ وہ (یعنی ہم دونوں) قادیان میں نہایت غربت اور تنگدستی کی حالت میں آئے تھے تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے کس طرح ذاتی طور پر ان پر بے حد احسان کئے۔‘‘

میرا ظن غالب ہے کہ قبلہ میر صاحب موصوف نے یہ اظہار خیال اپنے ذاتی علم کی بناء پر نہیں فرمایا۔ کیونکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ شیخ صاحب مصری اور خاکسار ملتانی چند ماہ آگے پیچھے قادیان میں ۱۹۰۶ء میں حاضر ہوئے اور خدانخواستہ ایسی ناداری کی حالت نہیں تھی جیسے دہلی کے غدر زدہ بے کس و بے نوا فقط اپنی جانیں بصد مشکل بچا بچا کر پنجاب میں پناہ گزین ہوئے تھے۔ بلکہ خدا کے فضل سے ہم دونوں پیچھے سے اچھے کھاتے پیتے تھے۔ ہمارے والدین کسی وظیفہ یا

.....

نذرانہ پر گذارہ نہ کرتے تھے۔ بلکہ تاجر تھے۔ محض صداقت کی وجہ سے سب کچھ قربان کر کے یہاں آئے۔ خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بھی اس وقت یعنی ۱۹۰۶ء میں زندگی کے ابتدائی مرحلہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سایہ عاطفت میں گذار رہے تھے۔ حسن اتفاق کی بات ہے کہ اس وقت کے ہمارے جیسے مہاجرین فی سبیل اللہ کے ان داتا وہ لوگ تھے جو روٹھ کر لاہور جا بیٹھے ہیں۔ میں مدرسہ میں پڑھا، قرض حسنہ لے کر جو پائی پائی وصول کر لیا گیا۔ اس کے بعد مختلف ملازمتیں قادیان اور باہر کرتا پھرا۔ اس کے بعد کتاب گھر محض توکل علی اللہ شروع کیا اور جماعت جانتی ہے کہ میں نے کیا کچھ کیا اور دوسرے اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھ پر میری توقعات سے بڑھ کر برکت کا نزول فرمایا۔ کئی ایک مکان بنائے جب کبھی کسی دینی یا پولیٹکل خدمت کے لئے بلاوا آیا۔ بلا تامل اپنے گھر سے کھا کما کر خدمات انجام دیں۔ کئی مرتبہ سر کو ہتھیلی پر رکھ کر خدمت کرنے کا موقعہ نصیب ہوا۔

ذاتی طور پر مجھے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا کوئی خاص قابل ذکر احسان یاد نہیں۔ سوائے دعاؤں کی درخواستوں کا جواب ثبت میں دینے کے یا کبھی کوئی کتاب یا قرآن شائع کیا تو اس پر کبھی نہ کبھی کوئی ریویو فرما دیا گیا۔ حضرت میر صاحب نے ”ذاتی طور“ پر زیادہ زور دے کر مجھے ممنونیت اور مشکوریت کا اشارہ فرمایا ہے۔ مگر میں ایاز قدر خود بشناس پر عمل کرتا ہوا اپنے تئیں خوب پہنچانتا ہوں کہ میرے اندر اس وقت یا اس وقت کوئی خاص ایسے ذاتی جوہر اور لیاقت موجود نہیں۔ جن کی وجہ سے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ذاتی طور پر مجھے خاص طور پر نوازتے یا احسان فرماتے۔ اس لئے میں بغیر کسی استحقاقی صفت کے حضرت صاحب سے کسی طرح ذاتی احسان کی توقع رکھ سکتا ہوں؟ اور یہی کیفیت شیخ مصری صاحب کی ہے۔ مصری صاحب فرمان خصوصی کے ماتحت انٹرنس اور مولوی فاضل پاس کر کے مع مکرم سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب مصر بغرض تعلیم گئے۔ مصری صاحب باقاعدہ عالم بن کر آئے اور مکرم شاہ صاحب موصوف ماشاء اللہ ہو کر واپس تشریف لائے۔ مگر بعض حالات ومجبوریات کے ماتحت مصری صاحب کم گریڈ والی تنخواہ پر مقرر ہوئے اور شاہ صاحب موصوف بعض حالات وضروریات پیش آمدہ کے ماتحت آفیشل لائن میں اعلیٰ تنخواہ پر مقرر کئے گئے۔ مصری صاحب نے اپنی محنت اور ذاتی خرچ سے بی۔اے پاس کیا۔ اپنے بچوں کو پڑھایا اور کسی قسم کی امداد حضرت صاحب سے نہ ذاتی اور نہ ہی صفاتی طور پر حاصل کی۔ باقی احسانات کی تفصیل پر خود مصری صاحب ہی روشنی ڈال سکتے ہیں۔

باایں ہمہ ہم تو پھر بھی حضرت صاحب کے بے حد مشکور ہیں کہ انہوں نے اب تک کے

ایام زندگی قادیان میں گذارنے دیئے۔ ورنہ یہی سلوک جو آج کل ہمارے ساتھ جاری ہے۔ شروع سے کرتے تو پھر ممکن تھا کہ یہ ایام بھی چین سے نہ گزار سکتے۔ ایں ہم غنیمت است۔ ابھی میں الزامی جوابات سے اجتناب کرتا ہوں۔ ورنہ.................

پس مکرم میر صاحب! ہیچو قسم خلاف واقعہ باتیں آپ اللہ دتہ وغیرہ جیسے تنخواہ دار مجاہدین کے لئے رہنے دیجئے۔ آن مکرم کی علو مرتبت اور نجابت ان باتوں کی ہرگز متحمل نہیں۔ آپ چند صوفیانہ نکتے بیان فرما کر سامعین کو محظوظ فرمایا کریں۔ فقط والسلام!

خاکسار فخر الدین ملتانی، ۱۴؍ جولائی ۱۹۳۷ء!

جناب شیخ صاحب عبدالرحمٰن مصری

شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل کے بیانات کو درج کرنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی شخصیت کو دنیا کے سامنے خود صاحب زادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریر سے ہی ثابت کر کے پیش کیا جائے۔ ۱۹۳۵ء میں جب احرار اور جماعت احمدیہ میں جنگ مباہلہ شروع ہوئی تو جناب شیخ صاحب صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے ناظر دعوت وتبلیغ تھے اور احرار کے مقابلہ میں مستند نمائندے تھے۔ چنانچہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو۔

۵؍ شعبان مطابق ۳؍ نومبر ۱۹۳۵ء

مکرمی ناظر صاحب دعوت وتبلیغ (شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری) السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

"میرے تازہ ٹریکٹ میں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ آپ کو میں نے اپنی طرف سے مباہلہ کی شرائط طے کرنے کے لئے مقرر کیا ہے۔ سو یہ تحریر بطور سند دیتا ہوں کہ آپ میری طرف سے اس غرض کے لئے نمائندے ہیں۔ آپ جلد سے جلد احرار کے نمائندے سے شرائط طے کر کے مباہلہ کی تاریخ کا اعلان کر دیں۔" والسلام!

خاکسار: مرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی

مندرجہ بالا تحریر سے ظاہر ہے کہ جناب شیخ صاحب کی شخصیت جماعت میں اور خود جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے نزدیک کس قدر نمائندہ اور مخلص شخصیت تھی۔ اس کے بعد بھی جناب صاحبزادہ صاحب کا یہ کہنا کہ آپ ۱۹۳۰ء میں اور ۱۹۳۱ء میں ہی منافق تھے۔ حقیقت پر پردہ ڈالنا ہے۔

اب جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کا وہ اعلان درج کیا جاتا ہے جو شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے متعلق الفضل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس بیان کی اشاعت سے مقصد یہ ہے۔ تا کہ دنیا کو معلوم ہو کہ شیخ صاحب خود جماعت سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ان کو جماعت سے علیحدہ نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے بعد جناب شیخ صاحب کے بیانات درج ہیں۔

فیصلہ قارئین کے فہم رسا پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ (خان کابلی)

شیخ عبدالرحمٰن مصری کا جماعت سے اخراج

"اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم ۰ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم"

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

مکرم شیخ صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے تین خط ملے۔ پہلے خط کا مضمون اس قدر گندہ اور گالیوں سے پر تھا کہ اس کے بعد آپ کی نسبت یہ خیال کرنا کہ آپ بیعت میں شامل ہیں اور جماعت احمدیہ میں داخل ہیں۔ بالکل خلاف عقل تھا۔ پس میں اس فکر میں تھا کہ آپ کو توجہ دلاؤں کہ آپ خدا تعالیٰ سے استخارہ کریں کہ اس عرصہ میں آپ کا دوسرا خط ملا۔ جس میں فخر الدین ملتانی صاحب کی طرف سے معافی نامہ بجھوانے کا ذکر تھا۔ میں اس معافی نامہ کی انتظار میں رہا۔ مگر وہ ایک غلطی کی وجہ سے میری نظر سے نہیں گذرا اور کل دس گیارہ بجے اس کا علم ہوا اور اسی وقت ان کو اس کی اطلاع کر دی گئی۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا۔ کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جاویں گے۔ سو میں اس کا جواب بعد استخارہ لکھ رہا ہوں۔ کہ آپ کا جماعت سے علیحدہ ہونا بے معنی ہے۔ جب سے آپ کے دل میں وہ گند پیدا ہوا ہے جو آپ نے اپنے خطوں میں لکھا ہے۔ آپ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں جماعت سے خارج ہیں۔ خدا تعالیٰ اب بھی آپ کو توبہ کی توفیق دے کہ جب سے آپ نے میرے خط میں ان خیالات کا اظہار کیا ہے اسی وقت سے آپ جماعت سے میری نگاہ میں بھی الگ ہیں۔ لیکن اگر آپ کو میری تحریر کی ہی ضرورت ہے تو میں آپ کو اطلاع دیتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ کے نزدیک تو ان خیالات کے پیدا ہونے کے دن سے ہی جماعت احمدیہ سے خارج ہیں اور ان خطوط کے بعد جو حال میں آپ نے مجھے لکھے ہیں میں بھی آپ کو جماعت سے خارج سمجھتا ہوں اور اس کا اعلان کرتا ہوں۔ آپ نے مجھے بہت سی

دھمکیاں دی ہیں ۔ میں ان کا جواب ابھی کچھ نہیں دیتا ۔ میرا معاملہ خدا کے سپرد ہے ۔ اگر میں اس کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں ۔ اگر وہ الہامات جو حضرت مسیح موعود کو میرے بارہ میں ہوئے ہیں اور وہ بیسیوں خوابیں جو اس بارہ میں مجھے آئی ہیں اور وہ سینکڑوں خوابین جو دوسروں کو آئی ہیں ۔ درست ہیں تو خدا تعالیٰ باوجود آپ کے ادعاء رسوخ واثر کے آپ کو ناکام کرے گا ۔" وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم "

خاکسار ! مرزا محمود احمد ، الفضل قادیان ، مورخہ ۲۶ / جون ۱۹۳۷ء !

جماعت احمدیہ کی خدمت میں ایک دردمندانہ اپیل

"بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم"

قادیان ۲۹ / جون ۱۹۳۷ء جب سے میں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کو اطلاع دی ہے کہ میں آپ کے بعض ایسے نقائص کی وجہ سے جو خلافت کے منصب کے منافی ہیں ۔ (جن کی تفصیل میں نے اپنی تین چٹھیوں میں بیان کر دی ہے) آپ کی بیعت سے الگ ہوتا ہوں ۔ ہاں اگر آپ اپنے نقائص کی اصلاح کر لیں اور مجھے یقین دلا دیں کہ آئندہ پھر یہ نقائص پیدا نہیں ہوں گے تو میں اپنی فسخ بیعت کا اعلان نہیں کروں گا اور آپ کا خادم رہوں گا اور جس کو انہوں نے کسی خاص مصلحت کے ماتحت پبلک میں اس طرح ظاہر کیا ہے کہ گویا وہ مجھے خود جماعت سے خارج کر رہے ہیں ۔ حالانکہ جماعت سے خارج کرنے کا انہیں کوئی اختیار ہی نہیں ۔ ان باتوں کے متعلق انشاء اللہ مفصل بحث بعد میں کی جاوے گی ۔ اس وقت سے جماعت میں سخت ہیجان اور اضطراب پھیلا ہوا ہے اور لوگ دریافت کر رہے ہیں کہ اس فسخ بیعت کی کیا وجہ ہے ۔ خاکسار جسے حضرت صاحب سے اتنا اخلاص ومحبت اور حضرت صاحب کو خاکسار سے اتنا تعلق ومحبت اور خاکسار کے خاندان کو ان کے خاندان سے اور ان کے خاندان کو خاکسار کے خاندان سے گہرا تعلق رہا ہے اور جس نے اتنا لمبا عرصہ نہایت اخلاص کے ساتھ خدمت کی ہے ۔ آج وہ ان کی بیعت سے الگ ہوا ہے اور اس علیحدگی میں اس نے اپنی تمام عزت جو اس کو جماعت میں حاصل تھی اس کے ضائع ہونے کی بھی پرواہ نہیں کی ۔ اپنی ملازمت کو ایسی حالت میں جب کہ بظاہر اسے کوئی اور ذریعہ معاش میسر نہیں آ سکتا ۔ خطرہ میں ڈال دیا ہے اور یہ نقصان اور بھی اہمیت اختیار کر جاتا ہے جب کہ یہ دیکھا جاوے کہ پندرہ سولہ نفوس پر مشتمل کنبہ کی پرورش اس کے ذمہ ہے ۔ دو بچے کالج میں بھی تعلیم پا رہے ہیں ۔ پس مال وعزت کی اتنی بڑی قربانی کسی معمولی بات کی وجہ سے نہیں ہو سکتی ۔ اس کی تہ میں ضرور کوئی بڑی بات ہے ۔ لوگوں کے اس استعجاب وحیرت کو دور کرنے کے لئے ایک نہایت ہی جھوٹا ومکروہ پروپیگنڈا کیا جا رہا ہے کہ گویا میں نے اپنی لڑکی

حضرت صاحب کی خدمت میں بغرض شادی پیش کی تھی اور حضرت صاحب نے اس کو اپنے عقد میں لینے سے انکار کر دیا۔ اس پر میں حضرت صاحب سے ناراض ہو گیا اور اس ناراضگی کے غصہ میں اس قسم کی حرکت کا مرتکب ہوا ہوں۔ میں اس پروپیگنڈا کو دیر سے سن رہا ہوں۔ لیکن خاموشی اور صبر کے ساتھ اس کی تکلیف برداشت کرتا چلا آرہا ہوں۔ لیکن اب جب کہ تمام قادیان میں اور باہر دونوں جگہ یہی وجہ ذہن نشین کرا دینے کی کوشش کی جارہی ہے اور مجھے خیال پڑتا ہے کہ یہ سب کچھ اس لئے کیا جارہا ہے کہ تا لوگوں کو وجہ دریافت کرنے کی جو طبعی خواہش ہے وہ اس وجہ کے بیان کر دینے سے پوری ہو جائے اور وہ اس سے تسلی پا کر وہ امر جو اس علیحدگی کا حقیقی باعث ہے اسے دریافت کرنے سے رک جائیں۔ میں یہ بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس غلط بیانی کی اب علانیہ تردید کروں۔ قادیان میں تو ہر ایک کی زبان پر یہی وجہ جاری ہے کہ لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ لاہور میں بھی مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے بیان کیا کہ شیخ صاحب نے خاندان نبوت میں داخل ہونے کی کوشش کی مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ اس لئے شیخ صاحب نے علیحدگی اختیار کر لی۔ گو مجھے یقین نہیں کہ مولوی غلام رسول صاحب راجیکی جیسے عالم آدمی نے اتنی بے احتیاطی سے کام لیا ہو کہ ایسی بے بنیاد بات بغیر تحقیق کہہ دی ہو۔ لیکن بہر حال چونکہ اس کا چرچا عام ہے۔ اس لئے میں اس کے متعلق اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ کیا دوستوں کا یہ فرض نہ تھا کہ ایسی بات منہ سے نکالنے سے قبل وہ ان سے بھی دریافت کر لیتے۔ جن کا اس معاملہ کے ساتھ تعلق تھا۔ یعنی خود حضرت صاحب سے یا اس خاکسار سے میرے نزدیک یقیناً ان کا مذہباً اور اخلاقاً دونوں لحاظ سے فرض تھا۔ پس انہوں نے ایک اہم فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کر کے اپنے ایک بھائی کے احساسات کو ناواجب طور پر مجروح کیا ہے اور اس کی طرف ایسی گندی اور کمینہ بات منسوب کی ہے کہ اس پر جتنی بھی نفرین کی جاوے کم ہے۔ یعنی ایک ادنیٰ سی دنیوی خواہش کے پورا نہ کئے جانے پر جماعت کے خلیفہ کے خلاف آواز اٹھا کر جماعت کے اتحاد کو خطرہ میں ڈالنے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ اس ذہنیت پر میں سوائے ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' کہنے کے اور کیا کہہ سکتا ہوں۔ امید کرتا ہوں کہ جن دوستوں نے اس قسم کی وجہ گھڑنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے وہ اپنی غلطی کی معافی اللہ تعالیٰ سے مانگیں گے اور آئندہ سے اس کی اشاعت سے اپنی زبان کو روک لیں گے۔

میں اس تحریر کے ذریعہ تمام دوستوں کو خواہ وہ قادیان کے ہیں یا باہر کے اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ میں نے کبھی بھی حضرت صاحب کی خدمت میں اپنی لڑکی کا رشتہ

پیش نہیں کیا۔ نہ تحریراً نہ تقریراً نہ اشارۃً اور نہ کنائیۃً نہ بالواسطہ نہ بلاواسطہ۔ کسی کو میرے اس بیان میں شک ہو تو خود حضرت صاحب سے براہ راست دریافت کر لے۔ مجھے چند ماہ قبل ایک معزز دوست اور پھر چند دن قبل ایک دوسرے معزز دوست نے بتلایا کہ حضرت صاحب نے کہا ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے۔ شیخ صاحب نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ مجھے بھی یہ افواہ پہنچی ہے۔ مگر نہ معلوم کس شخص نے اسے پھیلا دیا ہے۔ پس دوستو! یاد رکھنا چاہئے کہ یہ وجہ بالکل غلط اور کسی شریر کی بنائی ہوئی ہے۔ اسی طرح پر اگر کوئی اور وجہ جس کا تعلق کسی نفسانی غرض یا دنیوی مفاد کے ساتھ ہو۔ میری طرف منسوب کی جاوے تو اس کو بھی اسی طرح غلط سمجھیں اور میرے مفصل بیان کا انتظار کریں۔ جس میں اس اقدام کی اصل وجہ بیان کروں گا۔ اس مفصل بیان کو شائع کرنے کے لئے سردست میں متردد ہوں۔ کیونکہ جماعت کے شیرازہ کے بکھر جانے کا غم میرے دل کو کھائے جا رہا ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح یہ معاملہ بغیر پبلک میں آئے۔ اندر ہی اندر طے ہو جائے۔ لیکن میری کوشش کامیاب نہیں ہوئی اور اس کی بھی اصل وجہ میرے مفصل بیان میں آ جائے گی۔ اگر وہ شائع ہو۔ لیکن اس کے شائع کرنے سے قبل میں جماعت کے تمام ذمہ دار دوستوں کی خدمت میں پرزور اور دردمندانہ اپیل کرتا ہوں کہ بہتر صورت یہی ہے کہ اس نازک معاملہ کو باہمی طور پر سلجھائیں۔ مجھ پہ گالیوں اور گند اچھالنے اور کمینگی دکھانے کا الزام لگایا جا رہا ہے۔ میں ان دوستوں کے سامنے اپنی تینوں چٹھیاں رکھ دوں گا اور تمام اپنے شکوے پیش کر دوں گا اور اگر ضرورت ہوئی تو ان کے دوست ہونے کے ثبوت بھی بتلا دوں گا۔ جن کی روشنی میں وہ خود دیکھ لیں گے کہ آیا میری تحریروں میں کسی قسم کی گالی ہے۔ میں نے جو قدم اٹھایا ہے محض خدا کے لئے اٹھایا ہے اور جماعت کے اندر ایک بہت بڑا بگاڑ مشاہدہ کر کے جو بہت سے لوگوں کو دہریت کی طرف لے جا چکا ہے اور بہتوں کو لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کی ضرورت محسوس کر کے بلکہ اس کو ضروری جان کر اٹھایا ہے اور اس سے میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ ممکن ہے کہ میرے خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کرا دیئے جائیں۔ یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جاوے۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں میری آواز آج نہیں کل۔ کل نہیں پرسوں سنی جاوے گی اور ضرور سنی جاوے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبایا نہیں جا سکتا۔ مجھے ناکامی سے ڈرایا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اس سے قبل بھی لوگ اٹھے اور ناکام رہے۔ ممکن ہے کہ پہلے اٹھنے والے کسی دنیوی غرض کے ماتحت یا انتقامی جذبہ کے ماتحت اٹھے ہوں۔ اس لئے ناکام رہے ہوں۔ لیکن مجھے اپنی کامیابی پر خدا تعالیٰ کی مدد اور نصرت اور تائید کے

ساتھ پورا یقین ہے۔ کیونکہ میں اس کی ذات پر بھروسہ کر کے اسی کے پیارے مسیح موعود کی لائی ہوئی تعلیم اور اس کی بنائی ہوئی مقدس جماعت میں جو بگاڑ پیدا ہو کر اسے تباہی کے گڑھے کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہوں۔ مجھے بعض دوستوں نے کہا ہے کہ ان کو جماعت پر بڑا اقتدار ہے۔ پھونک مار کر تمہیں اڑا دیں گے۔ میں نے کہا کہ ان کے اقتدار اور اپنی بے بسی کو میں بھی سمجھتا ہوں۔ لیکن حق کی قوت بڑی زبردست قوت ہے۔ جو باطل کی تمام قوتوں کو مٹا ڈالتی ہے۔ ممکن ہے کہ میں کچلا جاؤں اور جماعت میری طرف توجہ نہ کرے۔ لیکن جو بات میں جماعت کے اندر قائم کرنا چاہتا ہوں اور جس سچائی کی طرف لانا چاہتا ہوں وہ ضرور قائم ہو کر رہے گی اور وہ نقائص جو گھن کی طرح سلسلہ کی چھتوں کی لکڑی کو کھا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ دور ہو جائیں گے۔

وما علینا الا البلاغ المبین

پس میں دوستوں کی طرف سے اس دردمندانہ اپیل کے جواب کا چند دن تک انتظار کر کے اپنے مفصل بیان کو شائع کرنے کے متعلق فیصلہ کر دوں گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ!

خاکسار! عبدالرحمٰن مصری ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان، مورخہ ۲۹ / جون ۱۹۳۷ء!

جماعت کو خطاب

”ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ“ (اے مومنو) لوگوں کی دشمنی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کر دے۔ ”الا تعدلوا اعدلوا ھو“ کہ تم انصاف کو ہاتھ سے دے دو۔ انصاف کرو۔ کیونکہ یہی !!! ”اقرب للتقویٰ“ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اور صحابہ کرامؓ کی بروز جماعت میں آپ کو ارشاد الٰہی ذکر فان الذکریٰ تنفع المؤمنین۔ (الٰہی ارشادات یاد دلاتا ہوں۔ کیونکہ یہ مومنوں کو نفع دیتا ہے) کے ماتحت آپ کو ایک عظیم الشان غلطی کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جس کا ارتکاب آپ سے نادانستہ اور بغیر سوچے سمجھے ہو گیا ہے اور یقین رکھتا ہوں کہ اس کا علم پانے پر آپ فوراً اس غلطی پر اظہار افسوس کرتے ہوئے اسے واپس لیں گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن مجید میں مؤمنوں کی یہ صفت بیان فرمائی ہے۔ ”والذین اذا فعلوا فاحشۃ او ظلموا انفسھم ذکروا اللہ فاستغفر والذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللہ ولم یصروا علیٰ ما فعلوا وھم یعلمون“ یعنی مؤمن سے اگر کوئی غلطی ہو جاوے۔ خواہ بڑی ہو

یا چھوٹی۔ وہ اللہ تعالیٰ سے فوراً اس کی معافی کا طالب ہوتا ہے اور علم پا کر اس پر کبھی اصرار نہیں کرتا اور پھر فرماتا ہے۔ ''انما المؤمنون الذین اذا ذکر اللّٰہ وجلت قلوبھم واذاتلیت علیھم اٰیاتہ ذادتھم ایماناً وعلیٰ ربھم یتوکلون ''یعنی حقیقی مؤمن صرف وہی ہوتے ہیں جن کے سامنے جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا نام آ جائے۔ ان کے دل فوراً ڈر جاتے ہیں اور جس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے احکام ان کو سنائے جاتے ہیں ان پر عمل کرنے کی وجہ سے ان کے ایمانوں میں زیادتی شروع ہو جاتی ہے اور جس کے نتیجہ میں ان کو ماسوائے اللہ کا کوئی خوف نہیں رہتا۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ پر ہی توکل ہو جاتا ہے۔ میرے عزیزو! میرے بزرگو! آپ نے اپنے ایک بے قصور بھائی، ہاں اس بھائی کو جو محض آپ لوگوں کو ایک خطرناک ظلم جس سے آپ میں سے اکثر بے خبر ہیں کے پنجے سے چھڑانے کے لئے اپنی عزت اپنا مال اپنی سبیل معاش، اپنا آرام، اپنے اہل و عیال کا آرام، اپنے عزیز بچوں کی تعلیم سب کچھ قربان کر کے محض ابتغاء لمرضات اللہ آپ کی خدمت کے لئے نکلا۔ (مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے میری اس قربانی کو ضائع نہیں کرے گا اور ضرور اس کے نیک نتائج پیدا کرے گا اور میری تمام ضروریات کا بھی وہ خود ہی متکفل ہوگا۔ انشاء اللہ) دشمن قرار دے کر بغیر کسی قسم کی تحقیق کئے اس کے خلاف نفرت و حقارت کے زیر ریزولیوشن پاس کرتے ہوئے بے شمار گالیوں کا اسے نشانہ بنایا ہے۔

عزیزو! بے شک اس سب و شتم سے آپ نے ایک انسان کو تو خوش کرنے کا سامان کر لیا ہے۔ لیکن یہ بھی تو سوچ لیتے کہ جزا و سزا کے دن کے لئے جس کی شان میں ''لا تزرو ازرۃ وزرا اخریٰ ''وارد ہوا ہے۔ کیا جواب تیار کیا ہے۔ میں نے تو دل سے یہ سب گالیاں آپ کو معاف کر دی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے ارشاد ''فیبتغوا'' (یعنی تحقیق کر لیا کرو) اور رسول کریم ﷺ کے فرمان ''المسلم من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ ''(مسلم وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان کی ایذا رسانی سے تمام مسلمان محفوظ رہیں) کو جو آپ نے توڑا ہے۔ اس لئے مجھ کو ڈر ہے کہ اس کی وجہ سے کہیں آپ گرفت کے نیچے نہ آ جائیں۔

عزیزو! آپ خشیت اللہ کو دل میں رکھتے ہوئے غور تو کریں کہ تمہیں اپنے ایک مؤمن بھائی کو منافق بناتے ہوئے منافق کے متعلق رسول کریم ﷺ کی بیان کردہ علامتوں میں سے اس علامت کے ماتحت ''اذا خاصم فجر ''یعنی منافق کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ جب اس کا کسی کے ساتھ جھگڑا ہو جائے تو گالیاں دیتا ہے۔ آپ نے اپنے اندر تو کوئی علامت نفاق پیدا نہیں کر لی۔

میرے پیارے بھائیو! آپ نے اپنے تمام ریزولیوشنز کی بنا اس بناء پر رکھی ہے کہ میں نے خلیفہ وقت کے مقابل جماعت میں اپنے اثر ورسوخ کا دعویٰ کیا ہے اور یہ کہ اس اثر ورسوخ سے کام لے کر میں خلیفہ کو گرا دینے کا مدعی ہوں۔ لیکن آپ سے نہایت ادب سے یہ دریافت کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ کیا آپ نے ریزولیوشنز پاس کرنے سے قبل میرے اس دعویٰ کو میرے خطوط میں خود پڑھ لیا تھا۔ یا میرے وہ الفاظ جس میں میرا یہ دعویٰ صراحتاً مذکور ہو سن لئے تھے۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر آپ ہی خدا کے خوف کو مدنظر رکھتے ہوئے بتائیں کہ اپنے ایک بھائی کے خلاف اتنا خطرناک قدم اٹھانے میں اللہ تعالیٰ اور تمام منصف مزاج لوگوں کے نزدیک آپ کس طرح حق بجانب ہو سکتے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ خلیفہ وقت کے اعلان میں اس عاجز کی طرف یہ دعویٰ منسوب کیا گیا تھا۔ اس لئے آپ لوگوں نے اسے صحیح تسلیم کر لیا تو میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ اپنے ایک بھائی کو منافق، مرتد، بد باطن، فتنہ پرور، ابلیس، بے شرم وغیرہ کے خطاب عنایت کرنے میں یہ عذر قطعاً قابل سماعت نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خلیفہ، خدا نہیں۔ آخر وہ بھی انسان ہے۔ جس کی طرف گو عمداً غلط بیانی منسوب نہ کی جائے۔ لیکن اس سے غلطی، نسیان وسہو وغیرہ کے وقوع میں آنے کا تو ہر وقت احتمال موجود ہے۔ پس مذہباً اور اخلاقاً یہ فرض تھا کہ آپ مکمل تحقیق کے ذریعہ، علیٰ وجہ البصیرت ہونے سے قبل بالکل خاموش رہتے اور میرے اصل الفاظ کے شائع کرنے کا مطالبہ کرتے اور ساتھ ہی مجھ سے بھی حقیقت دریافت کرتے۔ اس کے بعد آپ کا حق تھا کہ اخلاق کی حدود کے اندر رہتے ہوئے جو قدم آپ چاہتے اٹھاتے۔

میرے مؤمن بھائیو! ایمان کے ثمرات میں سے ایک یہ بھی ثمرہ ہے کہ اس نعمت عظمیٰ کو حاصل کر لینے والا انسان حق گوئی، حق بینی، حق فہمی میں کسی شخصیت کے دباؤ کے نیچے نہیں آتا۔ خواہ وہ کتنی عظیم الشان ہی کیوں نہ ہو۔ بلکہ وہ ''لا یخافون لومۃ لائم'' کا مصداق ہوتا ہے۔ پس آج میں اپنے اس اشتہار کے ذریعہ آپ کی خدمت میں اس ایمان کا واسطہ دے کر جو خدا کے مرسل حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے ذریعے آپ لوگوں کو ملا ہے عرض کرتا ہوں کہ میرے اصل الفاظ کو دکھلانے کا مطالبہ کریں۔ جن میں میں نے اثر ورسوخ اور اس کی بناء پر خلیفہ کو گرانے کا دعویٰ کیا ہے۔ اگر وہ نہ دکھا سکیں اور یقیناً نہیں دکھا سکیں گے۔ تو پھر خود ہی فیصلہ کر لیں کہ مجھ پر کس قدر ظلم کیا گیا ہے اور ان تمام گالیوں کی ذمہ داری کس پر آتی ہے جو تمام اکناف عالم سے مجھے دی گئی ہیں یا دی جائیں گی۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ انہیں علم بھی دے دیا گیا ہے کہ اس عاجز کے تینوں خطوط نہ صرف یہ کہ وہ اس دعوے سے خالی ہیں۔ بلکہ اس کے برعکس ان میں اس حقیقت

کا کھلے الفاظ میں اظہار ہے کہ آپ کے اقتدار کی وجہ سے شروع میں جماعت اس عاجز کی طرف بالکل توجہ ہی نہیں کرے گی اور یہ کہ یہ عاجز بالکل بے بس اور بیکس ہے۔ باوجود یہ علم پانے کے وہ اب تک خاموش ہیں اور اس کی تردید نہیں کرتے۔ اب میں ذیل میں دوستوں کے علم کے لئے بھی اپنے خط میں سے چند الفاظ نقل کر دیتا ہوں تا کہ احباب کو اصل حقیقت تک پہنچنے میں آسانی ہو۔

''بے شک ان باتوں کی وجہ سے کہ جو اقتدار آپ کو حاصل ہو چکا ہے۔ اس پر آپ کو ناز ہے اور آپ یقین رکھتے ہیں کہ میں (آپ) اپنے مدمقابل کا سر ایک آن میں کچل سکتا ہوں اور اس میں بھی شک نہیں کہ میں جو آپ کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ ایک نہایت ہی کمزور، بے بس، بیکس، بے مال، بے مددگار ہوں اور جہاں آپ کو اپنی طاقت پر ناز ہے وہاں مجھے اپنی کمزوریوں کا اقرار ہے۔ ہاں میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ حق کی قوت میرے ساتھ ہے اور غلبہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اسی کو ہوتا ہے جو حق کی تلوار لے کر کھڑا ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ ابتداء میں میری بات کی طرف توجہ نہ کی جائے اور میں اس مقابلہ میں کچلا جاؤں۔ لیکن حق کی تائید کے لئے اور باطل کے سر کچلنے کی غرض سے کھڑے ہونے والے علماء اس قسم کے انجاموں سے کبھی نہیں ڈرتے۔''

''پس اس مقابلہ میں مجھے اس بات کی قطعاً پرواہ نہیں کہ میرا انجام کیا ہوگا اور میری بات کوئی سنے گا یا نہیں۔ میری تقویت اور ہمت بڑھانے کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ میں حق پر ہوں اور آپ باطل پر ہیں۔''

میری مندرجہ بالا عبارتیں ایسی واضح ہیں کہ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنے والا بھی بآسانی اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ ان میں اثر ورسوخ کا دعویٰ تو کجا، بلکہ اثر ورسوخ کی صریح الفاظ میں نفی کی گئی ہے اور کھلے الفاظ میں اقرار کیا گیا ہے کہ ابتداء میں جماعت توجہ نہیں کرے گی اور میں کچلا جاؤں گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جو قدم میں نے اٹھایا ہے اس کے اٹھاتے وقت یہ سب کچھ میرے سامنے تھا۔ جواب وقوع میں آ رہا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے اشتہار دردمندانہ اپیل میں جو ۲۶ رجون کو لکھا گیا تھا۔ صاف الفاظ میں ذکر کیا گیا ہے۔ ممکن ہے میرے خلاف نفرت کے ریزولیوشن پاس کرا دیئے جائیں یا جماعت کو اور رنگ میں ابھار دیا جائے۔ لیکن مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میری آواز آج نہیں کل، کل نہیں پرسوں سنی جائے گی اور ضرور سنی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیونکہ وہ آواز اپنے اندر حق رکھتی ہے اور حق کبھی دبایا نہیں جاسکتا۔ پس یہ ریزولیوشنز خدا کے فضل سے میرے دل میں ذرا بھی گھبراہٹ پیدا نہیں کر سکتے اور

نہ میری ہمت کو پست کر سکتے ہیں۔ کیونکہ جب نا قابل تردید حقیقت سامنے آئے گی اس وقت ان ریزولیوشنز کو کس نے پوچھنا ہے اور اظہار حقیقت کے ان دعووٴں کی کس نے پرواہ کرنی ہے۔ جو روزانہ الفضل میں چھپتے رہتے ہیں۔ یہ جماعت چونکہ مؤمنوں کی جماعت ہے اور اس کا تعلق خواہ کسی شخص کے ساتھ ہو محض خدا کے لئے ہے۔ اس لئے مجھے اطمینان ہے کہ جب وہ اس شخص کو خدائے تعالیٰ کے احکام کے صریح خلاف چلتے دیکھے گی اور اس پر یہ بات دلائل سے ثابت ہو جائے گی تو وہ اس تعلق کو توڑنے میں ایک سیکنڈ کی بھی دیر نہیں لگائے گی۔

میری طرف جو دعویٰ اثر ورسوخ منسوب کیا گیا ہے۔ میری طرف سے اس کے ثبوت کے مطالبہ پر میرے خط میں سے ایک عبارت ''الفضل'' میں شائع کی گئی ہے۔ گو اس عبارت کا اس دعویٰ کے ساتھ دور کا بھی تعلق نہیں۔ لیکن یہ خیانت ہوگی۔ اگر میں اس جگہ اس کا بھی ذکر نہ کر دوں اور وہ عبارت یہ ہے۔

''کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس شخص کو جماعت میں عزت حاصل ہے۔ مستریوں کے متعلق تو اس قسم کے عذر گھڑ لئے گئے تھے کہ ان کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ کیا تھا۔ یا ان کی لڑکی پر سوت کے لانے کا مشورہ دیا تھا۔ مگر یہاں اس قسم کا کوئی عذر بھی نہیں چل سکتا۔ اس کے اخلاص میں کوئی دھبہ نہیں لگایا جاسکتا۔ اس کی بات کو جماعت مستریوں کی طرح رد نہیں کر دے گی۔ بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔'' اب قطع نظر اس کے کہ اس عبارت کو پیش کرتے وقت متشابہ کو محکم کے ماتحت کرنے کے مسلمہ اصول کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اور قطع نظر اس کے کہ اس سے پہلی اور اس کے بعد کی عبارت کو کاٹ کر اسے پیش کیا گیا ہے۔ پھر بھی اس عبارت میں سے نہ ہی اثر ورسوخ کا لفظ دکھلایا جاسکتا ہے اور نہ ہی کوئی ایسا لفظ بتایا جاسکتا ہے جو اثر ورسوخ پر دلالت کرتا ہو۔

گو میری عبارت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ لیکن ''الفضل'' میں جن الفاظ سے غلط طور پر ایسا نتیجہ نکالا گیا ہے وہ یہ ہیں۔ ''بلکہ اس پر اسے کان دھرنا پڑے گا اور وہ ضرور دھرے گی۔'' اب احباب خود ہی غور فرمائیں کہ میری عبارت میں کیا کان دھرنے کی وجہ اثر ورسوخ بتائی گئی ہے یا اس کی یہ وجہ بتائی گئی ہے کہ میری طرف نہ تو کوئی دنیوی غرض منسوب کی جاسکتی ہے۔ جیسے کہ مستریوں کی طرف گئی تھی اور نہ کوئی ایسی بات پیش کی جاسکتی ہے جو میرے اخلاق کو مشتبہ کر سکے۔ پس جب خود میری عبارت میں اصل وجہ موجود تھی تو اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری وجہ نکالنے کی کوشش کرنا کیا حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کے مترادف نہیں۔ کیا تقویٰ اسی کا نام ہے؟

عزت کے لفظ سے بھی یہ استدلال کیا گیا ہے۔ مگر میں اس استدلال کو سمجھنے سے قاصر ہوں۔ کیا جماعت میں بہت سے احباب عزت کی نظر سے نہیں دیکھے جاتے تو کیا عزت کرنے والے یا وہ جن کی عزت کی جاتی ہے۔ ان میں سے کوئی ایک شخص بھی یہ خیال دل میں لاسکتا ہے کہ اس کے یہ معنی ہیں کہ خلیفہ کے مقابل اسے جماعت میں اثر ورسوخ حاصل ہے۔ اگر نہیں تو پھر میرے اس لفظ کے استعمال سے یہ کیوں سمجھ لیا گیا کہ میں کسی اثر ورسوخ کا مدعی ہوں۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ عبارت موجودہ وقت کے ساتھ تعلق ہی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کا تعلق دو سال قبل کے زمانہ کے ساتھ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ جس نقص کو دیکھ کر میں موجودہ خلیفہ کی بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں۔ اس کا علم مجھے قریباً دو سال قبل ہوا تھا اور میں نے اسی وقت سے اس کی تحقیق شروع کر دی۔ خلیفہ صاحب کو بھی علم ہو گیا کہ مجھے علم ہو گیا ہے اور میں اس کی تحقیق میں لگا ہوا ہوں۔ تو اسی وقت اندر ہی اندر میرے خلاف جماعت میں ایسا پروپیگنڈا شروع کر دیا گیا جس کی غرض احباب کی نظر میں مجھ گرانا تھا تا کہ اگر یہ خاکسار کسی وقت اس نقص کو ظاہر کرے تو کہا جا سکے۔ جیسا کہ اب کہا جا رہا ہے کہ فلاں دنیاوی غرض کو پورا نہ کرنا اس علیحدگی کا محرک ہوا ہے۔ پس میں نے اس عبارت سے قبل یہی بات لکھی ہے کہ میرے خلاف یہ پروپیگنڈا شروع کیا گیا ہے۔ کیونکہ آپ اچھی طرح سے جانتے تھے۔ چنانچہ ''کیونکہ'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ اس سے قبل کوئی بات ہے۔ جس کی علت اور وجہ اب بتائی جانے لگی ہے۔ اور ''جانتے تھے'' کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ بات کسی گذشتہ زمانہ کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ موجودہ وقت کے ساتھ۔ اگر میں اس نقص کا اظہار اسی وقت کر دیتا جس وقت مجھے اس کا علم ہوا تھا۔ یعنی دو سال قبل تو اس وقت چونکہ میرے خلاف آپ کے ہاتھ میں کوئی بات نہ تھی۔ جس کو پیش کر کے آپ جماعت کو میری بات پر کان دھرنے سے روک سکتے۔ اس لئے جماعت ضرور میری بات پر کان دھرتی۔ چنانچہ نقل کردہ عبارت کے بعد کی عبارت اس مفہوم کو اچھی طرح سے واضح کر رہی ہے۔ اس لئے آپ نے اس میں اپنی خیر سمجھی کہ آہستہ آہستہ اندر ہی اندر اس شخص کو جھوٹے پروپیگنڈا کے ذریعہ جماعت کی نظر سے گرایا جائے اور اس کو اس مقام پر لے آیا جائے کہ اگر یہ میرے اس نقص کو فاش کرے تو جماعت توجہ نہ کرے اور اس کی بات کو بھی اس طرف منسوب کرنے لگ پڑے کہ اس شخص کی بھی کچھ ذاتی اغراض اور خواہشات تھیں۔ جن کو چونکہ پورا نہیں کیا گیا۔ اس لئے یہ بھی ایسا کہنے لگ پڑے ہیں اور ادھر سے آپ شور مچانا شروع کر دیں کہ دیکھا میں نہیں کہتا تھا کہ یہ اندر سے مستریوں

یا پیغامیوں یا احراریوں سے ملے ہوئے ہیں اور ایسے تمام لوگوں کے منہ بند کرنے کے لئے جن کو آپ نے ان (نقائص) کا علم ہو جاتا ہے۔ آپ کے پاس زیادہ تر یہی ایک زبردست حربہ ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جماعت کے سامنے میں نے کھول کر اس امر کو رکھ دیا ہے کہ میری طرف جو اثر و رسوخ کا دعویٰ منسوب کیا گیا ہے اور جس موہوم اور فرضی دعویٰ کو میری طرف سے جماعت کو چیلنج قرار دے کر جماعت سے میرے خلاف ریزولیوشنز پاس کرا دیئے گئے ہیں۔ وہ بالکل غلط اور بے بنیاد ہیں اور اس بات کا فیصلہ کرنا کہ اس معاملہ میں کہاں تک تقویٰ اللہ اور دیانتداری سے کام لیا گیا ہے۔ جماعت کا کام ہے اور جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ اس کے نتیجہ میں جو ظلم مجھ پر ہوا ہے۔ اس کی تلافی رسول کریم ﷺ کے ارشاد مبارک ’’انصر اخاك ظالما او مظلوماً‘‘ کی تکمیل میں کرے اور یہ اب جماعت کا کام ہے کہ وہ اپنے فرض کو پہچانے یا نہ پہچانے۔ میں نے اس کے سامنے حقیقت رکھ دی ہے۔

ایک اور غلط بات جو اعلان میں میری طرف منسوب کر کے جماعت کو بھڑکایا گیا ہے اور اس کو بھی جماعت نے میرے خلاف ریزولیوشنز کی بناء ٹھہرایا ہے کہ اعلان میں یہ لکھا گیا ہے۔ اس کے چند گھنٹہ بعد آپ کا تیسرا خط ملا کہ اگر چوبیس گھنٹہ تک آپ کی تسلی نہ کی گئی تو آپ جماعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ حالانکہ میرے کسی خط میں بھی نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدہ ہونے کا ذکر ہی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے ان خطوں میں جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کو ضروری قرار دیئے جانے پر زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ ذیل کی عبارتیں میرے اس بیان کی پوری طرح تصدیق کر دیں گی۔

’’میں آپ سے الگ ہو سکتا ہوں۔ لیکن جماعت سے علیحدہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جماعت سے علیحدگی ہلاکت کا موجب ہونے کی وجہ سے ممنوع ہے اور چونکہ دنیا میں کوئی ایسی جماعت نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لائے ہوئے صحیح عقائد و تعلیم پر قائم ہو۔ بجز اس جماعت کے جس نے آپ کو خلیفہ تسلیم کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں دو راہوں میں سے ایک کو ہی اختیار کر سکتا ہوں۔ یا تو میں جماعت کو آپ کی صحیح حالت سے آگاہ کر کے آپ کو خلافت سے معزول کرا کر نئے خلیفہ کا انتخاب کراؤں اور یہ راہ پر از خطرات ہے اور یا جماعت میں آپ کے ساتھ ملک کر اس طرح رہوں جس طرح میں نے اوپر بیان کیا ہے۔‘‘

پس اگر آپ توبہ کرنے کے لئے تیار نہیں تو مجھے آپ اپنی بیعت سے علیحدہ سمجھ لیں۔

کیونکہ میں ایسے آدمی کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دے سکتا جو ایسے نقائص میں مبتلا ہو۔ ہاں جیسا کہ میں پہلے بھی مفصل عرض کر چکا ہوں۔ میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔ جماعت سے میں الگ نہیں ہو سکتا۔ آپ کی بیعت کا جوا اپنی گردن سے اتارنے کی یہ بھی وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو دوسرے خلیفہ کے انتخاب کی طرف جلد توجہ دلا سکوں۔

”اگر آپ اس توبہ پر راضی ہوں تو میں آپ کا خادم ہوں اور انشاء اللہ تعالیٰ رہوں گا۔ ورنہ جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ میں آپ کے ساتھ قطعاً نہیں رہ سکتا۔“

مندرجہ بالا عبارتوں میں سے سات باتیں عیاں ہیں۔

۱...... میں جماعت سے علیحدگی کو ہلاکت یقین کرتا ہوں۔

۲...... میں جماعت کا باقاعدہ فرد ہوں۔

۳...... موجودہ خلیفہ کے وجود میں بعض اہم نقائص کی وجہ سے میں ان کی بیعت میں نہیں رہ سکتا۔

۴...... وہ نقائص ایسے ہیں جو ان کی معزولی کے متقاضی ہیں۔

۵...... میری بیعت سے علیحدگی بدیں وجہ ہے کہ میں آزاد ہو کر جماعت کو نئے خلیفہ کے انتخاب کی طرف توجہ دلا سکوں۔

۶...... میں خلافت کا قائل ہوں (جو لوگ مجھے خلافت کا منکر قرار دے رہے ہیں۔ وہ میری مندرجہ بالا تحریر کو غور سے پڑھیں)

۷...... میری انتہائی کوشش ہے کہ اگر موجودہ خلیفہ ہی رجوع کرے تو خلافت کو نہ بدلا جائے۔ اس کی تائید میری مندرجہ ذیل عبارت سے بھی ہوتی ہے۔ ”میں ہرگز اس بات کو نہیں چاہتا کہ سلسلہ کے موجودہ نظام کو توڑ دیا جائے اور اس وقت تک کہ آپ کی اصلاح ہو جائے۔ آپ کے (نقائص) کے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہوا یہ سمجھ لوں گا۔“

اب ان واضح تحریروں کے ہوتے ہوئے یہ اعلان میں ظاہر کرنا کہ میں نے یہ لکھا کہ میں جماعت سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ کس قدر جسارت اور جماعت کے عقول اور اس کے اخلاص کے ساتھ کھیلنا ہے۔ میں اس جگہ بعض دوستوں کے اس خیال کے متعلق بھی کہ خلیفہ سے علیحدگی جماعت سے علیحدگی کے ہی مترادف ہے۔ کچھ عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ بات بالکل غلط ہے کہ جو شخص خلیفہ کی بیعت نہیں کرتا یا بیعت سے علیحدگی اختیار کرتا ہے۔ وہ اصل سلسلہ سے

بھی الگ ہو جاتا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ نے حضرت ابوبکرؓ کی چھ ماہ تک بیعت نہیں کی تھی تو کیا کوئی ان کے متعلق یہ کہنے کی جرأت کرسکتا ہے کہ وہ اس وقت تک اسلام سے خارج تھے۔ حضرت علیؓ کی بیعت مسلمانوں کے ایک بڑے گروہ نے نہیں کی تھی تو کیا وہ سب اسلام سے خارج تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی۔ تو کیا انہیں اسلام سے خارج سمجھتے ہو۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لینے کے بعد بیعت کو فسخ کرلیا۔ مگر کوئی ہے جو جرأت کر کے انہیں اسلام سے خارج قرار دے۔ دوستو! یہ خیال کسی مصلحت کے ماتحت آج پیدا کیا جا رہا ہے۔ ورنہ قرآن کریم احادیث نبوی عمل صحابہ کرام میں اس کا نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ امور مندرجہ اعلان سے میں اس وقت صرف انہیں دو امروں کی وضاحت پر اکتفا کرتا ہوں۔ کیونکہ جماعت کو میرے خلاف مشتعل کرنے کے لئے یہی دو باتیں تراشی گئی ہیں۔ مفصل تنقید اس اعلان پر انشاء اللہ الگ ٹریکٹ میں کروں گا۔ اس وقت احباب کو اور بھی وضاحت سے معلوم ہو جائے گا کہ کس عجیب وغریب ڈھنگ سے جماعت کو اصل حقیقت سے تاریکی میں رکھا گیا ہے۔ میرے پیارے بھائیو! آپ خود ہی غور فرمائیں کہ ایک ایسے شخص کو جو خلافت جیسے عظیم الشان منصب پر سرفراز ہے اور جس کا توکل تمام تر محض اللہ تعالیٰ پر ہی ہے۔ مجھ جیسے ناچیز اور بے حیثیت انسان سے جماعت کو بدظن کرنے کے لئے ایسا طریق اختیار کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔ (مجھے معاف فرمایا جائے اگر میں یہ کہوں) کہ یقیناً یہ تقوے سے کوسوں دور ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ میرے خطوط میں سے اثر ورسوخ کا دعویٰ دکھلایا جائے اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر تمام وہ علماء جو میرے خلاف آج کل لیکچر دینے اور منافرت پھیلانے میں مشغول ہیں۔ اکٹھے ہو کر بھی کوشش کریں تب بھی وہ باتیں نہیں دکھلا سکیں گے اور ہرگز نہیں دکھلا سکیں گے۔

ہاں مجھے یاد آیا کہ میر محمد اسحاق صاحب نے قادیان میں تقریر کرتے ہوئے یہ بھی کہا تھا کہ عاجز اپنے خطوں میں عہدہ کا طلبگار رہا ہے۔ میں اس امر کو بھی اپنے چیلنج میں شامل کر لیتا ہوں۔ اب احباب ہی مجھے بتائیں کہ ان کھلی کھلی تحریروں کے ہوتے ہوئے جن میں نہ صرف یہ کہ اثر ورسوخ کا ذکر تک نہیں بلکہ اس کے خلاف عدم اثر وعدم رسوخ کا پرزور الفاظ میں اقرار ہے اور جن میں نہ صرف یہ کہ جماعت سے علیحدگی کا اشارہ تک بھی نہیں۔ بلکہ برعکس اس کے جماعت کا باقاعدہ فرد ہونے پر زور ہے۔ کیوں اعلان میں اس عاجز کی طرف غلط طور پر یہ دونوں باتیں منسوب کی گئیں ہیں۔ مہربانی فرما کر مجھے بتلایا جائے کہ یہ فعل خلیفہ صاحب کے شایان ہے

اور مجھے یہ بھی جماعت بتلائے کہ اگر میں اس طریق کو خلاف تقویٰ طریق کے نام سے موسوم کروں تو میں حق بجانب ہوں یا نہیں۔ کیا خلیفہ کی طرف سے اس قسم کی صریح غلط بیانی کا ارتکاب حیرت میں ڈالنے والا نہیں۔ میرے نزدیک تو ایک غور کرنے والے شخص کے لئے میرے سچا ہونے پر ان کا یہ فعل ہی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ یہ اظہر من الشّمس ہے کہ اثر و رسوخ کے ادعاء کے الفاظ زائد کرنے سے بغیر اس کے اور کوئی غرض نہیں ہوسکتی کہ جماعت یہ دیکھ کر کہ ایک شخص خلیفہ کے مقابل اثر و رسوخ کا دعویٰ کرتا ہے۔ فوراً بھڑک اٹھے اور نفرت کا اظہار شروع کر دے۔ چنانچہ اشارہ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ اس اعلان کے بعد الفضل میں یہ اعلان کر کے کہ عبدالرحمٰن مصری کا جماعتوں کو کھلا چیلنج ہے۔ اب دیکھیں جماعتیں اس چیلنج کا کیا جواب دیتی ہیں۔ اس غرض کی وضاحت کر دی گئی۔ لیکن سوال یہ ہے کہ یہ غیر مستحسن طریق کیوں اختیار کیا گیا اور کیوں جماعت میں منافرت پھیلانے کی کوشش کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ اس کی وجہ صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ کہ یہ سب کارروائی محض اس لئے کی گئی ہے کہ جماعت کی توجہ اس اصل وجہ کی تحقیق سے ہٹ جائے۔ جو میرے بیعت سے علیحدگی کا باعث ہوئی ہے۔ کیونکہ اس بات کو ہر شخص بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص کے خلاف دل نفرت کے جذبات سے بھر جائے۔ اس کی بات خواہ کتنی ہی سچی کیوں نہ ہو۔ اثر نہیں رکھتی۔ پس انہوں نے بھی انسانی فطرت کی اس کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جماعت کو میرے خلاف مشتعل کر کے احباب کے دلوں میں نفرت کے جذبات پیدا کر دیئے۔ تا کہ جس وقت یہ عاجز ان مبنی بر حقیقت نقائص کو بیان کر دے تو جماعت کے دل اسے رد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر وہ نقائص سچے نہ ہوتے تو انہیں اس فریب کے راستہ کو اختیار کرنے کی کبھی ضرورت پیش نہ آتی۔ بلکہ مومنانہ سادگی صاف گوئی اور تقویٰ سے کام لیتے ہوئے مجھے جرأت اور دلیری کے ساتھ یہ جواب دیتے کہ جو نقص تم نے میری طرف منسوب کئے ہیں وہ بالکل غلط ہیں۔ بیشک علانیہ ان کی تحقیق کر لو۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ فوراً ایک آزاد کمیشن بٹھانے کی رائے کا اظہار کرتے۔ لیکن ایسا کرنے کی بجائے تسلی چاہنے والے کے متعلق جماعت سے اخراج کا اعلان کر دیا جاتا ہے۔

اے صحابہ کرامؓ کے بروز کہلانے والی جماعت ایسے مواقع پر صحابہ کرامؓ کا جو طرز عمل ہوا کرتا تھا وہ آپ لوگوں کے سامنے رکھتا ہوں اور وہ یہ تھا کہ جب کسی مسلمان کو کوئی شکایت پیدا ہوئی اور خلیفہ وقت نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ تو وہ حضرت نبی کریم ﷺ کے صحابہؓ کو توجہ دلاتے تھے اور وہ فوراً خلیفہ وقت کے پاس جاتے اور ان شکایات کو پیش کرتے اور اگر انہیں درست پاتے تو خلیفہ

وقت سے ان کی تلافی کراتے اور خلیفہ وقت بھی علی الاعلان اپنی غلطی کا اقرار کرتا اور اس سے رجوع کا اعلان کراتا۔ پس صحابہ کرامؓ کے اس طرز عمل کو پیش کر کے میں بھی اپنی جماعت سے پرزور اپیل کرتا ہوں کہ وہ میری شکایات کو سننے کے لئے فوراً ایک آزاد کمیشن مقرر کرے، اگر وہ کمیشن میری شکایات کو سن کر میرے ساتھ متفق ہو جائے کہ ان شکایات کی موجودگی میں خلیفہ، خلیفہ نہیں رہ سکتا تو پھر وہ ان شکایات کی تحقیق میں اگر وہ شکایات صحیح ثابت ہو جائیں تو موجودہ اور آئندہ خلیفہ کے متعلق اپنا فیصلہ کرے۔ میں جماعت کو یقین دلاتا ہوں کہ جن نقائص کی وجہ سے میں بیعت سے علیحدہ ہوا ہوں وہ یقیناً خلیفہ میں موجود ہیں اور ان کے اثبات کے لئے میرے پاس کافی دلائل ہیں اور وہ ایسے نقائص ہیں کہ جن کی موجودگی میں کوئی شخص خلیفہ نہیں رہ سکتا۔ پس جماعت کا یہ فرض ہے کہ ان کی تحقیق کی طرف فوراً توجہ کرے۔ ورنہ وہ مجرمانہ خاموشی کی مرتکب ہوگی اور اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اس غفلت کی جوابدہ ہوگی۔ جب تک انہیں علم نہیں تھا۔ اس وقت تک وہ معذور تھے۔ لیکن اب جب کہ ان کے علم میں بات آ گئی ہے تو اب خاموشی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں انہیں قصوروار بنا دے گی۔

پس دوستو! اٹھو اور خوف کی چادر اتار کر مومنانہ دلیری سے کام لیتے ہوئے تحقیق شروع کر دو۔ خلیفہ کی اجازت کی اس میں قطعاً ضرورت نہیں۔ خلیفہ اور خاکسار کا مقدمہ جماعت کے سامنے پیش ہے۔ جماعت کا فرض ہے کہ وہ فریقین کے بیانات سن کر انصاف کے ساتھ اپنا فیصلہ کر دے۔ نہ کہ یکطرفہ بیان سن کر ہی ایک بھائی کے خلاف ڈگری دے دے۔ جیسا کہ اس وقت تک کیا گیا ہے۔ درست یاد رکھیں کہ اگر انہوں نے اس وقت دلیری سے کام لے کر تحقیق نہ کی تو وہ خلیفہ کو ان نقائص میں مبتلا رکھنے میں ان کے ممد و معاون بن کر اللہ تعالیٰ کے حضور خود مجرم قرار پائیں گے اور ان نقائص کی وجہ سے جو خطرناک نتائج جماعت میں پیدا ہو رہے ہیں۔ ان تمام کی ذمہ داری خود جماعت پر ہوگی۔

اے خدا تو گواہ رہ کہ میں نے وما علینا الا البلاغ کے ماتحت جماعت کو اس کے فرض سے آگاہ کر دیا ہے اور اب اگر وہ اپنے فرض کو شناخت نہیں کرتی تو یہ اس کا قصور ہے۔ میں اب بری الذمہ ہوں۔ ہاں میں اللہ تعالیٰ کے دوسرے ارشاد ذکّر کی تعمیل میں حسب توفیق وحسب استطاعت پھر بھی یاد کراتا ہوں گا۔ ”وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ“

خاکسار: عبدالرحمٰن مصری، مورخہ ۱۳ر جولائی ۱۹۳۷ء!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کھچواں نی

تشریح، مکمل مسلم

بخاری دا ڈنڈا

جناب عبداللطیف گجراتی

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کھینچواں نبی

پہلے نبی سارے گویا چمکدے ستارے سن
گویا اپنی قوم دی ہدایت لئی سارے سن
اک دوجے نالوں چنگے اللہ دے پیارے سن
ٹھنڈک ساڈے دل دی تے اکھیاں دے تارے سن
ساریاں تے لیاوناں ایمان ساڈا فرض اے
شرط اے ایمان دی تے دین دی ایہہ غرض اے
آمدرفت نبیاں دی انج سی جہان تے
برجو برجی تارے جویں پھرن آسمان تے
آفتاب نکلیا جاں عرب دے میدان تے
جھک گئے انوار اوہدے دنیا دے آسمان تے
چن تارے سارے اوہدی تاب اگے مات ہوئے
آب دار موتی اوہدی آب اگے مات ہوئے
غور کرو دوستو گل ایہہ ایمان دی
اکو گل کافی سارا جھگڑا مکان دی
صبح ویلے لوڑ کاہدی شمع نوں جگان دی
سارا جگ جان دا اے لوڑ نہیں سنان دی
دن دی روشنائی وچہ دیوا جنہیں بالیا
ایمان دا دیوالہ اونہیں کڈھ کے وکھالیا
عالماں نے پھول پھول ویکھیا قرآن وچہ
غور خوض کیتا بڑا نبی دے فرمان وچہ
کوئی نہیں حدیث نبی ظلی دے بیان وچہ
فیر کتھوں جمیا اے نبی ایہہ جہان وچہ

آیتاں نوں اگوں پچھوں کٹیا تے وڈھیانے
کھینچواں ایہہ نبی ڈھکو ڈھکی چک کڈھیانے
حدیث دیکھو ختم نبوت دے بیان وچہ
اٹ دی سی تھاں جو نبوت دے مکان وچہ
اوہدی تھاں تے آئے نبی آخری جہان وچہ
اوہدوں بعد آیا جہیڑا نبی قادیان وچہ
رہندی کھوندی کثر اوہنے کڈھ کے وکھائی اے
نظر پٹو کالی ہانڈی بوہے نال لائی اے
کہندائے جہاں رب نال میری ملاقات ہوئی
موسیٰ دی وی شان اودوں میرے اگے مات ہوئی
الہاماں دی فراوہدوں پچھے بڑی بہتات ہوئی
انج جویں میرے اتے وحی دی برسات ہوئی
بھل کے الہام جہیڑا میرے اتوں رہ گیا
رہندا کھوندا پھانڈا میری امت اتے پے گیا
نواں نواں بیت اک ہویا سی جناب دی
ہڈورتی اوس نے سنائی گل خواب دی
جنت وچہ وہناں بوتل بھری اے شراب دی
خوشبو کیوڑے دی تے رنگت اے گلاب دی
لاکے میں ڈیک اوہنوں غٹ غٹ پی گیا
چھڈیا نہ اک گھٹ جھٹ پٹ پی گیا
پیندیاں شراب آیا عجب سرور مینوں
نشے اتے نشہ آیا نشے کیتا چور مینوں
بھل گئے دنیا دے انارتے انگور مینوں
مذہب اتے آیا بڑا ناز تے غرور مینوں

سوچیا مرزائی ہو کے مذہب میرا سوتریائے
اکھ کھلی ویہناں کتے منہ وچہ موتریائے
دعویٰ کی نبوت دا ایہہ بچیاں دی چھیڑ اے
تھاں تھاں اج ہوندی نبیاں دی بھیڑ اے
مار دائے ڈھاک کوئی ماردا او کھیڑ اے
جیہو جیہا منہ اے تے اوہو جیہی چپیڑ اے
جیہو جیہنے کوہن والے تیہو جیہے نے کھان والے
جیہو جیہے نبی تیہو جیہے نے ایمان والے
میرے جیہا نبی کوئی ہویا نہیں جہان وچہ
سو سو حسین کہندا میرے گریبان وچہ
ایہہ وصف ہون یارو جیہڑے مسلمان وچہ
باقی دسو فرق کیہڑا کفر تے ایمان وچہ
غور کرو دوستو کجھ تے انصاف کرو
کافر تائیں کافر آکھو گل صاف صاف کرو
اک دن بیٹھیاں خیال مینوں آیا سی
نقطہ عجیب رب دل وچہ پایا سی
نحویاں مدینے اگوں ''ت'' نوں اڈایا سی
اوہدی تھاں تے نسبت والی ''سی'' نوں لگایا سی
مدینے تھیں قانون نال بن گیا اے مدنی
قادیان وچوں کیویں بن گیا اے قدنی
یاد اس ڈڈی والی تاہنی داستان آئی
ڈھگے دی جوریس نال کھریاں لوان آئی
نعلبند کہیا تینوں سوچ کی نادان آئی
توں بھلا کیوں اینویں پیراں نوں ونہان آئی
لیاری تے آئی بھلا دودھ چوان نوں
پھرڑ بھلا پچھو آئی اے گٹے بھنان نوں

حقیقت الوحی دے الہام دیکھے سارینے
معنی خیز جملے نہ سورتاں سیپارے نے
بجھارتاں نے ساریاں یا گونگے دے اشارینے
تپ دی یا گھوکی نال کیتے ہوئے بکارے نے
ٹٹے پھٹے جملے نہ سراے نہ پیراے
جے ایہو جیہا وحی اے تاں اللہ تیری خیر اے
آخری جو فیصلہ ثناء اللہ نال سی
اوہدے وچہ سچے اتے جھوٹھے دا سوال سی
سچا سی تے زندہ رہندا ایڈی کاہدی کاہل سی
اہدے واسطے رب کولے زندگی دا کال سی
حق اتے باطل وچہ آپے فرق ہوگیا
پہلے کمترین دا ای بیڑا غرق ہوگیا
عرشاں اتے سنیاں سی جس دا نکاح ہویا
آخر کار پٹی وچہ اس دا ویاہ ہویا
رن اوہ دیندا لیندا ہور کوئی راہ ہویا
ایناں ایس نبی دا نہ رب خیر خواہ ہویا
حق دار تائیں اوہدا حق تے دوا دیندا
اک وار مرزے تائیں صاحباں تے ملا دیندا
ہال ہال کر دے بجھ جاندے نے سرکار اگے
جنت وچہ جانا ئیں آو جھک جاؤ احرار اگے
کراں گے سفارش تہاڈی پرور دگار اگے
سرنوں جھکاندے او مراق دے بیمار اگے
تھوڑیاں ہی دناں توں کجھ مت گئی ماری نے
ڈنڈا جدوں چوپڑ کے چا پھیریا بخاری نے

عبداللطیف گجراتی!

بشیر پتر

مولانا سید داؤد غزنوی کی صدارت میں احرار تبلیغ کانفرنس لائل پور میں پڑھی گئی۔

کہہ کے نبی ہاں میں آپ مر گیائے پچھوں وختاں نوں پھڑیائے بشیر پتر
فوجاں دیکھ امیر شریعت دیاں ہویا لالیوں چٹا امیر پتر
گیا وچہ عدالت پیو پچھے کچھ کھڑیا احرار دلگیر پتر
ڑپھر آزادی نال سکدا نہیں جھوٹھے نبی دا جھوٹھا کبیر پتر
جددا بیڑا احرار اٹھا لیائے تددی آئی اے تیری تقصیر پتر
چلنا قادیان وچہ حکم اساں دا اے رہ گئی اے کجھ تاخیر پتر
ہیسی تیرے توں ودھ کے جرأت والی جٹی جھنگ سیالاں دی ہیر پتر
بن کے عمر ثانی بیٹھائیں قادیان وچہ اپنے آپ بنائیں بے نظیر پتر
جدوں ڈنڈا بخاری نے پھیریا چاہو جاسیں ولایت نوں تیر پتر
تیرے پیو تے عیش سی خوب کیتی الٹ گئی اے تیری تقدیر پتر
دنیا سب دشمن تیرے مذہب دی اے کرہن کوئی ہور تدبیر پتر
آکے سامنے گل نہیں اک کردا گھر بیٹھائیں سوربیر پتر
تیرا ساتھ نہیں ہند وچہ کسے دینا کلا پھریں گا تھاں تھاں بے پیر پتر
مددگار تیرا کیہڑا وچہ دنیا اکو ہے ظفر اللہ شہتیر پتر
آبن مسلم چھا جادنیا اتے کیوں ہویائیں ذلیل حقیر پتر
ویکھ سبق آزادی دا اساں تائیں پیووالا نہ رکھ ضمیر پتر
کتھے نبی دے پتر غلام رہندے توں کیوں غیراں دا ہوا اسیر پتر
آکے توڑ غلامی دے جال تائیں پھڑ کے طارق دے وانگ شمشیر پتر
ماں دے پیٹ وچہ گلاں ایں کرن والا پہلاں جمن توں پیودا مشیر پتر
کیہڑے نبی جہاد حرام کیتا ذرا پیو دی ویکھ تحریر پتر
کرنائیں کم توں جیہڑے وچہ قادیاں دے سب کجھ ویکھدا ائے رب بصیر پتر
لکسی عیش آرام دا پتہ اودوں جدوں سڑیں گا وچہ سعیر پتر

مسلمان ہو جائیں پیونوں جھڑ جائیں ڈنڈے والے دی سنیں تقریر پتر
مالی نہ ہوے بوٹا لان والا تیری نہ لبھے لیر لیر پتر
بھولے مسلم مرتد توں کر لئے نے دس کے موماناں والی تصویر پتر
ڈر جا قادر کریم تھیں ہو مسلم کر لے اپنی اچھی اخیر پتر
متے غم یا فکر دے نال کدھرے تینوں لگ جائے بواسیر پتر

محکوم مسلم

یہ نظم امیر شریعت کی صدارت میں مقام راولپنڈی میں پڑھی گئی۔

دل بے چین بے سرت ہوندائے مسلم دیکھ کے حالت زار تیری
کدی رہی نہ کتے محکوم ہو کے جتھے رہی جماعت احرار تیری
دیکھ لے تاریخ اسلام بھانویں کدی ایہو جیہی تیرے نال ہوئی نہیں سی
قبضے تیریوچہ ملکاں دے ملک ہیسن کتھے دس ملی تینوں ڈھوئی نہیں سی
اج جناں کھناں تینوں گھور لیندآ اوندا تیرے مقابلے کوئی نہیں سی
جیہڑی قوم بھل تیرے نال لڑن آئی ہو ذلیل خوار اوہ موئی نہیں سی
دشمن دیکھ تینوں قد میں ڈگدے سن ایسی ہوندی سی ہیبت جرار تیری
اج غلاماں دا ہو یا غلام ہیں توں پھڑ کے بردے نوں تخت بٹھان والے
اج تیرے تے یار دے سب چھاپا شکل لکھاں نوں دس ہٹان والے
ڈرنائیں اج توں ویکھ ٹٹینیاں نوں بلدی اگ چوں لنگھ جان والے
اج وے اپنی جان دا فکر تینوں کدی غیراں دی جان بچان والے
بانگاں تیریاں ہویاں نے بند کدھرے ہوئی مسجد اے کتے مسمار تیری
سن لے چودھویں صدی دیا مسلماناں تینوں سچ گلاں اج سنانیاں نے
گلاں دساں گا تینوں میں تیریاں ئی اپیر تیراں سو سال پرانیاں نے
اج توں باطل پرستاں دا ساتھ دینائیں حق دل تکیں نظراں کانیاں نے
پاگل کدوں کو آوے گی سمجھ تینوں گلاں بریاں تو کدوں گوانیاں نے

ہوجا رب دا توں رب تیرا ہوسی اوہو وجے گی فیر للکار تیری
اج برچھے دکھاندائے کوئی تینوں بند کرئی اے تیری زبان کردا
گھیرا پاکے لکھاں نوں پھڑن والے تیرا پچھا اے اج جہان کردا
کاہدا نشہ پی کے ہویا مست ہیں تو کیوں نہیں بچن دا کجھ سامان کردا
ہوندا کریم آزاد دل کھول کے تے دسدا فیر میں کچھ بیان کردا
تیرے وچہ اج غیرت نہ نظر آوے کتھے گئی مجاہدا اے خار تیری

بخاری داڈنڈا بطرز چھئی

جے چاہیں توں جان بچانی او مرزیا چاہیں تو جان بچانی
احراریاں دے آکھے لگ جا چھئی
تینوں تیز چھریاں نالوں دسن اومرزیا احرار دیاں سچیاں گلاں چھئی
آیا ویلا تے دساں گے تینو اومرزیا تے گن گن لیساں بدلے چھئی
کرگل میدان وچہ آ کے اومرزیا کیوں اندر وڑ رولا پاناں ایں چھئی
ایہہ صدا راج نہیں رہنا او مرزیا توں اچھی طرح جاننا ئیں چھئی
تینوں باپ وخت گیا پا اوبشیر دینا نبوت دا دعویٰ کر کے چھئی
توں چیلیاں دے کولوں مروانا ئیں اومرزیا احرار دیاں غازیاں نوں چھئی
تینوں مسلمان کر مرنا ئیں بشیر دیناں احرار دیاں ببر شیراں نے چھئی
نبی وکھرا تے سکہ تیرا وکھرا بشیر دیناں توں مسلمان باقی کاہدا ایں چھئی
پڑھو کلمہ مدینے والے نبی دا مرزائیو تے جھوٹھا نبی چھڈ وی دیہو چھئی
ناں نبی نہ نبی دے نے چیلے او بھائیو تجارتاں دی ایہہ وے کمپنی چئی
توں چھڈ دے پیو دا کھاہڑا او بشیر دیناں جے جنت وچہ جاونا ئیں چھئی
توں جے پیونوں نہیں چھڈنا بشیر دینا تے بسترا گول کر لے چھئی
توں ڈنڈا بخاری داناں جانیں بشیر دیناں جنہیں تیرے وٹ کڈھنے چھئی
دنوں دن پیا ہلکا ہونا ایں بشیر دینا پتر نبی کھینچویں دیا چھئی

تمت

نوٹ: پہلے شعر کی طرح ہر مصرعہ کو نصف (اومرزیا) تک پڑھ کر دوبارہ پڑھنا چاہیئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مرزائی احمدیوں کی شرمناک رسوائی

جناب عبدالقدیر امروہی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۲ کے شروع میں شریعت محمدیہ اور اقوال مرزائیہ میں جو مخالفت دکھائی گئی ہے یہ اس وقت دکھائی ہے کہ شہر مونگیر کی ایک مسجد سے قادیانی بحکم حاکم نکالے گئے ہیں اور ان کی طرف سے ہائی کورٹ پٹنہ میں یہ مقدمہ پیش ہوا ہے اور علمائے اسلام کی طرف سے مرزا کی مخالفت، اسلام سے دکھائی گئی ہے اور حکام عالیہ نے ملاحظہ کر کے مرزائیوں کے مسجد سے نکالے جانے کا حکم بحال رکھا اور ان کی رسوائی پر خوب روغن چڑھا دیا۔ مونگیر کے قریب بھاگلپور ہے۔ وہاں کے قادیانی مولوی عبدالماجد نے پورینی کے عیدگاہ پر دعویٰ کیا کہ یہ عیدگاہ ہماری ہے۔ اس میں مسلمان نہ آئیں۔ مگر حاکم نے مقدمہ خارج کر دیا۔ اب اس میں مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ مرزائی جماعت وہاں منہ بھی نہیں دکھاتی۔ یہ قدرتی حکم اور جگہوں کے لئے نظیر ہو گیا اور دو جگہ انہیں اسی قسم کی اور رسوائی ہوئی۔ چنانچہ کٹک میں بھی مرزائیوں کے مسجد سے نکالے جانے کا مقدمہ اہل اسلام نے دائر کیا اور وہی مونگیر والے مقدمہ کی مثل منگا کر پیش کی۔ وہاں کی مسجد سے بھی مرزائی نکالے گئے اور مرزائیوں کو تین جگہ رسوائی ہوئی۔

موریشش افریقہ کی مسجد سے مرزائیوں کا نکالا جانا

افریقہ جنوبی کے شہر موریشش میں قادیانیوں نے غلبہ کیا تھا اور تیس چالیس مسلمانوں کو بہکا کر مرزائی بنالیا تھا اور کئی مسجدوں پر قابض ہو گئے تھے۔ مولانا عبداللہ رشید صاحب امام جامع مسجد نے مسلمانوں سے مقدمہ دائر کرایا اور مرزائیوں نے بڑے زور سے دعویٰ کیا کہ ہم اہل حق ہیں۔ ضرور جیتیں گے۔ اگر نہ جیتیں تو ہم جھوٹے ہیں۔ تقریباً دو سال تک مقدمہ چلتا رہا۔ اس میں مولانا عبداللہ رشید صاحب نے بڑا کام کیا۔ مونگیر سے مقدمہ مذکور کی نقل منگا کر پیش کی۔ وہاں کا قادیانی مولوی انگریزی دان بی۔ اے تھا اور اپنے بیرسٹر کو سوالات لکھ کر دیتا تھا۔ مگر جناب مولانا عبداللہ رشید صاحب نے وہ محنت اور توجہ کی کہ اس کی انگریزی دانی سب رد ہوگئی۔ جناب امام صاحب کے اظہار چھ مہینے سے زیادہ ہوتے رہے۔ یعنی مسلمانوں کے دعویٰ کا ثبوت بیان کرتے

رہے اور مونگیر میں ان کے خطوط برابر آتے تھے اور حضرت مولانا مونگیریؒ کامیابی کی دعاء فرماتے تھے۔ قادیانیوں کی طرف سے ہر طرح کے دھوکے دیئے گئے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مولانا کی ہمت وکوشش اور حضرت مولانا کی دعاء سے گروہ حقہ اہل اسلام کو فتحیاب کیا اور فرقہ گمراہ مرزائیہ اپنے اقرار اور جھوٹے دعویٰ کے بموجب ذلیل وخوار ہوا اور جس روز مقدمہ فتح ہوا۔ اس کے دوسرے روز اس فتح یابی کا تار مونگیر پہنچا۔ جس مسجد پر پانچ سال سے مرزائیوں کا قبضہ تھا اس سے نکالے گئے اور وہاں کی تمام مسجدوں میں جانے سے قطعی ممانعت کردی گئی۔ اب وہاں مرزائیوں کا نہ وعظ ہے اور نہ کچھ تذکرہ ہے۔ یہ چار رسوائیاں یکے بعد دیگرے قادیانیوں کو ہوئیں اور مرزائے قادیان کی کذابی کا کامل ثبوت ان کے اقرار کے بموجب ہوگیا۔

جناب مولانا عبداللہ رشید صاحب نے ایک رسالہ رد قادیانی میں خود لکھ کر وہاں شائع کیا۔ اس کا نام ’’الفرقان بین وحی الرحمٰن ووحی الشیطان‘‘ ہے اور ایک رسالہ جسے خلاصہ فیصلہ آسمانی کہنا چاہیئے۔ انگریزی زبان میں لکھا ہوا مونگیر میں تھا۔ اسے منگا کر چھپوایا اور شائع کیا۔ اب وہ مکرر بنگال میں چھپا ہے۔ وہ مونگیر سے ملے گا۔ چونکہ اس کے مؤلف عربی اور انگریزی دونوں میں کامل تھے۔ اس لئے نہایت عمدہ رسالہ لکھا ہے۔ افریقہ میں ایک قادیانی نے اپنے جاہلانہ خیال کے بموجب صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۴ کے جواب میں ایک چھوٹا سا رسالہ لکھا تھا۔ مولانا عبداللہ رشید صاحب نے اسے مونگیر بھیجا۔ اس کا جواب صحیفہ رحمانیہ نمبر۲۱ میں دیا گیا۔ جس کا عنوان خاتم النبیین ہے اور بہت شائع ہو چکا ہے۔ جس میں ختم نبوت کے سوا مرزا کی دہریت ثابت کی گئی ہے۔

دوسرے طریقے سے مرزائیوں کی رسوائی

اور امام مہدی اور مسیح موعود علیہ السلام کا ذکر

مرزائی عام مسلمانوں کو اس طرح فریب دیتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود کا آنا سب مسلمان جانتے ہیں۔ وہ مہدی اور مسیح موعود آگئے۔ قصبہ قادیان ملک پنجاب میں ان کا مکان ہے۔ ان پر ایمان لاؤ۔

مسلمانو! اس پر ایمان رکھو کہ امام مہدی اور مسیح موعود جن کے آنے کی خبر ہے۔ وہ ہرگز نہیں آئے جو کوئی کہتا ہے کہ آ گئے وہ محض جھوٹا ہے اور مسلمانوں کو فریب دیتا ہے اور اس کا بھی پورا یقین کرلو کہ جسے یہ امام مہدی اور مسیح موعود کہتے ہیں۔ وہ بڑا جھوٹا اور فریبی اور بے دین دہریہ شخص ہے۔ اب میں مختصراً ان کے جھوٹے ہونے کی دلیل بیان کرتا ہوں۔ اچھی طرح غور سے دیکھئے اور ان کے جھوٹے ہونے کو ملاحظہ کیجئے۔

سچے امام مہدی اور مسیح موعود کے آنے کی علامت یہ ہے کہ جس وقت وہ آئیں گے اس وقت تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔ یہ بات حدیث میں آئی ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی کہتا ہے۔ چنانچہ (ایام صلح ص۱۳۶، خزائن ج۱۴ص۳۸۱) میں لکھتے ہیں کہ ’’اس پر اتفاق ہو گیا ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ ملل باطلہ ہلاک ہو جائیں گے۔ راست بازی ترقی کرے گی۔‘‘ قادیانی مسیح نے تین علامتیں مسیح موعود کے آنے کی بیان کیں اور اس پر خیال رہے کہ یہ تینوں علامتیں حضرت مسیح کے نزول کے وقت بیان کر رہے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ان کے نزول کا یہ اثر دنیا پر ہوگا کہ تمام دنیا کے کافر مسلمان ہو جائیں گے اور ایمان لے آئیں گے۔ یہ بات نہیں ہے کہ ان کی برسوں کی سعی اور کوشش اور ان کی خونریزی اور ان کے خلفا کے کوشش سے کافر مسلمان ہوں گے۔ اب دیکھا جائے کہ قادیانی مسیح کے نزول کو تیس برس سے زیادہ ہو گیا۔ بارہ برس انہیں مرے ہو گئے اور ان کے خلیفہ بے انتہاء کوشش کر رہے ہیں۔ مگر ان کی کوشش سے ایک گاؤں میں بھی اسلام نہیں پھیلا بلکہ کروڑوں مسلمان عیسائی ہو رہے ہیں۔ آریہ ہو رہے ہیں۔ قادیانی ہو رہے ہیں۔ کسی دین باطل کے سو پچاس کافر بھی مسیح قادیان کی وجہ سے اور نہ ان کے خلیفہ کی کوشش سے مسلمان ہوئے۔ بلکہ مسلمانوں کو کافر کر رہے ہیں۔

نہایت ظاہر ہے کہ راست بازی کی جگہ مرزائے قادیان کے وقت سے جھوٹ اور فریب اور ہر قسم کی آفتیں اور امراض ہندوستان پر آ رہے ہیں۔ کوئی وقت خالی نہیں جاتا۔ اس سے بالیقین معلوم ہو گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے قول سے مہدی اور مسیح ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یقینی

جھوٹا ہے اور اس کے ماننے سے یہ سب بلائیں پھیل رہی ہیں۔ تفصیل اس کی چشمہ ہدایت میں دیکھئے اور اسی خانقاہ رحمانیہ مونگیر سے منگائیے۔ (نوٹ: چشمہ ہدایت احتساب قادیانیت کی جلدوں میں شائع ہو چکا ہے۔ مرتب)

تیسرے طریقے سے مرزائیوں کی رسوائی

مرزا احمد بیگ مرزائے قادیان کا ایک رشتہ دار ہے۔ اس کی لڑکی محمدی بیگم، مرزا کے لڑکے کی سالی تھی۔ اسے مرزا نے کہیں دیکھ لیا اور پسند آ گئی۔ اس کے باپ سے نکاح کا پیغام کیا۔ یہ پیغامی خط ۱۰؍مئی ۱۸۸۸ء کے اخبار نور افشاں میں چھپا ہے اور مرزا قادیانی نے اپنے رسالہ (کمالات اسلام ص۵۷۲، خزائن ج۵ ص۵۷۴) میں نقل کیا ہے۔ اس کے باپ نے دو وجہ سے انکار کیا۔ ایک یہ کہ اس کا مذہب خراب ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ کم سن لڑکی تھی اور یہ سن رسیدہ اور بیوی بچے رکھنے والے تھے۔ اس لئے مرزا احمد بیگ نے نکاح سے انکار کیا اور دوسرے شخص سے نکاح کر دیا۔ اب مرزا قادیانی نے اس کے ڈرانے دھمکانے کے لئے پیشین گوئیاں کرنا شروع کیں اور اس لڑکی کو منکوحہ آسمانی مشہور کیا۔ یعنی اس کا نکاح آسمان پر اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ پڑھا دیا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ دھمکی تھی۔ اس الہام سے عوام یہ سمجھیں گے کہ جب اللہ نے اس کا نکاح پڑھا دیا ہے تو وہ ضرور مرزا قادیانی کے نکاح میں آئے گی۔ اس کی تائید میں اس کی نسبت اٹھارہ انیس برس تک نہایت اعتماد اور وثوق سے اپنا الہام بیان کرتے رہے کہ وہ میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔“ (ازالۃ الاوہام ص۳۹۶، ۳۹۷، خزائن ج۳ ص۳۰۵)

اور ۲؍مئی ۱۸۹۱ء کے اشتہار مطبوعہ حقانی پریس لدھیانہ میں لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ کی طرف سے یہی قرار پا چکا ہے کہ وہ لڑکی اس عاجز کے نکاح میں آئے گی۔“ (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۱۹) مگر وہ ان کے نکاح میں نہ آئی اور نہایت علانیہ طور سے تمام دنیا پر مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر کے تمام مرزائیوں کو رسوا کر دیا۔ یہ یقینی رسوائی ہوئی کہ مرزائی بھی اس کا اقرار کرتے ہیں۔ اب یہ مرزائی اپنا کفر اسلام میں پھیلا کر اپنی سرخ روئی دیکھنا چاہتے ہیں۔ افسوس اس بے

حیائی پراس کی پوری تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اوّل سے معلوم ہوگی۔ جس سے ظاہر ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا توریت مقدس اور قرآن مجید سے بالیقین ثابت ہے۔

چوتھے طریقے سے ان کی رسوائی

مرزا قادیانی نے اس فرضی منکوحہ کے نکاح سے پہلے اس کے شوہر کے مرجانے کے لئے ڈھائی برس کی میعاد مقرر کی تھی۔ یعنی یہ پیشین گوئی کی کہ اگر مرزا احمد بیگ اس سے نکاح کر دے گا تو ڈھائی برس کے اندر اس کا یہ شوہر مر جائے گا۔ مگر اس مدت میں وہ نہ مرا اور مرزا جھوٹے ہوئے اور مسلمانوں نے ان کے جھوٹے ہونے کا شہرہ کیا۔ اس پر انہوں نے بہت باتیں بنائیں اور دوسری پیشین گوئی کی کہ اس کا شوہر میری زندگی میں ضرور مرے گا اور اس کی بیوی میرے نکاح میں بالیقین آئے گی۔ اس پر انہیں اس قدر وثوق تھا کہ اپنے رسالہ (انجام آتھم ص۳۱، خزائن ج۱۱ ص۳۱) میں لکھا ہے کہ: ''اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیشین گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آ جائے گی۔'' یعنی اگر میں جھوٹا ہوں تو منکوحۂ آسمانی کا شوہر میرے سامنے نہ مرے گا اور میں اس کے سامنے مرجاؤں گا اور اس کے (ضمیمہ ص۵۴، خزائن ج۱۱ ص۳۳۸) میں یہ لکھا ہے کہ: ''اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ (یعنی منکوحہ آسمانی کا شوہر میرے سامنے نہ مرا) تو میں ہر بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔''

اب قدرت خدا ملاحظہ کیجئے کہ مرزا قادیانی نے اس پیشین گوئی کی صداقت چار طریقوں سے بیان کی ہے اور اسے خدا کا سچا وعدہ کہا ہے۔ مگر یہ پیشین گوئی بھی پوری نہ ہوئی۔ یعنی احمد بیگ کا داماد نہ مرا اور مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے بدترین خلائق اور جھوٹے ثابت ہوئے۔ اور اپنے خدا کو جھوٹا اور وعدہ خلاف ثابت کیا اور جھوٹ کا ثبوت بھی اس طرح ہوا کہ مرزا قادیانی کو مرے ہوئے بارہ برس سے زیادہ ہوگئے اور اس منکوحہ آسمانی کا شوہر اب تک زندہ رہ کر

مرزا قادیانی کا اقراری جھوٹا ہونا دنیا کو دکھا رہا ہے اور مرزائیوں کو دنیا میں رسوا کر رہا ہے اور انہیں کچھ شرم نہیں آتی۔ ایسے بیحیا جو ایسے علانیہ کذاب کو بعض مجدد اور اس کی جائے موت لاہور کو (نعوذ باللہ) مدینہ اور قادیان کو مکہ مان رہے ہیں اور بعض نبی اور رسول مقتدی مان رہے ہیں اور ایسی علانیہ کذابیوں کو نہیں دیکھتے جو آفتاب کی طرح چمک رہی ہیں۔ باایں ہمہ مسلمانوں میں اشاعت اسلام کے مدعی ہو کر ان سے روپیہ لوٹ رہے ہیں۔ ’’استغفر اللہ‘‘ اس علانیہ جھوٹ اور فریب کو ہمارے بہت مسلمان بھائی غور نہیں کرتے اور روپیہ برباد کر رہے ہیں۔

بھائیو! مرزا قادیانی کی کذابی اور مرزائیوں کی رسوائی بہت طریقوں سے ثابت کی گئی ہے اور مشتہر ہو رہی ہے۔ مگر یہاں بغرض اختصار صرف چار طریقے بیان کئے گئے جو حیادار کے لئے بہت کافی ہیں۔ اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ فیصلہ آسمانی ہر سہ حصہ، دوسری شہادت آسمانی، محکمات ربانی، مسیح کاذب اور صحائف رحمانیہ بائیس نمبر تک خانقاہ رحمانیہ مونگیر میں چھپ چکے ہیں اور بہت رسالے مطبع اہل حدیث امرتسر میں چھپے ہیں۔ مثلاً تاریخ مرزا، نکاح مرزا وغیرہ انہیں منگا کر دیکھئے اور نہایت خیرخواہانہ کہتا ہوں کہ مرزا قادیانی سے علیحدہ ہو جئے۔ خصوصاً فاضل مبلغ قادیانی کلکتہ سے التماس ہے۔ ورنہ ان کتابوں کا محققانہ جواب لکھیں۔ مگر یہ یقینی بات ہے کہ ان رسالوں کا جواب تو آپ کیا دیں گے۔ تمام دنیا کے مرزائی جواب سے عاجز ہیں۔ اس مختصر تحریر کے جواب سے آپ بالکل عاجز ہیں۔ آپ کے اشتہار عیدی کے جواب میں خیرخواہانہ دو رسالے بھیجے گئے ہیں۔ دوسری شہادت آسمانی اور محکمات ربانی انہیں دیکھ کر تو آپ کے یہاں محرمی ماتم زور شور سے ہوا ہوگا۔ اگر آپ خوف خدا کو دل میں لاکر ان حقانی رسالوں کو ملاحظہ کریں گے۔ بالیقین مرزا قادیانی کو جھوٹا جانیں گے۔ پہلا رسالہ ایک سو سولہ صفحہ میں ہے۔ اس میں نہایت مدلل طرز سے مرزا کا جھوٹ اور فریب اور جہالت ثابت کی گئی ہے اور دوسرا رسالہ ایک سو آٹھ صفحہ میں ہے۔ یہ رسالہ بھی نہایت قابلیت کے ساتھ لکھا گیا ہے۔

مولوی عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری نے حصہ دوم فیصلہ آسمانی کے جواب میں ایک رسالہ لقائے ربانی لکھا تھا۔ اسی کے رد میں یہ رسالہ لکھا گیا ہے۔ اس میں علاوہ دندان شکن جواب ہونے کے مولوی عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری کی جہالت فریب دہی، دروغ بیانی بھی کھول کھول کر دکھائی گئی ہے اور اس القا کے جواب میں اور رسالے بھی لکھے گئے ہیں۔ مثلاً صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۰ جس میں القا کے چند سطروں میں دس عظیم الشان غلطیاں دکھائی ہیں اور صحیفہ رحمانیہ نمبر۱۱،۱۲ اس میں ان کی بد دیانتیاں اور نافہمیاں دکھائی ہیں اور مولوی صاحب نے اس وقت تک کسی کا جواب نہیں دیا اور نہ دے سکتے ہیں۔

مسلمانو! غور کرو اور سمجھو! مرزا غلام احمد قادیانی کا فتنہ معمولی فتنہ نہیں ہے۔ جس سے غفلت برتی جاسکے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے اپنے ان عقائد سے اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ حامیان اسلام اور معاونان دین محمدی اس غارت گر دین وایمان کا پوری قوت سے مقابلہ کریں اور سمجھ لیں کہ اس قسم کے مفتری اور فتنہ پرداز سابق زمانوں میں بھی ہوتے رہیں اور ان کے زمانہ کے اہل اسلام نے بھی پوری قوت سے احقاق حق کیا ہے۔ اگر تم نے اس جماعت سے غفلت برتی یا اس کے فتنہ کو معمولی فتنہ سمجھا تو یاد رکھو کہ خداوند عالم اس دین کی حمایت کرے گا اور اس کو اس جماعت کی ابلہ فریبیوں سے محفوظ رکھے گا۔ مگر تم حمایت اسلام کے اجر جزیل سے محروم رہ جاؤ گے۔

ہمارا کام سمجھانا ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کی ایسی کھلی کھلی غلطیاں دکھائیں جن سے معمولی فہم والا بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی کذابی اور دروغ پر مطلع ہوکر اس دام فریب سے محفوظ رہے۔ لیکن اگر تم اس پر بھی غور نہ کرو تو تم جانو اور تمہارا کام۔

الراقم: محمد عبدالقدیر امروہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رشد و ہدایت

بجواب

کفر و ضلالت

ابو المحاسن محمد ارشد

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

نحمد اللّٰه العظیم ونصلی علیٰ رسوله الکریم!

مہربان، مخلصان، دشمن ایمان۔ السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ! میں نے بنظر خیرخواہی آپ کے پاس ہدایت نمار سالے بھیجے تھے تا کہ آپ اس وقت کے دجالی فتنہ کی واقعی حالت کا معائنہ کر کے اس سے علیحدہ ہو جائیں اور راہ مستقیم اختیار کریں۔ مگر آپ کے نامۂ پرغضب سے معلوم ہوا کہ آپ ''ختم اللّٰه علیٰ قلوبهم وعلیٰ سمعهم '' کے گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ جنہیں خدا اور رسول کے کلام سے بھی ہدایت نہیں ہوئی اور اس تیرہ سو برس کے عرصہ میں متعدد نفس پرست بظاہر قرآن وحدیث کو مان کر ''فمن اظلم ممن افتریٰ علیٰ اللّٰه کذباً '' کے مصداق بنے اور بہت مخلوق کو اپنا پیرو بنا کر انہیں جہنم کا مستحق بنایا۔ اسی طرح آپ کے گمراہ کرنے والے نے حضرت سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والثنا کی چالیس کروڑ امت کو جسے اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں ''خیر امة ''یعنی بہترین امت کا خطاب دے چکا تھا۔ انہیں کافر اور جہنم کا مستحق ٹھہرا کر صداقت کلام الٰہی اور عظمت وشان محمدی کو پامال کیا۔ اب آپ اس کی تائید میں مخصوص امت محمدیہ یعنی سچے حضرات صوفیائے کرام اور اولیاء اللہ جن میں حضرت جنید، حضرت شبلی، حضرت غوث جیلانی، حضرت معین الدین چشتی، حضرت بہاؤالدین نقشبندی علیہم الرحمۃ داخل ہیں ان مقبولان خدا پر جھوٹے الزام لگا کر وعید ''من عادیٰ ولیا فقد اذنته بالحرب '' کے مستحق ہو گئے۔ بایں ہمہ اپنے مقتداً دجال وقت کے کسی الزام کا جواب نہ دے سکے اور ان کے جھوٹا ہونے اور بے انتہاء کذابی کو تسلیم کر کے الزامی جواب یہ دیا کہ اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خدا اور اس کا رسول یہاں تک کہ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام (جن کی پیروی کے لئے ارشاد خداوندی ہوا) ''واتبعوا ملة ابراهیم حنیفا '' وہ بھی جھوٹ بولتے ہیں۔ پھر اگر دوسرا جھوٹ بولے تو اس کیا الزام ہے۔ (اس میں جو کچھ اسلام کی بیخ کنی ہے وہ ہر ذی عقل پر ظاہر ہے) یہ تو آپ کی تمام تحریر کا نتیجہ ہے۔ اب میں آپ کے الزامات کا مختصراً جواب بھی آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو آپ نے اپنی کور باطنی سے ایک علامہ زمان، مجدد دوران، ہادی مضلان، رہنمائے گم گشتگان پر لگائے ہیں۔ جس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ میں نے جو بغرض خیرخواہی بعض رسالے آپ کے پاس بھیجے تھے اس سے آپ کو غصہ ہوا اور اس غصہ نے ان رسالوں کو سمجھنے نہ دیا اور اپنے مقتداً گمراہ کنندہ کی صداقت بھی ثابت نہ کر سکے۔ اس لئے طیش میں آ کر ایک ایسے بزرگ پر جھوٹے الزام لگائے جن کے فیض ہدایت سے ایک عالم مستفیض ہوا اور

ہورہا ہے۔ معلوم کر لیجئے کہ ان کے فیض سے ہزاروں مسلمان عیسائی ہونے سے محفوظ ہیں۔ کتنے کرسٹان مسلمان ہوئے اور پادریوں کا وہ زورشور اور ہر شہرو دیہات میں جابجا بہکانا بند ہوگیا۔ یہ تو اس صدری کے شروع میں ہوا اور اب صدی کے تہائی پر جدید مسیح کاذب اور اس کے پیروؤں کے فریب سے ہزاروں بلکہ لاکھوں مسلمان محفوظ رہے اور ایک جگہ کے نہیں، اکثر ہندوستان کے، بنگال کے، عرب شریف کے، برہما اور رنگون کے، ملک افریقہ کے، مسلمان آپ کے لاجواب رسائل اور خطوط دیکھ کر اس گمراہی سے بچے اور بہت ناواقف جوان کے دام میں آ کر اپنا ایمان تباہ کر چکے تھے وہ توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئے۔ آپ کی ہدایت اور اثر صحبت سے ہزاروں بے نمازی، نمازی ہوگئے۔ بہت رند مشرب نشہ خوار نہایت راست باز صالح دیندار ہوگئے۔ مگر آپ کے مرشد مرزا قادیانی کے وجود سے ساری دنیا کے مسلمان کافر ہوگئے۔ کوئی کافر کی جماعت مسلمان نہ ہوئی جو مسلمان ان پر ایمان لائے۔ وہ پہلے اگر نیک تھے تو ان کے فریب میں آ کر احکام اسلام سے آزاد ہوگئے اور جھوٹ وفریب اور ترک صوم وصلوٰۃ کے عادی ہوگئے۔ یہ قدرت الٰہی کا نمونہ اللہ تعالیٰ نے سچے اور جھوٹے میں فرق دکھانے کے لئے ظاہر کیا۔ ہمارے حضرت پر آپ کا پہلا الزام یہ ہے کہ پادری فنڈر عمادالدین وغیرہما نے جو الزامات حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگائے ہیں ان کا جواب نہیں دیا اور اپنے اس انکار پر قسم کھائی ہے۔ ’’لعنة الله علىٰ الكاذب الشقى‘‘ اب اس کے جوابات ملاحظہ کیجئے۔ مگر ذرا دل کو ٹھنڈا کر کے انصاف سے دیکھئے۔ (افسوس ہے کہ آپ کو انصاف اور حق طلبی سے کیا واسطہ۔ مگر میں اپنا کام کرتا ہوں۔ کوئی حق طلب دیکھے گا) پہلا جواب یہ فرمائیے کہ جن پادریوں کا نام آپ نے لکھا ہے ان کے اعتراضوں کے جواب آپ کے مرزا یا ان کے خلیفہ وغیرہ نے دیئے ہیں یا نہیں۔ اگر نہیں دیئے تو اس الزام کے بڑے مورد آپ اور آپ کی جماعت اور مقتدا ہیں۔ کیونکہ انہیں دعویٰ اسلام کے علاوہ تثلیث پرستی کے ستون کو توڑنے کا بھی دعویٰ ہے۔ ذرا چشمۂ ہدایت کو ملاحظہ کیجئے اور دوسروں کو الزام نہ دیجئے اور اگر آپ کی جماعت میں کسی نے جواب دیئے ہیں تو ہمارے اہل حق کے ذمہ اب یہ فرض نہیں رہا۔ خدا نے اپنی قدرت کا نمونہ دکھا کر جو درحقیقت مخالف اسلام تھے ان سے تائید اسلام کا کام لیا اور علماء حقانی کو ایک فرض سے سبکدوش کر دیا۔ ’’ذلك فضل الله يوتيه من يشاء‘‘ دوسرا جواب فرائض اسلامی دو قسم کے ہیں۔ ایک فرض عین، دوسرا فرض کفایہ۔ یعنی بعض فرائض اسلام وہ ہیں جن کا ادا کرنا ہر مسلمان کو ضرور ہے۔ جیسے نماز وروزہ اور بعض وہ ہیں جو بعض کے کرنے سے سب کے ذمہ سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے اور ان کے ذمہ وہ فرض نہیں

رہتا۔ جیسے نماز جنازہ اور حمایت اسلام۔ اب آپ اس کو معلوم کر کے اپنی بیخبری پر افسوس کیجئے کہ پادریوں کے جواب دینے کا فرض بہت اہل علم نے ادا کیا ہے۔ اس وقت میرے سامنے رسالہ مراسلات مذہبی اور پیغام محمدی رکھا ہے۔ اوّل رسالہ کے شروع میں صفحہ ۱۵ سے لے کر صفحہ ۵۳ تک ایک سوستاسی رسالوں کے نام اور ایک اخبار منشور محمدی کا ذکر ہے۔ یہ کل رسائل مخالفین اسلام کے جواب میں ہیں۔ اکثر رسائل پادریوں کے جواب میں اور بعض ہنود وغیرہ کے رد میں اور دوسرے رسالہ میں ستر رسالوں کے نام اور ان کی اجمالی حالت لکھی ہے اور ان کے مصنفین کے چھتیس نام بتائے ہیں۔ اس کے بعد صفحہ ۳۱۷ میں اجمالاً دوسو گیارہ رسالوں کی تعداد لکھی ہے اور اخبار منشور محمدی کا بھی ذکر کیا ہے۔ جو بنگلور علاقہ مدراس سے عرصہ تک صرف پادریوں کے جواب میں نکلتا رہا ہے۔ اس میں مضامین آپ کے چھپے ہیں۔ ۱۲۸۹ھ سے اس کا اجراء ہوا تھا اور عرصہ تک جاری رہا ہے۔ رسائل کے مؤلفون میں مرزا قادیانی اور حکیم نورالدین کا بھی نام ہے۔ مگر یہ اسلامی خدمت ان دونوں صاحبوں کی اس زمانہ کی ہے کہ اسلامی حد سے متجاوز نہیں ہوئے تھے۔ یعنی حکیم نورالدین مرزا قادیانی کے گروہ میں داخل نہیں ہوئے تھے اور مرزا قادیانی کو دعویٰ مسیحیت اور نبوت نہیں ہوا تھا۔ البتہ کچھ دلی خیال معلوم ہوتا تھا۔ جس کا ثبوت ان کے اس جھوٹے اشتہار سے ہوتا ہے۔ جو براہین کے پہلے حصہ میں بہت موٹے حرفوں میں لکھا ہے۔ اس بیان سے پوادر اور ہنود کا تو خاتمہ ہو گیا اور کامل طور سے ان دونوں گروہوں کا قلع وقمع مذکورہ رسائل سے ہو گیا۔ دیانندار تمام گروہ آریہ کی بیخ کنی بھی بخوبی ہو چکی ہے۔ مولانا امرتسری اور مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مناظروں میں شکست پر شکست دے رہے ہیں اور آریہ عاجز ہو رہے ہیں۔ کانپور کے مدرسہ الٰہیات میں یہی کام ہوتا ہے۔ چند رسالوں کے نام ملاحظہ کیجئے۔

رسائل حامیان اسلام ورد کفریات آریہ

نمبر	نام کتاب	نام مصنف کتاب	کیفیت
۱	حدوث وید	مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری	آریہ وید کو قدیم کہتے ہیں۔ لیکن اس رسالہ میں مصنف موصوف نے خود وید سے وید کا حدوث ثابت کیا ہے۔
۲	بحث تناسخ	فاتح قادیان	آریہ آواگون کے قائل ہیں۔ اس کا غلط ہونا اس رسالہ میں ثابت کیا ہے اور چونکہ مرزا محمود کا بھی اسلام کے خلاف یہی خیال ہے۔ لہٰذا ان کے خیال کا بھی یہی رد ہو گیا۔

۳	الہام	//	الہام کی تشریح اور آریوں کا رد ہے
۴	جہاد وید	//	
۵	سوامی دیانند کا علم وعقل	//	
٦	تبرا اسلام	//	دھرم پال کے رسالہ نخل اسلام کا جواب لائق دید ہے
۷	الہامی کتاب	//	وید اور قرآن مجید کے الہام پر بحث ہے
۸	حق پرکاش	//	دیانند کے ستیارتھ پرکاش کا مکمل جواب ہے
۹	ترک اسلام	//	رسالہ ترک اسلام کا جواب ہے
۱۰	تغلیب اسلام جلد...... (۱) جلد...... (۲) جلد...... (۳) جلد...... (۴)	فاتح قادیان جناب مولوی ابوالوفا ثناءاللہ امرتسری	یہ دھرم پال آریہ کے رسالہ تہذیب الاسلام کا جواب ہے
۱۱	مناظرۂ نگینہ	//	یہ مشہور مناظرہ ہے جو نگینہ میں مولانا فاتح قادیان سے ہوا تھا اور آریہ کو فاحش شکست ہوئی تھی

یہ گیارہ رسالے آریہ کے رد میں مولانا فاتح قادیان کے ہیں۔ جنہوں نے خاص قادیان کے اندر پہنچ کر مسیح قادیان پر فتح حاصل کی تھی اور جناب مسیح کاذب مارے خوف کے گھر سے باہر نہ نکلتے تھے تو دیانند اور اس کے پابند آریوں کی کیا ہستی ہے اور پھر یہ ایک رسالہ نہیں جو ایک توجہ کا نتیجہ ہو بلکہ گیارہ رسالے ہیں۔ میرے علم میں یعنی آریوں کے قلعہ پر گیارہ مرتبہ پورا حملہ آپ نے کیا ہے اور آریوں کے قلعہ پر دلائل حقانی کی گولہ باری کی ہے۔ مگر یہ دیکھ کر اور فاتح قادیان کا نام سن کر ہمارے مہربان میاں عبدالرحیم قادیانی کے حواس پراگندہ ہو گئے ہوں گے اور ان کے حواس بجانہ رہے ہوں گے۔ اب یہ تو بتایئے کہ آپ کے مرشد یا ان کے کسی مرید نے اتنے رسالے آریہ کے رد میں لکھے ہیں۔ اگر لکھے ہوں تو پیش کیجئے۔ ورنہ شرمندہ ہو کر مرزا قادیانی کی نسبت حمایت اسلام کا نام نہ لیجئے گا۔ اب میں رد آریہ میں دوسرے حضرات کے نام اور ان کے رسالے پیش کرتا ہوں اور دکھاتا ہوں کہ آریوں کا قلع وقمع پورے طور پر کر دیا گیا ہے۔ اب ہمارے کسی ذی علم کو ضرور نہیں ہے کہ دیانند اور دھرم پال کو پامال کرے۔

بقیہ رسائل رد آریہ

نمبر	نام کتاب	نام مصنف کتاب	کیفیت
١٢	اصلی ستیارتھ پرکاش مع تنقید	میاں عبدالغفور دھرمپال	اصل کتاب دیانند بانی مذہب آریہ کی ہے اور سوامی دھرم پال عبدالغفور صاحب نے آریہ کے اصول کے موافق اس کی ہر بات کا رد کیا ہے۔ انہوں نے آریہ ہو کر ان کے مذہب سے خوب واقفیت حاصل کی اور پھر اس کا رد کیا
١٣	رسائل اندر مجموعہ رسائل المسلم	میاں عبدالغفور صاحب غازی محمود دھرم پال	غازی صاحب نے رسالہ نکالا تھا جس کا نام المسلم ہے۔ پھر ان رسائل کے مضامین کو ایک کتاب میں جمع کیا جس کا نام رسائل اندر ہے۔
١٤	ست پرکاش	مولوی عبدالغفور دانا پوری	
١٥	آریہ کا بول تین حصہ	میاں عبدالعزیز عرف جگد مبا پرشاد دہلوی	آریوں کے رد میں نہایت عمدہ رسالہ ہے۔ تین حصوں میں۔
١٦	ٹریکٹ مدرسہ الٰہیات کانپور از نمبر ١ تا ٦		اس مدرسہ میں زبان بھاشا اور سنسکرت کی تعلیم کے لئے ایک پنڈت نوکر ہیں جو آریوں کے نہایت مخالف ہیں وہ طالبعلموں کو پڑھاتے اور اسی زبان میں ان سے بیان کرایا جاتا ہے اور جابجا انہیں بیان کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ یہ چھ ٹریکٹ بمنزلہ چھ رسالوں کے ہیں
١٧	مجادلۂ حسنہ	مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب مناظر بینظیر	اس میں وہ مناظرہ ہے جو امروہہ میں بابو رام چند دہلوی آریہ اور مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب سے ہوا تھا اور آریہ کو شکست فاحش ہوئی تھی۔ ان کے سوا اور بھی رسائل ہیں۔

یہ سترہ رسالے آریوں کی گمراہی کو نیست و نابود کرنے کے لئے بہت کافی ہیں۔ ان میں ایک رسالہ سرمہ چشم آریہ بھی ہے جسے مرزا قادیانی نے اپنی شہرت اور روپیہ کمانے کے لئے لکھا تھا۔ بہرحال اور حامیان اسلام نے دس دس گیارہ گیارہ رسالے لکھے۔ اب اگر مرزا قادیانی نے ایک رسالہ لکھا تو کون سے فخر کی بات ہوئی۔ دوسرے حامیان اسلام اس بات میں بھی ان سے

افضل و بہتر رہے۔ مگر مرزائی حضرات ایسے ضعیف الایمان ہیں کہ اتنے رسالوں کو کافی نہیں سمجھتے اور حضرت اقدس کو الزام دیتے ہیں کہ آپ نے کوئی رسالہ آریوں کے رد میں نہیں لکھا۔ کیسی بدحواسی یا دلی عداوت ہے کہ غیر ضروری بات کا الزام دے رہے ہیں۔ جب اس قدر رسالوں میں جن کا ذکر اوپر کیا گیا پادری فنڈر وغیرہ اور آریوں کے اعتراضوں کا جواب دیا گیا تھا تو اسلامی حمایت کا فرض ادا ہو چکا تھا۔ اب حضرت ممدوح اس طرف توجہ نہ کریں تو شریعت اسلام کے رو سے آپ پر کوئی الزام نہیں ہے۔ بلکہ اب جو آپ پر الزام لگائے وہ مجرم ہے۔ اس وقت میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے دجل وفریب سے مسلمانوں کو بچانا بڑا فرض اسلامی ہے۔ اس کو آپ پورے طور سے ادا کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو بہت کچھ فائدہ پہنچ رہا ہے۔ تیسرا جواب میاں عبدالرحیم خوب متوجہ ہو کر اور آنکھیں کھول کر اچھی طرح دیکھئے اور اپنی بیخبری اور بیجا تعصب پر افسوس کیجئے۔ حضرت ممدوح (مولانا محمد علی مونگیریؒ) عم فیضہم نے ایسی حمایت کی ہے اور متعدد پادریوں سے مناظرے کئے ہیں اور ان کے جواب میں وہ نادر رسالے لکھے ہیں کہ آپ کے مرزا قادیانی تو کیا لکھتے۔ کسی ذی علم نے آپ کے وقت میں نہیں لکھے۔ ایک وقت تھا کہ پادریوں نے بہت زور کیا تھا۔ رسائل واخبارات میں اسلام پر اعتراض برابر کرتے تھے۔ شہروں میں اکثر جگہ ہر ایک گلی کوچہ میں پادری پریچر اسلام پر اعتراض کرتے تھے۔ اس وقت آپ مستعد ہوئے اور کئی پادریوں سے آپ نے مناظرہ کر کے انہیں نہایت عاجز کیا۔ یہ واقعے کانپور اور علی گڑھ میں ہوئے۔ بڑے بڑے دعویٰ کر کے پادری آئے اور تھوڑی دیر میں بالکل عاجز ہو گئے۔ علی گڑھ کی جامع مسجد کا اور کوتوالی کے قریب کا واقعہ بہت مسلمان اور ہنود کے سامنے کا ہے۔ کانپور کے مدرسۂ فیض عام میں دو مرتبہ دو پادری آئے اور تھوڑی دیر میں دونوں عاجز لاجواب ہو کر گئے۔ مگر حضرت صاحب نے جو کچھ کیا اللہ کے واسطے کیا۔ مرزا قادیانی کی طرح بذریعہ اخبارات واشتہارات کے غل نہیں مچایا اور اپنی تعریف نہیں کی۔ مرزا قادیانی نے صرف ایک پادری آتھم سے کئی روز بحث کی اور نہایت برا نتیجہ ہوا۔ حضرت ممدوح نے علاوہ تقریر وتحریر کے بعض احباب کو تیار کیا تھا۔ وہ جابجا شہر کانپور میں جا کر پریچروں سے مناظرہ کرتے تھے اور انہیں بیان کرنے نہیں دیتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پادریوں نے جابجا کا وعظ کہنا چھوڑ دیا اور بھی تدبیریں کیں۔ جس سے پادری تنگ ہو گئے اور جس طرح مولانا رحمت اللہ مرحوم نے پادری فنڈر کا ناطقہ ہندوستان اور قسطنطنیہ میں بند کیا تھا۔ اسی طرح جناب ممدوح نے صفدر علی عیسائی اور پادری عماد الدین اور پادری فیلڈ بیرلو اور ٹھاکر داس پادری کا ناطقہ بند کیا تھا۔ آپ کے مرزا قادیانی کئی روز تک پادری آتھم سے مناظرہ

کرتے رہے اوراس میں جھوٹی پیشین گوئی کر کے آلہ آباد سے لے کر لاہور تک کے پادریوں کو خوشیاں کرنے اور مرزا قادیانی پر مضحکہ اڑانے کا موقع دیا۔ اس کا ذکر الہامات مرزا کے شروع میں کیا گیا ہے اور نہایت پرلطف اشعار[1] بھی لکھے گئے ہیں اور جہاں تک مجھے علم ہے۔ آپ کے رسائل پادریوں کے رد میں حسب ذیل ہیں۔

رسائل محمدیہ بجواب کفریات مسیحیہ

۱......ترانہ حجازی

پادری عمادالدین نے نغمۂ طنبوری میں چودہ سوال کئے ہیں اور ان کا جواب قرآن مجید سے مانگا تھا۔ اس رسالہ میں اس کے حسب خواہ قرآن مجید سے ان کا جواب دے کر آخر میں حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نبوت کو نہایت خوبی سے ثابت کیا ہے اور پھر عمادالدین سے سوالات کئے ہیں اور وہ ان کے جواب سے عاجز رہا ہے۔ اس پر مرزا قادیانی کے بڑے صاحبزادے نے حاشیہ لکھا ہے۔ یہ رسالہ پہلے ۱۳۹۵ھ میں مطبع کوہ نور لاہور میں چھپا تھا اور دوسری مرتبہ ۱۳۲۷ھ

---

[1] الہامات مرزا مطبوعہ بار چہارم کا ص ۲۸ سے ۳۰ تک ملاحظہ ہو۔ اس کے چند اشعار ہیں۔ جن میں پہلا شعر بہت ہی مناسب حال ہے۔

بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خودرا
عیسیٰ نتوان گشت بتصدیق خرے چند

ارے او خود غرض خود کام مرزا
ارے منحوس نافرجام مرزا
غلامی چھوڑ کر احمد بنا تو
بچھائے تو نے کیا کیا دام مرزا

عیسائیوں کی طرف سے جو اشتہارات نکلے ان میں ایک یہ تھا۔

ایسی مرزا کی گت بنائیں گے
سارے الہام بھول جائیں گے
خاتمہ ہوگا اب نبوت کا
پھر فرشتے کبھی نہ آئیں گے

اب زیادہ اشعار لکھنے سے ہمارے مخاطب زیادہ ناخوش ہوں گے اس لئے اور اشعار نہیں لکھتا۔

میں مطبع رحمانیہ مونگیر میں چھپا ہے۔ مطبع رحمانیہ مونگیر سے منگا کر دیکھ لیجئے اور اس کے مثل اپنے مرزا یا کسی مرزائی کا رسالہ دکھائیے۔

۲......مراۃ الیقین لاغلاط ہدایت المسلمین

پادری عمادالدین نے ایک رسالہ ہدایت المسلمین لکھا ہے۔ جس میں اس نے اسلام پر اعتراضات کئے ہیں۔ اس کی غلطیاں اور اس کے جھوٹ اس رسالہ میں دکھائے ہیں۔ ۱۳۰۰ھ میں مطبع نامی کانپور میں یہ رسالہ چھپا ہے۔ یہ دونوں رسالے چھپنے کے بعد عمادالدین اور دوسرے پادریوں کے پاس بھیجے گئے اور جواب کے لئے پانچ سو روپیہ کا اشتہار بھی دیا گیا تھا۔ مگر سب پادری جواب سے عاجز رہے۔

۳......تکمیل الادیان باحکام القرآن یعنی آئینہ اسلام

پادری صفدر علی نے رسالہ نیاز نامہ میں تعلیم عیسوی کی تعریف کی تھی اور تعلیم محمدیہ کا نقص دکھایا تھا۔ اس رسالہ میں اس کا جواب دیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ تعلیم موسوی اور عیسوی کی تکمیل تعلیم محمدی یعنی قرآن مجید سے ہوئی۔ ۱۳۰۱ھ میں مطبع نامی کانپور میں چھپا ہے۔

۴......دفع التلبیسات

اس میں نہایت خوبی سے حضرت سرور انبیاء ﷺ کی نبوت کو ثابت کیا ہے اور عیسائیوں کی انجیل کو انہیں کے اقوال سے غیر معتبر ہونا نہایت تحقیق سے ثابت کیا ہے اور درحقیقت تثلیث پرستی کے ستون کو توڑ دیا ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کے خیال میں تثلیث کا ثبوت ان کی انجیل سے ہوتا ہے اور جب اس کا بے اصل اور بے سند ہونا ثابت کر دیا گیا تو بالضرور تثلیث پرستی کا ستون توڑ دیا گیا اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ مسیح قادیان نے کچھ نہیں کیا اور مسیح موعود ہونے اور ستون توڑنے کا محض غلط دعویٰ کیا اور اس دعویٰ کی غلطی رسالہ چشمۂ ہدایت میں کامل طور سے بیان کی گئی ہے اور ہم نہایت دعویٰ سے کہتے ہیں کہ کوئی مرزائی اس کا جواب نہیں دے سکتا۔

۵......پیغام محمدی

اس بینظیر کتاب میں عجیب وغریب تحقیق سے عیسائیوں پر اعتراضات اور تعلیم محمدی کی خوبیاں بیان کر کے نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ تین حصوں میں لکھی گئی ہے اور صفدر علی عیسائی کے نیاز نامہ اور پادری ٹھاکر داس کے رسالہ عدم ضرورت قرآن کا نہایت عمدہ جواب ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۰۸ھ میں مطبع نامی کانپور اور دوسری مرتبہ بریلی میں پہلا حصہ چھپا ہے اور صفدر علی وغیرہ

عیسائیوں کے پاس بھیجا گیا ہے۔ اس کے لاجواب ہونے کو عیسائی پادریوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ ابھی دو واقعے ہوئے۔ ایک مونگیر میں اور ایک مظفر پور میں۔ مظفر پور کے پادری نے اس رسالہ کو دیکھ کر کہا کہ اس رسالے نے ہمارے تمام شبہات کو دور کر دیا جو ہمیں اسلام پر تھے۔ مگر نوکری سے مجبور ہیں۔ سو روپیہ کون دے گا جو ہم قبول اسلام کر لیں۔ یہی حال جدید مسیحیوں (قادیانیوں) کا ہے کہ دام میں پھنسنے کے بعد جب تر لقمہ کھانے کو ملنے لگا تو اس سے کیسے علیحدہ ہوں۔ یہ رسائل اگرچہ پادریوں کے مقابلہ میں لکھے گئے ہیں۔ مگر متعدد طریقہ سے اس خوبی سے نبوت حضرت سرور انبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ اور حقانیت مذہب اسلام کو ثابت کیا ہے کہ عیسائی، ہنود، آریہ وغیرہ تمام مخالفین کو لاجواب کر دیا ہے۔ البتہ پادریوں کے لئے تحقیقی اور الزامی دونوں طرح کے جواب ہیں اور دوسرے مخالفین کے لئے صرف تحقیقی جواب ہے اور حق پسند اور طالبین حق کے لئے اسی کی ضرورت ہے۔ اس لئے ان رسائل میں جس طرح پادریوں کے مقابلہ میں اسلام کی حقانیت ثابت کی گئی ہے۔ اسی طرح آریہ وغیرہ کے مقابلہ میں بھی ثابت کی گئی ہے۔ ہر ایک کے اعتراضات کا ان میں جواب ہے۔ البتہ کچھ سمجھ اور انصاف پسندی کی ضرورت ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ نواب مرشد آباد صاحب نے ایک میم سے نکاح کر لیا تھا اور وہ مونگیر ہی میں مقیم تھے۔ ان کی میم انہیں عیسائی ہونے کو کہتی تھی۔ نواب صاحب محلّہ دلاور پور کے معززین کے پاس آئے اور عیسائیوں کے رد کا رسالہ طلب کیا۔ انہیں یہی رسالہ پیغام محمدی دیا گیا۔ وہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور رسالہ اپنی میم کو دیا اور اس میم نے پادری کو دیا۔ پادری نے دیکھ کر کہا کہ یہ رسالہ تو ایسا ہے کہ لاٹ پادری بھی اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ اب آپ بتائیے کہ مرزا قادیانی نے کون سی کتاب لکھی جس میں یہ خوبیاں ہوں۔ ہرگز ہرگز نہیں البتہ لن ترانیاں اور جھوٹی تعلیاں بہت کی ہیں اور جو کچھ لکھا وہ روپیہ کمانے کے لئے لکھا۔ اس کی شرح آئندہ کی جاوے گی۔

۶...... ساطع البرہان

اس میں قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا ثابت کیا گیا ہے اور پادری عماد الدین کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

۷...... براہین ساطعہ

اس میں عیسائیوں کے عقائد کو دلائل قاطعہ سے رد کیا ہے۔

۸......مراسلات مذہبی

کانپور میں ایک بڑا زبردست مدعی اور مناظر پادری فیلڈ بیرلو آیا تھا۔ حضرت ممدوح (حضرت مونگیریؒ) نے اپنے خاص آشنا چوہدری مولابخش مرحوم کو اس کے پاس بھیجا اور تحریری مناظرہ اس سے قرار پایا۔ اس کے بعد چوہدری صاحب روزانہ حضرت کے پاس آتے تھے اور حضرت اقدس ان سے مضمون لکھواتے تھے۔ یعنی آپ بولتے جاتے تھے اور وہ لکھتے جاتے تھے اور لکھا ہوا مضمون پادری کے پاس جاتا تھا اور پھر اس کا جواب وہ بھیجتا تھا اور پھر حضرت اقدس اس کا رد لکھوا کر بھیجتے تھے۔ انہیں تحریرات کا مجموعہ دو حصوں میں مطبع نامی کانپور میں ۱۸۸۸ء میں چھپا ہے۔ اس میں بھی اہم اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہیں اور الوہیت مسیح اور تثلیث اور کفارہ کا بطلان کیا گیا ہے۔ چونکہ چوہدری صاحب مرحوم نے اس میں محنت کی تھی اور تعلیم یافتہ تھے۔ اس لئے آپ نے انہیں کے نام سے چھپوایا ہے۔ حضرت اقدس مرزا قادیانی کی طرح شہرت پسند نہیں تھے۔ اس لئے متعدد رسالے اپنے لکھے ہوئے دوسروں کے نام سے چھپوائے ہیں۔

۹......اسکات المعتدین بجواب امہات المؤمنین

شہر باندا میں ایک سخت دشمن اسلام اور نہایت غیر مہذب پاجی عیسائی تھا۔ اس نے رسالہ امہات المؤمنین لکھا تھا۔ اس میں نہایت فضیحت کن طریقہ سے ازواج مطہرات امہات المؤمنین پر اعتراضات کئے تھے اور حضور سرور عالمﷺ پر بھی اور ہندوستان کے بہت علماء کے نام اس نے یہ رسالہ بھیجا تھا۔ یہ وہ جوش دلانے والا رسالہ تھا کہ اگر مسلمانوں میں کامل قوت، قوت ایمانی ہوتی تو خدا جانے اس کے مؤلف کی کیا حالت کرتے۔ حضرت ممدوح نے اس رسالہ کے جواب میں یہ دندان شکن جواب دیا ہے۔ سرسید احمد خان وغیرہ نے بھی اس کا جواب دیا تھا۔ مگر اس کا جواب الجواب اس نے دیا اور ہمارے حضرت کے رسالہ کا جواب نہیں دے سکا۔ مؤلف امہات کا باپ کرسٹان ہوا تھا۔ عمادالدین کی طرح یہ بھی عربی پڑھا تھا۔ عبدالعلی اس کا نام تھا۔ یہ بھی بڑے دعویٰ سے مناظرہ کے لئے آیا اور چوہدری مولانا بخش مرحوم کے مکان پر جلسہ عام میں حضرت ابواحمد صاحب عم فیضہم مؤلف اسکات المعتدین نے اس سے مناظرہ کیا اور دو تین گھنٹہ میں وہ بالکل عاجز ہو گیا اور تمام حاضرین جلسہ نے اسے بہت کچھ نفرین کی اور یہی کہا کہ تمہیں لالچ اور اس تنخواہ نے کرسٹان بنایا جو تمہیں ملتی ہے۔ یہی حال ہمارے مخاطب کا ہے۔ اگر قادیان سے تنخواہ بند ہو جائے اور کوئی مسلمان ان کا کفیل ہو جائے تو مرزائیت پر سو لعنتیں برسائیں گے۔

میاں عبدالرحیم ملاحظہ کیجئے۔ حامئ اسلام یہ بزرگ ہیں جنہوں نے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں اتنے رسالے لکھے اور متعدد پادریوں سے مناظرہ کر کے انہیں عاجز کیا ہے۔ ایک کا ذکر تو ابھی ہوا اور کئی پادریوں کے مناظرہ کا پہلے ذکر لکھ آیا ہوں۔ آپ کے مرزا نے صرف ایک پادری آتھم سے مناظرہ کر کے کس قدر غل مچایا ہے اور آپ بھی اسے دکھا رہے ہیں اور یہ شرم نہیں آتی کہ حامیان اسلام نے کتنے پادریوں سے مناظرہ کیا ہے اور کتنے رسائل حقانیت اسلام پر لکھے ہیں اور عیسائیوں کا رد کیا ہے اور مرزا قادیانی نے فقط ایک پادری سے مناظرہ کیا اور اس میں جھوٹی پیشین گوئی کر کے ذلیل ہوئے اور بالفرض باتیں بنا کر اسے سچا مانا جائے تو پیشین گوئی کا پورا ہو جانا رسالت و نبوت کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کسی نبی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ پنجاب میں بہت سے رمال پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور پوری بھی ہوتی ہیں۔ انہیں میں مرزا قادیانی بھی ہوئے۔ رسالہ مذکور یعنی اسکات المعتدین رسالہ تحفہ محمدیہ کے مطبع میں چھپا تھا۔ یہ رسالہ بھی حضرت ہی نے تائید اسلام کے لئے جاری کیا تھا اور مطبع اس کے لئے کر کے اس کے مہتمم مولوی محمد احسن مرحوم بہاری کو کیا تھا۔ مرزا نے یا کسی مرزائی نے تو اس کا جواب نہیں دیا۔ ایک اور بات یاد آئی۔ غالباً ۹۱ تا ۱۲۹۰ھ میں راجہ کشمیر کے وزیر کرپارام اور اس کے بیٹے اننت رام کے مضامین خلاف اسلام اخبار کوہ نور لاہور میں چھپا کرتے تھے اور حضرت ممدوح ان کا جواب دیتے تھے۔ آخر میں کرپارام کا رسالہ تناسخ کے ثبوت میں شائع ہوا۔ جس میں سولہ دلیلیں اس نے تناسخ کے ثبوت میں لکھی تھیں۔ حضرت نے اس کا کامل جواب لکھ کر اخبار پنجابی لاہور میں شائع کرایا۔ وہ پورا ایک ہی مرتبہ صاحب اخبار نے چھاپ دیا تھا۔ اس کا جواب بھی کسی نے نہیں دیا۔ مرزا نے کیا کیا؟ بجز اس کے کہ دو رسالے لکھ کر بہت کچھ روپیہ کمایا اور بہت رسالے اپنی تعریف اور علمائے امت کی برائی میں لکھ کر شائع کئے۔ میاں عبدالرحیم صاحب اب بھی آپ کو اپنی جھوٹی قسم پر شرم نہ آئے گی۔ مگر جب آپ کے نبی بیشمار جھوٹ بول چکے ہیں اور آپ کے نزدیک خدا اور رسول کا جھوٹ بولنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے تو آپ کو جھوٹ بولنے میں کیا شرم آئے گی۔ بلکہ اپنے مرشد کی سنت سمجھ کر بہت دلیری سے جھوٹ بولیں گے۔ مگر یہ تو فرمائے کہ مرزا قادیانی کے پادریوں کو جواب دیا ہے اور کئی رسالوں کا جواب لکھا ہے۔ براہین احمدیہ کے حصہ اوّل میں روپیہ کمانے اور اپنے آپ کو مشہور کرنے کے لئے اسلام کی حقانیت پر ایک دلیل نہ لکھی اور بڑے زور و شور سے خوب موٹے موٹے حرفوں میں کئی جز کا اشتہار دیا۔ جس کے ہر صفحہ میں چار سطریں اور ہر سطر میں چار لفظ تھے۔ اس میں لکھا کہ میں حقانیت اسلام پر ایک دلیل لکھتا ہوں۔ اسی طرح کی تین سو دلیلیں لکھ کر شائع کروں گا۔ اس کی پیشگی قیمت مجھے دو پہلے اس کی قیمت کم رکھی تھی۔ مگر جب لوگوں کی توجہ دیکھی اور روپیہ آنا شروع

ہوا تو قیمت بڑھاتے گئے۔ غالباً آخر میں اس کی قیمت پچیس روپیہ رکھی تھی۔ کیونکہ اس وقت ہندوستان میں اشتہارات کا سلسلہ اس قدر نہیں ہوا تھا۔ جیسا اب ہے اور جھوٹے اشتہارات ایسے شائع نہیں ہوئے تھے۔ جیسا اب تجربہ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے لوگوں نے بہت روپیہ بھیجا۔ مولوی محمد حسین بٹالوی جو اس وقت مرزا قادیانی کے بڑے دوست تھے۔ اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس ذریعہ سے دس ہزار روپیہ کمایا۔ پھر آخر عمر تک تین سو دلیلوں کی جگہ تین دلیلیں بھی نہ لکھیں اور جب تقاضہ کیا تو سختی کے ساتھ یہ کہہ دیا کہ قرآن مجید تو تئیس برس میں اترا ہے اور ہم سے یہ لوگ اس قدر جلد دلائل لکھنے کا تقاضہ کر رہے ہیں۔ جب زیادہ مدت گذر گئی اور روپیہ دینے والوں نے روپیہ مانگا تو روپیہ کے عوض انہیں گالیاں دیں اور یہ کہہ دیا کہ جس قدر مشیت الٰہی تھی اس قدر لکھا گیا اور جھوٹی باتیں بنا دیں۔ کوئی سچا ہمدرد اسلام ایسا فریب نہیں دے سکتا۔ اب کس قدر افسوس اور حیرت کی بات ہے کہ جو شخص ایسے علانیہ جھوٹ بولے اور مسلمانوں کو فریب دے اور ان کا روپیہ لے کر ہضم کر جائے۔ اسے تو مجدد اور مسیح۔ یہاں تک کہ خدا کا رسول مانا جائے اور جس بزرگ نے حمایت اسلام میں اپنی عمر صرف کی ہو اور مخالفین اسلام کو تقریراً اور تحریراً عاجز کیا ہو جس کی تائیدی مضامین متعدد رسالوں میں متعدد اخباروں میں شائع ہو چکے ہوں اور انہوں نے کسی وقت کسی بہانہ سے اپنی تعریف نہ کی ہو اور روپیہ کی طلب میں اشتہار نہ دیا ہو اور ’’من یتوکل علیٰ اللّٰہ فھو حسبہ‘‘ پر عمل کرتے رہے ہوں۔ ان پر اعتراض کئے جائیں اور ایک بہت بڑے دنیا طلب کو رسول و نبی مانا جائے۔ افسوس! یہاں تک کہ جو کچھ میں نے ذکر کیا وہ تائید اسلام اور تجدید دین متین حضرت ممدوح کی ابتدائی صدی میں تھی اور قدیم مسیحیوں کے فریب سے آپ نے امت محمدیہ کو بچایا تھا اور صدی کی تہائی پر ان کی ذات مبارک سے اسلام کی حفاظت اور امت محمدیہ کی نہایت عظیم الشان خیر خواہی یہ ہوئی کہ اس وقت کے مسیح کاذب اور جدید مسیحیوں کی سخت گمراہی سے آپ کے رسالوں نے بہت دنیا کو محفوظ رکھا۔ جو رسالے مسیح جدید کے کذب میں آپ نے لکھے اور بعض اہل علموں سے لکھوائے۔ ان کی تعداد پچاس سے زیادہ ہوگی۔ بطور مثال بعض رسالوں کے نام لکھتا ہوں۔

مسیح قادیان کی کذابی کے بیان میں بعض رسائل

۱......فیصلہ آسمانی (حصہ اوّل)

۱۱۶ صفحوں کا یہ رسالہ ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کی نہایت ہی عظیم الشان پیشین گوئی کو جھوٹی ثابت کر کے دکھایا ہے اور ان کی صداقت کے نشان کو خاک میں ملایا ہے اور توریت مقدس

کے صریح بیان اور قرآن شریف کے نصوص قطعیہ سے مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کیا ہے اور جس قدر بیہودہ اور لچر جواب خود انہوں نے اور ان کے خلیفہ وغیرہ نے دیئے تھے۔ ان سب کو محض غلط ثابت کر کے ان کا یقینی جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

۲......فیصلہ آسمانی (حصہ دوم)

اس میں احمد بیگ کے داماد والی پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا اور حضرت سرور عالم ﷺ کی حدیبیہ والی پیشین گوئی کا ہر طرح سچا ہونا ثابت کر کے مرزا قادیانی کا جھوٹا اور گستاخ و بے ادب ہونا دکھایا ہے اور قطع وتین کی نہایت عمدہ بحث کر کے مرزا قادیانی کی عظیم الشان دلیل کو فریب اور جہالت کا نمونہ دکھایا ہے۔

۳......دلائل حقانی

یہ گیارہ جز کا رسالہ ہے۔ اس میں نصوص قطعیہ اور احادیث صحیحہ سے مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا ثابت کر کے وعدہ اور وعید الٰہی کے پورا ہونے پر بینظیر تحریر کی ہے اور مرزا قادیانی کے جھوٹا ہونے کے علاوہ درپردہ مخالف اسلام اور دہریہ ثابت کیا ہے۔ نہایت قابل دید ہے۔

۴......حقیقت رسائل اعجازیہ

جس میں رسالہ اعجاز المسیح واعجاز احمدی کی حالت کو دکھا کر پندرہ دلیلوں سے مرزا قادیانی کے دعویٰ کو جھوٹا ثابت کیا ہے۔

۵......آئینہ کمالات مرزا

جس میں مرزا قادیانی کے جھوٹ وفریب اور انبیاء کی توہین دکھائی ہے۔

۶......چشمہ ہدایت

جس میں مسیح قادیان پر ۱۹ ڈگریاں اقراری ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی اپنے اقراروں سے جھوٹے ملعون، مردود اور ہر بد سے بدتر ثابت ہوئے۔

۷......دوسری شہادت آسمانی

جس میں مرزا قادیانی کی آسمانی شہادت کو خاک میں ملایا ہے اور مرزا قادیانی کی کذابی کو دکھایا ہے۔ رمضان میں چاند وسورج گہن کے اجتماع کی حقیقت کو کھولا ہے اور مرزا قادیانی کی جہالت اور کذب وفریب کو خوب دکھایا ہے۔

۸......رسالہ عبرت خیز

جس میں بعض مدعیان کاذب کی فائز المرامی اور بعض انبیاء علیہم السلام کی دنیاوی ناکامی کے عبرت خیز واقعات ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی عظیم الشان دلیل بیکار ہوگئی اور مرزا قادیانی ذلیل ہوئے۔ یہ رسالہ نہایت قابل دید ہے۔

رسالۂ حفاظت ایمان میں ۹۰ رسالوں کا نام لکھا ہے جو آپ کے مرشد کی کذابی کے ثبوت میں لکھے گئے ہیں۔ میاں عبدالرحیم خوب یاد رکھئے کہ حضرت اقدس نے قدیم مسیحی اور جدید مسیحی مرزائی کی بیخ کنی کر کے ان کا خاکہ اڑا دیا ہے اور امت محمدیہ کا خیر الامم ہونا اور حضرت سرور انبیاء علیہم السلام والثناء کی عظمت وشان کو قائم رکھا ہے۔ جسے مرزا قادیانی اور مرزائیان مٹا رہے ہیں اور حضور سرور عالم ﷺ کی چالیس کروڑ امت کو جہنمی بنا کر سرور امت کی عظمت کو مٹانا چاہتے ہیں۔ یہ بھی لکھنا ضرور ہے کہ رسائل مذکورہ کی نسبت عوام کے فریب دینے کی غرض سے لکھ دیا ہے کہ توجہ کے لائق نہیں ہیں۔ ایسی جھوٹ وفریب سے اپنے دام گرفتوں کو سنبھال رہے ہو۔

رسائل حقانی کی نسبت چیلنج

میاں عبدالرحیم یہ وہ رسالے ہیں جن سے مرزا قادیانی کا جھوٹ اور فریب آفتاب کی طرح روشن ہوگیا۔ کس کس خوبی سے اور کیسے کیسے طریقوں سے مرزا قادیانی کا دجال اور مفتری ہونا نہایت ظاہر کر کے دکھایا ہے۔ کیا دیکھنے والے یہ نہیں دیکھتے کہ صرف رسالہ فیصلہ آسمانی مرزا قادیانی کی کذابی کے ثبوت میں واقعی آسمانی فیصلہ ہے۔ اس سے ظاہر ہو رہا ہے کہ کلام الٰہی کے نصوص قطعیہ نے انہیں جھوٹا اور مفتری ثابت کر دیا۔ کلام رسول اللہ ﷺ انہیں جھوٹا فرماتا ہے اور دجال کا لقب دیتا ہے۔ ان کے اقوال ان کی کذابی کے شاہد ہیں۔ مرزا قادیانی اپنے پختہ اقرار سے جھوٹے اور ہر ایک بد سے بدتر قرار پاتے ہیں۔ ان کا بیان بازاری شہدوں کی طرح انہیں جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ ہم اس کے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

چیلنج

ہم عام جلسہ کریں گے اور ہر مذہب کے تعلیم یافتہ حضرات کو جمع کر کے ہر ایک رسالہ پیش کریں گے اور اس کے مضامین سنائیں گے اور رسالوں کو دکھائیں گے اور پھر قطعی فیصلہ ان سے لیں گے کہ اس رسالہ سے مسیح قادیان مرزا غلام احمد کا کذاب اور مفتری ہونا کافی طور سے ثابت ہوگیا یا نہیں اور حضرات قادیانی کو بھی بلائیں گے اور ان کی کذابی کی ہر ایک دلیل کو پیش کر کے اس کا جواب طلب کریں گے۔ مگر ہم یقینی اور قطعی طور سے کہتے ہیں کہ یہاں سے لے کر

قادیان تک کوئی جواب نہیں دے سکتا اور نہ تا قیامت کوئی دے سکے گا۔ اس وقت ہم ہر ایک دلیل کے جواب کے لئے انعام بھی مقرر کریں گے اور بہ آواز بلند کہیں گے کہ ہمارا یہ اعتراض ہے۔ اس کا جواب دو۔ یہ اعتراض اسی رسالہ میں ہے جسے تم بے حقیقت اور کمزور کہتے ہو۔ اس وقت اظہر من الشمس ہو جائے گا کہ وہ ہدایت نما رسالہ بے حقیقت و کمزور ہے یا تم اس کے جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تم کیا اگر قادیان کے تمام سرگروہ زور لگائیں اور کسی طرح مرزا قادیانی کو قبر سے اٹھا لائیں تو بھی جواب نہیں دے سکیں گے۔ ہرگز نہیں دے سکیں گے۔ خوب یاد رہے۔

آپ کا دوسرا اعتراض جو ایک جاہل بندۂ درہم و دینار کا نکالا ہوا ہے۔ اس کا جواب دو رسالوں میں چھپ چکا ہے۔ ایک کا نام تعبیر رویائی حقانی ہے۔ یہ رسالہ بہتر (۷۲) صفحوں کا ہے۔ ۱۳۳۴ھ میں چھپا ہے۔ اس میں نہایت تحقیق وتہذیب سے اس بندۂ درہم و دینار کے اعتراضات کا جواب دیا ہے اور نہایت روشن کر کے دکھا دیا ہے کہ جس خواب پر یہ شیطانی گروہ اعتراض کرتا ہے اور شیطانی اثر بتاتا ہے۔ اگر یہ سچ ہو تو جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر بلکہ صوفیائے کرام پر بھی وہی اعتراض ہوگا۔ جو حضرت اقدس پر یہ شیطانی گروہ کرتا ہے۔ اس رسالہ کو اچھی طرح دیکھو اگر آنکھیں ہیں۔ دوسرے رسالہ کا نام آئینہ صداقت ہے۔ یہ رسالہ سوا تین جز کا ہے اور اس وقت کلکتہ میں شائع ہو رہا ہے۔ اسے بھی ملاحظہ کیجئے۔ میں یہاں چار قول بہت بڑے اولیاء اللہ کے نقل کرتا ہوں۔ حضرت مخدوم الملک قطب الاقطاب وقت مولانا شرف الدین بہاری قدس سرہ اپنی کتاب ارشاد السالکین میں تحریر فرماتے ہیں۔ تا سالک سر بردار خود را نہ برد مسلمان نشود و تا بمادر خود جفت نشود مسلمان نشود۔ یعنی مسلمان کامل نشود و مرتبہ ولایت نیابد۔ اس قول کی شرح حضرت امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے اپنے مکتوبات کے جلد سوم میں کی ہے۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ شیخ المشائخ حضرت شرف الدین یحیٰی منیریؒ نے ولایت کے ایک درجہ کا بیان کیا ہے۔ مگر چونکہ قادیانی گروہ کو اللہ اور رسول سے اور اولیاء اللہ سے واسطہ نہیں ہے۔ بلکہ دلی عداوت ہے۔ اگرچہ ظاہر نہ کریں۔ اس لئے آپ بھی عام صوفیائے کرام کی سخت برائی بیان کرتے ہیں اور عداوت و تاریکی قلب کی وجہ سے ان کی خوبیوں کو بڑا عیب سمجھتے ہیں۔

ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است

سچا مقولہ ہے۔ اب یہ بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ بزرگوں کے خواب میں جفت مادر ہونے کو کون شخص برمغیث ہے۔ اسے بھی بزرگوں نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت مولانا یعقوب چرخی جو کابر اولیاء اللہ میں ہیں۔ اپنے رسالہ السنہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

ازان مادر کہ من زادم درگر بارہ شدم جفتش
از انم گبر میخوانند کز مادر زنا کردم

یعنی بزرگوں کے جفت مادر پر اعتراض کرنے والے گبر ہیں۔ کوئی مسلمان اس پر اعتراض نہیں کرسکتا۔ یہی شعر حضرت سید جہانگیر اشرف سمنانی کچھوچھویؒ بھی اسرار اولیاء اللہ میں بعینہ بیان کر کے فرماتے ہیں۔ این شعر نیز منسوب بحضرت مولوی قدس سرہ است و از اشعار رنا درہ ایشان است۔ (لطیفہ شانزدہم لطائف اشرفی مطبوعہ نصرۃ المطابع دہلی ملاحظہ ہو)

ان دونوں اولیاء اللہ کے کلام سے بلکہ تین بزرگوں کے بیان سے ثابت ہوا کہ جفت مادر سے اشارہ خاص مقام ولایت کی طرف ہے۔ اس پر کوئی مسلمان اعتراض نہیں کرسکتا۔ البتہ جس کو اسلام سے واسطہ نہیں ہے۔ یعنی گبر، بت پرست ہے۔ وہ ایسا اعتراض کرے گا۔ جیسا کہ قادیانی حضرات کرتے ہیں۔ اس بیان سے پانچ اولیاء اللہ کی شہادت اس پر معلوم ہوئی کہ مادر سے جفت ہونا مرتبہ ولایت کو پہنچنا ہے اور دو شہادتیں یعنی قطب زمان حضرت مولانا فضل رحمانؒ اور حضرت ہادی اعظم شاہ محمد آفاق علیہما الرحمۃ کے ارشاد رحمانی میں لکھے ہیں۔ ان کے سوا اور بھی شہادتیں ہیں۔ رسالہ کامل التعبیر میں دیکھا جائے۔ غرضیکہ حضرت اقدس کے خواب کی عمدگی اور ان کا مرتبہ ولایت پر پہنچنے کی شہادت بہت بزرگوں نے دی ہے۔ اب گبر یا مسیح دہریہ انہیں کچھ بیہودہ کہے تو ایسا ہی ہے۔ جیسے پادری اور آریہ حضرت سرور انبیا ﷺ پر اعتراض کرتے ہیں۔ اب اعتراض کرنے والے کوئی ذلیل ہوں یا رجیم ہوں یہ تو فرمایئے کہ اولیاء اللہ کی باتیں آپ کی سمجھ میں نہ آئیں اور مرزا قادیانی (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰) میں فرماتے ہیں کہ میں مرد سے عورت ہوا۔ یعنی مریم بن گیا اور دس مہینہ حاملہ رہا اور پھر مجھ سے داڑھی مونچھ والا مسیح پیدا ہوا اور پھر سنت اللہ کے خلاف کچھ نہ ہوا۔ اب یہ تو کہئے کہ وہ مرد سے عورت کیسے ہوگئے اور پھر کس مرد نے ان سے صحبت کی اور کتنے روز تک مرزا قادیانی اس کے ساتھ ہم بستر رہے اور حمل کی حالت میں کتنا بڑا پیٹ ہوگیا تھا۔ جس سے ایک بڑا آدمی پیٹ سے نکلا۔ اس پر کوئی اعتراض آپ کے خیال میں نہیں آتا۔ افسوس دوسرا جواب ملاحظہ کیجئے ان علانیہ شہادتوں کے علاوہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جن بزرگ پر آپ اپنی شقاوت قلبی اور عداوت دلی سے ایک بیہودہ اعتراض کر کے مرزا قادیانی کے کذب پر پردہ ڈالنا چاہتے ہیں۔ انہیں کوئی رسالت یا نبوت کا دعویٰ نہیں ہے۔ وہ یہ تو نہیں کہتے کہ مجھ پر ایمان لاؤ۔ ورنہ جہنمی ہوگے۔ پھر ان پر اعتراض کیا، تم انہیں بزرگ نہ مانو اور کسی کذاب کے فریب میں مبتلا ہوکر مگر اپنے مرزا کی تو خبر لو کہ اس کی دھجیاں اڑادی گئیں۔ اس کی کذابی کو چمکا

کر مثل آفتاب دنیا کو دکھا دیا۔ ذرا اس قدرت خدا کو ملاحظہ کیجئے کہ جسے انبیاء سے افضل ہونے کا دعویٰ ہو۔ ’’انت بمنزلة ولدی‘‘ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹) جس کا الہام ہو۔ جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے خدائی اختیارات مجھے دیئے ہیں۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۱۰۸) اور کن فیکون کا مجھے الہام ہوا ہے۔ ایسا مدعی اپنے غریب کنبے والوں سے لڑکی طلب کرے اور اپنے نکاح میں لانے کے لئے ملتجی ہو اور اقسام کی ترغیبیں انہیں دے اور انکار پر طرح طرح کے خوف سے انہیں ڈرائے اور برسوں بار بار الہام اتار کر سنائے اور دھمکائے اور کہے کہ اللہ تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ یہ لڑکی ہر طرح تیرے نکاح میں آئے گی اور ضرور آئے گی۔ کوئی اسے روک نہیں سکتا۔ (ازالہ اوہام ص۳۹۷، خزائن ج۳ ص۳۰۵) اور اٹھارہ بیس برس تک یہی کہتے رہے اور اس کو اپنی صداقت کا نہایت عظیم الشان نشان بناتے رہے۔ مگر ان کی معشوقہ جس کا نام محمدی ہے ان کے آغوش میں نہ آئی اور دنیا سے ترستے ہوئے آغوش لحد میں چلے گئے اور ان کے خدائی اختیارات کچھ کام نہ آئے اور ان کے قرب وفضیلت کے الہامات ان کی کذابی اور افتراء پردازی کے نشانات ثابت ہوئے۔ خفا نہ ہوجیئے گا۔ واقعی بات کہتا ہوں۔ خیال کیجئے کہ مرزا قادیانی نے اپنی عظمت وشان میں کس قدر الہامات اتارے اور خاص منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کے متعلق برسوں بہت کچھ الہامات انہیں ہوئے۔ مگر سب کا نتیجہ یہی ہوا جو میں نے بیان کیا۔ جس معزز مرزائی کو حوصلہ ہو اس بات پر مناظرہ کرے۔ اسی معشوقہ کے ذکر میں بہت باتیں مرزا قادیانی نے بیان کی ہیں۔ جنہیں ہر ایک مسلمان معلوم کر کے یہی کہے گا کہ مرزا قادیانی باوجود دعویٰ نبوت کے بہت بڑے بڑے گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں جو خیالی زنا سے ہزار گنا زیادہ ہیں۔ بطور نمونہ چند باتیں پیش کرتا ہوں۔ ایک یہ کہ (شہادت القرآن ص۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۶) میں آپ کے مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ’’پیشین گوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔‘‘ میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے نزدیک مرزا قادیانی کا یہ کہنا سچ ہے؟ کیا یہ بات دنیا پر اور بالخصوص اہل پنجاب پر پوشیدہ ہے کہ دنیا میں اور بالخصوص پنجاب میں رمل جاننے والے بہت ہیں اور وہ جابجا جا کر پیشین گوئیاں کرتے ہیں اور بالخصوص عوام ان سے شادی بیاہ وغیرہ کی نسبت دریافت کرتے ہیں اور وہ خبریں دیتے ہیں اور بہت خبریں صحیح بھی ہوتی ہیں۔ اکثر اخباروں میں پیشین گوئیاں مشتہر ہوتی ہیں۔ کیا اس کا علم مرزا قادیانی کو نہیں تھا۔ ضرور تھا۔ مرزا قادیانی ایسے نادان نہ تھے کہ دنیا کی مشہور باتوں سے

ناواقف ہوں۔ پھر علانیہ واقعات کے خلاف یہ کہنا کہ پیشین گوئی اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ کسی خاص غرض سے ہے۔ صرف جھوٹ ہی نہیں بلکہ علانیہ فریب ہے۔ چونکہ مرزا قادیانی اپنی صداقت کا معیار اپنی پیشین گوئیوں کا پورا ہونا بیان کر چکے ہیں۔ (آئینہ کمالات اسلام)

اس لئے ایک معمولی بات کو خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کرتے ہیں اور ناواقفوں کو فریب دیتے ہیں۔ اس کے سوا اس کذب بیانی کی وجہ اور کیا ہو سکتی ہے۔ اسے بیان کیجئے۔ یہ بھی آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کے اوّل خلیفہ شعبدہ مسمریزم کے استاد تھے۔ دس روپیہ فی سبق تعلیم کا لیتے تھے۔ چنانچہ اس طرف بھی ان کے شاگرد موجود ہیں۔ مسمریزم کے جاننے والے بھی پیشین گوئی کرتے ہیں۔ اگر کچھ پڑھا ہے تو آپ نے یہ حدیث دیکھی ہوگی کہ ایک صحابی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ حضرت مسلمان چوری کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں پھر دریافت کیا کہ مسلمان زنا کر سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ آخر میں دریافت کیا کہ مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں اب دیکھ لیا جائے کہ صرف جھوٹ کتنا بڑا گناہ ہے کہ مسلمان اسے نہیں کر سکتا۔ دوسری بات یہ کہ مقام مذکور پر منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کو بہت ہی عظیم الشان نشان کہتے ہیں۔ اسکا مطلب تو ظاہر الفاظ سے یہی سمجھ میں آتا ہے کہ اگر وہ حسینہ خوبصورت لڑکی جو مرزا قادیانی کے غریب عزیز داروں کی تھی اور مرزا قادیانی نے اس سے نکاح کا پیام دیا تھا۔ وہ اگر مرزا قادیانی کے پہلو میں آجاتی تو ان کا بہت ہی عظیم الشان نشان ہوتا۔ مگر یہ فرمائیے کہ اس میں عظیم الشان نشان کیا ہوتا۔ یہ مانا کہ وہ لوگ مخالف تھے۔ مگر غریب تھے۔ لڑکی کا باپ ایک سخت حاجت لے کر مرزا قادیانی کے پاس آیا تھا۔ اگر وہ نکاح کر دیتا تو اس میں نشان و معجزہ کیا ہوتا۔ پھر اس پر طرہ یہ کہ عظیم الشان نشان سے بھی بہت اعلیٰ واشرف بہت ہی عظیم الشان نشان اسے فرماتے ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ ہمارے خیال میں تو یہی وجہ معلوم ہوتی ہے کہ اس لڑکی پر مرزا قادیانی عاشق تھے۔ بسبب کمال محبوب ہونے کے اس کی عظمت اور اس کی ملنے کی مسرت مرزا قادیانی کے قلب میں بہت کچھ تھی۔ اس لئے اس سے ہم آغوش ہونے کو بہت ہی عظیم الشان بات سمجھتے تھے اور غلبۂ عشق کی یہ کامل نشانی ہے کہ عاشق کو اپنے معشوق سے ملنے سے کبھی مایوسی نہیں ہوتی۔ اسی وجہ سے مرزا قادیانی کو مرتے دم تک یاس نہیں ہوئی۔ اس کے نکاح ہو جانے کے بعد مرزا قادیانی کا نہایت پختہ خیال یہی رہا کہ اس کا شوہر مرے گا اور ہماری معشوقہ ہمارے آغوش میں ضرور آئے گی۔ ازالۃ الاوہام، انجام آتھم اور اس کے ضمیمہ میں مختلف اوقات میں مختلف طور سے اس کے نکاح میں آنے اور اس کے شوہر کے مرنے

کے الہام اتارے اور اپنا یقین ظاہر کیا ہے۔ اس کے سوا آپ کوئی وجہ بیان کریں۔ جس سے آپ کے نبی کا معجزہ ظاہر ہو۔ عظیم الشان نہ سہی معمولی معجزہ سہی۔ مگر میرے خیال میں اس قول کی عظمت کی وجہ یہ ہے کہ آپ معلوم کر کے پھڑک جائیں گے۔ یہ واقعہ مرزا قادیانی کی کذابی کا بہت ہی عظیم الشان نشان ہوا کہ نہایت معمولی بات جس کے لئے مرزا قادیانی تمام عمر ترستے رہے۔ مگر اس کا ظہور نہ ہوا اور مرزا قادیانی کے فریب سے بہت مخلوق خدا محفوظ رہی۔ کہئے کیسی باریک بات میں نے نکالی ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی معشوقہ کو منکوحۂ آسمانی کیوں کہتے ہیں۔ دنیا میں تو کسی وقت نکاح میں نہیں آئی۔ کیا مرزا قادیانی آسمان پر گئے تھے اور اسی ذات نے نکاح پڑھایا تھا۔ جس نے بقول مرزا سرخ روشنائی کا چھینٹا مرزا قادیانی پر ڈالا تھا۔ یہ فرمایئے کہ یہ آسمانی نکاح کس وقت ہوا۔ اس کے دنیاوی نکاح سے پہلے یا بعد اگر پہلے ہوا تھا تو وہ مرزا قادیانی کی بیوی ہو چکی تھیں۔ جس طرح حضرت زینب جناب رسول اللہ ﷺ کی بیوی تھیں۔ اب تو ان پر فرض تھا کہ اس کا نکاح ہونے نہ دیتے اور فریاد کر کے اپنی بیوی کو لیتے۔ مگر مرزا قادیانی تو کچھ نہیں کہا اور اپنی بیوی کو دوسرے کے پاس چھوڑ دیا اور مرزا قادیانی دیوث ہوئے اور اگر اس کے نکاح کے بعد یہ آسمانی نکاح ہوا تو اللہ تعالیٰ نے دوسرے کی بیوی سے نکاح پڑھا دیا۔ کیا اسے اس کا علم نہ تھا کہ یہ منکوحہ آخر عمر تک اپنے اسی شوہر کے نکاح میں رہے گی اور کسی وقت بیوہ نہ ہوگی۔ اس کا شوہر مرزا قادیانی کی زندگی میں نہ مرے گا۔ اگر علم نہ تھا تو مرزا قادیانی کا خدا عالم الغیب نہیں ہے اور اگر عالم الغیب تھا تو کیوں۔ ایسی حماقت ظاہر کی کہ دوسرے کی بیوی سے نکاح پڑھایا اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کہ اس کے نبی کی ذلت اور رسوائی ہوا اور کچھ نہ ہوا۔ اس کی تفصیل فیصلہ آسمانی حصہ اوّل میں ملاحظہ کر کے کچھ تو شرمایئے۔ مگر آپ یہ فرمائیں گے کہ شرم وحیا چہ کتی ست کہ پیش مرزائیان بیاید۔ یہ تو آپ کو اختیار ہے۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ ایسے شخص کو آپ کا دل بزرگ تو ہرگز متغیث ہوگا اور نبوت رسالت تو بہت بڑی بات ہے۔ مگر اس دروغ بافی اور تبلیغ کذبی میں تر لقمہ ملتا ہے۔ اگر چھوڑ دیں تو کوئی مسلمان تو توجہ نہ کرے گا۔ پھر پیٹ کیسے بھرے گا۔ یہ خیال آپ کا صحیح ہے۔ اس پر ہم بھی صاد کرتے ہیں۔ آپ یہ شعر بھی کبھی پڑھ لیتے ہوں گے۔

اتبویان چین سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

ابوالمحاسن محمد ارشد!

کشف ابلیس

جناب حافظ محمد اسحٰق قریشی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ اجمعین!

جہلم کی مرزائی پارٹی نے ایک ٹریکٹ سیکرٹری اصلاح وارشاد جماعت مرزائیہ کی طرف سے ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ’’ہمارا نقطہ نظر‘‘ کے نام سے ستمبر۱۹۶۶ء کے مہینہ میں شائع کیا تھا۔ جس میں نہ صرف یہ کہ عالم حقانی حضرت مولانا عبداللطیف صاحب فاضل دیوبند خطیب جامع مسجد گنبد والی زیدمجدہم کے خلاف کیچڑ اچھالا گیا ہے۔ بلکہ تمام ان مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر زندہ ہونے اور پھر قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہونے کے معتقد ہیں اور مرزاغلام احمد قادیانی کی نبوت کو تسلیم نہیں کرتے۔ چنانچہ ٹریکٹ مذکور ص۶ پر مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ’’ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ صحیح سمجھتے ہیں کہ آنحضرتﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے معتقد اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘ یہ پرفریب عبارت تمام مسلمانوں کے لئے انتہائی اشتعال انگیز تھی اور حضرت مولانا عبداللطیف صاحب موصوف کے متعلق ٹریکٹ مذکور ص۱ کے یہ الفاظ بھی کچھ کم فتنہ انگیز نہیں تھے کہ:

’’چند دنوں سے گنبد والی مسجد کے خطیب مسلسل جماعت احمدیہ کے خلاف معاندانہ پروپیگنڈہ اور اشتعال انگیزی میں مصروف ہیں۔ ہم ان کی اشتعال انگیزی کو خداتعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ افوض امری الی اللّٰہ ان اللّٰہ بصیر بالعباد۔ البتہ خطیب صاحب مذکور کے اعتراضات والزامات کی حقیقت اس غرض سے بیان کی جاتی ہے کہ عوام الناس کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جائیں۔‘‘

علاوہ اشتعال انگیزی کے مرزئی سیکرٹری نے حضرت مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر از خود بعض مابہ النزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ اس لئے اس کا جواب دینا ضروری تھا۔ تاکہ عامتہ المسلمین مرزائیت کے دجل وفریب سے بچ جائیں۔ لیکن ان دنوں میں چونکہ مرزائیوں ہی کی مفسدانہ حرکات کی وجہ سے ضلع جہلم کے حالات تشویش ناک تھے۔

چکوال میں بھی انہوں نے لاؤڈسپیکر پر اشتعال انگیز تقاریر کی تھیں اور اشتہار میں ایک تقریر کا موضوع ''وفات مسیح'' مقرر کر کے اہل اسلام کے قلوب کو مجروح کیا تھا اور جہلم میں ان کی دیگر شرانگیز کاروائیوں کے علاوہ گورنمنٹ ہائی سکول کے ایک مرزائی ٹیچر فضل داد نے ایک نابالغ لڑکے نعیم احمد متعلم کلاس نہم کو ڈنڈے مار مار کر اس کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ''ختم نبوت زندہ باد'' کے الفاظ لکھے تھے۔ چنانچہ مرزائی مذکور نے اس بات کو تحریری طور پر تسلیم بھی کر لیا تھا کہ نعیم احمد کو اس نے اسی وجہ سے سزا دی ہے۔ لیکن تعجب ہے کہ باوجود مسلمانوں کے احتجاجات اور قراردادوں کے محکمۂ تعلیم کی طرف سے اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ بہرحال ایسے مکدر حالات میں ہم نے اس مرزائی ٹریکٹ کا جواب شائع کرنا مناسب نہ سمجھا۔ ہم نمبروار مرزائی سوالات کی عبارت درج کر کے اس کا مدلل جواب دیں گے۔ قارئین پڑھنے والوں کی خدمت میں ہم گذارش کرتے ہیں کہ وہ اس جوابی ٹریکٹ کو بغور پڑھیں۔ انشاء اللہ مرزائیوں کی تلبیسات کا پردہ چاک نظر آئے گا۔ ''واللّٰہ المستعان وعلیه التکلان''

مرزائی سوال نمبر ۱

خطیب صاحب مذکور کے اعتراضات میں سے ایک یہ ہے کہ: ''کسی نبی کا استاذ نہیں ہوتا اور نہ نبی کسی سے تعلیم حاصل کرتا ہے۔''

اس کے متعلق یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن مجید میں کسی جگہ ایسے کسی معیار کا ذکر نہیں۔ بلکہ خودساختہ معیار ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔ نیز یہ کہ قرآن مجید نے آنحضرت ﷺ کی نمایاں غیرمعمولی صفت کے طور پر آپ کو امی قرار دیا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر واسطۂ استاد خدا تعالیٰ سے براہ راست علم حاصل کر کے دنیا کی رہنمائی کرنا حضور ﷺ کی امتیازی شان تھی اور اس میں کسی اور کو شریک کرنا آنحضرت ﷺ کی توہین اور ہتک ہے۔ اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو۔ وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کی خاطر ایک لمبا سفر کر کے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے سے تحصیل علم کی درخواست کرنا اور پھر اپنے معلم کے ساتھ شاگردوں کی طرح رہنا اور اس سے بعض باتیں سیکھنا مذکور ہے۔ (الکہف) اسی طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کے متعلق بخاری شریف میں یہ واضح ذکر موجود ہے کہ آپ نے بنوجرہم سے ادب عربی کی تعلیم حاصل کی۔ (مرزائی ٹریکٹ ص۱،۲)

الجواب نمبر ا

مرزائی سیکرٹری نے یہاں جو الزامات حضرت مولانا عبداللطیف صاحب موصوف پر لگائے ہیں۔ وہ سب مرزا غلام احمد قادیانی پر صادق آتے ہیں۔ جس نے خود یہ لکھا ہے کہ: ”لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور بیوی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۷، خزائن ج۱ ص۱۶) اور براہین احمدیہ وہ کتاب ہے جس کے متعلق خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔“

(اشتہار مرزا ملحقہ آئینہ کمالات اسلام، خزائن ج۵ ص۶۵۷)

بتلایئے جب براہین احمدیہ میں جو اس درجہ کی کتاب ہے مرزا قادیانی نے صاف لکھ دیا ہے کہ تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی استاد کے خود ہی تعلیم دی ہے تو اب مرزائی سیکرٹری کو مرزا قادیانی کے متعلق بھی وہی فیصلہ دینا چاہئے جو اس نے حضرت مولانا عبداللطیف صاحب کے متعلق دیا ہے۔ یعنی:

الف...... مرزا غلام احمد کی یہ بات خودساختہ معیار ہونے کی وجہ سے ناقابل التفات ہے۔

ب...... مرزا قادیانی نے دوسرے انبیاء کرام کو حضور ﷺ کی صفت خاصہ ”امی“ میں شریک کر کے آنحضرت ﷺ کی توہین اور ہتک کی ہے۔

ج...... مرزا قادیانی نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف نہیں پڑھی۔

د...... مرزا قادیانی نے یہ لغو اور بے بنیاد اصول پیش کیا۔

س...... مرزا قادیانی نے چونکہ قرآن وحدیث کے علوم دوسرے استادوں سے پڑھے ہیں۔ اس لئے وہ اپنے پیش کردہ اصول کے تحت نبی نہیں ہے۔

چنانچہ مرزا قادیانی نے یہ بھی تصریح کی کہ: ”رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

کیا مرزائی سیکرٹری مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق یہ باتیں تسلیم کرے گا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

۲...... حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی وشرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل نہیں کئے۔ وہ تو چند جزئی واقعات تھے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو بتلا دیئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ بتلائے۔ نیز حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت خضر علیہ السلام کے پاس گئے تھے۔ بتلایئے مرزا قادیانی نے جن اساتذہ سے قرآن وحدیث پڑھے ہیں۔ کیا اس میں اللہ تعالیٰ کا حکم نازل ہوا تھا کہ ان استاد سے پڑھو۔

بہ بیں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا

۳...... اگر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عربی زبان بنوجرہم قبیلہ سے سیکھی ہے تو اس کا دین وشریعت کے ساتھ کیا تعلق ہے۔ ہر نبی اپنے قبیلہ کے لوگوں سے مادری زبان حاصل کرتا ہے۔ کسی نبی کا استاد نہ ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر نبی اپنے شرعی علوم واحکام حق تعالیٰ سے اخذ کرتا ہے۔ نہ کہ دنیوی استادوں سے، قرآن مجید میں تصریح ہے کہ حق تعالیٰ وہبی طور پر انبیاء کرام کو دین وشریعت کی خصوصی تعلیم وہدایت دیتا ہے۔ چنانچہ سورۃ انعام میں اٹھارہ انبیاء کرام کے اسماء مبارکہ ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا: ’’واجتبیناھم وھدینھم الیٰ صراط مستقیم ‘‘ آخر میں امام الانبیاء والمرسلین ﷺ کو خطاب فرمایا۔ ’’اولئك الذین ھدی اللّٰہ فبھداھم اقتدہ ‘‘یعنی ان تمام انبیاء کو اللہ نے ہی (خصوصی) ہدایت فرمائی ہے۔ سو آپ بھی انہیں کے طریقہ پر چلیں۔ (الانعام) اور یہ تو معمولی علم والا بھی جانتا ہے کہ رسول وہی ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے پیغام لائے اور نبی وہی ہوتا ہے جو اللہ کی طرف سے خبر لا کر امت کو بتائے۔ انبیاء کرام کو حق تعالیٰ بذریعہ وحی علوم واحکام عطاء فرماتے ہیں۔ وہ دنیوی اساتذہ کے محتاج نہیں ہوتے اور مرزا قادیانی کی تو قابلیت یہ ہے کہ وہ مختاری کے امتحان میں فیل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مہدویت، مسیحیت اور نبوت کا ڈھونگ رچایا۔

مرزائی سوال نمبر۲

یہ بھی اعتراض کیا گیا ہے کہ ہر نبی نے خانہ کعبہ کا حج کیا ہے اور یہ کہ دجال کے متعلق احادیث میں بیان ہوا ہے کہ اسے خانہ کعبہ میں گھسنے نہیں دیا جائے گا۔ اس کا اصولی جواب بھی یہی ہے کہ قرآن مجید میں کسی جگہ یہ اصول بیان نہیں کیا گیا کہ نبی وہی ہوتا ہے جو حج کرے۔ لہٰذا یہ بھی خود ساختہ اصول ہے جہاں تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حج نہ کرنے کا تعلق ہے۔ اسلامی شریعت میں حج کی جو شرائط بیان ہوئی ہیں۔ اس کے مطابق آپ پر حج فرض نہیں تھا۔

(مرزائی ٹریکٹ ص۳)

الجواب نمبر۲

یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے تلبیس سے کام لیا ہے۔ اصلی اعتراض یہ ہے کہ احادیث میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔ چونکہ مرزا غلام احمد نے حج نہیں کیا۔ اس لئے وہ مسیح موعود نہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ ”یحدث ابوھریرہ عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحآء ھاجاً اومعتمراً اویشنینھا (مسلم شریف باب جواز التمتع فی الحج والعمرۃ)“ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضرت ابن مریم ضرور فج روحا سے حج کے لئے احرام باندھیں گے یا عمرہ کے لئے یا حج اور عمرہ دونوں کے لئے یہاں نبی کریم ﷺ نے قسم اٹھا کے فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم ضرور حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھیں گے اور چونکہ مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ کے لئے بالکل احرام نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہیں ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ قسم کے متعلق خود مرزا غلام احمد قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیه ولا استثناء“ (حمامۃ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۹۲)

یعنی قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خبر ظاہر معنی پر ہی محمول ہے۔ اس میں تاویل اور استثناء کی گنجائش ہیں۔ قارئین اندازہ لگائیں کہ مرزائی اپنے نبی کے کذب پر پردہ ڈالنے کے لئے کس طرح فریب کاری سے کام لیتے ہیں۔

اور طرفہ یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی نے بھی حضرت مسیح کے حج کرنے کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ (ایام الصلح ص ۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶) میں لکھا ہے۔ ”ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر اور دجل سے باز آکر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“ بتلایئے مرزا قادیانی اپنی اس تحریر کی بناء پر سچا ثابت ہوتا ہے یا جھوٹا؟

مرزائی سوال نمبر۳

ایک اور فرسودہ اعتراض دہرایا گیا ہے کہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کی بہت تعریف کی ہے۔ ہم اس جگہ بلا تامل اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے ازرہ انصاف وامر واقعہ انگریزی حکومت کی تعریف کی ہے اور سکھوں کے ظالمانہ عہد حکومت کے بعد انگریزی حکومت واقعی قابل تعریف تھی۔ جیسا کہ اس زمانہ کے تمام مشہور علماء اور سیاسی زعماء کے بیانات سے ظاہر ہے۔ مثلاً مولانا ظفر علی خان نے انگریزوں کو ”اولی الامر“ قرار دیتے ہوئے لکھا

ہے کہ اگر خدانخواستہ گورنمنٹ انگلیشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے ان بن ہو جائے تو مسلمانان ہند اوّل تو آخر وقت تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے۔ اگر ان کی استدعاء شرف پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بناء پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقلمندی ثابت کرنی چاہیئے۔ جس طرح سرحدی علاقے اور تھائی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنے مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولیٰ الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔ (زمیندار ۱۲ر نومبر ۱۹۱۱ء)

نیز لکھا ہے کہ ہمیں ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے۔ ہم کو سرکار انگلیشیہ کے سایہ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی برکات حاصل ہیں۔ ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے۔ ہم انگریزوں کے پسینہ کی جگہ خون بہانے کے لئے تیار ہیں۔ زبانی نہیں بلکہ جب وقت آئے گا تو اس پر عمل بھی کر کے دکھائیں گے۔ (زمیندار یکم ر نومبر ۱۹۱۱ء) اس جگہ یہ حقیقت بھی ذہن نشین رکھنی چاہیئے کہ جہاں تک سکھوں کے مظالم سے نجات دلانے کا تعلق تھا مسیح موعود نے انگریزی حکومت کی تعریف تو کی ہے۔ لیکن جہاں تک ان کے عقائد کا تعلق ہے اس پر آپ نے پوری جرأت اور دلیری کے ساتھ زبردست تنقید فرمائی۔ یہاں تک کہ وفات مسیح علیہ السلام مدلل اعلان فرما کر قصر عیسائیت کی بنیادیں ہلا دیں۔ نیز حضرت مسیح موعود قیصرہ ہند اور دیگر تمام ارکان سلطنت کو برملا دعوۃ اسلام دینے میں تمام عالم اسلام میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔
(مرزائی ٹریکٹ ص ۴)

الجواب

۱...... مرزا قادیانی کی انگریز پرستی کو جائز ثابت کرنے کے لئے مولانا ظفر علی خان مرحوم کی تحریر کا سہارا لینا ''ڈوبتے کو تنکے کا سہارا'' لینے کے مترادف ہے۔ کیا مولانا ظفر علی خان کی یہ تحریر کوئی شرعی کسوٹی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کے صدق و کذب کو پرکھا جائے۔

مولانا ظفر علی خان صاحب کا یہ ابتدائی دور کا تصور ہے۔ بعد ازاں جنگ بلقان کے بعد جنگ عظیم کے دوران جب ان کو انگریزی حکومت کی عیاریوں اور اسلام دشمن سرگرمیوں کا علم ہوا تو پھر ساری عمر انگریزی اقتدار کے خلاف نبرد آزما رہے اور اس راہ میں بڑی بڑی صعوبتیں برداشت کیں۔ اگر مولانا مرحوم کی بات کو ہی ماننا ہے تو ان کے آخری لائحہ عمل کو حق مان کر مرزائیوں کو اپنے مرزا آنجہانی کی نبوت سے بیزاری کا اعلان کر دینا چاہیئے۔

۲...... اگر مرزا قادیانی نے صرف اس پہلو سے انگریزی حکومت کی تعریف کی ہوتی کہ وہ سکھوں کی حکومت کی نسبت سے اچھی ہے تو اور بات تھی۔ لیکن مرزا قادیانی کی زندگی کا تو اہم مقصد ہی انگریزی حکومت کی وفاداری اور ثنا خوانی تھی۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

الف...... ”اور مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلامیہ میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گذار اور دعا گو رہے اور یہ کتابیں میں نے مختلف زبانوں میں اردو فارسی عربی میں تالیف کر کے اسلام کے تمام ملکوں میں پھیلا دیں۔ یہاں تک کہ اسلام کے دو مقدس شہروں مکہ اور مدینہ میں بھی بخوبی شائع کر دیں اور روم کے پایۂ تخت قسطنطنیہ اور بلاد شام اور مصر اور کابل اور افغانستان کے متفرق شہروں میں جہاں تک ممکن تھا۔ اشاعت کر دی گئی۔ جس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاکھوں انسانوں نے جہاد کے وہ غلط خیالات چھوڑ دیئے جو نافہم ملاؤں کی تعلیم سے ان کے دلوں میں تھے۔ یہ ایک ایسی خدمت مجھ سے ظہور میں آئی کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ برٹش انڈیا کے تمام مسلمانوں میں اس کی نظیر کوئی مسلمان دکھلا نہیں سکا۔“ (ستارہ قیصرہ ص ۳،۴، خزائن ج ۱۵ اص ۱۱۴)

بتلایئے ایک مدعی نبوت انگریزی حکومت کی وفاداری میں اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس اسلام دشمن گورنمنٹ کی سچی اطاعت کو مسلمانوں کے لئے فرض عین ہے اور جہاد جیسے اسلامی فریضہ کے جذبات کو مسلمانوں کے دل سے نکالنے کے لئے ہزاروں کتابیں شائع کرتا ہے۔ بیشک مرزا قادیانی اس کفر نوازی میں بے نظیر ہیں۔ کوئی مسلمان ایسا کر ہی نہیں سکتا۔ انصاف پسند طبقہ اندازہ لگائے کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ انگریزی حکومت کی اطاعت میں یہ خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن کا ذکر اس نے خود کیا ہے۔ یہ ایک انگریزی ایجنٹ کا کام ہے۔ یا اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے کسی نبی کا، عبرت، عبرت، عبرت۔

علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا قادیانی نے جو یہاں لکھا ہے ”گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے“ تو اس سے کون مسلمان مراد ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی کے نزدیک وہ لوگ مسلمان ہی نہیں جو اس کو نبی نہیں مانتے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ (مرزا قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی) (تذکرہ ص ۶۰۷ طبع ۳)

۳...... مرزا قادیانی نے تو یہاں تک لکھ دیا ہے کہ: ’’بعض احمق اور نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے۔ کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض اور واجب ہے۔ اس سے جہاد کیسا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خداتعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔‘‘

(گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ملحقہ شہادت القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

بتلایئے جس شخص کا مذہب ہی یہی ہو کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے بعد حکومت برطانیہ کی اطاعت فرض ہے۔ اس کے انگریزی نبی ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ قرآن میں تو اطاعت خدا کے بعد اطاعت رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ ’’اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم‘‘ لیکن قادیانی شریعت میں خدا کی اطاعت کے بعد حکومت برطانیہ کی اطاعت کا درجہ ہے۔ بعض لوگ بالخصوص مرزائی اس آیت میں اولی الامر منکم سے انگریزی حکومت کی اطاعت کو فرض ثابت کرتے ہیں۔ لیکن یہ ایک گمراہ کن مغالطہ ہے۔ کیونکہ آیۃ میں تو منکم کی قید ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ تم مسلمانوں میں سے جو اولی الامر اصحاب حکم ہوں اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت بھی کرتے ہوں ان کی تابعداری کرو۔

انگریز نہ منکم میں داخل ہیں نہ وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ ان کی اطاعت از روئے قرآن کس طرح فرض قرار دی جاسکتی ہے۔

۴...... ملکہ وکٹوریہ کو مرزا قادیانی نے خطاب کرتے ہوئے لکھا ہے۔ ’’اے ملکہ معظّمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکتا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور، نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی، تاریکی کو کھینچتی ہے۔‘‘ (ستارہ قیصرہ ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۱۶)

۵...... ’’جس طرح تو اے ملکہ معظّمہ اپنی تمام رعیت کی نجات اور بھلائی اور آرام

کے لئے دردمند ہے اور رعیت پروری کی تدبیروں میں مشغول ہے۔ اسی طرح خدا بھی آسمان سے تیرا ہاتھ بٹا دے۔ سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔" (ستارہ قیصرہ ص ۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۸)

قارئین سے عرض ہے کہ وہ نمبر ۴ اور ۵ کی مندرجہ عبارتوں کو بار بار پڑھیں اور قادیانی نبوت کا جائزہ لیں کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔

الف...... جب کہ خود مرزا قادیانی نے ایک کافرہ ملکہ کو زمین کا نور اور اپنے آپ کو آسمان کا نور قرار دے کر کہا کہ نور، نور کو کھینچتا ہے اور تاریکی، تاریکی کو اور چونکہ ملکہ کافرہ تھی اس کا باطن تاریک تھا۔ اس لئے نتیجہ یہ نکلا کہ کفر نے کفر کو کھینچا اور تاریکی نے تاریکی کو اپنی طرف جذب کیا۔

ب...... نمبر ۵ کی عبارت میں تو بالکل تصریح کر دی کہ یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا نتیجہ ہے۔ اب بتلائیے جس شخص کی نبوت ایک کافرہ ملکہ کے وجود کی برکت اور اس کی سچی ہمدردی کا نتیجہ ہو تو وہ انگریزی نبوت ہوگی یا خدائی اس کے بعد بھی کیا مرزائی یہ کہنے کا حق رکھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی۔ ہم پوچھتے ہیں کہ کس اسلام کی دعوت دی۔ جب کہ خود مرزا قادیانی کی نبوت ہی ملکہ کے وجود کی رہین منت اور اس کی سچی ہمدردی اور نیک نیتی کا نتیجہ ہے۔

"فاعتبرو یا اولیٰ الابصار"

مرزائی سوال نمبر ۴

ایک پامال شدہ اعتراض یہ بھی دہرایا گیا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسا نہیں گذرا جو کافر حکومت کے ماتحت پیدا ہوا ہو اور زندگی بھر کافر حکومت کے ماتحت رہے اور اس کے مرنے پر وہ حکومت قائم ہو۔ یہ اعتراض بھی باقی اعتراضات کی طرح خودساختہ ہے اور معترض کی قرآن دانی اور تاریخ دانی کا شاہکار ہے۔ قرآن میں انبیاء کے جو کام بیان ہوئے ہیں ان میں کسی جگہ یہ کام نہیں بتایا گیا کہ وہ حکومتوں کے تختے الٹنے کے لئے آتے ہیں۔ البتہ یہ ضرور معلوم ہوتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام ایک کافر حکومت میں بطور وزیر و مشیر شامل رہے اور آپ اس دنیا سے اس حال میں اٹھ گئے کہ اس حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بیابان میں فوت ہو گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا سے اٹھ گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ (مرزائی ٹریکٹ ص ۵)

الجواب

الف…… یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے انتہائی تلبیس سے کام لیا ہے۔ مرزا قادیانی کی جو عبارتیں انگریزی سلطنت اور ملکہ وکٹوریہ کے متعلق سابقہ نمبروں میں درج کی گئی ہیں۔ کیا کوئی نبی ایسا گذرا ہے جس نے اپنے مقابل کی کافر حکومت کی اس طرح ثنا خوانی اور اطاعت کی ہو اور اپنی نبوت کو کسی کافر گورنمنٹ کی برکت کا نتیجہ قرار دیا ہو۔

ب…… قرآن مجید میں تصریح ہے۔ ’’کتب اللّٰہ لا غلبن انا ورسلی ان اللّٰہ لقوی عزیز (المجادلہ) ‘‘ اللہ تعالیٰ نے یہ لکھ دیا ہے کہ ضرور غالب آؤں گا۔ میں اور میرے پیغمبر بیشک اللہ بہت زور والا اور زبردست ہے۔ حق تعالیٰ نے عموماً انبیاء کرام کو اعدائے اسلام کے مقابلہ میں نصرت وغلبہ عطاء فرمایا اور کافر قوموں کو عذاب سے ہلاک کیا۔

ج…… مرزا قادیانی پر جو اصل اعتراض ہے اس پر مرزائی سیکرٹری نے پردہ ڈالنا چاہا ہے۔ وہ یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا تو ان کے لئے ضروری تھا کہ کافرانہ حکومت واقتدار کو ختم کرتے۔ کیونکہ احادیث میں تصریح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آمد ثانی کے بعد عادلانہ حکومت قائم کریں گے اور دجال کو بھی قتل کریں گے۔ عیسائیت کے عقائد وافعال ختم ہو جائیں گے اور اسلام دنیا میں پھیل جائے گا۔ لیکن مرزا قادیانی انگریزوں کی غلامی میں ہی پیدا ہوئے اور غلامی میں ہی مر گئے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی نشانی ان میں نہیں پائی گئی۔ اس لئے وہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں۔

د…… مرزائی سیکرٹری نے یہاں جن انبیاء کی مثالیں دی ہیں۔ اس میں بھی مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وہ عظیم الشان رسول ہیں۔ جن کو ید بیضا اور عصا کے اژدھا بننے کے معجزات عطاء کئے گئے اور ان کے مقابلہ میں فرعون جو الوہیت کا مدعی تھا اپنی تمام پارٹی سمیت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کی آنکھوں کے سامنے دریائے قلزم میں غرق ہوا۔ یوسف علیہ السلام کو ابتلائے عظیم (اتہام زلیخا اور قید وبند کے مصائب) کے بعد قادر مطلق نے ملک مصر کا اقتدار اعلیٰ عطاء فرمایا۔ جس کے متعلق قرآن عظیم میں صاف ارشاد ہے۔ ’’وکذالک مکنّا لیوسف فی الارض یتبوأ منها حیث یشاء (یوسف) ‘‘ اور اسی طرح ہم نے حضرت یوسف کو اس ملک میں قدرت عطاء کی جہاں چاہتے اس ملک میں جگہ پکڑتے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے تخت پر اپنے ماں باپ کو بٹھایا اور وہ آپ کے سامنے سجدے میں گر گئے۔ جیسا کہ فرمایا ’’ورفع ابویه علی العرش وخروا له

سجداً ‘‘(یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ اس شریعت میں اس طرح سجدہ تعظیمی جائز تھا۔ لیکن اب وہ حرام ہے) نیز حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنی دعاء میں فرمایا ہے۔ ’’رب قد اتیتنی من الملك ‘‘اے میرے پروردگار بیشک تو نے مجھ کو بادشاہی دی ہے۔ ان آیات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ اصل اقتدار کے مالک حضرت یوسف علیہ السلام ہی تھے اور بادشاہ ریان بن الولید برائے نام تھا اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ آخر میں بادشاہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا تھا۔ فرمایئے۔ کہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے اقتدار مصر کی حیات مبارکہ اور کہاں مرزا غلام احمد کی غلامانہ زندگی جو کافر گورنمنٹ کی ثناخوانی اور دعاء گوئی ہی میں گذر گئی۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ باقی رہا مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس دنیا میں اٹھ گئے اور کافر حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا۔ سو اس میں بھی حیرت انگیز تلبیس سے کام لیا گیا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق احادیث سے صراحتاً مذکور ہے کہ وہ قیامت سے پہلے آمد ثانی پر اقتدار وحکومت پر فائز ہوں گے اور قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حق تعالیٰ نے پہلے دور میں بھی ان کو یہودی اقتدار کے تسلط سے بچا کر اپنی قدرت وحکمت سے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔ مرزائیوں کا یہ بہت بڑا فریب ہے جو وہ کہتے ہی کہ از روئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں صاف اعلان ہے کہ: ’’وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبه لهم وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (النساء)‘‘ ﴿اور انہوں نے نہ آپ (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا اور لیکن ان کو شبہ میں ڈال دیا گیا اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔﴾

قرآن مجید کی ان آیات سے صاف نتیجہ نکلتا ہے کہ جن کو یہود قتل کرنا چاہتے تھے۔ اسی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھایا اور اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت کا یہی تقاضا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا اور سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھا لیا۔

مرزائی یہاں رفع سے درجات کی بلندی مراد لیتے ہیں۔ حالانکہ اس کا اس مضمون کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ مطلب کیسے صحیح ہوسکتا ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کے درجے بلند کر دیئے۔ نعوذ باللہ! عجیب بدفہمی ہے۔ علاوہ ازیں حسب ذیل احادیث میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔

۱…… ’’عن ابی ھریرۃؓ قال، قال رسول اللہﷺ والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکماً عدلاً فیکسر الصلیب ویقتل الخنزیر ویضع الحرب ولیفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرا من الدنیا وما فیھا (بخاری کتاب احادیث الانبیاء، باب نزول عیسیٰ بن مریم، مسلم، ترمذی) ’’حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تم میں ابن مریم ضرور اتریں گے۔ وہ حاکم عادل ہوں گے۔ پھر وہ صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور جنگ کا خاتمہ کریں گے اور ان کے ذریعہ مال اس کثرت سے ہوگا کہ کوئی اس کو قبول کرنے والا نہ ہوگا اور لوگوں کا حال یہاں تک ہو جائے گا کہ ان کے نزدیک ایک سجدہ کرنا دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوگا۔ اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ حکومت عادلہ عطاء فرمائیں گے۔ عیسائیت کے عقائد واعمال عقیدہ صلیب اور اکل خنزیر سب ختم ہو جائیں گے۔ برکات نازل ہوں گی اور اسلام غالب ہو جائے گا۔

۲…… ’’عن مجمع بن جاریۃ قال سمعت رسول اللہﷺ یقتل ابن مریم الدجال بباب لد (ترمذی ابواب الفتن) ’’حضرت مجمع بن جاریہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہﷺ سے سنا ہے کہ ابن مریم دجال کو لد کے دروازے پہ قتل کریں گے۔

نزول عیسیٰ کے متعلق احادیث تو بہت ہیں۔ یہاں بطور نمونہ صرف دو حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ اب ناظرین انصاف فرمائیں۔ مرزائی فرقہ مرزا غلام احمد قادیانی کو مسیح موعود مانتا ہے۔ یعنی جس مسیح کے آنے کی پیش گوئی ہے وہ مرزا قادیانی ہی ہیں۔

حالانکہ احادیث میں تصریح ہے کہ جو مسیح آئیں گے وہ مریم کے بیٹے ہوں گے اور دجال کو قتل کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی چراغ بی بی کے بیٹے ہیں۔ نہ انہوں نے دجال کو قتل کیا ہے نہ حکومت کی ہے۔ بلکہ وہ تو انگریزی حکومت کے زیر سایہ غلامانہ زندگی گذار کر اس دنیا سے چل بسے۔ پھر مرزا قادیانی کس طرح مسیح موعود بن سکتے ہیں۔

ایک مشکل کا حل

جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننا چاہا تو ان کی راہ میں مذکورہ احادیث حائل تھیں۔ جن میں تصریح ہے کہ آنے والے ابن مریم ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال ہوشیاری سے اس مشکل کو بھی حل کر دیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ’’جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک

صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردے میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر جب اس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۶) میں درج ہے۔ مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ ص۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طرح سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۹۰، خزائن ج۲۱ ص۳۶۱، ۱۶۲)

یہ ہے مرزا قادیانی کے مسیح موعود بننے کی حقیقت اور یہ ہیں ملکہ وکٹوریہ کی برکات اور اس کے نتائج۔ (کشتی نوح ص۴۵، ۴۶، خزائن ج۱۹ ص۴۵، ۴۶)

غلام احمد ابن چراغ بی بی کس طرح عیسیٰ بن مریم بن گئے۔ ایسے شخص کے لئے کیا مشکل ہے جو چاہے بن بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ مرزائیوں کی عقل سے پردہ ہٹائیں تو ان کو مرزا قادیانی کی حقیقت منکشف ہو۔ "واللّٰہ الہادی"

مرزا قادیانی کی ایمانی شجاعت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو عادل حاکم ہوں گے اور کفر وعیسائیت کو ختم کریں گے۔ لیکن مرزا قادیانی کی پوزیشن کیا رہی ہے۔ اس کے لئے صرف ایک حوالہ ہی یہاں کافی ہے۔ مرزا قادیانی نے جب اپنے مخالفین کے خلاف پیش گوئیوں کا سلسلہ جاری کیا اور ان کے حق میں سخت توہین آمیز الفاظ لکھے اور ملک میں انتشار کا خطرہ پیدا ہوا تو حالات کی نزاکت کے پیش نظر مسٹر ڈگلس صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے حکم بھیجا جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ "پس مرزا قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت صاحب مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔"

اس کے بعد مرزا قادیانی نے جو حلفی اقرارنامہ مسٹر ڈوئی ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں پیش کیا۔ اس کے بعض اجزاء درج ذیل ہیں۔ "میں مرزا غلام احمد قادیانی اپنے آپ کو بحضور خداوند تعالیٰ حاضر وناظر جان کر باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ"

۱…… میں ایسی پیش گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا نامناسب طور سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو شائع کرنے سے اجتناب کروں گا۔

۲…… میں ایسے الہام کی اشاعت سے پرہیز کروں گا۔ جس سے کسی شخص کا حقیر

(ذلیل) ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو یا ایسے اظہار کے وجوہ پائے جاتے ہیں۔

۳...... میں حتیٰ الوسیع ہر ایک شخص کو جس پر میرا اثر ہو سکتا ہے۔ اس طرح کاربند ہونے کے لئے ترغیب دوں گا۔ جیسا کہ میں نے فقرہ نمبر ۱، ۲، ۳، ۴، ۵ میں اقرار کیا ہے۔

مورخہ ۲۴؍ فروری ۱۸۹۹ء

دستخط صاحب مجسٹریٹ ضلع مسٹر ڈوئی بحروف انگریزی　　دستخط بحروف انگریزی
دستخط مرزا غلا احمد قادیانی　　کمال الدین پلیڈر

’’یہ ہے مرزا قادیانی کی دلیری اور ان کا توبہ نامہ ایک انگریز ڈی، سی کی بارگاہ میں۔‘‘

(منقول از تازیانۂ عبرت مؤلفہ مولانا محمد کرم الدین صاحب دبیرؒ)

مرزائی سوال نمبر ۵

یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ معترض کے باقی اعتراضات کی طرح یہ بھی خود ساختہ معیار ہے۔ جس کا قرآن مجید واحادیث میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ یہ اعتراض اگر کسی جاہل انسان کی طرف سے ہوتا تو چنداں تعجب انگیز نہ تھا۔ لیکن ایک ’’عالم دین‘‘ کے منہ سے ایسا اعتراض حیرت انگیز ہے کہ اس کو یہ بھی معلوم نہیں کہ قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے جو نام بیان ہوئے ہیں۔ ان میں سے متعدد مرکب ہیں۔ مثلاً اسرائیل، اسماعیل جو عربی زبان کے مرکب الفاظ ہیں نیز قرآن مجید میں حضرت مسیح علیہ السلام کا نام اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم (آل عمران) بتایا گیا ہے جو یقیناً مرکب ہے۔

الجواب

مرزائی سیکرٹری دوسروں کو طعن دیتا ہے۔ لیکن خود جہالت کا شکار ہے۔ مثلاً:

۱...... اس نے اسرائیل کو بھی انبیاء کے مرکب ناموں میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ اسرائیل نام نہیں بلکہ حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے۔ ’’وهو لقب له‘‘ یعنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ اس کا معنی عبداللہ ہے یعنی اللہ کا بندہ۔

۲...... اسی طرح مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ عیسیٰ بن مریم حضرت مسیح علیہ السلام کا مرکب نام ہے۔ یہ بھی اس کی محض جہالت ہے۔ کیونکہ نام تو مسیح اور عیسیٰ ہیں۔ ابن مریم (مریم کا بیٹا) نام (علم) نہیں۔ بلکہ ان کی والدہ حضرت مریم کی طرف نسبت ہے۔ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلا باپ پیدا ہوئے۔ اس خصوصیت کو ظاہر کرنے کے لئے قرآن وحدیث میں ان کو ابن مریم فرمایا گیا ہے۔

۳...... اسماعیل عبرانی زبان میں گوترکیب رکھتا ہے۔ لیکن وہ کالمفرد ہی استعمال ہوتا ہے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ اصل اعتراض جو مرزا غلام احمد پر علماء کا ہے۔ جس کو مرزائی سیکرٹری نے نظرانداز کر دیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا اصلی نام غلام احمد ہے۔ جیسا کہ انہوں نے اپنی تصانیف میں بھی لکھا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ لکھتے ہیں کہ:"**ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد**" یہ میرے حق میں نازل ہوا ہے۔ (اربعین نمبر۳ص۳۲، خزائن ج۱۷ص۴۲۱) حالانکہ اس آیت میں احمد سے مراد سرورکائنات کی ذات ہے۔ جن کے متعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی ہے۔ مرزا قادیانی کا نام احمد نہیں بلکہ غلام احمد ہے۔ عربی قاعدہ کے تحت مضاف ومضاف الیہ آپس میں مغائر ہوتے ہیں۔ مرزائیوں کو احمدی کہنا جائز نہیں۔ وہ تو غلام احمدی ہیں۔ یعنی غلمدی یہ بھی عجیب قسم کا نبی ہے جو آیات رحمۃ للعالمین ﷺ کے حق میں قریباً چودہ سوسال پہلے نازل ہوئی ہیں۔ وہ اپنے بارے میں استعمال کرتا ہے۔ کیا یہ کم دجل وفریب ہے۔

مسئلہ ختم نبوت

مرزائی سوال نمبر۶

مرزائی سیکرٹری ص۶ پر لکھتا ہے۔ ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے متعلق اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

الجواب

۱...... مرزائیوں کو اگر مسلمان، کافر کہتے ہیں تو وہ بہت چیختے چلاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے عقائد اسلام کے مطابق ہیں۔ پھر ہمیں کیوں کافر کہا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پر مرزائی سیکرٹری نے زمانہ حال اور ماضی کے ان تمام مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا ہے۔ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے معتقد ہیں۔

۲...... ہم پوچھتے ہیں کہ تمہارے اس فتویٰ کی زد کہیں مرزا غلام احمد پر تو نہیں پڑتی۔ کیونکہ دعویٰ مسیحیت سے پہلے ان کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے تو تمہارے اس فتویٰ کے مطابق اس وقت وہ بھی کافر تھے۔ کیا تمہارے نزدیک

کوئی نبی کسی زمانہ میں کافر بھی رہ سکتا ہے۔

۳...... مرزائی سیکرٹری نے یہاں بھی اسی موروثی دجل وفریب سے کام لیا ہے جو ان کا عام شیوہ ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک ختم نبوت کا منکر کافر ہے اور تم یقیناً ختم نبوت کے منکر ہو۔ اس لئے امت مسلمہ کا تمہارے کفر پر اجماع ہے اور جہلم کے مرزائیوں کو تو یہ لکھتے ہوئے شرم آنی چاہئے۔ کیونکہ گورنمنٹ ہائی سکول جہلم کے مرزائی ٹیچر فضل داد نے نعیم احمد کلاس نہم کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ختم نبوت زندہ باد کے الفاظ لکھے تھے اور مرزائی ٹیچر نے اس بات کی تحریر بھی دے دی ہے کہ اس نے اسی بناء پر مارا تھا۔ اگر مرزائی ختم نبوت کے معتقد ہوتے تو اس کو ان الفاظ سے کیوں اشتعال آتا۔ باقی رہا یہ عقیدہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور قیامت سے پہلے زمین پر نازل ہوں گے تو یہ قرآن حکیم اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور یہ عقیدہ قطعاً ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ ختم نبوت کا مفہوم خود رحمۃ للعالمین خاتم النبیین ﷺ نے واضح فرما دیا ہے۔ چنانچہ:

۱...... حدیث میں ہے۔ ”انه سيكون في امتي ثلاثون كذابون كلهم يزعم انه نبي وانا خاتم النبيين لا نبي بعدي (ترمذی شریف) “﴿بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔﴾

میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت مین ۳۰ کذاب دعویٰ نبوت کریں گے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں نہ بعد کے۔ چنانچہ قرآن مجید میں تصریح ہے۔ ”ومبشراً برسول يأتي من بعدي اسمه احمد “﴿یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد ایک عظیم الشان رسول آئیں گے ان کا نام احمد ہوگا﴾ اور مرزا قادیانی چونکہ حضور ﷺ کی امت میں پیدا ہوا اور حضور ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت کیا اس لئے وہ ارشاد نبوی کی روشنی میں کذاب ہوگا۔ برعکس اس کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے کے نبی ہیں۔ نہ حضور ﷺ سے بعد کے۔ البتہ آپ کی عمر حق تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت طویل کر دی اور وہ دوبارہ قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نبی ماننا (جو پہلے کے ہیں) اور انکی آمد ثانی ماننا ختم نبوت کے حقیقی صحیح مفہوم کے خلاف نہیں ہے۔

۲...... ختم نبوت کے مسئلہ کو نبی کریم ﷺ نے ایک مثال سے بھی واضح فرمایا ہے۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مثلی ومثل الانبیاء من قبلی کمثل رجل بنیٰ بیتاً فاحسنه واجمله الا موضع لبنةٍ من زاویة من زاویاه۰ فجعل الناس یطوفون به ویعجبون منه ویقولون هلاً وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النبیین (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی)“ ﴿فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے۔ جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھی گئی۔ پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔﴾

اس مثال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ قصر نبوت میں صرف ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی جو خاتم النبیین ﷺ کی تشریف آوری سے پر ہوگئی۔ ظاہر ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام قصر نبوت میں شامل ہوچکے تھے۔ اب مرزا قادیانی اگر نبی ہے تو قصر نبوت میں اس کی جگہ کہاں ہے۔ جب کہ نبوت کے محل میں کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں رہی۔ خواہ کسی قسم کی نبوت ہو۔ لامحالہ مرزا قادیانی ہو یا کوئی اور جو بھی نبی کریم ﷺ کے بعد پیدا ہوکر دعویٰ نبوت کرے گا وہ قصر نبوت کو گرانے والا ہوگا اور طرفہ یہ کہ مرزا قادیانی نے خود بھی یہی مفہوم تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

۱…… ”نبوت کا دعویٰ نہیں محدثیت کا ہے اور محدثیت کے دعویٰ سے دعویٰ نبوت نہیں ہوسکتا۔“ (ازالہ اوہام ص۴۲۲، خزائن ج۳ ص۳۲۰)

۲…… ”معنی خاتم النبیین۔ ختم کرنے والا نبیوں کا۔“

(ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

۳…… ”وما کان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین“ یعنی میرے لئے یہ کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہوکر کافروں میں شامل ہوجاؤں۔ (حمامۃ البشریٰ ص۸۰، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

بتلایئے! مرزا قادیانی اگر نبوت کے مدعی ہوئے ہیں تو اپنے اس فتویٰ کی بناء پر کیوں اسلام سے خارج ہوکر کافروں میں شامل نہیں ہوئے؟ یہی حال ان کے ماننے والوں کا سمجھئے۔

مرزائی سوال نمبر۷

مرزائی سیکرٹری ص۶ پر لکھتا ہے کہ: جہاں تک جماعت احمدیہ کے عقیدہ کا تعلق ہے اس

کے لئے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ (مرزا قادیانی) کا مندرجہ ذیل ارشاد بڑا واضح اور مکمل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ جن پانچ چیزوں پر اسلام کی بناء رکھی گئی ہے وہ ہمارا عقیدہ ہے اور جس خدا کی کلام یعنی قرآن مجید کو پنجہ مارنے کا حکم ہے۔ ہم اس کو پنجہ مار رہے ہیں اور اس بات پر ایمان لاتے ہیں کہ خداتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ غرض وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا اور وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے اور ہم آسمان اور زمین کو اس بات پر گواہ کرتے ہیں کہ یہی ہمارا مذہب ہے اور جو شخص مخالف اس مذہب کے کوئی اور الزام ہم پر لگاتا ہے۔ وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑ کر ہم پر افتراء کرتا ہے اور قیامت میں ہمارا اس پر دعویٰ ہے کہ کب اس نے ہمارا سینہ چاک کر کے دیکھا کہ ہم باوجود ہمارے اس قول کے دل سے ان اقوال کے مخالف ہیں۔

الجواب

ا...... مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت کی بناء پر تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر کوئی اور شخص ان تمام عقائد کو مانے جو مرزا قادیانی نے یہاں لکھے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے تو کیا اس کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہو؟ اگر مرزائی یہ جواب دیں کہ ہم ایسے شخص کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہیں تو یہ ان کا فریب ہوگا۔

الف...... کیونکہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”جو مجھے نہیں پہچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے اعمال حسنہ نامقبول اور وہ دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا۔“

(حقیقت الوحی ص ۳۷۶، خزائن ج ۲۲ ص ۳۹۰)

ب...... مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود احمد خلیفہ نے لکھا ہے کہ: ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ یہ میرے عقائد ہیں۔“

(آئینہ صداقت ص ۳۵)

جس طرح مرزا قادیانی اور اس کے خلیفہ نے تصریح کر دی ہے کہ جو مسلمان مرزا قادیانی کو مسیح موعود نہیں مانتا وہ دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہے۔ اسی طرح علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ بوجہ دعویٰ نبوت اور مسیح موعود ہونے کے مرزا قادیانی اور اس کے ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج اور کافر ہیں۔ خواہ وہ ان عقائد کا اقرار کریں جو مرزا قادیانی غلام احمد نے مذکورہ عبارت میں لکھے ہیں۔

۲...... مرزا قادیانی نے جو یہ لکھا ہے کہ: ''وہ امور جو اہل سنت کی اجماعی رائے سے اسلام کہلاتے ہیں۔ ان سب کا ماننا فرض ہے۔ اگر وہ اس قول میں سچے ہیں تو پھر ختم نبوت کا وہ صحیح مفہوم کیوں نہیں مانتے جو اہل سنت بلکہ تمام امت مسلمہ کا اجماع ہے۔''

۱...... چنانچہ امام غزالیؒ لفظ خاتم النبیین کے متعلق فرماتے ہیں۔ ''ان الامة فهمت بالاجماع من هذا للفظ ومن قرائن احواله انه افهم عدم نبی بعده ابداً وعدم رسول بعده ابداً وانه لیس فیه تاویل ولا تخصیص (الاقتضاء فی الاعتقاد مصری ص١٤٦) ''یعنی امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور آنحضرت ﷺ کے احوال وقرائن سے اجماعی طور پر یہی سمجھا ہے کہ حضور ﷺ نے یہی سمجھایا ہے کہ آپ کے بعد ہمیشہ ہمیشہ نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول۔ اس میں نہ کسی تاویل کی گنجائش ہے اور نہ کسی تخصیص کی۔

۲...... علامہ آلوسی مفتی بغداد نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ: ''وکونه ﷺ خاتم النبیین مما نطق به الکتاب وصدعت به السنة واجمعت علیه الامة فیکفر مدعی خلافه ویقتل ان اصراً (روح المعانی ج۷ ص٦٥) ''یعنی آنحضرت ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا قطعی مسئلہ ہے کہ جس کو قرآن نے بیان کیا ہے اور سنت نے اس کی وضاحت کی ہے اور تمام امت کا اس پر اجماع ہے۔ اس کے خلاف نبوت کا دعویٰ کرنے والا کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ اس پر اصرار کرے تو قتل کر دیا جائے گا۔

۳...... حضرت سلطان عالمگیر غازیؒ کے حکم سے اس وقت کے جلیل القدر علمائے اہل سنت نے جو فتاویٰ مرتب کیا ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ: ''اذا لم یعرف ان محمداً صلی الله علیه وسلم آخر الانبیاء فلیس بمسلم ولو قال انا رسول الله اوقال بالفا وسیه من پیغمبرم یرید به من پیغام می برم یکفر ''یعنی جب کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مغیث ہو تو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر کوئی شخص کہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں یا فارسی میں کہے کہ میں پیغمبر ہوں اور اس کی مراد یہ ہو کہ میں اللہ کا پیغام لاتا ہوں تو وہ کافر ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیر ج۲ ص۲۶۲)

ہم نے بطور نمونہ یہ تین حوالے پیش کئے ہیں۔ اب اگر مرزائی اس بات میں دیانتدار ہیں کہ مرزا قادیانی اہل سنت کے اجماعی عقائد کو مانتے تھے اور وہ بھی مانتے ہیں تو اس مسئلہ ختم نبوت اور اس کے مفہوم پر امت کا جو اجماع ہے ان کو مان لینا چاہئے اور اس کی روشنی میں

مرزا قادیانی کے متعلق ان کو اپنا سابق عقیدہ بدل لینا چاہئے۔ کیا کوئی مرزائی ایسا ہے جو اس امر حق کو تسلیم کرے۔ ”الیس منکم رجل رشید“

آہ محمدی بیگم

آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ہم مرزا قادیانی کی ایک عجیب وغریب پیش گوئی اور اس میں انتہائی ناکامی کا ذکر کرتے ہیں۔ جس سے مرزا قادیانی کی نبوت کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے ۲۰؍فروری ۱۸۸۶ء میں یہ الہام شائع کیا۔

”خداوند کریم نے مجھے بشارت دے کر کہا کہ خواتین مبارکہ سے جن میں سے تو بعض کو نصرت بیگم کے بعد پائے گا۔ تیری نسل بہت ہوگی۔“ چونکہ آپ کی نظر محمدی بیگم دختر مرزا احمد بیگ ہوشیار پوری پر لگی ہوئی تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی نے مرزا احمد بیگ صاحب کو بھی خط میں لکھ دیا کہ: ”خداتعالیٰ نے اپنے الہام پاک سے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اگر آپ اپنی دختر کلاں کا رشتہ میرے ساتھ منظور کریں تو وہ تمام نحوستیں آپ کی اس رشتہ سے دور کر دے گا اور آپ کو آفات سے محفوظ رکھ کر برکت پر برکت دے گا اور اگر یہ رشتہ وقوع میں نہ آیا۔ آپ کے لئے دوسری جگہ رشتہ کرنا ہرگز مبارک نہ ہوگا اور اس کا انجام درد اور تکلیف اور موت ہوگی۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۶، خزائن ج۵ ص۲۸۶)

گو مرزا قادیانی نے ان کو بہت ڈرایا۔ لیکن مرزا احمد بیگ نے ایمانی جرأت سے کام لے کر اپنی دختر محمدی بیگم کا نکاح ۷؍اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ کر دیا۔

مرزا قادیانی نے یہ بھی الہام شائع کیا تھا کہ: ”اس خدائے قادر حکیم مطلق نے مجھ سے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبانی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک اور مروت تم سے اسی شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہوگا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں کو پاؤ گے۔ جو اشتہار ۲۰؍فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی برا ہوگا اور جس کسی دوسرے شخص سے بیاہی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۶، خزائن ج۵ ص۲۸۶)

تقدیر الٰہی سے محمدی بیگم کا والد مرزا احمد بیگ ۳۱؍ستمبر ۱۸۹۲ء کو فوت ہوگیا تو مرزا قادیانی نے اس کو اپنی صداقت کا نشان قرار دیا۔ لیکن محمدی بیگم کا خاوند مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ جس کے متعلق الہام درج کیا تھا کہ اڑھائی سال تک مر جائے گا اور مرزا قادیانی اس سے پہلے ۱۹۰۸ء کو اس جہان سے کوچ کر گئے۔ حالانکہ الہام کی صداقت کا نشان تو مرزا سلطان محمد کے لئے ثابت ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہی مرزا قادیانی کا رقیب تھا۔ جس نے ان کی منکوحہ آسمانی کو اپنے نکاح میں لے لیا تھا۔ لیکن مرزا قادیانی کب بس کرنے والے تھے۔ یہ الہام بھی شائع کر دیا تھا کہ: ”خدا تعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لا دے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا اور گمراہوں میں ہدایت پھیلا دے گا۔ چنانچہ عربی الہام اس بارے میں یہ ہے۔ ”كذبوا بايتنا وكانوا بها يستهزؤن فسيكفيكهم الله يردها اليك لا تبديل لكلمات الله“ یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور پہلے سے ہنسی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا کی باتوں کو ٹال سکے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۷، خزائن ج ۵ ص ۲۸۶، ۲۸۷، مورخہ ۱۰؍جولائی ۱۸۸۸ء)

قارئین اندازہ لگائیں۔ مرزا قادیانی نے کتنی زبردست پیش گوئی شائع کی تھی کہ ”خدا تعالیٰ اس کو ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لا دے گا۔“ لیکن مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں موت کا لقمہ بن گئے۔ ان کو کوئی اور منکوحہ بھی نصیب نہ ہوئی۔ نہ ہی محمدی بیگم کے نکاح میں کامیاب ہوئے۔ بلکہ اس کے بعد محمدی بیگم ۵۸ سال تک زندہ رہی اور گذشتہ سال لاہور میں ۱۹؍نومبر ۱۹۶۶ء کو اس کی وفات ہوئی۔ ”انا لله وانا اليه راجعون“

اللہ تعالیٰ اس خوش نصیب خاتون پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائیں جو نصف صدی سے زیادہ مرزا قادیانی کے کذب وفریب کے خلاف ایک خدائی نشان کے طور پر زندہ رہی۔ کیا مرزائیوں کے لئے اب بھی مرزا قادیانی کو سچا ماننے کی کوئی گنجائش باقی رہ گئی ہے۔ واللہ الہادی!

یہ ایک نشان ہی کافی ہے آزمانے کو
چھپاتے کیوں ہیں اسے آج دیکھو مرزائی

فروری ۱۹۶۷ء

....

[illegible]

اظہار الحق

جناب حافظ محمد اسحٰق قریشی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

مرزائی سیکرٹری کا حیرت انگیز جھوٹ

فرقہ قادیانیہ جہلم کے ایک ٹریکٹ ''ختم نبوت'' کے جواب میں ہم نے ایک رسالہ ''کشف التلبیس'' لکھا تھا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کر کے حق واضح کر دیا تھا۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ''اظہار الحق'' شائع ہوا ہے۔ جس میں اس نے بڑی دیدہ دلیری سے ہماری ایک عبارت غلط لکھ کر الٹا ہمیں مورد الزام بنایا ہے۔ چنانچہ ص۶ میں لکھا ہے کہ: ''پہلا اعتراض یہ تھا کہ نبی کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ جب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت کیا گیا کہ انبیاء کے بھی استاد ہو سکتے ہیں تو اس اعتراف کے بغیر معترض کو کوئی چارہ نہ رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی وشرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کئے۔'' ص۷ حالانکہ ہم نے کشف التلبیس میں (حاصل نہیں کئے) لکھا ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری نے اس کو ''حاصل کئے'' بنالیا۔

چیلنج

ہم مرزائی سیکرٹری کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر وہ ''کشف التلبیس'' کی مذکورہ عبارت میں ''حاصل کئے'' کے الفاظ ثابت کر دے تو اس کو ۲۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

عبرت: جب اردو الفاظ میں یہ فرقہ اس طرح خیانت کرتا ہے تو دوسرے علمی مسائل میں ان کی دیانت کا کیا حال ہوگا؟

منجانب: حافظ محمد اسحاق قریشی جہلم شہر

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ من لا نبی بعدہ وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الذین جاھدوا فی اللّٰہ معہ!

برادران اسلام پر واضح ہو کہ جہلم کی مرزائی پارٹی کے سیکرٹری اصلاح وارشاد کی طرف سے ایک ٹریکٹ ستمبر ۱۹۶۶ء میں بنام ''ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر'' شائع ہوا تھا۔ جس کے جواب میں ہم نے فروری ۱۹۶۷ء میں ''کشف التلبیس'' شائع کیا۔ جس میں مرزائی سیکرٹری کی تلبیسات کا پردہ چاک کیا گیا تھا۔ اب اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری کی طرف سے ایک ٹریکٹ ''اظہار حق'' بجواب کشف التلبیس شائع کیا گیا ہے۔ جس میں تاریخ اشاعت نہیں لکھی گئی۔ گو کشف التلبیس کے دلائل واعتراضات کا

جواب مرزائی سیکرٹری نہیں دے سکے اور نہ ہی آئندہ انشاء اللہ دے سکتے ہیں۔ لیکن ناواقف لوگوں کو چونکہ ان کی تلبیسات سے دھوکا ہوسکتا ہے۔ اس لئے اس کے جواب میں ''اعجاز الحق'' شائع کیا جارہا ہے۔ اہل عقل وانصاف اگر غور فرمائیں گے تو ان کو یقین ہو جائے گا کہ مرزائیوں کا یہ ٹریکٹ درحقیقت ''اظہار حق'' نہیں بلکہ ''اخفاء الحق'' ہے۔ **وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب!**

مرزائی سیکرٹری نے شروع میں لکھا ہے کہ ایک عرصہ کے بعد ہمارے مذکورہ ٹریکٹ کو آڑ بنا کر کشف التلبیس کے نام سے ایک ٹریکٹ شائع کیا گیا ہے۔ لیکن ہمارے جوابات کی مضبوطی کی وجہ سے وہ یہ لکھنے پر مجبور ہوئے ہیں کہ حضرت مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر از خود ما بہ النزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ بات تو اسی جگہ ختم ہوسکتی ہے۔ مولوی صاحب مذکور تحریری طور پر یہ اعلان کر دیں کہ انہوں نے احمدیت پر کبھی اعترض نہیں کیا یا وہ اپنے اعتراضات واپس لیتے ہیں۔ ہم اسی وقت اپنا جواب واپس لینے کا اعلان کر دیں گے۔

الجواب

کیا ہی الٹی فہم ہے۔ مجاہد اسلام حضرت مولانا عبداللطیف صاحب زیدمجدہم خطیب جامع مسجد گنبد والی ہر باطل کے خلاف سینہ سپر ہیں اور جعلی مرزائی نبوت کی تردید بھی ان کے فرائض تبلیغ میں داخل ہے۔ وہ جب تک زندہ ہیں انشاء اللہ مرزائیت کی تردید کرتے رہیں گے۔ وہ انکار کیوں کریں وہ اپنے لاجواب اعتراضات واپس کیوں لیں۔ اگر مرزائی بروزی جعلی نبوت کی تبلیغ کا حق رکھتے ہیں تو مولانا موصوف کو بھی اس کی تردید کا حق حاصل ہے۔ ہم نے جو یہ لکھا تھا کہ حضرت مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر از خود ما بہ انزاع مسائل کو چھیڑا ہے۔ تو اس سے مراد مقامی مرزائیوں کی طرف سے تحریری طور پر جوابی سابقہ ٹریکٹ کی اشاعت ہے۔ جو مولانا موصوف کی تقاریر کو بہانہ بنا کر ہی لکھا گیا ہے اور اس میں یہ لکھنے کی بھی جسارت کی گئی ہے کہ ''حیات مسیح کا عقیدہ رکھنے والے بھی نعوذ باللہ ختم نبوت کے منکر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں'' (دیکھئے مرزائی ٹریکٹ ص۶) علاوہ ازیں مرزائی سیکرٹری نے چکوال کے متعلق جو یہ لکھا ہے کہ اس وقت بھی حالات کی خرابی کی ذمہ داری ان لوگوں پر آتی ہے جو اپنی کثرت کے زعم میں زبانی اشتعال انگیزی کو کافی نہ سمجھتے ہوئے چکوال میں ہمارے جلسہ کے دوران غیر قانونی جلوس کی صورت میں مسجد میں حملہ آور ہوئے۔'' **ومن اظلم ممن منع مساجد اللّٰہ ان یذکر فیھا**

اسمہ ’’تو اس کا جواب یہ ہے کہ مرزائی مسجد اس آیت کا مصداق ہی نہیں بن سکتی۔ کیونکہ آیت میں ذکر اللہ سے منع کرنے کو ظلم کیا گیا ہے اور مرزائیوں کی تبلیغ نہ اللہ کے ذکر میں داخل ہے اور نہ ہی نبوت حقہ اور عقائد صحیحہ کی تبلیغ میں۔ عقائد کفریہ اور خیالات باطلہ کی تبلیغ کرنے والے تو اس آیت کا مصداق ہیں۔ ’’ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰہ شاھدین علیٰ انفسھم بالکفر (توبہ)‘‘ ﴿یعنی کفر و شرک کرنے والے لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔﴾

ب...... چکوال میں مرزائیوں کو لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ تبلیغ کرنے سے روکا گیا تھا اور مقامی حکام نے بھی حالات کی نزاکت کے پیش نظر ان کو لاؤڈ سپیکر استعمال کرنے سے منع کر دیا تھا۔ کیونکہ ان کی تقاریر اہل اسلام کے لئے اشتعال انگیز ہوتی ہیں۔

جہلم کے ایک طالب علم کا واقعہ

مرزائی سیکرٹری نے اپنے رسالہ (اظہار الحق ص۵) پر لکھا ہے کہ: ’’مذکورہ ٹریکٹ میں ایک سے زیادہ جگہ یہ غلط بات بیان کی گئی ہے کہ ایک طالب علم کو ڈنڈے سے مار مار کر اس کے بازو کی ہڈی اس بناء پر توڑ دی گئی تھی کہ اس نے بلیک بورڈ پر ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے الفاظ لکھے تھے۔ چونکہ ہم آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین مانتے ہیں۔ اس لئے اس امر پر کسی احمدی کے مشتعل ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ البتہ اس طالب علم نے حضرت بانی احمدیت (مرزا قادیانی) کے متعلق بعض نازیبا کلمات بورڈ پر لکھے اور اپنے استاد سے گستاخی سے پیش آیا تھا اور پھر یہ بھی غلط ہے کہ اس کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی۔ کیونکہ آپ لوگوں نے محکمہ تعلیم کے اس معاملہ میں بے جا مداخلت کرتے ہوئے محکمانہ اور قانونی کارروائی کی جائز و ناجائز تمام کوششیں کر کے دیکھ لیں۔ اگر اس کی ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو آپ یہ اعتراف کیوں کرتے کہ اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو پھر معاملہ قابل دست اندازی پولیس ہوتا۔ آپ کے معافی کے کیا معنی۔‘‘

الجواب...... غلط بیانی اور بدحواسی

الف...... مرزائی سیکرٹری پر تو مدعی سست اور گواہ چست کی مثل صادق آتی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ فضل داد مرزائی ٹیچر نے محمد نعیم طالب علم کو اس لئے نہیں مارا کہ اس نے ’’ختم نبوت زندہ باد‘‘ کے الفاظ لکھے تھے۔ کیونکہ وہ ختم نبوت کو مانتے ہیں۔ حالانکہ خود فضل داد ٹیچر مذکور کی تحریر موجود ہے کہ اس نے اسی بناء پر اسی کو سزا دی تھی۔ چنانچہ اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (مرزائی ماسٹر کا

اقرار جرم) نقل مطابق اصل۔ ”جناب عالی! التماس ہے کہ محمد نعیم متعلم نہم ای نے بلیک بورڈ پر ”ختم نبوت زندہ باد“ لکھا تھا۔ میں جماعت میں آیا تو یہ لکھا ہوا دیکھ کر جذبات میں آ کر اسے سزا دی۔ اس کے بازو پر بے احتیاطی سے شدید چوٹ لگ گئی۔ جس پر میں معذرت خواہ ہوں۔ آئندہ میں ہر طرح محتاط رہوں گا۔ کسی قسم کی شکایت کا موقعہ پیدا نہ ہونے دوں گا۔ پیش ازیں میں نے مرزائیت کا پرچار سکول یا جماعت میں نہیں کیا۔“ دستخط: فضل داد

گورنمنٹ ہائی سکول جہلم، مورخہ ۱۷ر ستمبر ۱۹۶۶ء

اب مرزائی سیکرٹری سے کوئی پوچھے کہ غلط بیان کون ہے؟

ب…… طالب علم مذکور کے بازو کی ہڈی بھی یقیناً ٹوٹی تھی جس کی بناء پر کیس چلایا جاتا۔ لیکن گورنمنٹ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر نے جلدی ہی ٹیچر مذکور اور محمد نعیم طالب علم کے والد کے درمیان مصالحت کرادی۔ اس لئے کیس نہ چل سکا۔

ج…… مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا اس کی انتہائی بدحواسی کی دلیل ہے کہ ہڈی ٹوٹ گئی ہوتی تو پھر معاملہ قابل دست اندازی پولیس ہوتا۔ آپ کی معافی کے کیا معنی؟ (ص۵) ہم نے کشف التلبیس میں یہ نہیں لکھا کہ ہم نے فضل داد ٹیچر کو معاف کر دیا۔ بلکہ یہ لکھا ہے کہ باوجود مسلمانوں کے احتجاجات اور قراردادوں کے محکمہ تعلیمات کی طرف سے اس ٹیچر کو بالکل معاف کر دیا گیا ہے۔ اس میں تو محکمہ تعلیم کی شکایت کی گئی ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کشف التلبیس سے اتنا سراسیمہ ہو گیا ہے کہ وہ اردو عبارت بھی سمجھ نہیں سکتا۔

سوال وجواب کی حقیقت

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ”ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطۂ نظر ٹریکٹ کا نام اور اس کے مندرجات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی سوال نہیں کیا گیا۔ بلکہ بعض اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے۔ لیکن یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی ہے کہ کشف التلبیس کے مصنف سوال اور جواب میں فرق کرنے سے عاری ہیں۔ چنانچہ ہمارے جواب کو سوال قرار دیا گیا ہے اور خود جو جواب دیئے ہیں وہ اس قسم کے ہیں۔“

الجواب

ا…… مرزا قادیانی کی مذکورہ عبارت کی بناء پر تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے۔ گویا سوال کا نام جواب رکھ دیا اور جواب کا نام سوال۔ (ص۶)

الجواب

الف…… مرزائی سیکرٹری کا یہ اعتراض اس کی کم فہمی پر مبنی ہے۔ کیونکہ یہ کوئی ضابطہ نہیں کہ جس کتاب میں کسی کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس میں کوئی سوال نہ پیش کیا جائے۔

ب…… مرزائی سیکرٹری نے ٹریکٹ اوّل میں جو لکھا تھا کہ: ’’جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ کیونکہ قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تحصیل علم کی خاطر ایک لمبا سفر کر کے اللہ تعالیٰ کے ایک بندے سے تحصیل علم کی درخواست کرنا اور پھر اپنے معلم کے ساتھ شاگردوں کی طرح رہنا اور اس سے بعض باتیں سیکھنا مذکور ہے۔‘‘

اسی جوابی عبارت میں جو یہ لکھا ہے کہ جس شخص نے اپنی زندگی میں ایک دفعہ بھی قرآن مجید یا بخاری شریف پڑھی ہو وہ ایسا لغو اور بے بنیاد اعتراض نہیں کر سکتا۔ اس میں دراصل یہ ایک سوال پایا جاتا ہے کہ کیا مولانا عبداللطیف موصوف نے بخاری شریف پڑھی ہے؟ یا انہوں نے بغور قرآن مجید پڑھا ہے؟ کیونکہ اگر پڑھا ہے، تو مذکورہ اعتراض نہ کرتے۔ مرزائی سیکرٹری بیچارہ یہی سمجھتا ہے کہ سوال وہی ہے جہاں سوالیہ الفاظ ہوں۔ حالانکہ بعض دفعہ حرف استفہام محذوف ہوتا ہے۔ مثلاً ابراہیم علیہ السلام نے ستارہ دیکھ کر فرمایا۔ ’’ھذا ربی (انعام)‘‘ ﴿یعنی کیا (تمہارے گمان میں) یہ میرا رب ہے؟﴾

ب…… مرزائی سیکرٹری نے پھر یہ لکھا ہے کہ یہ بات قرآن سے ثابت کریں کہ کسی نبی کا استاد نہیں ہوتا؟ حالانکہ ہم نے اس کا تسلی بخش جواب دے دیا تھا اور مرزا قادیانی کی یہ دونوں عبارتیں پیش کر دی تھیں کہ:

۱…… ’’لاکھ لاکھ حمد اور تعریف اس قادر مطلق کی ذات کے لائق ہے کہ جس نے ساری ارواح اور اجسام بغیر کسی مادہ اور بیوی کے اپنے ہی حکم اور امر سے پیدا کر کے اپنی قدرت عظیمہ کا نمونہ دکھلایا اور تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ اوّل ص۷، خزائن ج۱ ص۱۶)

۲…… ’’رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

”ایمانداری کا تقاضا تو یہ تھا کہ مرزائی سیکرٹری اپنے نبی کی بات بلا چون و چرا مان لیتا۔ لیکن دانستہ انکار کرتے ہوئے اس میں یہ تاویل کر دی کہ اسی جگہ انہی روحانی علوم کا ذکر ہے۔ جس کے لئے انبیاء کرام کسی استاد کے محتاج نہیں ہوتے اور نہ حضرت مسیح موعود نے وہ کسی سے سیکھے تھے۔“ (قادیانی رسالہ اظہار الحق ص ۷، ۸)

الجواب

الف...... مندرجہ عبارتوں میں مرزا قادیانی نے تعلیم و تادیب اور دینی علوم کے الفاظ لکھے ہیں تو کیا دینی علوم سے مراد ایسے روحانی علوم ہیں جن کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا؟ یہ بات تو ہر لکھا پڑھا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ دینی علوم سے مراد شرعی علوم ہی ہوتے ہیں جو امت کی ہدایت کا سبب بنتے ہیں اور یہ الفاظ کہ ”بذریعہ جبرائیل علیہ السلام حاصل کرے اور یہ کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہاں وہی دینی علوم مراد ہیں جن کا تعلق رسالت سے ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مرزائی سیکرٹری یہ بھی بتائیں کہ کیا شرعی علوم روحانیت سے خالی ہوتے ہیں؟ شریعت تو قلوب و ارواح کی تربیت و تطہیر کے لئے ہی نازل ہوتی ہے۔ کیا کوئی ایسا علم بھی ہے جو انبیاء کو بحیثیت رسالت و نبوت عطاء ہوا اور اس کے ساتھ امت کی ہدایت وابستہ ہو اور وہ روحانیت سے خالی ہو۔ مرزائی سیکرٹری کی اس تاویل کا تو یہ نتیجہ ماننا پڑے گا کہ قرآن و حدیث کے علوم روحانی نہیں ہیں۔ روحانی علوم تو ان کے ماسوا ہیں جو مرزا قادیانی کو بغیر استاد عطاء کئے گئے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری یہ جاہلانہ نظریہ رکھتا ہے کہ شریعت اور طریقت دو متضاد چیزیں ہیں۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

ج...... مرزائی سیکرٹری نے اس سلسلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی مثال پیش کی ہے۔ لیکن وہ اس کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے دینی علوم نہیں حاصل کئے تھے۔ بلکہ چند جزوی واقعات تھے جن کا علم اللہ تعالیٰ نے حضرت خضر علیہ السلام کو دے دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نہ دیا۔ اسی طرح بخاری شریف میں جو یہ لکھا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بنو جرہم قبیلہ سے ادب عربی سیکھا تھا تو اس کا بھی دینی علوم سے کوئی تعلق نہیں اور ہر نبی زبان اور اس کے محاورات اپنے قبیلہ اور قوم ہی سے حاصل کیا کرتا ہے۔ یہ تو مرزائی سیکرٹری بھی مانتا ہے کہ رسول خدا ﷺ امی تھے اور آپ نے کسی

استاد سے دین نہیں سیکھا تھا۔ کیا اسکا یہ بھی خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عربی زبان بھی اپنی قوم کے واسطہ سے نہیں بلکہ بواسطہ وحی حاصل کی تھی۔ خلاصہ یہ کہ حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے جو فرمایا ہے کہ کسی نبی کا دین میں کوئی استاذ نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہی بذریعہ وحی ان کو دینی علوم واحکام کی تعلیم دیتے ہیں۔ یہی بات مرزا قادیانی نے مندرجہ عبارتوں میں صراحۃً تسلیم کی ہے۔ لیکن یہ عجیب حق پرستی ہے کہ باوجود اس کے مرزا قادیانی تو نبی ہی رہیں اور مولانا موصوف قرآن وحدیث سے ناواقف قرار دیئے جائیں۔ عبرت، عبرت!

د...... بدحواسی اور اندھاپن

مرزائی سیکرٹری ہمارے اعتراضات اور دلائل سے اس قدر حواس باختہ ہو گیا ہے کہ وہ نفی اور اثبات میں تمیز نہیں کر سکتا۔ چنانچہ (اظہار حق ص۶) پر لکھتا ہے کہ: ’’پہلا اعتراض یہ تھا کہ نبی کا کوئی استاذ نہیں ہوتا۔ جب قرآن مجید اور احادیث سے ثابت ہو گیا کہ انبیاء کے بھی استاد ہو سکتے ہیں تو اس اعتراف کے بغیر معترض کو کوئی چارہ نہ رہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دینی وشرعی علوم حضرت خضر علیہ السلام سے حاصل کئے۔‘‘

پچیس ہزار روپیہ انعام

’’ہم مرزائی سیکرٹری کو یہ چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ’’کشف التلبیس‘‘ سے یہ ثابت کر دے کہ ہم نے اس کی اس دلیل کو تسلیم کر لیا ہے۔ اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو اس کو مبلغ دس ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔‘‘ اور اگر نہ ثابت کر سکے تو مرزائیت سے تائب ہو کر ملت محمدؐیہ میں شامل ہو جائے۔

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ وہ خود (کشف التلبیس ص۷) کی زیر بحث عبارت پڑھ کر دیکھیں۔ ہم نے تو وہاں صاف طور پر ’’حاصل نہیں کئے‘‘ کے الفاظ لکھے ہیں۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کی آنکھوں پر ایسا پردہ پڑ گیا کہ اس کو ’’نہیں‘‘ کا لفظ نظر نہیں آیا اور ’’حاصل کئے‘‘ کے الفاظ پڑھ لئے۔ یا ’’نہیں‘‘ کا لفظ دیکھ تو لیا۔ لیکن اپنی روایتی بددیانتی کی وجہ سے جواب میں ’’نہیں‘‘ کا لفظ حذف کر دیا تاکہ ناواقف لوگوں کو فریب دیا جا سکے۔ آخر کون کون ’’کشف التلبیس‘‘ کی عبارت دیکھنے کی تکلیف کرے گا۔ مرزائیوں کی ایسی ہی حرکات کی بناء پر تو ہم نے جوابی ٹریکٹ کا نام ’’کشف التلبیس‘‘ رکھا تھا۔ کیا اس سے زیادہ بھی کوئی خطرناک اور حیرت انگیز تلبیس ہو سکتی ہے۔ ’’چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد‘‘ یہ بھی ملحوظ رہے کہ یہاں

مرزائی سیکرٹری کتابت کی غلطی کا عذر بھی نہیں پیش کر سکتا۔ کیونکہ اس نے جواب ہی اس بنیاد پر دیا ہے کہ ہم نے ’’کشف التلبیس‘‘ میں ’’حاصل کئے‘‘ کے الفاظ لکھے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری اپنی تلبیس یا اندھا پن کا اقرار کرے گا؟

س...... کشف التلبیس میں ہم نے سورہ انعام کی آیت ’’واجتبیناھم وھدینھم الیٰ صراط مستقیم‘‘ سے یہ ثابت کیا تھا کہ انبیاء کرام کو حق تعالیٰ کی طرف سے ہی صراط مستقیم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ’’واجتبیناھم وھدینھم الیٰ صراط مستقیم‘‘ میں آپ کے دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں کسی نبی کے علم حاصل کرنے کی نفی نہیں کی گئی۔ البتہ اس جگہ یہ امر ضرور قابل غور ہے کہ اٹھارہ انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ ہی نے (خصوصی) ہدایت فرمائی ہے۔ لیکن حضورﷺ کو یہ ارشاد ہوتا ہے کہ آپ بھی انہی کے طریقے پر چلیں۔ کیا آپ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ انبیاء کرام کا تو کوئی استاذ نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ ہی نے انہیں خصوصی ہدایت فرمائی تھی۔ لیکن حضور اکرمﷺ کے وہ رہنما تھے اور آپ ان کے طریقہ کے پیروکار اور گویا ان کے شاگرد۔ (معاذ اللہ) (اظہار حق ص۷)

الجواب

الف...... دلیل تو صاف ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام صراط مستقیم پر خود چلنے اور دوسروں کو چلانے کے لئے آئے ہیں اور شرعی و دینی علوم ہی صراط مستقیم پر چلنے کا ذریعہ ہیں۔ تو جب حق تعالیٰ نے خود انبیائے کرام کو صراط مستقیم کی ہدایت فرما دی تو اس میں ان کو کسی دوسرے سے دینی علوم سیکھنے کی کیا حاجت باقی رہ جاتی ہے؟ یہ عجیب بات ہے کہ شرعی وحی تو انبیاء کرام پر نازل ہو اور وہ پھر شرعی علوم سیکھیں ان سے جن پر وحی نازل نہیں ہوتی۔ حقیقت یہی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایت خاصہ کا حصول ہی غیر سے دینی علوم کے حصول کی نفی کو مستلزم ہے۔ اسی لئے فرمایا: ’’کلا ھدینا ونوحاً ھدینا من قبل‘‘ ﴿ہم نے ان میں سے ہر ایک نبی کو ہدایت دی اور حضرت نوح علیہ السلام کو بھی اس سے پہلے ہدایت دی۔﴾ اور آخر میں اس حقیقت کو ان الفاظ میں واضح فرمایا: ’’اجتبیناھم وھدینٰھم الیٰ صراط مستقیم‘‘ ﴿ہم نے ان سب کو چن لیا اور ان کو صراط مستقیم کی ہدایت دی۔﴾ یہاں لفظ ہدایت میں اراءۃ الطریق (راہ حق دکھلانا) اور ایصال الیٰ المقصود (مقصود تک پہنچانا) دونوں معنی آ گئے۔

ب...... اس کے بعد مرزائی سیکرٹری نے امام الانبیاء والمرسلین خاتم النبیینﷺ کے متعلق جو یہ نتیجہ نکالا ہے کہ گویا ان کے شاگرد تو یہ اس کی انتہائی کوتاہ اندیشی کی دلیل ہے۔ کیونکہ

الف...... جب ہماری طرف اس بارے میں مرزائی بھی وہی کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کسی کے شاگرد نہیں تھے تو یہ نتیجہ کیونکر نکالا جا سکتا ہے؟

ب...... ہم نے وہی لکھا ہے جو حق تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا ہے۔ کیا مرزائی سیکرٹری ”فبهداهم اقتده“ کے الفاظ قرآنی پر بھی یہی اعتراض کرنا چاہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ سابقہ انبیاء کے شاگرد تھے۔ العیاذ باللہ!

ج...... قرآنی الفاظ ”فبهداهم اقتده“ ﴿آپ بھی ان انبیاء کے طریق پر چلیں۔﴾ سے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت ﷺ کو ان انبیاء کی شاگردی کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ کیونکہ یہاں ان انبیاء کے طریقہ پر چلنے کا حکم ہے نہ کہ ان سے دین و شریعت سیکھنے کا اور مطلب ہے کہ حق تعالیٰ نے انبیاء سابقین کو جو دین دیا تھا۔ آپ بھی اسی دین پر چلیں۔ کیونکہ سب انبیاء کا دین ایک ہی ہے اور احوال زمانہ کے اعتبار سے شریعتیں جدا جدا ہیں۔ اسی حقیقت کو ”ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً“ میں اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو ملت عطاء ہوئی اور انبیائے سابقین کو جو دین دیا گیا وہ سب حق تعالیٰ ہی کی طرف سے تھا۔ اس لئے ملت ابراہیمی اور دین وہدایت انبیاء کی اتباع درحقیقت حق تعالیٰ ہی کی اتباع ہوگی۔ چنانچہ سرور انبیاء علیہم السلام کو دین انبیاء اور ملت ابراہیمی کا علم بھی حق تعالیٰ نے خود ہی بذریعہ وحی عطاء فرمایا ہے۔ یعنی انبیاء کی شاگردی سے اس حکم کا کوئی تعلق نہیں ہو سکتا اور اگر مرزائی سیکرٹری کی الٹی فہم یہی نتیجہ نکالتی ہے تو یہ اعتراض اس کا قرآن پر ہے نہ ہم پر۔

سوال وجواب نمبر۲

”حضرت مسیح علیہ السلام حج کریں گے۔“

مرزائی سیکرٹری نے (اظہار الحق ص۸) پر لکھا ہے کہ ہمارے جواب کے مسکت و مدلل ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ مذکورہ اعتراض کو نظر انداز کر کے ”اصل اعتراض یہ ہے“ لکھ کر ایک زائد اعتراض کر دیا گیا ہے۔ حالانکہ خطیب صاحب مذکور کی تقاریر سننے والے بخوبی جانتے ہیں کہ انہوں نے مذکورہ اعتراض بڑے زور اور اصرار و تکرار سے کیا تھا۔

الجواب

الف...... ”ہر نبی حج کرتا ہے۔“ کی بحث کو چھوڑ کر اس بحث کا اختیار کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ضرور حج کریں گے۔ ایسا ہی ہے جیسا کہ کسی مخالف کے ہاتھ کو چھوڑ کر اس کے گلے کو پکڑ لیا جائے۔ اب تو ہم نے مرزائیوں کا گلہ پکڑ لیا ہے۔ کیونکہ اصل بحث یہ ہے کہ چونکہ مرزا قادیانی نے حج

نہیں کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام از روئے احادیث ضرور حج کریں گے۔ لہٰذا مرزا قادیانی وہ مسیح نہیں ہوسکتے جن کے آنے کی احادیث میں خبر دی گئی ہے۔ آپ اس دلیل سے کیوں سراسیمہ ہوگئے ہیں۔ ہم نے تو مرزا قادیانی کی نبوت کو جھوٹا ثابت کرنا ہے۔ خواہ کسی دلیل سے کریں۔

ب...... ’’کشف التلبیس‘‘ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حج وعمرہ کرنے کے بارے میں مسلم شریف کی یہ حدیث پیش کی تھی کہ: ’’یحدث ابوهريرة عن النبی ﷺ قال والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً اومعتمراً (باب جواز التمتع فی الحج والعمرة)‘‘ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ حضرت ابن مریم ضرور فج روحاء سے حج کے لئے یا عمرہ کے لئے یا حج وعمرہ دونوں کے لئے احرام باندھیں گے۔ کیا مرزائی سیکرٹری نے اس حدیث کا کوئی جواب دیا ہے؟ اور جواب ہو بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ قسم کھا کے فرمارہے ہیں کہ حضرت ابن مریم ضرور احرام باندھیں گے اور مقام فج روحاء کی بھی تصریح کردی اور چونکہ مرزا قادیانی کو حج یا عمرہ کا احرام کسی طرح بھی نصیب نہیں ہوا۔ اس لئے آپ مسیح موعود ہرگز نہیں ہوسکتے۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی سیکرٹری نے جو یہ لکھا ہے کہ ایام الصلح کے حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مسیح موعود کو کشف میں حج کرتے ہوئے دیکھا ہے اور کشف تعبیر طلب ہوتے ہیں۔ اس میں بھی تلبیس یا بدفہمی کا ثبوت دیا ہے اور مظاہر حق کا حوالہ بھی ہرگز اس کے مفید مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ:

الف...... مسلم شریف کی مذکورہ حدیث میں آنحضرت ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حج کرتے دیکھا ہے۔ بلکہ بطور پیش گوئی یہ فرمایا ہے کہ وہ آئندہ زمانہ میں ضرور حج یا عمرہ کریں گے۔

ب...... اور مظاہر حق میں ان روایات کی توجیہہ کی گئی ہے۔ جن میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طواف کرتے دیکھا ہے۔ لیکن اس کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں۔ جو قرب قیامت میں نزول مسیح کے بعد پیش آئے گا اور ایام الصلح میں بھی مرزا قادیانی کی عبارت کا تعلق اس پیش گوئی سے ہے نہ کہ کشف ماضی سے۔ کیونکہ اس کے یہ الفاظ ہیں۔ ’’کیونکہ بموجب حدیث کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔‘‘

(ایام الصلح ص۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج۱۴ص۴۱۶، ۴۱۷)

تعجب ہے کہ مرزائی سیکرٹری اپنے نبی کی بات بھی ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

ج...... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بھی غلط ہے کہ حمامۃ البشریٰ کی عبارت میں کشف کے تعبیر طلب ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔ لہٰذا وہ عبارت بھی معترض کے مفید مطلب نہیں ہے۔ کیونکہ ہم نے حمامۃ البشریٰ کی عبارت اس لئے پیش کی تھی کہ حدیث میں حضورﷺ نے جو قسم کھا کے فرمایا ہے کہ ابن مریم ضرور احرام باندھیں گے۔ اس میں مرزائیوں کی طرف سے کوئی تاویل پیش نہ کی جاسکے۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے جب خود لکھ دیا ہے کہ ’’**والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لاتاویل فیه ولا استثناء**‘‘ (حمامۃ البشریٰ ص۱۴ حاشیہ، خزائن ج۷ ص۱۹۲) یعنی قسم اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ خبر ظاہری معنی پر ہی محمول ہے جس میں تاویل اور استثناء کی کوئی گنجائش نہیں۔ لیکن باوجود مرزا قادیانی کی اس تصریح کے مرزائی سیکرٹری نے اس میں یہ تاویل کر ہی دی ہے کہ: ’’حمامۃ البشریٰ کی عبارت میں کشف کے تعبیر طلب ہونے کی نفی نہیں کی گئی۔‘‘ اور یہی مرزائیوں کی وہ ہٹ دھرمی ہے جس کی وجہ سے ان کو قبول حق کی توفیق نہیں ہوتی اور اس ضد میں وہ اپنے مسلمہ نبی کی بات کو بھی ٹھکرا دیتے ہیں۔ کیا ہی عجیب ایمان ہے۔

سوال وجواب نمبر۳

کیا خدا کی اطاعت کے بعد انگریزی حکومت کی اطاعت فرض ہے۔

مرزائی سیکرٹری نے پہلے ٹریکٹ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی نے سکھوں کی ظالمانہ حکومت کے مقابلے میں انگریزی حکومت کی تعریف کی تھی اور اس کی تائید میں مولانا ظفر علی خان مرحوم کی وہ تحریریں پیش کی تھیں جو انہوں نے کسی زمانہ میں انگریزی حکومت کی تعریف میں لکھی تھیں۔ اس کے جواب میں ہم نے ’’کشف التلبیس‘‘ میں مرزا قادیانی کی وہ عبارتیں درج کی تھیں جن میں انہوں نے انگریز کی اطاعت کو ایک دینی فریضہ قرار دیا تھا اور ایسی تعریف لکھی تھی جو قرآنی تعلیمات کے بالکل خلاف ہے کہ کوئی نبی ایسی باتیں نہیں کہہ سکتا۔ مثلاً:

۱...... ’’سو میرا مذہب جس کو بار بار ظاہر کرتا ہوں وہ یہ ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں۔ ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں۔ دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو۔ جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔‘‘ (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق، ملحقہ شہادت القرآن ص۸۴، خزائن ج۶ ص۳۸۰)

اس سے ثابت ہوا کہ حکومت برطانیہ کی اطاعت کرنا مرزا قادیانی کا مستقل مذہب ہے اور خدا کی اطاعت کے بعد اطاعت رسولﷺ کی جگہ اطاعت برطانیہ پر ان کا ایمان ہے۔

حالانکہ قرآن مجید میں متعدد مقامات میں اطاعت خداوندی کے بعد اطاعت رسول ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً: ”**اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۰ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ**“ کیا مولانا ظفر علی خان مرحوم نے بھی انگریز کی اطاعت کو یہی مقام دیا ہے جو مرزا قادیانی کے ہاں ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ مولانا ظفر علی خان پر جب انگریز کی اسلام دشمنی ظاہر ہوگئی تو وہ انگریزی حکومت کے سخت مخالف ہوگئے تھے۔ مرزائی سیکرٹری نے مولانا ظفر علی خان کی جو تحریریں روزنامہ زمیندار سے نقل کی ہیں وہ ۱۹۱۱ء کی ہیں۔ لیکن مولانا مرحوم کو ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں انگریز نے ان کے گاؤں کرم آباد میں نظر بند کر دیا تھا۔ اس دوران میں ایک دفعہ آپ اپنے باغ میں بیٹھے تھے کہ ایک انگریز انجینئر موٹر سائیکل پر سوار ہو کر وہاں سے گذرا تو کتوں نے اس کو گھیر لیا اور بڑی مشکل سے نوکروں نے اس کی جان چھڑائی۔ انگریز افسر نے فرط غضب میں مولانا کو انگریزی میں گالیاں دیں اور پھر یہ کہا کہ ہم اگلی بار ریوالور ساتھ لائے گا اور تمہارے ان ڈاگز (کتوں) کو شوٹ کر دے گا۔ یہ سننا تھا کہ مولانا مرحوم کو بھی جلال آ گیا۔ پہلے اس کے گال پر تھپڑ رسید کیا۔ پھر نوکروں کو حکم دیا کہ خوب مرمت کرو۔ اس سفید بندر کی۔ چنانچہ نوکروں نے اس کو مار مار کر بے ہوش کر دیا۔ (نوائے وقت ۲۶؍نومبر ۱۹۶۷ء) مولانا مرحوم نے انگریز کے زمانہ میں تقریباً ۱۵ سال قید کاٹی ہے اور اخبار زمیندار کا بحق سرکار جو سرمایہ ضبط ہوا وہ تقریباً دو لاکھ ہے۔ کیا ان واقعات کے بعد بھی مرزائی سیکرٹری یہی چیختا رہے گا کہ مولانا ظفر علی خان اور مرزا قادیانی کے نظریات انگریزی حکومت کے بارے میں یکساں تھے؟

ب...... ہم نے (کشف التلبیس ص۱۲) پر یہ لکھا ہے کہ: ”مرزا قادیانی کی انگریز پرستی کو جائز ثابت کرنے کے لئے مولانا ظفر علی خان مرحوم کی تحریر کا سہارا لینا ڈوبتے کو تنکے کا سہارا لینے کے مترادف ہے۔ کیا مولانا ظفر علی خان کی یہ تحریر کوئی شرعی کسوٹی ہے۔ جس پر مرزا قادیانی کے صدق وکذب کو پرکھا جائے۔“ لیکن مرزائی سیکرٹری نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور ”اظہار الحق“ میں مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولانا نذیر حسین صاحب دہلوی اور دارالعلوم ندوہ کی بھی وہ تحریریں درج کر دیں جن میں انگریزی حکومت کی تعریف ثابت ہے۔ لیکن یہ تحریریں مرزائیوں کے لئے تب حجت بن سکتی ہیں جب وہ ان علماء کو مرزا قادیانی کی طرح انبیاء کی فہرست میں شامل کر لیں۔ یا کم از کم ان علماء کو مرزا قادیانی کا استاد و مرشد مان لیں۔ کیا کوئی ایسا قابل مرزائی ہے جو قرآن وحدیث سے یہ ثابت کر سکے کہ خدا کی عبادت کے بعد دوسری چیز انگریزی

حکومت کی اطاعت ہے۔ ''ھاتوا برھانکم ان کنتم صٰدقین'' قرآن مجید میں تصریح ہے کہ ''اطیعوااللّٰہ واطیعوا الرسول واولیٰ الامر منکم'' لیکن مرزائی فرقہ اس آیت کے تحت حکومت برطانیہ کو تیسرے درجہ پر اولیٰ الامر بھی ثابت نہیں کرسکتا۔ کیونکہ آیت میں ''منکم'' کی قید ہے۔ جس سے مراد وہ اولیٰ الامر (حکام) ہیں جو ''اطیعوااللّٰہ واطیعواالرسول'' کے پابند ہوں اور انگریز تو اس آیت کے ہی سرے سے منکر اور کافر ہیں۔ وہ اولیٰ الامر ''منکم'' میں کیونکر داخل ہوسکتے ہیں؟

۲...... ہم نے ''کشف التلبیس'' میں مرزا قادیانی کی جو عبارتیں پیش کی تھیں۔ ان میں ملکہ وکٹوریہ کے خطاب میں یہ عبارت بھی تھی۔ ''سو یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔''

(ستارہ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸)

اب تمام مرزائی امت کو ہمارا یہ چیلنج ہے کہ وہ شرعی دلائل سے یہ ثابت کریں کہ کسی سچے نبی کی نبوت کسی کافر حاکم کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہوسکتی ہے؟ کیا مولانا ظفر علی خان اور مذکورہ علماء میں سے بھی کسی نے ملکہ وکٹوریہ اور انگریزی حکومت کی یہ شان لکھی ہے؟

۳......انگریزی نبی اور پچاس الماریاں

یہاں ہم مرزا قادیانی کی بعض اور ایسی عبارتیں پیش کرتے ہیں جنکو پڑھنے کے بعد کسی صاحب عقل وشعور انسان کو اس بات میں شک نہیں ہوسکتا کہ مرزا قادیانی کی نبوت انگریز کی طرف سے ہے نہ کہ خداوند عالم کی طرف سے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵)

اب مرزائی سیکرٹری بتائے کہ جس شخص نے انگریزی اطاعت اور جہاد کی ممانعت میں اتنی کتابیں لکھی ہیں جن سے پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں تو اس سے مقصود کیا صرف یہ ثابت کرنا تھا کہ سکھوں کی ظالمانہ حکومت کے مقابلہ میں انگریزی حکومت اچھی ہے یا یہ مقصود تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے جہاد کا جذبہ نکل جائے اور وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح انگریز کی اطاعت کو اپنا مذہب بنالیں۔ تاکہ انگریزی حکومت کو کسی اسلامی انقلاب کا خدشہ باقی نہ رہے۔ اگر خدانخواستہ

مسلمان مرزا قادیانی کی اس نصیحت پر عمل کرتے اور ہندوستان میں انگریزی حکومت کے مخالفین پیدا نہ ہوتے تو کیا ہندوستان آزاد اور پاکستان قائم ہوسکتا تھا۔ آج تک خدانخواستہ انگریز کی اطاعت اور غلامی میں ہی مسلمان زندگی بسر کرتے۔ ’’فاعتبروا یا اولیٰ الابصار‘‘

۴...... ان پچاس الماریوں میں سے اگر تعلیم یافتہ مسلمان مرزا قادیانی کی صرف دو درخواستیں ہی پڑھ لیں تو مرزائی نبوت بے نقاب ہوجاتی ہے۔ طوالت سے بچنے کے لئے یہاں ہم ان کے بعض اقتباسات ہی پیش کریں گے۔ ان میں سے ایک درخواست کا عنوان مرزا قادیانی نے خود یہ لکھا ہے۔ ’’حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست‘‘ اس میں لکھتے ہیں کہ:

الف...... ’’یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیرخواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے...... میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیرخواہ اور دلی جاںنثار تھے...... والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہردلعزیز رئیس تھے۔ جن کو دربار گورنری میں کرسی ملی تھی...... اس گورنمنٹ کی خیرخواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ ان کی وفات کے بعد مجھے خداتعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دنیا سے الگ کر کے اپنی طرف کھینچ لیا اور میں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لئے پسند کرلیا۔ لیکن اس بات کا فیصلہ نہیں کر سکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو...... اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست (۲۰) سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا...... میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجہ پر بنادیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خداتعالیٰ کے الہام نے۔ اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیرسایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔‘‘

(مرزا غلام احمد از قادیان المرقوم ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء ملحقہ تریاق القلوب ص ۳۵۹ تا ۳۶۳، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۷ تا ۴۹۱)

درخواست دوم

مرزا قادیانی کی دوسری درخواست کا یہ عنوان ہے۔ ’’بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ‘‘

ب...... ’’چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے۔ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۸)

ج...... ’’سب سے پہلے میں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ میں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیرخواہ ہے۔ چنانچہ جناب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰؍اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیک نام رئیس تھے اور کس طرح ان سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیرخواہی اور مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ ظہور میں آئی...... گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کرسکتی ہے اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضٰی کے نام ہے۔ چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے...... اور باعث خوشنودی سرکار رہوا۔ لہٰذا بجلدوی اسی خیرخواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صدر روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطاء ہوتا ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۹)

د...... ’’دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو تقریباً ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیرخواہی اور ہمدردی کی طرف پھیر دوں۔ سو میں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو میرے دل میں ہے۔ بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ ان کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت ان کی محسن ہے۔ سچی اطاعت اختیار کرنی چاہئے۔ ورنہ خداتعالٰی کے گناہگار ہوں گے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۱)

’’یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود بھی روح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیت کو دلوں میں جمادیں...... اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں...... یہ تو ہمارا عقیدہ ہے۔ مگر افسوس کہ

مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا میں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں۔ جن کے نمبر صفحات میں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔ (اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۲۴ عدد کتابوں اور اشتہاروں کے نام تاریخ، طبع اور نمبر صفحات کی فہرست پیش کی ہے) گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لئے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں۔ یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ممالک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۲تا۱۴)

''میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قریشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دے گا۔ میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرۂ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں اپنے نفس کے لئے اس مسیح موعود کا ادّعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا...... اور میں یقین رکھتا ہوں جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے۔ ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار ہے۔''

(مجموعہ اشتہارت ج۳ ص۱۹)

ط...... ''چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں۔ اکثر ان میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر یا وکلا اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں۔ یا ان کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع، غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیک نامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۰)

’’لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بداندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں۔ میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔ اس لئے اندیشہ ہے کہ ان کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم مرزا غلام مرتضٰی اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سرلیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ ہو جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیر خواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

خودکاشتہ پودہ

’’صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جانثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط سے اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ۳۱۶ مریدوں کے نام لکھے ہیں۔ جو سرکار انگریزی کے نمک پروردہ اور جانثار ہیں۔

تبصرہ

مرزا قادیانی نے گورنمنٹ برطانیہ اور اس کے لیفٹیننٹ گورنر کے حضور میں جو عاجزانہ درخواستیں پیش کی ہیں۔ ان پر تفصیلی تبصرہ کی ضرورت نہیں رہتی اور دوسری درخواست کی آخری سطور میں مرزا قادیانی نے اپنے اور سارے خاندان کو انگریز کا خودکاشتہ پودہ تسلیم کر کے قادیانی

نبوت کی خود ہی قلعی کھول دی ہے۔ اس کے بعد بھی کیا اس علمی بحث کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ مرزا قادیانی کس درجہ میں نبی تھے یا نہ؟ ہاں یہ بات یقین سے کہی جاسکتی ہے کہ آپ انگریزی نبی ضرور تھے۔ بھلا جو شخص مسلمانوں کے دلوں میں انگریزی حکومت کی اطاعت جمانے کے لئے پچاس الماریوں کی مقدار میں کتابیں لکھے۔ خدا کی اطاعت کے بعد بجائے اطاعت رسول ﷺ کے اس کا دین وایمان انگریز کی اطاعت ہو اور جس کی درخواستوں کی زبان ایک نہایت کم ظرف اور مفاد پرست چپراسی کی زبان ہو جو کوئی خوددار ملازم بھی اپنے افسر کے سامنے استعمال کرنے میں شرم محسوس کرتا ہو۔ یہ گداگری کا کشکول ہے یا رسالت الٰہیہ کی تبلیغ؟ ایک باضمیر چپراسی بھی اتنی خوشامد لجاجت اور چاپلوسی کسی افسر کی نہیں کرسکتا جو ایک مدعی مسیحیت نے انگریز کو راضی کرنے کے لئے کی ہے۔ مقتدر کفار کے مقابلے میں تو انبیاء کی زبان وہ ہوتی ہے جو حضرت ہود علیہ السلام نے استعمال فرمائی۔ ’’فکیدونی جمیعاً ثم لا تنظرون انی توکلت علی اللّٰہ ربی وربکم‘‘ ﴿پس تم سب مل کر میرے خلاف تدبیر کرلو۔ پھر مجھ کو مہلت نہ دو۔ میں نے اللہ پر بھروسہ کیا جو میرا اور تمہارا رب ہے۔﴾

انبیاء معصومین کا مقام تو بہت بلند وبرتر ہے کہ مرزا قادیانی کا ان سے کوئی موازنہ کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کے مجاہدانہ کارنامے قیصر وکسریٰ کے دربار میں ان کے باطل شکن چیلنج مجددین کا بڑے بڑے باجبروت سلاطین کے دربار میں اعلان حق سلف صالحین اور علمائے ربانیین کی حق بیانیاں تاریخ اسلام کے صفحات میں نمایاں ہیں۔ لیکن اس کے برعکس قادیانی نبی کا کردار ملاحظہ فرمائیں کہ کاسۂ گدائی ہاتھ میں لئے انگریز جیسے مسلم کش کافر کو چوکھٹ پر کھڑے ہیں۔ ’’ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا‘‘

ان تحریروں کے باوجود مرزائی سیکرٹری کو یہ کہنے کا حق پہنچتا ہے کہ مرزا قادیانی نے کبھی کوئی جاگیر اور انعام حاصل نہیں کیا۔ بھلا انگریزی نبوت سے زیادہ بھی کوئی بڑا انعام دنیوی اعتبار سے ہوسکتا ہے؟ کیا کوئی جاگیر اور ریاست انگریز کا خود کاشتہ پودا ہونے کے مساوی ہوسکتی ہے؟ ۱۸۵۷ء میں آپ کے والد صاحب نے فرنگی فرمانبرداری اور غلامی کا جو حق ادا کیا اور جس کے صلہ میں ان کو مبلغ دوسو روپے انعام دیا گیا اور دربار گورنری میں کرسی نشین ہونے کا شرف پایا اور سرکاری خصوصی چٹھیات سے ان کو اور سارے خاندان کو سرفراز کیا گیا اور خود مرزا قادیانی نے بھی یہاں تک عرض کر دیا کہ: ’’میں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیرخواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ الخ!‘‘

یہ اپنے تمام مریدوں کی فہرست لیفٹیننٹ گورنر کے حضور میں کیوں پیش کی جارہی ہے۔ یہ سب جاگیردار اور رئیس اور گورنمنٹ کے تنخواہ دار اور پنشن دار آخر مرزا قادیانی کی نبوت کے کیونکر قائل ہوگئے۔ کیا یہ باتیں اب سربستہ راز ہیں کہ مرزائی سیکرٹری ان سے واقف نہیں ہے۔ اگر بالفرض پہلے وہ بے خبر تھا تو ہم نے مذکورہ درخواستوں کے اقتباسات نقل کر کے یہ فرض بھی ادا کردیا ہے۔ اب بھی اگر وہ قادیانی نبوت کا معتقد رہے تو خدائی مہر کون توڑ سکتا ہے۔ ”من یضلل اللہ فلا ھادی له“

ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام کی حقیقت

مرزائی سیکرٹری نے بڑے فخر سے لکھا ہے کہ ملکہ اور ساری غیر مسلم دنیا کو آپ (یعنی مرزا قادیانی) ”لا اله الا اللہ محمد رسول اللہ“ کی دعوت دیتے تھے۔

الجواب

ہم مرزائی سیکرٹری سے پوچھتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے ستارۂ قیصرہ میں اس ملکہ کی خدمت میں یہ لکھ دیا ہے کہ: ”یہ مسیح موعود جو دنیا میں آیا تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدردی کا ایک نتیجہ ہے۔“ (ستارہ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸)

تو جب مرزا قادیانی کا مسیح موعود ہونا ہی خود ملکہ کے وجود کی برکت کا نتیجہ ہے۔ اگر ملکہ کا وجود نہ ہوتا تو مرزا قادیانی مسیح موعود ہی نہ بن سکتے۔ تو اب بتائیں کہ اس سے زیادہ بابرکت اسلام کس کا ہوسکتا ہے جو ملکہ کو نصیب تھا۔ اگر مرزا قادیانی مسیح ہیں تو ملکہ وکٹوریہ ماشاء اللہ مسیح گر ہے۔ لہٰذا مسیح موعود کا اپنے مسیح گر کو دعوت اسلام دینا کیا معنی رکھتا ہے؟ اسی بناء پر ہم نے سوال کیا تھا کہ مرزا قادیانی نے ملکہ کو کس اسلام کی دعوت دی تھی؟

ب...... مرزا قادیانی یہ مذہبی عقیدہ تھا کہ ملکہ وکٹوریہ کی اطاعت کی جائے۔ حتیٰ کہ اس اطاعت کی بجاآوری میں انہوں نے پچاس الماریاں کتابوں کی شائع کردیں تو اس حیثیت سے تو ملکہ مطاع ہوگی اور مرزا قادیانی اس کے مطیع۔ پھر ایک مطیع کا اپنے مطاع کو اپنی اطاعت کی دعوت دینا کیا معنی رکھتا ہے۔

ج...... کلمہ طیبہ میں مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں کہ میں رسول عربی مکی مدنی کی ذات مقدسہ ہوں۔ جیسا کہ انہوں نے ایک غلطی کا ازالہ میں لکھ دیا ہے۔ ”خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا وجود قرار دیا ہے۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

پادریوں سے بحث رچانے کا ڈھونگ

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کریں گے وغیرہ۔ مرزا قادیانی کے لئے یہ ایک بڑا اشکال تھا۔ اس کو اس طرح حل کیا کہ دجال سے مراد پادریوں کا گروہ ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ: ”اب یہ سوال جو کیا جاتا ہے کہ ضرور ہے کہ مسیح ابن مریم سے پہلے دجال آ گیا ہو۔ اس کا جواب ظاہر ہو گیا اور بپایہ ثبوت پہنچ گیا کہ مسیح دجال جس کے آنے کی انتظار تھی یہی پادریوں کا گروہ ہے جو ٹڈی دل کی طرح دنیا میں پھیل گیا ہے۔ سو آئے بزرگو! دجال معہود یہی ہے جو آ چکا۔ مگر تم نے اسے شناخت نہیں کیا۔“ (ازالہ اوہام ص۴۹۶، خزائن ج۳ ص۳۶۶)

خر دجال

دجال کا گدھا، مرزا قادیانی کے نزدیک ریل گاڑی ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھا ہے کہ: ”چونکہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے۔ جن کا امام اور مقتدا یہی دجال گروہ ہے۔ اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔“ (ازالہ اوہام ص۷۳۱، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

دجال کا قتل

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم باب لد پر دجال کو قتل کریں گے۔ اس کا مطلب مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ: ”پھر آخر باب لد پر قتل کیا جائے گا۔ لد ان لوگوں کو کہتے ہیں جو بیجا جھگڑنے والے ہوں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب دجال کے بیجا جھگڑے کمال تک پہنچ جائیں گے تب مسیح موعود ظہور کرے گا اور اس کے تمام جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔“

(ازالہ اوہام ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۲، ۴۹۳)

فریب کا پردہ چاک ہو گیا

مرزا قادیانی نے دجال کا مسیح کے ہاتھوں قتل ہونے کا یہ مطلب لیا ہے کہ مسیح موعود پادریوں کے جھگڑوں کا خاتمہ کر دے گا۔ لیکن یہ مطلب بھی ان کا پورا نہ ہوا۔ مرزا قادیانی ۱۹۰۸ء میں آنجہانی ہو گئے اور پادری بدستور ان کے بعد بھی دندناتے رہے اور آج تک مسلمانوں کو بدستور مرتد بنا رہے ہیں۔ نعوذ باللہ!

مرزا قادیانی نے دجال کے گدھے کو ریل گاڑی تسلیم کر کے یہ مان لیا ہے کہ یہ عیسائی قوم کا ایجاد ہے اور پادری ان کے امام اور مقتداء ہیں۔ ظاہر ہے کہ ریل گاڑی انگریز حکومت نے چلائی تھی تو دجال اور اس کے گدھے کا خاتمہ تو جب تسلیم کیا جا سکتا ہے کہ انگریزی حکومت ہی برباد

کردی جاتی۔ جس کے سہارے پادریوں کا گروہ جھگڑے کرتا رہا۔ لیکن مرزا قادیانی اس دنیا سے چل بسے اور تقریباً ۳۶ سال بعد تک ہندوستان میں انگریزی حکومت قائم رہی۔ حتیٰ کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا اور پاکستان عالم وجود میں آیا۔ لیکن پادریوں کے ذریعہ مسلمانوں کے ارتداد کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ اب تمام مرزائی امت سے ہمارا یہ ایک لاینحل سوال ہے کہ مرزا قادیانی کس لئے مسیح موعود بنائے گئے تھے؟

”ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور۔“

پادریوں کے جواب میں جو کتابیں مرزا قادیانی نے لکھی ہیں۔ اس کی حقیقت بھی انہوں نے خود ظاہر کر دی ہے۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ کے حضور میں مذکورہ عاجزانہ درخواست میں لکھتے ہیں۔

الف...... ”سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔“ (تریاق القلوب ص ج، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

ب...... لیفٹیننٹ گورنر کی خدمت میں مذکورہ درخواست میں لکھتے ہیں کہ: ”دیسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ ان کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کی عوض میں کس قدر مہذبانہ سختی استعمال نہ آتی تو بعض جاہل جو جلدتر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہیں۔ شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہے۔ مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا اندر ہی اندر دب گیا۔“

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۱۶)

فرمایئے! کیا مرزا قادیانی نے جوابی کتابیں اسلام کی نصرت کے لئے لکھی تھیں۔ نہیں بلکہ اس میں بھی انگریز کی وفاداری اور اطاعت ملحوظ تھی کہ انگریز گورنمنٹ کے خلاف مسلمانوں میں جو جوش پیدا ہوا ہے وہ اندر ہی اندر دب جائے۔ معاذ اللہ حالانکہ پادریوں کی ناپاک تحریریں ایسی تھیں کہ مسلمان سب کچھ قربان کر سکتے ہیں۔ لیکن ایسی تحریروں کو برداشت نہیں کر سکتے اور انتہائی ذلت آمیز طریق یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے پادریوں کی وہ گندی عبارات بھی ان درخواستوں میں لکھ دی ہیں اور باوجود اس کے پھر انگریز کی خوشامد کر رہے ہیں۔ چنانچہ گورنمنٹ برطانیہ کے حضور

میں مذکورہ درخواست میں لکھا ہے کہ: ”بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا، چور تھا، زنا کار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور با ایں ہمہ جھوٹا تھا اور لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے ان کے جوش کو ٹھنڈا کرنے کے لئے اپنی صحیح اور پاک نیت سے جواب دیا جائے۔ تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں بدامنی پیدا نہ ہو۔“

(اشتہار ملحقہ تریاق القلوب ص د، ج، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۰)

مقام عبرت

مرزا قادیانی نے واقعی حق نمک ادا کر دیا کہ مسلمانوں کے اسلامی جوش کو ٹھنڈا کرنے اور سرکار انگریزی کو خوش کرنے کے لئے پادریوں کے جواب میں کچھ سخت الفاظ میں کتابیں لکھ دیں۔ ورنہ مرزا قادیانی کے دل میں رحمت اللعالمین ﷺ کی اس صریح توہین کے خلاف کوئی جوش نہیں پیدا ہوا۔ جس گورنمنٹ عالیہ کے سایہ میں یہ ناپاک کتابیں پادریوں نے لکھیں اس کی وفاداری اور عقیدت میں کوئی فرق نہ آیا اور قادیانی نبی ظاہرداری کے طور پر بھی یہ مطالبہ نہ کر سکا کہ ایسی ناپاک اور گندی کتابیں ضبط کی جائیں اور پادریوں کو سنگین سزا دی جائے۔ کاش کہ اگر اس وقت کوئی برائے نام بھی مسلم حکومت ہوتی تو پادریوں کو ایسی اشتعال انگیز کتابیں شائع کرنے کی جسارت نہ ہوتی اور اگر خدانخواستہ لکھنے کی جسارت کرتے تو جہنم رسید کئے جاتے۔ عبرت! عبرت!! عبرت!!!

سوال و جواب نمبر۴

”انبیائے کرام اور کافر حکومت۔“

مرزائی سیکرٹری نے اس سلسلہ میں یہ لکھا ہے کہ چوتھے اعتراض کے جواب میں ہم نے لکھا تھا کہ قرآن مجید میں انبیاء کے جو کام بیان ہوئے ہیں۔ ان میں کسی جگہ یہ کام نہیں بتایا گیا کہ وہ حکومت کے تختے الٹنے آتے ہیں۔ ہماری اس بات کی تغلیط و تردید کے لئے ضروری تھا کہ قرآن مجید کے کسی مقام سے یہ اصول نکال کر بتایا جاتا۔ اس کے برعکس یہ لکھا ہے کہ قرآن مجید میں تصریح ہے کہ: ”کتب اللہ لا غلبن انا ورسلی ان اللہ لقوی عزیز“

الف...... اوّل تو اس جگہ جو دعویٰ کیا گیا تھا کہ نبی کافر حکومت کو ختم کر دیتے ہیں۔ اس کا کوئی ذکر نہیں۔

ب...... دوسرے یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اگر اس جگہ ظاہری غلبہ ہی مراد ہے تو معترض ان انبیاء کے متعلق کیا کہے گا جو قرآن مجید کی تصریح کے مطابق کافروں کے ہاتھوں سے شہید کر دیئے گئے۔

الجواب

الف...... حضرت مولانا عبداللطیف صاحب دام فیضہ نے یہ بطور کلیہ کبھی نہیں فرمایا کہ انبیاء ضرور کافر حکومت کو ختم کر دیتے ہیں۔ یا یہ کہ انبیاء کے غالب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کوئی نبی شہید نہیں ہوتا۔ مرزائی سیکرٹری نے بطور تلبیس ان دعاوی کو مولانا موصوف کی طرف منسوب کر دیا۔ ہاں یہ مولانا موصوف نے پہلے بھی کہا ہے اور اب بھی کہتے ہیں کہ کوئی نبی ایسا نہیں گذرا جس نے کافر حکومت کی اس طرح خوشامد، وفاداری، اطاعت اور جاں نثاری کو اپنا مذہب قرار دیا ہو۔ جو مرزا قادیانی نے اپنی مذکورہ درخواستوں میں ظاہر کیا ہے۔ علاوہ ازیں یہ امر بھی ظاہر ہے کہ جو انبیاء شہید ہوئے وہ کفار کے تقابل اور ٹکراؤ میں شہید ہوئے۔ اگر بالفرض وہ بھی مرزا قادیانی کی طرح کافر اقتدار کے کاسہ لیس بن جاتے تو ان کو شہید کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور اگر وہ کافر اقتدار کی غلامی پر قناعت کرتے ہوئے مرزا قادیانی کی طرح جہاد کو منسوخ کر دیتے تو پھر کفار کو ان سے کیا خطرہ ہو سکتا تھا؟

ب...... ’’کشف التلبیس ‘‘میں’’کتب اللّٰہ لا غلبن انا ورسلی ‘‘ کی آیت کے تحت ہم نے لکھا تھا کہ حق تعالیٰ نے عموماً انبیاء کرام کو اعدائے اسلام کے مقابلہ میں نصرت وغلبہ عطاء فرمایا اور کافر قوموں کو عذاب سے ہلاک کیا۔ اس میں ہم نے عموماً کا لفظ استعمال کیا تھا۔ اگر ہم اس کے بجائے جمیع یا تمام وغیرہ کا لفظ لکھتے تو مرزائی سیکرٹری شہید انبیاء سے ہمارے خلاف استدلال کر سکتا تھا اور یہ امر قرآن سے ثابت ہے کہ عموماً انبیائے کرام کے مقابلہ میں کافر قوموں کو ہلاک کر دیا گیا۔ حضرت نوح، حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور حضرت موسیٰ علیہم السلام وغیرہ کے یہ واقعات قرآن مجید میں متعدد بار ذکر کئے گئے ہیں اور جو انبیاء شہید ہوئے ان کے بعد مسلسل دوسرے انبیاء کو مبعوث کیا جاتا رہا۔ جنہوں نے دعوت دین کا فریضہ ادا کیا اور اس طرح دین کو انبیاء کے ذریعہ غالب رکھا گیا۔ لیکن برعکس اس کے یہ نہیں ہوا کہ

ایک نبی شہید بھی نہ ہو اور وہ کافر حکومت کی ثناخوانی اور وفاداری کا بھی دم بھرتا رہے۔ نہ اس کے سامنے کفار ہلاک ہوں نہ دین غالب ہو اور وہ اس جہاں سے رخصت ہو جائے اور اس کے بعد کوئی نبی مبعوث بھی نہ ہو۔ یہ صرف انگریزی نبی کی خصوصیت ہے۔ انبیاء صادقین اس سے بلند وبرتر ہیں۔

۲...... مرزائی سیکرٹری نے یہ لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ذکر میں یہ دعویٰ بلادلیل کر دیا گیا ہے کہ بادشاہ ریان بن الولید برائے نام تھا۔ قرآن مجید سے تو بخوبی پتہ چلتا ہے کہ بادشاہ کا قانون نافذ اور مؤثر تھا۔ فرمایا: ”ماكان ليأخذ اخاه فى دين الملك الا ان يشاء الله (يوسف)“ ﴿اس طرح ہم نے یوسف علیہ السلام کے لئے ایک تدبیر کی (ورنہ) وہ بادشاہ کے قانون کے اندر رہتے ہوئے اپنے بھائی کو اللہ کی تدبیر کے بغیر روک نہیں سکتا تھا۔﴾

الجواب

الف...... بادشاہ کے رائج قانون کے مطابق فیصلہ کرنا (جو شریعت کے خلاف نہ ہو) اور بات ہے اور خود بادشاہ کا ایسی مؤثر طاقت ہونا کہ اس کے بغیر یوسف علیہ السلام کوئی قدم نہ اٹھا سکیں اور بات ہے اگر ایسا ہوتا تو حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کی اجازت کے بغیر بامر الٰہی اپنے بھائی کو اسی تدبیر سے کیوں روک لیتے۔

ب...... بادشاہ کا برائے نام ہونا ان الفاظ قرآنی سے ثابت ہے۔ فرمایا: ”وكذلك مكنا ليوسف فى الارض يتبؤا منها حيث يشاء“ ﴿اور اس طرح ہم نے (تمکین) طاقت دی۔ حضرت یوسفؑ کو ملک میں جہاں آپ چاہتے جگہ پکڑتے۔﴾ اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔ ”ومن التمكين هو ان لاينازعه منازع فيما يراه ويختاره واليه الاشارة بقوله يتبوأ منها حيث يشاء“ ﴿اور تمکین کا یہ معنی ہے کہ آپ کی رائے اور فیصلہ میں کوئی شخص نزاع نہ کر سکے اور اسی طرح اس آیت میں اشارہ کیا ہے کہ جہاں چاہتے آپ ملک میں جگہ پکڑتے۔﴾

ج...... تفسیر خازن میں ہے۔ ”قالوا يا ايها العزيز ۰ يعنون يا ايها الملك وكان العزيز“ لقب ملک مصر یومئذ (اور بھائیوں نے جو اسے عزیز کہا تو اس سے مراد یہ تھا کہ اے بادشاہ...... اور اس وقت مصر کے بادشاہ کا لقب عزیز تھا) اس سے ثابت ہوا کہ آخر میں حضرت یوسف خود بھی بادشاہ بن گئے تھے۔

د...... تفسیر خازن لکھتے ہیں۔ ''**قال ابن عباس...... فوض الملك الاکبر الیه هلکه وعزل قطفیر عما کان علیه وجعل یوسف مکانه** ''﴿اور بڑے بادشاہ نے اپنا ملک حضرت یوسف کے سپرد کر دیا اور قطفیر کو معزول کر دیا اور حضرت یوسف کو اس کی جگہ مقرر کیا۔﴾

''**قال ابن اسحق قال ابن زید وکان الملك مصر خزائن کثیرة فسلمها الیٰ یوسف وسلم له سلطانه کله وجعل امره وقضاء ه نافذا فی مملکته** ''﴿اور ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ابن زید نے فرمایا کہ بادشاہ مصر کے پاس بہت سے خزانے تھے جو اس نے حضرت یوسف کے سپرد کر دیئے اور اپنی ساری سلطنت ان کے حوالہ کر دی اور اپنی مملکت میں ان کے حکم اور فیصلے کو نافذ کر دیا۔﴾

س...... ''**قال مجاهد ولم یزل یوسف یدعوا الملك الیٰ الاسلام ویتلطف به حتیٰ اسلم الملك وکثیر من الناس فذلك قوله سبحانه وتعالیٰ وکذلك مکنا لیوسف فی الارض یتبوأ منها حیث یشاء (تفسیر خازن)**'' ﴿حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کو اسلام کی دعوت دیتے رہے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہے۔ حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگیا اور بہت سے لوگ بھی مسلمان ہوگئے۔ پس یہی ہے قول اللہ تعالیٰ کا کہ ہم نے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کو ملک میں طاقت دی۔ آپ جہاں چاہتے جگہ پکڑتے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں بھی یہی لکھا ہے کہ بادشاہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام

فرعون کے مقابلہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عظیم غلبہ اور فرعونیوں کا آپ کے سامنے دریائے قلزم میں غرق ہونا ہر خاص وعام کو معلوم ہے۔ لیکن مرزائی سیکرٹری کی تلبیس اور ہٹ دھرمی کا یہ حال ہے کہ وہ اس کے جواب میں بھی نعوذ باللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عدم غلبہ ثابت کرنے کے لئے یہ لکھ رہا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو ارض موعودہ دلانے کے لئے مصر سے نکال کر لائے تھے۔ لیکن بنی اسرائیل کی کمزوریوں کی وجہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی تمام قوم چالیس سال بیابانوں میں رہی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام وہاں ہی فوت ہوئے۔ (اظہار الحق ص۱۳)

بیابانوں میں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی امت مسلمہ کے ساتھ رہے اور یہ قوم کو نافرمانیوں کی سزا ملی تھی۔ اس کو کفار کے مقابلہ میں غالب نہ آنے سے کیا تعلق ہے۔ مرزائی سیکرٹری کوئی تو حق کی بات مان لیا کرو۔ واللّٰہ الهادی!

حیات حضرت مسیح علیہ السلام

ہم نے (کشف التلبیس ص۲۰) پر یہ لکھا تھا کہ مرزائیوں کا یہ بہت بڑا فریب ہے جو وہ کہتے ہیں کہ: ’’از روئے قرآن مجید حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے۔ لیکن بزعم خود ہمارے فریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے قرآن مجید کی جو آیت پیش کی گئی ہے اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کا قطعی کوئی ذکر نہیں ہے اور اس آیت کریمہ پر نہیں بلکہ ہم سارے قرآن مجید پر حصر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ کو ایک بھی ایسی آیت نہیں ملے گی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی اور آسمان پر خاکی جسم کے ساتھ زندہ ہونے کا ذکر ہو۔‘‘

پھر لکھا ہے کہ: ’’ظاہر ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا اور سولی پر لٹکانا چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھالیا۔ اگر آپ کی یہ منطق درست تسلیم کی جائے تو اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو قتل اور سولی پر لٹکانا نہیں چاہتے تھے۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کے جسم کو روح کے بغیر اپنی طرف اٹھالیا۔ کیا عقل سلیم اسے تسلیم کرے گی۔ دیدہ باید‘‘ (اظہار الحق ص۱۳)

الجواب

الف…… مرزائی سیکرٹری ہمارے دلائل سے حواس باختہ ہوکر ایسی بہکی بہکی باتیں کرتا ہے۔ ہم نے جو لکھا اسے عقل سلیم تو تسلیم کرتی ہے۔ ہاں عقل سقیم کے ادراک سے وہ بالا ہے۔ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات جسمانی کے لئے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا تھا۔ ’’وما قتلوه وما صلبوه ولكن شبه لهم وما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه وكان الله عزيزاً حكيما (النساء)‘‘ ﴿اور انہوں نے نہ آپ کو یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا اور نہ ان کو سولی پر چڑھایا بعد لیکن ان (یہود) کے لئے شبیہ بنادی گئی اور انہوں نے آپ کو یقیناً قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے آپ کو اپنی طرف اٹھالیا اور اللہ زبردست حکمت والا ہے۔﴾

اس آیت میں پہلے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کی نفی کی ہے۔ یعنی آپ یقیناً مقتول اور مصلوب نہیں ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے جو ماقتلوہ فرمایا ہے۔ یہاں ضمیر ہو کا مرجع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور یہ ایک واضح بات ہے کہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جسم کو قتل کرنا چاہتے تھے نہ کہ روح کو۔ کیونکہ روح تو نظر ہی نہیں آتی اور پھر موت اور قتل کے بعد بھی روح زندہ ہی رہتی ہے۔ ہمیشہ قاتل جسم انسانی پر حملہ کرتا ہے نہ کہ روح پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو آخر میں فرمایا کہ: ”**بل رفعه الله اليه**“ بلکہ اللہ نے ان کو اپنی طرف اٹھالیا۔ تو اس کا مطلب صاف یہی نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اٹھالیا۔ یہاں مرزائی یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا درجہ بلند کر دیا۔ حالانکہ یہ مطلب بالکل غلط ہے۔ صحیح مطلب یہ ہے کہ آپ کے جسم کو اٹھالیا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی چیز کو اٹھایا جس کو یہود قتل کرنا چاہتے تھے اور وہ جسم ہے نہ روح۔

باقی رہا مرزائی سیکرٹری کا یہ سوال کہ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کو نہ اٹھایا ہوگا۔ کیونکہ یہود روح کو قتل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ تو یہ انتہائی لغو سوال ہے۔ کیونکہ مراد یہاں جسم مع الروح ہے نہ صرف جسم۔ کیونکہ آپ زندہ تھے اور کسی زندہ انسان کے جسم کو اوپر اٹھانے کا یہی مطلب ہوا کرتا ہے کہ روح بھی ساتھ ہی ہے۔ اگر کوئی کہے کہ مرزائی سیکرٹری نے فلاں روز جہلم سے لاہور کا سفر کیا تو بظاہر تو اس کے جسم کو ہی بس یا ریل میں دیکھا گیا۔ لیکن اس کا مطلب یہی ہوگا کہ وہ جسم مع الروح زندہ ہی لاہور گیا ہے۔ اسی مفہوم کو ادا کرنے کے لئے ہم نے کشف التلبیس میں یہ الفاظ لکھے تھے کہ: ”حق تعالیٰ نے آپ کو جسم سمیت اپنی طرف اٹھالیا۔ اس کی بجائے اگر ہم یہ لکھتے کہ آپ کے جسم کو اٹھالیا تو کسی پہلو سے اعتراض ہوسکتا تھا۔ لیکن آپ کو جسم سمیت کے الفاظ کا یہی مفہوم تھا کہ آپ جسم سمیت زندہ اٹھائے گئے۔“

ب…… مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ قرآن مجید میں کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی ثابت ہوتی ہے۔

کیونکہ حق تعالیٰ نے یہاں ”بل“ کا لفظ استعمال کر کے منکرین حیات جسمانی کے سارے بل نکال ڈالے ہیں۔ عربی میں اس ”بل“ کو ابطالیہ کہتے ہیں۔ عربی نحو کا یہ ایک مسلمہ قاعدہ ہے کہ ”بل“ کے مابعد اور ماقبل کے مضمون ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ اگر ”**بل رفعه الله اليه**“ سے بقول مرزا قادیانی رفع روحانی اور درجہ کی بلندی مراد لی جائے تو اس میں اور قتل میں

کوئی تضاد نہیں پایا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ ایک آدمی قتل ہوکر بھی روحانی درجات حاصل کرے۔ جیسا کہ وہ انبیاء جو شہید ہوئے برعکس اس کے اگر رفع جسمانی مراد ہو تو قتل اور رفع جسمانی میں تضاد پایا جاتا ہے اور دونوں ایک جگہ جمع نہیں ہوسکتے۔ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک آدمی کو قتل بھی کردیا جائے اور اسی کو زندہ بھی اٹھالیا جائے۔

بل کی نظائر

قرآن کریم میں اس کی نظریں بہت ہیں۔ مثلاً:

۱...... ’’وقالوا اتخذا لرحمن ولداً بل عباد مکرمون (الانبیاء)‘‘

﴿اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد پکڑی۔ بلکہ وہ اس کے معزز بندے ہیں۔﴾

یہاں بل کے استعمال کرنے سے یہ ثابت کیا کہ خدا کا بیٹا اور خدا کا بندہ ہونے میں تضاد ہے۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ جو اللہ کا بندہ ہو وہ بیٹا بھی ہو۔ یا برعکس۔

۲...... ’’ام یقولون بہ جنۃ بل جاء ھم بالحق (مؤمنون)‘‘ ﴿کیا وہ کہتے ہیں کہ آپ (ﷺ) کو جنون ہے بلکہ آپ ان کے پاس حق لائے ہیں۔﴾

یہاں بھی بل کے استعمال کرنے سے یہی ثابت ہوا کہ حق لانے اور جنون میں تضاد ہے۔ یعنی یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حق لائے اس کو جنون بھی ہو۔

ایک تلبیس کا ازالہ

یہاں مرزا قادیانی نے یہ جواب دیا ہے کہ: ’’ما صلبوہ ‘‘ کا معنی یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو انہوں نے صلیب پر چڑھایا تو ہے لیکن مارا نہیں۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ عربی زبان میں صلب کا معنی سولی پر چڑھانا ہے۔ نہ کہ مارنا۔ چنانچہ غیاث اللغات اور صراح میں صلب کا معنی بردار کردن لکھا ہے۔ یعنی سولی پر چڑھانا اور شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلویؒ بھی یہی معنی کرتے ہیں کہ: ’’نہ اس کو مارا ہے اور نہ سولی پر چڑھایا۔‘‘

مرزائی اعتراض

مرزائی سیکرٹری نے کشف التلبیس کی ایک عبارت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ: نیز لکھا ہے کہ علاوہ ازیں حسب ذیل احادیث میں واضح ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ لیکن اس کے بعد جو دو حدیثیں درج کی گئی ہیں۔ ان میں ہرگز ہرگز آسمان سے نازل ہونے کا ذکر تک نہیں ہے۔ آپ خود فیصلہ کیجئے کہ یہ بہت بڑا فریب تو نہیں ہے؟ ہم آپ سے

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے الفاظ میں مطالبہ کرتے ہیں کہ: ”یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ نہیں پایا جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لئے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں...... اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کجا وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام کتابوں کا جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا۔ جس طرح چاہے تسلی کر لیں۔“

(کتاب البریہ ص ۲۰۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۵)

الجواب

الف...... ہم نے کشف التلبیس میں جو دو حدیثیں درج کی تھیں ان کے متعلق یہ نہیں لکھا کہ ان میں آسمان کا لفظ موجود ہے۔ بلکہ ہم نے حدیث کے الفاظ کی مراد یہ بتلائی تھی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے۔ کیونکہ حدیث کے لفظ نزول کا مطلب ساری امت کے محدثین، مفسرین، محققین کے نزدیک آسمان سے ہی نازل ہونا ہے۔

ب...... نقل حدیث سے پہلے ہم نے آیت ”**ما قتلوه يقيناً بل رفعه الله اليه** “ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ (جسم سمیت) اٹھایا جانا ثابت کیا تھا۔ جس کا قیامت تک مرزائیوں کے پاس کوئی صحیح جواب نہیں ہے اور رفع کا مطلب خود مرزا قادیانی کے نزدیک اٹھانا ہی ہے۔ باقی رہا آسمان پر اٹھایا جانا تو یہ لفظ الیہ سے ثابت ہے اور خود مرزا قادیانی نے بھی اسی آیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کا علیین کی طرح اٹھایا جانا تسلیم کر لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ”رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۹۹، خزائن ج ۳ ص ۴۲۴)

نیز حضور ﷺ کے متعلق لکھا ہے کہ: ”ان کی روح مسیح کی روح کی طرح دوسرے آسمان میں نہیں اور نہ ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح کی طرح چھٹے آسمان میں بلکہ سب سے بلند تر ہے۔“ (ازالہ اوہام ص ۳۴۴، خزائن ج ۳ ص ۲۷۶)

کیا مرزائی سیکرٹری اپنے مرزا قادیانی کی اس بات کو قرآن کی آیت بالا سے ثابت کر سکتے ہیں کہ الیہ سے مراد روح عیسیٰ کا علیین یا آسمان کی طرف اٹھایا جانا ہے یا یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ رفع کا معنی موت ہے تو جیسا مرزا قادیانی رفع سے مراد موت اور الیہ سے مراد علیین لیتے ہیں۔ اسی طرح ہم نے حدیث میں ینزل سے آسمان سے اترنا مراد لیا ہے۔ اس میں جھوٹ اور فریب کا کیا دخل ہے؟

ج…… قرآن مجید میں ہے۔ ’’أ امنتم من فی السماء‘‘ ﴿کیا تم اس سے بے خوف ہو گئے ہو جو آسمان میں ہے۔﴾ بتلایئے! اللہ تعالیٰ تو ہر جگہ ہے۔ ’’الا انہ بکل شئ محیط‘‘ پھر اس آیت میں یہ کیوں فرمایا کہ اللہ آسمان میں ہے؟ اس سے معلوم ہوا کہ ’’الیہ‘‘ (اللہ تعالیٰ کی طرف) سے مراد آسمان کی طرف ہے۔ تو جب قرآن سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اٹھا لیا۔ تو حدیث میں نزول کے معنی آسمان سے اترنا ہی ہوگا۔ خواہ وہاں آسمان کا لفظ نہ لکھا ہوا ہو۔ مثلاً ایک شخص کے متعلق یقینی علم ہے کہ وہ حج پر گیا ہوا ہے تو جب وہ واپس آئے گا تو لوگ کہیں گے کہ فلاں صاحب واپس آ گئے اور مراد حج سے واپس آنا ہی ہوگا۔ کچھ تو سمجھ سے کام لیا کریں۔

باقی رہا مرزا قادیانی کا یہ لکھنا کہ نزیل مسافروں کو کہتے ہیں تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ حضرت مسیح بن مریم کا سفر کہاں سے کہاں تک ہوگا۔ وہ آپ ہی بتا دیں تاکہ حدیث کا مطلب واضح ہو جائے۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں کسی جگہ مقیم ہیں کہ وہاں سے تشریف لے آئیں گے۔

مرزا قادیانی کا چیلنج

مرزائی سیکرٹری نے کتاب البریہ سے جو مرزا قادیانی کا چیلنج نقل کیا ہے تو اس میں بھی قادیانی آنجہانی نے تلبیس سے کام لیا ہے۔ کیونکہ خود ہی ایک عبارت لکھ دی اور علماء کو چیلنج دے دیا کہ کسی حدیث سے ایسا ثابت کر دو۔ حالانکہ چیلنج مدعی کے اقرار کی بناء پر ہوا کرتا ہے اور یہاں علماء نے یہ دعویٰ ہی نہیں کیا کہ حدیث میں یہ الفاظ ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے۔ بلکہ علماء اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا تو قرآن سے ثابت ہے اور آسمان سے نازل ہونا حدیث سے ثابت ہے۔ یعنی پہلی بات جب قرآن سے ثابت ہے تو پھر حدیث میں اس کے بیان کی ضرورت ہی

نہیں تھی۔ حدیث نے صرف نزول کی تصریح کر دی۔ اگر مرزا قادیانی کے چیلنج کا تعلق اس بات سے ہے کہ یہ دونوں امر قرآن یا حدیث سے ثابت کرو تو چشم ماروشن دل ماشاد۔ ہم قرآن وحدیث سے مذکورہ دعویٰ ثابت کر سکتے ہیں۔ کیا مرزائی سیکرٹری اس بناء پر بیس ہزار کی رقم دینے کے لئے تیار ہے۔

مرزا قادیانی کی تضاد بیانی

یہ ایک عجیب لطیفہ ہے کہ مرزا قادیانی ادھر علمائے اسلام کو یہ چیلنج دے رہے ہیں کہ کسی حدیث میں آسمان سے نازل ہونا ثابت کرو اور ادھر خود ہی یہ اقرار کر رہے ہیں کہ حدیث سے یہ بات ثابت ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ ’’مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ جو لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲)

کیا مرزا قادیانی کی اس تصریح کے بعد بھی مرزائی سیکرٹری ہم سے ایسی حدیث کے مطالبہ کا حق رکھتا ہے۔ جس میں آسمان کا لفظ موجود ہو۔

ہمارا چیلنج

ہم مرزائیوں کو چیلنج دیتے ہیں کہ اگر مرزا قادیانی کی کتاب میں مذکورہ عبارت ثابت نہ ہو تو ہم ان کو مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ انعام دیں گے اور یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ مرزا قادیانی مسلم شریف کی حدیث کو صحیح مانتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ’’اگر میں بخاری اور مسلم کی صحت کا قائل نہ ہوتا تو میں اپنی تائید ودعویٰ میں کیوں بار باران کو پیش کرتا۔ چنانچہ اسی رسالہ ازالہ اوہام میں بہت سی حدیثیں صحیح مسلم کی اپنے تائید میں پیش کر چکا ہوں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۸۴، خزائن ج۳ ص۵۸۲)

اب مرزائی سیکرٹری کو چاہئے کہ وہ اپنے مسیح موعود سے یہ دریافت کریں کہ حضرت ازالہ اوہام میں یہ آپ نے کیا لکھ دیا ہے۔ ذرا حدیث سے اس کا ثبوت تو پیش فرمائیے۔ اب سیکرٹری کے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔ اگر اسی پر قائم رہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ نہیں ہیں تو مرزا قادیانی کی نبوت کا انکار کر دیا۔ کیونکہ انہوں نے یہ مان لیا ہے اور اگر ان کو خواہ مخواہ نبی مانتا ہی ہے تو ان کی اسی بات کو تسلیم کر لیں جو ازالہ اوہام میں لکھی ہیں۔‘‘ واللّٰہ الھادی‘‘

حضرت مسیح کی عمر

ہم نے کشف التلبیس میں لکھا ہے کہ البتہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کی عمر حق تعالیٰ نے اپنی حکمت کے تحت طویل کر دی ہے اور وہ دوبارہ قیامت سے پہلے تشریف لائیں گے۔ اس پر

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ: ’’اس ایک فقرے میں دو غلط دعویٰ بغیر دلیل کے کئے گئے ہیں۔ حدیث میں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ایک سو بیس سال بتائی گئی ہے اور دوبارہ تشریف لانے کی حقیقت حضرت مسیح موعود (مرزا) کے انعامی اعلان سے بخوبی معلوم ہوتی ہے کہ...... الخ‘‘

الجواب

حدیث میں جو عمر بیان ہوئی ہے وہ زمین پر قیام کے اعتبار سے ہے۔ اس میں آسمانی عمر کو شامل نہیں کیا گیا اور یہ اسی طرح ہے جیسا کہ ماں کے پیٹ میں بچہ جتنی مدت زندہ رہتا ہے اس کو اس کی عمر میں نہیں گنا جاتا۔ حالانکہ وہ زمین پر ہی زندہ ہوتا ہے۔ باقی رہا ہمارا یہ لکھنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر طویل ہے تو اس سے کوئی بدفہم ہی انکار کرسکتا ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی کریم خاتم النبیین ﷺ سے بھی پانچ سو برس سے زیادہ پہلے پیدا ہوئے تھے اور قرآن سے آپ کا زندہ اٹھایا جانا ثابت ہو چکا ہے اور حدیث میں قیامت سے پہلے تشریف لانے کی خبر دی گئی ہے۔ تو کیا مرزائی سیکرٹری کے نزدیک یہ زندگی طویل نہیں ہے؟

مرزا قادیانی کا دوسرا انعام

مرزائی سیکرٹری نے (اظہار الحق ص۱۴) پر لکھا ہے کہ: ’’اور دوبارہ تشریف لانے کی حقیقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی اعلان سے بخوبی معلوم ہوجاتی ہے۔ اگر کوئی شخص قرآن مجید سے یا کسی حدیث رسول اللہ ﷺ سے یا اشعار وقصائد ونظم ونثر قدیم وجدید عرب سے یہ ثبوت پیش کرے کہ کسی جگہ توفی کا لفظ خدا تعالیٰ کا فعل ہونے کی حالت میں جو ذی الروح کی نسبت استعمال کیا گیا ہو وہ بجز قبض روح اور وفات دینے کے کسی اور معنی پر اطلاق پایا گیا ہے۔ یعنی قبض جسم کے معنوں میں بھی مستعمل ہوا ہے تو میں اللہ جل شانہ، کی قسم کھا کر اقرار شرعی کرتا ہوں کہ ایسے شخص کو کوئی حصہ ملکیت کا فروخت کر کے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دوں گا اور آئندہ اس کے کمالات حدیث دانی اور قرآن دانی کا اقرار کرلوں گا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۹۱۹، خزائن ج۳ ص۶۰۳)

نزول اور توفی کے متعلق مندرجہ بالا انعامی اعلانات کی روشنی میں بآسانی فیصلہ ہوسکتا ہے۔ آپ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر احادیث سے یا توفی کا مطلب قبض جسم ثابت کرنے سے بغیر کسی اشتعال وفساد کے آرام وسکون سے ہماری غلطی واضح کر سکتے ہیں اور انعامی رقوم بھی حاصل کرسکتے ہیں۔

.....

الجواب

الف...... آسمان سے نازل ہونے کے متعلق تو ہم خود مرزا قادیانی کے حوالہ مسلم شریف کا پہلے لکھ کر اپنی طرف سے چیلنج دے چکے ہیں۔ باقی رہا حضرت مسیح کا دوبارہ تشریف لانا اور توفی کی بحث تو اس میں بھی مرزا قادیانی نے چیلنج کا وہی طریق اختیار کیا ہے جو پہلے چیلنج میں تھا۔ یعنی ایک عبارت خود لکھ کر اعلان کر دیا کہ ایسا کوئی ثابت کر دے تو اتنا انعام دوں گا۔ ہم اس کے جواب میں بھی مرزا قادیانی کی ہی عبارت پیش کرتے ہیں۔

۱...... ’’جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہئیں۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آ جائے۔ جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

۲...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ’’هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علیٰ الدین کله ‘‘ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے۔ جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تو ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ (حاشیہ در حاشیہ براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۸، خزائن ج۱ ص۵۹۳) یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ (براہین احمدیہ) کے متعلق خود مرزا قادیانی نے یہ لکھا ہے کہ: ’’کتاب براہین احمدیہ جس کو خدا تعالیٰ کی طرف سے مؤلف نے ملہم اور مامور ہو کر بغرض اصلاح وتجدید دین تالیف کیا ہے۔‘‘ (اشتہار مرزا غلام احمد ملحقہ آئینہ کمالات اسلام ومجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳)

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چونکہ براہین احمدیہ خدا تعالیٰ کے الہام اور حکم سے لکھی گئی ہے۔ اس لئے اس کی بات صحیح ہوگی۔ لہٰذا مندرجہ عبارت میں مرزا قادیانی کا یہ اقرار کرنا کہ حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ خود مرزا قادیانی اور ان کی امت مرزائیہ پر حجت ہوگا۔ تو اب مرزائی سیکرٹری ہم سے کس طرح یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح کا دوبارہ تشریف لانا ثابت کرو۔ علاوہ ازیں اب توفی کے لفظ کی بحث کی بھی ضرورت نہ رہی۔ کیونکہ اگر قرآنی الفاظ ’’انی متوفیك ‘‘ کا مطلب یہ ہوتا کہ حضرت مسیح علیہ السلام پر موت آ چکی ہے تو پھر مرزا قادیانی

براہین احمدیہ میں یہ کیوں لکھتے کہ: ’’جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا۔ جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔‘‘

ہمارا چیلنج

ہم نے براہین احمدیہ کی جو عبارت اوپر لکھی ہے اگر مرزائی یہ ثابت کردیں کہ وہ براہین احمدیہ میں نہیں ہے تو ہم ان کو دس ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔

مثیل مریم

ہم نے (کشف التلبیس ص۲۳) میں ’’ایک مشکل کا حل‘‘ کے عنوان سے لکھا تھا کہ:

’’جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود بننا چاہا تو ان کی راہ میں مذکورہ احادیث حائل تھیں۔ جن میں تصریح ہے کہ آنے والے ابن مریم ہوں گے۔ لیکن مرزا قادیانی نے کمال ہوشیاری سے اس مشکل کو بھی حل کردیا۔‘‘ چنانچہ لکھتے ہیں۔ جیسا کہ (براہین احمدیہ حصہ چہارم ص۴۹۶) میں درج ہے۔ ’’مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر (براہین احمدیہ ص۵۵۶) میں درج ہے۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طرح سے میں عیسیٰ بن مریم ٹھہرا۔‘‘

(کشتی نوح ص۴۶، خزائن ج۱۹ ص۵۰)

اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے کہ معترض کو چاہئے کہ وہ سورۃ مریم پر غور کرے۔ جہاں مؤمنوں کو حضرت مریم کے مماثل قرار دیا گیا ہے تو کوئی اعتراض باقی نہیں رہتا۔ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں ؎

ہمچو مریم جہاں زآسیب حبیب
حاملہ شداز مسیح دل فریب

یعنی مریم صفت مؤمن کی جان پر جب سایہ حبیب پڑا تو وہ مسیح دلفریب سے حاملہ ہو گئی۔ اگر تعصب حائل نہ ہو اور تحقیق حق کا ارادہ ہو تو یہ قرآنی ارشاد اور صوفیا کے ہاں استعمال ہونے والا عام استعارہ سمجھنے میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ (اظہار الحق ص۱۵)

الجواب

قارئین حضرات! مرزائی سیکرٹری کے اس دلفریب جواب کو بار بار پڑھیں اور ان کے دجل وفریب کی داد دیں۔ ہم دریافت کرتے ہیں کہ قرآن کی کس آیت میں مؤمنوں کو مماثل مریم

قرار دیا ہے۔ فریب کاری کی آخر کوئی حد بھی ہے۔

سورہ مریم کی آیت یہ ہے۔ ”**وضرب الله مثلاً للذين آمنوا امراة فرعون...... ومريم بنت عمران التى احصنت فرجها فتفخنا فيه من روحنا** “ ﴿اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان کرتا ہے...... اور عمران کی بیٹی مریم کی بھی جس نے اپنے گریبان کو محفوظ رکھا۔ پس ہم نے اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دی۔﴾

اس آیت میں تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کے لئے بطور مثال دو مؤمن عورتوں کا ذکر فرمایا ہے۔ نہ یہ کہ مومنوں کو مماثل مریم قرار دیا ہے۔ یہاں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ثابت کیا جاسکے کہ مومنین حضرت مریم کے مماثل ہیں۔ اسی لئے مرزائی سیکرٹری نے نہ آیت پیش کی اور نہ ترجمہ لکھا۔ تاکہ اس کے بے مثال جھوٹ کا یہ پردہ چاک نہ ہو جائے۔

یہ ہے مرزائی نبوت کا تانا بانا جو دجل وفریب سے بنا گیا ہے۔ **لعنت الله على الكاذبين!**

ب...... حضرت مولانا رومؒ کے شعر سے بھی استدلال صحیح نہیں۔ کیونکہ وہاں ہمچو کا لفظ موجود ہے۔ یعنی مثل مریم کے مرید کو پیر کامل سے فیض پہنچتا ہے۔ یہ استعارہ نہیں تشبیہ ہے۔ جیسے یہ کہا جائے کہ زید مثل شیر کے ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ زید ہر لحاظ سے شیر ہی ہے اور اس کی دم بھی ہے۔ لیکن احادیث میں جہاں بھی نزول مسیح کا ذکر ہے وہاں ابن مریم کے الفاظ ہیں۔ یعنی وہ مسیح نازل ہوگا جو مریم کا بیٹا ہے۔ یہ کسی حدیث میں نہیں ہے کہ وہ مسیح نازل ہوگا جو مثیل مسیح ہوگا۔ (یعنی مسیح کی طرح ہوگا) آنحضرت ﷺ نے ابن مریم کے الفاظ ایسے دجالوں کی تلبیس کا پردہ چاک کرنے ہی کے لئے استعمال فرمائے ہیں۔ اب مرزائی سیکرٹری ہی بتائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی والدہ کا نام مریم ہے یا چراغ بی بی۔ **هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين!**

حیات مسیح اور امت مسلمہ

اس عقیدہ پر تمام امت کا اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قبل از قیامت تشریف لائیں گے۔ مرزا قادیانی سے پہلے کسی مسلمان عالم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا عقیدہ نہیں رکھا۔ یہاں مرزائی فرقہ یہ مغالطہ دیتا ہے کہ بخاری میں ہے۔ ”**قال ابن عباس متوفيك مميتك** “ یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ متوفیک کا معنی ممیتک (یعنی تجھ کو موت دینے والا ہوں) کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا یہ ہرگز عقیدہ نہیں کہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر موت آ چکی ہے۔ ممیتک کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ میں تجھے موت دوں گا۔ گویا آیت ”یعیسیٰ انی متوفيك ورافعك الی ومطهرك من الذين كفروا (آل عمران:۳) “میں حضرت ابن عباسؓ کے نزدیک تقدیم وتاخیر ہے۔ یعنی متوفیک کا مضمون رافعک الیٰ کے بعد پورا ہونے والا ہے۔ کیونکہ واو ترتیب کے لئے نہیں آتی۔ چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں: ”قالوا ان قوله ورافعك الىّ يقتضى انه رفعه حيا والواولا يقتضى الترتيب فلم يبق الا ان يقول فيها تقديم وتاخير والمعنى انى رافعك الىّ ومطهرك من الذين كفروا ومتوفيك بعد انزالى اياك فى الدنيا ومثله من التقديم والتاخير كثير فى القرآن (تفسیر کبیر ج۲) “ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا قول ورافعک الیٰ تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ اٹھا لیا اور واو تریب کا تقاضا نہیں کرتی۔ پس یہی بات باقی رہی کہ یہ کہا جائے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے اور معنی یہ ہے کہ میں تجھ کو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور قرآن میں اس قسم کی تقدیم وتاخیر بہت ہے اور تفسیر درمنثور میں امام جلال الدین سیوطیؒ نے حضرت ابن عباسؓ کی یہی روایت پیش کی ہے۔ ”عن الضحاك عن ابن عباسؓ فى قوله انى متوفيك ورافعك الىٰ “یعنی رافعک ثم متوفیک فی آخر الزمان حضرت ضحاک، حضرت ابن عباسؓ سے قول خداوندی ”انی متوفيك ورافعك الىٰ “ کے متعلق روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس کا معنی یہ ہے کہ تجھے اٹھا لوں گا۔ پھر آخری زمانہ میں فوت کروں گا۔ تفسیر ابوالسعود میں بھی یہی لکھا ہے۔

”وهوالصحيح عن ابن عباسؓ “یہی مطلب حضرت ابن عباسؓ سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ یہ تقدیم وتاخیر بھی اسی وجہ سے مانی ہے۔ جب بالفرض متوفیک کا معنی موت دینے کے لئے جائیں ورنہ متوفیک کا لغوی اور حقیقی موت ہرگز نہیں۔ کیونکہ متوفی کا مادہ وفا ہے اور اس کا معنی ہے پورا کرنا۔ اگر توفی کا حقیقی معنی موت ہو تو بعض آیات قرآنی کا مطلب ہی صحیح نہیں بن سکتا۔ مثلاً ”اذ يتوفى الذين كفروا الملائكة (انفال) “یہاں توفی کا فاعل فرشتوں کو قرار دیا گیا ہے۔ اگر توفی کا معنی موت ہو تو لازم آئے گا کہ فرشتے موت دینے والے ہیں۔ حالانکہ موت وحیات محض اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”خدا تعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت وحیات ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔“ (ازالہ اوہام ص۳۱۴، خزائن ج۳ ص۲۶۰)

کیا مرزائی سیکرٹری توفی کا حقیقی معنی موت مان کر فرشتوں کو خدا بنانے کے لئے تیار ہے۔

معنی توفی

تفسیر بیضاوی میں آیت ’’فلما توفیتنی ‘‘ کے تحت لکھا ہے۔ ’’التوفی اخذ الشئ وافیاً والموت نوع منہ ‘‘ ﴿توفی کا معنی کسی چیز کو پورا پورا لینا ہے اور موت اس کی نوع ہے۔﴾ البتہ اگر قرینہ ہو تو توفی بمعنی موت لیا جائے گا۔ ورنہ اس کا معنی پورا پورا لینا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آیت ’’اللّٰہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا (سورہ زمر) ‘‘ ﴿اللہ تعالیٰ پورا پورا لے لیتا ہے روحوں کو موت کے وقت اور جن کو موت نہیں آئی ان کو نیند میں۔﴾ دیکھئے یہاں سونے والوں کی ارواح کے لئے بھی توفی کا لفظ استعمال فرمایا۔ حالانکہ وہ مردہ نہیں۔ اگر توفی (وفات) کا حقیقی معنی موت مراد لی جائے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ سونے والا بھی مردہ ہے۔ حقیقتاً اور روحیں بھی مردہ ہیں۔ حالانکہ ارواح کے لئے موت نہیں۔

اب ہم مزید اتمام حجت کے لئے امام رازیؒ کی تحقیق پیش کرتے ہیں۔

۱…… ’’ان التوفی اخذ الشئ وافیاً ولما علم اللّٰہ ان من الناس من یخطر ببالہ ان الذی رفعہ اللّٰہ ہو روحہ لا جسدہ ذکر ہذاالکلام لیدل علی انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام رفع بتمامہ الیٰ السماء بروحہ وجسدہ (تفسیر کبیر ج۲) ‘‘

توفی کے معنی کسی چیز کو پورا پورا لے لینا ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ کسی آدمی کے دل میں یہ بھی گذرے گا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صرف روح کو اٹھایا تھا نہ کہ جسم کو اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ کلام ذکر فرمایا۔ یعنی انی متوفیک تاکہ اس پر دلالت کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بتمامہ روح اور جسم کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھائے گئے ہیں۔

تفسیر خازن میں بھی یہی لکھا ہے۔ گو اس آیت کے تحت طویل بحث ہوسکتی ہے۔ لیکن اہل انصاف کے لئے ہم اس کو کافی سمجھتے ہیں اور اہل ضد کا کوئی علاج ہی نہیں۔ الا ماشاء اللہ۔

ایمانی شجاعت

ہم نے کشف التلبیس میں مرزاقادیانی کی ایمانی شجاعت کا نمونہ دکھانے کے لئے ان کی وہ تحریر پیش کی تھی جو انہوں نے ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے حضور میں لکھی۔ جس میں یہ الفاظ بھی تھے۔ ’’کہ آئندہ میں ایسی پیش گوئی جس سے کسی شخص کی تحقیر (ذلت) کی جائے یا نامناسب طور پر سے حقارت (ذلت) سمجھی جائے یا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد ہو شائع کرنے سے اجتناب کروں گا…… میں ایسے الہام کی اشاعت سے پرہیز کروں گا۔ جس سے کسی شخص کا حقیر (ذلیل)

ہونا یا مورد عتاب الٰہی ہونا ظاہر ہو۔“ (۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء، دستخط ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ڈوی)

بجائے اس کے کہ مرزائی سیکرٹری کچھ شرماتا جواب میں لکھتا ہے کہ آپ کا یہ بیان آپ کی مستقل پالیسی کا ہی اظہار ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ ”میرا ابتداء سے ہی یہ طریق ہے کہ میں نے کبھی کوئی انذاری پیش گوئی بغیر رضامندی مصداق پیش گوئی کے شائع نہیں کی۔“

(تبلیغ رسالت ج۸)

الجواب

الف...... یہ بھی جھوٹ لکھا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا ابتداء ہی سے اگر یہ طریق ہوتا تو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کو یہ دھمکی دینے کی کیا ضرورت تھی کہ: ”پس مرزا قادیانی کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ وہ ملائم اور مناسب الفاظ میں اپنی تحریرات استعمال کریں۔ ورنہ بحیثیت مجسٹریٹ ضلع ہم کو مزید کارروائی کرنی پڑے گی۔“ (بحوالہ تازیانۂ عبرت مؤلفہ مناظر اسلام حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر)

ب...... اگر ایسا ہوتا تو مرزا قادیانی ڈپٹی کمشنر کو یہ جواب دیتے کہ میں نے تو کبھی ایسی پیش گوئی شائع نہیں کی۔

ج...... اگر انذاری پیش گوئی الہام الٰہی کی بناء پر ہے تو پھر جس کے خلاف ہے اس کی رضامندی پر اس کی اشاعت کا موقوف ہونا کیا معنی رکھتا ہے؟ علاوہ ازیں مرزا قادیانی کی درخواستوں کے جو اقتباسات ہم پیش کر چکے ہیں۔ اس کے بعد مرزائی سیکرٹری کی صفائی کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے۔ ہاں یہ جدا بات ہے کہ اگر کوئی شخص مرزا قادیانی سے بھی زیادہ کمزور دل ہو تو وہ ان کو اپنے سے زیادہ شجاع مان لے۔

خرد کا نام جنوں رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

سوال وجواب نمبر۵

مرزائی سیکرٹری نے لکھا ہے کہ پانچواں اعتراض یہ تھا کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا۔ اس جگہ معترض کو تسلیم کرنا پڑا کہ اسماعیل عبرانی میں گویا ترکیب رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا ہے کہ آپ کا اعتراض غلط تھا۔ اسرائیل قرآن مجید میں اسم کے طور پر استعمال ہو رہا ہے۔ اسرائیل کے متعلق آپ کی معلومات میں اضافہ کے لئے گذارش ہے کہ بائبل میں لکھا ہے۔ ”تیرا نام آگے کو یعقوب نہ کہلائے گا۔ بلکہ تیرا نام اسرائیل ہوگا۔“

ہم نے لکھا تھا کہ نیز قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام اسمہ المسیح عیسیٰ بن

مریم بتایا گیا ہے۔ (پیدائش) اس پر معترض نے یہ اعتراض کیا ہے کہ یہ لکھنا کہ عیسیٰ بن مریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرکب نام ہے۔ یہ بھی اس کی محض جہالت ہے۔ معترض اس جگہ بلاوجہ ناراض ہو گئے ہیں۔ ہم نے اپنی طرف سے تو یہ بات پیش نہیں کی تھی۔ قرآن مجید فرماتا ہے۔ اس کا نام (اسم) مسیح عیسیٰ بن مریم اگر آپ کے زعم ہمہ دانی کو ٹھیس نہ لگے تو عرض ہے کہ ذوالکفل بھی واضح طور پر مرکب نام ہے۔ اسی طرح ابراہیم بھی مرکب نام...... مسیح موعود کے نام میں غلام کا لفظ خاندانوں کے ناموں میں مشترک ہے۔ اس لئے علم کے طور پر احمد ہی استعمال ہوتا تھا اور اسی کے مطابق موصوف الہام میں آپ کو احمد کہہ کر مخاطب کیا گیا ہے۔ (اظہار الحق ص ۱۶، ۱۷)

الجواب

الف...... حضرت مولانا عبداللطیف صاحب نے جو فرمایا تھا کہ کسی نبی کا نام مرکب نہیں ہوتا تو اس سے مراد علم تھا نہ کہ اسم۔ کیونکہ اسم عام ہے اور علم خاص۔ اسم کی پانچ قسمیں ہیں۔ علم، لقب، کنیت، تخلص، خطاب۔ ان سب پر اسم کا اطلاق ہوتا ہے۔ لہٰذا قرآن مجید میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے کہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم تو یہاں اسم کا لفظ ہے نہ علم کا۔ ابن مریم کنیت ہے اور مسیح لقب ہے اور عیسیٰ علم ہے۔ لہٰذا تینوں کے لئے اسم کا لفظ استعمال فرمایا۔ چنانچہ تفسیر مظہری میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب محدث پانی پتی قدس سرہ اسمہ المسیح عیسیٰ بن مریم کے تحت لکھتے ہیں۔ ہذا علمہ والمسیح لقبہ والاسم اعم منہما ومن الکنیہ۔ یہ (یعنی عیسیٰ) آپ کا علم ہے اور مسیح آپ کا لقب ہے اور اسم ان دونوں سے عام ہے اور کنیت سے بھی اب تو مرزائی سیکرٹری کی جہالت بے نقاب ہوگئی جو اسم اور علم میں فرق نہیں کرسکتا وہ سوال وجواب میں کیا فرق سمجھے گا۔

ب...... اسی طرح ذوالکفل بھی علم نہیں بلکہ ایک نسبتی نام ہے۔ چنانچہ تفسیر خازن میں ہے۔ ”فسمّی ذوالکفل لا نه تکفل بامر فوض به واختلف فی نبوته فقیل کان نبیاً وهو الیاس وقیل هو زکریا وقال ابو موسیٰ لم یکن نبیاً ولکن کان عبداً صالحاً“

(پس آپ کا نام ذوالکفل اس لئے ہوا کہ آپ نے ایک کام کی اچھی طرح کفالت کی جو آپ کے سپرد ہوا تھا اور آپ کی نبوت میں بھی اختلاف ہے۔ پس بعض نے کہا کہ آپ نبی تھے اور وہ الیاس بھی اور بعض نے کہا وہ زکریا ہیں اور ابوموسیٰ نے فرمایا کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ ایک صالح بندے تھے) بتلایئے اوّل تو آپ کی نبوت میں ہی اختلاف ہے اور جو ان کو نبی کہتے ہیں ان میں سے بعض کے نزدیک ان کا نام الیاس ہے اور بعض کے نزدیک زکریا اور ذوالکفل تو آپ کا نام

اس وقت پڑا جب آپ نے ایک کام کی خصوصی کفالت کی تو کیا اس سے پہلے آپ کا کوئی علم (نام) نہ تھا۔ یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے اپنی روایتی جہالت کا ثبوت دیا ہے۔

ج...... مرزائی سیکرٹری نے ہماری یہ بات مان لی ہے کہ اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب ہے۔ لیکن یہ تاویل بھی کر دی ہے کہ اسرائیل قرآن مجید میں اسم کے طور پر استعمال ہو رہا ہے اور اس کی تائید میں بائبل کی عبارت پیش کی ہے۔ لیکن وہ بھی ہمارے خلاف نہیں۔ کیونکہ اسم کا لفظ عام ہے جو لقب پر بھی بولا جاتا ہے۔ لیکن علم خاص ہے اور وہ یعقوب ہے جو قرآن میں مذکور ہے اور اسرائیل لقب ہے وہ بھی قرآن میں مذکور ہے۔

د...... ہم نے کشف التلبیس میں لکھا ہے کہ اسماعیل عبرانی زبان میں گو ترکیب رکھتا ہے۔ لیکن وہ کالمفرد ہی استعمال ہوتا ہے۔

اس پر مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا بالکل غلط ہے کہ پس معلوم ہوا کہ آپ کا اعتراض غلط تھا۔ کیونکہ لفظ اسماعیل ہر جگہ مفرد ہی استعمال ہوتا ہے نہ مرکب اور اسی طرح لفظ ابراہیم ہے۔ چنانچہ لفظ اسماعیل یا ابراہیم کی پہلی جزء یعنی اس اور ابرا کا اعراب نہیں بدلتا۔ لیکن غلام احمد چونکہ مرکب ہے۔ اس لئے اس کی ہی جزء غلام کا اعراب بوجہ عوامل بدلتا رہتا ہے۔ مثلاً جاء غلام احمد، رایت غلام احمد مرت بغلام احمد نیز اسمٰعیل اور ابراہیم مرکب اسنادی کی طرح بھی استعمال نہیں ہوتے۔ کیونکہ مرکب اسنادی بھی ہوتا ہے اور یہ دونوں معرّب غیر منصرف ہیں۔ غرض ابراہیم واسماعیل ان کو ایک ایک ہی کلمہ سمجھا جاتا ہے اور پہلی جزو کا اعراب نہیں بدلتا۔ چنانچہ اسمع ایل کو اگر مرکب مانا جائے تو اسمع کا اعراب بدلنا چاہئے۔ لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اسمٰعیل اور ابراہیم مفرد ہی استعمال ہوتے ہیں۔ بخلاف غلام احمد کہ اس کی پہلی جزو (مضاف) غلام کا اعراب بدل جاتا ہے۔ مثلاً جاء غلام احمد رأیت غلام احمد پہلے جملہ میں غلام پر پیش (ضمہ) ہے اور دوسرے جملہ میں غلام پر زبر (نصب) ہے اور ابراہیم واسمٰعیل مرکب اسنادی کی طرح بھی استعمال نہیں ہوتے۔ کیونکہ مرکب اسنادی مبنی ہوتا ہے اور یہ ہر دونوں معرب غیر منصرف ہیں۔

ج...... قرآن مجید کی بعض آیات جہاں آنحضورﷺ کا اسم گرامی ذکر ہے وہاں مرزا قادیانی، محمد رسول اللہ سے اپنی ذات مراد لیتے ہیں۔ نہ کہ رسول عربی مکی مدنیﷺ کی ذات مقدسہ۔ جیسا کہ انہوں نے (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷) پر لکھ دیا ہے کہ: ”محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔“

باقی رہی مرزائی سیکرٹری کی تاویل کہ غلام احمد میں غلام کا لفظ خاندانوں کے ناموں میں مشترک ہے۔ اس لئے علم کے طور پر احمد ہی استعمال ہوتا تھا تو یہ لغو ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی اپنی تصانیف میں غلام احمد لکھتے ہیں اور مذکورہ درخواستوں میں بھی غلام احمد ہی لکھا ہے۔ علم ان کا غلام احمد ہے نہ کہ احمد۔ باقی رہا یہ کہ مرزا قادیانی کو الہام میں احمد سے خطاب کیا گیا ہے تو ان کے الہامات کا پردہ کیا محمدی بیگم نے نہیں چاک کر دیا۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو کرشن بھی کہتے ہیں۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۱) کہاں تک ان کی بوالعجبیاں بیان کرتے رہیں گے۔

اور مرزائی سیکرٹری نے یہ بات بھی عجیب لکھی ہے کہ خواجہ میر درد پر بھی قرآن کی بعض آیتوں کا نزول ہوا ہے۔ سو یہ قادیانی شریعت کے مطابق ہوگا۔ کیا اس کا کوئی قطعی ثبوت موجود ہے؟ کہ ان پر آیات قرآنی کا نزول ہوا۔ کیا مرزائی سیکرٹری وحی قرآنی کے نزول کا مطلب بھی سمجھتا ہے؟

مسئلہ ختم نبوت اور مرزا قادیانی

قادیانی فرقہ ختم نبوت کے بنیادی عقیدہ کا منکر ہونے کی وجہ سے تمام امت مسلمہ کے نزدیک کافر ہے۔ لیکن اس موضوع پر مرزائی لوگ تحریر و تقریر میں اس قدر دجل و تلبیس سے کام لیتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔

ختم نبوت کا مفہوم

مرزائی فرقہ اپنے دعویٰ میں تو یہی کہتے ہیں کہ ہم خاتم النبیین کے قائل ہیں۔ لیکن اس سے جو ان کی مراد ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی بھی نبی ہیں۔ چنانچہ مرزائی سیکرٹری نے خود مرزا قادیانی کی عبارت (اظہار الحق ص ۱۹) میں لکھ دی ہے کہ: ''اللہ جل شانہ نے آنحضرتﷺ کو صاحب خاتم بنایا۔ یعنی آپ کو افاضہ کمال کے لئے مہر دی جو کسی اور نبی کو ہرگز نہیں دی گئی۔ اس وجہ سے آپ کا نام خاتم النبیین ٹھہرا۔ یعنی آپ کی پیروی کمالات نبوت بخشتی ہے اور آپ کی توجہ روحانی نبی تراش ہے اور یہ قوت قدسیہ کسی اور نبی کو نہیں ملی۔'' (حقیقت الوحی ص ۹۷ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۰)

الجواب

الف...... ہم پوچھتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی نبی تراش کیا مرزا قادیانی سے پہلے بھی کسی مفسر، محدث نے سمجھا ہے؟

ب...... اگر رحمتہ للعالمین ﷺ کی روحانی توجہ سے نبوت ملتی ہے تو کیا وجہ ہے کہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی کو بالخصوص خلفائے راشدین کو یہ فیض نہیں پہنچا جو سالہا سال آنحضرت ﷺ کی صحبت میں رہے اور جنہوں نے ہر چیز نصرت حق میں قربان کردی۔ مرزا قادیانی کو یہ فیض چودہ سو سال کے بعد کیسے پہنچ گیا؟

ج...... ہم نے کشف التلبیس ص۲۹ میں یہ حدیث پیش کی تھی۔

’’انہ سیکون فی امتی ثلثون کذابون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی‘‘ ﴿بیشک میری امت میں تیس کذاب ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہی گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے۔ حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔﴾

جب رسول خدا ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی خود ہی متعین فرمادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تو اب مرزا قادیانی کے اس معنی کو کہ حضور نبی تراش ہیں۔ کیونکر تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ دوسری حدیث بھی ہم نے پیش کی تھی۔ جس کا ترجمہ یہ ہے کہ فرمایا کہ میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی مثال اس شخص کی ہے جس نے ایک گھر بنایا اور اس کو خوب آراستہ پیراستہ کیا۔ مگر اس کے گوشوں میں سے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔ پس لوگ اسے دیکھنے آتے اور خوش ہوتے اور یہ کہتے کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہ رکھی گئی۔ پس میں وہ اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔ (صحیح بخاری، مسلم، ترمذی)

یہ مثال بھی حضور ﷺ نے خاتم النبیین کا معنی سمجھانے کے لئے دی تھی کہ قصر نبوت کی آخری اینٹ میں ہوں۔ میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے۔ اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری یہ تاویل کرتا ہے کہ: ’’مسیح موعود کا مقام آنحضرت ﷺ کے خادم وغلام کا ہے۔ اس لئے قصر نبوت میں اس کی کوئی الگ اینٹ نہیں۔ بلکہ وہ تجدید وخدمت کے رنگ میں قصر نبوت میں شامل ہے اور اس جگہ مثل الانبیاء من قبلی ارشاد فرمایا ہے۔ یعنی یہ پہلے انبیاء کی مثال ہے۔ پہلے تمام انبیاء مستقل تھے۔ بے شک مستقل نبی ہونے کے لحاظ سے ہمارے نزدیک بھی آنحضرت ﷺ آخری نبی ہیں۔‘‘ (اظہار الحق ص۲۰)

الجواب

الف...... یہ مستقل نبی اور غیر مستقل نبی کا فرق نبی کریم ﷺ نے تو نہیں فرمایا۔ آپ نے یہ کہاں سے نکال لیا؟

ب...... اگر آنحضرت ﷺ کے بعد غیر مستقل نبی نے آنا ہوتا تو حضور ﷺ

حدیث مذکور لا نبی بعدی میں اس کا استثناء فرما دیتے اور قصر نبوت کی مثال دیتے ہوئے بھی اس کی گنجائش رکھتے۔ حالانکہ ایسا نہیں فرمایا۔ چونکہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت ختم ہوگئی تھی اور تیس کذابوں نے دعویٰ نبوت کرنا تھا۔ اس لئے آپ نے مطلقاً لا نبی بعدی فرما دیا۔ تاکہ حضور ﷺ کے بعد پیدا ہونے والا خواہ کوئی بھی ہو اگر نبوت کا دعویٰ کرے تو اس کو کذاب، دجال سمجھا جائے اور یہاں غیر مستقل نبی گنجائش نکالنا بھی تو ایک حیرت انگیز دجل وفریب ہے۔

ج...... مرزائی سیکرٹری کا یہ لکھنا کہ مسیح موعود کا مقام آنحضرت ﷺ کے خادم وغلام کا ہے۔ اس لئے قصر نبوت میں اس کی کوئی الگ اینٹ نہیں بلکہ وہ تجدید وخدمت دین کے رنگ میں قصر نبوت میں شامل ہے۔ ہمارے مفہوم کو مؤید ہے۔ کیونکہ آخری اینٹ سے مراد جب آنحضرت ﷺ کی ذات قدسیہ ہوئی تو اور تو کسی کی وہاں گنجائش ہی نہ رہی تو مرزا قادیانی کی نبوت کی اینٹ کہاں رکھی جائے گی۔ جبکہ کسی اینٹ کی جگہ خالی نہیں رہی۔ باقی رہا یہ کہ مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ کے غلام وخادم ہیں تو اس طرح تو امت محمدیہ میں کروڑوں خادم وغلام ہیں اور سینکڑوں خدمت وتجدید دین کرنے والے ہیں تو کیا ان کو بھی نبی کہا جائے گا۔ بحث تو نبی اور غیر نبی ہونے میں ہے نہ کہ خادم ومجدد دین ہونے میں۔ ایسی اینٹ جو قصر نبوت میں نہیں لگ سکتی اس کا بیت الخلاء میں لگنا ہی مناسب ہے جو قصر نبوت سے جدا ہے۔ مبارک ہو!

تشریعی وغیر تشریعی نبوت

مرزائی سیکرٹری نے مرزا قادیانی کی یہ عبارت بھی پیش کی ہے کہ: ”جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نبی نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ رسول اور نبی ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔“ (ایک غلی کا ازالہ ص۶،۷، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰،۲۱۱)

الجواب

الف...... کتاب وسنت کی تصریحات کے خلاف ایسی من گھڑت باتیں کیسے قابل قبول ہوسکتی ہیں۔ کیا قرآن وحدیث میں بھی کہیں یہ لکھا ہے کہ صاحب شریعت نبی تو نہیں آئیں گے۔ لیکن غیر صاحب شریعت آتے رہیں گے۔ ہرگز نہیں۔ نصوص میں تو ہر طرح کی نبوت کا ختم ہونا پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

ب...... مرزا قادیانی کی یہ تاویل ان کے اپنے کلام سے بھی باطل ٹھہرتی ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں: ”ختمیت نبوت یعنی یہ کہ سلسلہ خلافت محمدیہ میں اب کوئی بھی نیا یا پرانا زندہ موجود نہیں اور تمام سلاسل نبوتوں بنی اسرائیل کے ہمارے حضرت پر ختم ہو چکے ہیں۔ اب کوئی نبی نیا یا پرانا اسرائیلی بطور خلافت کے بھی نہیں آ سکتا۔“ (دافع البلاء ص۱۹)

یہاں صاف مان لیا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد بطور خلافت کے بھی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔

ج...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”یہ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت ہونے کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔“ (تریاق القلوب ص۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)

اور چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر بھی کہا ہے۔ اس لئے ثابت ہوا کہ ان کا دعویٰ تشریعی نبوت کا ہے نہ کہ غیر تشریعی کا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ: ”کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی کفر میں داخل ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)

یہ ہے مرزا قادیانی کی تضاد بیانی اور یہ ہے مرزائی سیکرٹری کی پیش کردہ تاویل کا انجام کہ خود مرزا قادیانی کے قول سے ہی اس کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھر گئیں۔

عقیدہ حیات مسیح اور ختم نبوت

قادیانی فرقے کے لوگ ناواقف مسلمانوں کو یہ فریب دیتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد تم بھی ایک نبی یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے قائل ہو اور ہم بھی ایک ہی نبی کے آنے کو مان رہے ہیں۔ یعنی مرزا قادیانی، تو اگر رسالت محمدیہ کے دور میں مرزا قادیانی کا بھی ماننا عقیدہ ختم نبوت کے خلاف ہونے کی وجہ سے کفر ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کا ماننا بھی ختم نبوت کے خلاف ہو کر کفر ہوگا۔ چنانچہ اس اعتراض کو مرزائی سیکرٹری نے اپنے پہلے ٹریکٹ ”ختم نبوت اور بعض دیگر مسائل کے بارے میں ہمارا نقطہ نظر“ میں لکھا تھا اور اسی کو (اظہار الحق

ص۱۸) میں ان الفاظ سے پیش کیا ہے کہ: ”ایک اور بات جو بڑے تکرار سے کہی گئی ہے وہ یہ ہے کہ ختم نبوت کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک دور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے معتقد اور ان کا انتظار کرنے والے ختم نبوت کے منکر اور اپنے مسلمہ عقیدہ کے مطابق دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ گنبد کی آواز کی طرح ان کے فتویٰ کی صدائے بازگشت ہی ہے۔ ہماری طرف سے کوئی فتویٰ نہیں ہے۔“

الجواب

الف…… یہاں بھی مرزائی سیکرٹری نے اپنے موروثی دجل سے کام لیا ہے۔ کیونکہ ہمارا اور تمام امت مسلمہ کا عقیدہ یہ نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا۔ ختم نبوت کا مفہوم تو یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک حق تعالیٰ کی طرف سے جتنے انبیاء ہو چکے ہیں وہی رہیں گے۔ نبوت کا عطا ہونا یا کسی نبی کا پیدا ہونا ختم کر دیا گیا ہے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں۔ ان کا دوبارہ تشریف لانا ختم نبوت کے اس مفہوم کے خلاف ہرگز نہیں ہے۔ جو ہم نے لکھا ہے اور جو لا نبی بعدی میں خود نبی کریم ﷺ نے سمجھا دیا ہے۔ اب بتلایئے کہ ہمارے عقیدہ کے تحت آپ کا یہ الزام کیسے درست ہو سکتا ہے؟

ب…… مرزائی سیکرٹری نے جو یہ لکھا ہے کہ یہ اصول ہمارے نزدیک بالکل درست اور صحیح ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ اصول اگر تمہارے نزدیک صحیح ہوتا تو مرزا قادیانی کو بجائے نبی ماننے کے اہل اسلام کی طرح کافر قرار دیتے۔

ج…… ہم تو صرف حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی حیات اور آمد ثانی کے قائل ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کے نزدیک تو ہزاروں مسیح آ سکتے ہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کا یہ کہنا بھی مغالطہ آمیز ہوا کہ ہم بھی ایک ہی کے قائل ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔

”میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے اور دس ہزار بھی مثیل مسیح آ جائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

نیز لکھتے ہیں کہ: ”جب تیس دجال کا آنا ضروری ہے تو بحکم لکل دجال عیسیٰ تیس مسیح بھی آنے چاہئیں۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی

آ جائے جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آ سکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا ہے۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے۔“
(ازالہ اوہام ص۲۰۰، خزائن ج۳ ص۱۹۷، ۱۹۸)

اس آخری عبارت میں تو مرزا قادیانی نے دبی زبان سے یہ اقرار کر لیا کہ احادیث میں جس مسیح کے آنے کا ذکر ہے وہ میں نہیں ہوں اور ظاہر ہے کہ احادیث میں ایک ہی مسیح بن مریم کے آنے کی خبر ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کو مسیح موعود ماننا بالکل باطل ٹھہرا اور یہی امت محمدیہ کا فیصلہ ہے۔ الفضل ماشہدت به الاعداء!

حضرت نانوتویؒ اور ختم نبوت

عموماً مرزائی یہ فریب دیتے ہیں اور مرزائی سیکرٹری نے بھی یہی کیا ہے کہ حضرت نانوتوی نے بھی مرزا قادیانی کی طرح لکھا ہے۔ چنانچہ حضرت نانوتوی کی یہ دو عبارتیں پیش کی ہیں کہ:

۱...... ”رسول اللہ ﷺ پر تمام مراتب کمال اس طرح ختم ہو گئے جیسے بادشاہ پر مراتب حکومت ختم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بادشاہ کو خاتم الحکام کہہ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو خاتم الکاملین اور خاتم النبیین کہہ سکتے ہیں۔“ (حجۃ الاسلام)

اس پر مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے۔ ”گویا آنحضرت ﷺ کی غلامی اور متابعت میں نبی کا آنا خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ خود حضرت نانوتوی فرماتے ہیں۔“

۲...... ”بالفرض اگر بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔“ (تحذیر الناس ص۲۸)

الجواب

الف...... ختم نبوت کے متعلق حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی دارالعلوم دیوبند کا عقیدہ بھی وہی ہے جو ساری امت محمدیہ کا ہے۔ البتہ آپ نے تحذیر الناس میں ختم نبوت کی تینوں قسموں مرتبی، زمانی اور مکانی کی محققانہ تفصیل بیان فرمائی ہے اور مرزائی سیکرٹری نے اوپر جو عبارتیں لکھی ہیں وہ ختم نبوت مرتبی کی تشریح میں ہیں۔ ان سے ختم نبوت زمانی کی نفی ثابت نہیں ہوتی۔ اسی لئے حضرت نانوتویؒ نے اس کو بالفرض کے لفظ سے ادا کیا ہے۔ یعنی بالفرض اگر حضور ﷺ کے بعد کوئی نبی آئے تو اللہ تعالیٰ نے جو انتہائی کمالات نبوت آپ کو عطاء فرمائے ہیں۔ ان میں فرق نہیں آئے گا۔ باقی رہا یہ کہ کیا آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی آئے گا

تو حضرت نانوتویؒ نے اس کی نفی فرمائی ہے۔ ہرگز نہیں نہیں آئے گا۔ چنانچہ فرماتے ہیں: ''سو اگر اطلاق اور عموم ہے تب تو نبوت خاتمیت زمانی ظاہر ہے۔ ورنہ تسلیم لزوم خاتمیت زمانی بدلالت التزامی ضرور ثابت ہے۔'' (تحذیر الناس ص۹)

نیز فرماتے ہیں کہ تحذیر کو غور سے دیکھا ہوتا تو اس میں خود موجود ہے کہ لفظ خاتم تینوں معنوں پر بدلالت مطابق دلالت کرتا ہے اور اسی کو اپنا مختار قرار دیا ہے۔ (جواب محذورات ص۸۳) اب مرزائی سیکرٹری بتلائے کہ کیا وہ ختم نبوت زمانی کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ جس کی حضرت نانوتویؒ نے تصریح فرمادی ہے۔

ہمارا سوال

ہم نے کشف التلبیس میں لکھا تھا کہ تمام مرزائیوں سے ہمارا یہ سوال ہے کہ اگر کوئی شخص ان تمام عقائد کو مانے جو مرزا قادیانی نے یہاں لکھے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی کو نبی اور مسیح موعود نہ مانے تو کیا اس کو مؤمن اور مسلمان سمجھتے ہو؟

اس کے جواب میں مرزائی سیکرٹری لکھتا ہے کہ اس سوال میں جواب کے متعلق گذارش ہے کہ ہاں حضرت مرزا قادیانی کے ارشاد میں جن امور کا ذکر ہے ان کو ماننے والا یقیناً مسلمان ہے۔ وہ تمام امور جن پر سلف صالحین کا اعتقادی اور عملی طور پر اجماع تھا جس میں مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا بھی ضروری سمجھا گیا ہے۔

الجواب

الف...... مرزائی سیکرٹری نے جواب میں دیانتداری سے کام نہیں لیا۔ ہم نے کشف التلبیس میں علامہ آلوسی مصری کی تفسیر روح المعانی، امام غزالی اور فتاویٰ عالمگیری کی عبارتیں پیش کی تھیں۔ جن میں ختم نبوت کا مفہوم بیان کر کے اس کے منکر کو کافر قرار دیا گیا۔ ان کا جواب مرزائی سیکرٹری نے بالکل نہیں دیا۔ اسی طرح امت مسلمہ کا جس مسیح کی آمد ثانی پر اجماع ہے وہ حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ سے پہلے بحیثیت نبی مبعوث ہو چکے ہیں نہ کہ چراغ بی بی کے فرزند مرزا غلام احمد قادیانی۔ تو کیا اس بارے میں مرزا قادیانی اور ان کی امت کا عقیدہ اجماع امت کے خلاف نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جو مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتا۔ چنانچہ کشف التلبیس میں بھی ہم نے مرزا قادیانی کی یہ عبارت پیش کی تھی کہ: ''جو مجھے نہیں پہنچانتا وہ کافر اور مردود اور اس کے اعمال حسنہ نامقبول اور دنیا میں معذب اور آخرت میں ملعون ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص۲۷۶، خزائن ج۲۲ ص۳۹۰)

اور اس فتویٰ پر مرزائیوں کا عمل بھی ہے۔ چنانچہ چوہدری ظفر اللہ قادیانی نے مسلم لیگ کے قائداعظم مسٹر محمد علی جناح کا جنازہ اسی بناء پر نہیں پڑھا تھا۔ مرزائی سیکرٹری کہاں تک عوام کو دھوکا دینے کی کوشش کرے گا۔

آہ محمدی بیگم

ہم نے مرزا قادیانی کی نبوت کے ابطال کے سلسلہ میں محمدی بیگم کی پیش گوئی کا بھی ذکر کیا تھا۔ اس پر مرزائی سیکرٹری سراسیمہ ہو کر لکھتا ہے کہ: ”خود معترض ہمارے جواب کو اتنا کافی ومکمل سمجھتا ہے کہ اس کو اپنی کمزوری چھپانے کے لئے ایک نئی بات پیش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔“ (اظہار الحق ص۲۱)

اس کے جواب میں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ ہم نے اس عنوان کی ابتداء میں یہ لکھ دیا تھا کہ: ”آخر میں قارئین کی ضیافت طبع کے لئے ہم مرزا قادیانی کی ایک عجیب وغریب پیش گوئی اور اس میں انتہائی ناکامی کا ذکر کرتے ہیں۔“ ضیافت طبع کے الفاظ سے ہم نے یہی بتایا تھا کہ گو مرزا قادیانی کی نبوت کی دھجیاں بکھیری جاچکی ہیں۔ لیکن ضیافت طبع کے لئے قارئین اس پیش گوئی سے بھی واقف ہوجائیں اور یہ پیش گوئی ایک ایسی حجت ہے کہ معمولی عقل کا آدمی بھی اس سے صحیح نتیجہ نکال سکتا ہے۔ لیکن مرزائی فرقہ کو تو اتباع حق مطلوب ہی نہیں ہے۔ اس لئے وہ اس میں بھی تاویلات باطلہ پیش کرنے سے نہیں جھجکتے اور مرزائی سیکرٹری نے بھی یہ تاویل جواب میں پیش کی ہے کہ مرزا قادیانی نے معترض کے جواب میں یہ لکھا تھا کہ فیصلہ تو آسان ہے۔ احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کو کہو کہ تکذیب کا اشتہار دے پھر اس کے بعد جو میعاد خداتعالیٰ مقرر کرے۔ اگر اس سے اس کی موت تجاوز کرے تو میں جھوٹا ہوں گا۔ پھر مرزائی سیکرٹری نے الفضل ۹،۱۳؍جون ۱۹۲۱ء سے مرزا سلطان محمد خاوند محمدی بیگم کا بیان نقل کیا ہے کہ میں قسمیہ کہتا ہوں جو ایمان واعتقاد مجھے حضرت مرزا قادیانی پر ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ کو بھی جو بیعت کر چکے ہیں، اتنا نہیں ہوگا۔

الجواب

الف…… محمدی بیگم سے نکاح کی پیش گوئی مرزا قادیانی نے ۱۸۸۶ء سے شروع کی تھی۔ لیکن مرزا احمد بیگ نے ایمانی جرأت سے کام لے کر اپنی دختر محمدی بیگم کا نکاح ۱۷؍اپریل ۱۸۹۲ء کو مرزا سلطان محمد ساکن پٹی ضلع لاہور کے ساتھ کر دیا اور مرزا قادیانی کی زندگی میں اس طرح مرزا سلطان محمد ان کے سینہ پر مونگ پیتا رہا۔ لیکن مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ بھلا میری تکذیب کا اشتہار تو شائع کرے پھر دیکھے کیسے عذاب آتا ہے۔ سبحان اللہ!

مرزا سلطان محمد کا مرزا قادیانی کی منکوحہ آسمانی سے نکاح کر لینا اس سے بڑھ کر مرزا قادیانی کی تکذیب کا کوئی اور اشتہار ہوسکتا ہے؟ حتیٰ کہ ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی آنجہانی ہوگئے اور مرزا سلطان محمد زندہ رہا۔ اب مرزائی سیکرٹری الفضل سے مرزا سلطان محمد کا ایک بیان نقل کرتا ہے۔ جو ۱۹۲۱ء میں شائع ہوا ہے۔ گویا مرزا قادیانی کی موت کے ۱۳ سال بعد وہ تائب ہوا۔ کون ان حواس باختہ لوگوں سے پوچھے کہ اگر وہ توبہ کرتا اور مرزا قادیانی کو نبی مان لیتا تو وہ محمدی بیگم کو طلاق کیوں نہ دے دیتا۔ تاکہ مرزا قادیانی کی پیش گوئی ثابت ہو جائے اور پھر محمدی بیگم کیوں نہ مرزا قادیانی پر ایمان لے آتی جو ان کے بعد ۵۸ سال تک زندہ رہی۔ اگر بالفرض محمدی بیگم بھی تائب ہو جاتی تب بھی مرزا قادیانی کی پیش گوئی پوری ہونے کی کوئی دلیل نہیں تھی۔ کیونکہ انہوں نے صاف لکھ دیا تھا کہ محمدی بیگم ضرور میرے نکاح میں آئے گی۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں۔

”خداتعالیٰ نے مقرر کر رکھا ہے کہ وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کار اسی عاجز کے نکاح میں لائے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنا دے گا۔ سو خداتعالیٰ ان سب کے تدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں۔ تمہارا مددگار ہوگا اور انجام کار اس کی اس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خداتعالیٰ کی باتوں کو ٹال سکے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۲۸۶، ۲۸۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً، کشف التلبیس ص ۳۸)

ہم پوچھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے یہ پختہ وعدہ کیا تھا کہ محمدی بیگم کو ضرور ان کے نکاح میں لائے گا اور ہر ایک روک کو دور کرے گا تو اس میں مرزا سلطان محمد کی توبہ یا عدم توبہ کا کیا دخل ہے۔ پیش گوئی کے مطابق محمدی بیگم نے مرزا قادیانی کے نکاح میں ضرور آنا تھا۔ لیکن چونکہ ایسا نہیں ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کی یہ پیش گوئی جھوٹی تھی اور خود ساختہ تھی اور اگر مرزائی سیکرٹری اس پیش گوئی کو خدا کی طرف سے مانتا ہے تو پھر ثابت ہوا کہ مرزائیوں کا خدا وہ نہیں جو ”علیٰ کل شئ قدیر“ ہے بلکہ وہ تو نعوذ باللہ مرزا سلطان محمد اور محمدی بیگم کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ کیا محمدی بیگم کا ۱۹؍ نومبر ۱۹۶۶ء تک زندہ رہنا مرزا قادیانی کی تردید کے لئے ایک عام فہم زبردست خدائی نشان نہیں ہے؟ وما علینا الا البلاغ!

حافظ محمد اسحاق قریشی
جہلم شہر

[illegible]

سوانح مرزا

حکیم ڈاکٹر محمد علی امرتسریؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

وجہ تالیف

احمدی صاحبان کبھی تو مرزا قادیانی کو مسیح اور کبھی نبی ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا کرتے ہیں۔ حالانکہ نبی اور ملہم کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ صحیح الدماغ ہو۔ اس کا حافظہ نہایت قوی ہو۔ اس کو کوئی دماغی بیماری نہ ہو۔ جیسا کہ وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ:

۱...... ’’ملہم کے دماغی قویٰ کا نہایت مضبوط اور اعلیٰ ہونا بھی ضروری ہے۔‘‘
(ریویو آف ریلیجنز ماہ ستمبر ۱۹۲۹ء ص۴)

۲...... ’’انبیاء کا حافظہ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔‘‘ (ریویو ماہ نومبر ۱۹۲۹ء ص۸)

۳...... ’’ملہم کا دماغ نہایت اعلیٰ ہوتا ہے۔‘‘ (ریویو ماہ جنوری ۱۹۳۰ء ص۲۶)

۴...... ’’نبی کے کلام میں جھوٹ جائز نہیں۔‘‘ (مسیح ہندوستان میں ص۱۹، خزائن ج۱۵ ص۲۱)

اس لئے ضروری ہوا کہ طبی رو سے مرزا قادیانی کے دماغ کا معائینہ کیا جائے۔

۱...... اگر ان کے دماغی قویٰ کمزور ہوں۔

۲...... حافظہ ایسا کمزور ہو کہ نسیان تک نوبت پہنچ چکی ہو۔

۳...... دماغ خراب ہو چکا ہو۔

۴...... ان کے کلام میں تناقض اور جھوٹ ہو۔

۵...... اور ان تمام عوارضات رویہ کا باعث مالیخولیا ہو۔

تو اس صورت میں ان کے دعاوی کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ جیسا کہ ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن فرماتے ہیں کہ: ’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔‘‘ (ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص۶،۷)

اس واسطے میں نے طبی معلومات کو مدنظر رکھ کر مرزا قادیانی کے دماغ کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نہ ہی مسیح تھے نہ نبی اور نہ ہی مجدد تھے نہ ولی۔ بلکہ مرض مالیخولیا کے مریض تھے۔ اسی مالیخولیا کی وجہ سے ان کے کل دماغی قویٰ کمزور ہو چکے تھے۔ (ملاحظہ ہو شہادت ص۷)

ان کا حافظہ کمزور ہو کر نسیان تک نوبت پہنچ چکی تھی۔ (ملاحظہ ہو تطبیق علامات ص ۱۶) ان کا دماغ خراب ہو چکا تھا۔ (شہادت نمبر ۱) ان کے کلام میں سخت تناقض اور جھوٹ تھا۔ (تطبیق علامات نمبر ۲۰) ان کے کل الہامات اور دعاوی مرض مالیخولیا کی وجہ سے تھے۔ (تمام کتاب اس کا ثبوت ہے) اس تحقیق کے بعد میں نے اپنا فرض سمجھا کہ اس بات سے عوام الناس کو آگاہ کر دوں۔ تا کہ وہ دھوکہ سے بچ جائیں اور مرزا قادیانی کو مالیخولیا کا بیمار سمجھ کر ان سے الگ رہیں اور جو عدم واقفیت کے باعث اس جال میں پھنس چکے ہیں۔ وہ جلد از جلد توبہ کر کے راہ راست پر آ جائیں۔

یہ مضمون میں نے حاجی عبدالغنی صاحب ناظم انجمن شباب المسلمین بٹالہ کے ایماء پر لکھا اور ۲/ نومبر ۱۹۲۹ء کے جلسہ انجمن شباب المسلمین بٹالہ میں اس پر لیکچر دیا۔ جس سے سامعین پر ایک گہرا اثر ہوا۔ ان کا اصرار تھا کہ اس کو عام اخبارات اور رسائل میں شائع کیا جائے۔ لیکن عدیم الفرصتی کے باعث ایک عرصہ تک یہ مضمون معرض التواء میں پڑا رہا۔

اب رہنمائے قوم جناب سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی امیر جماعت اہل حدیث کی فرمائش پر میں نے اس کو نہایت اہتمام کے ساتھ طبع کرایا اور اس سے قبل جو مضامین مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کرنے اور مالیخولیا وغیرہ کی تردید میں احمدی اصحاب نے تحریر کئے تھے۔ ان تمام کا جواب نہایت مدلل اور مہذب پیرایہ میں اس رسالہ کے اخیر پر لکھا۔ میرا دعویٰ ہے کہ کوئی احمدی خواہ وہ ڈاکٹر ہو یا حکیم، اگر مرزائیت کے تعصب کی پٹی کو آنکھوں سے ہٹا کر منصفانہ حیثیت سے اس مضمون کو دیکھے گا تو یقیناً اسی وقت اپنی زبان سے مرزا قادیانی کے ناقص الدماغ ہونے کا اقرار کر لے گا۔ اگر کسی مجبوری کے باعث اپنے منہ سے یہ الفاظ نہ کہے گا تو اس کے دل میں ایک دفعہ ضرور کھٹک جائے گا کہ واقعی مرزا قادیانی مالیخولیا کے مریض تھے۔ (حکیم محمد علی)

جن کتابوں سے امداد لی گئی

میں نے اس رسالہ کی تیاری میں جن کتابوں سے امداد لی ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ (۱) شرح اسباب۔ (۲) ترجمہ شرح اسباب۔ (۳) حدود الامراض۔ (۴) طب اکبر اردو۔ (۵) اکسیر اعظم فارسی۔ (۶) قانون شیخ۔ (۷) مخزن حکمت۔ (۸) بیاض نورالدین۔ (۹) مشکوۃ شریف۔ (۱۰) مسلم شریف۔ (۱۱) مسند احمد۔ (۱۲) اربعین۔ (۱۳) ازالہ اوہام۔ (۱۴) ست بچن۔ (۱۵) حقیقت الوحی۔ (۱۶) نزول مسیح۔ (۱۷) درثمین۔ (۱۸) البشریٰ۔ (۱۹) ریویو آف ریلیجنز۔ (۲۰) سیرۃ المہدی۔ (۲۱) اخبار بدر قادیان۔ (۲۲) رسالہ تشحیذ الاذہان۔ (۲۳) کتاب منظور الٰہی۔ (۲۴) اخبار الفضل۔ (۲۵) دافع البلاء۔ (۲۶) آئینہ

کمالات اسلام۔ (۲۷) کتاب البریہ۔ (۲۸) نجم الہدیٰ۔ (۲۹) انجام آتھم۔ (۳۰) حقیقت النبوت۔ (۳۱) ایک غلطی کا ازالہ۔ (۳۲) اشتہار انعامی پانسو۔ (۳۳) براہین احمدیہ۔ (۳۴) نسیم دعوت۔ (۳۵) اخبار الحکم۔ (۳۶) تبلیغ رسالت۔ (۳۷) اشتہار لنگر خانہ۔ (۳۸) راز حقیقت۔ (۳۹) مکتوبات احمدی۔ (۴۰) تحفہ گولڑیہ، کشتی نوح۔ (۴۱) حمامۃ البشریٰ۔ (۴۲) تریاق القلوب۔ (۴۳) نصرۃ الحق۔ (۴۴) اتمام الحجۃ۔ (۴۵) لیکچر سیالکوٹ۔ (۴۶) تذکرۃ الشہادتین۔ (۴۷) وید اور قرآن کا مقابلہ۔ (۴۸) توضیح المرام۔ (۴۹) پیام صلح۔ (۵۰) کرامات الصادقین۔ (۵۱) چشمہ معرفت۔ (۵۲) خطبہ الہامیہ۔ (۵۳) اشتہار معیار الاخیار۔ (۵۴) الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح۔

شکریہ

مولانا ثناء اللہ صاحب بابو حبیب اللہ کلرک۔ مولانا عبدالرحمٰن صاحب، مولانا نیک محمد صاحب کا میں بدل مشکور ہوں۔ جنہوں نے اس رسالہ کی تیاری میں میری امداد فرمائی۔

مرزا قادیانی کن کن امراض میں مبتلا تھے

مرزا قادیانی مالیخولیا مراق میں مبتلا ہونے کے علاوہ دائم المریض اور بہت سی روی اور خطرناک امراض میں مبتلا تھا۔ جن کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے۔

(۱) دردسر۔ (۲) دوران سر۔ (۳) کمی خواب۔ (۴) تشنج اعصاب۔ (۵) ضعف دماغ۔ (۶) ضعف حافظہ۔ (۷) ضعف اعصاب۔ (۸) تشنج قلب۔ (۹) سوء ہضم۔ (۱۰) اسہال۔ (۱۱) ذیابیطس۔ (۱۲) ہسٹریا۔ (۱۳) مالیخولیا مراقی۔ نسیان۔

اس وقت ہمیں آپ کی دیگر امراض سے کوئی بحث نہیں۔ ہمیں تو آپ کے دماغ میں مالیخولیا اور اس کی وجہ سے بعض عوارضات ثابت کرنا مقصود ہے۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کی دوسری امراض کو چھوڑتے ہوئے اپنی تمام تر تحقیق اسی مرض کی تشخیص میں صرف کرتے ہیں اور زبردست شہادتوں کی بناء پر ثابت کرتے ہیں کہ آپ روز روشن کی طرح مرض مالیخولیا میں مبتلا تھے۔

شہادت نمبر۱

خود مرزا قادیانی اپنے مجموعہ امراض ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ میں ایک دائم المریض آدمی ہوں۔ ”ہمیشہ سردرد، دوران سر، کمی خواب، تشنج، دل کی بیماری دورے کے ساتھ آتی ہے اور

دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصے بدن میں ہے۔ وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔“

(ضمیمہ اربعین نمبر۳ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰)

شہادت نمبر۲

خود مرزا قادیانی اپنے مراقی ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ ”دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی جو اس طرح وقوع میں آئی۔ آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوں گی۔ تو اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔“

(اخبار بدر قادیان ص۵، مورخہ ۷/جون ۱۹۰۶ء، مجموعہ اشتہارات ج۸ ص۴۴۵)

شہادت نمبر۳

مراق کے متعلق مرزا قادیانی کی اپنی شہادت ملاحظہ ہو۔ ”میرا تو حال یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ دو بیماریوں میں ہمیشہ سے مبتلا رہتا ہوں تاہم آج کل کی مصروفیات کا یہ حال ہے کہ رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا رہتا ہوں۔ حالانکہ زیادہ جاگنے سے مراق کی بیماری ترقی کرتی ہے اور دوران سر اور دورہ زیادہ ہو جاتا ہے۔ تاہم میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا اور اس کام کو کئے جاتا ہوں۔“ (کتاب منظور الٰہی ص۳۴۸)

شہادت نمبر۴

مراق اور ہسٹریا کے متعلق مرزا قادیانی کی بیوی اور بیٹے کی شہادت۔ مرزا بشیر احمد پسر دوم لکھتے ہیں کہ: ”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ ہی عرصہ بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرمانے لگے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کر دو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں

کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کچھ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کے مسجد میں چلی گئی تو آپ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب افاقہ ہے۔ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحب نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ تو دوروں کی ایسی سختی نہیں رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں۔ مگر پھر دوروں کے بعد چھوڑ دی۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۳)

شہادت نمبر ۵

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: "مجھے مراق کی بیماری ہے۔" (ریویو ص ۴۵، اپریل ۱۹۲۵ء)

شہادت نمبر ۶

مرزا قادیانی نے اپنی بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ: "مجھ کو مراق ہے۔" (ریویو، اگست ۱۹۲۶ء)

شہادت نمبر ۷

مراق کا مرض مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا۔ بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت، تفکرات، غم اور سوءِ ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا اور جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔ (ریویو ص ۱۰ ۱ر اگست ۱۹۲۶ء)

شہادت نمبر ۸

مرزا قادیانی کی تمام تکالیف مثلاً دوران سر، دردسر، کمی خواب، تشنج دل، بدہضمی، اسہال، کثرت پیشاب اور مراق وغیرہ کا صرف ایک ہی باعث تھا اور وہ عصبی کمزوری تھا۔ (ریویو ص ۲۶، مئی ۱۹۲۷ء)

شہادت نمبر ۹

مرض مراق مرزا قادیانی کو ورثہ میں نہیں ملا تھا۔ پس مرزا قادیانی کی زندگی کے حالات کے مطالعہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان میں مراق علامات کے دو بڑے سبب تھے۔ اوّل کثرت دماغی محنت، تفکرات قوم کا غم، دوسرے غذا کی بے قاعدگی کی وجہ سے سوء ہضم اور اسہال کی شکایت۔ (ریویو قادیان ص ۹، اگست ۱۹۲۶ء)

نوٹ: مرزا قادیانی کو مراق ہونے کی نو شہادتیں لکھی گئی ہیں۔ جن میں سے ۱، ۲، ۳ تو مرزا قادیانی کی اپنی شہادتیں ہیں۔ جن میں ذرہ بھر بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوسکتی۔ باقی شہادت نمبر ۴ مرزا قادیانی کی بیوی اور بیٹے کی شہادت ہے جو قریباً قریباً نمبر ۱، ۲، ۳ کے برابر ہے۔ باقی پانچ شہادتیں ایسے ثقہ راویوں کی ہیں۔ جن پر شک کرنا کفر کے مترادف ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا گیا کہ مرزا قادیانی علاوہ دیگر امراض کے مراق میں مبتلا تھے۔ اب ہم مراق کی حقیقت ازروئے طب تحریر کرتے ہوئے ثابت کریں گے کہ مراق مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ جس میں مریض کے خیالات فاسد اور فکر ناقص ہوجاتا ہے۔

مراق کی حقیقت ازروئے طب

۱...... ”نوع من المالیخولیا یسمی المراقی والعلة النافخة وذالك یکون من خلط سود اوی حار یجتمع فی المعدة ویحدث فیها ورماً بارداً اوفی الما اساریقه محدث فیها سدداً اوورماً اوفی الطحال اوفی المراق وترتقی منه بخارات الی الدماغ فی ای عضو کان اجتماعه (شرح اسباب ج ۱ ص ۷٤، مطبع نولکشور) “یعنی مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ جس کو مراق کہتے ہیں۔ یہ تیز سودا سے جو معدہ میں جمع ہوجاتا ہے پیدا ہوتا ہے اور اس میں ورم بارد پیدا کردیتا ہے۔ یا ماساریقا میں جمع ہوکر اس میں سدہ اور ورم پیدا کرتا ہے۔ یا تلی میں یا غشاء مراق میں جمع ہوکر ورم پیدا کرتا ہے۔ جس عضو میں یہ مادہ ہوتا ہے اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔

۲...... ”والاحساس بارتفاع بخارات شبیة بالدخان (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۷) “یعنی مالیخولیا مراقی کی یہ بھی علامت ہے کہ دھوویں جیسے سیاہ بخارات چڑھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ (جیسا کہ شہادت نمبر ۴ میں مذکور ہے)

۳...... ”قال سرافیون لان ابتدائه یکون من المراق وهو

بالتشدید الغشاء المستبطن للاخشاء من خارج وقال یوحنا لا نه ینفخ المراق وھذا اولیٰ (شرح اسباب ج ۱ ص ۷۴) ”سرافیون کی رائے ہے کہ چونکہ اس مرض کی ابتداء غشاء مراق سے ہوتی ہے۔ اس لئے اس کا نام مراق رکھا گیا ہے اور مراق ایک جھلی ہے جو بیرونی جانب سے احشاء بطن کو استر لگاتی ہے۔ لیکن یوحنا کی رائے ہے کہ اس مرض میں مراق میں نفخ ہو جاتا ہے۔ اس لئے اس کو مراقی کہتے ہیں اور یہ صحیح ہے۔

مالیخولیا کس کو کہتے ہیں

۱...... ”قال الشیخ انما یقال مالیخولیا لما کان حدوثه عن سوداء غیر محترقة تسمیة له باسم السبب لان معناه بالیونانیة الخط الاسود وقال یوحنا ابن سرافیون معناه الفزع فیکون قسمیة باسم عرضه وھو تغیر الظنون والفکر عن المجری الطبعی الیٰ الفساد والخوف لمزاج سوداوی توحش الروح ویفزعه ولا یوذی احداً بخلاف الجنون السبعی ونوع منه یقال له المراقی وھو ان یکون بشرکة المراق (حدود الامراض ص ۵۱، مطبوعه مجتبائی) ”شیخ الرئیس کہتے ہیں۔ چونکہ مالیخولیا کے معنی سیاہ خلط کے ہیں اور یہ مرض سوداء غیر محترقہ سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے مرض کا نام اس کے سبب کے نام پر رکھا گیا۔ لیکن یوحنا ابن سرافیون کہتے ہیں کہ مالیخولیا کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں جو اس کے عوارضات سے ہے۔ لہٰذا مرض کا نام اس کے عرض کے نام پر رکھا گیا اور اس کی ماہیت یہ ہے کہ اس میں ظن اور فکر مجریٰ طبعی سے خوف اور فساد کی طرف بدل جاتے ہیں۔ جس کی وجہ مادہ سوداء ہے جو روح کو متوحش اور ڈرپوک بنا دیتا ہے اور یہ مریض کسی کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں دیا کرتا۔ بخلاف جنون سبعی کے اور مالیخولیا کی ایک قسم ہے۔ جس کو مالیخولیا مراقی کہا جاتا ہے اور وہ مراق کی شرکت کے باعث ہوا کرتا ہے۔

اسباب مرض

اسباب واصلہ میں سے تو یہی ہے کہ خلط سوداوی حار معدہ ماساریقا اور مراق میں جمع ہو کر ورم بارد پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن اسباب سابقہ حسب ذیل ہیں۔ ضعف دماغ، رنج وغم، کثرت مجامعت، جلق، کثرت محنت دماغی، زیادہ جاگنا، نہایت مشکل مسائل کے حل کرنے میں رات دن سوچتے رہنا۔ بواسیر کے خون کا بند ہو جانا، کبھی معدہ جگر اور تلی کے افعال کے فتور سے بھی یہ مرض ہو جاتا ہے۔

نوٹ: جب مراق کے سبب سے ہوتب اسے مالیخولیا مراقی کہتے ہیں۔

(مخزن حکمت ص ۱۳۵۱ ج ۲ طبع پنجم)

اقسام مرض

مالیخولیا بحسب محل او سہ قسم است اوّل آنکہ بسبش مخصوص بنفس دماغ باشد واین را مالیخولیا دماغی گوئیند۔ دوم آنکہ سبب ادعام در جمیع بدن وعروق باشد غیر قلب ودماغ وازاں بخار بسوئے دماغ مرتفع گردد واین را مالیخولیا عمومی گوئیند۔ سوم آنکہ سبب آں در عضوئے خاص مشارک دماغ باشد۔ پس اگر سبب در آلات غذا بود مانند معدہ ومراق این قسم را مراقی گوئیند۔

(اکسیر اعظم ج ا ص ۱۸۶، مطبع نولکشور)

خلیفہ اوّل حکیم نوردین صاحب کی رائے

”مالیخولیا بحسب محل سبب تین قسم پر ہے۔ اوّل دماغی جس کا محل وقوع دماغ ہے۔ اطباء اس کو شرالاصناف کہتے ہیں۔ دوم قلب اور دماغ کے سوا جس کا محل تمام بدن ہو اور تمام بدن سے بخارات دماغ کی طرف چڑھیں یہ تمام اقسام مالیخولیا سے اسلم ہے۔ سوم امعاء میں رویہ فضلات سے یا معدہ کے سوداوی ورم سے یا باب الکبد کے ورم سے یا جگر اور امعاء دونوں سے یا عروق دقاق سے یا ماساریقا کے سوداوی بلاورم سدہ سے یا ماساریقا کے ورم سے بخارات نکل کر غشاء مراق تک پہنچیں اور مراق سے اٹھ کر بخارات دماغ کی طرف جائیں اور مالیخولیا پیدا کریں۔ اس کو مالیخولیا مراقی کہتے ہیں۔ چونکہ مالیخولیا جنون کا ایک شعبہ ہے اور مراق مالیخولیا کی ایک شان ہے اور مالیخولیا مراقی میں دماغ کو ایذا پہنچتی ہے۔ اس لئے مراق کو سر کے امراض میں لکھا گیا ہے۔“

(بیاض نورالدین جزء اوّل ص ۲۱۱، مطبع وزیر پریس ۷/ دسمبر ۱۹۲۸ء)

علامات مالیخولیا

ا...... علامات مالیخولیا میں تغیر فکر و گمان علی العموم عادت اور ان وضعوں اور شکلوں کے موافق ہوا کرتا ہے۔ جو مریض کے خیال میں بحالت صحت جمی ہوتی ہیں۔ مثلاً ایک کمہار اپنے آپ کو یہ خیال کرتا تھا کہ میں مٹی کا برتن ہوگیا ہوں اور وہ اس خوف سے کہ کہیں ٹوٹ نہ جاؤں۔ آدمیوں اور دیواروں کے قریب بھی نہ جاتا تھا۔ دوسرے شخص کو جو مرغے خریدتا اور انہیں پال کر موٹا کرتا پھر انہیں بیچا کرتا تھا۔ یہ خیال ہوگیا تھا کہ میں مرغ ہوگیا ہوں۔ چنانچہ وہ بلندیوں پر چڑھتا اور پہلو پر اپنے بازو مرغوں کی مانند مارتا اور بانگ دیتا تھا۔ دوسرے مریض کو جو سپیروں (سانپ والوں) کے حلقہ میں اکثر جایا کرتا یہ خیال ہوگیا تھا کہ ایک سانپ ہمارے پیٹ میں گھس

گیا ہے۔ اور کہا کرتا تھا کہ سانپ نے ہمارے جگر کو کھا لیا ہے۔

(اردو ترجمہ شرح اسباب ج ۱ ص ۱۳۶، مطبع سوم ترجمہ کبیر الدین)

۲...... مثلاً اگر مریض لشکری باشد دعویٰ بادشاہی کند، سخن مملکت و تدبیر جنگ و قلعہ کشائی، و مانند آن گوئید و اگر کسی دشمنے داشتہ باشد وہم کند کہ قومے قصد گرفتن و کشتن او کردہ اندو اوراز ہر خواہند دو اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری و معجزات و کرامات کند۔ و سخن از خدائی گوئید و خلق را دعوت کند۔ (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۸)

۳...... ”وقد يبلغ الفساد فی بعضهم الیٰ حديظن انه يعلم الغيب وكثيراً ما يخبره بما سيكون قبل كونه (شرح اسباب ج ١ ص٦٩) “یعنی بعض مریضوں میں یہ فساد گاہے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔

۴...... ”وقد يبلغ الفساد فی بعضهم الیٰ حديظن انه صار ملكاً وقد يبلغ فی بعضهم الیٰ اعلیٰ من ذالك فيظن انه الحق وهو تعالیٰ عن ذالك (شرح اسباب ج ١ ص ٧٠) “یعنی بعض مریضان مالیخولیا میں یہ فساد اس حد تک ترقی کر جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو فرشتہ سمجھنے لگ جاتے ہیں اور بعضوں میں اس سے بھی زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سمجھنے لگ جاتے ہیں۔” والتخيلات الروية لفساد الدماغ وتغيره عن المجری الطبعی “یعنی دماغ کے فساد اور تغیر کے باعث تخیلات رویہ ہوا کرتے ہیں۔

(شرح اسباب ج ۱ ص ۶۹)

۵...... مریض تنہائی کو پسند کرتا ہے۔” وحب الوحدة (شرح اسباب ج ١ ص ٧٠)“

۶...... بعض عالم اس مرض میں مبتلا ہو کر دعویٰ پیغمبری کرنے لگتے ہیں اور اپنے بعض اتفاقی واقعات کو معجزات قرار دینے لگتے ہیں۔ (مخزن حکمت طبع پنجم ج ۲ ص ۱۳۵۲)

خلیفہ اوّل حکیم نور الدین کی تحقیقات

۷...... مالیخولیا کا کوئی مریض خیال کرتا ہے کہ میں بادشاہ ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں۔ کوئی موت سے ڈرتا ہے۔ کوئی اس وہم میں مبتلا ہوتا ہے کہ مجھ کو کوئی زہر نہ دے دے۔ (بیاض نور الدین حصہ اوّل ص ۲۱۲)

نوٹ: بعض مریضان مالیخولیا کے متعلق تشخیص مرض کا فیصلہ بجز طبیب حاذق کے دشوار ہوا کرتا ہے۔ چنانچہ حکیم نورالدین صاحب لکھتے ہیں۔

۸...... اگرچہ ابتداء میں مالیخولیا کی تشخیص دشوار ہے۔ مگر اس کے طول طویل سلسلہ کلام اور بیان مرض کو لمبا کرنے سے طبیب حاذق سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہے۔

(بیاض نورالدین حصہ اوّل ص ۲۱۲)

۹...... مریض کو اپنے خیالات اور جذبات پر قابو نہیں رہتا اور تخیل بڑھ جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض دفعہ مجنون لوگوں کی بات پیش گوئی کی طرح پوری بھی ہو جاتی ہے۔

(ریویو اگست ۱۹۲۶ء ص ۵)

۱۰...... وردیت دخان وتاریکی درخواب واستعجال درامور کہ لائق استعجال نباشد۔ وصبر درامور مشروع وطیش وحقد بطی ومکث درامور سہل کہ دران مکث نشاید وصداع ونسیان وفواق احیاناً ودفع ریح کینہ دیرپا متواتر وخفقان معدی وقلبی وگاہے عظیم طحال۔ ظاہر شدن از عوارض مرض مبارک مراق است۔ لیکن وجود اینہمہ در یک شخص ضرور نیست۔ (اکسیر اعظم ج ۱ ص ۱۸۹)

۱۱...... اگر مالیخولیا کی پیدائش صفرا کے جلنے سے ہو تو مالیخولیا کے ساتھ جنون بھی ہوتا ہے۔ نیز اس قسم میں مریض کو حیرت بے عقلی ہذیان، چیخنا، چلانا اور بے قراری ہوتی ہے۔ مریض کو بیداری قلت سکون اور کثرت غصہ ہوتا ہے۔ (ترجمہ شرح اسباب ج ۱ ص ۱۴۲)

۱۲...... مالیخولیا صفراوی جو کہ احتراق صفراء سے ہو اس کا مرض ہمیشہ غضبناک۔ بدحواس، حیران و پریشان، بدخلق وبکواسی ہوتا ہے اور زیادہ بیدار رہا کرتا ہے۔

(مخزن حکمت طبع پنجم ج ۲ ص ۱۳۵۲)

۱۳...... چونکہ دماغی قویٰ میں فتور ہوتا ہے۔ اس لئے اس کی اکثر باتیں ایک دوسرے کے مخالف ہوتی ہیں۔

۱۴...... اقوال وافعال میں بھی خرابی ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ دماغ کے بطن اوسط میں علت ہے۔ (بیاض نورالدین ص ۲۱۲)

۱۵...... طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (ریویو ص ۲۲، مئی ۱۹۲۷ء)

۱۶...... مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔ (ریویو ص ۲۳ حاشیہ، مئی ۱۹۲۷ء)

۱۷...... اکثر بے خوابی کی شکایت کرتا ہے۔ (بیاض نورالدین جزاوّل ص۲۱۳)

۱۸...... ہضم اچھا نہیں ہوتا۔

۱۹...... تپ کا گمان رہتا ہے۔

۲۰...... کبھی ہاتھ پاؤں جلتے ہیں۔ کبھی ٹھنڈے رہتے ہیں۔

۲۱...... مریض اپنے مرض کے بیان میں بس نہیں کرتا۔

۲۲...... ہروقت سوچ میں رہتا ہے۔

۲۳...... کمر سے لے کر شانوں تک درد محسوس کرتا ہے۔

۲۴...... کانوں میں آوازیں آتی ہیں۔

۲۵...... جس بیماری کا بیان کیا جائے مریض کہتا ہے یہ مرض مجھ کو ہے۔

۲۶...... کبھی قبض کبھی دست آتے ہیں۔ (بیاض نورالدین جزاوّل ص۲۱۳)

تطبیق علامات مالیخولیا بعلامات مرزا قادیانی

علامات مالیخولیا	علامات مرزا قادیانی
۱...... مالیخولیا کے معنی ڈر اور خوف کے ہیں۔ جو اس کے عوارضات سے ہے۔ لہٰذا مرض کا نام اس کے عرض کے نام پر رکھا گیا اور اس کی ماہیت یہ ہے کہ اس میں ظن اور فکر مجری طبعی سے خوف اور فساد کی طرف بدل جاتے ہیں۔ (مالیخولیا کس کو کہتے ہیں۔ علامت نمبر۱)	۱...... مرزا قادیانی گورنمنٹ کے خوف سے باوجود مدعی نبوت ہونے کے اعلان کرتے ہیں کہ ہر ایک ایسی پیش گوئی سے اجتناب ہوگا۔ جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو۔ (اربعین نمبر۱ ص۱ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۳۴۳)
۲...... رویت دخان وتاریکی درخواب۔ (علامت نمبر۱۰)	۲...... میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ (شہادت نمبر۴)
۳...... مریض تنہائی کو پسند کرتا ہے۔ (علامت نمبر۵)	۳...... رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھا اس کام کو کرتا ہوں۔ (شہادت نمبر۳)
۴...... ہضم اچھا نہیں ہوتا۔ (علامت نمبر۱۸)	۴...... اس کا باعث سخت محنت تفکرات غم اور سوء ہضم تھا۔ (شہادت نمبر۷)
۵...... کبھی ہاتھ پاؤں جلتے کبھی ٹھنڈے رہتے ہیں۔ (علامت نمبر۲۰)	۵...... والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے تھے۔ (شہادت نمبر۴)
۶...... مریض ہروقت سوچتا رہتا ہے۔ (علامت نمبر۲۲)	۶...... تفکرات قوم کا غم اور اس کی اصلاح کی فکر۔ (شہادت نمبر۹)

...

۷......کبھی قبض کبھی دست آتے ہیں۔ (علامت نمبر۲۶)	۷......سوء ہضم اور اسہال کی شکایت تھی۔ (شہادت نمبر۹)
۸......اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری ومعجزات وکرامات کند۔ (نمبر۲)	۸......ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷) ب...... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص۴۰۶) ج......سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱) د......مسیح موعود جس کے آنے کا قرآن کریم میں وعدہ دیا گیا ہے۔ یہ عاجز ہی ہے۔ (ازالہ اوہام طبع اوّل ص۶۸۲، خزائن ج ۳ ص۴۶۸)
۹......گاہے اپنے آپ کو فرشتہ سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (علامت نمبر۴)	۹......دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل لکھا ہے۔ (اربعین نمبر۳ ص ۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)
۱۰......بعضوں میں فساد دماغ اس سے بھی ترقی کر جاتا ہے۔ (علامت نمبر۴)	۱۰......”انت منی وانا منك “تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷) ب......”انت منی بمنزلة اولادی “ اے مرزا تو میرے بیٹے کی طرح ہے۔ (اربعین نمبر۴ ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲) ج......”اسمع ولدی “میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ جلد اوّل ص۴۹)
۱۱......بعض اوقات وہ اپنے آپ کو خدا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ (علامت نمبر۴)	۱۱......”رایتنی فی المنام عین الله فتیقنت اننی هو فخلقت السموات والارض “میں نے خواب[1] میں دیکھا کہ میں ہو بہو خدا ہوں۔ پھر مجھے یقین ہو گیا کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین پیدا کئے۔ ب......میں نے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔ تا اسی حال میں یوں کہہ رہا تھا کہ ہم ایک نیا نظام اور نیا آسمان اور نئی زمین چاہتے ہیں۔ سو میں نے پہلے تو آسمان اور زمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ پھر میں نے آسمان دنیا کو پیدا کیا اور کہا ”ان زینا السماء الدنیا بمصابیح “پھر میں نے کہا کہ

[1] لفظ خواب سے یہ الہام کمزور نہیں ہوتا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ نبی کی خواب تو ایک قسم کی وحی ہوتی ہے۔ (ازالہ اوہام ص۲۱۱، خزائن ج۳ ص۲۰۴)

	اب ہم انسان کو مٹی کے خلاصہ سے پیدا کریں گے۔ (کتاب البریہ ص۷۸،۷۹، خزائن ج۱۳ص۱۰۳)
۱۲......بسا اوقات آئندہ ہونے والے واقعات کی خبر پہلے سے ہی دے دیتا ہے۔ (علامت نمبر۳)	۱۲......آپ کی بعض پیش گوئیاں جو اتفاقاً درست نکلیں۔ وہ اسی بات کی علامت تھیں۔
۱۳......مریض ہمیشہ غضبناک، بدحواس، حیران وپریشان، بدخلق وبکواسی ہوتا ہے۔ (علامت نمبر۹)	۱۳......مرزا قادیانی کی بدخلقی اور اشتعال جذبات ملاحظہ ہو۔ پہلے آپ نے تمام مسلمانوں کو حرام زادہ کہا۔ ”یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریۃ البغایا“ یعنی حرامزادہ اور ولدالزنا کے سوا ہر مسلمان مجھے قبول کرے گا اور میری دعوت کی تصدیق کرے گا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، مطبوعہ وزیر ہند پریس جولائی ۱۹۲۴ء، خزائن ج۵ ص۵۴۷) (علمائے کرام کو گالیاں) الف......”اے بدذات فرقہ مولویان تم کب تک حق کو چھپاؤ گے۔ کب وہ وقت آئے گا کہ تم یہودیانہ خصلت کو چھوڑو گے۔ اے ظالم مولویو! تم پر افسوس ہے کہ تم نے جس بے ایمانی کا پیالہ پیا۔ وہی عوام کالانعام کو بھی پلایا۔“ (انجام آتھم ص۲۱، خزائن ج۱۱ ص۲۱) ب......”نالائق نذیر حسین اور اس کا ناسعادت مند شاگرد محمد حسین۔“ (انجام آتھم ص۴۵، خزائن ج۱۱ص۴۵) ان العدیٰ صار واخنازیر الفلا نسائھم من دونھن الا کلب ج......میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔ (نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳) (حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں) الف......”ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راستبازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۸۹) ب......”تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ص۲۹۱)

	ج...... ”آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹) (حضرت امام حسینؓ کی شان میں گستاخی) د...... ”کربلائیست سیر ہر آنم صد حسین است درگریبانم۔“ (نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷) (حضرت فاطمہ الزہرؓا کی شان میں گستاخی) ر...... ”حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۸ص۲۱۳)
۱۴......جن کاموں میں جلدی کی ضرورت نہ ہو۔ مریض ان میں جلدی کرتا ہے۔ (علامت نمبر۱۰)	۱۴......مرزا قادیانی ماہ رمضان المبارک ۱۳۲۳ھ میں امرتسر آئے اور گھنیالال کے منڈوہ میں لیکچر دیتے ہوئے لوگوں کے سامنے چائے پی اور اپنی جلد بازی کا ثبوت دیا۔ اگر ذرا صبر کرتے اور جلسہ سے فارغ ہوکر کہیں الگ بیٹھ کر چائے پیتے تو عوام الناس کا ہدف ملامت نہ بنتے۔ مگر چونکہ اپنی بیماری سے مجبور تھے۔ اس لئے ایسا ہوا۔
۱۵......مریض امور شرعیہ میں جو اس پر فرض یا واجب ہوں دیر کرتا ہے۔ (نمبر۱۰)	۱۵......حج بیت اللہ مرزا قادیانی پر فرض تھا۔ لیکن اخیر عمر تک نصیب نہیں ہوا۔ حالانکہ مسیح موعود کے متعلق صحیح مسلم کتاب الحج اور مسند احمد میں حدیث ہے کہ وہ حج کرے گا۔ ب......ایک دفعہ مرزا قادیانی سے کسی نے پوچھا کہ آپ حج کب کریں گے۔ آپ نے یہ جواب دیا کہ ابھی تو ہم سوروں کو مار رہے ہیں۔ ان سے فارغ ہوں گے تو حج کریں گے۔ (اخبار الفاروق ص۶، یکم ستمبر۱۹۰۲ء)
۱۶......مریض خلقت خدا کو مذہبی تبلیغ کرتا ہے اور اپنا ماننا ضروری بتاتا ہے۔ (علامت نمبر۲)	۱۶......خداتعالیٰ نے میرے پر ایمان لانے کے واسطے تاکید کی ہے۔ میرا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم ص۶۲، خزائن ج۱۱ ص۶۲) ب......جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا اور وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔ (میعار الاخیار ص۸)
۱۷......اپنی سب باتوں کو خدا کی طرف سے جانتا ہے۔ (علامت نمبر۴)	۱۷...... ”وما ینطق عن الھوی“ (اشتہار انعامی پانچ سو ص۲۴) ”انما امرک اذا اردت شیأً ان تقول لہ کن فیکون“ ”یعنی تیری یہ بات ہے کہ جب تو ایک بات کو کہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے اور یہ خدا کا کلام ہے

	جو میرے پر نازل ہوا۔ یہ میری طرف سے نہیں۔ (براہین احمدیہ حصہ ۵ ص۹۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۴) ب......''وما رمیت اذرمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ '' (البشریٰ ج ۲ ص ۹۷)
۱۸......مریض کو نسیان ہوتا ہے۔ (علامت نمبر ۱۰)	۱۸......مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ مجھے صبح کو ایک الہام ہوا تھا۔ میرا ارادہ ہوا کہ لکھ لوں۔ پھر حافظہ پر بھروسہ کر کے نہ لکھا۔ آخر وہ ایسا بھولا کہ ہر چند یاد کیا۔ مطلق یاد نہ آیا۔ (اخبار بدر ص۵، مورخہ ۶/مارچ ۱۹۰۳ء) ب......آج صبح جب میں نماز کے بعد ذرا لیٹ گیا تو الہام ہوا۔ مگر افسوس کہ ایک حصہ اس کا یاد نہیں رہا۔ (آگے آپ لکھتے ہیں) اس نسیان میں بھی کچھ منشاء الٰہی ہوتا ہے۔ (واہ! سبحان اللہ! نسیان اور منشاء الٰہی) (البشریٰ ج۲ ص۸۰) ج......حافظہ اچھا نہیں یاد نہیں رہا۔ (نسیم دعوت ص۴۷ حاشیہ، خزائن ج۱۹ ص۴۳۹، ریویو ص۱۵۳ حاشیہ، اپریل ۱۹۰۳ء)
۱۹......مریض میں خودی اور تعلی کے خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔ (علامت نمبر ۷)	۱۹......آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔ (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج ۲۲ ص۹۲) ب......''لولاك لما خلقت الافلاك '' اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج ۲۲ ص۱۰۲) ج......قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۲) میں رسول ہوں، میں خدا ہوں، میں خدا کا بیٹا ہوں، کن فیکون میری شان میں ہے۔ یہ تمام باتیں تعلی کی علامت ہیں۔ د......ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو۔ اس سے بہتر غلام احمد ہے۔ (دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰) ر......حضور ﷺ پر ابن مریم اور دجال اور یاجوج ماجوج اور دابۃ الارض کی حقیقت کاملہ منکشف نہ ہوئی اور مجھ پر کھلے طور پر منکشف کر دی گئی۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص۶۹۱، خزائن ج۳ ص۴۷۳)
۲۰......طرح طرح کے ایسے خیالات ان کے دل میں آتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ (علامت نمبر ۱۵)	۲۰......''ربنا عاج '' ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی اب تک معلوم نہیں ہوئے۔ (براہین احمدیہ ص۵۵۵، ۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۳، البشریٰ ج۱ ص۴۳)

ب......شخصے پائے من بوسید من گفتم کہ سنگ اسود منم۔ (البشریٰ ج۱ ص۴۸) ج......خاکسار پیپرمنٹ۔ (البشریٰ ج۲ ص۹۴) د......لنگر اٹھا دو۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰) ر......پیٹ پھٹ گیا۔ معلوم نہیں کہ یہ کس کے متعلق ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۹) س......ایسوسی ایشن۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲) ش......دو شہتیر ٹوٹ گئے۔ (البشریٰ ج۲ ص۹۷) ص......اے ازلی ابدی خدا بیڑیوں کو پکڑ کے آ۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۹) ض......افسوس صد افسوس۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۱) ط......بالفعل نہیں۔ (البشریٰ ج۱ ص۱۱) ظ......وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ اس کے معنی سمجھ میں نہیں آئے۔ (البشریٰ ج۲ ص۵) ع......دشمن کا بھی خوب وار نکلا۔ جس پر بھی وہ وار پار نکلا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۵) غ......’’لا یموت احد من رجالکم‘‘ تمہارے مردوں سے کوئی نہیں مرے گا۔ اس کے حقیقی معنی کہ تمہارے رجال میں سے کوئی نہیں مرے گا تو ہو نہیں سکتے۔ کیونکہ موت تو انبیاء تک کوئی آتی ہے اور نہ قیامت تک کسی نے زندہ رہنا ہے۔ مگر اس کے مفہوم کا پتہ نہیں ہے۔ شاید کوئی اور معنی ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۸۷) ف......زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔ (البشریٰ ج۲ ص۹) ق......آسمان سے دودھ اترا ہے۔ محفوظ رکھو۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۲) ک......عالم کباب۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۶) گ......کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۱) ل......واللہ واللہ سدھا ہو یا اولاً۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۳۸) م......غلام احمد کی جے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲) ن......پوری ہوگئی۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۳۰) و......تمہارے نام کی۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۵۹) ہ......راز کھل گیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۹) ء......’’کل واحد منہم ثلج‘‘ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۷) ی......تمہاری قسمت ایتوار۔ (البشریٰ ج۲ ص۹۲)

۲۱......مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے۔ جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔ (علامت نمبر۱۶)	۲۱......آسمان ایک مٹھی بھر رہ گیا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۳۹) الف......''انا انزلناہ قریباً من القادیان'' (البشریٰ ج۱ ص۵۶) ب......خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ (البشریٰ ج۱ ص۵۶) ج......خدا وہ خدا جس نے اپنے رسول کو یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب واخلاق کے ساتھ بھیجا۔ (البشریٰ ج۱ ص۶۳) نوٹ: مسلمانوں کو اور علماء دین کو گالیاں اور حضرت مسیح کو یا وہ گوئی تہذیب اور اخلاق کا ہی نمونہ ہے۔ (مؤلف) د......رسول اللہ پناہ گزیں ہوئے قلعہ ہند میں۔ (البشریٰ ج۲ ص۸۲) ر......ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵) س......آسمان ٹوٹ پڑا سارا کچھ معلوم نہیں کہ کیا ہونے والا ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۴) ش......ایک ہفتہ تک ایک بھی باقی نہیں رہے گا۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۲۴) ص......اب تو میں یقین کرتا ہوں کہ نذیر حسین ہماری جماعت میں داخل ہوا۔ کئی مرتبہ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی زندگی میں تو قائل نہیں ہوا۔ مگر جب فوت ہوگیا تو ہماری جماعت میں داخل ہوگیا۔ (اخبار بدر ص۷، مورخہ ۳۱؍اکتوبر ۱۹۰۲ء)

۲۲...... نسیان اور دماغی قویٰ میں فتور ہونے کی وجہ سے اس کی اکثر باتیں ایک دوسرے کے مخالف اور متضاد ہوتی ہیں۔ (علامت نمبر۱۳، ۱۰)

طاعون کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا ایک رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۱......''قادیان طاعون سے اس لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان میں تھا۔ (آگے چل کر فرماتے ہیں) قادیان کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور رہا۔ مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آج تک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان میں آیا وہ بھی اچھا ہوگیا۔'' (دافع البلاء ص۵، خزائن ج۱۸ ص۲۲۵) ب......''اگر چہ طاعون تمام بلاد پر اپنا پر	۱......ایک دفعہ کسی قدر شدت سے طاعون قادیان میں ہوئی۔ (حقیقت الوحی ص۲۳۲، خزائن ج۲۲ ص۲۴۴)

ہیبت اثر ڈالے گی۔ مگر قادیان یقیناً یقیناً اس کی دستبرد سے محفوظ رہے گا۔'' (اخبار الحکم مورخہ ۱۰/اپریل ۱۹۰۲ء)	
ج......''انی احافظ کل من فی الدار من ھذہ المرض الذی ھو ساری ''یعنی میں تمام گھر والوں کو اس بیمارے سے بچاؤں گا۔ ایسی بیماری جو متعدی ہے۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۱۴۰)	ج......طاعون کے دنوں میں جب کہ قادیان میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا۔ (حقیقت الوحی ص ۸۴، حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)
د......چونکہ یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں۔ اس لئے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کہ جو طاعون زدہ علاقہ میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور دوسروں کو بھی روکیں اور اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ (اشتہار لنگر خانہ کا انتظام حاشیہ، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۶۷)	د......مجھے معلوم ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلاتوقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خداتعالیٰ سے لڑائی لڑنے والے ٹھہریں گے۔ (ریویو ج ۶ ص ۳۶۵)

حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا ایک رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۲......ایک طرف حضرت مسیح اور اس کی دادیوں اور نانیوں کو صرف اس وجہ سے گالیاں دی جاتی ہیں کہ عیسائیوں نے آنحضرتﷺ کو گالیاں دی ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''ہمیں پادریوں کے یسوع اور اس کے چال چلن سے کچھ غرض نہ تھی۔ انہوں نے ناحق ہمارے نبی صلعم کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۲)	۲......بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرتﷺ کی شان میں کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۰۲، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۴۴) نوٹ: یسوع مسیح اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرزقادیانی کے نزدیک عیسیٰ ابن مریم کے نام ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ ''مسیح ابن مریم جس کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص ۳، خزائن ج ۳ ص ۵۲) حضرت عیسیٰ جو یسوع اور جیزس یا یوز آسف کے نام سے بھی مشہور ہیں۔ (راز حقیقت ص ۱۹، خزائن ج ۱۴ ص ۱۷۱)
۳......ہم ایسے ناپاک خیال اور متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ نبی قرار دیں۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)	۳......مسیح ایک کامل اور عظیم الشان نبی تھا۔ (البشریٰ ج ۱ ص ۲۴) ب......حضرت مسیح خدا کے متواضع اور حلیم اور عاجز اور بےنفس بندے تھے۔ (براہین احمدیہ ص ۱۰۴ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۹۴)

۴......مرزا قادیانی حضرت مسیح کے معجزے کے بارے میں کہتے ہیں۔ ''ان پرندوں کا پرواز کرنا قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔'' (ازالہ اوہام حصہ اوّل ص ۳۰۷ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۶)	۴......حضرت مسیح کی چڑیاں باوجودیکہ معجزہ کے طور پر ان کا پرواز قرآن کریم سے ثابت ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۶۸، خزائن ج ۵ ص ۶۸)
۵......عیسائیوں نے بہت سے آپ کے (یسوع) کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۰)	۵......اور سچ صرف اس قدر ہے کہ یسوع مسیح نے بھی بعض معجزات دکھلائے۔ جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔ (ریویو ص ۳۴۲، ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء)
۶......حضرت مسیح کی حقیقت نبوت یہ ہے کہ وہ براہ راست بغیر اتباع آنحضرت ﷺ کے ان کو حاصل ہے۔ (اخبار بدر ص ۶۸، مورخہ ۱۸ر رمضان ۱۳۲۰ھ)	۶......حضرت مسیح کو جو کچھ بزرگی ملی وہ بوجہ تابع داری حضرت محمد مصطفی ﷺ کے ملی۔ (مکتوبات احمدیہ ج ۳ ص ۱۲)
۷......خدا نے مسیح کو بن باپ پیدا کیا تھا۔ (البشریٰ ج ۲ ص ۶۸)	۷......حضرت مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ ۲۲ برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) ب......یسوع مسیح کے چار بھائی اور دو بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیقی بھائی اور حقیقی بہنیں تھیں۔ آگے فرماتے ہیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔ (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)
۷......یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادت کے بارے میں زبان بند کر دی اور ان کو تعلیم دی کہ تم یہی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا۔ (ریویو ص ۱۵۹، اپریل ۱۹۰۲ء)	۷......خدا تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)
۸......میرا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۹۵، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)	۸......اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۵، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)
۹......وہ ابن مریم جو آنے والا ہے۔ کوئی نبی نہیں ہوگا۔ (ازالہ اوہام ص ۲۹۲، خزائن ج ۳ ص ۲۴۹)	۹......جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ چلتا ہے۔ اس کا انہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا۔ (حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)
۱۰......یہ ظاہر ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم اس امت کے شمار میں آ گئے ہیں۔ (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۶۲۳، خزائن ج ۳ ص ۴۳۶)	۱۰......حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو امتی قرار دینا ایک کفر ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۹۲، خزائن ج ۲۱ ص ۳۶۴)

۱۱...... ہاں بعض احادیث میں عیسیٰ بن مریم کے نزول کا لفظ پایا جاتا ہے۔ لیکن کسی حدیث میں یہ نہیں پاؤ گے کہ اس کا نزول آسمان سے ہوگا۔ (حمامۃ البشریٰ مترجم ص۷۷، خزائن ج۷ ص۲۰۲)	۱۱...... مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔ (تشحیذ الاذہان ماہ جون ۱۹۰۶ء)
۱۲...... بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔ دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲)	۱۲...... حضرت عیسیٰ فوت ہوچکے ہیں اور ان کا زندہ آسمان پر معہ جسم عنصری جانا اور اب تک زندہ ہونا اور پھر کسی وقت معہ جسم عنصری زمین پر آنا یہ سب ان پر تہمتیں ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۳۰، خزائن ج۲۱ ص۴۰۶)
۱۳...... آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔ (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) ب...... یسوع بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔ (ست بچن ص۱۷۱ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۲۹۵)	۱۳...... ہم تو قرآن شریف کے فرمودہ کے مطابق حضرت عیسیٰ کو سچا نبی مانتے ہیں۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۱، خزائن ج۲۱ ص۲۶۴)
۱۴...... حضرت مسیح تو انجیل کو ناقص کی ناقص چھوڑ کر آسمان پر جا بیٹھے۔ (براہین احمدیہ ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱)	۱۴...... حضرت عیسیٰ پر یہ ایک تہمت ہے کہ گویا وہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے۔ (نصرۃ الحق براہین احمدیہ ص۴۵، خزائن ج۲۱ ص۵۸)
۱۵...... مسیح بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا تھا۔ وجہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی اس کا باپ نہ تھا۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۳۶، خزائن ج۲۱ ص۳۰۳)	۱۵...... بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء کا نام جو عیسیٰ ہے۔ (خاتمہ نصرۃ الحق ضمیمہ براہین احمدیہ ص ب، خزائن ج۲۱ ص۴۱۲)
۱۶...... میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہوسکتا۔ (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲)	۱۶...... دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ (حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵)
۱۷...... حضرت مریم کی قبر زمین شام میں کسی کو معلوم نہیں ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۱ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۴)	۱۷...... حضرت مریم صدیقہ کی قبر بیت المقدس کے بڑے گرجے میں ہے۔ (اتمام الحجہ ص۱۹، ۲۰، ۲۱ حاشیہ، خزائن ج۸ ص۲۹۷)
۱۸...... افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہی اولاد ہو۔ (مسیح ہندوستان میں ص۷۰، خزائن ج۱۵ ص۷۰)	۱۸...... ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی۔ (تریاق القلوب ص۹۹ حاشیہ، خزائن ج۱۵ ص۳۶۳)
۱۹...... (مسیح) قریباً دو گھنٹے تک صلیب پر رہے۔ (مسیح ہندوستان میں ص۲۲، خزائن ج۱۵ ص۲۲، تحفہ گولڑویہ ص۳۳۴)	۱۹...... چند ہی منٹ گذرے تھے کہ مسیح کو صلیب سے اتار لیا گیا۔ (ازالہ اوہام ص۳۸۱، خزائن ج۳ ص۲۹۶)

۲۰......مسیح علیہ السلام کے چال چلن کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں: ''ایک کھاؤ پیو، شرابی نہ زاہد نہ عابد، نہ حق کا پرستار، خود بین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔'' (مکتوبات احمدیہ ج۳ ص۲۳، ۲۴)	۲۰......انہوں نے (مسیح نے) اپنی نسبت کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا جس سے وہ خدائی کے مدعی ثابت ہوں۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۴۳، خزائن ج۲۰ ص۲۳۶)

حضرت امام مہدی کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا ایک رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۲۱......''اور وہ آخری مہدی جو تنزل اسلام کے وقت اور گمراہی کے پھیلنے کے زمانہ میں براہ راست خدا سے ہدایت پانے والا اور اس آسمانی مائدہ کو نئے سرے سے انسانوں کے آگے پیش کرنے والا تقدیر الٰہی میں مقرر کیا گیا تھا۔ جس کی بشارت آج سے تیرہ سو برس پہلے رسول کریم ﷺ نے دی تھی۔ وہ میں ہی ہوں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص۲، خزائن ج۲۰ ص۴) ب......میں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہل بیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ میں اس میں سے ہوں۔ (ایک غلطی کا ازالہ ص۹، خزائن ج۱۸ ص۲۱۳)	۲۱......''میرا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ میں وہ مہدی ہوں جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عترتی وغیرہ ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۵، خزائن ج۲۱ ص۳۵۶)

دعویٰ نبوت کے متعلق متضاد باتیں

تصویر کا ایک رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۲۲......''وما کان لی ان ادعی النبوت واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعا کروں۔ (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)	۲۲......ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔ (اخبار بدر مورخہ ۵؍مارچ ۱۹۰۸ء) ب......نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

۲۳......اور خدا کی پناہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی اور سردار دو جہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کو خاتم النبیین بنادیا میں نبوت کا مدعی بنتا۔ (حمامۃ البشریٰ ص۸۳، خزائن ج۷ ص۳۰۲)	۲۳......سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔ (دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)
۲۴......میں نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی۔ (حمامۃ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۶)	۲۴......''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ان اللہ قد من علینا'' وہ اللہ جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے ساتھ بھیجا اور دین حق کے ساتھ تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب ثابت کردے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۱۰)
۲۵......ان پر واضح ہو کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور کلمہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ (تبلیغ رسالت ج۶ ص۲،۳، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)	۲۵......''قل یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً ای مرسل من اللہ'' کہہ اے تمام لوگو میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہوکر آیا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۵۶)

متفرق متضاد باتیں

تصویر کا ایک رخ	تصویر کا دوسرا رخ
۲۶......وید گمراہی سے بھرا ہوا ہے۔ (البشریٰ ج۱ ص۵۰)	۲۶......ہم وید کو بھی خدا کی طرف سے مانتے ہیں۔ (پیغام صلح ص۲۳، خزائن ج۲۳ ص۴۵۳)
۲۷......اور خدا ہر ایک نقصان سے پاک ہے۔ جس پر کبھی موت اور فنا طاری نہیں ہوتی بلکہ اونگھ اور نیند سے بھی جو فی الجملہ موت سے مشابہ ہے۔ پاک ہے۔ (وید اور قرآن کا مقابلہ ص۲۷)	۲۷......مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے خدا فرماتا ہے۔ ''اسحر وانام'' یعنی میں جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۹)
۲۸......میں اپنے رسول کے ساتھ ہوں۔ قبول کروں گا۔ خطاء کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ (البشریٰ ج۲ ص۷۹)	۲۸......خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۸۱)
۲۹......پھر دجال ایک اور قوم کی طرف جائے گا اور اپنی الوہیت کی طرف ان کو دعوت دے گا۔ (ازالہ اوہام ج۱ ص۲۱۸، خزائن ج۳ ص۲۰۸)	۲۹......دجال خدا نہیں کہلائے گا۔ بلکہ خدا تعالیٰ کا قائل ہوگا۔ بلکہ بعض انبیاء کا بھی۔ (ازالہ اوہام ص۳۰۷، خزائن ج۳ ص۴۹۳)

۳۰......حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے۔ (الحکم ص۵، مورخہ ۲۴؍نومبر ۱۹۰۲ء)	۳۰......بنی اسرائیل میں اگرچہ بہت نبی آئے۔ مگران کی نبوت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا نتیجہ نہ تھا۔ (حقیقت الوحی ص۹۷ حاشیہ، خزائن ج۲۲ ص۱۰۰)
۳۱......خداتعالیٰ کا قانون قدرت ہرگز بدل نہیں سکتا۔ (کرامات الصادقین ص۸، خزائن ج۷ ص۵۰)	۳۱......خدااپنے خاص بندوں کے لئے اپنا قانون بھی بدل دیتا ہے۔ (چشمہ معرفت ص۹۶، خزائن ج۲۳ ص۱۰۴)
۳۲...... خداتعالیٰ اپنے اذن اور ارادہ سے کسی شخص کو موت اور حیات اور ضرر اور نفع کا مالک نہیں بناتا۔ (ازالہ اوہام ص۳۱۵ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۲۶۰)	۳۲......”واعطیت صفة الافناء والاحیاء من الرب الفعال“ اور مجھ کو فانی کرنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے اور یہ صفت خدا کی طرف سے مجھ کو ملی ہے۔ (خطبہ الہامیہ ص۲۳، خزائن ج۱۶ ص۵۶)
۳۳......بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت عبرانی وغیرہ۔ (نزول مسیح ص۵۷، خزائن ج۱۸ ص۴۳۵)	۳۳......یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے اور ایسے الہام سے فائدہ کیا ہوا۔ جو انسانی سمجھ سے بالا تر ہے۔ (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)
۳۴......ایک طرف تو مسیح اور علماء اسلام کو بے نقط گالیاں۔ (تطبیق علامت ص۱۱)	۳۴......دوسری طرف یہ فرماتے ہیں۔ ”گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں ہے۔“ (ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۵)

متضاد اور متناقض باتیں کہنے والوں کو خود مرزا پاگل اور مخبوط الحواس کہتے ہیں۔

۱...... ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

۲...... اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

۳...... کوئی دانش مند اور قائم الحواس آدمی ایسے دو متضاد اعتقاد ہرگز نہیں رکھ سکتا۔ (ازالہ اوہام ص۲۳۹، خزائن ج۳ ص۲۲۰)

۴...... جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

۵...... ”قل لوکان الامر من عند غیر اللّٰه لوجدتم فیه اختلافاً کثیراً“ کہہ دوا ے مرزا قادیانی اگر یہ کاروبار اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ہوتا تو تم اس میں بہت اختلاف پاتے۔ (البشریٰ ج۲ ص۲۰)

ان تمام علامات سے روز روشن کی طرح یہ بات واضح ہوگئی کہ مرزا قادیانی دراصل مالیخولیا کے مریض تھے۔ جس کی وجہ سے مجبوراً یہ تمام باتیں ان کے منہ سے نکلتی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے بعد مدعی نبوت یا دجال ہوگا یا مالیخولیا کا مریض

دجالی نبوت کا ثبوت

۱...... ”سیکون فی امتی کذابون ثلثون کلهم یزعم انه نبی اللّٰہ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (مشکوٰۃ شریف کتاب الفتن) “یعنی میری امت میں عنقریب ہی تیس جھوٹے دجال پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے نبی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ چونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ اس لئے میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

۲...... ”لا تقوم الساعة حتیٰ یبعث دجالون کذابون قریب من ثلثین کلهم یزعم انه رسول اللّٰہ (مشکوٰۃ شریف باب الملاحم) “یعنی اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس جھوٹے دجال نہ پیدا ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک اپنے رسول ہونے کا گمان کرے گا۔

ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے بعد ہر وہ شخص جو نبوت کا مدعی ہوگا وہ دجال ہوگا۔

مالیخولیائی نبوت کا ثبوت

اگر مریض دانشمند بودہ باشد دعویٰ پیغمبری ومعجزات وکرامات کند۔

(اکسیر اعظم ج اوّل ص ۱۸۸)

دجالی نبوت اور مالیخولیائی نبی میں فرق

دجالی نبی

اپنے دعویٰ پر اڑا رہتا ہے۔ اسی کی تائید میں اپنے استدراج اور شعبدہ جات پیش کرتا ہے۔ اپنے آپ کو پیغمبر منوانے میں طرح طرح کی حیلہ سازیاں کرتا ہے۔

مالیخولیائی نبی

اپنے نقص دماغ کے باعث دعویٰ نبوت کے علاوہ اور بھی کئی قسم کے دعویٰ کرتا ہے۔ کسی بات پر اس کو قرار نہیں ہوتا۔ بعض دفعہ ایسی باتیں کہہ دیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔

مرزا قادیانی مالیخولیائی نبی تھے

چونکہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت کے علاوہ کبھی فرشتہ، کبھی خدا، کبھی ابن اللہ، کبھی مہدی، کبھی ذوالقرنین، کبھی کرشن، کبھی موسیٰ، کبھی عیسیٰ بنے۔ اس لئے آپ مالیخولیائی نبی تھے۔ مثلاً:

۱...... میں مہدی مسعود ہوں اور بعض نبیوں سے افضل ہوں۔

(اشتہار معیار الاخیار ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸)

۲...... مجھے منجملہ اور الہاموں کے اپنی نسبت ایک یہ بھی الہام ہوا تھا کہ ہے کرشن ردر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی۔ (لیکچر سیالکوٹ ص۳۴، خزائن ج۲۰ ص۲۲۹)

۳......

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۳، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

۴......

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(درثمین ص۱۰۰)

۵...... دنیا میں کوئی نبی نہیں آیا جس کا نام مجھے نہیں دیا گیا۔ سو جیسا کہ براہین احمدیہ میں خدا نے فرمایا ہے میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ہوں۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

۶...... اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیش گوئی موجود ہے۔ (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۸)

۷...... ’’اسمع ولدی‘‘ میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج اوّل ص۴۹)

۸...... میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔

(کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

مرزائیوں کی بعض تحریروں کا جواب

چور کی داڑھی میں تنکا

۱...... حکیم عبیداللہ صاحب بسمل احمدی مؤلف حق الیقین کی حق پوشی۔ آپ بیاض نورالدین کو دیکھتے ہوئے جب مالیخولیا کی اس علامت پر پہنچتے ہیں۔

کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں پیغمبر ہوں۔ کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ میں خدا ہوں تو فوراً ان کے دل میں کھٹک جاتی ہے کہ واقعی مرزا قادیانی ان علامات مالیخولیا کے مصداق تھے تو آپ فوراً اس پر حاشیہ لکھتے ہیں۔

الحمدللہ کہ ہم کو خدا نے عادات مریض مالیخولیا اور شمائل انبیاء کی علی وجہ البصیرۃ، معرفت عطاء فرمائی۔ (بیاض نورالدین ص۲۱۲ حاشیہ)

جواب بالکل عطاء معرفت نہیں ہے۔ ورنہ جس طرح آپ کے دل میں شبہ ہوا تھا۔ مزید غور کرتے طبی کتابوں کو دیکھتے۔ پھر مرزا قادیانی کو مالیخولیا کا مریض سمجھ کر مرزائیت سے توبہ کرتے۔ پھر یہ الفاظ لکھتے تو ہم سمجھتے کہ واقعی خدا نے آپ کو عادات مریض مالیخولیا اور شمائل انبیاء کی علی وجہ البصیرت معرفت عطاء فرمائی ہے۔ لیکن اگر کولہو کے بیل کی طرح آپ جہاں تھے وہیں ہیں تو خاک معرفت عطاء ہوئی۔ ہاں اگر یہی الفاظ میں کہہ دوں تو بجا ہے۔ جو سچے نبیوں کو نبی اور مرزا قادیانی کو مالیخولیا کا مریض کہہ رہا ہوں۔ (مؤلف)

۲...... ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی پہلی چالاکی اور مرزا قادیانی کی علامات مالیخولیا پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش۔ ڈاکٹر صاحب ریویو آف ریلیجنز مئی ۱۹۲۷ء کے ص۱۹ پر مالیخولیا کی تشریح کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ: مالیخولیا کی چھ قسمیں ہیں۔ تین اس لحاظ سے جو مریض حرکات کرتا ہے اور تین اس لحاظ سے جو مریض خیال کرتا ہے۔ مگر ان کی تفصیل چونکہ عام فہم نہیں۔ اس لئے میں ان کو چھوڑ دیتا ہوں۔

سبحان اللہ ان کی تفصیل تو ایسی عام فہم تھی کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی ان سے مرزا قادیانی کے متعلق ایک فیصلہ کن نتیجہ پر پہنچ سکتا تھا۔ مگر چونکہ اس سے پول کھلتا تھا اور نبوت کی عمارت کا پاش پاش ہونا یقینی امر تھا۔ اس لئے اس کو چھوڑ دیا اور مالیخولیا کی علامات عامہ جو اکثر امراض میں مشترک ہوا کرتی ہیں اور تمام مریضوں میں ان کا ہونا کوئی ضروری بات نہیں ہے۔ بڑے شدومد سے لکھنے بیٹھ گئے۔ لیکن علامات خاصہ جو ان کی حرکات اور خیالات سے تعلق رکھتی تھیں۔ جن سے ان کا دعویٰ پیغمبری، خدائی، ابن اللہ، ملائکہ ثابت ہوتا تھا اور جو مرزا قادیانی کے حالات کے عین مطابق تھیں۔ بالکل قلم انداز کر دیں۔ لیکن آگے چل کر مجبوراً ایک علامت خیالات کے متعلق قلم سے نکل ہی گئی۔ یعنی مریض بعض دفعہ ایسا خیال کر لیتا ہے جس کی واقعات تردید کر دیتے ہیں۔

(ریویومئی ۱۹۲۷ء) جس پر ہم کچھ لکھ بھی چکے ہیں۔ جو مرزا قادیانی کے عین مطابق حال ہے۔

نوٹ: علامات مرض دو قسم کی ہوا کرتی ہیں۔ ایک عامہ جو اکثر امراض میں پائی جاتی ہیں۔ جیسے بخاروں میں شدت پیاس، گھبراہٹ، بے چینی وغیرہ۔ دوسری خاصہ جو ہر مرض کے لئے مخصوص ہوا کرتی ہیں۔ جیسے کہ بخاروں کے لئے حرارت کا زیادہ ہونا اسی طرح مالیخولیا کی علامت خاصہ جن سے مرض مالیخولیا پہچانا جاتا ہے۔ مریض کے حرکات اور خیالات کے متعلق ہوا کرتی ہیں۔ جس کو ڈاکٹر صاحب نے بڑی ہوشیاری سے نظر انداز کیا۔ مگر ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ؎

تاڑنے والے بھی غضب کی نگاہ رکھتے ہیں

۳...... ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی دوسری چالاکی اور درد دل کا جواب دینے سے گریز۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے مئی ۱۹۲۷ء کے ریویو آف ریلیجنز میں میرے معزز دوست اور قابل شاگرد حکیم سید عبدالعزیز صاحب چشتی پاکپٹنی کی مقبول عام تصنیف درد دل کا جواب لکھنے کے لئے قلم اٹھایا خیال تھا کہ جس طرح چشتی صاحب نے مرزا قادیانی کے حالات مرض کو مرض مالیخولیا کی علامات کے ساتھ تطبیق دے کر مرزا قادیانی کو مالیخولیا ثابت کیا تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر صاحب بھی درد دل کا ترکی بترکی جواب دے کر مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کریں گے۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ مرزا قادیانی کا مالیخولیا اظہر من الشّمس تھا اور ترکی بترکی جواب دینے میں پول کھلتا تھا۔ اس لئے ڈاکٹر صاحب نے اس موقعہ پر عجب چالاکی کی۔ آپ لکھتے ہیں۔ ''میری غرض اس مضمون کے لکھنے سے ان کے رسالہ پر جرح یا ان کی کتاب کا ترکی بترکی جواب لکھنا نہیں۔ بلکہ عام پبلک کے سامنے ایک محقق ڈاکٹر کی حیثیت سے حضرت صاحب کے امراض کی اصل حقیقت کو واضح کرنا ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز ص ۳، مئی ۱۹۲۷ء)

۴...... ڈاکٹر شاہ نواز صاحب کی تیسری چالاکی اور مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کرنے کی ناکام کوشش، ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ اکثروں نے حضرت صاحب کی تحریرات سے مراق کے مفہوم کو غلط سمجھ کر ان کی طرف مرض مالیخولیا کو منسوب کر کے اپنی جلد بازی اور نادانی پر مہر کر دی۔ مگر یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ جو اعتراض آقا (آنحضرت ﷺ) پر کئے گئے تھے۔ وہی غلام (مرزا غلام احمد قادیانی) پر دہرائے جائیں۔ تاکہ ہر رنگ میں مسیح موعود حضرت نبی کریم ﷺ کا کامل بروز اور ظل ہو سکے۔ پس ہم طبقہ اطباء کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اس مشابہت کو کامل کرنے میں پوری کوشش کی۔ (ریویو آف ریلیجنز ص ۲، مئی ۱۹۲۷ء)

جواب! اگر ملزم خود اپنے جرم کا اقبال کر لے تو اس میں مدعی کا کیا قصور۔ مرزا قادیانی

تو خود معہ ان کے اہل بیت کے مالیخولیا کا اقرار کرتے ہیں۔ اس میں کسی کو نادانی اور جلد بازی کا الزام کیسا۔ باقی رہا یہ کہ چونکہ آنحضرت ﷺ پر بھی مخالفین نے شاعر اور مجنون کے الزام لگائے تھے۔ اگر مرزا قادیانی پر بھی لگائے گئے تو کیا حرج بلکہ مشابہت تامہ ہوگئی۔

جواب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنی ساری عمر میں کبھی یہ لفظ نہیں فرمایا کہ میرے دماغ میں خرابی ہے یا مجھے مالیخولیا اور مراق ہے۔ بلکہ برخلاف ازیں بحکم خداوندی ’’وما انت بشاعرا ولا مجنون‘‘ مجنون کہنے والوں کا منہ توڑ دیا۔ برخلاف اس کے مرزا قادیانی کسی کے کہنے کی تردید کرنا تو درکنار خود اپنی تصانیف میں متعدد جگہ اپنے مراق، مالیخولیا، مخبوط الحواس اور پاگل ہونے کا اقرار کرتے ہیں۔ اس میں آقا اور غلام کی مشابہت کے خواب دیکھنا جلد بازی اور نادانی سے بڑھ کر ہے۔

۵...... حکیم نور احمد صاحب سکنہ لودی ننگل بھی مرزا قادیانی کو مالیخولیا سے نجات نہ دلا سکے۔ حکیم صاحب لکھتے ہیں۔ ان گرو چیلوں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ بیماری مراق کس کو کہتے ہیں۔ یونانی کتب میں مالیخولیا مراقی جس کو طب کریمی میں ہاپوکانڈرایسیس لکھا ہے۔ یاروں نے اسی پر محمول کردیا۔ لا حول ولا قوة! (ریویو ص۴۵، اپریل ۱۹۲۵ء)

آگے چل کر آپ لکھتے ہیں۔ مراق کی بیماری وہ ہے۔ جس کو ڈاکٹری میں کیٹا لپسی کہتے ہیں۔ اس مرض کو یونانی میں جمود۔ شخوص، آخذہ اور قاطوخس کہتے ہیں۔ اس میں حرکت اور ہوش جزءًیا کلیتہً جاتی رہتی ہے۔ (ریویو ص۴۶، اپریل ۱۹۲۵ء)

جواب۔ اس قسم کی بے سروپا اور عامیانہ تحریر ایک طبیب کے قلم سے نکلنا بے حد افسوس کا موجب ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ مرزائیت کی متعصب عینک کی مہربانی ہے۔ ورنہ میزان الطب پڑھا ہوا شخص بھی یہ جانتا ہے کہ مالیخولیا مراقی اور جمود الگ الگ دو مستقل بیماریاں ہیں۔ جن کی ماہیت، اسباب، علامات اور علاج بالکل جدا جدا ہیں۔ اگر حکیم صاحب بیاض نور الدین کا ہی مطالعہ کر لیتے تو کبھی یہ لفظ نہ لکھتے کہ مراق اور جمود ایک ہی چیز ہے۔

آگے چل کر حکیم صاحب حدود الامراض سے فتق کی تعریف کا آخری حصہ نقل کر کے اس عبارت پر بہت زور دیتے ہیں۔ ’’وقیل المراق ھو کل موضع من جلد البطن کان دقیقاً‘‘ (حدود الامراض ص۴۴) یعنی بعض نے کہا کہ پیٹ کا چمڑا جہاں کہیں رقیق ہو۔ اس کو مراق کہتے ہیں۔ اس عبارت سے واضح ہے کہ شکم کے اکثر مواضع کا نام مراق ہے اور ان مواضع کی بیماریاں بیسیوں ہیں۔ پھر یہ بزرگ صرف ایک خاص بیماری کو اس کا محل اس طرح

قرار دیتے ہیں۔ (ریویو ص۴۶، اپریل ۱۹۲۵ء)

جواب یہاں بحث غشا مراق سے نہیں ہے۔ جس کی حکیم صاحب تعریف لکھ رہے ہیں۔ یہاں تو بحث مرض مراق سے ہے۔ جس کی تعریف حدود الامراض کے حوالہ سے میں نے اسی رسالہ کے ص ۸ پر درج کی ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ ”والماليخوليا المراقى وهو ان يكون بشركة المراق “یعنی مالیخولیا مراقی غشا مراقی کی شرکت کے باعث ہوتا ہے۔ ”تسمية المرض باسم محله “مرض کا نام اس کی جائے وقوع کے نام پر رکھا گیا۔ جس طرح عام لوگ عظم طحال کو تلی کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ تلی اس عضو کا نام ہے۔ جس میں وہ مرض واقعہ ہوتا ہے۔

حکیم صاحب نے تو عوام کو مغالطہ میں ڈال کر مرزا قادیانی کو صحیح الدماغ ثابت کرنے کی بہت کوشش کی۔ مگر بقول شخصے ؎

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے
کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

حکیم صاحب نے تو بابو حبیب اللہ صاحب کلرک امرتسری اور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو یہ کہہ کر کہ ان کو یونانی اور ڈاکٹری طب سے واقفیت نہیں ہے۔ ان کی تصنیف مراق مرزا کو اپنی طرف سے لایعنی ثابت کرنا چاہا تھا۔ لیکن حکیم صاحب کی اپنی واقفیت کا یہ حال ہے کہ مراق اور جمود کو ایک ہی مرض قرار دے رہے ہیں۔ جو سراسر غلط اور خلاف واقعہ ہے۔ حکیم صاحب اگر کسی وقت اس معاملہ میں میرے ساتھ مکالمہ کریں یا کم از کم میرے طبیہ کالج کے کسی طالب علم کے ساتھ ہی تبادلۂ خیالات کریں تو قوانین طب کے مطابق مالیخولیا مراقی کی حقیقت اور پھر مرزا قادیانی کا اس میں مبتلا ہونا ان پر ظاہر ہو جائے۔

۶...... مولوی تاج الدین صاحب لائلپوری کی رسالہ مراق مرزا قادیانی کا جواب دینے میں ناکامی۔ آپ فرماتے ہیں۔ مراق سے مراد جنون یا مالیخولیا مراقی نہیں۔ بلکہ محض دوران سر مراد ہے۔ جیسا کہ حضرت اقدس نے یہی بیماری اپنے بدن کے اوپر کے حصہ میں بیان فرمائی ہے۔ (اخبار الفضل ص ۱۱، مورخہ یکم/اپریل ۱۹۳۰ء)

جواب مرزا قادیانی نے بے شک اپنے سر میں دوران سر تسلیم کیا ہے۔ لیکن یہ کہیں نہیں کہا کہ مراق سے مراد دوران سر ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اپنے بدن میں دوران سر اور مراق دو الگ الگ بیماریاں تسلیم کی ہیں۔ (ملاحظہ ہو رسالہ ہذا شہادت نمبر ۱۰) دنیا کا کوئی طبیب مراق کو دوران

سر سے تعبیر نہیں کر سکتا اور نہ ہی مرزا قادیانی نے مراق کہہ کر دوران سر مراد لیا ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی خاندانی حکیم تھے۔ بلکہ خود بھی طب سے واقف تھے۔ جیسا کہ وہ خود لکھتے ہیں۔ میں نے خود طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور ان کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ (راز حقیقت ص ٦ حاشیہ، خزائن ج ١٤ ص ١٥٨) اس لئے مرزا قادیانی کے فرمودہ لفظ مراق سے دوران سر مراد لینا مرزا قادیانی کی ہتک کرنا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر واقعات بھی مرزا قادیانی کو مالیخولیا ہونے کی تائید کر رہے ہیں۔ مثلاً مرزا قادیانی ہمیشہ خلوت پسند تھے۔ رات دن کتب بینی اور مضامین نویسی آپ کا شغل تھا۔ دن رات کو مکان کے دروازے بند کر کے بڑی بڑی رات تک بیٹھے اس قسم کے کام کیا کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ ہذا شہادت نمبر ۳) تو ایسی حالت میں مالیخولیا کا ہو جانا بالکل آسان اور یقینی امر ہے۔ چنانچہ اسی قسم کا مالیخولیا حکیم فارابی کو بھی ہو گیا تھا۔ علامہ طبری لکھتے ہیں۔ میں نے بہت سے فاضلوں کو دیکھا کہ اکیلے رہنے لگے اور علوم کے سوا شغل چھوڑ دیئے اور آدمیوں سے تنہائی اختیار کی۔ پھر ان کے اخلاط جل گئے اور ان کو مالیخولیا ہو گیا۔ چنانچہ ایک انہی میں سے فارابی ہے۔

(طب اکبر مطبع نولکشور مطبوعہ ۱۹۰۳ء ص ۳٦)

آگے چل کر مولوی صاحب لکھتے ہیں کہ اس بیماری کو لفظ مراق سے موسوم کرنے والوں نے بھی حضور (مرزا قادیانی) کے الہامات کو خدائی کلام تسلیم کیا ہے اور کبھی بھی وہ اس وہم میں نہیں پڑے۔ جن میں آپ (مولوی ثناءاللہ یا بابو حبیب اللہ) مبتلا ہیں۔

جواب معاذ اللہ معاذ اللہ وہ کون بیوقوف ہوگا جو مرزا قادیانی کو مراقی مانتے ہوئے ان کے کلام کو خدائی کلام تسلیم کرتا ہوگا۔ مسلمان تو الگ رہے۔ احمدی حضرات بھی ایسا تسلیم نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ڈاکٹر شاہ نواز خان احمدی لکھتے ہیں کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔“ (ریویو ص ٦، ٧، اگست ۱۹۲٦ء)

احمدی اصحاب کا ایک اعتراض اور اس کا زبردست جواب

مرزا قادیانی مالیخولیا کے مریض ٹھہرے اور ان کا دماغ غیر صحیح ثابت ہوا تو ان کو کافر کاذب ملعون یا دجال کیوں کہا جاتا ہے۔ جب کہ مریضان مالیخولیا کا ہر فعل غیر اختیاری اور مرض کے نتیجہ کے طور پر ہوا کرتا ہے تو مرزا قادیانی کو مورد الزام ٹھہرانا کیا معنی رکھتا ہے۔

جواب کسی کو کیا ضرورت پڑی کہ خواہ مخواہ مرزا قادیانی کو کافر، کاذب یا ملعون وغیرہ کہے۔ لیکن اگر مرزا قادیانی خود بخود یہ سب کچھ بنتے پھریں تو کسی کے کہنے پر کیا اعتراض کریں گے۔

۱......مرزا قادیانی کو کافر کہنا

مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”اور یہ مجھے کہاں حق پہنچتا ہے کہ میں ادعا نبوت کروں اور اسلام سے خارج ہو جاؤں اور قوم کافرین سے جا کر مل جاؤں۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ مسلمان ہو کر نبوت کا ادعاء کروں۔“ (حمامۃ البشریٰ ص۹۷، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

دعویٰ نبوت

۱...... ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔

(اخبار بدر مورخہ ۵؍ مارچ ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

۲...... نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۷)

۳...... سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

مرزا قادیانی کی ان تحریروں کو دیکھ کر انہی کے قول کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی پر کفر کا فتویٰ دے دیا ہے۔

مرزا قادیانی کو کاذب کہنا

مرزا قادیانی کے کلام میں بے شمار تناقض ہے۔ جیسا کہ علامت نمبر۲۰ میں دکھلایا گیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵) اس وجہ سے علماء نے مرزا قادیانی کو مفتری کاذب اور جھوٹا کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو ملعون کہنا

مرزا قادیانی جگہ جگہ اپنی تصانیف میں نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ ”ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں۔“ (تبلیغ رسالت ج۶ ص۲، ۳، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷) اس تحریر کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی کو ملعون کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو دجال کہنا

اس رسالہ میں مشکوٰۃ شریف کی دو حدیثیں نقل کی گئی ہیں۔ جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ آنحضرتﷺ کے بعد مدعی نبوت دجال ہوگا۔ ان کے مطابق علماء نے مرزا قادیانی کو دجال کہہ دیا۔

مرزا قادیانی کو پاگل کہنا

مرزا قادیانی کے کلام میں بے شمار تناقض ہے۔ جیسا کہ پہلے دکھایا گیا ہے۔ پھر مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔ (ست بچن ص ۳۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۳)

اس تحریر کے مطابق میں نے مرزا قادیانی کو سودائی کہہ دیا ہے۔ بتایئے اس میں کسی کا کیا قصور۔

باپ تو مراقی تھا ہی بیٹا بھی مراقی نکلا

ڈاکٹر شاہ نواز لکھتے ہیں:

۱...... جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بیشک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح ثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔

(ریویو ص ۱۱، اگست ۱۹۲۶ء)

۲...... اگر حضرت خلیفہ ثانی پر بوجھ نہ پڑتا تو مراق کی علامات ظاہر نہ ہوتیں۔

میں کہتا ہوں اگر خلیفہ صاحب کے مراق کا باعث دماغی بوجھ سمجھا جائے تو خلیفہ اوّل حکیم نورالدین صاحب کو کیوں نہ مراق ہوا۔ حالانکہ خلیفہ ثانی کی نسبت ان کے دماغ پر زیادہ بوجھ پڑتا تھا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اس کے کوئی خاص اسباب تھے جو مرزا قادیانی آنجہانی اور ان کے صاحبزادہ میں ہی پائے جاتے تھے۔

مرزا قادیانی آنجہانی کی بیوی کو بھی مراق تھا

مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ میری بیوی کو بھی مراق کی بیماری ہے۔

(اخبار الحکم ص ۱۴، اگست ۱۹۰۱ء)

قیس جنگل میں اکیلا ہے۔ مجھے جانے دو
خوب گذرے گی جو مل بیٹھیں گے دیوانے دو

خدا نے مرزا محمود کے منہ سے بھی اپنے والد کو نادان کہلوا دیا۔ الہام مرزا:

کر مہائے تو مارا کرد گستاخ

تیری بخششوں نے ہم کو گستاخ کر دیا۔

(براہین احمدیہ ص ۵۵۵، ۵۵۶ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۴، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۴)

خلیفہ محمود صاحب کا اس الہام پر تبصرہ نادان ہے۔ ”وہ شخص جس نے کہا کرمہائے تو مارا کرد گستاخ کیونکہ خدا کے کرم انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے اور سرکش نہیں کر دیا کرتے۔“

(الفضل ص ۱۲، مورخہ ۲۳/جنوری ۱۹۲۰ء)

مرزا قادیانی کے مالیخولیا کا فیصلہ اور اس کی تائید

ان تمام واقعات، اسباب، عوارضات اور علامات کو مدنظر رکھ کر ہر ذی شعور شخص اس بات کا فیصلہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب مرزا قادیانی مرض مالیخولیا کے مریض تھے۔ خصوصاً جب کہ خود مرزا قادیانی تو اس بات کا اقرار کریں اور ان کے حواریین اس کی تائید فرمائیں۔ تمام طبی کتابیں اس کا ثبوت دیں تو کسی کی کیا مجال ہے کہ اس کے برخلاف کہہ سکے۔

حکیم الامتہ حضرت مولانا اشرف علی شاہ صاحب تھانوی مجدد ماتہ حاضرہ مدظلہ العالی نے بھی مرزا قادیانی کو مالیخولیا تسلیم کیا ہے۔ آپ مرزا قادیانی کے دعویٰ مہدویت ومسیحیت کا رد فرماتے ہوئے اخیر میں فرماتے ہیں۔ ”احقر کے نزدیک منشاء ان کے خیالات کا فساد قوت متخیلہ ہے جو اسباب خاص میں ہو گیا ہے۔ جس کا سبب گاہے طول خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گاہے اس میں کچھ کشف بھی ہونے لگتا ہے۔ جیسا کہ شرح اسباب وغیرہ میں مذکور ہے۔“

(الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح ص ۳۱)

مالیخولیا کے ثبوت کے بعد ایک احمدی ڈاکٹر کا فتویٰ ہے کہ مالیخولیا کا مریض نبی نہیں ہوسکتا۔ ڈاکٹر شاہ نواز خان صاحب احمدی اسسٹنٹ سرجن لکھتے ہیں کہ: ”ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جائے کہ اس کو ہسٹریا، مالیخولیا، یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعویٰ کی تردید کے لئے پھر کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ یہ ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ وبن سے اکھیڑ دیتی ہے۔“ (ریویو ص ۶، ۷، اگست ۱۹۲۶ء)

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا میرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعان کا

حکیم محمد علی امرتسری!

* * *

[illegible]

مضمون چور

علامہ عبدالرشید طالوتؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پیش لفظ

لوگ اب تک مرزا غلام احمد قادیانی کو صرف ”ہیرا پھیری“ (فن تاویل) کا استاد سمجھتے ہیں۔ حالانکہ چوروں اور اچکوں کے ہاں یہ فن اس وقت اختیار کیا جاتا ہے جب چور، چوری چھوڑ دیتا ہے۔ یعنی چور چوری سے جائے پر ہیرا پھیری سے نہیں جاتا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ مرزا قادیانی جو زمانہ موجودہ میں ہیرا پھیری (تاویل) کے امام مانے جاتے ہیں کچھ مدت تک چور بھی رہے ہوں۔

مرزا قادیانی کے بیٹے کی لکھی ہوئی سوانح عمری پر اعتماد کرتے ہوئے اب تک یہی سمجھا جاتا رہا کہ اس ہیرا پھیری کے کمال تک پہنچنے کے لئے جو چوری زینہ بنی وہ بچپنے کی کھانڈ کے دھوکے میں نمک کی چوری یا گھر سے گڑ کی چوری ہی تھی۔ مگر اب یہ انکشاف ہوا ہے کہ آپ خیر سے ”مضمون چور“ بھی رہے ہیں۔

یوں تو دنیا جانتی ہے کہ آپ ”ہم شحنۂ وہم دزد“ یعنی بلا کے چور وچتر تھے۔ مسلمانوں سے خطاب فرماتے تو بدذات، جنگلی سور اور کتیا سے درے بات ہی نہ کرتے اور پھر اس قدر ڈھٹائی کے بعد خوش اخلاقی کے چور دروازے سے گذر کر الٹا کوتوال کو ڈانٹ دینا تو آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ رنگین نے شاید آپ ہی کے متعلق کہا ہوگا۔

ہم چور وچتر سنتے تھے سو آپ کو دیکھا
دیں گالیاں اور مجھ پہ ہوئے آپ ہی برہم

مولانا ظفر علی خان کی رائے ساری امت مرزائیہ کے متعلق یہی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

مسیلمہ کے جانشین گرہ کٹوں سے کم نہیں
کتر کے جیب لے گئے پیمبری کے نام سے

مگر ان چوروں کی داڑھیوں میں جب سے ہندوستان کی وفاداری کا تنکا اٹکا ہے اور کشمیر میں یہ ہندوستان کے پٹیل زادوں کی ”چور کھڑکی“ بن کر پاکستان جنت نشان کی آزادی کے

دروازے کا ''چورتالا'' بننا چاہتے ہیں تو برابر اس کوشش میں مصروف ہیں کہ اوّل تو ان کی یہ چوری پکڑی نہ جائے اور اگر چوروں پر مور پڑ بھی جائیں اور مسلمانوں کے خون سے رنگین ہونے والے ہاتھوں کو خال کے آئینے میں قبل از وقت دیکھ لیا جائے تو پھر ''ہیرا پھیری'' کے زور سے یہ ثابت کر دیا جائے کہ جسے خون سمجھا جا رہا ہے یہ خون نہیں مہندی ہے اور سر ظفر اللہ کی ''ذات بابرکات'' تو ''دزدحنا'' درجہ رکھتی ہے جسے بجائے برا سمجھنے کے محبوب جاننا چاہئے۔ مگر ''قادیانی چور ہٹیا'' کے خزاف صرافوں کو معلوم نہیں کہ انہوں نے مسلمانوں کے دلوں میں جو گھاؤ لگائے ہیں یہ زخم اتنی جلدی مندمل ہونے والے نہیں۔

کشتہ ہوں میں اس ناوک دزدیدہ نظر کا
جانے کا نہیں چور مرے زخم جگر کا

اور پھر جب چھوٹے مرزا قادیانی کا ''اکھنڈ ہندوستان'' کے متعلق رؤیا پڑھ لیا جائے تو مرزائیوں کے دل کا چور صاف دکھائی دینے لگتا ہے۔ مرزا محمود کی بامعنی خاموشی اور الفضل کی ہیرا پھیری، چوری کے بعد آنکھیں چرانے کے مترادف معلوم ہوتی ہے۔

بے سبب آنکھیں نہیں مجھ سے چراتا وہ صنم
کچھ نہ کچھ میری طرف سے اس کے دل میں چور ہے

خیر یہ چھوٹے میاں سبحان اللہ! کی بات تو خواہ مخواہ درمیان میں سخن گسترانہ طور پر آ گئی۔ اصل بات تو بڑے میاں کے متعلق تھی کہ: ''وہ سدا کے چور بدن اور چور پیٹ تھے۔ مدت تک لوگ انہیں مرد سمجھتے رہے اور حمل تک بھی لوگوں کو دکھائی نہ دیا۔ مگر جب انہوں نے خود انکشاف فرمایا کہ میں حاملہ ہوں اور دردزہ شروع ہے تو پھر یہ بات واضح ہوئی کہ حضرت ''چورخانہ'' میں کیا کیا کچھ کرتے رہے۔''

لیکن پھر کچھ دنوں بعد جب ''نعوذ بکلی جاتا رہا'' کی داستان انہوں نے اونچے سروں میں الاپنی شروع کی تو معلوم ہوا کہ آپ مرد ہیں نہ عورت۔

مذکر کے لئے ہی ہے مؤنث کے لئے شی ہے
مگر حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں شیوں میں

بھلا ایسے چوری چھپے کے رستموں کے متعلق جو کچھ بھی ثابت ہو جائے کم ہے۔ اسلامی اصطلاحات کی چوری، قرآن پاک سے الہامات کی چوری، ملاحدۂ وقرامطہ سے اعتقادات کی چوری اور بہشتی مقبرے کے ذریعے عوام کے مال و دولت کی چوری تو خیر مرزا قادیانی کا پدری پیشہ ہے۔ عبدالکریم مباہلہ، عبدالرحمٰن مصری اور فخر الدین ملتانی کی روایات اگر صحیح ثابت ہو جائیں ”العہدۃ علیٰ الرواۃ“ تو دلوں کی چوری اور عفتوں پر ڈاکے بھی ان کے اغراض ومقاصد میں شامل ہیں۔ بھلا ایسے سینہ زور چوروں کے لئے مضمون چرالینا کون سا بعید ہے۔ میرے دوست ابوالفضل صاحب کا انکشاف اگرچہ ایک بہت بڑا انکشاف ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ جو لوگ خدا کے کلام کی چوری سے نہیں شرماتے وہ بندوں کے مضامین چرانے سے کیا شرمائیں گے۔

خدا کی جب نہیں چوری تو پھر بندوں کی کیا چوری

جنہیں خدا کے محبوب ختم المرسلین رحمتہ اللعالمینؐ کے نام چراتے ہوئے شرم نہ آئی۔ انہیں مولوی چراغ علی کے مضامین چراتے ہوئے کیا شرم آئے گی؟ اور پھر جو ہیرا پھیری (تاویل) کے مسلم الثبوت استاد ہیں۔ کیا ان کے ہاں مولوی چراغ علی کے مضامین ہضم کر لینے کے لئے کوئی بھی تاویلی چورن نہیں ہوگا؟ دوسروں کے مضامین بغیر حوالہ دیئے ڈکار جانا ابوالفضل صاحب اور دنیا کے نزدیک چوری ہی سہی۔ مگر جن کتابوں میں یہ مضامین ہیں وہ تو الہامی ہیں۔ اگر مرزائی کل کلاں کھڑے ہو کر یہ کہہ دیں کہ الہامی سے مراد یہی ہے کہ یہ مضامین مرزا قادیانی پر مولوی چراغ علی کی طرف سے الہام ہوئے تھے تو کیا ابوالفضل صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب ہے؟

ملتان، ۲۳؍فروری ۱۹۵۰ء

صخرۃ الوادی

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ خصوصاً علے خاتم الانبیاء وعلیٰ آلہ واصحابہ الاصفیاء۰ اما بعد!

مرزائی اٹھتے بیٹھے اپنے متنبّی کی تصانیف اور علم کلام جدید کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ مگر مغلظات (گالیوں) اور اشتہار بازی کے سوا جو کچھ مرزا قادیانی کی کتابوں میں ہے وہ اسرار درون پردہ جاننے والوں کے نزدیک مستعار اور دوسروں کی محنت کا نتیجہ ہے۔ جسے اس مضمون چور متنبّی نے دوسروں کا نام لئے بغیر اپنا مال ظاہر کیا اور مجددانہ دیانت وامانت کی انتہا یہ کہ کہیں اشارۃً یا کنایۃً بھی دوسروں کی محنت کی داد نہیں دی۔ اس بات کے ثبوت کے لئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتابوں میں دوسروں کے مضامین شامل کیا کرتے تھے اور عموماً دوسروں سے مضمون مانگ کر ہی گذارا کرتے تھے۔ اردو نثر کی مشہور تاریخ ’’سیر المصنفین‘‘ جلد دوم مصنفہ مولوی محمد یحییٰ تنہا وکیل، کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے۔ یہ کتاب جامعہ ملیہ پریس سے چھپ کر شائع ہوئی ہے اور اردو ادب کی مشہور کتابوں میں سے ہے۔ اس کے صفحہ ۱۱۹ پر مرزا غلام احمد قادیانی کے خطوط کے ذیلی عنوان کے ساتھ مصنف کتاب، نواب اعظم یار جنگ مولوی چراغ علی صاحب کے حالات میں تحریر فرماتے ہیں۔

’’اس موقعہ پر یہ واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مولوی صاحب (یعنی اعظم یار جنگ) کے کاغذات میں سے چند خطوط مرزا غلام احمد قادیانی کے بھی ملے جو انہوں نے مولوی صاحب کو لکھے تھے اور اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ (جسے بعد میں الہامی ظاہر کیا گیا۔ ابوالفضل) کی تالیف میں مدد طلب کی تھی۔‘‘

سن لیا آپ نے؟ یہ قادیانی نبوت کی ابتداء ہو رہی ہے اور سب سے بڑی معرکۃ الاراء کتاب لکھی جا رہی ہے۔ جس پر قادیانی اشتہار بازی اور علم الکلام کا دارومدار ہے۔ کاش! ان دوسرے گمنام حضرات کی روحیں بھی آ کر بتلا سکتیں کہ ان میں کس کس کاوش کو یہ ’’جوع المضامین‘‘ کا مریض متنبّی ومجدد ڈکار گیا ہے۔ خیر اس سے آگے مصنف کتاب لکھتے ہیں۔

’’چنانچہ مرزا قادیانی اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں کہ آپ کا افتخار نامہ محبت، آمود عز درود لایا۔ اگرچہ پہلے سے مجھ کو بہ نیت الزام خصم اجتماع براہین قطعیہ اثبات نبوت

وحقیقت قرآن شریف میں ایک عرصہ سے سرگرمی تھی۔ مگر جناب کا ارشاد موجب گرم جوشی وباعث اشتعال شعلۂ حمیت اسلام علیٰ صاحبہ السلام ہوا اور موجب ازدیاد تقویت وتوسیع حوصلہ خیال کیا گیا کہ جب آپ سا اولوالعزم صاحب فضیلت دینی ودنیوی تہ دل سے حامی اور تائید دین حق میں دل گرمی کا اظہار کرے تو بلاشائبہ ریب اس کو تائید غیبی خیال کرنا چاہئے۔ جزاکم اللّٰہ نعم الجزاء!

ماسوٰی اس کے اگر اب تک کچھ دلائل یا مضامین آپ نے نتائج طبع عالی سے جمع فرمائے ہوں تو وہ بھی مرحمت ہوں۔''

آخری دوسوالوں کے الفاظ کو دوبارہ پڑھ لیجئے اور خوب سوچ سمجھ کر پڑھئے اور دیکھئے کہ مجدد وقت قمر الانبیاء سلطان القلم مرزا غلام احمد قادیانی بہادر کس لجاجت سے دوسروں کے نتائج طبع کو مانگ رہے ہیں اور کس طریقہ سے جدید الہامی علم کلام کو جمع فرمایا جارہا ہے اور کس انوکھے طریقہ پر خط کے پہلے حصہ میں اپنا شغف ظاہر کر کے آخر میں پوپلے منہ سے نتائج طبع مرحمت ہوں۔ کہہ دیا گیا ابھی آگے چلئے۔ صاحب سیر المصنفین لکھتے ہیں۔

''ایک دوسرے خط میں تحریر فرماتے ہیں۔ آپ کے مضمون اثبات نبوت کی اب تک میں نے انتظار [1] کی پر اب تک نہ کوئی عنایت نامہ نہ مضمون پہنچا۔ اس لئے آج مکرر تکلیف دیتا ہوں کہ براہ عنایت بزرگانہ بہت جلد مضمون اثبات حقانیت فرقان مجید تیار کر کے میرے پاس بھیج دیں اور میں نے ایک کتاب جو دس حصے پر مشتمل ہے تصنیف کی ہے اور نام اس کا براہین احمدیہ علی حقانیۃ القرآن والنبوۃ المحمدیہ رکھا ہے اور صلاح یہ ہے کہ آپ کے فوائد جرائد بھی اس میں درج کروں اور اپنے مختصر کلام کو ان سے زیب وزینت بخشوں۔ سو اس امر میں آپ توقف نہ فرمائیں اور جہاں تک جلد ہو سکے مجھ کو مضمون مبارک اپنے سے ممنون فرمائیں۔''

---

[1] سیر المصنفین کے مصنف ادیب یکتا جناب تنہا اس الہامی زبان پر یہ حاشیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ''اردو کا یہ صحیح محاورہ نہیں ہے۔ انتظار مذکر ہے۔ لہٰذا یہ جملہ یوں ہونا چاہئے۔ آپ کے مضمون اثبات نبوت کا اب تک میں نے انتظار کیا۔'' مگر تنہا صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ الہامی زبان میں انتظار مؤنث ہے۔

ملاحظہ کر لیا آپ نے؟ کہ قادیانی بھان متی نے کس طرح اپنی تصانیف کا کنبہ جوڑا ہے۔ یہ عنایت بزرگانہ کے طالب آپ جانتے بھی ہیں کون بزرگ ہیں؟ اور یہ مولوی چراغ علی کے فوائد جرائد سے اپنے مختصر الہامی کلام کو زیب وزینت بخشنے والے کو آپ پہچانتے بھی ہیں؟ یہ وہی ہیں جن کو ’’وما ینطق عن الھویٰ ‘‘ کے الہام ہوا کرتے تھے اور جو بغیر خدا کے بلوائے بولنا جرم سمجھتے تھے۔ مگر اندرون خانہ مضمون جمع کرنے کی خاطر کیا کیا لجاجتیں ہو رہی ہیں۔ الہامی کلام کو محقر گردانا جارہا ہے اور انسانی کلام مانگ مانگ کر دس جلدوں کی تصنیف کا سامان مہیا کیا جاتا ہے۔

وائے گر پس امروز بود فردائے

پھر کیا ہوا؟ وہ مولوی محمد یحییٰ کی زبانی سنئے۔ اس کے بعد پنجاب میں آریوں کے شوروشغب اور عداوت اسلام کا کسی قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے اور آخر میں لکھا ہے:

’’دوسری گذارش یہ ہے کہ اگرچہ میں نے ایک جگہ سے وید کا انگریزی ترجمہ بھی طلب کیا ہے اور امید کہ عنقریب آجائے گا اور پنڈت دیانند کا وید بھاش کی کئی جلدیں بھی میرے پاس ہیں اور ان کا ستیارتھ پرکاش بھی موجود ہے۔ لیکن تاہم آپ کو بھی تکلیف دیتا ہوں کہ آپ کو جو اپنی ذاتی تحقیقات سے اعتراض ہنود پر معلوم ہوئے ہوں یا جو وید پر اعتراض ہوتے ہوں ان اعتراضوں کو ضرور ہمراہ مضمون اپنے کے بھیج دیں۔ لیکن یہ خیال رہے کہ کتب مسلمہ آریہ سماج کی صرف وید اور منوسمرت ہے اور دوسری کتابوں کو مستند نہیں سمجھتے۔ بلکہ پرانوں وغیرہ کو محض جھوٹی کتابیں سمجھتے ہیں۔ میں اس جستجو میں بھی ہوں کہ علاوہ اثبات نبوت حضرت پیغمبر ﷺ کے، ہنود کے وید اور ان کے دین پر سخت سے سخت اعتراض کئے جائیں۔ کیونکہ اکثر جاہل ایسے بھی ہیں کہ جب تک اپنی کتاب کا نام چیز اور باطل اور خلاف حق ہونا ان کے ذہن نشین نہ ہو تب تک گو کیسی ہی خوبیاں اور دلائل حقانیت قرآن مجید کے ان پر ثابت کئے جائیں اپنے دین کی طرفداری سے باز نہیں آتے اور یہی دل میں کہتے ہیں کہ ہم اسی میں گذارہ کر لیں گے۔ سو میرا ارادہ ہے کہ اس تحقیقات اور آپ کے مضمون کو بطور حاشیہ کے کتاب کے اندر درج کر دوں گا۔‘‘

سن لی آپ نے سلطان القلم کی دوسری گذارش بھی؟ انگریزی جانتے تو ’’آئی ایم وٹ وٹ‘‘ (یہ مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے) تک ہیں۔ مگر وید کا انگریزی ترجمہ منگایا جارہا ہے تاکہ اس سے ’’بقلم خود مستفید‘‘ ہو کر الہامی تصانیف کا پیٹ بھرا جائے اور اگرچہ حضرت خود بھی

بہت کچھ کر رہے ہیں۔ لیکن تاہم (یہ الہامی زبان ہے) مولوی چراغ علی صاحب کو بھی تکلیف دی جا رہی ہے کہ وہ اپنی تحقیقات بھی بھیجیں اور اعتراضات لکھیں۔ تا کہ ان تحقیقات و اعتراضات کے ساتھ آپ اپنا عارفانہ بے نقط کلام فصاحت التیام شامل کر کے سرمۂ چشم آریہ تیار کر سکیں۔ آہ ری بناوٹی نبوت تیری بے چارگی؟ اور آہ ثم آہ! ماننے والوں کی بے بصری و کم مائیگی پر کہ ایسے ایسے بقلم خود مضمون نویسوں کو بھی ملہم من اللہ، مجدد اور سلطان القلم سمجھتے اور مانتے ہیں۔ تنہا صاحب سے کچھ اور بھی سن لیجئے۔

’’ایک اور خط مورخہ ۱۹؍فروری ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ فرقان مجید کے الہامی اور کلام الٰہی ہونے کے ثبوت میں آپ کا مدد کرنا باعث ممنونی ہے۔ نہ موجب ناگواری میں نے بھی اس بارہ میں ایک چھوٹا سا رسالہ تالیف کرنا شروع کیا ہے اور خدا کے فضل سے یقین کرتا ہوں کہ عنقریب چھپ کر شائع ہو جائے گا۔ آپ کی اگر مرضی ہو تو وجوہات صداقت قرآن جو آپ کے دل پر القاء ہوں میرے پاس بھیج دیں۔ تا کہ اسی رسالہ میں حسب موقعہ اندراج پا جائے۔ بہر صورت میں اس دن بہت خوش ہوں گا کہ جب میری نظر آپ کے مضمون پر پڑے گی۔ آپ بمقتضا اس کے کہ ’’الکریم اذا وعد وفیٰ‘‘ مضمون تحریر فرمائیں۔ لیکن یہ کوشش کریں کہ ’’کیف ما اتفق‘‘ مجھ کو اس سے اطلاع ہو جائے۔‘‘

براہین کے مضامین ڈکار لینے کے بعد اب ’’ھل من مزید‘‘ کا نعرہ لگایا ہے اور جب صداقت قرآن کے مضامین کے متعلق ملنے کی امید بندھ جاتی ہے تو آپ بھی چھوٹا سا رسالہ ’’تالیف کرنا‘‘ شروع کر دیتے ہیں تا کہ اس میں دوسروں کے ’’القاء‘‘ درج کر کے انہیں اپنا ’’القاء‘‘ ظاہر کیا جا سکے۔ ورنہ اگر ادھر تصنیف و تالیف شروع نہ ہو تو دوسروں کے مضامین حسب موقعہ کیسے اندراج پا جائیں گے اور اس دن سے بڑھ کر اور کون سا خوشی کا دن ہو سکتا ہے جب دوسروں کی کمائی ہتھیانے کا موقعہ میسر آ رہا ہو۔ پھر یہ اطلاع بھی ضروری ہے کہ مضمون لکھا جا رہا ہے۔ بھیجا جا رہا ہے یا نہ؟ تا کہ ’’کیف ما اتفق‘‘ جب اطلاع مل جائے گی تو وقت پر اشتہار بازی کی جا سکے گی۔ اب پنجابیوں کی کور ذوقی ملاحظہ فرمائیے کہ جو شخص ۱۹؍فروری ۱۸۷۹ء سے مضمون مانگ مانگ کر پچاس الماریاں بھر رہا ہے۔ ۱۹؍فروری ۱۸۹۹ء میں بھی نبی تو نبی مجدد ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ حالانکہ انہیں پتہ ہے کہ ہر صدی کے سرے پر نبی نہ سہی ایک مجدد تو آیا

کرتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ بیس سال تک مانگے کے مضامین سے کتابیں تالیف کرنے والے کو نبی مانا جاتا۔ مگر خیر علےٰ سبیل التنزل یہ کور ذوق اسے مجدد تو مان لیتے۔ مگر ان لوگوں کو بیس سال تک مضمون مانگنے کی قدر بھی ہو تو اور اے وائے ناقدری کہ آج ۱۹ر فروری ۱۹۵۰ء کو اسے مجدد تو کجا یہ لوگ شریف انسان ماننے کے لئے بھی تیار نہیں اور الٹا ''مضمون چور'' بتلاتے ہیں۔ تنہا صاحب کی آخری بات بھی سن لیجئے۔ شاید کام آجائے۔

''اس کے بعد ایک دوسرے خط مورخہ ۱۰ر مئی ۱۸۷۹ء میں تحریر فرماتے ہیں۔ کتاب براہین احمدیہ ڈیڑھ سو جزو ہے۔ جس کی لاگت تخمیناً نوسو چالیس روپیہ ہے اور آپ کی تحریر محققانہ ملحق ہو کر اور بھی زیادہ ضخامت ہو جائے گی۔''

نوسو چوہے کھا کر بھی بلی تو حج کو چلی گئی تھی۔ مگر آپ نے نوسو چالیس کی تعداد بلکہ اس سے کچھ زائد بھی ڈکار گئے اور پھر بھی حج پر نہ جاسکے۔ یہ ہیں ہمارے مرزا غلام احمد قادیانی جن کی سلطان القلمی کی مرزائیوں میں دھوم ہے اور یہ ہے ان کی تصانیف کا تانا بانا۔

سب سے آخر میں مصنف سیر المصنفین نے ان خطوط سے جو نتیجہ نکالا ہے وہ بھی سن لیجئے۔ ص۱۲۲ پر فرماتے ہیں۔ ''خطوط مندرجہ بالا کے اقتباسات سے یہ امر بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مولوی صاحب نے (یعنی مولوی چراغ علی نے) مرزا قادیانی کو براہین احمدیہ کی تالیف میں بعض مضامین سے مدد دی اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کو حمایت وحفاظت اسلام کا کس قدر خیال تھا۔ یعنی خود تو وہ یہ کام کرتے ہی تھے۔ مگر دوسروں کو بھی اس میں مدد دینے سے دریغ نہ کرتے تھے۔''

اب فرمایئے مرزائیوں کا مجدد یا مسیح موعود یا نبی اس مضمون چور کو ہونا چاہئے جو اپنی متاع محقر کو دوسروں کے فوائد جرائد سے زیب وزینت دیتا رہا ہو یا اس وسیع النظر اور وسیع القلب مولوی کو جو حمایت وحفاظت اسلام میں اس قدر انہماک وصمیمت رکھتا ہے کہ خود بھی لکھتا ہے۔ دوسروں سے بھی لکھواتا ہے۔ بلکہ دوسروں کو خود لکھ لکھ کے دیتا ہے تاکہ وہ اپنے نام سے اسے شائع کر کے خوش ہوں اور شاید اسی طرح کی تشویق وترغیب سے وہ حمایت اسلام پر آمادہ ہو جائیں۔

مرزائی دوستوں سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ تعصب وتنگ نظری سے بالا ہو کر اس بات پر غور فرمائیں کہ جس شخص کی علمی بضاعت ودیانت یہ ہو۔ وہ مجدد ومسیح تو بجائے خود مانا کیا

چھوٹے درجے کا صحیح الدماغ مصنف ومؤلف ثابت ہوسکتا ہے؟ اگر آپ کو مجدد و مسیح بنائے بغیر کھانا ہضم نہیں ہوتا تو پھر مولوی چراغ علی صاحب حاظر ہیں۔ جو کچھ بھی بنانا یا ماننا ہو انہیں بنایئے اور مانئے۔ کیونکہ وہ بہر صورت مرزا قادیانی سے زیادہ بڑے عالم زیادہ دیانت دار اور زیادہ باوقار تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس گمراہی سے نکالے۔ وما ذلك علىٰ اللّٰه بعزيز!

”اللهم اهد قومی فانهم لا يعلمون“

ملتان ۱۹؍فروری ۱۹۵۰ء

ابوالفضل جبروتی

توبہ

ان کی مضمون چوریاں توبہ
اور پھر سینہ زوریاں توبہ
کوئے دجال سے محامد کی
بھر کے لائے وہ بوریاں[1] توبہ
گا کے تمغوں کے گیت گھر گھر میں
دیں وہ بچوں کو لوریاں توبہ
خانۂ[2] پاک میں لگا کر آگ
جھانکتے ہیں وہ موریاں توبہ
قصر تاویل مرزائی میں
ہیں پچاسوں سٹوریاں توبہ
اب تو بے نمکیوں کا رونا ہے
کل تھیں وہ شورا شوریاں توبہ
جزو[3] اعظم افیم ڈلوا کر
ان کی معجون خوریاں توبہ
حق سے یہ چشم پوشیاں ہے ہے
حق سے یہ چشم کوریاں توبہ

ابوالفضل جبروتی!

---

[1] مرزا محمود نے اپنی ایک تقریر میں انگریزوں (جنہیں وہ مسیح بننے کی خاطر دجال کہتے ہیں) کی طرف سے تعریفی خطوں کی کئی بوریاں اور ان کی طرف سے ملے ہوئے تمغوں کے ٹوکروں کا فخریہ ذکر کیا تھا۔ یہ اسی طرف اشارہ ہے۔

[2] خانۂ پاک سے مراد پاکستان ہے اور آگ لگانے سے مراد مرزا محمود کا وہ خواب جس میں وہ پاکستان کو عارضی اور اکھنڈ ہندوستان کو اپنا مطمح نظر مانتے ہیں۔ موریاں جھانکنے سے مراد تاویلیں کرنا ہے۔

[3] مرزا قادیانی کو الہامی طور پر ایک معجون بتلائی گئی تھی جس کا جزو اعظم افیون تھا۔

[illegible]

قادیانیت

اور

اس کے مقتداء

حضرت مولانا نور الحق علویؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ ذی الجلال وولی النعمة والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم الرسل ونبی الرحمة وعلیٰ اٰلہ وصحبہ دعاة الحق وهداة الامة ۰ اما بعد!

اہل علم کو معلوم ہے کہ مجلس مستشار العلماء پنجاب کا قیام نہایت اہم حالات کے تحت پیش آیا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ مجلس کے شائع کردہ اغراض ومقاصد نہایت ہی مہتم بالشان اور وسیع وعالمگیر ہیں۔ مجلس اپنے فاضل کارکنوں کی ہمت اور خلوص سے روزانہ پیش قدمی میں مصروف ہے۔ چنانچہ مجلس کے عالیشان مقاصد میں سے دارالافتاء اور دار التدریس کا سلسلہ عرصہ سے کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

حال میں مجلس نے بڑے غور وخوض کے بعد ضروری سمجھا کہ توکلاعلی اللہ دار التبلیغ والمناظرہ کا افتتاح بھی عمل میں لایا جائے۔ چنانچہ اس کے مختلف شعبوں میں سے شعبہ ختم نبوت وابطال مرزائیت کو ضرورت وقت کے پیش نظر ترجیح دی گئی۔

فتنۂ قادیانیت کے متعدی جراثیم اور اس کے زہریلے اثرات سے اہل اسلام کے ایمان کو محفوظ ومصئون رکھنے کے لئے اس وقت تک علمائے کرام نے بہت کچھ مواد شائع کر کے امت مرحومہ کی پوری دستگیری کی ہے۔ ’’شکر اللّٰہ مساعیهم ‘‘ لیکن اس سلسلہ میں بعض اہم اور اصولی مباحث ابھی تک پردۂ اخفا میں مستور تھے۔ خداتعالیٰ نے اس خدمت کی توفیق مجلس مستشار العلماء کے ناظم محترم مولانا محمد نور الحق العلوی الحنفی کو بخشی اور انہوں نے روزنامہ آزاد لاہور کے مدیران فاضل کی استدعا پر ایک معرکۃ الآراء فاضلانہ مضمون قلم بند کیا۔ جس کی ایک قسط روزنامہ مذکور کے نمبر اوّل میں شائع ہوچکی ہے۔ مضمون اپنی بے نظیر خوبیوں کے لحاظ سے نہایت مفید، دل چسپ اور کئی جدتوں کا حامل ہے۔ بنابریں مجلس مستشار العلماء نے مضمون کی عام اشاعت کو ضروری خیال کرتے ہوئے اتفاق رائے سے فیصلہ کیا کہ مولانا موصوف کا یہ مضمون ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کیا جائے۔ تاکہ طالبان حق معلوم کر سکیں کہ قادیانی نبوت اور اس کے شرائع واحکام کی کڑیاں کہاں کہاں جا کر ملتی ہیں۔ چنانچہ اسی فیصلہ کے تحت یہ ٹریکٹ ناظرین کی خدمت میں ہدیۂ پیش کیا جاتا ہے۔ ناظرین سے توقع ہے کہ وہ خود اس کو غور سے مطالعہ فرمائیں گے اور دوسرے احباب کو بھی اس کی تبلیغ کر کے ثواب دارین حاصل کریں گے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا ہے۔ ’’بلّغوا عنّی ولو اٰیة‘‘

ناظرین! منتظر رہیں کہ اسی سلسلہ میں ٹریکٹ نمبر دوم بھی بہت جلد ان کی خدمت میں پہنچنے کا شرف حاصل کرے گا اور انشاء اللہ یہ سلسلہ برابر جاری رہے گا۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ!

قادیانی تحریک اور اس کے مقتداء

لا یصلح الناس فوضیٰ لا سراۃ لھم
ولا سراۃ اذا جھا لھم سادوا

قادیان کی خانہ ساز، نصرانیت میں سموئی ہوئی نبوت اور اس کے خود ساختہ الہامات واحکام درحقیقت ایک ہوش ربا معجون ہے۔ جو مختلف الاجناس اجزاء لاتجزیٰ سے مرکب ہے۔ اس معجون کے اجزاء کی تحلیل وتجزیہ کے لئے کم ازکم دور اسلام کے ژولیدہ دماغ، بدزبان یاوہ گو اشخاص کی تمامتر اختراعی اور ہذیان آمیز تاریخ کا بغور مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ اس کے بعد آپ کو معجون مذکور کے اہم اجزاء میں:

الف...... اگر کہیں مسیلمہ، اسود عنسی، مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب، بیان بن سمعان، رافضی، مغیرہ بن سعید عجلی رافضی، یزید بن ابی انیسہ خارجی، بابک حزمی محمد علی باب، بہاء اللہ جیسے متنبّی اور ان کے کفریہ دعاوی کے مقطر خلاصے نظر آئیں گے تو

ب...... دوسرے مواقع پر آپ سلیمان بن حسن باطنی، مقنع اعور حلولی مروڑی کے تعلّی آمیز دعوے اور لن ترانیاں بھی دیکھیں گے۔

ج...... پھر دوسرے مواقع پر آپ ابن راوندی ملحد، اور نظام اور خیاط معتزلی کے اپنے مخالفین پر علی الخصوص صحابہ کرام اور ان کی صحیح روایات وفتاویٰ واجماع پر جگر دوز چرکے بھی ملاحظہ کریں گے۔ غرض کوئی ایسا کذب وافتراء کوئی ایسی گالی اور پھبتی نہیں جو انفرادی حالت سے گذر کر اس ''کل الکل'' خانہ زاد نبوت میں مجتمع نہ ہو۔

فیا عجبا حتیٰ کلیب یسبتنا

بحث کی سہولت کے لئے ہم نے قادیانی تحریک کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ اصول ارتقاء کے پیش نظر مرزا قادیانی نے ہر حصہ میں شان تاسیس پیدا کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ حصص حسب ذیل ہیں۔

۱...... ختم المرسلین ﷺ کی نبوت کی طرح عام تام نبوت کا اعلان۔

۲...... اپنی نبوت منوانے کی خاطر اور پھر تسلیم کرا لینے کے بعد بے انتہاء شیخیاں اور تعلیاں۔

۳...... اپنی نبوت کے مخالفین اور منکرین پر سب وشتم کی بوچھاڑ، تاکہ شرفاً عزت کے خیال سے دبک جائیں اور معاملہ پایۂ تکمیل کو جا پہنچے۔ ظاہر ہے کہ اس مثلث آتشیں کی تکمیل سے اسلام وامتہ مسلمہ کے خلاف ایک مستقل مگر متضاد مرکز قائم ہو جائے گا۔

۴...... اس کے بعد یہ مرتبہ آتا ہے کہ اسلام کی سیزدہ صد سالہ روایات پر پانی پھیر دیا جائے۔ یعنی اس کے تمام تر لٹریچر کو لغو اور فضول قرار دیا جائے۔ تاکہ مرزائی لٹریچر کے لئے راستہ صاف ہو جائے۔ اس تمام تر بداندیشی کے لئے ضروری تھا کہ سب سے پہلے اصولی طور پر احادیث صحیحہ اور ان کے رواۃ علی الخصوص صحابہ کرامؓ پر بے اعتمادی کا کھلے لفظوں میں اظہار کیا جائے۔ اس ترتیب کے بعد مرزا قادیانی اور ان کے ظاہری اور خفیہ معتقد سمجھتے ہیں کہ کامیابی یقینی ہے اور قادیانی نبوت کا مہتاب خسوف سے محفوظ ومامون رہے گا۔ آئندہ ہماری خامہ فرسائی کا لب لباب ان حصص پر حسب اقتضائے وقت بحث کرنا اور ان میں مرزا قادیانی کی شان تاسیس دکھانا ہے۔ قال حسان بن ثابتؓ

لسانی صارم لا عیب فیہ
وتجری لا تکدرہ الدلا

حصہ اوّل

دعویٰ نبوت اور شان تأسیس

نصاریٰ ملاعنہ کی قدیم وجدید خدمات کے حوصلے پر مرزا قادیانی نے اپنی خانہ زاد نبوت میں ایسی شان تأسیس پیدا کی کہ عالم اسلام کے تمام تر کذابوں کو مات کر دیا۔ گذشتہ کذاب اپنی کامیابی اسی میں سمجھتے تھے کہ چند خواجہ تاش ان کے دعویٰ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور بس۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ حکومت اسلامی کے قیام کی صورت میں نبوت کا دعویٰ موت کا پیام ہے۔ بنابریں عیش، کامرانی، زعامت وقیادت کی جتنی گھڑیاں میسر ہوں۔ اتنی غنیمت ہیں۔

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

مگر مرزا قادیانی دیکھ رہے تھے کہ غلام آباد ہند میں حکومت نصاریٰ قائم ہے۔ افتراق امت مسلمہ اس کا غیر معمولی مشغلہ ہے۔ اس لئے آپ نے دعویٰ نبوت کیا تو اس شان سے کیا۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور سول کو نہیں مانتا۔ میرا منکر کافر ہے۔

(حقیقت الوحی ص ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۱۶۸)

’’میرے منکروں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔‘‘ (فتاویٰ احمدیہ ص ۱۸)

’’الہامات میں میری نسبت بارہا بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین، خدا کی طرف سے آیا ہے جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ، اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔‘‘

(انجام آتھم ص ۶۲، خزائن ج ۱۱ ص ۶۲)

’’کفر دو قسم ہے۔ ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا اور دوسرے یہ کفر کہ وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے۔ جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے اور پہلے نبیوں کی کتاب میں بھی تاکید پائی جاتی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے اور اگر غور سے دیکھا جائے تو دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۸۵)

شان تاسیس کی انتہاء

حقیقت الوحی کی مذکورہ بالا عبارت میں مرزا قادیانی ’’مسیح موعود‘‘ کے منکر یعنی اپنے منکر کو صریح کافر کہہ چکے ہیں۔ اب اپنی شان مامور من اللہی کو واشگاف کرتے ہیں اور اپنی خانہ ساز نبوت کی نوعیت بھی کھلے الفاظ میں ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ آنے والی نسلوں کو ان کے متعلق فیصلہ کرنے میں سہولت ہو۔ لکھتے ہیں: ’’یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہیں۔ وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں ہوسکتا۔‘‘ (تریاق القلوب ص ۱۳۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

اس عبارت کا مطلب کھلے الفاظ میں یہ ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مؤسس نبی مانتے ہیں۔ یعنی خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت حقہ اسلامیہ کے علاوہ مستقل شریعت اور احکام

جدیدہ لائے ہیں۔ اس نکتہ کے شائع ہونے پر یزید بن ابی انیسہ خارجی کی روح وجد میں آ گئی ہوگی کہ اس کی پرانی تمنا اور قدیم پیشین گوئی ایک مغل زادے نے پوری کردی۔

امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی تمیمی متوفی ۴۲۹ھ فرماتے ہیں۔

”ثم انه خرج عن قول جمیع الامة لدواه ان اللّٰه عزوجل سیبعث رسولًا من العجم وینزل علیه کتابا من السماء وینسخ بشرعه شریعة محمد ﷺ وزعم ان اتباع ذلك النبی المنتظر هوالصائبون المذکورون فی القراٰن (کتاب الفرق ص۲۶۳، کتاب اصول الدین ص۱۶۲) “ ﴿یزید بن ابی انیسہ خارجی نے اجماع امت اسلامیہ کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا کہ خداتعالیٰ آئندہ ایک پیغمبر عجم میں سے بھی مبعوث فرمائے گا۔ اس کو کتاب اور شریعت جدیدہ عطاء ہوگی۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی شریعت)(کلاً یا بعضاً) منسوخ کر دی جائے گی۔ اس کے متبعین صابی ہوں گے۔ جن کا ذکر قرآن حکیم میں موجود ہے۔﴾

بغدادی کی تصریح سے یہ راز سربستہ بھی کھلا کہ جناب مسیح موعود عجمی کے مریدین درحقیقت صابی ہیں۔ جن کا ذکر ان کے زعم میں قرآن میں موجود اور ان کے احکام فقہ اسلامی میں مذکور ہیں۔

بغدادی یزید مذکور کی تردید میں لکھتے ہیں۔

”کل من اقر بنبوة نبینا محمد ﷺ اقربانه خاتم الانبیاء والرسل واقربنا بید شریعة ومنع من نسخها وقال ان عیسیٰ علیه السلام اذا انزل من السماء ینزل بنصرة شریعة الاسلام ویحیی ما احیاه القرآن یمیت ما اماته القرآن والقراٰن نص علیٰ انه ﷺ خاتم النبیین وقد تواترت الاخبار عنه بقوله لا نبی بعدی ومن رد حجة القراٰن والسنة فهو الکافر (اصول الدین للبغدادی ص۱۶۳) “ ﴿سرور عالمؐ کی نبوت پر ایمان لانے کی چند شرائط ہیں۔ جن کے بغیر ایمان منظور نہیں۔ آپؐ کے خاتم الانبیاء ورسل ہونے کا اقرار، آپؐ کی شریعت کے دوام کا اعتقاد، شریعت اسلامیہ کے عدم نسخ (کلاً یا بعضاً) کا عقیدہ، اور اس بات کا اعتراف کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور شریعت اسلامیہ کی نشرواشاعت کریں گے۔ قرآن مجید کے احکام کو جاری اور خلاف قرآن کو مردود قرار دیں گے۔ قرآن صاف اعلان کر رہا ہے کہ حضور خاتم

النبیین ﷺ ہیں۔ پھر حضور ﷺ سے بہ تواتر مروی ہے کہ میرے بعد کسی قسم کا (ظلی، بروزی، غیر تشریعی، تجدیدی) نبی نہیں آ سکتا۔ ان حالات میں جو شخص قرآن اور حدیث متواتر کا انکار کرے وہ کٹر کافر ہے۔ (یزید بن ابی انیسہ ہو یا اس کی شہ پر کوئی اور اپنے آپ کو نبی پیش کرے)﴾

وكم امنية جنبت منية

بابک خرمی اور مرزا قادیانی

علیٰ ہذا القیاس مرزا قادیانی کے ادعائے نبوت سے یزید بن ابی انیسہ کی طرح بابک خرمی کو کچھ کم سرور حاصل نہ ہوا ہوگا۔ بابک فرقہ خرمیہ کا پیشوا ہے۔ اس فرقہ کو اصحاب مقالات اباحیہ کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ امام ابومنصور بغدادی نے اس فرقہ کو مرتدین میں شمار کیا ہے۔ بابک مقام خرم (قریب اردبیل) کا باشندہ ہے۔ اس نے اپنی دعوت علاقہ آذربیجان میں شروع کی اور خالص عجمی نبوت کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ تمام محرمات حلال ہیں۔ تمام انسان زن وزر میں مساوی اور شریک ہیں۔ ’’وزعم الخرمية ان الرسل تترى لا آخر لهم (الفرق ص۳۳۲، اصول الدين ص۱۵۸)‘‘ ﴿اس کے ساتھ خرمیہ کا عقیدہ ہے کہ نبوت ہمیشہ جاری رہے گی۔﴾

خرمیہ اپنی تحریک کا اصل بانی شروین نامی شخص کو قرار دیتے ہیں۔ جو دور جاہلیت میں گذرا ہے۔ اس کی نسبت ان کا عقیدہ حسب ذیل ہے۔

’’ويزعمون ان شروين افضل من محمد ومن سائر الانبياء‘‘ ﴿ان کا عقیدہ ہے کہ شروین تمام انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل سے بھی افضل ہے۔﴾

اسی قسم کے خیالات مرزا قادیانی نے بھی ’’له خسف القمر المنير‘‘ میں ظاہر کئے ہیں۔ جس کی تفصیل آ رہی ہے۔

خلفائے عباسیہ نے بابک کے مقابلہ کے لئے بہت کوششیں کیں۔ آخر معتصم کے زمانہ میں افشین حاجب، ابودلف عجلی، جیسے نامور سپہ سالاروں نے بیس سال کی پیہم سعی کے بعد اس کو شکست دی۔ بابک اور اس کا بھائی اسحاق بن ابراہیم گرفتار کر کے خلیفہ معتصم کے سامنے لائے گئے اور ’’سرمن رای‘‘ میں سولی پر لٹکا دیئے گئے۔

بغدادی بابک کی تحریک کے متعلق لکھتے ہیں۔

’’وذكر اصحاب التواريخ ان دعوة الباطنية ظهرت اولاً فى زمان

المامون وانتشرت فی زمان المعتصم وذكروا انه دخل فی دعوتهم افشين صاحب جيش المعتصم وكان مراهناً لبابك الخرمی وكان الخرمی مستعصياً نباحية البدين وكان اهل جبله خرمية علی طريقة المزدكية فصارت الخرمية مع الباطنية يدا واحدة واجتمع مع بابك من اهل البدين وممن انضم اليهم من الديلم مقدار ثلث مائة الف رجل واخرج الخليفة لقتالهم الافشين فظنه ناصحا للمسلمين وكان فی سره مع بابك وتوانی فی القتال معه ودله علی عورات عساكر المسلمين وقتل الكثير منهم ثم لحقت الامداد بالافشين ولحق به محمد بن يوسف الثغری وابودلف العجلی ولحق به بعد ذالك قواد عبدالله بن طاهر واشتدت شوكة البابكية والقرامطة علیٰ عسكر المسلمين...... ودامت الحرب بين الفريقين سنين كثيرة الیٰ ان اظفرالله المسلمين بالبايكيه فاسر بابك وصلب بسر من رای ٢٢٣ھ ثم اخذ اخوه اسحاق وصلب ببغداد مع المازيار صاحب المحمرة بطبرستان وجرجان ولما قتل بابك وظهر للخليفه غدر الافشين وخيانته للمسلمين فی حروبه مع بابك فامر بقتله وصلبه (الفرق ص٢٦٨)” ۞مورخین کا بیان ہے کہ تحریک باطنیہ ابتداء زمانہ مامون میں شروع ہوئی اور زمانہ معتصم میں پھلی پھولی۔ بقول مؤرخین خلیفہ معتصم کا سپہ سالار افشین حاجب بھی تحریک باطنی کا معتقد تھا اور بابک کے ساتھ اس کے بعض خفیہ معاہدے تھے۔ خرمی نے علاقہ بدین میں بغاوت شروع کی اور بابک کے کوہ (سیام) کے باشندے خرمی مذہب اور مزدک کے متبع تھے۔ پس خرمی اور باطنی باہم متحد ہوکر مسلمانوں کے مقابلہ میں ڈٹ گئے۔ علاقہ بدین اور دیلم سے ملاکر بابک کی جمعیت تقریباً تین لاکھ تھی۔ خلیفہ معتصم نے ان کے مقابلہ کے لئے افشین حاجب کو روانہ کیا۔ مگر وہ دل سے بابک کے ساتھ تھا۔ اس لئے اس نے مقابلہ میں سستی دکھائی۔ بلکہ مسلم فوج کے رخنوں پر اس کو مطلع کیا۔ جس سے بابکیوں نے بہت سے مسلمان قتل کر دیئے۔ بعد ازاں افشین کو کمک پہنچی اور محمد بن یوسف ثغری، ابودلف قاسم بن عیسیٰ عجلی جیسے نامور سپہ سالار میدان میں جا پہنچے۔ ادھر عبداللہ بن طاہر (مشہور سپہ سالار) کے فوجی افسر بھی میدان میں آ گئے۔ لیکن بایں ہمہ بابکیہ اور قرامطہ کی جمعیت مسلمانوں کی عسکری طاقت پر غالب رہی۔ یہ جنگ سالہا سال تک جاری رہی۔ تاآنکہ خداتعالیٰ نے مسلمانوں کو بابکیہ پر فتح

ونصرت عطاء کی۔ بابک ۲۲۳ھ میں گرفتار ہوکر ''سرمن رای'' میں سولی پر لٹکا دیا گیا۔ بعدازاں اس کے بھائی اسحاق کو مازیار (مقتدائے محرہ درطبرستان وجرجان) کے ساتھ گرفتار کر کے بغداد میں دار پر لٹکا دیا گیا۔ بابک کے قتل کے بعد خلیفہ معتصم کو معلوم ہوا کہ افشین حاجب بابکی اور غدار ہے۔ اس کی خیانت اور غدر سے جنگ نے طول کھینچا۔ اس پر خلیفہ نے اس جرم میں افشین کو بھی قتل کر کے دار پر کھینچا۔ ﴾

بغدادی خرمیہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''وقال اهل السنة بتكفير كل متنب سواء كان قبل الاسلام كزردشت ويوذ اسف وماني ومزدك اوبعده كمسيلمة وسجاح والاسود العنسي وسائر من كان بعدهم من المتنبئين (الفرق ص۳۳۳)'' ﴿اہل سنت نے بالاتفاق ہر ایک متنبّی کی تکفیر کی خواہ اسلام سے پیشتر گذرا ہو جیسے زردشت، یوذ آسف، مانی، مزدک یا بعدازاسلام ہو جیسے مسیلمہ کذاب، سجاح، اسود عنسی اور تمام وہ متنبّی جو آج تک ہوتے آئے ہیں۔ ﴾

عجمی نبوت اور اس کا فلسفہ

دنیاء رقابت کا گہوارہ ہے۔ اجناس وانواع، اصناف وافراد میں سے ہر ایک کسی نہ کسی طرح اس جذبہ کا شکار ہوتا ہے۔ بعثت ختم المرسلین ﷺ کے وقت بخیال عرب عالم کی تقسیم اس طرح تھی۔ عرب، عجم، عرب پھر دو بڑے حصوں میں تقسیم تھا۔ ربیعہ ومصر ہر سہ حصص کی باہمی رقابت سے صفحات تاریخ مملو ہیں۔ حضور ﷺ کی بعثت کے بعد عجم کی دیرینہ رقابت نے شعوبیہ کی صورت اختیار کر لی۔ شعوبیہ وہ جماعت ہے جو عجم کو عرب پر ہر حیثیت سے ترجیح دیتی ہے۔ (تفصیل کے لئے دیکھو بلوغ الارب للالوسی ج۱ ص۱۵۹) شعوبیہ دل سے چاہتے ہیں۔ کہ زعاست اور قیادت کی زمام عرب کے ہاتھ سے نکل کر پھر عجم کے ہاتھ میں آ جائے۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ زردشت نے گشتاسب سے کہا کہ حکومت ایران سے ہٹ کر روم ویونان کو ملے گی۔ پھر دوبارہ ایران کے قبضہ میں آئے گی۔ بعدازاں ایران سے عرب کے قبضہ میں جائے گی۔ اس کے بعد پھر ایران اس پر قبضہ کرلے گا۔ زردشت کی اس پیشین گوئی پر جاناسب منجم نے صاد کیا اور لکھا کہ ظہور زردشت سے ایک ہزار پانچ سو سال بعد سلطنت پھر ایران میں منتقل ہو جائے گی۔ فرقہ باطنیہ کا ایک لیڈر ابوعبداللہ عروی علم نجوم کا ماہر اور مجوسیت کا حامی گذرا ہے۔ اس نے اس

مسئلہ پر مستقل کتاب تصنیف کی ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت سے (۱۸) صدی بعد ایک زعیم پیدا ہوگا۔ جو مجوسی حکومت کو از سر نو قائم کر کے تمام روئے عالم پر مستحکم مجوسی سلطنت کرے گا۔ (الفرق ص ۲۷۱)

اسی قسم کی خرافات متناقضہ سے متأثر ہوکر اور اسی خبیث جذبہ کے ماتحت یزید بن ابی انیسہ خارجی عجمی (ساکن مرو) نے خالص عجمی نبوت کا پادر ہوا خیال گھڑا۔ جو نصوص قطعیہ کے سراسر خلاف، اور کفر و مجوسیت ہے۔ نیز یہی رقابت کا جذبہ ہے۔ جس کے تحت میں خوارج نے اپنے لیڈروں کو جو ربیعہ وغیرہ اقوام سے تعلق رکھتے تھے۔ امام وقت قرار دے کر ان کے مخالفین کی تکفیر کی۔ بغدادی لکھتے ہیں۔ ”خلاف قول الخوارج بامامة زعمائهم الذين كانوا من ربيعة وغيرهم كنافع بن الارزق الحنفي ونجدة بن عامر الحنفي وعبدالله بن وهب الراسبي وامثالهم عناداً منهم لقول النبي ﷺ الائمة من القريش (الفرق ص ٣٤٠،٣٤١)“ ﴿خوارج نے حضور ﷺ کے ارشاد الائمہ من قریش کا عناداً خلاف کرتے ہوئے اپنے خود ساختہ لیڈروں کو امام وقت قرار دیا۔ (ان کے تمام مخالفین کو جہنمی اور کافر قرار دیا) جو اکثر ربیعہ سے تھے۔ جیسے نافع بن ارزق، نجدہ بن عامر (از قوم حنفیہ) عبداللہ بن وہب راسبی وغیرہ۔﴾ مرزا قادیانی چشم براہ تھے۔ آپ نے اس خیال کو لبیک کہا اور خود بدولت نے بے دھڑک اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔

رقابت عجم کے ہولناک نتائج

عجم گو عرب کے سیلاب سے بہ نکلا۔ عرب نے ان کی سلطنتوں کو تہ و بالا کر کے عربی حکومت کی بنیادیں استوار کیں۔ پھر عجم مشرف باسلام بھی ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا۔ مگر آتش رقابت کا جذبہ بحالہا قائم رہا۔ عجم خواہ ایرانی تھے یا بربر۔ ہندی و ترک تھے یا خزر۔ ان تمام کے قلوب جوش رقابت سے کبھی خالی نہیں ہوئے۔ تاریخ اسلام کا ماہر اس اہم نکتے کو اچھی طرح سمجھ سکتا ہے۔ حضرت شیخ مہاجر الحاج مولانا محمد عبیداللہ عم فیضہم اپنی کتاب ”التمجید فی ائمة التجدید“ میں لکھتے ہیں۔ ”رقابت مذکور نے نہ صرف سیاسی، اقتصادی، معاشرتی میدانوں میں تصادم پیدا کیا۔ بلکہ بعض خالص مذہبی، معرکۃ الاراء مسائل بھی اسی کے منتفی پیدا ہوئے۔ خلق قرآن کا مسئلہ بھی عجمی رقابت کی خبیث اختراع ہے۔“

”عجم نے جب دیکھا کہ عرب کو قرآن حکیم کے اعجاز پر بڑا ناز ہے تو نظام معتزلی نے (جو دراصل ابن عطاء معتزلی کے بعد دوم نمبر کا لیڈر شمار ہوتا ہے) بے لگی لپٹی صاف لفظوں میں کہا کہ ”نظم قرآن معجز نہیں۔“ (الفرق ص ۱۲۸، اصول الدین ص ۱۰۸)

”علیٰ ہذا القیاس راہب معتزلہ ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح المعروف بہ مردار معتزلی نے صاف لفظوں میں کہا کہ قرآن معجز نہیں بلکہ انسان اس سے بہتر لکھ سکتا ہے۔“ (الفرق ص ۱۵۱)

”اسی طرح اکثر معتزلہ اسی کے قائل ہیں کہ قرآن حکیم کی نظم معجز نہیں۔ بلکہ عرب کے علاوہ ترک، زنگی، خزر اس سے بہتر تالیف پیش کر سکتے ہیں۔“ (الفرق ص ۲۱۸، ۳۳۵)

لیکن ان شوریدہ سر جاہلوں کے علاوہ دوسرے بعض عجمیوں نے مصلحت وقت کا لحاظ کرتے ہوئے توڑ مروڑ کر یوں کہا۔ ”القرآن کلام اللہ مخلوق“ یعنی قرآن خود ساختہ ہے۔ اسی بناء پر ناصر سنت، مجدد دین حنیف امام احمد بن حنبلؒ نے نہایت سختی اور پامردی سے اس فتنۂ ہائلہ کا مقابلہ کیا اور اس کو بیخ و بن سے اکھیڑ پھینکا۔ ائمہ حدیث وفقہ کی بکثرت تصریحات موجود ہیں کہ امام احمدؒ اگر اس وقت سینہ سپر نہ ہوتے تو اسلام صفحۂ عالم سے مٹ جاتا۔ (دیکھو تاریخ خطیب بغدادی، مناقب امام احمد از ابن جوزی) امام ابو منصور عبدالقاہر بغدادی نے اس تمام تر تفصیل کو ایک جامع و مانع جملہ میں یوں ادا کیا ہے۔ ”وما ظهرت البدع والضلالات فی الادیان الا من ابناء السبایا کما روی فی الخبر (الفرق ص ۱۰۱)“

رہے ربیعہ اور مضر، ختم نبوت کی سعادت جب مضر کے ہاتھ آئی تو ربیعہ بہت چراغ پا ہوئے۔ اسی بناء پر مسیلمہ کذاب نے (جو ربیعہ کا سر برآوردہ لیڈر تھا) حضور ﷺ کو لکھا کہ میں نبوت میں آپ کا سہیم اور شریک ہوں۔ پھر بنو حنفیہ (از ربیعہ) نے سرور کونینؐ کے آخری دور حیات میں موقع غنیمت سمجھ کر مسیلمہ کی نبوت کا اعلان کر دیا۔ تاکہ مضر کی طرح ربیعہ بھی نعمت نبوت سے محروم نہ رہے۔ اسی لئے عبداللہ بن خازم سلمی نے خراسان میں خطبہ دیتے ہوئے کہا تھا۔ ربیعہ اس وقت سے پیچ و تاب میں ہے جب سے خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو مضر سے مبعوث فرمایا۔ یہ تمام واقعات (الفرق للبغدادی ص ۲۶۵ تا ۲۸۶) سے ماخوذ ہیں۔

بس یہ ہے حقیقت پنجابی نبوت اور عجمی پیغمبری کی۔ ایک مغل زادے عجمی سے یہی توقع ہوسکتی تھی کہ وہ اپنے پیشرو یزید بن ابی انیسہ خارجی بابک خرمی کی عملاً واعتقاداً تصدیق کر کے عربی مضری نبی (ﷺ) کی تمام تر تصریحات اور تعلیمات متعلقہ ختم نبوت کو ٹھکرا دے۔

نیز یہ بھی واضح ہوگیا کہ جس جذبہ کے تحت ختم نبوت کا انکار کیا جاتا ہے۔ اس کا لب لباب عداوت عرب ومضر ہے۔ اس انکشاف کے بعد مرزا قادیانی کے ذیل کے تلبیسات کی قلعی خود بخود کھل جاتی ہے۔ لکھتے ہیں: ”اور اس بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ مگر محمد ﷺ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس رہی۔“ علیہ الصلوٰۃ والسلام!

(ضمیمہ حقیقت نبوت ص۲۶۹)

نیز لکھتے ہیں۔ ”پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب میں یہ وحی الٰہیہ ہے۔ ”محمد رسول اللّٰہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم“ اس وحی الٰہیہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔“ (ضمیمہ حقیقت النبوۃ ص۲۶۱،۲۶۲)

نکتہ

دیکھا آپ نے! مریدوں کا مال ہتھیانے والے کس طرح غیروں کے اسماء واعلام پر بے تکلف قبضہ کرتے ہیں اور اس میں ان کو خدا سے ذرہ بھر شرم وحیا دامنگیر نہیں ہوتی۔ جہاں تک دجالوں اور کذابوں کی تاریخ کا تعلق ہے۔ مرزا قادیانی اس باب میں بھی فریدۂ دہر اور یکتائے زمان ہیں۔

الا قبح اللّٰہ الضرورۃ انھا
تکلف اعلیٰ الخلق ادنی الخلائق

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا دو عبارتوں سے ایک اور راز سربستہ بھی کھلتا ہے۔ وہ یہ کہ مرزائیوں کا فہیم طبقہ جہاں محمد رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھتا ہے۔ محمد رسول اللہ کہتا ہے وہاں اس کی مراد صرف مرزا قادیانی سے ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کریں تو اپنے خودساختہ نبی کی بعض اہم تصریحات کے مومن ومعتقد نہ ہوئے۔ جو ان کے ہاں صریح کفر ہے۔ اس نکتہ کو ذہن نشین کر لینے کے بعد یورپ میں اشاعت اسلام کے بلند بانگ دعاوی اور سیرت کے جلسوں کی تگ ودو کی حقیقت الم نشرح ہو جاتی ہے۔ ختم المرسلین ﷺ نے ایسے گروہ اور افراد کے متعلق صحیح فرمایا ہے۔

”المتشبع بما لم یعطہ کلا بس ثوبیٰ زور“

وگر از سر گرفتم قصۂ زلف پریشاں را

گذشتہ تصریحات میں ہمارا موضوع سخن یہ تھا کہ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت میں

ایسی شان تأسیس پیدا کی کہ تمام متنبیوں کو پیچھے چھوڑ گئے۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اس دعویٰ میں حقیقی انبیاء حتیٰ کہ ختم الرسل (علیہم الصلوٰۃ والسلام) پر بھی اپنی برتری ثابت کرنے میں زور قلم صرف کر دیا ہے۔

لکھا ہے۔ ”اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ وہ معجزات کہاں ہیں۔ صرف یہی جواب نہیں دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں۔ بلکہ خدا کے فضل وکرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھلائے ہیں کہ بہت ہی کم ایسے نبی آئے جنہوں نے اس قدر معجزات دکھلائے ہوں۔“ (حقیقت الوحی ص۱۳۶، خزائن ج۲۲ ص۵۷۴)

”بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس نے اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی ﷺ کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ یقینی اور قطعی طور پر محال ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

”خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۳۷، خزائن ج۲۲ ص۵۷۵)

”میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے اور اس نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشانات ظاہر کئے ہیں۔ جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔“ (جیسے منکوحہ آسمانی، انجام آتھم، مولوی ثناء اللہ سے مباہلہ وغیرہ کی پیشین گوئیاں۔ مؤلف)

(تتمہ حقیقت الوحی ص۶۸، خزائن ج۲۲ ص۵۰۳)

”ان چند سطروں میں جو پیش گوئیاں ہیں۔ وہ اس قدر نشانوں پر مشتمل ہیں جو دس لاکھ سے زائد ہوں گے۔ (دروغ گورا قطعہ نباشد) اور نشان بھی ایسے کھلے جو اوّل درجہ پر خرق عادت ہیں۔“ (متنبیانہ اردو پر قربان جایئے) (براہین احمدیہ ج۵ ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے (تحفہ گولڑویہ ص۴۰، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) پر جناب ختم المرسلین ﷺ کے معجزات کی تعداد تین ہزار لکھی ہے اور (براہین احمدیہ ج۵ ص۵۶، خزائن ج۲۱ ص۷۲) پر اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ سے زائد بتلائی ہے۔ جس سے مرزا قادیانی اپنے آپ کو ختم المرسلین پر فائق ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی اس تفوق کا فیصلہ بھی خود ہی صاف لفظوں میں کرتے ہیں۔ کہا ہے

له خسف القمر المنير وان لی
غسا القمران المشرقان اتنکر

ترجمہ: اس کے لئے چاند کا خسوف ظاہر ہوا، اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔ (اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

واضح رہے کہ شعر کا یہ غیر مہذب اور پھسپھسا ترجمہ بھی خود مرزا قادیانی علیہ ما علیہ نے کیا ہے۔ اس دجال کو بے ادبی کرتے اور پھر جھوٹ بولتے ذرہ بھی شرم نہیں آتی۔ آخر عجمی نبوت تو ہے۔

نتیجة المبحث

یہ نہایت اجمالی خاکہ ہے۔ اس نبوت کا جو یونین جیک کے ظل عاطفت میں ایک عجمی نژاد مغل نے رچائی۔ مسیلمہ اور اسود کو کہاں حوصلہ تھا کہ وہ اتنی صریح جھوٹی بڑیں ہانکتے۔ مغیرہ بن سعید مقتول رافضہ اور مختار بن ابی عبید ثقفی، قتیل مصعب بن زبیر کو کب یارا کہ وہ اتنی شیخی پر اتر آئیں۔ کیونکہ عرب جھوٹے بولنے کو دامن شرافت پر بدترین دھبہ خیال کرتے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ جھوٹ بولنے سے انسان سوسائٹی میں ذلیل شمار ہوتا ہے۔ اس کی وقعت خاک میں مل جاتی ہے۔ حتیٰ کہ سخت ترین دشمن کے حق میں بھی صدق ودیانت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑتے تھے۔ قصہ ہرقل وابوسفیان اس کی زندہ شہادت موجود ہے۔ انتہا ہے کہ دور جاہلیت کا مشہور جنگجو، رئیس مہلہل بن ربیعہ کسی شعر میں اتفاقاً غلوآمیز مبالغہ کر بیٹھا۔ مگر آج تک کذاب لکھا جارہا ہے۔ راعی نمیری (شاعر اسلامی) بذلہ سنجی کے رنگ میں کبھی کوئی ظریفانہ مضمون باندھ دیتا، مگر تذکرہ نویسوں میں کذاب مشہور ہے۔

رہا یزید بن ابی انیسہ اس کو دعوائے نبوت کی توفیق ہی نہیں ہوئی۔ وہ تو ایک عجمی نبی کے لئے پیشین گوئی کر کے دارالبوار کو سدھار گیا۔ البتہ بیان بن سمعان تمیمی کو کسی قدر حوصلہ ہوا تھا۔ وہ تصریح کر گیا کہ: ”علاوہ نبوت کے بطور تناسخ، خود روح الٰہی مجھ میں حلول کئے ہوئے ہے۔“

(الفرق ص ۱۲۷)

گو قاضی یار محمد مرزائی کی تصریح کے مطابق مرزا قادیانی کے خدا کا معاملہ مرزا قادیانی کے ساتھ حلول روح سے بہت ارفع واعلیٰ ہے۔ نیز بیان بن سمعان نے اپنی سادہ لوح سے دعویٰ کیا کہ قرآن شریف کی آیت سے ایں جانب مراد میں ہوں۔ ”ھذا بیان

للناس وھدی وموعظة للمتقین ’’لیکن مرزا قادیانی کی شان تاسیس پر قربان جایئے کہ آپ کو قادیان تک کا نام قرآن شریف میں صاف نظر آتا تھا۔‘‘ ولقد صدق من قال ’’حبك الشي یعمی ویصم‘‘

مرزا قادیانی کی طرفہ تر، لن ترانیاں

تعلّٰی آمیز دعاوی میں بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کی گرد کو نہیں پہنچا، اس سلطان القلم نے تکبر اور شیخی کے وہ بے پناہ مظاہرے کئے کہ ’’انا خیر منه‘‘ کا دعویٰ ان کے سامنے ہیچ نظر آتا ہے۔ آپ ہی نے کہا ہے۔

صد رسولے نہاں بہ پیراہنم

پھر کہا:

عیسیٰ کجاست تابہ نہد پابہ منبرم

ایک موقع پر کہا:

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(باشد کی بھی ایک ہی کہی)

مزید برآں کہا ہے۔

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آں جام رامرا بہ تمام

(نزول المسیح از مرزا)

کہیں آپ نے آدم، پھر نوح، پھر ابراہیم ومحمد (ﷺ) ہونے کا دعویٰ کیا اور تو اور کرشن اور نانک بھی بنے۔

ناظرین یقین کریں کہ مرزا قادیانی کے پیش رووں میں ایک شخص بھی باوجود امتداد زمان اور تبدل احوال اس حوصلہ کا نہیں ہوا۔ کیونکہ سلیمان بن حسن باطنی سے فقط اتنا ہی بن پڑا کہ جب وہ مسلمانوں کے ہاتھوں میدان جنگ میں بری طرح شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا تو

اس نے فاتح مسلمانوں کے نام ایک قصیدہ لکھ کر بھیجا جس کے دو شعر حسب ذیل ہیں۔

الست انا المذكور فی الكتب كلها
الست انا المنعوت فی سورة الزمر
سأملك اهل الارض شرقا ومغرباً
الیٰ قیروان الروم والترك والخزر

ترجمہ: کیا میں وہی نہیں جس کی پیشین گوئی تمام کتب مقدسہ میں موجود ہے۔ کیا میں ہی وہ ہستی نہیں کہ جس کی تعریف میں سورہ زمر شاد کام ہے۔ عنقریب میں تمام یورپ اور ایشاء پر قابض ہو جاؤں گا۔ قیروان سے لے کر ترک و خزر تک سب پر میرا قبضہ ہوگا۔

سلیمان بن حسن باطنی

سلیمان بن حسن فرقۂ باطنیہ کا خونخوار جنگجو، بحریک کا رہنے والا تھا۔ ۳۱۱ھ میں اس نے بصرہ کو لوٹا۔ ۳۱۲ھ میں حاجیوں کو راستہ میں جالیا اور بیدریغ قتل کیا۔ ۳۱۳ھ میں کوفہ کو پامال کیا۔ ۳۱۷ھ میں عین حج کے موقع پر بیت الحرام پر حملہ آور ہوا۔ تمام طواف کرنے والوں کو قتل کر کے ان کی لاشوں سے چاہ زمزم کو بھر دیا اور حجر اسود کو ’’كم تعبد فی الارض من دون الله‘‘ سے خطاب کر کے اکھیڑ پھینکا اور بحرین لے گیا۔ نیز مکہ معظّمہ سے سات سو کنواری لڑکیاں گرفتار کر کے ساتھ لے لیں۔ ۳۱۸ھ میں اس نے دارالسلطنت بغداد پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کیا۔ جب مقام ہیت پہنچا تو چھت سے کسی عورت نے اس کے سر پر اینٹ ماری جس سے وہ وہیں ہلاک ہو گیا اور قرامطہ کی طاقت ٹوٹ گئی۔ ۳۲۹ھ میں حجر اسود ابراہیم بن محمد نیشاپوری کے ذریعہ پھر مکہ معظّمہ پہنچا۔ سلیمان بن حسن کے مظالم اور اس کی عسکری قوت کو دیکھ کر انسان دنگ رہ جاتا ہے۔ اس فرعونی بل بوتے پر اگر وہ مذکورہ بالا کفریہ تعلّیٰ ہانکے تو چنداں تعجب نہیں۔ مگر مرزا قادیانی اور تعلیاں؟

وقد سال من ذلٍّ علیك القراقر

مقنع اعور حلولی

رہا فرقہ مبیضہ کا مقتدا، مقنع اعور، حلولی، عجمی۔ وہ مرزا قادیانی کی طرح کہا کرتا تھا۔ میں خدا ہوں۔ کبھی آدم کی صورت میں تھا۔ پھر نوح و ابراہیم و محمد کی صورتوں میں نمودار ہوا۔ پھر علی مرتضیٰ اور اولاد علی کے روپ بدلتا ہوا ابو مسلم خراسانی (صاحب دعوت عباسیہ) میں ظاہر ہوا۔

بعدازاں خود مقنع کی صورت میں اس شخص کا نام ہشام بن حکیم ہے۔ اس کے چہرے پر ہمیشہ برقعہ رہتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ میرے جمال جہانتاب کو دیکھنے سے جل جانے کا اندیشہ ہے۔ اسی لئے اس کو مقنع کہتے ہیں۔ کوہ سیام میں اس کا زبردست مستحکم قلعہ تھا۔ جس کی دیوار تقریباً سوفٹ چوڑی تھی۔ قلعہ کے گرداگرد نا قابل عبور خندق تھی۔ خلیفہ مہدی نے معاذ بن مسلم کو ستر ہزار فوج دے کر مقنع کے مقابلہ کے لئے بھیجا۔ بعدازاں سعید بن عمرو الجرشی کو بطور کمک روانہ کیا۔ جنگ کئی سال جاری رہی۔ سعید نے لوہے کی تین سو سیڑھیاں تیار کرائیں۔ تاکہ خندق کو عبور کیا جاسکے۔ اس کے علاوہ ملتان سے بھینس کی دس ہزار کھالیں منگوائیں۔ جن کو ریگ سے پر کر کے خندق کو پاٹا گیا۔ بڑے معرکوں کے بعد مقنع کی تیس ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے اور باقی ماندہ تہہ تیغ کر دی گئی۔ مقنع نے قلعہ میں ایک تنور کے اندر تانبا پگھلا رکھا تھا۔ شکست دیکھ کر تنور میں کود پڑا اور پگھل گیا۔ جب اس کا کچھ پتہ نہ چلا تو اس کے معتقدین نے کہا شروع کیا کہ آخر خدا تو تھا ہی اپنے عرش کی طرف چلا گیا۔

اتنی زبردست طاقت وجمعیت کے ہوتے ہوئے اگر مقنع مذکورہ کفریات بکے تو ان کو دولت وطاقت واقتدار کا نشہ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن نصاریٰ کی ابدی غلامی کی تعلیم دینے والے مرزا قادیانی کے پاس بجز خشک مراق اور مرض ہسٹریا کے رکھا ہی کیا ہے۔

سب وشتم میں مرزا قادیانی کی بے رنگی

ارشاد رسالت مآبؐ: ’’واذ خاصم فجر ‘‘ کے مطابق مرزا قادیانی اس فن میں بھی خصوصی شان کے مالک ہیں۔ خود ہی فرماتے ہیں۔

بد تر ہر ایک بد سے ہے جو بدزبان ہے
جس دل میں ہو نجاست بیت الخلا وہی ہے

(درثمین اردو ص۸۲)

دوسرے موقع پر لکھا ہے۔ ’’گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریق شرافت نہیں۔‘‘

(ضمیمہ اربعین نمبر۴ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱)

لیکن باایں ہمہ عام فرزندان توحید کی نسبت مرزا قادیانی کے اقوال حسب ذیل ہیں۔

ان العدی صاروا خنازیر الفلا
ونسائهم من دونهن الا کلب

ترجمہ: میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہیں اوران کی عورتیں کتیوں سے بھی بدتر ہیں۔

(نجم الہدیٰ ص١٠، خزائن ج١٤ص٥٣)

”سب مسلمانوں نے مجھے مان لیا۔ مگر بدکاراورزانیہ عورتوں کی اولاد نے نہیں مانا۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص٥٤٧، خزائن ج٥ص٥٤٧)

”جوہماری فتح کا قائل نہ ہوصاف سمجھا جائے گا کہ اس کوولدالحرام بننے کا شوق ہےاور وہ حلال زادہ نہیں حرام زادہ کی یہی نشانی ہے کہ سیدھی راہ اختیار نہ کرے۔“

(انوارالاسلام ص٣٠، خزائن ج٩ص٣١)

”اے بدذات فرقۂ مولویان۔“ (انجام آتھم ص٢١، خزائن ج١١ص٢١)

مولوی سعداللہ مرحوم کے حق میں کہا ہے۔ ”من صادق نیستم اگرتو اے نسل بدکاران بذلت نہ میری۔“ (انجام آتھم ص٢٨٢، خزائن ج١١ص٢٨٢)

مرزاقادیانی اورابن راوندی

سب وشتم کے بات میں مرزاقادیانی کا پیش رو، مشہور ملحد، بدزبان، ابوالحسین احمد بن یحییٰ راوندی (المتوفی قرب ٣٥٠ھ) اوراس کے تمام پیروان کاراور متبعین ہیں۔ کتاب الانتصار ١٦٣ (مؤلفه ابوالحسين عبدالرحيم الخياط المتوفى فى اوّل القرن الرابع) میں ان کی طرف سے مسئلہ امامت پر ذیل کی تصریحات نقل ہوئی ہیں۔

”وان من انكره وخالفه وجحد امامته فكافر مشرك ولد لغير رشدة“ ”جوشخص ہمارے (خودساختہ) امام وقت کونہ مانے اوراس کا خلاف وانکارکرے وہ کافر، مشرک، ولدالحرام ہے۔

لیکن اس ڈھٹائی کا کیا ٹھکانا کہ ایک مخبوط الحواس اٹھے اور کہے ”مجھے مانو جوشخص مجھے نہ مانے گا اس کوولدالحرام بننے کا شوق ہے۔“

اسلام کی سیزدہ صدسالہ مساعی علمیہ کا استخفاف

مرزائی دعوت کا یہ حصہ نہایت ہی پرخطر اور ہولناک نتائج کا پیش خیمہ ہے۔ مبتدعین نے ہردور میں اس کی آڑ میں بیٹھ کر شکار کھیلا ہے۔ معتزلہ، خوارج، روافض وغیرہ اہل اہواء نے اپنی سلامتی اس میں دیکھی کہ روایات مذہب کا استخفاف یا انکار کریں۔ ظاہر ہے کہ اس سے احادیث صحیحہ کا تمام ذخیرہ (جواسوۂ ختم الرسل کی زندہ شرح ہے) معرض خطر میں پڑ جائے گا۔ بعد

ازاں اجماع جس کی بنا ہی حدیث پر ہے۔ خود بخود بے حقیقت ہو کر رہ جائے گا۔ ’’نظام معتزلی نے اجماع صحابہ کو غلط قرار دیتے ہوئے صاف کہا ہے کہ امت محمدیہ گمراہی پر مجتمع ہو سکتی ہے۔‘‘

(الفرق ص ۳۱۵)

حالانکہ حضور کا ارشاد ہے۔ ’’لا تجمع امتی علی الضلالۃ ‘‘ بنابریں علماء اہل سنت نے نظام کی تکفیر کی۔ علیٰ ہذا القیاس انکار حدیث سے ابطال قیاس لازم آئے گا۔ اب صرف کتاب الٰہی رہ جائے گی۔ جس کو ہر زندیق، ملحد، مبتدع، اپنی ہوائے نفس کے مطابق موڑ توڑ سکتا ہے۔ اسی زبردست خطرہ کو محسوس کر کے حافظ ابن القیم نے ’’الجیوش المرسلۃ‘‘ جیسی معرکۃ الآراء تصنیف لکھی، تاکہ شرع کے اصول اربعہ (کتاب وسنت واجماع وقیاس) کو اہل ہوا کے حملوں سے بچایا جا سکے۔

غرض ہر ایک دور میں مبتدعین کی یہی سعی رہی ہے کہ سنن صحیحہ کی زد سے اپنے آپ کو بچائیں۔ کہیں روایات کا انکار کیا کہیں رواۃ علی الخصوص صحابہ کرامؓ پر آوازے کسے اور ان کی روایات کو مطعون ٹھہرایا۔

مرزائی دعوت کے مراتب

مرزا قادیانی نے بھی اس حقیقت کو پالیا۔ اس لئے وہ اور ان کی جماعت کہیں احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں۔ کہیں مفسرین کا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ کہیں فقہ اسلامی پر طعن کرتے ہیں۔

ہم بڑے غور وخوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ باطنیہ کی دعوت کی طرح مرزائی دعوت کے لئے بھی علی الترتیب مدارج ہیں۔ باطنی دعوت کے مدارج کے لئے دیکھو کتاب

(الفرق للبغدادی ص ۲۸۲ بعد)

۱…… مرزائی دعوت کا سب سے پہلا زینہ یہ ہے کہ درس قرآن میں، کلام الٰہی کی تفسیر میں ایسا طریق اختیار کیا جائے۔ جس سے مسلمان اپنے اسلاف اور ان کے عملی کارناموں سے قطعاً بدظن ہو جائیں۔ اس کے بعد ظاہر ہے کہ وہ مرزائی لٹریچر کی طرف متوجہ ہوں گے۔ یہ وہی خیال ہے جو کعبہ نجران کے بانیوں کو پیش آیا تھا۔ پھر انہوں نے کعبہ حجاز پر حملہ کرنے کے لئے اصحاب فیل کو بھیجا۔ یہ طریق دعوت آج کل لاہور میں عالم شباب کو پہنچ چکا ہے۔

۲…… اس کے بعد دوسرا زینہ یہ ہے کہ مرزا قادیانی کو ایک صادق راست باز، برگزیدہ، تمام صفات کاملہ کا مالک انسان تسلیم کرایا جائے اور ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کی نبوت کا

انکار اس رنگ میں کیا جائے کہ بروزی تھی، ظلی تھی، غیر تشریعی تھی، تجدیدی تھی وغیر ذالک من التلبیسات۔ ظاہر ہے کہ جب ایک شخص مرزا قادیانی کو صداقت کا پتلا تسلیم کرے گا تو اس کو ان کے نبی ماننے میں کون سا عذر باقی رہ سکتا ہے۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ دعوائے نبوت بھی اس شخص کی زبان سے نکلا ہے۔ جس کو میں خطا سے مبرا انسان تسلیم کر چکا ہوں۔ بنابریں ہم اس زینہ کو ’’باب مرزائیت‘‘ کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا ہر دو شعبے لاہوری مرزائی جماعت کے افراد سرانجام دے رہے ہیں۔ کوئی مردانہ وار ظاہر باہر ہوکر، کوئی بزدلانہ طور پر ہلکا سا پردہ اوڑھ کر۔ مگر دیدہ ور دونوں کو یکساں جانتے ہیں۔

۳...... ان دو درجوں کے بعد تیسرا مرتبہ ’’قادیانیت‘‘ ہے۔ ہمارے اعتقاد میں اس تثلیثی دعوت کے ان مراتب سہ گانہ میں نتائج کے رو سے، احکام اسلامیہ کے رو سے سر مو تفاوت نہیں۔ بلکہ پہلا دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے زیادہ خطرناک ہے۔ خدا تعالیٰ مسلمانوں کو اس تثلیث سے بھی محفوظ رکھے۔

احادیث صحیحہ کا انکار

مرزا قادیانی احادیث کے متعلق لکھتے ہیں۔

هل النقل شئ بعد ایحاء ربنا فایّ حدیث بعده نتخیر
اخذنا من الحی الذی لیس مثله وانتم عن الموتیٰ رویتم ففکروا
رأینا وانتم تذکرون رواتکم

ترجمہ: (۱) خدا کی وحی کے بعد حدیث کی حقیقت ہی کیا ہے۔ پس ہم خدا تعالیٰ کی حدیث (قرآن) کے بعد کسی حدیث کو مان لیں۔ (۲) ہم نے اس سے لیا کہ وہ حی قیوم اور وحدہ لاشریک ہے اور تم لوگ مردوں سے روایت کرتے ہو۔ (۳) ہم نے دیکھ لیا اور تم اپنے راویوں کا ذکر کرتے ہو۔ (اعجاز احمدی ص ۵۶، ۵۷، خزائن ج۱۹ ص ۱۶۸، ۱۶۹، ترجمہ مذکور خود مرزا قادیانی کا ہے)

غرض خبر متواتر و مشہور ہو یا خبر واحد تمام تر مرزا قادیانی کی وحی کے سامنے ہیچ محض ہیں۔ حالانکہ ائمہ اصول حدیث و اصول فقہ و علم کلام نے قالبۃً تصریح کی ہے کہ خبر متواتر کا منکر کافر ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ: ’’انکار تواتر صرف برہمنوں کا مذہب ہے۔‘‘ (دیکھو کتاب الفرق ص ۳۱۲)

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’جو شخص حکم ہوکر آتا ہے۔ اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کر دے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱)

"میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرے دعویٰ کی بنیاد حدیث نہیں بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے اوپر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔" (اعجاز احمدی ص۳۰، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

"جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسے تورات، انجیل، قرآن پر تو کیا انہیں مجھ سے توقع ہوسکتی ہے کہ میں ان کی ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں۔" (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۵)

اس فن میں مرزا قادیانی کا پیشوا ابوالحسین خیاط معتزلی (استاذ ابوالقاسم عبداللہ بن احمد کعبی متوفی ۳۱۹ھ) وغیرہ ملاحدہ ہیں۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ "وكان الخياط مع ضلالته فی القدر وفی المعدومات منكر الحجة فی اخبار الاحاد وما اراد بانكاره الانكار اكثر احكام الشريعة فان اكثر فروض الفقه مبنية علی اخبار الاحاد، وللكعبی عليه كتاب فی حجة اخبار الاحاد وقد ضلل فيه من انكر الحجة فيها (الفرق ص١٦٥) وقد ضللوا من اسقط وجوب العمل باخبار الاحاد فی الجملة من الرافضة والخوارج وسائر اهل الاهواء (الفرق ص٣١٣)" خیاط معتزلی با آنکہ مسئلہ انکار تقدیر اور مسئلہ معدوم (یعنی جسم حالت عدم میں بھی جسم تھا۔ بالفاظ دیگر عالم قدیم ہے) میں بے دین تھا۔ اس نے خبر واحد کے حجت ہونے کا انکار کر کے اور گمراہی مول لی۔ اس کے انکار کی وجہ یہ ہے کہ خیاط دراصل ان احکام شرعیہ کا منکر ہے۔ جن کا ثبوت خبر واحد سے وابستہ ہے۔ خبر واحد کے حجت ہونے پر کسی (معتزلی شاگرد خیاط) نے ایک مستقل کتاب لکھی۔ جس میں ثابت کیا کہ خبر واحد حجت ہے اور اس کے مقتضی پر عمل واجب ہے اور کعبی نے خیاط کے گمراہ ہونے کی تصریح کی۔ تمام اہل سنت نے بالاتفاق روافض، خوارج اور دوسرے تمام مبتدعین کو اس لئے بیدین کہا کہ وہ ہر ایک خبر واحد پر وجوب عمل کے منکر تھے۔

خبر مشہور کے متعلق بغدادی لکھتے ہیں۔ "ومنها اخبار مستفيضة بين ائمة الحديث والفقه وهم مجعون علیٰ صحتها كالاخبار فی الشفاعة والحوض ونصب الزكوٰة والحساب وغيرها وبهذا النوع من الاخبار علمنا معجزة النبی ﷺ فی انشقاق القمر وتسبيح الحصا فی يده وحنين الجذع لما فارقه

الیٰ غیر ذالك وضللوا من خالف فیها من اهل الا هواء کالخوارج انکروا الرجم وحد الخمر وکفروا من انکر الرؤیة والحوض والشفاعة وعذاب القبر (الفرق ص ۳۱۳) ’’خبر مشہور کی صحت پر فقہاء ومحدثین کا اجماع ہے۔ جیسے احادیث شفاعت وحساب، وحوض کوثر، نصاب ہائے زکوٰۃ وغیرہ یہ سب خبر مشہور ہیں۔ یہی خبر مشہور تو ہے جس سے نبی کریم ﷺ کے تمام تر معجزات (باستثنائے معجزۂ قرآن) ثابت ہوتے ہیں۔ جیسے معجزہ شق القمر آپ کے ہاتھوں میں سنگریزوں کی تسبیح کا معجزہ۔ معجزہ استن حنانہ وغیرہ۔ بنابریں باجماع اہل سنت خبر مشہور کا منکر بے دین ہے۔ جیسے خوارج منکرین رجم وحد شراب، علیٰ ہذا القیاس باجماع اہل سنت قیامت میں رویت باری کا منکر، حوض کوثر، وشفاعت وعذاب قبر کا منکر بھی کافر اور بیدین ہے۔

صحابہ کرام پر حملے

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کو صحابہ کرامؓ علی الخصوص حضرت عبداللہ بن مسعود (صاحب الوسادۃ والنعلین) اور حضرت ابوہریرہؓ سے خاص پرخاش ہے۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان حضرات کی روایات مرزا قادیانی کے خودساختہ اصولوں سے ٹکراتی ہیں۔ اس لئے ان کو نشانہ طعن وملامت بناتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کے حق میں لکھا ہے۔ ’’ابوہریرہؓ غبی تھا اور درایت اچھا نہیں رکھتا تھا۔‘‘

(اعجاز احمدی ص۱۸، خزائن ج۱۹ ص۱۲۷)

(دیکھا آپ نے مرزا قادیانی کیسے مہذب ہیں اور کس طرح شستہ اور صحیح اردو لکھتے ہیں) حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کے بارے میں جن کے متعلق فاروق اعظم فرماتے ہیں۔ ’’کنیف ملئ علما‘‘ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ’’حق بات یہ ہے کہ ابن مسعودؓ ایک معمولی انسان تھا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۹۶، خزائن ج۳ ص۴۲۲)

حالانکہ یہی عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ جن کو حضرت فاروق اعظم نے کوفہ یونیورسٹی کا افسر اعلیٰ بنا کر بھیجا تھا اور لکھا تھا۔ ’’**بعثت الیکم بعبد اللّٰہ بن مسعود معلما**‘‘ یہ عبداللہ بن مسعودؓ کی علمیت تھی۔ جس نے علقمہ ابراہیم، حماد بن سلیمان، امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام ابویوسف، امام محمد جیسے اکابر عالم پیدا کئے۔ ایک مرزا قادیانی ہیں کہ ہر امتحان میں ناکام نکلے۔ پاس ہوئے تو صرف نبوت کے امتحان میں۔ کیونکہ اس کے لئے کوئی نصاب ہی نہ تھا۔ نصاب ہوتا ہی کیونکر۔ جب حضور ﷺ پر ہر قسم کی نبوت ختم ہوچکی ہے۔ پھر آپ کو حضرت ابن مسعودؓ کے منہ آتے حیا بھی دامنگیر نہیں ہوتی۔

....

اہم نکتہ

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ جیسے فقیہ وافقہ صحابی کی تنقیص وکسر شان کچھ مرزا قادیانی کے گستاخ قلم ہی کے لئے زیبا ہے۔ ورنہ ان کی زندگی کے دوسرے تمام پہلوؤں سے قطع نظر، فقط ان کے علمی کمالات اور کمالات مذکورہ کے حیرت انگیز ثمرات ونتائج پر مبسوط التصنیف لکھی جاسکتی ہے۔ جیسے ہم کوفہ یونیورسٹی کے سلسلے میں ادھر لطیف اشارہ کر چکے ہیں۔ سر دست ہم صرف ایک اہم نکتہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

بہ تصریح سلف صالحین حضرت ابن مسعودؓ (صاحب الوساد والنعلین) ان فقہاء صحابہ میں سے تھے جن کو تمام ابواب فقہ میں کمال حاصل تھا۔ یہی راز ہے کہ جب حضرت فاروق اعظمؓ نے علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت کا ارادہ فرمایا تو مدینہ یونیورسٹی کی زمام اختیار اپنے ہاتھ میں لی۔ جس نے سالمؒ، نافعؒ، سعیدؒ، وزیریؒ، مالکؒ وشافعیؒ واحمدؒ جیسے یکتائے عالم حضرات پیدا کئے اور کوفہ یونیورسٹی کی تعمیر وآبیاری اپنے دست پروردہ ابن مسعودؓ کے سپرد کی۔ جس نے علوم وفنون کے وہ دریا بہائے جن کی ہوش ربا موجوں کو دیکھ کر ابن خلدون جیسے فلسفی مؤرخ کو اعتراض کرنا پڑا کہ عہد اسلام کے حاملین علوم اکثر عجمی نژاد ہیں۔

یہی وہ مقام ہے جس کی حقیقت سمجھ لینے کے بعد خود بخود واضح ہو جاتا ہے کہ فقہ حجاز (مالکی، شافعی، حنبلی مذہب) اور فقہ عراق ابوحنیفہؒ ابویوسفؒ، سفیانؒ ثوری وغیرہ حضرات کی آراء کا سرچشمہ ایک اور صرف ایک ہے۔ یعنی حضرت فاروق اعظمؓ کی ذات بابرکات غالباً اسی نکتہ کو ذہن نشین کرانے کے لئے حضرت اامام الہند شاہ ولی اللہ کو رسالہ ”مذہب فاروق“ لکھنا پڑا۔ جو ازالۃ الخفاء کا ایک اہم ترین باب ہے۔ یہی وہ فلسفہ الفقہ کا آخری مقام ہے جہاں حذاق امت میں سے امام شعرانیؒ، شاہ ولی اللہؒ اور مولانا المہاجر محمد عبیداللہ الحاج جیسے افراد کی رسائی ہوئی ہے اور بس۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حیرت انگیز شخصیت وعلمیت کو بغدادی الفاظ ذیل سے واضح کرتے ہیں۔ ”اربعة من الصحابة تحكم فی جمیع ابواب الفقه وهم علیؓ وزیدؓ وابن عباسؓ وابن مسعودؓ وهولاء الاربعة اجمعوا فی مسئلة علی قول فالامة فیها مجتمعة علی قولهم غیر مبتدع لا یعتبر خلافه فی الفقه وکل

مسئلة اختلف فيها هولاء الاربعة فالامة فيها مختلفة ‘‘چار صحابی ایسے ہیں جنہوں نے تمام ابواب فقہ میں زور بیان دیکھا۔ علی المرتضیٰ، زید بن ثابت (کاتب وحی) عبداللہ ابن عباس (حبر امت) ابن مسعود۔ یہ ہر چہار حضرات جب کسی فقہی مسئلہ میں متفق ہوں تو مسئلہ مذکور تمام امت مسلمہ کا اجماعی مسئلہ شمار ہوتا ہے۔ (ہاں اگر کوئی مبتدع انحراف کرے تو اس کا اختلاف قابل التفات نہیں) لیکن اگر کسی فقہی مسئلہ میں ان حضرات کا اختلاف رائے ہو تو پھر امت بھی اس مسئلہ میں مختلف ہوا کرتی ہے۔

’’وكل مسئلة انفرد فيها عليؓ بقول عن سائرالصحابة تبعه فيه ابن ابی ليلى والشعبی وعبيدة السلمانی وكل مسئلة انفرد فيها زيد بقول اتبعه مالك والشافعی فی اكثره ويتبعه خارجة بن زيد لا محالة وكل مسلة انفرد فيها ابن عباس بقول تبعه فيها عكرمة وطاؤس وسعيد ابن جبير وكل مسئلة انفرد فيها ابن مسعود بقول تبعه علقمه والاسود وابوثور (اصول الدين ص ۳۱۱) ‘‘اس کے ساتھ یہ بھی واضح رہے۔ جب مسئلہ میں علی مرتضیٰ کا دوسرے صحابہؓ سے اختلاف ہو تو ابن ابی لیلیٰ، شعبی عبیدہ سلمانی، انہیں کے متبع رہتے ہیں اور جہاں زید بن ثابت دوسروں سے منفرد ہوں۔ وہاں امام مالکؒ وشافعی عام طور پر اور خارجہ بن زید (از فقہاء شیعہ) ہمیشہ ان کے موافق رہتے ہیں اور جس مسئلہ میں عبداللہ ابن عباسؓ کا انفراد ہو وہاں عکرمہ، طاؤس، سعید بن جبیر ان کے ہم نوا رہتے ہیں۔ اگر کسی مسئلہ میں عبداللہ بن مسعودؓ کا اختلاف ہو تو علقمہ، اسود، ابوثور ان کے متبع رہتے ہیں۔

’’والآن يكفی هذا القدر ولعل الله يحدث بعد ذالك امراً‘‘

نہ بندھے تشنگی شوق کے مضموں غالب
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

دراصل یہ نظام معتزلی ملحد اکبر کی روح ہے۔ جو مرزا قادیانی کے اندر بول رہی ہے۔ نظام نے جو باتفاق اہل سنت کئی وجہ سے کافر ہے۔ صحابہ کے حق میں زبردست گستاخیاں کی ہیں اور روافض وخوارج کی نیابت کا حق ادا کر دیا ہے۔ بغدادیؒ لکھتے ہیں۔ ’’ذكر الجاحظ فی كتاب المعارف وفی كتاب الفتيا انه عاب اصحاب الحديث وروایاتهم

احادیث ابی هریرة وزعم ان اباهریرة کان اکذب الناس وطعن فی الفاروق وعاب عثمان ونقم علیاً وعاب ابن مسعود وکذبه فی روایة انشقاق القمر وفی رؤیة الجن لیلة الجن هذا قوله فی خیار الصحابة واهل بیعة الرضوان الذین انزل الله فیهم لقد رضی الله عن المؤمنین اذ یبایعونك تحت الشجرة (الفرق ص۱۳۳) ’’عمرو بن عثمان حافظ وتلمیذ نظام نے کتاب المعارف وکتاب الفتیاء میں لکھا ہے کہ نظام محدثین پر اس لئے طعن کیا کرتا تھا کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہؓ کی احادیث کو کیوں روایت کیا۔ حالانکہ ابوہریرہؓ بقول نظام دنیا بھر کا جھوٹا ہے۔ نظام نے حضرت فاروقؓ وذی النورینؓ ومرتضیٰؓ پر بھی حملے کئے۔ ابن مسعودؓ کو روایت مسئلہ تقدیر، معجزہ انشقاق قمر اور جنات کو لیلۃ الجن میں دیکھنے پر جھوٹا ٹھہرایا۔ نظام کا یہ خیال ان برگزیدہ صحابہ اور اہل بیعت رضوان کے بارے میں ہے جن کی تعریف میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ **لقد رضی الله!**

’’**ونسب اباهریرة الیٰ الکذب من اجل ان اکثر مرویاته علی خلاف القدریة ثم ابطل اجماع الصحابة ولم یره حجة واجاز اجماع الامة علی الضلالة** (الفرق ص۳۰۵) ’’دوسرے موقع پر ہے نظام نے ابوہریرہؓ کو اس لئے کاذب ٹھہرایا کہ ان کی روایات سے معتزلہ پر زد پڑتی ہے۔ اس کے علاوہ نظام اجماع صحابہ کے حجت ہونے کا بھی منکر ہے۔ بقول اس کے صحابہ اور تمام امت گمراہی پر مجتمع ہوسکتی ہے۔

’’**وزعم القدریة طعن فی اکثر الصحابة واسقط عدالة ابن مسعود ونسبه الی الضلال من اجل روایته السعید من سعد وروایة انشقاق القمر وما ذاك منه الا لانکاره معجزات النبیﷺ** (الفرق ص۳۰۴) **واکفره اهل السنة** (الفرق ص۳۱۵) ’’نیز لکھا ہے معتزلہ کے پیشوا نظام نے اکثر صحابہ پر حملے کئے اور عبداللہ بن مسعودؓ کو نیک لوگوں کی صف سے نکال کر گمراہ قرار دیا۔ صرف اس جرم میں کہ انہوں نے مسئلہ تقدیر، معجزہ شق القمر، روایت کیا۔ کیونکہ نظام تمام تر معجزات کا منکر ہے۔ (حتیٰ کہ نظم قرآن کو بھی معجز نہیں مانتا۔ جیسے تفصیلاً گذرا) ان اور اس قسم کی دوسری کفریات پر تمام اہل سنت نے اس کی تکفیر کی۔

لطیفه

ان حالات میں باہمی یگانگت اور اتحاد کے باوجود نرالی شان اتحاد دیکھئے کہ نظام بھی مرزا قادیانی کی طرح دختر رز کا بڑا ہی دلدادہ تھا۔ بغدادی فرماتے ہیں۔ ’’**ثم ان النظام مع**

ما حکینا من ضلالاته کان افسق خلق الله واجرأهم علی الذنوب العظام وعلیٰ ادمان شرب المسکر وقد ذکر ابن قتیبة فی کتاب مختلف الحدیث ان النظام کان یغد وعلی مسکر ویروح علی مسکر (الفرق ص۱۳۵) ''نظام باوجود مذکورہ بالا بے اندازہ گمراہیوں کے دنیا بھر کا فاسق تھا۔ کبائر بے دھڑک کیا کرتا اور سدا مخمور رہتا تھا۔ ابن قتیبہ (خطیب اہل سنت) نے کتاب مختلف الحدیث میں لکھا ہے کہ نظام صبح اور شام ہروقت مخمور رہا کرتا تھا۔

رہی مرزا قادیانی کی بنت عنب سے دلبستگی اور شیفتگی۔ چونکہ مسئلہ نہایت اہم اور بحث بڑی خوش آئند ہے۔ اس لئے ہم کوئی قیاسی دلیل یا غیر کی نقل پیش نہیں کریں گے۔ بلکہ اس کے ثبوت میں خود مرزا قادیانی کے خطوط اور الفاظ ذکر کریں گے۔ ''لیقضی الله امراً کان مفعولا''

حکیم محمد حسین قریشی لاہوری مرزا قادیانی کے مخلص مریدین سے ہیں۔ عام سامان تعیش ورفاہیت کے لئے اور مشک وعنبر، ٹنکچر لونڈر، ٹانک وائن کے لئے علی الخصوص مرزا قادیانی کی فرمائش حکیم صاحب کے نام آتیں اور آپ خلوص وتن دہی سے ان کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ حکیم صاحب کو جو سوجھی تو آپ نے مرزائیوں میں اپنی دوکان چمکانے کے لئے وہ تمام خطوط طبع کروائے جو ادویہ وغیرہ اشیاء کی خرید کے متعلق مرزا قادیانی نے ان کو لکھے تھے۔ حکیم صاحب نے اس کتاب کا نام ''خطوط امام بنام غلام'' تجویز کیا ہے یہ تمام تر خطوط مرزا قادیانی کے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔

کتاب مذکور خط نمبر۱۹ میں ایک فقرہ ہے اور اس (مشک مذکور) کے ساتھ انگریزی دوکان سے ایک روپیہ کا ٹنکچر لونڈر جو ایک سرخ رنگ (آتش سیال درآب منجمد۔ مؤلف) کا عرق ہے۔ بہت احتیاط سے بند کر کے بذریعہ ڈاک وی پی کر کے بھیج دیں۔

نیز کتاب مذکور خط نمبر۱۲ میں مرزا قادیانی کا ایک جملہ ہے۔ ''ایک بوتل ٹانک وائن کو پلومر کی دکان سے خریدیں مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔''

واضح رہے کہ ٹنکچر لونڈر ایک قسم کا عرق ہے۔ جس میں ننانوے فی صدی الکحل (روح شراب) کی آمیزش ہوتی ہے اور اس کے پینے سے دل کو فرحت وسرور حاصل ہوتا

ہے۔ ٹانک وائن کے لفظی معنی سن لینے کے بعد اس کی اصلیت معلوم ہو جائے گی۔ ٹانک مقوی، وائن انگوری شراب۔

ان تمام حرکات کے ساتھ ساتھ مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ بھی ہے۔ ’’من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رأی ‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۹) جس نے مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں فرق جانا اس نے مجھے نہیں پہچانا اور نہیں دیکھا یعنی مجھ میں اور مصطفیٰ ﷺ میں کوئی فرق نہیں۔ بالفاظ دیگر میں عین محمد ہوں۔

انکار حدیث اور طعن صحابہ کی سزا

تمام اہل سنت کا تیرہ سو سال سے متفقہ عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت دعوائے نبوت کی رو سے قطعاً مرتد ہے اور مرتد کی سزا قتل ہے۔ یہ طے شدہ اصول ہے۔ ہم اس پر یہاں بحث نہیں کریں گے۔ ہم یہ لکھ رہے تھے کہ انکار حدیث کی سزا (فیما بینہ وبین اللہ) کفر وضلال ہے۔ اب ہمارا موضوع بحث یہ ہے کہ انکار حدیث کی دنیاوی سزا کیا ہے؟ اس کے لئے ہم کوئی اپنی رائے پیش نہیں کریں گے اور نہ کسی متأخر محدث ومفتی وفقیہ کا قول وفتویٰ نقل کریں گے۔ بلکہ عالم اسلام کی عظیم ترین شخصیت حضرت خلیفہ ہارون رشید عباسیؒ اور ان کے دور سعادت کے دو واقعہ لکھیں گے اور وہ بھی کسی متأخر کی تصنیف کے حوالے سے نہیں بلکہ خطیب بغداد (متوفی ۴۶۳ھ) کی تاریخ سے لیں گے۔ ’’لیھلك من ھلك عن بینة ویحیی من حی عن بینة‘‘

الف...... خطیب نے قاضی القضاۃ عمر بن حبیب عدوی کے حالات میں خود قاضی موصوف کی زبانی ذیل کا واقعہ نقل کیا ہے۔ قاضی صاحب فرماتے ہیں۔ ’’دربار ہارون رشید میں میرے سامنے ایک مقدمہ پیش ہوا۔ ایک فریق نے حضرت ابوہریرہؓ کی روایت بطور سند پیش کی۔ دوسرے فریق نے کہا۔ ’’ابوھریرۃؓ منھم فی ما یرویه وصرحوا بتکذیبه ‘‘ابوہریرہؓ کی روایت پر اعتماد نہیں اور وہ جھوٹا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے بھی بظاہر اسی کی تائید کی۔ اس پر میں نے چمک کر کہا۔

’’ابوھریرۃؓ صحیح النقل صدوق فی ما یرویه عن النبی ﷺ‘‘ ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ کی احادیث میں راست باز ہیں اور صحیح طور پر حدیث کو بیان کرتے ہیں۔

میری اس واشگاف حق گوئی پر خلیفہ برہم ہوئے اور میں واک آؤٹ کر کے دربار سے نکل آیا۔ تھوڑی دیر کے بعد خلیفہ کا قاصد میرے گھر پہنچا اور کہنے لگا۔ امیر المؤمنین بلاتے ہیں۔ قتل

ہونے کے لئے سر سے کفن باندھ کر گھر سے نکلو۔ میں نے جی میں کہا یا اللہ! میں نے تیرے پیارے پیغمبرؐ اور جان نثار صحابیؓ کی اجلال وتعظیم کی خاطر ایسا کیا تھا۔ اب تو ہی محافظ ونگہبان ہے۔ جب میں دربار میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ خلیفہ آستین چڑھائے، خنجر ہاتھ میں لئے کرسی پر بیٹھے ہیں اور سامنے ذبح کرنے کے لئے ادھوڑی بچھی ہوئی ہے۔ خلیفہ نے مجھے کہا قاضی صاحب! تم نے میرے قیصر شکن دربار کی وہ ہتک کی جس کی نظیر میں نے نہیں دیکھی۔ اس پر میں نے کہا:

”یا امیر المؤمنین ان الذی قلته وجادلت علیه فیه ازراء علی رسول اللہ ﷺ ماجاء به واذا کان اصحابه کذا بین فالشریعة باطلة والفرائض والحکام فی الصیام والصلوٰة والطلاق والنکاح والحدود کلها مردودة غیر قبولة فرجع الیٰ نفسه ثم قال احییتنی یا عمر بن حبیب احیاك اللہ احیینی یا عمر بن حبیب حیاك اللہ وامرلی بعشرة آلاف درهم“ میں نے کہا آپ کے اس قول سے اور آپ کی اس حمایت بے جا سے خود حضور سرور کائنات ﷺ کی اور آپ ﷺ کی تعلیم کی تنقیص لازم آتی ہے۔ کیونکہ جب حضور ﷺ کے صحابہ کذاب ہوئے تو تمام شریعت باطل ہوگئی۔ احکام شریعت مثلاً نماز، روزہ، طلاق ونکاح، اور حدود شرعیہ سب باطل ہو جائیں گی۔ اس پر ہارون کچھ سوچنے لگے۔ پھر فرمایا۔ عمر بن حبیب! خدا تجھے سلامت رکھے تو نے مجھے بچالیا۔ اے عمر بن حبیب! خدا تجھے سلامت رکھے تو مجھے بچالیا! پھر مجھے دس ہزار روپیہ دے کر باعزت واپس کیا۔“

ب...... خطیب بغدادؒ ہارون رشید کے حالات میں لکھتے ہیں کہ: ”خلیفہ کے دربار میں مشہور محدث ابومعاویہ ضریر نے حدیث مناظرۂ آدم وموسیٰ (علیہما السلام) اپنی سند سے روایت کی۔ اس پر حاضرین میں سے ایک قریشی نے دریافت کی کہ یہ مناظرہ کہاں ہوا تھا؟ خلیفہ نے اس سوال کو تعریض سمجھا۔ اس پر سخت برہم ہو کر کہا۔ ”النطع والسیف زندیق واللہ یطعن فی حدیث رسول اللہ ﷺ“ خنجر اور ادھوڑی لاؤ بخدا یہ تو زندیق ہے۔ حدیث رسول اللہ ﷺ پر اس شخص نے حملہ کیا ہے۔

ابومعاویہ کی متواتر صفائی اور قریشی کی نادمانہ توبہ سے کہیں جان بخشی ہوئی۔

خاتمۂ سخن

ہم اپنے اس مقالے کو ان جملوں پر ختم کرتے ہیں جو بغدادی نے نظام کو طعن صحابہ پر ٹوکتے ہوئے لکھے ہیں۔

”ھل ھوالا کما قیل فی المثل السائر من کان فی دینه زمیما وفی اصله لئیماً لم یترك لنفسه عاراً الانحله کریما واستباح به حریماً فهل یضر السحاب نباح الکلاب اوالا برارذم الاشرار“

ما ضر تغلب وائل اھجو تھا
ام بلت حیث تناطح البحران

محمد نور الحق العلوی الحنفی، کان اللّٰه له

مجلس مستشار العلماء پنجاب (لاہور) کا اہم اعلان

جامعہ انوریہ دار التبلیغ اور دار الافتاء کا افتتاح

علمی طبقہ اور اخباری دنیا جانتی ہے کہ ایسے وقت میں جب کہ لاہور جیسے مرکزی شہر میں علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس کے تمام دروازے مسدود ہو چکے ہیں۔ امت مسلمہ کی بہبود وفلاح کے لئے لاہور کے فرض شناس اور عاقبت اندیش علمائے کرام کی ایک جماعت نے بصدارت مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب ایک مجلس مستشار العلماء کے نام سے قائم کی جس کے اغراض ومقاصد اجمالاً وتفصیلاً اسلامی جرائد میں شائع ہو چکے ہیں اور خود مجلس بھی ان کو بذریعہ ٹکٹ مفت تقسیم کر چکی ہیں۔

مجلس کے پیش نظر ایک نہایت ہی وسیع اور ہمی گیر دستور العمل ہے۔ جس کی تکمیل خدا تعالیٰ کی امداد اعانت کے بعد اس کے کارکنوں کے خلوص وسعی پیہم اور امت مسلمہ کی قدر شناسی اور ہمت افزائی پر موقوف ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل وکرم شامل حال رہا تو وہ دن دور نہیں جب مجلس اپنے تمام بڑے بڑے مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا کر سعادت دارین کے حصول کی مستحق بن جائے گی۔ سردست مجلس نے تو کلاعلیٰ اللہ اپنے دستور العمل میں سے دار التدریس، دار الافتاء، دار التبلیغ کے شعبہ ختم نبوت وابطال مرزائیت کا افتتاح کر دیا ہے۔

دار التدریس

بیادگار شیخ الاسلام، محدث اعظم مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری قدس سرہ اس شعبہ کا نام جامعہ انوریہ قرار پایا۔ جامعہ انوریہ میں سردست دو درجے ہیں۔ اولیٰ وثانیہ، درجہ اولیٰ مقامی خوردسال بچوں کو مذہبی تعلیم سے روشناس کرنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ درجہ ثانیہ میں عربی خواں

طلبہ کو علوم عقلیہ ونقلیہ کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ قرآن حکیم کو تبلیغی رنگ میں پیش کرنے کا انتظام بھی کیا گیا ہے۔ تاکہ طلبہ تبلیغ ومناظرہ میں مہارت پیدا کرسکیں۔ جامعہ انوریہ میں اس وقت ذیل کے علمائے کرام بقید وقت حسبتہً للہ تعلیم دے رہے ہیں۔

۱...... مولانا قاضی محمد صادق صاحب خطیب مسجد ٹپولیاں لاہور۔

۲...... مولانا یار محمد صاحب خطیب مسجد چرم منڈی لاہور۔

۳...... مولانا غلام حیدر صاحب خطیب مسجد خراسیاں لاہور۔

جامعہ انوریہ میں فی الحال تقریباً پندرہ طلباء مختلف فنون کی تعلیم پا رہے ہیں۔

دارالافتاء

اس شعبہ کے صدر حضرت مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب صدر مجلس ہیں۔ آپ کے علاوہ حسب ضرورت دوسرے علماء کرام کی آراء کو بھی حاصل کیا جاتا ہے۔

دارالتبلیغ والمناظرہ

اس حصہ کے مختلف شعبے ہیں۔ جن میں سے ضرورت وقت کے لحاظ سے شعبہ ختم نبوت کا استحکام اور اس پر حملوں کی مدافعت مقام صدیقین ہے۔ اسی لئے مجلس ہذا کی شاخ، مستشار العلماء قصور ضلع لاہور نے حال میں ایک مفید رسالہ بنام ’’مسلمانان عالم مرزائیوں کی نظر میں‘‘ شائع کر کے مفت تقسیم کیا ہے اور مجلس مستشار العلماء پنجاب بھی ایک معرکتہ الآراء اور بسیط مضمون بصورت رسالہ شائع کر رہی ہے۔ جس کا نام ’’قادیانیت اور اس کے مقتداء‘‘ ہے۔ رسالہ اپنی تمام خوبیوں کی رو سے بالکل نرالا اور نہایت اہم واصولی مباحث پر مشتمل ہے۔ مقامی حضرات مجلس کے دفتر سے اور بیرونی حضرات ناظم اعلیٰ مستشار العلمائے ڈاک کا خرچ بھیج کر مفت طلب فرماسکتے ہیں۔ اس رسالہ کے بعد مجلس ایک دوسرا رسالہ شائع کرے گی۔ جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ضروریات دین کے منکر کافر، مرتد بلکہ زندیق ہیں۔ کتاب تیار ہے۔ صرف کتابت وطباعت باقی ہے۔ علاوہ ازیں مجلس نے ایک تبلیغی وفد ریاست پھلرہ کی طرف روانہ کیا ہے اور عنقریب ریاست امب کی طرف بھی تبلیغی وفد بھیجا جائے گا۔ اگر خدا تعالیٰ کی امداد شامل حال رہی تو انشاءاللہ بہت جلد تحریری وتقریری تبلیغ ومناظرہ کو پایہ تکمیل تک پہنچادیا جائے گا۔‘‘ ولقد صدق اللّٰہ تعالیٰ والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا وان اللّٰہ لمع المحسنین‘‘

محمد نورالحق ناظم اعلیٰ مستشار العلماء!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

التعرف بیوز آسف

حضرت مولانا نورالحق علویؒ

بسم اللّٰه الرحمن الرحيم!

الحمد للّٰه ذی الحجة البالغة ۰ والعزة القاهرة لا يعجل بالعقوبة ولا يعذب الا بعد ايضاح الحجة ۰ والصلوٰة والسلام علیٰ عبده وخير خلقه وخاتم رسله وامينه على وحيه ۰ بلغ عن ربه ودعا الیٰ سبيله الحكمة ۰ والموعظة الحسنة ۰ دعانا الیٰ الحجة الواضحة ۰ والطريقة المستقيمة ۰ والحنيفية البيضاء التی ليلها كنهارها وباطنها كظاهرها ۰ ولم يدع امته فی شبهة مضلة ۰ ولم يدخر عنهم نصيحة ولا هداية ۰ لئلا يكون للناس علیٰ اللّٰه حجة بعد الرسل ۰ وليهلك من هلك عن بينة ويحيی من حی عن بينة فصلی اللّٰه علی الصفوة الصافية ۰ وبالقدورة الهادية ۰ واله خيارا لوی ۰ ومصابيح الظلمة واصحابه منار الهدی ومفاتيح الحكمة ۰ اما بعد!

یوذ آسف کی نبوت اور متنبّی قادیان

خدا تعالیٰ اس سے سعید روحوں کو ہدایت وفلاح نصیب کرے۔

تمہید

الف...... ذیل کے نہایت ہی اہم اور بے نظیر مقالہ علمیہ میں ہم نے عمداً ایسا طریق بحث اختیار کیا ہے جو قرآن حکیم کا طغرائے امتیاز ہے۔ یہ طریق بحث (بخلاف طریق متأخرین) ہے۔ چونکہ ادق اور طویل الاذیال ہوتا ہے۔ جس میں موضوع بحث کے تمام اطراف وجوانب زیر نظر رہتے ہیں۔ اس لئے بعض متأخرین مفسرین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کو تعیین موضع سور اور سلسلہ ربط آیات کے قیام میں بسا اوقات تکالیف کا سامنا ہوا ہے۔ جس کے پیش نظر رفتہ رفتہ موضوع سور اور ربط آیات کا انکار کر دیا گیا ہے۔ یا ان ہر دو کو غیر ضروری سمجھا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج ہم میں اور قرآن فہمی میں ایک مستحکم سد حائل ہے۔ قرآن حکیم کی طرز بیان اور طریق بحث کو سلف صالحین میں امام محمد بن جریر طبری خوب سمجھتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ اس فن (قرآن فہمی) کے ماہرین وحذاق اردو میں اس طریق بحث کی ترویج واشاعت کریں۔ تا کہ قرآن فہمی میں ممد ثابت ہو۔ جس طرح کہ فرانسیسی اور انگریزی طرز ادا کے خاکے اردو میں اڑائے جا رہے ہیں۔ ہم نے اپنی کتاب ’’اللمعة فی تفسير سورة الجمعة‘‘ میں اسی طرز بحث کو ملحوظ رکھا ہے اور مقالہ ہذا میں ہم نے سورۂ اعراف کا تتبع کیا ہے۔ مقصد یہ تھا کہ تمام خیالات قارئین کرام کو مستحضر ہو جائیں۔ تا کہ

وہ بآسانی دوسروں کو تبلیغ کر سکیں۔ وجہ یہ کہ اس طریق بحث میں جب تک مضمون کو مکرر نہ پڑھ لیا جائے۔ پھر ابتداء سے انتہاء تک مضمون مستحضر نہ ہو۔ انسان مغز سخن تک نہیں پہنچ سکتا۔ پھر لطف یہ ہے کہ جتنا حصہ سامنے ہے۔ اگر فقط اسی کو لیا جائے تو بھی جزوی طور پر مفید اور فائدہ رساں ہے۔ یہی حال قرآن حکیم کا ہے۔ اس کی ہر آیت اور ہر جملہ موجب رشد و ہدایت ہے۔ دین و دنیا کی فلاح کا ضامن۔ دار فانی اور عقبیٰ کی بہبود و سرفرازی کا کفیل ہے۔ مگر جس موضوع پر کسی سورت میں بحث ہو رہی ہے وہ اسی وقت سمجھ آئے گا۔ جب آپ نہایت غور اور تدبر سے تمام سورت کے اطراف و جوانب پر ارشاد ”ورتل القرآن ترتيلا“ کے تحت غور و خوض کریں گے۔ اس کو ہم نے ”الناموس المفصل فى تفسير سورة المزمل“ میں خوب حل کیا ہے۔ ”وذلك من فضل الله علينا وعلىٰ الناس ولكن اكثر الناس لا يعلمون“

ب...... نیز یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ خلق خدا کو گمراہ کرنے کے لئے کشمیر میں حضرت مسیح علیہ السلام کی قبر تیار کرنے کے سلسلے میں مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں نے بہت سے مغالطے تیار کئے ہیں۔ جن کی تعداد دس سے زائد ہے۔ ان گمراہ کن مغالطوں کے تفصیلی جوابات میاں پیر بخش صاحب مرحوم (لاہور) اور مکرم مولوی حبیب اللہ صاحب (امرتسری) وغیرہ حضرات کی کتابوں میں تفصیلاً مذکور ہیں۔ ہمارا موضوع سخن چونکہ ”یوذ آسف متنبّی کی نبوت کا ابطال“ ہے۔ اس لئے ہم نے اسی قادیانی خبط عشواء کو لیا جو موضوع سے متعلق تھا۔

واضح رہے کہ حضرات اہل اسلام میں سے جن اہل علم نے قبر مسیح کے متعلق مرزا قادیانی کی تردید کی۔ ان میں سے کسی نے آج تک اس حقیقت کو الم نشرح نہیں کیا کہ یوذ آسف بھی مرزا قادیانی کی طرح خانہ ساز نبوت کا رچانے والا ”متنبّی“ گذرا ہے۔ ہمارے اس مقالے کا لب لباب اسی راز سربستہ سے پردہ اٹھانا ہے۔ جس کو ہم ایک نہایت اہم علمی انکشاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

وكم ترك الاوّل للآخر

مقصد

توبہ خویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیرے
بہ خدا کہ واجب آمدز تو احتراز کردن

قادیانی نبوت، دجل و زور، تلبیسات و مکائد، وہمیات و مغالطات کا کچھ ایسا ہوش ربا طلسم ہے۔ جہاں پہنچ کر دنیائے عقل و خرد کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ اس کے تمام تر دعاوی،

غلط بیہودہ اور دلائل یکسر بے سروپا تخمین جہل وناواقفی کا بدترین مظاہرہ ہیں۔ جس حصہ کو دیکھئے عجیب وغریب خرافات کا مرقع پیش کرتا ہے۔ بات کا بتنگڑ بنانا یہاں بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ خیالات واہیہ پر ہوائی قلعے تعمیر کرنا یہاں شب وروز کا خوش کن مشغلہ ہے۔

درجنوں بے کار نتواں زیستن

باقی تمام مباحث کو چھوڑ کر فقط یوذ آسف کو لیجئے اور انصاف سے کہئے کہ مرزا قادیانی نے یہاں کیا کیا گل کھلائے ہیں اور ایک خود ساختہ الہامات سے کام چلانے والے شخص کو اس تاریخی مسئلہ میں کیا کیا دقتیں اور ناکامیاں پیش آئی ہیں۔

مرزا قادیانی کو مسیح موعود بننے کا سودائے خام سر میں سمایا۔ یہ ایک پادر ہوا خیال تھا۔ اس پر آپ نے بے شمار خیالی اور وہمی قلعے استوار کئے۔

الف...... سب سے پہلے آپ نے حضرت مسیح ابن مریم صدیقہ علیہما السلام کی وفات کا غیر اسلامی عقیدہ گھڑا اور اس کے متعلق تمام تر اسلامی تصریحات کو پس پشت ڈالتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا کہ آپ کی بارگاہ میں سوائے وحی قرآنی اور وحی قادیانی کے اسلامی تعلیمات علے الخصوص احادیث صحیحہ کا ذخیرہ ردی کی ٹوکری میں پھینک دینے کے قابل ہے۔

مگر یہ خیال نہ آیا کہ انکار حدیث درحقیقت تمام شرائع اسلامیہ کی صورت کذائیہ متواترہ کا انکار ہے۔ بلکہ خود ختم المرسلین ﷺ کی بعثت سے ہاتھ دھونا ہے۔

انکار حدیث درحقیقت ضرورت نبوت کا انکار ہے

حافظ ابن القیمؒ نے ”الجیوش المرسلہ“ میں بسط سے لکھا ہے کہ اسلامی تعلیم کے حصہ عقائد (مسئلہ اسماء وصفات، توحید، بعث ونشر وغیرہ) پر کتاب مجید (اور سنت صحیحہ) نے اس قدر تفصیل اور وضاحت سے بحث کی ہے کہ خیر القرون کے افاضل نامدار (صحابہ کرامؓ) کو اس کے متعلق کبھی کوئی اشتباہ دامنگیر نہیں ہوا۔ پھر لطف یہ ہے کہ اہل ہوی نے (مرزا قادیانی کی طرح) ہمیشہ اسی حصہ کو تختۂ مشق بنایا۔ اسی حصہ میں خلاف وشقاق کی وجہ سے بے شمار مبتدع فرقے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ (امام ابو منصور عبدالقاہر تمیمی بغدادی کتاب الفرق ص۴۲۹) میں لکھتے ہیں۔ ”واھل الاھواء الضالة من القدرية والخوارج والروافض والنجارية والجھمية والمجسمة والمشبهة ومن جری مجرا ٠ ومن فرق الضلال يكفر بعضهم بعضا واما الانواع التى اختلفت فيها ائمة الفقه واهل السنة من

فریقی الرائ والحدیث من فروع الا حکام فی ابواب الحلال والحرام فلیس فی مابینهم تکفیر وتضلیل ’’ ﴾گمراہ اہل ہوا، جیسے معتزلہ، خوارج روافض، نجاریہ، مجسمہ، مشبہ وغیرہ اہل ضلال میں سے ہر ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ گوفروعی احکام از قبیل حلال وحرام میں اہل سنت کے فقہاء (اہل حدیث اور اہل رائے یعنی فقہ حجاز وفقہ عراق) کا بھی اختلاف ہوا ہے۔ مگر وہاں وہ فرقے ایک دوسرے کی تکفیر وتضلیل نہیں کرتے۔﴿

البتہ تعلیم اسلام کا حصہ اعمال (صلوٰۃ، صوم، زکوٰۃ، حج وغیرہ شرائع واحکام) کتاب الٰہی میں مجمل ہے۔ جس کی تفصیل اسوۂ ختم المرسلین ﷺ سے معلوم ہوئی۔ جس طرح یہ حصہ بذات خود متواتر اور قطعی الثبوت ہے۔ اسی طرح اس اجمال کی تفصیل وتفسیر بھی قطعی اور متواتر ہے۔ یہی وہ حصہ ہے جس کے متعلق صحابہ کرامؓ کے استفسارات موجود ہیں اور قرآن حکیم میں یستفتونک سے تعبیر ہوئے ہیں۔ یہی تفصیل وتفسیر ہے جس کو حضور ختم المرسلین نے ’’**ومثله معه**‘‘ سے تعبیر فرمایا۔ یعنی مجھے قرآن مجید کے ساتھ ایک دوسری چیز بھی عطاء ہوئی جو قطعی اور واجب العمل ہونے میں قرآن حکیم کے ہمپایہ ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ کا یہی اسوۂ حسنہ ہے جس کی دوسری تعبیر احادیث صحیحہ سے کی جاتی ہے۔

بنابریں اگر احادیث صحیحہ کا انکار کیا جائے (اور چونکہ مبتدعین ملاحدہ حصہ عقائد کو پہلے رد کر چکے ہیں۔ پھر حصۂ اعمال سے یہ سلوک ہو) تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شارع (شارح کتاب مجید) مبعوث ہوا ہی نہیں۔ بلکہ یوں کہا جائے گا کہ نبوت کی سرے سے ضرورت ہی نہیں۔ فقط اتنا کافی ہے کہ کوئی دستاویز (مثلاً) عرش مجید سے لٹکا دی جائے اور مکلفین خود بہ خود پڑھ کر حسب مرضی ومشاء خود اس پر عمل کرتے جائیں۔ ’’**امام ابو منصور بغدادی**‘‘ نے اپنی کتاب میں ادھر لطیف اشارے کئے ہیں۔ ’’**ولیس هذا موضع التفصیل**‘‘

حضرت شیخ الاسلام مولانا شاہ محمد انور قدس سرہ نے حیات اور نزول مسیح کے متعلق دو اہم کتابیں لکھ کر امت محمدیہ پر احسان عظیم کیا ہے۔ اوّل کا نام عقیدۃ الاسلام اور دوسری کا نام التصریح فی نزول المسیح ہے۔ **من شاء فلیرجع الیهما!**

۲…… مذکورہ بالا عقیدہ فاسدہ کی اختراع کے بعد مرزا قادیانی کو معاً خیال آیا کہ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کی قبر بھی کہیں معیّن کر لی جائے۔ تا کہ وفات یقینی ہو۔ پھر ہو بھی کہیں قریب تا کہ عقل کے اندھے اور گانٹھ کے پورے مریدوں سے علانیہ کہا جا سکے کہ یہ ہے۔

اس مسیح کی قبر جس کی انتظار مدت سے ہو رہی ہے۔ معاملہ ذرا پیچدار تھا۔ تراشیدہ الہامات کے دائرہ سے نکل کر واقعات وحقائق، محسوسات وشواہد سے تعلق رکھتا تھا۔ بنابریں مرزا قادیانی کو اس کی سرانجام دہی کے لئے بہت کچھ جوڑ توڑ کرنا پڑا۔ جس کی دلچسپ داستان (مشتے از خروار) ذیل میں بیان کی جاتی ہے۔

الف…… مرزا قادیانی اپنی کتاب ’’مسیح ہندوستان‘‘ میں لکھتے ہیں۔ ’’حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان سے ہوتے ہوئے پنجاب کی طرف آئے۔ اس ارادے سے کہ پنجاب اور ہندوستان دیکھتے ہوئے۔ پھر کشمیر کی طرف قدم اٹھاویں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ افغانستان اور کشمیر کی حد فاصل چترال کا علاقہ اور کچھ حصہ پنجاب کا ہے۔ اگر افغانستان سے کشمیر میں پنجاب کے رستے سے آویں تو قریباً اسی کوس یعنی (۱۳۰) میل کا فاصلہ طے کرنا پڑتا ہے اور چترال کی راہ سے سوکوس کا فاصلہ ہے۔ لیکن حضرت مسیح نے بڑی عقلمندی سے افغانستان کا راہ اختیار کیا۔ (یہی قادیانی اردو ہے جس کے متعلق مرزا محمود کہتے ہیں۔ مرزائی نوجوانوں کو اردو نویسی مرزا قادیانی کی کتابوں سے سیکھنی چاہئے۔ مرزا قادیانی نے اردو کی بڑی خدمت کی ہے) تا اسرائیل کی کوئی ہوئی بھیڑیں جو افغان تھے۔ فیضیاب ہو جائیں اور کشمیر کی مشرقی حد ملک تبت سے متصل ہے۔ اس لئے کشمیر میں آ کر بہ آسانی تبت میں جا سکتے تھے اور پنجاب میں داخل ہو کر ان کے لئے کچھ مشکل نہ تھا کہ قبل اس کے جو کشمیر اور تبت کی طرف آویں۔ ہندوستان کے مختلف مقامات کا سیر کریں۔ سو جیسا کہ اس ملک کی پرانی تاریخیں بتلاتی ہیں۔ یہ بات بالکل قرین قیاس ہے کہ حضرت مسیح نے نیپال اور بنارس وغیرہ مقامات کا سیر کیا ہوگا۔ پھر جموں سے یا راولپنڈی کی راہ سے کشمیر کی طرف گئے ہوں گے۔ چونکہ وہ ایک سرد ملک کے آدمی تھے۔ اس لئے یقینی امر ہے کہ ان ملکوں میں غالباً وہ صرف جاڑے تک ہی ٹھہرے ہوں گے۔ اخیر مارچ یا اپریل کی ابتداء میں کشمیر کی طرف کوچ کیا ہوگا اور چونکہ وہ ملک بلاد شام سے بالکل مشابہ ہے۔ اس لئے یہ بھی یقینی ہے کہ اس ملک میں سکونت مستقل اختیار کر لی ہوگی اور ساتھ ہی یہ بھی خیال ہے کہ کچھ حصہ اپنی عمر کا افغانستان میں رہے ہوں گے (قادیان فرمایا ہوتا) اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی بھی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے کیا۔ تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔‘‘

(مسیح ہندوستان ص ۶۹، ۷۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

حضرات! یہ ہے وہ برہان قاطع اور حجت ساطع۔ جس کے بل بوتے پر مرزا قادیانی مسیح علیہ السلام کی قبر کشمیر میں تیار کرنے والے ہیں۔ جناب والا کی جغرافیہ دانی کا صدق دل سے اعتراف مگر یہ تو بتایا ہوتا کہ بلاد شام سے بلاد ھند کی طرف حضرت مسیح کی ہجرت کا ذکر آپ نے کس ''پورانی تاریخ'' میں دیکھا؟ اس کا مصنف کون ہے۔ کب لکھی گئی؟ محل نزاع میں ضروری تھا کہ آپ ان تاریخوں کی عبارتیں بقید صفحات نقل کرتے تا کہ آپ کی صداقت واضح ہوتی۔

پھر جناب کے مذکورہ ذیل الفاظ بھی اپنے اندر حقانیت کی کچھ کم کشش نہیں رکھتے۔ مواقع برہانیہ اسی قسم کے الفاظ کے مستحق ہیں۔ ''سفر کیا ہوگا، گئے ہوں گے، یقینی امر ہے، ٹھہرے ہوں گے، کوچ کیا ہوگا، یقینی ہے سکونت اختیار کی ہوگی، رہے ہوں گے۔''

اصل یہ ہے کہ وہمیات و وساوس کو وحی والہام قرار دینے والے حضرات کا ہموارہ وتیرہ رہا ہے کہ وہ واقعات وحقائق کے میدان میں اسی طرح سپر انداز ہوا کرتے ہیں۔ پھر اگر کسی نے ان کو ان کی غلطی پر سرزنش کی تو وہ یہ کہہ کر پیچھا چھڑا لیتے ہیں کہ محجوب ہماری حقیقت کو کیا سمجھیں۔

بہتر ہوتا کہ مرزا قادیانی بجائے تاریخی ثبوت کی کلفت بے جا کے اپنے قدیم شیوہ وانداز کے مطابق فقط اتنا کہہ دیتے کہ مجھے اس ذات کی قسم ہے۔ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے کہ مجھے مکرر وحی ہوئی ہے اور بار بار بذریعہ الہام اطلاع دی گئی ہے۔ (جس کی تسلیم مجھ پر اسی طرح لازم ہے۔ جیسے تورات وانجیل وقرآن کی تسلیم) کہ حضرت مسیح کی قبر سری نگر کشمیر محلّہ خانیار میں ہے۔ بس قصہ ختم تھا۔ جب کسی ''ملہم'' کے پاس کاربراری کے لئے ترشی ترشائی وحی موجود ہو تو اس کو علمی موشگافیوں کی کیا ضرورت ہے۔ رہی پبلک، معتقدین اس کو بھی اسی طرح تسلیم کر لیتے۔ جیسے منکوحہ آسمانی، انجام آتھم، مولوی ثناء اللہ صاحب کی موت وغیرہ پیشین گوئیاں، منکرین ومکذبین ومشککین ایسی خیال آرائی وافسانہ سازی سے کب متاثر ہو سکتے ہیں۔

مزید برآں مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی آنے والے تمام متنبیوں کے لئے سرمۂ چشم بصیرت رہے گا اور کچھ بعید نہیں کہ وہاں شادی کی ہو۔ افغانوں میں ایک قوم عیسیٰ خیل کہلاتی ہے۔ (بلکہ ایک مشہور قصبہ کا نام بھی ہے) کیا تعجب ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ کی ہی اولاد ہوں۔

علی ہذا القیاس افغانوں میں ایک قوم اور ایک قصبہ کا نام ''موسیٰ خیل'' ہے۔ بنابریں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی یقینی طور پر ادھر آئے ہوں گے۔ نیز افغانوں کا یوسف زئی قبیلہ حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی اولاد ہوگا۔ بقول آپ کے یقینی امر ہے کہ یوسف صدیق مصر سے صوبہ افغانستان

میں آئے ہوں گے۔ جو شاید اس وقت حکومت مصر کا باج گذار ہوگا اور کچھ بعید نہیں کہ آپ نے یہاں شادی کی ہو اور یہ یوسف زئی یوسف کی ہی اولاد ہوں۔ پھر یہی افغان ہیں۔ جن میں سلیمان خیل محمد زئی (شاہ امان اللہ خان اور شاہ نادر خان کی قوم) اور عمر زئی، عثمان خیل، علی خیل وغیرہ موجود ہیں۔

احادیث صحیحہ کی ظنیات بلکہ موضوعات قرار دینا اور خود سودائے نبوت میں اس قسم کی مضحکہ خیز اور بے سروپا باتیں کہنا۔

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجی است

تناقض

مرزا قادیانی نے الہام کا دامن چھوڑ کر اس موقع پر بے شمار مصیبتیں اپنے سر لے لیں۔ خود مرزا قادیانی حضرت مسیح کی شادی اور اولاد کے متعلق بدیں الفاظ تصریح کر چکے ہیں اور کوئی اس کی (مسیح کی) بیوی بھی نہیں تھی۔ (ریویو جلد اوّل نمبر ۳ ص ۱۲۴) اور ظاہر ہے کہ دنیاوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ (حاشیہ تریاق القلوب ص ۹۹، خزائن ج ۱۵ ص ۳۶۳)

حقیقت حال

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا فسانہ طرازی پر بحث کرنے کے بعد ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اصل واقعہ بیان کر دیا جائے۔ حضرات ائمہ تفسیر نے آیت ”وجعلنا ابن مریم وامه اٰیة واٰوینٰاھما الیٰ ربوة ذات قرار ومعین“ کی تفسیر میں اور (طبری ج ۲ ص ۲۰، ۲۱، ابن اثیر ج ۱ ص ۱۳۵، ابوالفداء ج ۱ ص ۳۵، ابن خلدون ج ۲ ص ۱۴۶، ابن سعد ج ۱ ص ۲۶) نے تصریح کی ہے کہ شاہ ہیرودلیس کے مظالم سے تنگ آ کر حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کے بعد ان کے ہمراہ ملک شام کو چھوڑ کر ملک مصر آئیں۔ پھر بارہ سال کے بعد مصر سے واپس آ کر شہر ناصرہ (از شام) میں اقامت اختیار کی۔ وہاں اٹھارہ سال تک رہے۔ پھر تیس سال کی عمر میں حضرت مسیح کو ان قوموں کی ہدایت کے لئے مامور کیا گیا۔ (پھر تینتیس سال کی عمر میں واقعہ صلیب اور رفع پیش آیا۔ دیکھو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۵ وجلد نہم ص ۳۸۰) اسی لئے مسیح علیہ السلام کو ناصری بھی کہتے ہیں۔

اتنی سی بات تھی جسے افسانہ کر دیا

مصر کے اس سفر ہجرت کے علاوہ حضرت مسیح کا کوئی دوسرا سفر بلاد ہند کی طرف تاریخ سے ثابت نہیں ہوتا۔ ”ومن ادعیٰ فعلیه البیان ولیجلب علے ذالك بخیله ورجله“

ب...... التفاقات روزگار سے کہیں کتاب اکمال الدین (مصنفہ علامہ ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ رافضی[1] القمی المتوفی ص ۳۸۱ مطبوعہ ایران ۱۳۰۱ھ) مرزا قادیانی کے ہاتھ لگی۔ بس کیا تھا۔ آپ نے وہ وہ کرشمے دکھائے کہ توبہ ہی بھلی۔

کتاب مذکور کے متعلق مرزا قادیانی نے لکھا کہ ہزار برس سے زیادہ کی تصنیف ہے۔ (ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۹ ج ۲ ش ۹، تحفہ گولڑویہ ص ۹۸، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰) حکیم خدا بخش مرزائی نے (عسل مصفی ص ۵۸۵) میں ایک قدم آگے بڑھا کر کہا۔ کتاب اکمال الدین گیارہ سو سال کی تصنیف ہے۔ (نہ کم نہ زیادہ)

مرزا قادیانی کی غلط بیانی

علامہ ابوجعفر بن بابویہ کا ترجمہ شیعہ کے مشہور عالم ابوالعباس احمد بن علی نجاشی (شاگرد ابوجعفر مذکور) نے اپنی کتاب (الرجال ص ۲۷۶) میں بسط سے ذکر کیا ہے۔ آخر میں لکھا ہے کہ علامہ کا انتقال ۳۸۱ھ میں شہر رے میں ہوا۔ ناظرین! ستمبر ۱۹۰۳ء کو گذرے آج تیس سال ہو چکے ہیں اور علامہ ابن بابویہ کے انتقال کو آج تقریباً نوسوا کہتر سال ہوتے ہیں۔ ان میں سے مذکورہ بالا

---

[1] معلوم ہوا کہ لفظ رافضی کو پنجاب کے بعض اہل تشیع ناپسند کرتے ہیں۔ چنانچہ انجمن اصغریہ پنجاب (لاہور) کی طرف سے روزنامہ آزاد میں من جملہ اور باتوں کے یہ جملہ بھی شائع ہوا ہے۔ فرقہ شیعہ نے کبھی بھی رافضی کے نام کو اپنے لئے پسند نہیں کیا۔ (آزاد ۲۳ رستمبر ص ۲) لیکن اگر ذرا غور سے کام لیا جائے تو یہ دعویٰ ناواقفی کی دلیل ہے۔ روضہ کافی ص ۱۶ کی روایت ذیل کی طرف اگر توجہ کی جائے تو یہ دعویٰ غلط ثابت ہوتا ہے۔ شیعہ مذہب میں کتاب کافی (اصول وفروع) کی حیثیت بہت ہی ارفع ہے۔ تصنیف کے بعد جب یہ کتاب حضرت امام غائب کے سامنے (بقول حضرات شیعہ) پیش کی گئی تو آپ نے اس پر لکھا۔ ''ھذا کاف لشیعتنا'' یہ کتاب ہمارے شیعہ کے لئے کافی ہے۔

روایت مذکورہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ابوبصیر فرماتے ہیں۔ میں نے حضرت امام جعفر صادقؓ سے عرض کی کہ غیر شیعہ لوگ ہمیں رافضی کہہ کر ستاتے ہیں۔ حضرت امام نے فرمایا لفظ رافضی ہمارے متبعین کے لئے کوئی برا لقب نہیں۔ بلکہ یہ عطیہ الٰہی ہے جو سب سے پہلے بنی اسرائیل میں ان ستر اشخاص کو بخشا گیا۔ جو فرعون اور اس کی قوم کے ساتھ چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام سے آ ملے تھے۔ پھر خدا تعالیٰ کے حکم سے موسیٰ علیہ السلام نے ان اشخاص کا یہ لقب تورات میں درج کر دیا۔ بعد ازاں خدا تعالیٰ نے یہ اسم گرامی اتنی مدت کے بعد تمہیں عطاء کیا کہ تم نے شر کو رفض (ترک) کیا۔ (روضہ کافی ص ۲۱۶ سطر ۲۴)

تیس سال تفریق کرنے کے بعد نوسو اکتالیس برس باقی رہیں گے۔ بالفاظ دیگر مرزا قادیانی نے جب کتاب اکمال الدین کے متعلق ہزار برس سے زیادہ کی تصریح کی تو اس وقت کتاب کے مصنف کو انتقال کئے ہوئے نوسو اکتالیس برس ہو چکے تھے۔ اس سے آپ اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی اور ان کے مرید حکیم خدابخش کے اقوال مذکورہ بالا میں کس قدر صداقت ہے۔ اس کے باوجود آپ دعوائے نبوت سے ذرا بھر شرم محسوس نہیں کرتے۔ سعدی نے صحیح فرمایا ہے۔

تو براوج فلک نہ دانی چیست
چوں ندانی کہ درسرائے تو کیست

کتاب اکمال الدین کی حیثیت اور اس کا موضوع

اس کتاب کا پورا نام ’’اکمال الدین واتمام النعمة فی اثبات الغیبة وکشف الحیرة‘‘ ہے۔ کتاب کا موضوع مسئلہ غیبت امام منتظر ہے۔ مسئلہ غیبت ورجعت امام حضرات اہل تشیع کا مشہور عقیدہ ہے۔ جس کا خلاصہ فرقہ اثناء عشریہ (قطعیہ) کے یہاں یہ ہے کہ امام ابوالقاسم محمد بن الحسن العسکری صحیح قول کے مطابق (بہ تصریح ابن خلکان) ۲۵۶ھ کو پیدا ہوئے اور نو سال کی عمر میں ۲۶۵ھ کو شہر سر من رائی کی ایک غار میں والدہ کے دیکھتے دیکھتے گھس گئے۔ پھر اب تک واپس نہیں آئے۔ اخیر زمان میں غار سے نکلیں گے اور اسلام پھیلائیں گے۔

چیستان غیبت میں اختلاف آراء

حضرات اہل تشیع کے تقریباً تمام فرقوں میں مسئلہ غیبت سے دلچسپی پائی جاتی ہے۔ اکثر فرقے کسی نہ کسی امام کی غیبت ورجعت کے قائل ہیں۔ بقول ابن حزم (کتاب الملل ج۴ص۱۷۹) دراصل شیعہ کے تین فرقے ہیں۔ (۱) زیدیہ۔ (۲) امامیہ۔ (۳) غالیہ۔

ا...... زیدیہ میں سے فرقہ جارودیہ کا عقیدہ ہے کہ محمد بن عبداللہ حسنی (نفس زکیہ) زندہ ہیں۔ واپس تشریف لائیں گے۔ مقام ’’احجار الزیت‘‘ (مدینہ منورہ) میں شہید ہونے والا کوئی دوسرا شخص تھا۔ جس پر ان کی صورت ڈال دی گئی تھی۔ زیدیہ کا ایک دوسرا گروہ محمد بن قاسم حسینی طالقانی کا منتظر ہے۔ جو ایام معتصم باللہ میں قتل ہو چکے۔ ان کا ایک اور گروہ یحییٰ بن عمر حسینی (بغدادی نے کتاب الفرق میں ان کا نام محمد بن عمر دیا ہے) کا منتظر ہے۔ حالانکہ آپ متقین کے عہد میں محمد بن عبداللہ بن طاہر کے ہاتھوں فوت ہو چکے ہیں۔

۲...... امامیہ میں سے فرقہ محمدیہ جارودیہ کی طرح محمد بن عبداللہ (نفس زکیہ) کی غیبت ورجعت کا معتقد ہے۔ باقریہ حضرت امام محمد باقر کی رجعت کے قائل ہیں۔ ناووسیہ امام جعفر صادق کو زندہ مانتے ہیں اور ان کی رجعت کے قائل ہیں۔ یہ خیال ان کے جو شخص جعفر کہلاتا تھا۔ وہ درحقیقت جعفر نہ تھا۔ امام جعفر اخیر زمانہ میں تشریف لائیں گے۔ موسویہ امام موسیٰ بن جعفر کے متعلق کہتے ہیں کہ آپ فوت نہیں ہوئے۔

واپس تشریف لائیں گے۔ اسماعیلیہ کا عقیدہ ہے کہ اسماعیل بن جعفر فوت نہیں ہوئے۔ حالانکہ اہل تاریخ کا اجماع ہے کہ اسماعیل اپنے والد کی حیات میں فوت ہوگئے۔ قطعیہ (ان کو اثنا عشریہ بھی کہتے ہیں) کا عقیدہ ہے کہ امام غائب بارہویں امام محمد بن حسن ہیں۔ امام مذکور کے متعلق پھر اختلاف ہے کہ آپ کب پیدا ہوئے۔ بقول بعض آپ ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور اسی سال آپ کے والد ماجد امام حسن عسکری کا انتقال ہوا۔ بعض کا خیال ہے کہ آپ والد ماجد کی وفات سے ایک عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ ایک گروہ کے نزدیک آپ والد مقدس کی حیات میں پیدا ہوئے۔

بعد ازاں جب آپ کا سن چار سال کو پہنچا آپ کے والد نے انتقال کیا اور بعض کے یہاں آٹھ سال کی عمر میں آپ کے والد فوت ہوئے اور نو سال کی روایت گذر چکی ہے۔

نیز اس میں بھی اختلاف ہوا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کا نام آیا نرگس تھا یا صقیل، یا سوسن۔

امام ابومحمد علی بن احمد بن حزم متوفی ۴۰۶ھ کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔ ”ولم یعقب الحسن المذکور لا ذکراً ولا انثی وان هذا المولود لم یخلق قط (ج٤ ص١٨١)“ ﴿اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضرت ام حسن العسکری امام یازدہم کی کوئی اولاد نہ تھی۔ نہ بیٹا نہ بیٹی اور نام ابوالقاسم محمد پیدا ہی نہیں ہوئے۔﴾

۳...... کیسانیہ (اتباع کیسان، مختار بن ابی عبید) حضرت امام محمد بن حنفیہ کی غیبت ورجعت کے قائل ہیں۔ بخیال ان کے آپ کوہ رضویٰ (از مدینہ طیبہ) میں غائب ہو کر مقیم ہیں اور واپس تشریف لائیں گے۔ (دیکھو کتاب الفرق از ص۲۲ تا ص۴۷)

امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ کتاب (الملل ج۱ ص۲۰۰) میں لکھتے ہیں۔ ”مختار پہلا شخص ہے جس نے مسئلہ غیبت ورجعت امام اختراع کیا۔ پھر (کثیر عزہ) اور سید بن

محمد حمیری نے اپنے طبیغ قائد سے اس کی آب یاری کی۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ یہ مسئلہ شیعہ کا مذہبی عقیدہ اور دینی رکن قرار پایا۔“

شہرستانی نے ج ۲ ص ۷ پر غیبت و رجعت کے متعلق شیعہ کے ان گیارہ فرقوں کے اقوال بھی لکھے ہیں۔ جو بجائے حضرت امام حسینؓ کے امام حسن مجتبیٰ اور آپ کی اولاد کی امامت کے قائل ہیں۔ پھر مسئلہ غیبت پر بعض ظریفانہ اخذ بھی کئے ہیں۔

گذشتہ تمام تفصیل سے مقصد یہ ہے کہ مسئلہ غیبت و رجعت ہر چند حضرات اہل تشیع کا مذہبی رکن ہے۔ مگر نہایت ہی دقیق دور از عقل و قیاس حیرت افزا اور بے انتہا نظری خفی، از حد غور و فکر کا محتاج ہے۔ اسی حیرت کے ازالہ کے لئے علامہ ابن بابویہ نے کتاب اکمال الدین فرقہ اثنا عشریہ کی ترجمانی کرتے ہوئے تصنیف کی مذکورہ بالا حیرت کو مصنف نے خطبہ کتاب میں کھول کر بیان کیا ہے۔ کتاب مذکور میں باسٹھ باب اور تقریباً چار سو صفحات ہیں۔ کتاب کیا ہے۔ اہل تشیع کی عام کتب حدیث کی طرح بے سر و پا، عجیب و غریب، روایات موضوعہ کا مجموعہ ہے۔ اس فسانۂ ہوشربا میں مصنف نے حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت صالح، حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ، حضرت یوسف، حضرت مسیح وغیرہ علیہم السلام کی غیبت کے دعویٰ کئے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ سفر موسیٰ اور ہجرت ابراہیم، جلاوطنی و قید یوسف علیہ السلام کو غیبت قرار دیا ہے اور اس پر غیبت امام منتظر کو قیاس کیا ہے۔ گویا امام منتظر بھی کہیں سفر پر تشریف لے گئے ہیں۔ فیا للعجب!

پھر پچیسویں باب سے اڑتیسویں باب تک وہ نصوص جمع کئے ہیں۔ جو بخیال مصنف، مسئلہ غیبت کے متعلق:

الف...... قرآن حکیم میں۔

ب...... اور احادیث مرفوعہ میں موجود ہیں۔

ج...... بعد ازاں غیبت امام کے متعلق ائمہ اہل بیت (تا امام حسن عسکری والد منتظر متوفی ۲۶۰ھ) کے اقوال جمع کئے ہیں۔ یہ ہر سہ مباحث مصنف کی جدت دماغی اور قوت اختراع کا حیرت افزاء ثبوت ہیں۔ اس اثناء میں مصنف نے بعض معمر بن مثلاً ابوالدنیا وغیرہ کے قصے لکھے ہیں۔ لکھتے لکھتے ص ۳۱۷ پر مصنف نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا۔ ”زمانہ گذشتہ میں بھی اہل دین اور اصحاب ورع و زہد میں مخصوص اشخاص کی غیبتیں ثابت ہوئی ہیں۔ جنہوں نے بے بسی اور خوف کے وقت دین کو چھپانا ہی مناسب سمجھا۔ پھر جب امن اور استطاعت دیکھی تو اپنے خیالات کے اظہار میں بھی تأمل نہیں کیا۔“

بس اس تقریب سے فسانۂ یوذ آسف کو بدیں الفاظ شروع کیا۔ ”قال وقد بلغنی ان ملكا من ملوك الهند“ ❁ قال کا فاعل شاید سعید بن جبیر۔ جو ابتداء سند میں مذکور ہے۔ ❁ عرض یہ تمام فسانہ محدث کی نظر میں کسی راوی کا بلاغ ہے اور بلاغات (بہ استثنائے چند افراد) ناقدین کی نگاہ میں ہیچ محض ہیں۔ پھر بلاغات رافضہ سے تو پناہ ہی بھلی۔ اسی انداز سے مصنف نے یوذ آسف کے حالات ص ۳۵۹ تک ذکر کئے ہیں۔

سب سے پہلے یوذ آسف کے والد کی سلطنت اور بادشاہ کا لذات دنیاوی میں انہماک اور اس کی بت پرستی کا شغف لکھا ہے۔

”وكان الدين قد نشاء فی ارضه قبل ملكه وكثراهله فزين له الشيطان عداوة الدين واهله واضر باهل الدين واقصاهم فخافة علی ملكه وقرب اهل الاوثان وضع لهم اصناماً من ذهب وفضة وشرفهم وفضلهم وسجد لاصنامهم ۰ فلما رأی الناس ذلك منه سارعوا الیٰ عبادة الاوثان والاستخفاف باهل الدين (اكمال الدين ص ۳۱۸)“ ❁ اس بادشاہ کی مملکت میں اس کے سریر آراء ہونے سے پیشتر ہی مذہب حق (توحید) کا پرچا ہو چلا تھا اور حق پرستوں کی تعداد بڑھنے لگی تھی۔ شیطان نے بادشاہ کے دل میں حق اور اس کے متبعین کی عداوت ڈال دی۔ چنانچہ بادشاہ نے زوال سلطنت کے خوف سے حق پرستوں کو اذیتیں دینی شروع کیں اور ان کو راندۂ درگاہ قرار دیا۔ مگر بت پرستوں کو مقرب بارگاہ بنایا۔ ان کی تعظیم و تکریم شروع کی۔ ان کے لئے سونے اور چاندی کے بت تیار کرائے اور خود جا جا کر ان کے بتوں کے سامنے سجدے کیا کرتا تھا۔ اس پر رعایا بھی بت پرستی کی طرف راغب ہو کر اہل حق کو ذلیل شمار کرنے لگی۔ ❁

اس کے بعد یوذ آسف کی ولادت، دنیا کے لذائذ سے اس کی کنارہ کشی اور جوگیوں کا سا تزہد، حکیم بلوہر کی یوذ آسف سے ملاقات شہزادگی اور وطن کو چھوڑ کر سفر کرنا (جو مصنف اکمال کی نگاہ خوردبین میں غیبت ہے) پھر کئی سالوں کے بعد سفر سے واپس آکر بادشاہ مذکور اور اراکین دولت کو وعظ کہنا۔ پھر کشمیر جانا اور لمبی عمر پا کر فوت ہونا اور وہیں مدفون ہونا مذکور ہے۔

آخر ص ۳۵۹ پر (جیسے کسی کی آنکھ کھل جاتی ہے) لکھا ہے۔ ”قال المصنف ليس هذا الحديث ماشاء كله من اخبار المعمرين وغيرها مما اعتمد فی امر الغيبة ووقوعها (اكمال الدين ص ۳۵۹)“ ❁ معمرین کے متعلق یہ افسانہ اور اسی قسم کے دوسرے

قصے وغیرہ (خرافات ووہمیات) اس قابل نہیں کہ میں مسئلہ غیبت یا اس کے وقوع کے اثبات میں ان پر اعتماد کرسکوں۔

مگر مرزا قادیانی ہیں کہ اس خرافات واباطیل کی پوٹ پر ایمان لاکر یوذ آسف کی نبوت کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں۔ پھر از خود یوذ آسف کی کتاب کو بہ یک جنبش قلم انجیل قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ اکمال الدین میں اس کا نام تک نہیں۔ کہیں یوذ آسف اور مسیح کو ایک مانتے ہیں اسی کو کہتے ہیں۔ مدعی سست اور گواہ چست۔

حیرت تو یہ ہے کہ مصنف اکمال غیبت جیسے برخود غلط مسئلے میں اس قصے سے استناد کرنے کا روادار نہیں۔ کیونکہ مسئلہ غیبت ورجعت اہل تشیع کی نگاہ میں شرعی حیثیت رکھتا ہے اور شرعیات میں خرافات سے استناد جائز نہیں۔ لیکن مرزا قادیانی اسی افسانہ کی بناء پر ایک اہم شرعی ذمہ داری اپنے سر لے کر یوذ آسف کو نبی اور اس کی پوتھی کو انجیل قرار دیتے ہوئے ذرا نہیں جھجکتے۔ مصنف اکمال اور مرزا قادیانی کے متعلق علی الترتیب یہی کہنا پڑتا ہے۔

دیدن آموخت ونہ دیدن آموخت

انتہائی کذب یا مغالطہ

اس تمام داستان امیر حمزہ میں جو چیز باوجود مکرر جستجو کے نہیں ملتی وہ یہ ہے کہ یوذ آسف مسیح کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل ہے۔ میں نے اس دھن میں کتاب کو الٹ ڈالا۔ ص۳۱۷ سے ۳۵۹ تک مکرر پڑھا۔ مگر بے سود۔ اس پر بھی مرزا قادیانی خوف خدا اور شرم خلق سے بے نیاز ہوکر لکھتے ہیں۔ ”کتاب اکمال الدین، کتاب سوانح یوذ آسف میں صاف لکھا ہے۔ (غالباً ایسا صاف جیسے قادیان کا نام کلام مجید میں) کہ ایک نبی یوذ آسف کے نام سے مشہور تھا اور اس کی کتاب کا نام انجیل تھا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۱۴۱، خزائن ج۱۷ ص۱۰۰)

یہ سراسر افتراء اور غلط بیانی ہے۔ مرزائیوں کو چاہئے کہ یہ عبارت اکمال الدین میں دکھا کر مرزا قادیانی کا دامن پاک کریں۔ ورنہ توبہ کریں۔

اسی طرح (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۲۸، خزائن ج۲۱ ص۴۰۴) کے یہ الفاظ بھی سفید جھوٹ ہیں۔ ”یوذ آسف کی کتاب (اکمال الدین) میں صریح لکھا ہے کہ یوذ آسف پر خدا تعالیٰ کی طرف سے انجیل اتری تھی۔“ نیز فرماتے ہیں۔ ”یوذ آسف کے حالات بیان کرنے کے بارے میں مسلمانوں کی کتابوں میں بعض ہزار برس سے زیادہ زمانہ کی تصنیف ہیں۔ جیسے کتاب اکمال

الدین......اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ یوذ آسف نے جو شاہزادہ نبی تھا۔ اپنی کتاب کا نام انجیل رکھا تھا۔'' (ریویو ستمبر۱۹۰۳ء ص۳۳۹، ج۲ ش۹)

ناظرین! کتاب اکمال الدین کوئی عنقاء تو ہے نہیں جس تک رسائی ناممکن ہو۔ پنجاب یونیورسٹی لاہور وغیرہ مقامات میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں۔ خدارا کتاب کو دیکھ کر انصاف سے کہئے کہ اس میں یہ جملہ کہاں لکھا ہے کہ یوذ آسف نبی پر انجیل اتری تھی۔ یقین جانئے کہ مرزا قادیانی خدا کے بندوں کو برملا دھوکہ دے رہے ہیں۔

اکمال الدین کی جس عبارت کے پیش نظر یہ مغالطہ تیار کیا گیا۔ اس کا متن ص۳۵۸ پر یہ الفاظ ذیل ہے۔ ''فرجع الوزیر وتقدم یوذ آسف امامه حتیٰ بلغ فضاء واسعاً فرفع راسه فرای شجرة عظیمة علی عین ماء احسن ما یکون من الشجر واکثرها فرعاً وغصناً واحلا هاثمرا وقد اجتمع الیه من الطیر ما لا تعد کثرة فسر بذالك المنظر وفرح به وتقدم الیها حتیٰ دنا منها وجعل یعبر فی نفسه ویفسره الشجرة بالبشریٰ التی دعا الیها وعین الماء بالحکمة والعلم والطیر بالناس من الذین یجتمعون الیه ویقبلون منه الدین'' (یہ قصہ یوذ آسف کے ترک وطن سے متعلق ہے) وزیر یوذ آسف کو الوداع کہہ کر واپس گیا اور یوذ آسف آگے بڑھا تاآنکہ ایک وسیع میدان میں پہنچا۔ پس اس نے اپنا سر اٹھایا تو سامنے پانی کے ایک چشمہ پر خوبصورت درخت دیکھا جو نہایت شاداب وسرسبز تھا۔ اس کے میوے بے حد شیریں تھے۔ اس درخت پر بے شمار پرندے مجتمع تھے۔ یوذ آسف اس منظر کو دیکھ کر بہت خوش ہوا اور بڑھ کر درخت کے قریب گیا اور خود ہی اپنے دل میں اس منظر کی تعبیر وتفسیر کرنے لگا۔ (جیسے مرزا قادیانی اور ٹیچی ٹیچی) کہ درخت مثال ہے۔ اس خوشخبری (ہدایت) کی جس کی طرف یوذ آسف نے دعوت دی (یا دے گا) اور پانی کا چشمہ علم وحکمت سے کنایہ ہے اور پرندے ان لوگوں سے عبارت ہیں۔ جو یوذ آسف کے پاس مجتمع ہوں گے اور اس سے دین قبول کریں گے۔

مذکورہ بالا عبارت کا لفظ بشریٰ مذکورہ افتراء وزور کا مبدء وحید ہے۔ مرزا قادیانی نے جب یہ سنا کہ لفظ انجیل کے معنی عربی میں بشریٰ کے ہیں تو آپ نے یہ بھی از خود تراش لیا کہ لفظ بشریٰ کے معنی بھی ہر جگہ انجیل کے ہیں۔ لہٰذا عبارت اکمال الدین میں بشریٰ سے مراد انجیل ہی ہے اور یہ نہ سوچا کہ انجیل کے معنی بشریٰ ہوں۔ علیحدہ حقیقت ہے اور بشریٰ کے معنی انجیل ہوں۔

جداگانہ مسئلہ ہے۔ مگر مرزاقادیانی کو اس سے کیا بحث کہ موجبہ کلیہ کا عکس مستوی موجبہ کلیہ نہیں آتا اور موجبہ جزئیہ مفید نہیں اور نہ یہ سمجھا کہ قرآن حکیم باوجودیکہ عربی زبان میں ہے۔ اس نے جب کبھی حضرت مسیح علیہ السلام کی کتاب کا ذکر کیا تو بشریٰ سے نہیں بلکہ انجیل کے نام سے کیا۔ نیز بشریٰ کا لفظ جہاں کہیں کلام مجید میں بلکہ عربی زبان میں مستعمل ہوا ہے۔ اس سے کہیں بھی انجیل مراد نہیں۔ بلکہ خوشخبری (ومایلازمہ) مراد ہوتی ہے۔

مرزاقادیانی کی قبلہ آمال کتاب اکمال الدین بھی (جس کو آپ نے خواہ مخواہ اپنے دجل وتلبیس کے لئے وحی آسمانی سمجھ رکھا ہے) عربی زبان کی تصنیف ہے۔ اس کی عبارت میں بھی لفظ بشریٰ کے وہی لغوی عرفی معنی مراد ہیں۔ لیکن آپ ہیں کہ تمام دلائل اور براہین کو پس پشت ڈال کر حضرت مسیح کو مارنے کے درپے ہیں۔ مگر جس ہستی کی حیات کا اعلان ختم المرسلین فرما چکے ہیں۔ آپ ایسے دلائل سے اس کا ایک بال بھی بیکا نہیں کر سکتے۔

میں تمام مرزائی محرفین کو عام اس سے کہ قادیانی ہوں یا لاہوری۔ چیلنج کرتا ہوں کہ کسی مستند شاعر یا ناثر کا کوئی ایک قول پیش کریں۔ جس میں اس نے بشریٰ سے انجیل مراد لی ہو۔

الارواح جنود مجندۃ وانکار ختم نبوت

قادیانی نبوت بھی عجیب وغریب کھچڑی ہے۔ اس کی کڑیاں دور دور جاکر ملتی ہیں۔ پھر قدرت کا تماشا دیکھئے کہ ہم مشرب خود بہ خود ایک دوسرے سے بغل گیر ہوتے نظر آتے ہیں۔ انکار ختم نبوت کا مسئلہ مرزاقادیانی میں اور اس گروہ کے اکثر فرق میں قدر مشترک ہے۔ جس کی ترجمانی کتاب اکمال الدین میں ہوئی ہے۔ امام محمد بن عبدالکریم شہرستانی متوفی ۵۴۸ھ کتاب الملل طبع مصر ج۲ ص۱۵ میں ابومنصور عجلی رافضی کا مذہب بالفاظ ذیل نقل کرتے ہیں۔ ’’وزعم ان الرسل لا تنقطع ابداً والرسالۃ لا تنقطع‘‘ ابومنصور رافضی کا مذہب ہے کہ رسول ہموارہ آتے رہیں گے اور نبوت اور رسالت جاری رہے گی۔

ابوالخطاب محمد بن ابی زینب اسدی، اجدع، رافضی (پیشوائے خطابیہ) کا مذہب ملاحظہ ہو۔ ’’ان کل مؤمن یوحیٰ الیہ (شہرستانی ج٢ ص١٦)‘‘ ہر ایک مومن کو وحی ہوتی ہے۔ نبی اور رسول کی تخصیص نہیں۔

روح ابوالخطاب اور قادیانی

میرے سامنے ایک دو ورقہ اشتہار بنام ’’برگزیدہ نبی مسیح موعود‘‘ ہے۔ جس کی پیشانی پر

احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ لاہور کا ٹریکٹ نمبر ۱۱ لکھا ہوا ہے۔ اشتہار اللہ بخش سٹیم پریس قادیاں سے شائع ہوا ہے۔ اشتہار مذکور کے اخیر میں تحریر ہے۔ ”اگر مرزا قادیانی خدا کی طرف سے نہ ہوتے تو یہ کس طرح ممکن تھا کہ آپ کی تعلیم پر عمل کرنے والوں پر خدا کا کلام نازل ہوتا اور خود خدا کی سریلی مگر دل میں پیوست ہو جانے والی صدا کو وہ اپنے کانوں سے سنتے۔“

لیجئے! پہلے فقط مرزا قادیانی کا رونا تھا کہ انہوں نے اپنے وساوس واوہام کو وحی والہام قرار دے کر ختم نبوت کو توڑا۔ اب تو ہر ایک قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مجھ پر کلام الٰہی نازل ہوتا ہے اور ہر لونڈا خود خدا کی سریلی صدائیں اپنے کانوں سے سنتا ہے۔ جبریل امین کی ضرورت ہی باقی نہیں۔ ابوالخطاب کی روح کا اس سے بڑھ کر تصرف کیا ہوسکتا ہے۔ قادیانیوں کو اس بارے میں سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ خود خداتعالیٰ نے اس کا فیصلہ ان مقدس الفاظ میں کیا ہے۔ ”ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیائهم (الانعام:۱۲۱) ”زخرف القول غروراً (الانعام:۱۱۲)“ ﴿درحقیقت شیطان اپنے دوستوں کو غلط (صحیح نما) اور دھوکہ دینے والی باتیں ...... کرتے ہیں۔ (جنہیں وہ خدا کا کلام اور اس کی سریلی صدائیں سمجھتے ہیں)﴾

حضرت شیخ حسین ہندی سے ہم نے سنا کہ آپ آیت ذیل کی تفسیر بعینہ یہی کرتے تھے جو اس اشتہار میں درج ہے۔ سورۂ حم السجدہ میں ارشاد ہے۔ ”وقیضنا لهم قرنا فزینوا لهم مابین ایدیهم وما خلفهم“ ﴿ہم نے ان (کفار) پر چند ہم نشین (شیاطین) مسلط کر دیئے ہیں جو انہیں ان کی پس وپیش کی چیزیں (مثلاً خیالات ووساوس) آراستہ کر کے دکھاتے ہیں۔ (کہ یہ کلام الٰہی ہے اور خدا کی سریلی صدائیں ہیں)﴾

خداوندتعالیٰ معیار نبوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ”اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته“ (یعنی نبوت کسبی نہیں) مگر قادیان کی خانہ ساز نبوت کے سایہ میں ہر بھٹکے ہوئے کو وحی ہو رہی ہے۔ اس پر کلام الٰہی نازل ہو رہا ہے۔ وہ خدا کی سریلی صدا اپنے کانوں سے سن رہا ہے۔ سورۂ زخرف میں خداتعالیٰ نے سچ فرمایا ہے۔

”ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطاناً فهوله قرین“ ﴿جو شخص خداتعالیٰ کے ذکر وکلام الٰہی کتاب مجید سے غافل ہوکر اعراض کرے (اور خودساختہ نبوتوں کا پیرو بنے) ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں جو (ہموارہ) اس کا ہم نشین رہتا ہے۔﴾

علیٰ ہذا القیاس مختار بن ابی عبید رافضی مدعی نبوت برائے خود عبداللہ بن سبا رافضی

مدعی نبوت برائے ذات خود، بیان بن سمعان رافضی مدعی نبوت وتنسخ شرح محمدی، مغیرہ بن سعید رافضی مدعی نبوت، غرابیہ (از رافضہ) مدعیان رسالت علی بھی اکمال الدین کے مصنف کے ہم مشرب ہیں۔

ان کے علاوہ ہشام بن عمروفوطی معتزلی کہا کرتا تھا۔’’النبوة جزاء علیٰ عمل وانها باقية ما بقيت الدنيا (شهرستانی ج ۱ ص۹۳) ‘‘نبوت اعمال صالحہ کی جزاء ہے۔ بنابریں جب تک اعمال صالحہ رہیں گے۔ (تا قیام قیامت) نبوت بھی رہے گی۔ غرض نبوت کسبی چیز ہے۔

مزید براں یزید بن ابی انیسہ خارجی کا عقیدہ ہے۔’’ان الله سيبعث رسولا من العجم وينزل عليه كتاباً قد كتب فى السماء وينزل عليه جملة واحدة ويترك شريعة محمدﷺ ويكون علىٰ ملة الصابئة المذكورة فى القرآن وليست هى الصابئة الموجودة حرّآن وواسط (شهرستانی ج ۱ ص۱۸۳) ‘‘عنقریب خداتعالیٰ ایک عجمی نژاد رسول مبعوث کرے گا۔ اس کو ایسی کتاب عطاء ہوگی جس کی کتابت (طباعت جلد بندی) آسمانوں پر ہوگی اور وہ ایک بارگی نازل ہوگی۔ (قرآن حکیم کی طرح حسب ضرورت نازل نہیں ہوگی) نبی مذکور، ختم المرسلین کی شریعت کو منسوخ قرار دے گا۔ وہ مذہباً صابی فرقہ کا پیرو ہوگا۔ جس کا ذکر قرآن میں ہے۔ نہ وہ صابی جو آج کل حران اور وسط میں موجود ہیں۔

رجع الحدیث

یہاں تک درحقیقت کتاب اکمال الدین کے موضوع اور اس کی حیثیت سے بحث تھی۔ اب اصل مقصد سے بحث آتی ہے جس کے لئے مرزا قادیانی نے اس کتاب کو آڑ بنایا۔

یوذ آسف اور مرزا قادیانی

مضمون کو ذہن نشین کرنے کے لئے ہم نے اس مبحث کو پانچ مرتبوں میں تقسیم کیا ہے۔

مرتبہ اوّل

مرزا قادیانی نے سب سے پہلے یوذ آسف کو اپنی طرف سے منصب نبوت عطاء کیا۔ چنانچہ آپ تمام قیود سے آزاد ہوکر نہایت بے تکلفی سے ارشاد فرماتے ہیں۔ مسیح مختلف ملکوں کا سیر کرتا ہوا۔ آخر کشمیر میں چلا گیا اور تمام عمر وہاں سیر کر کے آخر سری نگر محلہ خانیار میں بعد وفات

مدفون ہوا۔ اس کا ثبوت اس طرح پر ملتا ہے کہ عیسائی اور مسلمان اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ یوذ آسف نام ایک نبی جس کا زمانہ وہی زمانہ ہے جو مسیح کا زمانہ تھا اور وہ دور دراز کا سفر کر کے کشمیر میں پہنچا اور وہ نہ صرف نبی بلکہ شہزادہ بھی کہلاتا تھا اور جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اس ملک کا وہ باشندہ تھا۔'' (ریویو ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸ ج ۲ ش ۹)

نیز لکھا ہے۔ ''حال ہی میں مسلمانوں کی تالیف چند پرانی کتابیں ملی ہیں۔ جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوذ آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا۔ (اس تلبیس سے فائدہ؟ اکمال الدین ص ۳۵۹ میں تصریح ہے کہ یوذ آسف سولابط سے کشمیر گیا تھا) اور شہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور وہ نبی چھ سو برس پہلے ہمارے نبی ﷺ سے گذرا ہے۔''

(حاشیہ کتاب راز حقیقت ص ۱۲، خزائن ج ۱۴ ص ۱۶۴)

حالانکہ یہ صریح غلط بیانی یا لاعلمی ہے کہ مسلمان یوذ آسف کو نبی مانتے ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے خیال میں وہ بدھ مذہب کا بت پرست جوگی تھا۔ جس نے جوگ کی بناء پر دعوائے نبوت کیا۔ جیسے امام ابومنصور بغدادیؒ اور ابوریحان بیرونی کی تصریحات آرہی ہیں اور نہ اکمال الدین میں اس کی نبوت ورسالت کے متعلق کوئی صاف اور صریح جملہ موجود ہے۔ جیسے مرزاقادیانی نے مغالطہ کی غرض سے لکھا اور اگر ہوتا بھی تو کتاب کی حقیقت معلوم۔ ایسے اہم امور کے متعلق اکابر فن کی تصریحات ضروری ہیں۔ نہ کہ داستان امیر حمزہ کے حوالے۔ کیا یوذ آسف بھی اشتہاری نبی تھا؟ اور نہ یہ گپ موجود ہے کہ یوذ آسف کا عہد ختم المرسلین سے چھ سو سال پہلے ہے۔

مرتبہ دوم

یوذ آسف کو نبوت عطاء کرنے کے بعد مرزاقادیانی نے ذیل کے دعوے کئے۔

۱…… یوذ آسف کا زمانہ وہی ہے جو مسیح کا زمانہ ہے۔

۲…… جس ملک میں یسوع مسیح رہتا تھا اسی ملک کا یوذ آسف باشندہ تھا۔

(ریویو ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸ ج ۲ ش ۹)

یہ ہر دو دعوے بھی مرزاقادیانی کی دماغی پیداوار ہیں۔ آپ نے ان کو از خود اس لئے تراشا تاکہ بہ سہولت ثابت کیا جاسکے کہ سری نگر میں یوذ آسف کی قبر یسوع مسیح کی قبر ہے۔ ورنہ یوذ آسف مسیح کی پیدائش سے بہت پہلے گذرا ہے۔ کتاب یوذ آسف، بلوہر، مطبوعہ شمسی پریس دہلی ص ۳۱ پر لکھا ہے۔ پھون جب یوذ آسف پر ایمان لایا تو اس وقت تین سو برس بدھ کو ہوچکے تھے۔

تاریخ ہند مؤلفہ لتھبرج ص ۳۰ میں ہے۔ گوتم بدھ پانچ سو پچاس سال قبل مسیح پیدا ہوئے اور چار سو ستاسی سال قبل مسیح فوت ہوئے۔

اس سے ثابت ہوا کہ یوذ آسف حضرت مسیح علیہ السلام سے کئی سو سال پہلے گذرا ہے۔

مرتبہ سوم

اصول ارتقاء کے تحت نمبر سوم پر مرزا قادیانی نے کہا۔ یوذ آسف کی کتاب اور انجیل کو اکثر مقامات سے ایسا توارد ہے کہ بہت سی عبارتیں باہم ملتی ہیں مگر ہماری رائے تو یہ ہے کہ خود حضرت عیسیٰ کی یہ انجیل ہے جو ہندوستان کے سفر میں لکھی گئی۔ (کتاب چشمۂ مسیحی ص ۲، خزائن ج ۲۰ ص ۳۴۰، تحفہ گولڑویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰، ریویو ستمبر ۱۹۰۳ء ص ۳۳۸ ج ۲ ش ۹)

تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔ یہاں گذارش صرف اس قدر ہے کہ بعض یا اکثر مضامین کے توارد سے دو کتابوں کا ایک ہونا کیوں کر لازم آتا ہے۔ ورنہ ختم المرسلین کی نبوت کی طرح (بہ سلسلۂ انکار حدیث) قرآن حکیم سے بھی مرزا قادیانی کو ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ کیونکہ قرآن حکیم کتب سابقہ سماویہ کا مہیمن ہے۔ اس کے علاوہ مرزا قادیانی نے محل نزاع میں اپنی رائے پیش کی۔ یہ مبحث کوئی قادیانی نبوت نہیں کہ سادہ لوح فریب میں آکر یوں ہی تسلیم کر لے۔ یہ تاریخ ہے اس کا تعلق حقائق وواقعات سے ہے۔ اس کا ثبوت مرزا قادیانی کے ذمہ ہے۔ مگر آپ ہیں کہ:

ہر چہ پیدا مے شود از دور پندارم توئی

مرتبہ چہارم

اس کے بعد مرزا قادیانی نے ایک اور نرالا دعویٰ کیا اور علم الالسنہ اور اس کے فلسفہ پر اپنی شان علمیت کی مہر لگادی۔ فرماتے ہیں: ”یوذ کا لفظ یسوع کا بگڑا ہوا یا مخفف ہے اور آسف حضرت مسیح کا نام تھا۔ جس کے معنی ہیں۔ یہودیوں کے متفرق فرقوں کو تلاش کرنے والا یا اکٹھا کرنے والا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۰۰)

نیز لکھا ہے ”یہ لفظ صریح معلوم ہوتا ہے کہ یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ (جیسے ریمزے میکڈانلڈ، رامجی مکنداامل سے۔ مؤلف) آسف قوم کو تلاش کرنے والا، چونکہ حضرت عیسیٰ یہودیوں کے گم شدہ فرقوں کو تلاش کرتے کرتے کشمیر پہنچے۔ اس لئے انہوں نے اپنا نام یسوع آسف رکھا تھا۔“ (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ ۵ ص ۲۲۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۴)

شان تناقض

مرزا قادیانی کتاب (تبلیغ رسالت حصہ چہارم ص ۸۷، مقدمۂ کتاب البریہ ص ۲، ۳، خزائن ج ۱۳ ص ۲۰، ۲۱) پر لکھتے ہیں۔ ”دراصل یہ لفظ یسوع آسف ہے۔ یعنی یسوع غمگین۔ آسف اندوہ وغم کو کہتے ہیں۔ چونکہ حضرت مسیح نہایت غمگین ہوکر اپنے وطن سے نکلے تھے۔ اس لئے اپنے نام کے ساتھ آسف ملالیا تھا۔“ (نیز دیکھو! کتاب ست بچن حاشیہ ص و، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۶)

حضرات! ان بے تکی باتوں پر انگشت بدندان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو خودساختہ نبوت دوسروں کو بیک جنبش قلم نبوت عطاء کرسکتی ہے۔ اس سے کچھ بعید نہیں کہ حضرت مسیح جیسے عالی پایہ نبی کو عربی دانی کی سند بھی دے کر یہ کہہ گذرے کہ نہایت غمگین ہونے کے باعث حضرت مسیح نے اپنا نام آسف رکھ لیا تھا۔ آپ ہی ہیں کہ عیسیٰ خیل افغانوں کو اولاد مسیح ہونے کا زرین تمغہ عطاء کر چکے ہیں۔ اگر حضرت مسیح کو عربی دان قرار دیا یا عربی نژاد قرار دے دیں تو کیا تعجب، غالباً اس زمانہ میں وادیٔ کشمیر کی اصلی زبان عربی ہوگی جو بگڑتے بگڑتے کشمیری زبان بن گئی۔ (بقول آپ کے) اب بھی کئی الفاظ میں توارد موجود ہے۔

لطیفہ

ناظرین! ان مرزائیوں کی بھی مت پوچھئے۔ ہزاروں میں سے فقط ایک مفتی محمد صادق مرزائی کا لطیفہ سن لیجئے اور سر دھنتے رہئے اور شان اجتہاد کی داد دیجئے۔ فرماتے ہیں۔ ”پنجابی میں قدیم سے ایک ضرب المثل مشہور چلی آتی ہے۔ ”اسبگول تے کچھ نہ پھول“ غالباً مرور زمانہ سے اور اصلیت مثل کے بھولنے سے کول کا لفظ بدل کر گول بن گیا اور اصل یوں تھا۔ ”ایسو کول“ یعنی یسوع ہمارے پاس ہی ہے۔ پنجاب کے متصل کشمیر میں مدفون ہے۔ لیکن کچھ اس کی بابت کھول کر دریافت نہ کرو۔ کیونکہ یہ امر پردے میں رکھنے کے لائق ہے کہ یسوع اہل پنجاب کے پاس ہی ہے۔“ (اخبار فاروق ۲۵ مئی ۱۹۱۶ء ص ۱۱)

یہ ہیں وہ براہین قاطعہ، جن پر قادیانی ”نبوت“ اور اس کے شرائع واحکام کی بنیاد ہے۔ مرزا قادیانی نے اگر ایک فسانہ کا سہارا لے کر یوذ آسف کو نبی، اور عین مسیح کہا اور اس کی پوتھی اور قبر کو انجیل اور قبر مسیح قرار دیا تو مرید جی نے اپنی مادری زبان (مقدس بانی) سے استدلال کر کے جھٹ سے مسیح کی قبر کشمیر میں تیار کرلی۔

مرتبہ پنجم

اس تمام بے سروپا طومار کو اگل دینے کے بعد مرزا قادیانی حرف مطلب پر آئے اور

فرمایا۔ ’’جو سری نگر میں محلّہ خانیار میں یوذ آسف کے نام سے قبر موجود ہے۔ وہ درحقیقت بلاشک وشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔‘‘ (راز حقیقت ص۲۰، خزائن ج۱۴ ص۱۷۲، حقیقت الوحی، مسیح ہندوستان میں، براہین احمدیہ حصہ پنجم، کشف الغطاء، تحفہ گولڑویہ، ست بچن، کشتی نوح، اعجاز احمدی، نورالقرآن، ایام الصلح، کتاب البریہ وغیرہ)

دفع دخل مقدرا

اس تصریح کے بعد مرزا قادیانی کو خیال آیا کہ مبادا کسی کتاب میں ہم نے اس کے خلاف بھی کچھ لکھ دیا ہو۔ پھر ممکن ہے کہ کوئی مکذب، مکفر، مشکک، اس کو متعارض غلط بیانی قرار دے کر ہمارے خلاف نفرت پھیلانے لگے۔ اس لئے بطور پیش بندی آپ نے لکھ دی۔ ’’ہاں ہم نے کسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی بلاد شام میں قبر ہے۔ مگر اب صحیح تحقیق ہمیں اس بات کے لکھنے پر مجبور کرتی ہے کہ واقعی قبر وہی ہے جو کشمیر میں ہے اور ملک شام کی قبر زندہ درگور کا نمونہ تھا۔ جس سے وہ نکل آئے۔‘‘

(ست بچن ص۱۶۴ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۳۰۷، تبلیغ رسالت ج۴ ص۸۷ حاشیہ)

اہل علم سے ہماری استدعا ہے کہ وہ مرزا قادیانی کی اس تاویل کو ان کی عبارت ذیل سے ملا کر پڑھیں اور فیصلہ کریں کہ خبط عشواء کا اس سے بڑھ کر نمونہ مل سکتا ہے؟ مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ’’یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن گلیل میں جا کر فوت ہو گیا۔ لیکن یہ ہرگز سچ نہیں کہ وہی جسم جو دفن ہو چکا تھا۔ پھر زندہ ہو گیا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۴۷۳، خزائن ج۳ ص۳۵۳)

تنقیح مبحث

گذشتہ تمام مباحث کا خلاصہ یہ نکلا کہ:

۱...... حضرت مسیح کشمیر آئے۔

۲...... یوذ آسف نبی تھا اور کشمیر گیا۔

۳...... اس کی تعلیم حضرت مسیح کی تعلیم سے ملتی جلتی ہے اور اس کی کتاب کا نام بھی انجیل ہے۔

۴...... یوذ آسف کا زمانہ اور ملک وہی ہے جو مسیح کا زمانہ اور ملک ہے۔

۵...... بنابریں یوذ آسف اور مسیح ایک حقیقت کے دو عنوان اور ایک شخصیت کے دو نام ہیں۔

۶...... لہٰذا سری نگر میں یوذ آسف کی قبر بلاشک وشبہ حضرت مسیح کی قبر ہے۔

۷...... جب حضرت مسیح کی وفات محقق ہو چکی تو ثابت ہوا کہ ہم ہیں مثیل مسیح موعود۔

ناظرین معلوم کر چکے ہیں کہ یہ تمام تر دعاوی خواب ہائے پریشان اور یہ تمام مقدمان ژولیدہ دماغی کی خرافات واہیہ ہیں اور شرائط استنتاج سے یکسر خالی ہیں۔ لہٰذا ان مقدمات کا نتیجہ (مسیحیت مرزا) بھی لغو اور باطل ہے۔

عود الی موضوع البحث

مرزا قادیانی کے ان تمام دعاوی میں اگر کوئی حصہ قابل غور اور جاذب توجہ ہے تو (۱) صرف یوذ آسف کا نبی ہونا۔ کیونکہ یہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں اہم ترین مبحث ہے۔ (۲) پھر یہ حصہ مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا خیالی تعمیر کے لئے اساس کا حکم رکھتا ہے۔ (۳) اس کے ساتھ ہی خواجہ محمد معظم کی تاریخ کشمیر اعظمی جس کو لکھے ہوئے ڈیڑھ سو سال گذر چکا ہے۔ مطبوعہ ۱۳۰۳ محمدی پریس لاہور ص۸۲ پر یوذ آسف کے متعلق لکھا ہے۔ بہ رسالت مردم کشمیر مبعوث شدہ او کشمیر در آمدہ بہ دعوت خلائق اشتغال نمود، وبعد رحلت در محلّہ انزہ مرہ بیاسود۔

لیکن خواجہ محمد معظم اتنی بڑی شرعی ذمہ داری (کسی کو نبی اور رسول ماننا) کی سند صرف اتنی لکھتے ہیں۔ ''در کتابے از تاریخ دیدہ شد'' یعنی کسی تاریخ کی کتاب میں نظر پڑا تھا کہ یوذ آسف کشمیر کا رسول تھا۔ (کتاب کا نام معلوم نہیں) واضح رہے کہ ایسی مجہول الحقیقت مجہول الاسم تاریخی کتاب سے حقیقی رسالتیں ثابت نہیں ہوا کرتیں۔ البتہ اشتہاری نبوت کے لئے ہر قسم کے راستے کھلے ہیں۔

بغدادی اور یوذ آسف

کتاب ''اکمال الدین'' مرزا قادیانی کے خیال میں ہزار سال سے زیادہ کی تصنیف ہے۔ جس کی حقیقت الم نشرح ہوچکی ہے اور امام ابومنصور عبدالقاہر تمیمی بغدادی شافعی متوفی ۴۲۹ھ کو گذرے ہوئے آج تقریباً نوسوتیئس سال گذرنے کو ہیں۔ علامہ ابن بابویہ اور بغدادی میں صرف اڑتالیس سال کا تقدم وتاخر ہے۔ امام مذکور، فقیہ، اصولی، ادیب، علم کلام اور اختلاف المذاہب کا ماہر، استاذ امام ابواسحاق اسفرئینی کا شاگرد اور ان کے بعد ان کا جانشین، بڑے بڑے ائمہ وقت کا شیخ، امام ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ کا متبع ہے۔ امام ابومنصور کے حالات تفصیلاً وفیات الاعیان از ابن خلکان، فوات الوفیات از صلاح الدین الکبتی طبقات الشافعیہ الکبریٰ از تاج الدین سبکی میں مذکور ہیں۔

امام ابومنصور کتاب الفرق بین الفرق ص۳۳۲ پر (اہل السنّت والجماعت کے متفقہ عقائد بیان کرتے ہوئے) لکھتے ہیں۔

”وقالوا بتكفير كل متنب سواء كان قبل الاسلام كزردشت ويوذ آسف ومانی وديصان ومرقيون ومزدك اوبعده كمسيلمة وسجاح والاسود العنسی وسائر من كان بعد هم من المتنبين “ ﴿اہل سنت نے ہر ایک متنبّی کی تکفیر کی۔ خواہ وہ عہد اسلام سے پیش تر گذرا ہو۔ جیسے زردشت، یوذ آسف مانی، دیصان، مرقیون مزدک، یا عہد اسلام کے بعد ہوا ہو۔ جیسے مسیلمہ، سجاح، اسود عنسی وغیرہ متنبیان کذاب۔﴾

نیز بغدادی اپنی کتاب اصول الدین مطبوعہ اسلامبول ص ۳۲۰ پر (ان کفار پر بحث کرتے ہوئے جن سے جزیہ لینا جائز نہیں بلکہ قتل واجب ہے) لکھتے ہیں۔

”والصنف العاشر منهم الذين عبدوا الملائكة وهم فرقتان احداهما قوم من الهند كانوافی زمان يوذ آسف الهندی ثم نقلهم يوذ آسف الیٰ عبادة الاصنام “ ﴿مذکورہ بالا کفار کی قسم دہم وہ لوگ ہیں جو ملائکہ کی پرستش کرتے ہیں۔ ان کے دو گروہ ہیں۔ اوّل ہندوستانیوں کا فرقہ ہے۔ جو یوذ آسف ہندی کے عہد میں تھا۔ بعد ازاں یوذ آسف نے ان کو ملائکہ پرستی سے ہٹا کر بت پرستی پر لگایا۔﴾

نتیجہ

بغدادی کی مذکورہ بالا دو عبارتیں اپنی شرح آپ ہیں۔ پہلی عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یوذ آسف نے بھی مرزا قادیانی کی طرح ناجائز اور بے جا طور پر نبوت کا دعویٰ کیا جو اہل اسلام کی نظر میں ہر ایک دور کے انداز موجب کفر والحاد، زندقہ وارتداد ہے۔ یوذ آسف ہزار مرتاض سہی جوگیوں کی طرح تارک الدنیا سہی۔ لیکن بے جا دعویٰ نبوت اسلام کی نگاہ میں ایسا ناقابل عفو جرم ہے۔ جس میں زمان ومکان کی کوئی قید نہیں۔ لیجئے! جس شخص کو مرزا قادیانی منصب نبوت پر سرفراز فرمارہے تھے۔ وہ ائمہ اسلام کی تصریح کے مطابق مسلم وموحد بھی ثابت نہ ہوا۔ ساتھ ہی اس بات کا بھی اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہندی متنبیوں کی جستجو میں مرزا قادیانی مہارت رکھتے ہیں۔ ”ولقد صدق صلے اللّٰہ عليه وسلم الارواح جنود مجندة فما تعارف منها ائتلف وما تناكر اختلف “

دوسری عبارت اس سے بھی زیادہ واضح ہے۔ اس میں تصریح ہے کہ ہندوستان میں بت پرستی کا مروج یوذ آسف ہندی (بھی) ہے۔ اس نے ملائکہ کی پرستش کرنے والوں کو بت پرستی کی تعلیم دے کر بت پرستی پر لگایا تھا۔

نکتہ

یہ مبحث اصحاب الروحانیات اور اصحاب الہیاکل کے نام سے مشہور ہے۔ اصحاب الروحانیات کی ترقی اور عروج کا عہد، ابراہیمی عہد ہے۔ جب کہ ان کے والد حکومت وقت کے وزیر معارف (تعلیمات) تھے۔ آذر کی بت گری، بت تراشی کے ہمارے ہاں یہی معنی ہیں۔ حضرت شیخ مہاجر مولانا محمد عبیداللہ الحاج سے بھی یہی معنی منقول ہیں۔ اوّل الذکر مشرب صابیہ کا ہے۔ ان کی مد مقابل حنیف کہلاتی ہے۔ اسی اوّل الذکر سے ہیکل پرستی کی بنیاد پڑی۔ اس مبحث کی تفصیل بما لا مزید علیہ شہرستانی نے کتاب الملل والنحل ج۲ ص۷۰، ۹۴ بعد اور البیرونی نے الاثار الباقیہ ص۲۰۴ بعد میں کردی ہے۔ وہاں ملاحظہ ہو۔

مزید براں بغدادی کی دوسری عبارت سے یہ بھی صاف ہوگیا کہ یوذ آسف ہندی نژاد تھا۔ اس کو حضرت مسیح علیہ السلام کی زاد وبوم (شام) سے کوئی دور کا واسطہ بھی نہیں اور نہ وہ شام سے سفر کر کے ہندوستان آیا۔ گو مرزا قادیانی نے نہایت جسارت سے یہ جھوٹ تراشا کہ: ”کشمیر کی پرانی تاریخوں سے ثابت ہے کہ صاحب قبر ایک اسرائیلی نبی تھا اور شہزادہ کہلاتا تھا...... جو بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ کشمیر میں پہنچا، بڈھا ہو کر فوت ہوا۔ اس کو عیسیٰ صاحب بھی کہتے ہیں۔ شہزادہ نبی بھی اور یوذ آسف بھی۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۱۰۱)

مرزائیوں کو صلائے عام ہے کہ وہ اپنی تمام طاقتیں فراہم کر کے کسی مستند، کشمیر کی تاریخ سے ثابت کریں کہ یوذ آسف ہندی، بلاد شام کی طرف سے آیا تھا۔ ”فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة، اعدت للکافرین“

البیرونی اور یوذ آسف

علامہ حکیم، ابوریحان، محمد بن احمد البیرونی الخوارزمی متوفی ۲؍رجب ۴۴۰ھ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الاثار الباقیہ عن القرون الخالیہ“ میں لکھتے ہیں۔

”القول علی تواریخ المتنبین وامم المخدوعین علیهم لعنت رب العلمین“ ﴿متنبیان کذاب اور ان کی فریب خوردہ امتوں کا بیان ان سب پر (تابع ومتبوع پر) خدا کی لعنت ہو۔﴾

البیرونی اس بات کی تمہید میں لکھتے ہیں۔ جس طرح دنیا میں انبیاء مبعوث ہوئے۔ اسی طرح متنبیان کذاب بھی آتے رہے۔ مذکورہ بالا انبیاء کے ذکر کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ

جھوٹے متنبیوں کا تذکرہ بھی کیا جائے۔ بعض تو ان میں سے ایسے بھی گذرے ہیں۔ جنہیں کوئی ماننے والا دستیاب نہیں ہوا۔ اس لئے ان کا ذکر صرف صفحات تاریخ میں باقی ہے اور بعض کو متبعین ملے جن کے متفنی ان کے نام اور ان کے مذہبی رسوم اب تک باقی ہیں۔

واضح رہے کہ ان کے اسماء کے اور تعداد اور حالات کی تفصیل سے ہماری کتاب قاصر ہے۔ تاہم ضروری ہے کہ چند مشہور متنبیوں کا تذکرہ کر دیا جائے تا کہ عبرت لینے والے عبرت لے سکیں۔

”واول المذکورین منهم یوذ آسف وقد ظهر عند مضی سنة من ملك طهمورث بارض الهند واتی بالکتابة الفارسیة ودعا الیٰ ملة الصائبین، فاتبعه خلق کثیر“ ﴿تاریخ عالم میں جن متنبیوں کا ذکر ہے۔ ان میں سب سے پہلا شخص یوذ آسف ہے۔ شاہ طہمورث کے سنہ جلوس کے سال دوم میں یہ شخص سرزمین ہند میں (مدعی نبوت ہوکر) نمودار ہوا۔ اس نے یہاں فارسی خط کی ترویج کی اور فرقہ صائبہ کے مذہب کی طرف (ہند میں) دعوت دی اور بہت سے لوگوں نے اس کی دعوت کو قبول کیا۔﴾

فرقہ صائبہ کو ستارۂ پرست اور اصحاب روحانیات بھی کہا جاتا ہے۔ ان کا مرکز دراصل ایران تھا۔ شاہان پیشدادی اور کیانی باشندگان بلخ سیارات کی تقدیس و تعظیم کے معتقد رہے۔ تا آنکہ گشتاسپ کے سنہ جلوس کے تیسویں سال زردشت پیدا ہوا۔ جس نے پرانی بساط لپیٹ کر آتش پرستی اور مجوسیت کی دعوت دی۔ البیرونی، مذہب صائبہ کی توضیح و تحقیق کرتے ہوئے ص۲۰۵ پر لکھتے ہیں۔ ”ولهم انبیاء کثیرة اکثرهم فلاسفة یونان کهرمس المصری واغاذیمون ووالیس وفیثا غورس وامثالهم ومنهم من یزعم ان یوذ آسف هوهرمس وقدیسمی هرمس بادریس الذی ذکر فی التوراة احنوح“ فرقہ صائبہ کے بھی بہت سے انبیاء ہیں۔ جن میں سے اکثر فلاسفہ یونان ہیں۔ جیسے ہرمس مصری، آغاذیمون والیس فیثا غورث، وغیرہ۔ عام طور پر ہرمس کو ادریس کہا جاتا ہے جو تورات میں حنوح کے نام سے مذکور ہیں اور بقول بعض یوذ آسف اور ہرمس ایک ہیں۔

فرقہ صائبہ کے متقداء اور ان کے مذہبی اصول اور بعض شرائع واحکام بیان کرنے کے بعد البیرونی ص۲۰۶ پر ہندوستان کی وہ سابقہ مذہبی حالت بدیں الفاظ بیان کرتے ہیں جو یوذ آسف کے ظہور سے پیشتر تھی۔

’’وکان الناس قبل ظهور الشرائع وخروج یوذ آسف شمنیّین سکان الجانب الشرقى من الارض وکانو عبدة اوثان وبقایاهم الآن بالهند والصین والتغز غزو لیسمیهم اهل خراسان شمنان وأثارهم ظاهرة فى ثغور خراسان المتصلة بالهند ‘‘احکام الٰہی کے ظہور سے پیشتر اور یوذ آسف کے دعویٰ نبوت سے قبل دنیائے (ہند) بت پرست تھی اور یہ لوگ شمن (بت پرست، غیاث، برہان) کہلاتے تھے۔ ہندوستان، چین، تغزغز (اتروک) میں اب تک ان کے افراد پائے جاتے ہیں۔ خراسانی ان کو شمنان کہتے ہیں۔ خراسان کی ان سرحدوں پر جو ہندوستان سے متصل ہیں۔ اب تک ان کے مٹے ہوئے نشانات (اور بتوں کے مجسمے) ملتے ہیں۔ اس کے بعد البیرونی نے ان بت پرستوں کے بعض عقائد پر بحث کی۔ جس طرح اس سے پیشتر اس نے صائبہ کے عقائد وشرائع لکھے۔

نتیجہ

البیرونی کی تصریحات سے امور ذیل واضح ہوئے۔

۱...... یوذ آسف دنیائے ہند کا سب سے پہلا، متنبّی ہے اور وہ ہندی الاصل ہے۔

۲...... اس کے ظہور سے پیشتر دنیائے ہند بت پرستی میں مبتلا تھی۔

۳...... اس نے ہندوستانیوں کو بت پرستی سے ہٹا کر کواکب پرستی پر لگایا۔

۴...... یوذ آسف صائبہ کے عقائد کا پیرو تھا اور صابی مذہب کی طرف دعوت دیا کرتا تھا۔ جس طرح یزید بن ابی انیسہ خارجی پیشین گوئی کر گیا ہے کہ میرے بعد ایک عجمی نژاد نبی مبعوث ہوگا۔ جو خود بھی فرقۂ صائبہ کا پیرو ہوگا اور اس کی امت بھی صابی ہوگی۔

تنبیہ

بغدادی اور البیرونی کی تصریحات گو ایک حصہ میں جزوی طور پر بظاہر مختلف ہیں۔ مگر ہر دو یوذ آسف کی تکفیر اور اس کے متنبّی کذاب ہونے میں متفق ہیں۔ یہی ہمارا دعویٰ اور حقیقی نصب العین تھا۔ وباللّٰه الثقة!

المحصول

ان حالات میں آپ خود فیصلہ کریں کہ یوذ آسف، متنبّی، ہندی، برگزیدہ بن کر حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کیوں کر ہوسکتا ہے؟ اس تاریخی اہم انکشاف نے مرزا قادیانی کی تمام محنت وسعی پر پانی پھیر دیا۔ جس محنت وتگ ودو کو انہوں نے ان گستاخ الفاظ میں ادا کیا۔

’’اب بتلاؤ کہ اس قدر تحقیقات کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مرنے میں کیا کسر رہ گئی۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۹، خزائن ج۱۷ ص۱۰۱)

’’کبرت کلمة تخرج من افواهم ان یقولون الا کذباً‘‘ یقیناً آپ اس حربے سے حضرت مسیح علیہ السلام کو نہ ’’مار‘‘ سکے۔ رہے وفات مسیح کے لئے آپ کے دوسرے حربے۔ سو وہ اس وقت موضوع بحث سے خارج ہے۔

تکمیل

مرزا قادیانی بقول کسے ’’الغریق یتشبث بکل حشیش‘‘ سرگرداں ہیں کہ کس طرح سے حضرت مسیح کی قبر کشمیر میں تیار کی جائے۔ اس لئے وہ ہر صدا پر کان دھرتے اور ہر سنی سنائی پر ایمان لاتے ہیں۔ انہیں خود بھی معلوم ہے کہ الہام کا دامن چھوڑ کر میں نے ناحق مصیبت اپنے سر لی۔ معاملہ پیچدار ہے اور منزل کٹھن ہے۔ مگر مرزا قادیانی ہیں کہ ہمت نہیں ہارتے۔ آپ نے بسلسلہ مسیح ہندوستان میں ایک اور انوکھی دلیل بھی ذکر کی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

’’حال میں ایک انجیل تبت سے دفن کی ہوئی نکلی ہے۔ جیسا کہ وہ شائع بھی ہو چکی ہے۔ بلکہ حضرت مسیح کے کشمیر آنے کا یہ ایک دوسرا قرینہ ہے۔‘‘ (واہ اردوئے معلّٰی۔ یہ تو جب ہو کہ انجیل فقط مسیح ہی کی کتاب کا نام ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں) ہاں یہ ممکن ہے کہ اس انجیل کا لکھنے والا بھی واقعات کے لکھنے میں غلطی کرتا ہو۔ جیسا کہ پہلی چار انجیلیں بھی غلطیوں سے بھری ہوئی ہیں۔ مگر ہمیں اس نادر اور عجیب ثبوت سے بکلی منہ نہیں پھیرنا چاہئے جو بہت سی غلطیوں کو صاف کر کے دنیا کو صحیح سوانح کا چہرہ دکھلاتا ہے۔‘‘ (ست بچن ص ز، خزائن ج۱۰ ص۳۰۷ حاشیہ)

نیز لکھا ہے۔ ’’حال میں جو تبت سے ایک انجیل کسی غار سے برآمد ہوئی ہے۔ جس کو ایک روسی فاضل نے کمال جدوجہد سے چھپوا کر شائع کر دیا ہے…… یہ واقعہ بھی کشمیر کی قبر کے واقعہ پر ایک گواہ ہے۔‘‘ (ایام الصلح ص۱۱۸ حاشیہ، خزائن ج۱۴ ص۳۵۶)

فیخلطون مائة کذبة

دوسرے موقع پر کہتے ہیں۔ ’’پھر دوسرا ماخذ اس تحقیق کا مختلف قوموں کی وہ تاریخی کتابیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہندوستان اور تبت اور کشمیر آئے تھے اور حال میں جو ایک روسی انگریز نے بدھ مذہب کی کتابوں کے حوالہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اس ملک میں آنا ثابت کیا ہے۔ وہ کتاب میں نے بھی دیکھی ہے اور میرے پاس ہے۔ وہ کتاب بھی اس رائے کی مؤید ہے۔‘‘ (کشف الغطاء ص۲۴، خزائن ج۱۴ ص۲۱۱)

مرزا قادیانی کی مذکورہ بالا عبارات میں دو باتیں قابل غور ہیں۔

۱…… کسی روسی سیاح کو تبت کی کسی غار سے کوئی انجیل دفن شدہ ملی۔ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ سیاح مذکور کو کوئی کتاب دفن شدہ ملی ہوگی اور اس نے اس کو انجیل سمجھا ہوگا۔ جو یندہ یابندہ، ماضی قریب میں کسی لیڈی کو کہیں سے قرآن حکیم مدفون ملا تھا۔ جو بقول ملحدین اس قرآن سے مختلف تھا۔ مگر دنیا نے دیکھ لیا کہ یہ شرارت کارگر ثابت نہیں ہوئی۔ سوال صرف یہ ہے کہ انجیل معلوم کس نے لکھی؟ مرزا قادیانی تو کہہ دیں گے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سفر ہندوستان میں لکھی۔ جیسے پہلے وہ انجیل یوز آسف کے متعلق کہہ چکے ہیں۔ لیکن مرزائیوں کی واقفیت اور مومنوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے ہم انکشافات ذیل پیش کرتے ہیں۔

علامہ ابوریحان البیرونی ''الاثار الباقیہ'' متنبیوں کے باب میں لکھتے ہیں۔ ''ان الفرس كانوا يدينون بما اورده زردشت من المجوسية لا يفترقون فيها ولا يختلفون، الىٰ ارتفاع عيسىٰ وتفرق تلامذته فى الاقطار للدعوة وانهم لما تفرقوا فى البلاد وقع بعضهم الىٰ بلاد الفرس وكان ابن ديصان ومرقيون ممن استجاب وسمعا كلام عيسىٰ واخذامنه طرفاً ومما سمعا من ذردشت طرفاً واستنبط كل واحد من كلا القولين مذهباً ينضن القول بقدم الاصلين واخرج كل واحد منهما انجيلا نسبه الى المسيح وكذب ماعداه وزعم ابن ديصان ان نور الله قد حل قلبه • ولكن الخلاف لم يبلغ بيحيث يخرجهما واصحابهما من جملة النصارىٰ ولم يكن انجيلاهما مبائنين فى جميع الاسباب لانجيل النصارىٰ بل زيادات ونقصان وقع فيهما ثم جاء من بعدهما مانى تلميذ فادرون وكان عرف مذهب المجوس والنصارىٰ والثنوية فتنباء وزعم ان الحكمة والاعمال هى التى لم يزل رسل الله تاتى بها من زمن دون زمن فكان مجيئهم فى بعض القرون على يدى الرسول الذى هو البدالى بلاد الهند وفى بعضها على يدى عيسىٰ الى الارض المغرب ثم نزل هذا الوحى وجائت هذه النبوة فى هذا القران الاخير على يدى وانا مانى رسول اله الحق الى ارض بابل وذكر فى انجيله انه الفارقليط الذى بشيه المسيح وانه خاتم النبيين وصنف كتبا كثيرة كانجيله وشابوقان وكنزاً لاحياء ومقالات كرية زعم فيها انه بسط مارمزبه المسيح وسعت الا صبهبذ

مرزبان بن رستم يحكي ان ساپور اخرجه عن مملكتا اخذا بما سنه لم زرا دشت من نفى المتنين عن الارض وشرط عليه ان لا يرجع نغاب الىٰ الهند والعين والتبت ودعاهناك ثم رجع فهيند اخذ بهر ام وقتله لا نه نقض الشريطه واباح الدم (ص۱۰۷، ۱۰۸)“ ۞ تمام ایرانی زردشت کے مذہب (مجوسیت) کے معتقد تھے۔ جس میں ان کا کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ یہ اتمام واتفاق برابر رہا۔ تا آنکہ حضرت مسیح کا رفع ہوا اور آپ کے شاگرد تبلیغ کے لئے اطراف عالم میں پھیل گئے۔ اس سلسلہ میں شاگردان مسیح میں سے بعض ایران آئے۔ ابن دیصان اور مرقیون نے دعوت عیسوی کو (بذریعہ شاگردان مسیح) سن کر لبیک کہا اور دعوت مذکور کا کچھ حصہ یاد کر لیا۔ ادھر وہ زردشت کے اقوال سے بھی کچھ لے چکے تھے۔ اس پر انہوں نے زردشت اور مسیح کے اقوال سے ایک نیا مذہب ایجاد کیا۔ جس میں دو قدیم اصل (یزدان واہرمن) تسلیم کر لئے گئے۔ ان میں سے ہر ایک نے ایک ایک انجیل پیش کی جس کو وہ مسیح کی انجیل بتاتے تھے اور اپنی انجیل کے علاوہ باقی تمام اناجیل کی تکذیب کرتے تھے۔ ابن دیصان کہتا تھا کہ خدا کا نور میرے دل میں گھس آیا ہے۔ ابن دیصان اور مراقیوں کا گو نصاریٰ سے اختلاف تھا۔ مگر اتنا کہ وہ ہر دو اور ان کے متبعین نصاریٰ سے شمار نہ ہوں اور ان کی انجیلیں بھی از ہر وجہ نصاریٰ کی انجیلوں سے مختلف نہ تھیں۔ بلکہ ان میں کسی قدر کمی بیشی تھی جو دوسری انجیلوں سے مختلف تھی۔ ابن دیصان اور مرقیوں کے بعد مانی شاگرد فادروں کا عہد آیا۔ یہ شخص مجوس، نصاریٰ اور ثنویہ (دو اصل ماننے والے) کے عقائد سے واقف تھا۔ اس کذاب نے دعوائے نبوت کیا اور کہا کہ تعلیم حکمت واعمال صالحہ کے لئے ہموارہ نبی آتے رہے۔ ایک زمانہ تھا کہ حکمت واعمال صالحہ کی تعلیم سرزمین ہند میں بدھ لایا تھا۔ ایک زمانہ میں ایران میں زردشت نے یہ تعلیم پھیلائی اور اس کے بعد سرزمین مغرب میں حضرت مسیح اس کام کے لئے تشریف لائے۔ بعدہ اس دور آخر میں یہ وحی اور نبوت مجھ عاجز کو ملی اور سرزمین بابل میں میں خدا کا رسول ہوں۔ مانی نے اپنی انجیل میں لکھا کہ حضرت مسیح نے جس فارقلیط کے آنے کی بشارت دی وہ اس عاجز سے عبارت ہے۔ جسے مرزا قادیانی نے کہا کہ مسیح کا مبشر احمد یہ بندہ ہیچمدان فدوی بارگاہ ہے۔ نیز مانی نے کہا کہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مانی نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جیسے انجیل شاپورگان، کنز الاحیاء ان کے علاوہ بہت سے مقالات لکھے۔ جن میں تصریح کی کہ میں حضرت مسیح کی رموز کا شارح ہوں۔ (تقریباً یہی دعویٰ مرزا قادیانی کا ہے)۔ ۞

البیرونی کہتے ہیں۔ میں نے صبہبذ مرزباں بن رستم کو کہتے سنا کہ شاپور نے مانی کو ایران سے خارج البلد کر دیا تھا۔ یہ اس لئے کہ زردشت نے ان کو حکم دیا تھا کہ کسی متنبّی کو اپنی سرزمین میں نہ رہنے دو اور اس سے عہد لیا کہ واپس نہیں آئے گا۔ چنانچہ مانی ہندوستان اور چین اور تبت میں مارا مارا پھرتا رہا اور وہاں اس نے اپنے خیالات کی طرف لوگوں کو دعوت بھی دی۔ بعد ازاں وہ ایران آیا۔ اس پر شاہ بہرام نے نقض عہد کے جرم میں اس کو گرفتار کر کے قتل کر دیا۔

البیرونی کی تصریحات سے معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے رفع کے بعد جب آپ کے شاگرد دنیا میں پھیل گئے۔ تو ان کی دعوت کے بعد علاوہ اس کی اپنی انجیلوں کے کئی ایک اور انجیلیں تصنیف ہوئیں۔ انجیل ابن ویصان، انجیل مرقیون انجیل مانی، نیز واضح ہو کہ مانی جلاوطنی کے زمانے میں تبت آیا اور اس نے اپنے خیالات کی اشاعت کی۔ قرائن صاف بتلا رہے ہیں کہ تبت کی غار سے برآمدہ مدفون انجیل کی اگر کوئی حقیقت ہے تو یا تو یہ مانی کی انجیل ہے اور بدرجہ آخر شاگرداں مسیح کی یادگار ہے۔ (۲) رہا امر دوم وہ یہ کہ مرزا قادیانی نے تعارض سے کام لیتے ہوئے کشف الغطاء میں لکھا کہ روسی سیاح نے بدھ مذہب کی کتابوں کی امداد سے حضرت مسیح کا ہندوستان آنا ثابت کیا ہے۔ واقعی اس سیاح نے ایک کتاب لکھی۔ جس کے چودہ باب ہیں۔ یہ وہی طریقہ ہے کہ اس نے اصل کتاب (مدفون شدہ) کے ساتھ لاکھوں جھوٹ اور ملا کر مرزا قادیانی اور ان جیسے دوسرے متنبیوں کی خدمت کر دی۔ حضور خاتم النبیین نے ایسی ہستیوں کے متعلق فرمایا۔ ”فیخلطون مائة کذبة“

تذییل

تکفیر یوز آسف کے سلسلے میں واضح ہو چکا کہ یوز آسف متنبّی کذاب کو، برگزیدہ نبی حضرت مسیح علیہ السلام سے کوئی دور کی نسبت بھی نہیں اور مرزا قادیانی کے دلائل اس بارے میں تار عنکبوت سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ اس تفصیل کے بعد انصاف سے کسی نئی کاوش کی ضرورت نہیں رہتی اور نہ مرشد کی تردید کے بعد مریدان باصفا اہلیت خطاب رکھتے ہیں۔ لیکن مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے (لاہوری) کی ایک جدت رہ رہ کر اپنی طرف عنان توجہ کو کھینچ رہی ہے اور چونکہ مذکورہ جدت کلام الٰہی کی تفسیر میں کی گئی۔ اس لئے مذہباً بھی اس کی تردید ضروری ہے۔ مسٹر موصوف آیات ”واٰوینا ھما الیٰ ربوة ذات قرار ومعین“ کی تفسیر میں ایک انجیز یانہ نکتہ لکھتے ہیں۔ جس کی داد نہ دینا۔ ایم۔ اے کی ڈگری کا خون کرنا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ”یہ کون سی جگہ تھی جہاں ابن مریم اور ان کی والدی کو پناہ ملی؟ مفسرین کا اس میں بہت اختلاف ہے۔ کوئی اسے فلسطین قرار

دیتا ہے۔ کوئی بیت المقدس، کوئی دمشق، کوئی مصر۔ مگر سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ قرآن شریف کے لفظ ربوہ، ذات قرار، معین ان میں سے کسی پر بھی صادق نہیں آتے۔ ربوہ چاہتا ہے بلند زمین ہو۔ (آپ کے دماغ میں ایک خاص قسم کی بلندی جاگزین ہے۔ لہٰذا وہ آپ کو مذکورہ بالا مقامات پر نظر نہیں آتی۔ یعنی چار ہزار فٹ۔ مؤلف) ذات قرار چاہتا ہے کہ ہموار ہو۔ پہاڑ نہ ہو۔ (کشمیر میں شاید آپ کے خیال میں پہاڑوں کا نام بھی نہیں۔ مؤلف) یا بہت پھلوں والی ہو (بہت کے لفظ کا سہارا لے کر آپ مقامات مذکورہ سے میوہ جات کی نفی کر سکتے ہیں۔ یہ چالاکی قابل داد ہے۔ بہت کی مقدار شاید چار ہزار من یا ٹن ہو۔ مؤلف) ذات معین چاہتا ہے کہ اس سطح زمین پر چشمے اور نہریں بہہ رہی ہوں۔ (تو گویا شام میں نہروں کی وہ خاص مقدار جو آپ نے مقرر کر رکھی ہے موجود نہیں۔ غالباً چار ہزار کے لگ بھگ ہوگی۔ مؤلف) ان تمام صفات مین اگر کوئی یکتا قطعۂ زمین ہے تو وہ کشمیر ہے اور دمشق اور مصر تو بہرحال نہیں۔ (وہ کیوں؟ مؤلف) کشمیر کی بلندی چار ہزار فٹ یا اس سے اوپر ہے۔ (ربوہ کے مفہوم میں یہ جدت تحریف قرآن اور زبان عرب پر صریح دست درازی ہے۔ عرب جن کی لغت میں قرآن نازل ہوا۔ اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ پھر یہ بھی بتایا ہوتا کہ ربوہ کا عرض وطول کتنا چاہئے۔ چار ہزار مربع میل؟ مؤلف) پھر یہ ذات قرار ہموار میدان ہونے کے لحاظ سے بھی ہے اور پھلوں والی جگہ ہونے کے لحاظ سے بھی۔ پھر چشمے بھی اس میں اس کثرت سے بہتے ہیں کہ ان کی نظیر دوسری جگہ نہیں۔ (پھر قادیان کے قریب ہے۔ نیز روایتی پچاس الماریوں والی یا جبروت حکومت کے زیرنگین ہے۔ جس کو بقول کسے، اگر حکومت سفید فام لوگوں کے لئے نو آبادی بنانے کی فکر میں ہے تو آپ اور قادیانی اس کو ارض موعود بنانے کے درپے ہیں۔ مسٹر کالون اس نکتہ دقیقہ کو غالباً سمجھ چکے ہیں کہ ہر خود ساختہ نبی کے لئے بھی ارض موعود کا ہونا ضروری ہے۔ یاد رہے کہ غلام جب تک آغا کے مقاصد میں اس کا ہاتھ بٹاتا رہے محبوب ہے۔ وفادار ہے۔ لیکن جب اس نے انباز ہونے کا سودائے خام دماغ میں لایا، فنا ہوا۔ روسیاہ ہوا۔

ربوہ اور انجیل

مفسرین کرام کا آپ اور آپ کے خفیہ اور ظاہری معتقدین شوق سے مضحکہ اڑایا کریں۔ مگر حیرت ہے کہ انجیل کی تفصیلات ذیل آپ کے یہاں کیوں درخور اعتنا نہیں۔ گلیل کے علاقہ میں ایک شہر ناصرہ تھا۔ جو دراصل پہاڑی پر بستا تھا۔ (لوقا باب:۴، آیت:۲۹) اس جگہ کو مریم مقدسہ نے مصر سے واپس آکر اپنا جائے قرار بنایا۔ (یوحنا باب:۱، آیت:۶۰)'' وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین'' (محمد نور الحق العلوی، بازار حکیماں لاہور، ۱۹/اگست ۱۹۳۳ء)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الشہاب علی الرجیم الکاذب

یعنی اسلام اور مرزائیت کا تضاد

حضرت مولانا نور الحق علویؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد لله الذى من اتبع ما انزله ساد وقيل ومن خالف كتابه وسنة نبيه خاب وخذل والصلوٰة والسلام علىٰ خاتم رسله وصفوة خلقه محمد مخمد نار الضلالة وعلىٰ اٰله واصحابه الذين اصبحوا ناسخين لظلام الجهالة، ومسترسلين ارسالًا الىٰ تصديق الرسالة، فصلى الله عليه وعلىٰ اخوانه من النبيين وعلينا معهم ۰ برحمتك يا ارحم الراحمين ۰ اما بعد!

سلسلۂ ختم نبوت کے متعلق مجلس تشارالعلماء پنجاب کا یہ تیسرا رسالہ ہے۔ رسالہ مجلس کی طرف سے مفت تقسیم کیا جائے گا۔ مقامی حضرات مجلس کے دفتر سے یا مؤلف فقیر عفا اللّٰہ عنہ کے مکان سے طلب کر سکتے ہیں اور بیرونی اصحاب ٹکٹ ارسال کر کے منگوا سکتے ہیں۔ کتاب ہذا کی حقیقی قیمت صرف یہ ہے کہ ہر موافق ومخالف تک اس کی آواز پہنچائی جائے اور گم گشتگان وادیٔ ضلالت کو راہ راست پر لانے کی سعی پیہم کی جائے۔ کتاب کا اصلی نام ”الشہاب الثاقب علی الرجیم الکاذب“ تجویز ہوا۔ مگر عام مسلمانوں کی سہولت کے لئے ٹائٹل پیج (لوح) پر اس کا نام ”اسلام اور مرزائیت کا تضاد“ بھی لکھا گیا۔

خدا تعالیٰ میری ناچیز سعی کو قبولیت بخشے اور جن افراد کی فطرت مسخ نہیں ہوئی ان کو اس سے مستفید ہونے کے مواقع بہم پہنچائے۔ ”**وما توفیقی الا باللّٰہ علیہ توکلت والیہ انیب**“

۱ر ستمبر ۱۹۳۴ء، محمد نور الحق العلوی!

سرزمین ہند کی پرآشوب تاریخ کا ہر ورق اور اس کا ہر عنوان اپنے اندر لاکھوں حوصلہ شکن مصائب چھپائے ہوئے ہے۔ افق ہند سے شاید ہی کبھی یہ آفتاب عالمتاب نمودار ہوا ہو اور فرزندان توحید کے لئے لاکھوں لاعلاج تکالیف اپنے ساتھ نہ لایا ہو۔ دشمنان اسلام کے بے پناہ حملوں نے امت مسلمہ میں اتنی سکت نہیں چھوڑی کہ وہ اپنے داخلی معاملات کی اصلاح کی طرف ایک لحظہ بھی متوجہ ہو سکے۔ کہیں آرتی اور اذان پر قتل وقتال اور کفار کی فرائض خداوندی کی بجا آوری میں کھلی دست اندازی، کہیں پلول کے گدھے کے رنگ میں مسلمانوں کے نازک ترین جذبات سے تلعب رکھیں۔ مسئلہ وزارت کی آڑ میں مسلمانوں کی رہی سہی ہستی کا کلی استیصال، اس سے بڑھ کر بربادیوں کے مشورے اور کیا ہو سکتے ہیں۔ ارکان اسلام کی ادائیگی میں دست اندازیاں۔ عقائد شرعیہ کی اصل الاصول یعنی ناموس رسول پر جگر دوز چرکے رہے۔ حقوق سیاسیہ ان کی یوں بیدریغ پامالی۔

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

عجیب وغریب فتاویٰ

آخر الذکر مسئلہ اس وقت اسلامی ہند کی سطح میں خاص طور پر موجب شورش واضطراب بنا ہوا ہے۔ مسلمانان ہند نے نہایت تعجب اور سراسیمگی سے اس خبر وحشت اثر کو سنا کہ جناب نائب السلطنت کشور ہند کے وزراء کی صف میں سر فضل حسین صاحب کی سبکدوشی کے بعد چوہدری ظفر اللہ خان صاحب مرزائی کو مسلمانان ہند کا نمائندہ قرار دے کر شامل کیا جانے والا ہے۔ اس انتخاب کے جواز میں جناب مسٹر محمد علی صاحب لاہوری مرزائی (بحوالہ زمیندار ۷ر ستمبر ۱۹۳۴ء) فرماتے ہیں۔ ’’احمدی جماعت کے کفر واسلام کا سوال اس وقت تک چار ہائی کورٹوں میں آچکا ہے اور چاروں نے بالاتفاق احمدیوں کو مسلمان قرار دیا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس وقت تک خود مسلمانوں کو بھی سمجھ آجاتی۔ مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ تعصب سے اندھے ہوکر اسلام میں رخنہ اندازی کررہے ہیں۔ چار ہائی کورٹوں کے فیصلہ کے بعد کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ احمدیوں کے کافر ہونے کا اعلان کرے۔ اگر کسی میں ہمت ہے تو انہیں چاہئے کہ پہلے ان چار ہائیکورٹوں کے فیصلوں کو بدلوائیں اور پھر احمدیوں کی تکفیر کا نام لیں۔‘‘

مسٹر موصوف کی تائید جناب خان بہادر عبدالعزیز ڈپٹی انسپکٹر جنرل محکمہ سی آئی ڈی نے اور نواب زادہ اللہ نواز خان رکن کونسل نے فرمائی۔ خان بہادر فرماتے ہیں میں ذاتی طور پر چوہدری ظفر اللہ خان کو نہیں جانتا اور نہ مجھے ان سے ملنے کا کبھی اتفاق ہوا ہے۔ چوہدری صاحب کے خلاف پاس ہونے والی قراردادوں کے اسباب وعلل محض اسی پر ختم ہیں کہ آپ مرزائی ہیں۔ اگر کسی کے مذہبی عقائد اسے کسی ذمہ دار عہدہ پر فائز ہونے کے لئے ناقابل بنادیتے ہیں تو میرے خیال میں کوئی سنی، کوئی شیعہ کوئی ہندو کوئی مسیحی بھی کسی عہدہ کا اہل نہیں ہوسکتا۔ (بحوالہ زمیندار ۶ر ستمبر ۱۹۳۴ء) خان بہادر معاف فرمائیں۔ یہ مغالطہ ہے۔ واقعی بات ہے کہ مذہبی عقائد کسی عہدہ کی تفویض سے مانع نہیں ہوتے۔ البتہ مذہبی عقائد جو صریح کفر ہوں نمائندگی کے حق سے قطعاً محروم کردیتے ہیں۔

نواب زادہ فرماتے ہیں۔ کتاب مقدس کی رو سے مسلمان کی نہایت آسان اور واضح تعریف یہ ہے کہ وہ اللہ، قرآن کریم، رسول اللہ کو مانتا ہو اور قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتا ہو۔ میرے خیال میں اس لحاظ سے چوہدری ظفر اللہ خان اتنا ہی پکا مسلمان ہے جتنی اس سے توقع ہوسکتی ہے۔ (۴ر ستمبر ۱۹۳۴ء زمیندار) پکے مسلمان کی یہ تعریف بھی عجیب ہے کیا ارشاد ہے۔ اس شخص کے حق میں جو فرضیت صوم کا یا فرضیت زکوٰۃ کا یا فرضیت حج کا یا کسی قطعی نص کا منکر ہے آیا وہ بھی مسلمان ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ اور قاضی القضاۃ خان بہادر عبدالعزیز باالقابہ اور مفتی اعظم جناب نواب زادہ اللہ نواز خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء کی ان تصریحات کے بعد کس کافر کو شبہ ہوسکتا ہے کہ قلمدان وزارت کے اہل صرف جناب چوہدری صاحب ہی ہیں۔

محمدی مسلمان اور انگریزی مسلمان

آنے والے مباحث میں ہم بھی ایک ہائیکورٹ کا مفصل ترین۔ مگر نا قابل اپیل فیصلہ درج کرنے والے ہیں۔ جس کے بارے میں ارشاد ہے۔ ’’واللہ یحکم لا معقب لحکمہ ‘‘(خدا تعالیٰ کا فیصلہ اپیل کی رو سے بالاتر ہے) ہم بھی مرزائیوں کی ہر دو شاخوں کو انہیں کے الفاظ میں کہتے ہیں کہ اگر ان میں ہمت ہے تو پہلے اس ہائیکورٹ کا فیصلہ بدلوائیں پھر مسلمانوں کی نمائندگی کے کیف آور خواب دیکھیں۔ اس فیصلہ کی توضیح سن لینے کے بعد امید ہے کہ خان بہادر عبدالعزیز سمجھ سکیں گے کہ بعض مذہبی عقائد ایسے بھی ہیں جو دائرہ اسلام سے قطعاً نکال دیتے ہیں اور مسلمانوں کی مزعومہ نمائندگی پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ نیز واضح ہوجائے گا کہ جناب نوابزادہ اللہ نواز خان صاحب نے بھی ضروریات دین کی حقیقت اور ان میں دست اندازی کا حکم نہ سنا اور نہ سمجھا۔ ضروریات دین کے منکر کو علماء اسلام نے قاطبۃً کافر لکھا ہے۔ ہر چند کوئی خشک دعویٰ کرتا پھرے۔

اس فیصلہ کی پوری توضیح وتشریح کے بعد ہمیں مسٹر محمد علی صاحب اور ان کے ہم مشربوں سے استفسار کا حق ہوگا کہ ان کو کون سے ہائی کورٹ پر اعتماد ہے۔ محمدی ہائی کورٹ کے فیصلوں پر ایمان ہے تو آپ محمدی مسلمان کہلانے کے مستحق ہوں گے اور اگر محمدی ہائی کورٹوں کے فیصلوں میں گنجائش نہ دیکھ کر آپ انگریزی کورٹوں کے فیصلوں پر جمے، تو سمجھئے کہ آپ انگریزی مسلمان ہیں۔ پھر محمدی مسلمانوں کے حقوق میں قطع و برید اور ان کی نمائندگی کا سودائے خام دل سے نکال باہر کیجئے۔

عبرت انگیز بے بسی

فیصلہ مذکورہ کو سپرد قلم کرنے سے پیشتر ہم چاہتے ہیں کہ مرزائیوں کی بے بسی کو ایک تمثیل سے واضح کریں۔ بے بسی مذکور ان کو اپنے مذہب کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ورثہ میں ملی ہے۔ مرزا قادیانی کی ساری عمر مسلمانوں کی تکفیر، ان کو ذریۃ البغایا اور حرامزادے، سور کہتے ہوئے بسر ہوئی۔ آپ ہر مرزائی پر فرض کر گئے کہ وہ کسی مسلمان کے پیچھے

نماز نہ پڑھے۔ ان کے معصوم بچوں تک کی نماز جنازہ نہ ادا کرے۔ غرض متارکۃ المسلمین کی تعلیم میں آپ نے ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔ جس پر ہر ایک مرزائی عام اس سے کہ لاہوری ہو یا قادیانی پوری پابندی سے اب تک عامل ہے۔ اس وقت جب کہ اقوام کی مسابقت کا بازار گرم ہے اور ہر قوم اپنے حقوق کے تحفظ کے خیال سے شب و روز سعی پیہم میں منہمک ہے۔ فرقہ مرزائیہ کی حالت ایسے ہے جیسے ’’از حرم رانده، واز دیر مانده‘‘

سیاسیات ہند کا مستقبل کچھ اس طرح ہوشربا واقع ہوا ہے کہ ہندو اپنی کثرت و دولت اور ادعائے علم کے باوجود مسلم کی اسلامیت اور اس کے شاندار تبلیغی مستقبل سے لرزہ براندام ہے۔ جس کی کڑیاں اور دشوار گرہیں خود بخود یکے بعد دیگرے کھلتی جارہی ہیں۔ مسلمان جو ہندوستان میں گو آٹھ کروڑ ہے۔ مگر ہندو کا ۱/۴ حصہ ہے۔ پھر سود در سود کے شکنجہ میں بری طرح کسا ہوا ہے۔ اپنے مستقبل کے مطالعہ میں الگ مستغرق و پریشان ہے۔ سکھ، جدا حیران ہے۔ گاندھی جی اس غم میں گھلے جارہے ہیں کہ اگر اچھوت ہاتھ سے نکل گئے تو ہندو دھرم ہمیشہ کے لئے فنا ہو جائے گا۔ اسی پر دوسرے زعماء کو بھی قیاس کیجئے۔ ان حالات میں اگر مرزائی تصویر حیرت بنے لندن کے چوراہے کی خاک، شملہ کے خنک پانی میں حل کر کے سرمہ چشم بنائیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

یہی سراسیمگی تھی۔ جس کے پیش نظر چوہدری ظفر اللہ خان نے گول میز کانفرنس کے تیسرے اجلاس (منعقدہ لندن دسمبر ۱۹۳۲ء) میں لندن کے چوراہے میں اپنی قادیانیت نوازی اور مسلمانوں کی مزعومہ حمایت کا بھانڈا یوں پھوڑا اس اجلاس کی مطبوعہ روداد کے ص۳۶ پر یہ تصریحات مندرج ہیں۔ ’’ویسرائے کو اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کا اختیار خاص حاصل ہوگا۔‘‘ یعنی اگر ہندوؤں کے مقابلہ میں جو تین چوتھائی اکثریت رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کی کوئی حق تلفی ہو جو ہندوستان کی آبادی کا ایک چوتھائی ہیں تو ویسرائے اس حق تلفی کا ازالہ اپنے اختیارات خاص سے کر دیں۔ چوہدری ظفر اللہ خان کی رگ قادیانیت اس شق پر بحث کرتے ہوئے پھڑک اٹھی اور آپ نے فرمایا کہ شق مذکور کے الفاظ میں یہ ترمیم ہونی چاہئے کہ محض اقلیتوں کے تحفظ سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ وایسرائے کو یہ اختیار از روئے آئین حاصل ہونا چاہئے کہ رعایا کے کسی طبقہ کے مفاد کو گزند پہنچے تو وایسرائے مداخلت کر کے اپنے اختیارات خصوصی سے اس کی روک تھام کر سکیں۔ یعنی قادیانیوں کے تحفظ خصوصی کے سامان بھی مہیا ہونے چاہئیں۔ تاکہ وہ علی الاعلان مسلمانوں کو ذریۃ البغایا کافر کہتے رہیں اور حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مغلظات سناتے رہیں۔

مجھے یاد آ گیا دوداً علیٰ عود

الف...... جناب فاروق اعظمؓ کا دور خلافت ہے اور مسلمانوں کی شان کشور کشائی ومعدلت گستری کا آفتاب عالمتاب عین نصف النہار پر پہنچا ہوا ہے اور قریب ہے کہ اس کی کرنیں کفرزار ہند کو بھی منور کر دیں۔ اس وقت ۱۵ھ سرحد ہند یعنی بحرین وعمان کے نائب السلطنت حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفیؓ اپنے برادر حکم کو اسلامی فوج کا سپہ سالار بنا کر دربار خلافت سے صریح اجازت لئے بغیر بحری راستہ سے ہندوستان کی بحری طاقت اور دوسرے ضروری معاملات کی دیکھ بھال کے لئے روانہ کرتے ہیں۔ حکم یلغار کرتا ہوا ''تھانہ'' (قریب بمبئی) تک پہنچ جاتا ہے۔ پھر یہ ہراوّل دستہ دیکھ بھال کے بعد جب بسلامت واپس آتا ہے تو نائب السلطنت نے اس تمام واقعہ کی روداد دربار خلافت میں ارسال کی۔ تاکہ خلیفہ حسن کارگزاری پر خوش ہوں اور شائد ہندوستان پر حملہ کی اجازت دیں۔ اس پر حضرت فاروق اعظمؓ نے لکھا: ''یا اخا ثقیف حملت دوداً علی عود ان رکب غرق وان نجابرق'' ﴿او ثقفی! تو نے ایک کیڑے کو تنکے پر سوار کر کے سمندر کی موجوں میں دھکیل دیا ہے۔ پس اگر وہ سوار رہا تو ڈوب مرے گا اور اگر بالفرض کہیں کنارے لگ کر بچ گیا تو ساحل پر مارے حیرت کے تلملاتا ہوا دم توڑ دے گا۔﴾

ب...... یہی حالت بعینہ فرقہ مرزائی کی ہے۔ جو برطانیہ عظمیٰ کی ایمپریل مصالح کے پیش نظر روایتی پچاس الماریوں کے صدقے موجود ہوا۔ جس کا فرض علاوہ اور ''خدمات جلیلہ'' کے خود ان کے خودساختہ پیمبر کے ارشاد کی تعمیل میں آنریری طور پر حکومت وقت کی جاسوسی کرنا بھی ہے۔ مرزا قادیانی کے ارشادات ملاحظہ ہوں۔ ''قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیرخواہی کے لئے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کئے جائیں جو درپردہ اپنے دلوں میں برٹش انڈیا کو دارالحرب قرار دیتے ہیں...... ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی...... ایسے لوگوں کے نام معہ پتہ ونشان یہ ہیں۔ (اس کے بعد ان ناکردہ گناہ مسلمانوں کے ناموں کی فہرست ہے جن کے خلاف حکومت کے کان بھرے گئے)'' (تبلیغ رسالت ج۵ ص۱۱، مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۲۷، ۲۲۸)

ج...... خلافت راشدہ اور سلطنت عادلہ کے ماسوا کوئی حکومت بھی ہو۔ خواہ حکومت جابرہ ہو یا حکومت ضالہ، یا حکومت کافرہ، تاریخ امم وملوک شاہد ہے کہ اس کی بقاء واستحکام کا راز حزب الاختلاف کی نشوونما اور سرپرستی میں مضمر ہے۔ فرعون کی حکومت جابرہ کا نقشہ کھینچتے ہوئے قرآن حکیم نے فرمایا ہے: ''ان فرعون علا فی الارض وجعل اھلھا شیعاً

یستضعف طائفة منهم ‘‘ ۞ قطعی بات ہے کہ فرعون خدا کی سرزمین میں سرکش ہوگیا تھا اور (بجائے اس کے کہ وہ مشفق باپ کی طرح اپنے روحانی فرزندوں اور رعایا میں اتحاد یگانگت کا بیج بوتا الٹا اس نے) ان کو مختلف گروہوں میں بانٹ دیا۔ جس سے اس کا مقصد رعایا کی وحدت ملیہ کو برباد کر کے ان کو کمزور و ناتواں بنانا تھا۔ ۞

د...... باب الہند (پنجاب) میں سکھوں اور مرزائیوں کی داغ بیل شجرہ حزب الاختلاف کی آبیاری کے لئے ڈالی گئی۔ پنجاب سیاسی حیثیت سے بہت ہی اہم ہے۔ یہاں کے مسلمانوں کی کثرت اور طاقت کا جواب ان دو جماعتوں کی تشکیل سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا تھا۔

ان حالات ما نحن فیه میں فیصلہ صاف، بدیہی اور قطعی ہے۔ کیونکہ مرزائی ایک سیاسی جماعت ہے۔ پس جس طرح حکومت عالیہ نے سکھوں کو مراحم خسروانہ سے نواز کر ان کو علیحدہ قوم تسلیم کر لیا ہے اور ہندوؤں، مسلمانوں سے جدا ان کے حقوق کا باب تصنیف ہوا ہے۔ اسی طرح حکومت عالیہ کو اختیارات کلی حاصل ہیں کہ وہ اپنے خصوصی خوان نوال سے مرزائیوں کو جس قدر عطاء کرے کون ہے جو دم مار سکے۔ لیکن اس جماعت کو مسلمانوں کے سر مڑھنا اور مسلمانوں کے حقوق پر اس کو مسلط کرنا یا ان کی نمائندگی کے حقوق اس کے تفویض کرنا دامن معدلت پر بدنما داغ ہے۔ یہ تو بعینہ ایسے ہے جیسے ڈاکٹر مونجے بھائی پر مانند، سرشادی لال کو مسلمانوں کا نمائندہ قرار دیا جائے۔ ’’جریدہ خلافت‘‘ بمبئی نے صحیح کہا ہے۔ اگر حکومت قادیانیوں کو ان کی وفاداری کی قیمت دینا چاہتی ہے تو چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کا تقرر بھی صحیح ہے۔ لیکن جمہور مسلمین سے انہیں کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ (زمیندار ۲۴؍اگست ۱۹۳۴ء)

یہ بھی عجیب سرد مہری ہے کہ فرقہ مرزائیہ کی خدمات کا صلہ جب مسلمانوں کے حقوق سے قطع و برید کر کے دیا جانے کے منصوبے باندھے جائیں اور مسلمان احتجاج سے چاردانگ ہند میں شور برپا کر دیں تو بیچارے مرزائی منہ دیکھتے رہ جائیں اور حکومت کی گرہ خاص سے پھوٹی کوڑی بھی عنایت نہ ہو۔ ابھی کل کی بات ہے کہ پنجاب میں چیف جسٹس کی اسامی پر چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کے تقرر کی افواہ نے مسلمانان ہند کو وقف اضطراب کیا۔ آج پھر جناب نائب کشور ہند کے وزراء کی صف میں جناب چوہدری صاحب کا نام لیا جارہا ہے۔

ھ...... اندریں حالات قادیانیوں پر صحیح طور پر وہی مثل صادق آتی ہے۔ جو ہم ابھی حضرت فاروق اعظمؓ سے نقل کر چکے ہیں۔ سمندر کی بے پناہ موجوں میں ایک تنکے کا سہارا لے کر تیرنے والا کیڑا ظاہر ہے کہ کسی صورت سے بچ نہیں سکتا۔

”قال اللّٰہ تعالیٰ ام حسب الذین اجترحوا السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون “ ﴿ کیا مجرموں کو یہ گھمنڈ ہے کہ وہ ہماری گرفت سے بچ نکلیں گے؟ (ہرگز نہیں) یہ ان کا نہایت ہی برا فیصلہ ہے۔ ﴾

باب دوم …… منکرین ختم نبوت کے احکام میں

حامیان مرزائیت کے ارشادات کا خلاصہ

وقت آ گیا ہے کہ آئندہ ہم اسلامی عدالت عالیہ کا قطعی اجماعی، اور مفصل فیصلہ سپرد قلم کریں۔ لیکن اس مبحث میں کچھ لکھنے سے پیشتر ضروری ہے کہ حامیان فرقہ مرزائیہ کے مزعومہ شرعی دلائل کا خلاصہ ذکر کریں۔ تا کہ بحث میں سہولت ہو اور نظم سخن قائم رہے۔

تاریخ حال اور ماضی قریب کے نشیب وفراز کے مختلف ادوار میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حمایت مذکورہ کے فقط تین مبنیٰ ہیں جن میں سے کسی نہ کسی پر حمایت مذکورہ کی تان آ کر ٹوٹتی ہے۔

ایک چوتھا ڈھکوسلا

رہے مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے اور ان کے ”چار ہائیکورٹ“ افسوس کہ یہ کوئی شرعی ثبوت نہیں اور بجائے مفید ہونے کے مضر ہے۔ جیسے ہم مختصراً لکھ آئے ہیں۔ جناب مسٹر محمد علی صاحب کی طبیعت میں جدت کا رنگ ہے۔ خدا ہی کو روشن ہے کہ آیا یہ جدت کنٹربری کے لاٹ پادری کے فونٹن پن کا ”اعجاز“ ہے۔ جو مرزا قادیانی نے عالم رؤیا میں ان کو عطاء فرمایا تھا۔ یا اس کا کوئی اور باعث ہے۔ لیکن اتنا تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ وہ عموماً نئی بات کہنے کے عادی واقع ہوئے ہیں۔ مثلاً کشمیر کو ”ربوہ“ ثابت کرنا چاہا تو جھٹ آپ انجینئر بن کر سطح سمندر سے لگے ناپنے، ارشاد ہوا کہ کشمیر کی بلندی سطح سمندر سے چونکہ تقریباً چار ہزار فٹ ہے اس لئے کشمیر ”ربوہ“ ہے اور قرآن کریم کی آیت ”واوینا هما الیٰ ربوة ذات قرار ومعین “ سے مراد وہی کشمیر ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہ بتلایا کہ ”ربوہ“ کے معنوں میں آپ سطح سمندر سے زیادہ سے زیادہ بلندی لیں گے یا کم از کم بصورت اوّل کشمیر ”ربوہ“ نہیں۔ بلکہ سوئٹزر لینڈ کی کوئی چوٹی ہوگی اور بصورت ثانی کراچی کا محلّہ کھڈہ بھی ربوہ ہے۔ بلکہ ربع مسکون میں کوئی ایسی جگہ نہ ہوگی جو ربوہ کا مصداق نہ ہو۔ ایک شخص کسی عمیق ترین گڑھے میں پڑا ہے۔ مگر حضرت امیر فرمائیں گے ربوہ پر بیٹھا ہے۔ کوئی کوئیں میں گر کر اس کی تہ میں دم توڑ رہا ہے۔ مگر فونٹن پن والے فرمائیں گے ربوہ پر بیٹھا ہے۔

ایک صاحب دریا میں غوطہ لگائے تہ کی طرف جا رہے ہیں۔ لیکن مسٹر محمد علی صاحب کی انجینئری کا فیصلہ ہے وہ ربوہ پر متمکن ہے۔ ”وآفات الجهل يضيق عنها نطاق البيان“

یہی حال یہاں ہے۔ مابہ البحث یہ تھا کہ شرعی حیثیت سے فرقہ مرزائیہ کا کیا حکم ہے۔ جب کہ مسلمان ان کو اور وہ مسلمانوں کو قطعی کافر قرار دیتے ہیں۔ مرزائیوں کے مستندات ان کے خودساختہ نبی کے فرامین ہیں۔ جو ان کے ہاں قطعی ہیں اور مسلمانوں کے دلائل قرآن کریم، ختم الانبیاء ﷺ، صحابہ کرام اور علماء عظام کی ناقابل تاویل تصریحات میں جو بہرصورت قطعی ہیں۔

استاذ امام ابواسحاق شیرازی شافعی نے اسی موقع کے لئے فرمایا ہے۔ ”تكفر من يكفرنا ومن لا فلا (شرح فقه اكبر از قاری ص ١٤١)“ ﴿مدعیان اسلام میں سے جو شخص یا جماعت ہماری تکفیر کرے ہم بھی اس کو کافر سمجھیں گے اور جو جماعت یا شخص تکفیر سے باز رہے ہم بھی اس سے یہی معاملہ کریں گے۔﴾

ان حالات میں جناب مسٹر محمد علی صاحب کا چار ہائیکورٹوں سے استناد کرنا وہی ”لم یبق بجھکڑ“ نہیں تو اور کیا ہے۔

مذکورہ بالا ہرسہ مبنی حسب ذیل ہیں:

الف...... یہ زمانہ باہمی اختلاف وفساد کا نہیں۔ بلکہ حالات کی تیرہ وتار گھٹائیں اتحاد ویگانگت کی دعوت پورے زور سے دے رہی ہیں۔ جب ہندو، اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملا رہے ہیں تو مسلمانوں کے لئے باہمی افتراق کی کسی طرح گنجائش نہیں۔

ا...... مگر حیرت ہے کہ یہ خرد باختہ بزرگ یہی ”نکتۂ اتحاد“ مرزائیوں کو کیوں تلقین نہیں فرماتے۔ تمام رواداریاں صرف ہمیں پر کیوں ختم کر دی جاتی ہیں۔ پہلے مرزابشیر الدین سے کیوں نہیں کہتے کہ وہ اپنے باوا کی کتاب افتراق سے وہ تمام ملاحیان نکال دیں جو پانی پی پی کر مسلمانوں کو سنائی گئی ہیں۔ مثلاً حرامزادے، کافر، ملعون، جہنمی، کیا ان اتحادی بزرگوں نے مرزابشیر کی کتاب آئینہ صداقت ص ٣٥ کا یہ مکفرانہ فتویٰ بھی پڑھا ہے۔ جس کی زد میں وہ خود بھی آئے ہوئے ہیں۔ ”کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے۔ خواہ انہوں نے ”حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام“ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔“

ان تصریحات کے باوجود مرزائیوں سے یارانے گانٹھنا اور مسلمانوں کا ادھر دعوت دینا

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

نہیں تو اور کیا ہے۔

۲...... پھر یہی نکتہ حضرت صدیق اکبرؓ کو کیوں نہ سوجھا، صدیق اکبرؓ، فاروق اعظمؓ نے قیصر وکسریٰ کے مقابلہ کے لئے مرتدین عرب، منکرین ختم رسالت، سے اس نہایت ہی آڑے وقت میں کیوں سیاسی اتحاد نہ کیا۔ جب کہ سرور کونینﷺ کی وفات کے باعث داخلی شیرازہ بکھر چکا تھا اور حضرت عثمان ذی النورینؓ جیسے اکابر صحابہ ورطۂ حیرت میں پڑے ہوئے دریائے حیرانی اور گرداب سراسیمگی میں غوطے کھا رہے تھے۔

نصوص شاہد ہیں واقعات تاریخیہ گواہ ہیں کہ مسیلمہ اور قادیانی کو کلمہ گو قرار دے کر سیاسی اتحاد کی دعوت دینا قرن اوّل کی مقدس ترین جماعت (صحابہ کرامؓ) کے خلاف ووٹ آف سنسر (قرارداد مذمت) پاس کرنا ہے۔ جیسے آئندہ چل کر واضح ہوگا۔

ب...... اہل قبلہ کی تکفیر ناجائز ہے۔ فتاویٰ ہندیہ اور (شرح فقہ اکبر از قاری ص۱۴۸) میں ہے۔ ’’اذا كان فى المسئلة وجوه توجب الكفر ووجه واحد يمنع فعلى المفتى ان يميل الىٰ ذالك الوجه‘‘ ﴿جب کوئی مسئلہ متعدد وجوہ سے کفر کا باعث ہو مگر ایک وجہ کفر کی مانع ہی ہو تو مفتی کو چاہئے کہ صرف اسی ایک وجہ کو لے۔﴾

لیکن اسی عبارت کے بعد یہ بھی مذکور ہے۔ ’’الا اذا صرح بارادة توجب الكفر فلا ينفعه التاويل‘‘ ﴿لیکن اگر کوئی شخص کھلم کھلا ایسے عقیدہ کا اعلان کرے جو کفر صریح کا موجب ہو تو پھر وہ کفر سے بچ نہیں سکتا۔﴾

ج...... تکفیر شخص معین لعن فرد خاص ناجائز ہے۔ حالانکہ مسایرہ اور (شرح فقہ اکبر قاری ص۶۳) میں ہے۔ ’’ان ابا حنيفةؓ قال لجهم اخرج عنى ياكافر وفى التسعينية لا بن تيمية بالاسناد عن محمد وفى شرح القارى للفقه الاكبر ص ۳۵ قال ابوحنيفة لعن الله عمر وبن عبيد‘‘ ﴿امام اعظم ابوحنیفہ نے جہم بن صفوان پیشوائے جہمیہ سے کہا او کافر میرے گھر سے چلے جاؤ۔ امام ابن تیمیہ رسالہ التسعینیہ میں اور قاری شرح فقہ اکبر میں امام محمد سے ناقل ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا: ’’خدا عمرو بن عبید پر لعنت کرے۔‘‘﴾

ذیل میں ہم ان ہرسہ شبہات کا تفصیلی جواب لکھنا چاہتے ہیں اور یہی وہ فیصلہ ہے جس کو ہم مسٹر محمد علی صاحب کے ’’چار ہائیکورٹوں‘‘ کے مقابلہ میں پیش کرنا چاہتے ہیں اور یہی ہماری تمام خامہ فرسائی کا مقصد ہے۔ وباللہ التوفیق!

فصل اوّل

جواب شبہ اوّل اور فتنہ مرزائیت کی تاریخ

اسلام میں سب سے پہلا فتنہ اور اس کے مکمل دستور العمل پر سب سے پہلا وار، انکار ختم نبوت اور شرک فی الرسالۃ سے شروع ہوا اور اسود عنسی مسیلمہ کذاب، طلیحہ اسدی، سجاح کے رنگ میں نمودار ہوا۔ اگر ختم المرسلین ﷺ کی تدبیر صائب اور حضورؐ کی پیشین گوئیاں، صدیق اکبرؓ کی فراست ایمانی، خالدؓ بن ولید کی شمشیر خارا شگاف، بروئے کار نہ آتیں تو یہ فتنہ اپنے اندر لاکھوں طوفان اور کروڑوں آندھیاں پوشیدہ رکھتا تھا۔

اسود عنسی

فتنۂ ادعا نبوت، حضور سرور کائنات ﷺ کے آخری دور حیات میں نمودار ہوا۔ چنانچہ حضور ﷺ جب ۱۰ھ میں حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور سفر کی تکان کے باعث چند دن طبیعت علیل ہوئی تو اسود نے اس کی اطلاع پاکر ختم نبوت کا انکار کرتے ہوئے اپنی نبوت کا اعلان کر دیا۔ بلاذری کی فتوح البلدان اور تاریخ طبری، اور کامل ابن اثیر میں ہے۔ ”كانت ردة الاسود اوّل ردة فی الاسلام علی عهد رسول الله ﷺ فادعی النبوة وكان قد تكهن وكان مشعبذًا يريهم الاعاجيب فاتبعه عنس من مذحج وقوم من غيرهم۔ وسمّی نفسه رحمن اليمن كما تسمّی مسيلمة رحمن اليمامة غزا نجران، ثم استطار امره كالحريق واستغلظ وتغلب ما بين مفاذة حضر موت الیٰ الطائف الیٰ البحرين والاحساء الیٰ عدن“ ﴾ اسود عنسی کا ارتداد، دور نبوت کا اولین ارتداد تھا۔ وہ مرتد اس لئے تھا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ یہ شخص کاہن اور شعبدہ باز تھا۔ عجیب وغریب کرشمے دکھاتا تھا۔ قوم عنس (از مذحج) اور بعض دوسری اقوام نے اس کی نبوت کا اعتراف کیا۔ اسود نے اپنا نام رحمان یمن تجویز کیا۔ جیسے مسیلمہ اپنے آپ کو رحمان یمامہ کہتا تھا۔ پہلے اسود نے نجران پر حملہ کیا۔ پھر اس کی تحریک آگ کی طرح طائف، بحرین، احساء وعدن تک پھیل گئی۔ ﴾

ختم الانبیاءؐ کا اسود کے ساتھ سلوک

”وجاءت الیٰ السكون والی من باليمن من المسلمين كتاب النبی (ﷺ) يامرهم بقتال الاسود مصادمة او غيلة“ ﴾ آنحضرت ﷺ نے قوم سکون اور

مسلمانان یمن کو حکم نامہ لکھا کہ جس طرح بھی بن پڑے اسود کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے لئے فیروز اور دازویہ اور قیس نے رات کے وقت اسود کے گھر میں گھس کر اس کو قتل کر دیا۔ علی الصبح ہر سہ حضرات نے سر کاٹ کر، قلعہ کی دیوار کے نیچے اس کے لشکر میں پھینک دیا اور بآواز بلند اذان دیتے ہوئے یہ الفاظ کہے۔ ”اشهد ان محمد ارسول الله وان عيهلة الا سود كذاب “ حضور علیہ السلام کو اس واقعہ کی اطلاع بذریعہ وحی اسی شب کو ہوگئی تھی۔ مگر پیامبر کے ذریعہ اس کے قتل کی بشارت مدینہ منورہ میں حضورؐ کے انتقال کے بعد ماہ ربیع الاوّل ۱۰ھ کے آخر میں پہنچی۔ قتل اسود، صدیق اکبرؓ کے لئے پہلی بشارت تھی۔ ﴾

طلیحہ اسدی

تاریخ طبری اور کامل میں ہے۔ ”وكان طليحه قد تنبأ فى حياته صلى الله عليه وسلم وكان يقول ان جبريل ياتيني وليسجع للناس الا كاذيب “ ﴿حضور ﷺ کی حیات ہی میں طلیحہ نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ طلیحہ کہا کرتا تھا کہ میرے پاس جبریل علیہ السلام وحی لایا کرتے ہیں۔ اس نے لوگوں کے سامنے چند جھوٹی مسجع عبارتیں پیش کیں۔ ﴾

ختم المرسلین کا سلوک

”فوجه اليه النبی ﷺ ضرارؓ ابن الازور عاملاً على بنى اسد “ ﴿حضور ﷺ نے طلیحہ کی سرکوبی کے لئے ضرار بن ازور کو قوم اسد کا حاکم بنا کر بھیجا۔ ﴾

حضرت ضرار کی حسن تدبیر سے ابتداء میں طلیحہ کی قوت ٹوٹ گئی۔ طلیحہ گرفتار ہو کر ضرار کے سامنے لایا گیا۔ آپؓ نے اس کو قتل کرنا چاہا مگر تلوار نے کچھ اثر نہ کیا۔ بس کیا تھا لوگوں میں اس کی ”شان نبوت“ کا شور برپا ہو گیا۔ اس سے طلیحہ کی طاقت کو استحکام نصیب ہوا۔ اسی اثناء میں حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا۔

طلیحہ کی شریعت

تاریخ طبری اور کامل میں ہے۔ ”كان يامرهم بترك السجود فى الصلوٰة ويقول ان الله لا يصنع بتعفير وجوهكم وتقجّ ادباركم شيئاً اذ كرو الله واعبدوه قياماً الىٰ غير ذلك “ ﴿طلیحہ نے سجدۂ نماز کو منسوخ قرار دیا تھا۔ (جیسے قادیانی کذاب نے آیات جہاد پر خط تنسیخ کھینچا) اور طلیحہ کہا کرتا تھا کہ خدا تعالیٰ کو تمہاری پیشانیاں رگڑنے اور پیٹھیں کبڑی کرنے کی ضرورت نہیں۔ کھڑے کھڑے خدا کو یاد کر لیا کرو۔ ﴾

اس قسم کی اور بھی کئی حماقتیں اس سے سرزد ہوئیں۔

انکارزکوٰۃ

”ثم ارسلوا الیٰ المدینة یبذلون الصلوٰة ویمنعون الزکوٰة فقال ابوبکر واللّٰہ لو منعونی عقالاً لجاھد تھم علیه “﴿انہوں نے حضرت صدیق اکبرؓ کو پیغام بھیجا کہ ہم نماز کی فرضیت تسلیم کرتے ہیں۔ مگر زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ اس پر صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ بخدا مال زکوٰۃ میں سے اگر اونٹ کا زانو بند بھی روکیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔﴾

صدیقؓ اور طلیحہ

طاقت کے مضبوط ہو جانے کے بعد طلیحہ نے بمع فوج کے مدینہ طیبہ پر شبخون مارا۔ لیکن بہت ہی کم وقفہ کے بعد بری طرح پسپا کر دیئے گئے۔ سلسلہ ردت میں اسلامی فوج کی یہ پہلی فتح تھی۔ فتنہ طلیحہ کی اہمیت اس سے ظاہر ہوتی ہے کہ اس روز خود صدیق اکبرؓ نے بمع اسلامی لشکر کے مقام ذالقصہ تک مرتدین کا تعاقب کیا۔ کامل ابن اثیر میں ہے۔ ”وکانت غزوة الصدیقؓ وعوده فی اربعین یوماً “﴿حضرت صدیقؓ اس مہم میں چالیس روز تک مصروف رہ کر مدینہ واپس تشریف لائے۔﴾

خالدؓ وطلیحہ

صدیق اکبرؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو فوج دے کر طلیحہ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ مقام بزاخہ پر طرفین میں خونریز جنگ ہوئی۔ عیینہ بن حصن فراری نے (جو طلیحہ کا کمانداراعظم تھا) طلیحہ سے بارہا دریافت کیا۔ کیا جبریل تمہارے پاس مژدۂ فتح نہیں لائے۔ طلیحہ عین جنگ میں وحی کا اس طرح منتظر رہا۔ جیسے قادیانی آسمانی منکوحہ کا۔ آخر مرتدین کو شکست فاش ہوئی۔ طلیحہ شام کی طرف بھاگ گیا۔ بعد میں تائب ہو کر دوبارہ ختم المرسلین ﷺ کے حلقہ بگوشوں میں داخل ہوا۔ فتوح عراق علی الخصوص نہاوند اور جلولاء وغیرہ معرکوں میں اس نے اپنی مردانگی کے اسلامی جوہر پوری شان سے دکھائے۔

مسیلمہ کذاب

مسیلمہ کذاب ۱۰ھ میں وفد بنی حنیفہ کے ساتھ دربار رسالت میں حاضر ہوا اور حضور ﷺ سے کہنے لگا۔ ”ان شئت اخلنا لك الامرو بایعناك علی انه لنا بعدك فقال رسول اللّٰہ ﷺ لا ولا نعمة عین ولکن اللّٰہ قاتلك “اگر آپؐ چاہیں تو ہم آپؐ کی مزاحمت ترک کر کے آپؐ سے اس شرط پر بیعت کر لیتے ہیں کہ آپؐ کے بعد مسند نبوت پر ہمارا

قبضہ ہو۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ البتہ خدائی لشکر تم سے برسرپیکار ہوں گے۔

دعویٰ نبوت

وفد مذکور واپس گیا۔ حجۃ الوداع کے بعد حضورﷺ کی ناسازی طبیعت سن کر مسیلمہ نے موقع کو غنیمت سمجھا اور نبوت کا اعلان کر دیا۔ بلاذری، طبری، کامل میں ہے۔ ”فلما انتهى الىٰ اليمامة ارتد عدوالله وتنبأ وادعى انه شريك لرسول الله صلعم فى النبوة ٠ ثم كان يسمع السجعات فيما يقول مضاهاة للقرآن ووضع عنهم الصلوٰة واحل لهم الخمر والزنا ونحو ذلك وشهد لرسول الله صلعم انه نبى فصفقت بنو حنيفة على ذلك “ ﴿مسیلمہ جب سفر مدینہ سے یمامہ واپس آیا تو مرتد ہوکر اس نے نبوت کا اعلان کر دیا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ میں نبوت میں حضورﷺ کا شریک ہوں۔ قرآن کا معارضہ کرتے ہوئے اس نے چند مسجع جملے بھی بطور وحی پیش کئے۔ اپنے متبعین سے فرضیت نماز ساقط کر دی۔ شراب اور زنا کو حلال قرار دیا۔ باایں ہمہ وہ حضورﷺ کی رسالت کا اعتراف کیا کرتا تھا۔ اس پر بنو حنیفہ نے خوشی کے مارے تالیاں بجائیں۔﴾

شیخ الاسلام ابن قیم زاد المعاد ج۲ ص۲۶ میں لکھتے ہیں۔ ”فلما قدموا اليمامة ارتد عدو الله وتنبأ وقال انى اشركت فى الامر معه ثم جعل ليسجع السجعات مضاهاة للقرآن ووضع عنهم الصلوٰة واحل لهم الخمر والزنا وهو مع ذلك ليشهد لرسول الله صلعم انه نبى “ ﴿جب وفد بنی حنیفہ یمامہ واپس آیا تو دشمن خدا مسیلمہ مرتد ہوکر نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا میں حضورﷺ کے ساتھ نبوت میں شریک ہوں۔ اس نے قرآن کے رنگ میں کچھ مسجع عبارتیں بھی کہیں اور اپنے متبعین سے نماز کی فرضیت ساقط قرار دی اور زنا و شرب خمر حلال کر دیا۔ مگر باایں ہمہ حضورﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔﴾

مسیلمہ کا دعوت نامہ

قادیانی کی طرح مسیلمہ کو بھی تبلیغی نامہ و پیام کی سوجھی۔ حوصلہ بڑا پایا تھا۔ اس لئے خود سرور کائناتﷺ کو ۱۰ھ میں دعویٰ نبوت کے بعد ذیل کی چٹھی لکھی۔ ”من مسيلمة رسول الله الىٰ محمد رسول الله اما بعد فان لنا نصف الارض ولقريش نصفها ولكن قريشا قوم لا ينصفون والسلام عليكم “ ﴿”از مسیلمہ پیغمبر خدا“ بسوئے محمد رسول اللہ۔ واضح رہے کہ عرب کی نصف مملکت ہماری ہے۔ (کیونکہ میں نبوت میں آپ کا شریک ہوں) اور نصف قریش کی۔ لیکن قریش بڑے بے انصاف ہیں۔ آخر میں تحفہ سلام قبول کیجئے۔﴾

ختم الانبیاءؐ کا جواب

’’فکتب الیہ رسول اللہ ﷺ بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الیٰ مسیلمۃ الکذاب ۰ اما بعد فان الارض للہ یورثھا من عبادہ من یشاء والعاقبۃ للمتقین والسلام علی من اتبع الھدی ‘‘ ﴿حضور ﷺ نے اس کے جواب میں لکھا۔ از محمد رسول اللہ ﷺ۔ بسوئے مسیلمہ کذاب۔ واضح ہو کہ مملکت درحقیقت خدا تعالیٰ کی ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ مگر آخری کامیابی صرف نیکوں کے لئے ہے۔ آخر میں تمام راہ راست پر چلنے والوں کو سلام۔﴾

دعویٰ اسلام اور مسیلمہ

مذکورہ بالا واقعات سے واضح ہو چکا ہے کہ مسیلمہ کذاب حضور رسالت مآب ﷺ کی نبوت کا معترف تھا۔ مگر ختم نبوت کا منکر ہو کر شرک فی النبوۃ کا مدعی تھا۔ ہر چند کہ وہ نماز کی فرضیت کا قائل نہ تھا۔ مگر اس کے ہاں برابر اذان واقامت کے ساتھ نماز ادا ہوا کرتی تھی۔ طبری اور کامل میں ہے۔ ’’وکان الذی یؤذن لہ عبداللہ ابن النواحۃ والذی یقیم لہ حجیر بن عمیر ‘‘ ﴿مسیلمہ کذاب کا مؤذن عبداللہ بن نواحہ اور اقامت کہنے والا حجیر بن عمیر تھا۔﴾

شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مذکورہ بالا دجاجلہ

(شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ بغیۃ المرتاد ص۱۲۱) میں لکھتے ہیں۔ ’’معلوم ان اتباع مسیلمۃ الکذاب والاسود العنسی وطلیحۃ الاسدی وسجاح کانوا مرتدین وقد قاتلھم اصحاب النبی صلعم مع ان مسیلمۃ انما ادعی المشارکۃ فی النبوۃ ولم یدع الا لوھیۃ ولا اتی بقران یناقض التوحید بل جاء بکلام یتضمن ما ادعاہ من المشارکۃ فی الرسالۃ واسجاع من الکلام الذی لا فائدۃ فیہ حتیٰ کان مؤذنہ یقول اشھد ان محمداً ومسیلمۃ رسول اللہ ‘‘ ﴿قطعی بات ہے کہ مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلیحہ، سجاع کے ہم خیال مرتد تھے۔ اسی بناء پر صحابہ کرامؓ نے ان سے جہاد کیا۔ حالانکہ مسیلمہ صرف ختم نبوت کا منکر اور شرک فی النبوۃ کا قائل تھا۔ ورنہ نہ تو اس نے خدائی کا دعویٰ کیا اور نہ خلاف توحید کوئی کتاب تصنیف کی۔ بلکہ اس کے کلام میں (قادیانی کذاب کی طرح) یا خانہ ساز نبوت کا تذکرہ ہوتا تھا۔ یا چند فضول مگر مسجع فقرے تا آنکہ اس کا مؤذن کہتا تھا۔ اشہد ان محمداً ومسیلمۃ رسول اللہ۔﴾

قادیانی چونکہ زیادہ کائیاں واقع ہوا تھا۔ اس لئے اس نے نہایت سوچ بچار کے بعد کہا کہ میں تمام انبیاء کے کمالات کا مظہر ہوں۔ تا آنکہ مصرعہ، صدر سولے نہاں بہ پیرا نہم اور تا آنکہ۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص۶، خزائن ج۱۵ ص۱۳۴)

بنابریں اس کو اذان واقامت میں اضافے کی ضرورت نہ ہوئی۔ یقین جانئے کہ اس شعر کے پیش نظر ہر قادیانی ''اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ'' سے محمد عربی شہ لولاک مراد نہیں لیتا۔ بلکہ مرزائے غلام احمد قادیانی مراد لیتا ہے۔

مسیلمہ کا انجام

باوجود ان حالات کے صحابہ کرامؓ نے اس کذاب سے جہاد فرض سمجھا اور بیشمار قربانیاں دینے کے بعد حضرت وحشیؓ کے حربہ (خورد نیزہ) اور ایک انصاری کی تلوار سے قتل ہوا۔ حضرت وحشیؓ عموماً کہا کرتے تھے کہ اگر حالت کفر میں میں نے بزرگ ترین ہستی (حضرت سید الشہداء حمزہؓ) کو شہید کیا تھا تو حالت اسلام میں میں نے دنیا کے بدترین شخص اور خبیث ہستی کو بھی اسی حربہ سے قتل کیا۔ امید ہے کہ کفارہ ہو جائے گا۔

ختم نبوت کا انکار ہر دور میں ارتداد ہے

مذکورہ بالا حقائق سے بداہۃً ثابت ہوتا ہے کہ صدر اوّل کے منکرین ختم نبوت اس لئے اور صرف اس لئے واجب القتل، مرتد، فریق محارب قرار دیئے گئے کہ وہ حضور ختم المرسلین ﷺ کے ساتھ شریک فی النبوۃ ہونے کے مدعی تھے۔ ورنہ وہ عام طور پر احکام اسلامیہ کو تسلیم کرتے اور حسب استطاعت ان پر عمل درآمد رکھتے تھے۔ ختم نبوت کے انکار کی تحریک مختلف ادوار میں مختلف نام بدلتی رہی۔ کبھی اس کو اسود، مسیلمہ، طلیحہ کی قیادت نصیب ہوئی اور آج اس کی زمام قیادت مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھ میں ہے۔ گو اس وقت صدیقؓ وفاروقؓ وخالدؓ نہیں اور پچاس الماریوں والی حکومت قائم ہے اور متنبّی قادیان اس کو ''ظل اللّٰہ'' کہہ کر من مانی مرادیں حاصل کر رہا ہے۔ مگر احکام شرعیہ بدل نہیں سکتے۔ آج بھی یہ جماعت شرعاً اسی سلوک کی مستحق ہے جو اس سے دور صحابہ کرامؓ میں کیا گیا۔ ''فلن تجد لسنۃ اللّٰہ تبدیلا ولن تجد لسنۃ اللّٰہ تحویلاً''

فصل دوم

جواب شبہ ثانی اور مسئلہ تکفیر اہل قبلہ

شبہ اوّل کے جواب میں جن صریح واقعات کا ذکر ہوا ہے۔ ان کے سمجھ لینے کے بعد اہل قبلہ کی تکفیر وعدم تکفیر کا مسئلہ خود بخود حل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ مذکورہ کی اہمیت

علامہ محمود بن احمد حنفی قونوی متوفی ۷۷۰ھ شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۴۶ میں اس مسئلہ کی اہمیت بدیں الفاظ ظاہر فرماتے ہیں۔ ”واعلم رحمك الله وایانا ان باب التكفير وعدم التكفير باب عظمت الفتنة والمحنة فيه وكثر فيه الافتراق وتشتت فيه الاهواء والارآء وتعارضت فيه دلائلهم “ ﴿واضح رہے کہ (اہل قبلہ کی) تکفیر وعدم تکفیر کا مسئلہ مسلمانوں کے لئے بہت سی مصیبتوں، کئی ایک فتنوں کا باعث بنا۔ (کیونکہ ہر بیدیں، ملحد، زندیق، دجال اس کی آڑ میں اپنی خرافات کی تبلیغ کرتا اور کراتا ہے) اس کے حل کرنے میں مذاہب اور خیالات مختلف اور دلائل بظاہر متعارض معلوم ہوتے ہیں۔ ﴾

مسئلہ کی تاریخ

”اہل قبلہ“ سے جہاد نہ کرنے کا مشورہ سب سے پہلے حضرت فاروق اعظمؓ نے اس وقت پیش کیا جب کہ حضرت صدیق اکبرؓ مرتدین سے برسر پیکار ہونے کو تیار ہو گئے تھے۔ صحیحین کی روایت کے الفاظ حسب ذیل ہیں۔ ”لما توفی رسول الله ﷺ واستخلف ابوبكر بعده وكفر من كفر من العرب قال عمر بن الخطاب لا بی بكر كيف تقاتل الناس وقد قال رسول الله ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتىٰ يقولوا لا اله الا الله، فمن قال لا اله الا الله عصم منى ماله ونفسه الا بحقه وحسابه على الله فقال ابوبكر والله لا قاتلن من فرق بين الصلوٰة والزكوٰة فان الزكوٰة حق المال ۰ والله لو منعونى عناقاً كانوا يؤدونها الىٰ رسول الله صلعم لقاتلتهم على منعها ۰ قال عمر فوالله ماهوالا ان رأيت ان الله شرح صدر ابى بكر للقتال فعرفت انه الحق (مشكوٰة)“ ﴿حضور ﷺ کے انتقال کے بعد جب صدیق اکبرؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے مرتدین سے جہاد کرنے کے لئے آپ تیار ہوئے تو فاروقؓ نے صدیقؓ

سے کہا کہ آپ ان سے کیونکر لڑ سکتے ہیں۔ جب حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ”لا الــه الا الله “ کہنے والے کی جان اور مال ہم سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ اس کے باطن کا معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ ہاں حقوق اسلام کے متعلق اس سے گرفت کی جاسکتی ہے۔ یہ سن کر ابوبکرؓ نے فرمایا تو زکوٰۃ بھی حق مال ہے۔ پس جو شخص صلوٰۃ اور زکوٰۃ کی فرضیت میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جہاد کروں گا۔ بخدائے لایزال! اگر انہوں نے بکری کا ایک رسہ بھی روکا جو وہ حضور ﷺ کے عہد میں دیا کرتے تھے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ فاروقؓ فرماتے ہیں کہ بس میں نے سمجھ لیا کہ صدیقؓ کو اس مسئلہ میں شرح صدر حاصل ہو چکا ہے۔ پس ان کی تلقین سے میں بھی حقیقت کو سمجھ گیا۔ ﴾

نتیجہ

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ اہل قبلہ کو ضروریات دین کا انکار، کفر وارتداد اور اس کے انجام بد یعنی حکم قتل سے بچا نہیں سکتا۔

تکفیر اہل قبلہ کی اصل

اس مبحث میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ کے اصلی الفاظ جو سلف سے منقول ہوئے ہیں۔ سامنے رکھے جائیں تا کہ مرتد، زندیق، عاصی کے درمیان مابہ الامتیاز قائم کیا جاسکے۔ شرح تحریر ابن الہمام مصنفہ ابن امیر الحاج ج۳ ص۳۱۸ میں ہے۔

ا...... ”فی منتقیٰ الحاکم الشهید عن ابراهیم بن رستم عن ابی عصمة نوح ابن ابی مریم المروزی قال سالت ابا حنیفة من اهل الجماعة فقال من فضل ابابکر وعمر واحب علیا وعثمان...... الیٰ ان قال ولم یکفر واحداً بذنبٍ ونص ابوحنیفة فی الفقه الاکبر فقال ولا نکفر احداً بذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلها“ ﴿حاکم شہید نے منتقی میں نوح جامع سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابوحنیفہ سے اہل سنت وجماعت کا مصداق پوچھا تو آپ نے من جملہ اور باتوں کے فرمایا کہ سنی وہ ہے جو کسی گنہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرے۔ اس کے علاوہ امام اعظمؒ نے فقہ اکبر میں تصریح کی ہے کہ ہم کسی شخص کی گناہ کی وجہ سے۔ گو گناہ کبیرہ کیوں نہ ہو۔ تکفیر نہیں کرتے۔ جب تک کہ کوئی گناہ کو حلال سمجھ کر نہ کرے۔ ورنہ کافر ہو جائے گا۔ ﴾ (فقہ اکبر ص۲۷)

کتاب الانتقاء مصنفہ حافظ ابن عبدالبر ص۱۶۳ پر حافظ مذکور اپنی سند سے ذکر فرماتے ہیں۔ ”عن نوح بن ابی مریم قال سالت ابا حنیفة من اهل الجماعة قال الذی

لا ینظر فی اللّٰہ عزوجل ولا یکفر احداً بذنب وروی عن خلف بن یحیی قال سمعت حماد بن ابی حنیفة یقول سمعت اباحنیفة الجماعة ان فضل ابابکر وعمر ولا تکفر الناس بالذنوب ”﴿نوح جامع سے مروی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ سے اہل سنت وجماعت کے معنی پوچھے۔ آپ نے من جملہ باتوں کے فرمایا کہ سنی وہ ہے جو عاصی کی تکفیر نہ کرے۔ نیز ابن عبدالبر نے امام حماد فرزند امام ابوحنیفہ سے روایت لائی ہے کہ انہوں نے امام اعظمؒ سے ”جماعۃ“ کے معنی پوچھے تو آپ نے چند اور باتوں کے بعد فرمایا کہ گناہ کی وجہ سے بندگان خدا کی تکفیر مت کرو۔﴾

۲...... علی ہذا القیاس ”الیواقیت والجواہر“ میں یہ مسئلہ حضرت امام شافعیؒ سے بھی مذکورہ بالا الفاظ میں منقول ہوا ہے اور محقق ابن امیر الحاج نے بھی (شرح تحریر ج۳ ص۳۱۸) میں تصریح کی ہے کہ امام شافعی، فقط، گنہگار اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ لیکن ضروریات دین کے منکر کو ہر چند کہ وہ اہل قبلہ سے ہی کیوں نہ ہو کافر جانتے ہیں۔

۳...... حضرت امام ابوجعفر طحاوی حنفی متوفی ۳۲۱ھ کتاب ”العقیدہ[۱]“ میں فرماتے ہیں۔

---

[۱] (”عقیدہ“ طحاوی کی بیحد تعریف) حافظ امام تاج الدین سبکی اپنی کتاب ”معید النعم“ (مطبوعہ لندن ص۳۵، ۱۰۷) میں لکھتے ہیں۔ الحمدللہ! کہ مذاہب اربعہ (باستثنائے ان افراد کے جو اعتزال وتجسم وغیرہ کا شکار ہوئے) تمام کے تمام عقائد میں کلیتہً متحد ومتفق ہیں اور سب کے سب امام ابوجعفر طحاوی حنفی کی کتاب العقیدہ پر عامل ہیں۔ جس کو تمام سلف وخلف نے شرف قبولیت بخشا اور اپنے عقائد کی تصحیح کے لئے اس کو محک قرار دیا۔ رہا امام اشعری کا عقیدہ ومسلک سووہ بتمامہ عقیدہ طحاوی سے ماخوذ اور اسی کی تفصیل وتشریح ہے۔ لہٰذا عقیدہ طحاوی اصل الاصول اور اس کے بعد کے تمام کتب ”عقیدہ“ فروع ہیں۔ عقیدہ امام اشعری ہو، یا عقیدہ امام ابوالقاسم قشیری، خواہ عقیدہ المرشدہ ہو۔ امام طحاوی اور امام اشعری گو معاصر ہیں۔ جیسے سنہ وفات سے معلوم ہوتا ہے۔ مگر طحاوی کی امامت الشعری سے تقریباً چالیس سال مقدم ہے۔ کیونکہ امام اشعری پورے چالیس سال تک ابوعلی حیائی کے زیر اثر رہ کر معتزلی رہے۔ ۳۰۰ھ میں تائب ہوئے۔ بعد ازاں تقریباً تین سال تک جبائی سے ان کے مناظرے رہے۔ جبائی کی وفات ۳۰۳ھ میں ہوئی۔ (تبیین از حافظ ابن عساکر ص۵۶، ۹۱)

”کتاب الابانہ“ امام اشعری کی سب سے آخری تصنیف ہے۔ اس کی تالیف اس وقت ہوئی۔ جب آپ بغداد تشریف لائے۔ ضمیمہ ابانۃ (طبع حیدرآباد ص۱۰۹) میں ہے کتاب ابانۃ اشعری کی آخری تصنیف ہے۔ محمد بن موصلی (مؤلف کتاب الصواعق المرسلہ) نے کتاب سیف السنۃ میں اس کی تصریح کی ہے۔ اسی تقدم امامت کے رو سے سبکی نے ”معید النعم“ میں عقیدۂ طحاوی کو مذاہب اربعہ کا امام تسلیم کیا اور ہم نے ابانہ پر اس کو مقدم کیا۔

”ولا نکفر احداً من اهل القبلة بذنب مالم يستحله وقال العلامة القونوى فى شرح العقيدة المذكورة ص۲٤۲ والمراد باهل القبلة من يدعى الاسلام وليستقبل الكعبة وان كان من اهل الاهواء اومن اهل المعاصى مالم يكذب بشئ مما جاء به الرسول ﷺ “ ﴿محض گناہوں کی وجہ سے ہم کسی اہل قبلہ کی تکفیر نہیں کرتے۔ جب تک کوئی گناہ کو حلال سمجھ کر نہ کرے۔ علامہ محمود قونوی شرح عقیدہ طحاویہ ص۲۴۲ میں لکھتے ہیں۔ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام کے مدعی اور کعبہ رخ ہو کر نماز ادا کریں۔ خواہ مبتدع ہوں۔ خواہ فاسق البتہ ضروری ہے کہ ضروریات دین کی تکذیب نہ کریں۔ ورنہ اہل قبلہ نہیں۔﴾ (طبقات کبریٰ از سبکی ج۱ ص۴۷، ۴۸)

۴...... حضرت امام ابوالحسن اشعری متوفی ۳۲۴ھ امام الاشاعرہ کتاب (الابانۃ ص۱۰) میں لکھتے ہیں۔ ”نری ان لا نکفر احداً من اهل القبلة بذنب يرتكبه كالزنا، والسرقة، وشرب الخمر كمادانت بذلك والخوارج وزعموا انهم بذلك كافرون “ ﴿ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی گنہگار گناہ کی وجہ سے (مثلاً زنا، چوری، شراب نوشی) سے کافر نہیں ہوتا۔ ہمارا اس مسئلہ میں خوارج سے اختلاف ہے۔ جو عاصی کو گناہ کی وجہ سے قطعی کافر اور مخلد فی النار کہتے ہیں۔﴾

امام ابوالقاسم بن عساکر نے بھی کتاب (تبیین کذب المفتری ص۱۶۰) پر امام اشعری سے بعینہ یہی الفاظ نقل کئے ہیں۔ غرض یہ مسئلہ سلف صالحین سے جہاں کہیں بھی منقول ہوا ہے لفظ ”ذنب“ سے مقید ہے۔

جملہ مذکورہ کا حل

جملہ مذکورہ کی ساخت اور وضع صاف صاف بتلا رہی ہے کہ یہ دراصل خوارج اور معتزلہ کی تردید میں کہا گیا۔ ضروریات دین کے منکر قطعاً اس سے مراد نہیں۔ بلکہ عاصی مراد ہیں۔ خوارج گنہگار کو کافر قرار دیتے ہیں اور معتزلہ کے یہاں عاصی نہ مؤمن ہے اور نہ کافر۔ تاہم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنمی ہے۔

۱...... امام الاشاعرہ ابوالحسن اشعری کی تصریح حال ہی میں گذر چکی ہے کہ اس جملہ سے مقصد خوارج کی تردید ہے جو عاصی کو کافر قرار دیتے ہیں۔

۲...... ان کے علاوہ علامہ قونوی حنفی (شرح عقیدہ طحاویہ ص۲۴۷) میں لکھتے ہیں۔

”لا لکفرھم بکل ذنب مناقضة لقول الخوارج الذین یکفرون بکل ذنب اوبکل ذنب کبیر وکفر المعتزلة الذین یقولون یحبط ایمانه کله بالکبیرة فلا یبقی معه شئ ومن الایمان ولایدخل فی الکفر وبقولھم بخروجه من الایمان اوجبوا له الخلود فی النار “﴿اس جملہ میں خوارج کی تردید ہے جو ہر گناہ کے مرتکب کو (صغیرہ ہو یا کبیرہ) کافر کہتے ہیں اور بعض خوارج فقط کبیرہ کے مرتکب کو کافر قرار دیتے ہیں۔ علی ہذاالقیاس اس جملہ میں معتزلہ کی بھی تردید ہے۔ جن کے ہاں مرتکب گناہ ایمان سے قطعاً محروم ہو جاتا ہے جس کی پاداش میں ابدالاباد تک جہنم میں رہے گا۔ گو کفر میں بھی داخل نہیں ہوتا۔﴾

۳…… شیخ الاسلام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ ”نحن اذا قلنااھل السنة متفقون علی انه لا یکفر بالذنب فانما نرید به المعاصی کالزنا والشرب (کتاب الایمان ص ۱۲۱) “﴿ہم جب یہ کہیں کہ اہل سنت گناہگار کو کافر نہیں کہتے تو اس سے ہماری مراد فقط عاصی ہوتا ہے۔ جیسے بدکار اور شراب خور، وغیرہ (ضروریات دین کا منکر مراد نہیں ہوتا)۔﴾

۴…… شرح فقہ اکبر بحث ایمان میں علامہ قونوی سے نقل ہے۔ ”وفی قوله بذنب اشارة الیٰ تکفیر بفساد اعتقاده کفساد اعتقاد المجسمة والمشبھة ونحوھم لان ذلک لا یسمّٰی ذنباً والکلام فی الذنب (اکفار الملحدین) “﴿لفظ ”ذنب“ میں ادھر اشارہ ہے کہ بدعقیدہ مثلاً تجسیم باری کا قائل اس کو مخلوقات سے مشابہ ماننے والا، وغیرہ عقائد رکھنے والا کافر ہے۔ کیونکہ بدعقیدگی کو اصطلاحاً ”ذنب“ نہیں کہتے۔﴾

اہل قبلہ کا مصداق

جب مسئلہ مذکور کے اصلی الفاظ اور اس کا مقصد معین ہو گیا تو اب یہ بھی ضروری ہے کہ لفظ ”اہل قبلہ“ کا مصداق بھی سلف ہی کے کلام سے معین کیا جائے۔ تاکہ دوٹوک فیصلہ کیا جاسکے۔

”ولیھلک من ھلک عن بینة ویحیی من یحیی عن بینة“

مصداق مذکور معین کرنے کے لئے ہمارے سامنے سلف صالحین کے اقوال کا اتنا ذخیرہ موجود ہے کہ اگر ہم اس تمام کو نقل کریں تو ایک مبسوط کتاب تصنیف ہو۔ سردست ہم نہایت ہی اہم اور ضروری حصص کو سپرد قلم کرتے ہیں۔ وباللّٰہ الثقة!

متکلمین کی رائے

۱...... امام ابو منصور عبدالقاہر بغدادی شافعی متوفی ۴۲۹ھ اپنی مشہور کتاب (الفرق ص۸، ۲۲۰) میں لکھتے ہیں۔ ''اختلف المتکلمون فی من یعدمن امة الاسلام وملته ۔ (۱) فزعم ابوالقاسم الکعبی ان اسم ملة الاسلام واقع علی کل مقر نبوة محمد ﷺ وان کل ماجاء به حق ۔ کائنا قوله بعد ذلک ماکان ۔ (۲) وزعمت المکرامیة مجسمة خراسان ان امة الاسلام جامعة علی کل من قال لا اله الا الله محمد رسول الله سواء کان مخلصاً فیه اومنافقاً مضمر الکفر والزندقة ولهذا زعمعوا ان المنافقین فی عهده صلعم کانوا مؤمنین حقاً وکان ایمانهم کایمان جبریل ومیکائیل والانبیاء والملئکة وهذا القول مع قول الکعبی ینقض بقول العسیویة من یهود اصبحان فانهم یقرون بنبوة نبینا محمد ﷺ وبان کل ماجاء به حق ولکنهم زعموا انه انما بعث الیٰ العرب لا الیٰ بنی اسرائیل وقالوا ایضاً محمد رسول الله...... وماهم من المسلمین ۔ وکذا یلزم ادخال الشارکانیة منهم فی المسلمین حیث قالوا ان محمداً رسول الله وان القرٰان حق وکل من الاذان والصلوٰة الخمس وصیام رمضان والحج حق الاانه انما یلزم المسلمین دون الیهود وربما اقر بعض الشارکانیه بشهادتی ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله واقروا بان دینه حق ۔ (۳) وقال بعض فقهاء اهل الحدیث اسم امة الاسلام واقع علی کل من اعتقد وجوب الصلوٰة الخمس الیٰ الکعبة وهذا غیر صحیح لان الاکثر المرتدین الذین ارتدوا باسقاط الزکاة فی عهد الصحابة کانوا یرون وجوب الصلوٰة الیٰ الکعبة وانما ارتد واباسقاط وجوب الزکوٰة وهم المرتدون من بنی کندة وتمیم فاما المرتدون من بنی حنیفة وبنی اسد فانهم کفر وامن وجهین احدهما اسقاط وجوب الزکوٰة والثانی دعواهم بنوة مسلیمة وطلیحة ۔ واسقط بنو حنیفة وجوب صلوٰة

الصبح وصلاة المغرب فازدادوا كفراً علىٰ كفر ۰ (٤) والصحيح عندنا ان امة الاسلام تجمع المقرين بحدوث العالم وتوحيد صانعه وقدمه وانه عادل حكيم مع نفى التشبيه والتعطيل عنه واقر مع ذلك بنبوة الانبياء وبنبوة محمد ﷺ رسالته الىٰ الكافة وتبابيد شريعته وبان كل ماجاء به حق وبانّ القراٰن منبع احكام الشريعة وبوجوب الصلوٰة الخمس الىٰ الكعبة وبوجوب الزكوٰة وصوم رمضان وحج البيت علىٰ الجملة فكل من اقر بذلك فهو داخل فى ملة الاسلام '' ۞ مسلمان کس کو کہتے ہیں؟ متکلمین کے مذاہب حسب ذیل ہیں۔ (۱) بقول ابوالقاسم کعبی معتزلی مسلمان وہ ہے جو حضور ﷺ کی نبوت اور آپ کی شریعت کی حقانیت کا معترف ہو۔ اس اقرار کے بعد اس کے عقائد خواہ کچھ بھی ہوں وہ مسلمان شمار ہوگا۔ (۲) خراسان کے کرامیہ (متبعین محمد بن کرام کرامیہ اپنے معبود کو مجسم مانتے ہیں۔ کرامیہ مرجئہ کی شاخ ہیں۔ دیکھو مقالات اشعری ج۱ ص۱۴۱) کے مذہب میں مسلمان وہ ہے جو توحید ورسالت کا زبان سے اعتراف کرے۔ (کفران کے یہاں انکار اور جحود کا نام ہے۔ دیکھو مقالات ج۱ ص۱۴۱) خواہ اس کے دل میں زندقہ کفر والحاد ہی بھرا ہو۔ اسی لئے ان کے ہاں دور نبوت کے منافق پکے مسلمان تھے۔ ان کا ایمان (عیاذ باللہ) جبریل، میکائیل، انبیاء، ملائکہ کے ایمان سے مساوی تھا۔ یہ ہر دو مذہب سراسر غلط اور باطل ہیں۔ کیونکہ فرقہ عیسویہ (از یہود اصبہان) اور یہود کا فرقہ شارکانیہ (شارکان پیشوا کا نام ہے) ہر دو فرقے حضور ﷺ کی نبوت کے معترف، دین اسلام اور آپؐ کی شریعت کے مقر، قرآن کی حقانیت کے مصدق، اذان، نماز، روزہ حج وغیرہ کی مشروعیت کے قائل ہیں۔ مگر ساتھ ہی کہتے ہیں کہ آپؐ کی نبوت صرف عرب کے لئے ہے۔ بنی اسرائیل اس کے مکلف نہیں۔ بعض شارکانی تو ''لا اله الا الله محمد رسول الله '' پڑھتے بھی ہیں۔ مذکورہ بالا ہر دو معیاروں کے رو سے ان ہر دو گروہوں کو مسلمان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ وہ قطعاً کافر ہیں۔ (۳) بعض فقہاء اہل حدیث کے خیال میں مسلمان وہ ہے جو کعبہ مقدسہ کو اپنا قبلہ نماز تسلیم کرے۔ (غالباً ''اہل قبلہ'' کی اصطلاح کی ابتداء یہیں سے ہوئی) یہ مذہب بھی قطعاً غلط ہے۔ کیونکہ دور ردت میں ایک جماعت باوجود کعبۃ اللہ کو قبلہ مانتی تھی۔ وہ اس لئے مرتد قرار دی گئی کہ فرضیت زکوٰۃ کی منکر تھی۔

(تنبیہ) واضح رہے کہ دور ردت میں مرتدین کے کئی گروہ تھے۔ (الف) قوم کیندہ اور قوم تمیم صرف فرضیت زکوٰۃ کی منکر تھی۔ اس لئے مرتد قرار دی گئی۔ (ب) قوم حینفۃ اور قوم اسد کا ارتداد دو وجہ سے تھا۔ فرضیت زکوٰۃ کا انکار، اور مسیلمہ، طلیحہ کی نبوت کا اعتراف۔ (ج) قوم حنیفہ اس لئے بھی مرتد تھی کہ وہ صبح اور مغرب کی نماز کی فرضیت کی منکر تھی۔ لہٰذا قوم حنیفہ سب سے بڑھ کر کافر تھی۔ (دور ردت میں مرتدین کے اصناف وانواع کی تحقیق وتفصیل جہاں تک مجھے علم ہے معالم السنن خطابی سے بڑھ کر کہیں نہیں۔ معالم شہر حلب میں زیر طبع ہے)۔ (۴) صحیح مذہب یہ ہے کہ مسلمان ہونے کے لئے تمام ضروریات اسلام کا اعتراف لازم ہے۔ مثلاً حدوث عالم، توحید باری تعالیٰ۔ اس کا قدم اس کا عدل اور اس کی حکمت، نفی تشبیہ وتعطیل، تمام انبیاء علیٰ الخصوص حضورﷺ کی نبوت کا اقرار آپ کی شریعت کے دوام کا عقیدہ (مرزا قادیانی نے جہاد کو منسوخ قرار دیا) اور یہ اعتراف کہ آپ کی تعلیم تمام تر صحیح ہے۔ قرآن تمام احکام شرعیہ کی اصل ہے۔ کعبہ رخ ہو کر نمازیں ادا کرنا فرض ہے۔ زکوٰۃ، صوم، حج، فرض ہیں۔ الغرض جو شخص تمام ضروریات دین کا معترف ہو وہ ہی مسلمان ہے۔ ﴾

۲...... علامہ تفتازانی (شرح مقاصد ج۲ ص۲۶۸) میں لکھتے ہیں۔ ”ان الذین اتفقوا علی ماھو من ضروریات الاسلام کحدوث العالم وحشر الا جساد وما یشبہ ذلك واختلفوا فی سواھا کمسئلة الصفات وخلق الاعمال مما لا نزاع فیہ ان الحق فیھا واحد ھل یکفر المخالف للحق ام لا والا فلا نزاع فی کفر اھل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی حشر الاجساد ونفی العلم بالجزئیات ونحو ذلك وکذا بصدور شئ من موجیات الکفر عنه“ ﴿اہل قبلہ کی تکفیر وعدم تکفیر کے متعلق اختلاف علماء صرف اسی صورت میں ہے کہ کوئی فرقہ یا فرد، حدوث عالم حشر اجساد وغیرہ ضروریات دین کا تو قائل ہو مگر بعض دوسرے عقائد میں عامہ مسلمین سے اس کا اختلاف ہو۔ مثلاً صفات الٰہیہ کا مسئلہ، خلق افعال کا نظریہ وغیرہ۔ مسائل اختلافیہ جن میں باتفاق فریقین حق متعدد نہیں بلکہ واحد ہے۔ فقط ایسے فرقہ کی تکفیر وعدم تکفیر میں علماء کا اختلاف منقول ہوا ہے۔ ورنہ جو فرقہ یا فرد ضروریات دین کا منکر ہو۔ جیسے قدم عالم کا معتقد ہو یا قیامت یا خدا تعالیٰ کے علمی احاطے کا منکر ہو یا اسی نوع کا کوئی اور کفر اس سے سرزد ہو تو وہ باتفاق علماء کافر ہے۔ خواہ ہمہ عمر عبادت الٰہی میں صرف کردے۔ ﴾

۳...... شرح فقہ اکبر مؤلفہ ملا علی قاری ص ۱۴۱ میں ہے۔ ''اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهو من ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰه بالكليات والجزئيات وما الشبهه ذلك من المسائل المهمات۰ فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر اونفى علمه تعالىٰ بالجزئيات لا يكون عن اهل القبلة وان المراد بعدم تكفير احد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لا يكفر مالم يوجد شئ من امارات الكفر وعلاماته ولم يصدر عنه شئ من موجباته ''

۞ ''اہل قبلہ'' سے مراد وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین مثلاً حدوث عالم، حشر اجساد، خدا تعالیٰ کے احاطہ علمی اس نوح کے دوسرے اہم مسائل کے معترف ہوں۔ بنابریں جو شخص ہمہ عمر عبادت الٰہی میں صرف کر دے مگر اس کا عقیدہ یہ ہو کہ عالم قدیم ہے۔ قیامت نہیں آئے گی۔ خدا تعالیٰ جزئیات کو نہیں جانتا۔ یہ شخص اہل سنت کے نزدیک قطعاً اہل قبلہ سے نہیں۔ رہا اہل سنت کا یہ قول کہ ہم اہل قبلہ کو کافر نہیں کہتے۔ اس کے یہی معنی ہیں کہ افعال کفر (مثلاً سجدہ صنم) کا مرتکب نہ ہو اور علامات کفر (جیسے زنار باندھنا) سے ظاہر نہ ہوں۔ ۞

۴...... علامہ قونوی شارح عقیدہ طحاوی ص ۲۴۲ کی تصریح دربارہ اہل قبلہ پہلے گذر چکی ہے۔

ضروریات دین کی حقیقت اور مفہوم

۵...... (الف) علامہ عبدالعزیز فرہاری نبراس (شرح عقائد نسفیہ ص ۵۷۲) میں لکھتے ہیں۔ ''اهل القبلة فى اصطلاح المتكلمين من يصدق بضرويات الدين اى الامور التى علم ثبوتها فى الشرع واشتهر فمن انكر شيئًا من الضروريات كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم اللّٰه سبحانه بالجزئيات وفرضية الصلوٰة والصوم لم يكن من اهل الكعبة ولوكان مجاهداً بالطاعات وكذلك من باشر شيئًا من امارات التكذيب كسجود الصنم والاهانة بامر شرعى والا ستهزاء عليه فليس من اهل القبلة ومعنى عدم تكفير اهل القبلة ان لا يكفر بارتكاب المعاصى ولا بانكارا لا مور الحنيفة

الـغير المشهورة هذا ما حققه المحققون ''❁اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ لوگ ہیں جو ضروریات دین یعنی دین کے بدیہی اور مشہور مسائل کے مقر ہوں۔ بنابریں جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہوگا۔ جیسے حدوث عالم یا قیامت، یا خدا تعالیٰ کے احاطہ علمی، یا فرضیت صوم وصلوٰۃ کا منکر ہو تو وہ اہل قبلہ میں داخل نہیں۔ اگر چہ زاہد مرتاض کیوں نہ ہو۔ علیٰ ہذا القیاس جس شخص میں کفر کے علامات موجود ہوں مثلاً سجدہ صنم یا کسی شرعی مسئلہ کا استخفاف کرے وہ بھی اہل قبلہ سے نہیں۔ اہل سنت کا یہ مسئلہ کہ ''ہم اہل قلبہ کو کافر نہیں کہتے'' اس سے مراد صرف یہی ہے کہ ہم عاصی کو اور دین کے غیر ضروری نظری مسائل کے منکر کو کافر نہیں کہتے۔ یہی محققین کا مذہب اور عقیدہ وتحقیق ہے۔❁

علامہ قاری (شرح فقہ اکبر ص۷۶) میں لکھتے ہیں۔ ''والـمرا دمن المعلوم ضرورة كـونـه مـن الدبن بـحيث يعلم العامة من غير نظر والسندلال كوحدة الصانع ووجـوب الـصلوٰة وحرمة الـخمر ونـحوها٠ واما من يؤول النصوص الواردة فـى حشـر الاجساد وحدوث العالم وغيرها فانه يكفر لما علم قطعاً من الدين انها على ظواهرها ''❁ضروریات دین کے یہ معنی ہیں کہ وہ مسئلہ اس قدر مشہور اور واضح ہو کہ ہر عامی آدمی بھی بغیر فکر اور دلیل کے اس کا معترف ہو۔ جیسے توحید، وجوب نماز، حرمۃ شراب اور واضح رہے کہ جو لوگ حشر اجساد، حدوث عالم وغیرہ کی نصوص کی خودساختہ تاویلیں کرتے ہیں وہ یقیناً کافر ہیں۔ اس لئے کہ ان نصوص کو اپنے ظاہر پر چھوڑنا اور تسلیم کرنا جزو ایمان ہے۔❁

۶...... (ب) جوہرۃ التوحید میں ہے۔ ''ومن المعلوم ضرورى جحد من ديـنـنـا يـقتـل كـفـراً ليـس حـد وفى شرحـه ان هذا مجمع عليـه٠ وذكو ان الـمـاتـرديـه يـكـفـرون بـعد هذا بانكارا لقطعى وان لم يكن ضرورياً (اكفار الـملحدين ص١٣) ''❁جو شخص دین اسلام کے کسی بدیہی مسئلے کا انکار کرے اس کو سزائے ارتداد میں قتل کر دیا جائے۔ شارح جوہرہ نے اس شعر کے ذیل میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں۔ یہاں تک لکھا ہے کہ ائمہ ماتردیدیہ جیسے ضروریات دین کے منکر کو کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر قطعی الثبوت مسئلہ کے منکر کو بھی کافر قرار دیتے ہیں۔ اگر چہ ضروری (بدیہی) نہ ہو۔❁

۷...... عقائد عضدیہ میں ہے۔ ''لا نـكـفـر احـداً مـن اهل القبله الا بما

فیه نفی الصانع المختار اوبما فیه شرك وانكار النبوة وانكار ما علم من الدین بالضرورة اوانكار مجمع علیه قطعاً اواستحلال محرم واما غیر ذلك فالقائل به مبتدع ولیس بكافر "﴿ہم اہل قبلہ میں سے صرف انہی لوگوں کو کافر سمجھتے ہیں جو خدا کے منکر ہوں۔ یا کسی شرکیہ عقیدے کے قائل ہوں۔ یا نبوت کے منکر ہوں۔ یا دین اسلام کے کسی بدیہی مسئلہ، یا اجماعی قطعی عقیدہ کا انکار کرتے ہوں یا کسی حرام کو حلال سمجھتے ہوں وغیرہ۔ لیکن اگر ضرورت دین کا انکار نہیں تو اس صورت میں وہ شخص مبتدع ہے کافر نہیں۔﴾

۸...... تمہید ابوشکور سالمی میں ہے۔ "قالت الروافض ان العالم لا یکون خالیاً من النبی قط وهذا كفر لان الله تعالیٰ قال وخاتم النبیین ومن ادعی النبوة فی زماننا فانه یصیر كافراً ومن طلب منه المعجزات فانه یصیر كافراً ویجب الاعتقاد بانه ماكان لاحد شركة فی النبوة لمحمد ﷺ بخلاف من قال ان علیاً كان شریكاً لمحمد ﷺ وهذا كفر "﴿رافضیوں کا مذہب ہے کہ (نبوت رحمت ہے۔ اس لئے) دنیا نبی سے خالی نہیں رہ سکتی۔ مگر یہ عقیدہ سراسر کفر ہے۔ قرآن میں خدا تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے۔ بنابریں ہمارے عہد میں جو شخص بھی نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کافر ہے اور اس سے معجزات طلب کرنے والا بھی کافر، نیز یہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ شرک فی ءالنبوۃ کفر ہے۔ بنابریں حضرت علیؓ کو حضور ﷺ سے نبوت میں شریک ماننا کفر ہے۔﴾

۹...... علامہ قاری (شرح فقہ اکبر ص۱۵۰) میں لکھتے ہیں۔ "دعوی النبوة بعد نبینا ﷺ كفر بالاجماع "﴿آنحضرت ﷺ کے بعد دعویٰ نبوت باتفاق تمام مسلمین کفر ہے۔﴾

۱۰...... امام فضل اللہ تورپشتی حنفی متوفی ۶۶۰ھ (معاصر شیخ سعدی) کتاب المعتمد فی المعتقد میں لکھتے ہیں۔ "از احادیث بسیار درست شدہ کہ نبوت بہ آمدن آنحضرت ﷺ تمام شد بعد از وے نبی دیگر نباشد، الیٰ ان قال۔ بحمد اللہ ایں مسئلہ درمیان اسلامیان روشن تر از آنست کہ آن را بہ کشف و بیان حاجت افتد۔ اما ایں قدر از ترس آں بیان کردیم کہ مبادا زندیقے، جاہلے را بدیں شبہ در چاہ انداز دو بسیار باشد کہ ظاہر نیارند کردن و بدیں طریق پا در نہند کہ خدا بر ہمہ چیز قادر

است۔ کس قدرت اورا منکر نیست۔ اماچوں خدا از چیزے خبر دھد کہ چنیں خواہد بودن یا نخواہد بودن خبر چناں نباشد کہ خدا زاں خبر دہد، وخدا خبر داد کہ بعد از دے نبی دیگر نباشد دہر آنکس کہ گوید بعد از دے نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود کافر است نیز آنکس کہ گوید امکان دارد کہ باشد، کافر است (نسخہ خطیہ باب دوم فصل سیم)'' ﴿صحیح روایات سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ (اس کے بعد علامہ مذکور نے ختم نبوت کی روایات لائی ہیں۔ تا آنکہ کہا ہے کہ) بفضل خدا مسئلہ ختم نبوت مسلمانوں میں اتنا بدیہی ہے کہ اس کی تشریح اور بیان کی ضرورت نہیں۔ لیکن جو ذکر ہوا وہ صرف اس اندیشہ کے پیش نظر کہ مبادا کوئی زندیق کسی سادہ لوح مسلمان کو مذکورۂ ذیل مغالطہ دے اور زندیق عام طور پر کھلم کھلا تو کچھ کہہ نہیں سکتے۔ البتہ مغالطوں کے ذریعہ کام نکالتے ہیں۔ مغالطہ یہ ہے کہ بحکم ''ان اللہ علی کل شئ قدیر'' خدا کو ہر چیز پر قدرت ہے۔ لہٰذا نیا نبی بھی قدرت الٰہی میں داخل ہے۔ علامہ فرماتے ہیں۔ قدرت الٰہی (جس کو امکان ذاتی بھی کہا جاتا ہے) کا کوئی منکر نہیں۔ (لہٰذا اس سے زیادہ سے زیادہ امکان ذاتی ثابت ہوا) لیکن جب خدا تعالیٰ کسی چیز کی نسبت اطلاع دے کہ یوں ہوگی یا یوں نہ ہوگی تو وہ چیز اسی طرح ہوگی جس طرح خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے اور خدا تعالیٰ نے قرآن میں اطلاع دی ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد دوسرا نبی نہیں۔ بنابریں جو شخص یہ کہے کہ آپ کے بعد کوئی اور نبی بالفعل ہو چکا یا بالفعل ہے۔ یا بالفعل ہوگا۔ (ہر سہ صورتیں مطلقہ عامہ کی ہیں) وہ کافر ہے۔ نیز وہ شخص بھی کافر ہے جو یہ کہے کہ آپ کے بعد دوسرا نبی ماضی حال استقبال میں گو بالفعل نہیں۔ لیکن اس کے آنے کا امکان شرعی ہے۔ کیونکہ امکان شرعی ''خاتم النبیین'' والی آیت کا مبطل ہے۔ (عدم امکان شرعی امتناع بالغیر کا ایک فرد ہے)﴾

۱۱...... عارف باللہ علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی شرح فرائد میں لکھتے ہیں۔ ''وفساد مذهبهم غنى عن البيان كيف وهو يؤدى الىٰ تجويز نبى مع نبيناﷺ اوبعده وذلك يستلزم تكذيب القرآن اذ قدنص على انه خاتم النبيين وآخر المرسلين وفى السنة انا العاقب لا نبى بعدى واجمعت الامة على البقاء هذا الكلام علىٰ ظاهره وهذه احدى المسائل التى كفرنا بها الفلاسفه (اكفار ص٤٤)'' ﴿یہ مذہب (فلاسفہ) بدیہی البطلان ہے۔ کیونکہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حضور ﷺ کے

زمانے میں اور آپ کے بعد دوسرا نبی آ سکتا ہے۔ یہ قرآن کی صریح تکذیب ہے۔ کیونکہ قرآن میں آپ کو خاتم النبیین کہا گیا ہے۔ نیز حدیث میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد نبی نہیں آ سکتا۔ اس کے علاوہ اجماع امت ہے کہ ان نصوص کو اپنے اپنے ظاہر پر رکھا جائے گا۔ (مرزا محمود کا خودساختہ معنی ختم نبوت کا اجماع قطعی کے خلاف اور زندقہ ہے)﴾

محدثین کی رائے

۱...... قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں۔ ”وکذلك نکفر من ادعی نبوة احد مع نبینا صلعم (کمسیلمة والاسود) اوادعی نبوة احد بعده (فانه خاتم النبیین بنص القرآن والحدیث فهذا تکذیب لله ورسوله) اومن ادعی النبوة لنفسه (کالمختار بن ابی عبید) وکل ذالك من ادعی انه یوحی الیه وان لم یدع النبوة فهو لاء کلهم کفار مکذبون للنبی ﷺ لا نه ﷺ اخبر انه خاتم النبیین وانه لا نبی بعدی ۰ واجمعت الامة علی ان هذا الکلام علی ظاهره دون تاویل (شرح شفا از خفاجی بالتقاط ج٤ ص٥٤٣، شرح قاری ج٢ ص٥١٨)“ ﴿ہم ہر اس شخص کو کافر قرار دیتے ہیں جس نے حضور ﷺ کے عہد میں کسی دوسرے متنبی کو مانا یا آپؐ کے بعد کسی دوسرے کو نبی قرار دیا۔ کیونکہ آپؐ بنص قرآن اور حدیث ختم الانبیاء ہیں۔ پس ایسے عقیدے سے خدا اور رسول کی تکذیب لازم آتی ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مدعی نبوت بھی کافر ہے۔ اسی طرح وہ بھی کافر ہے جو گو دعویٰ نبوت نہ کرے۔ مگر وحی والہام کا مدعی ہو۔ (جیسے لاہوری مرزائیوں کا مرزا) یہ سب کافر ہیں۔ حضور ﷺ کے مکذب ہیں۔ کیونکہ حضور ﷺ اپنے آپ کو خاتم الانبیاء فرماتے ہیں۔ امۃ مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے کہ ان نصوص کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے۔ (کسی محمودی تاویل کی گنجائش نہیں)﴾

۲...... حافظ ابو محمد بن حزم ظاہری کتاب الفصل میں لکھتے ہیں۔ ”من قال ان بعد محمد ﷺ نبیاً بغیر عیسیٰ بن مریم فانه لا یختلف اثنان فی کفره هذا مع سماعهم قول الله ولکن رسول الله وخاتم النبیین وقوله ﷺ لا نبی بعدی فکیف یستجیز لمسلم ان یثبت بعده علیه السلام نبیا فی الارض حاشا ما استثناه رسول الله ﷺ فی الاثار المسندة الثابتة فی نزول عیسیٰ

بـن مريم عليه السلام فی اٰخر الزمان "(کتاب الفصل ج۳ص۲۴۹، ج۴ص۱۸۰)" وقد قال فی روح المعانی وهو من محققی المتاخرين ان من لم يقل بنزول عيسیٰ عـليـه السـلام فـقـد اكـفـره الـعـلـماء لا نكاره ماتواتر فی الشرع "(اکفار ص۸)

﴿آنحضرت ﷺ کے بعد جو شخص بھی (باستثنائے مسیح علیہ السلام) کسی نبی کے آنے کا اعتراف کرے اس کا کفر اس قدر متفق علیہ ہے کہ دو شخصوں کا اختلاف بھی منقول نہیں۔ کیونکہ خداتعالیٰ نے قرآن میں آپ کو خاتم النبیین کہا اور خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ پس کسی مدعی اسلام کے لئے کب یہ گنجائش رہتی ہے کہ وہ آپؐ کے بعد کسی نبی کے آنے کو جائز قرار دے۔ باستثناء مسیح علیہ السلام کے کیونکہ ان کو خود حضور ﷺ نے احادیث صحیحہ میں مستثنیٰ فرمایا ہے۔﴾

صاحب روح المعانی فرماتے ہیں کہ نزول مسیح علیہ السلام کے منکر کو علماء نے کافر قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ امر متواتر کا انکار ہے۔

فقہاء اور اصولیین کی رائے

۱...... علامہ امام عبدالعزیز بخاری حنفی، تحقیق شرح حسافی اور کشف الاسرار (شرح اصول بزدوی ج۳ص۲۳۸) میں فرماتے ہیں۔ "وان غـلا فـی هـواه حتی وجب اكفاره لا يـعتبر خلافه ووفاقه ايضاً لعدم دخوله فی مسمیٰ الامة المشهود لها بالعصمة وان صـلـی الـیٰ الـقبـلة واعـتـقـد نـفـسـه مسـلماً لان الامة ليست عبارة عن الـمـصلين الیٰ القبلة بل عن المؤمنين وهو كافر وان كان لا يدری انه كافر"

﴿اگر کسی مبتدع کا غلو کفر کے درجہ تک پہنچ جائے تو اجماع امت کے مسئلہ میں اس کا اتفاق واختلاف نظر انداز کیا جائے گا۔ کیونکہ وہ اس امت میں داخل ہی نہیں۔ جس کے لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ ہرچند وہ قبلہ رخ ہوکر نمازیں پڑھتا ہو اور اپنے آپ کو مسلمان شمار کرتا ہو۔ یہ اس لئے کہ امت محمدیہ کے یہ معنی نہیں کہ کوئی قبلہ رخ ہوکر نماز پڑھ لے۔ بلکہ امت مؤمنین کا نام ہے اور یہ شخص مؤمن نہیں بلکہ کافر ہے۔﴾

تنبیہ

مذکورہ بالا حوالہ ہم نے خاص طور پر جناب نواب زادہ اللہ نواز خان صاحب کے لئے حوالہ قلم کیا ہے تاکہ وہ اپنے غلط افتاء سے باز آئیں۔ اسلام کی تعریف جوانہوں نے کی ہے وہ کسی

نواب صاحب کی ٹکسال میں تیار ہوئی ہے۔ یا مسٹر محمد علی کے مزعومہ چار ہائی کورٹوں میں۔ ورنہ اسلام سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔ امید ہے کہ نواب زادہ آئندہ محتاط رہیں گے۔

۲…… علامہ ابن عابدین (ردالمحتار ج۱ ص۳۷۷) میں لکھتے ہیں۔ ”لا خلاف فی کفر المخالف فی ضروریات الاسلام وان کان من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر“ ﴿ضروریات دین کا منکر بالاتفاق کافر ہے۔ اگرچہ اہل قبلہ ہو اور تمام عمر طاعات میں بسر کردے۔ جیسے ابن امیر الحاج نے شرح تحریر میں لکھا ہے۔﴾

۳…… صاحب بحرالرائق سے ردالمحتار میں منقول ہے۔ ”والحاصل ان مذهب عدم تکفیر احد من المخالفین فیما لیس من الاصول المعلومة من الدین ضرورة (اکفار)“ ﴿ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہم اپنے کسی مخالف فرقہ کو کافر نہیں کہتے۔ جب تک کہ وہ ضروریات دین کا منکر نہ ہو۔﴾

مزید تحقیق کے لئے (شرح قاری للفقہ الاکبر ص۱۴۹) ملاحظہ کیجئے۔

۴…… خفاجی (شرح شفاج۴ ص۴۳۰، ۵۷۹) میں ائمہ مالکیہ کے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ”قال ابن القاسم وسحنون فی من تنباء انه کالمرتد وقال اصبغ بن الفرج من زعم انه نبی فهو کالمرتد وقال اشهب فی یهودی زعم انه نبی اوقال ان بعدنبیکم نبی سیاتی من الله بشریعة انه کالمرتد یستتاب والاقتل لانه مکذب للنبی ﷺ فی قوله لا نبی بعدی“ ﴿ابن قاسم، سحنون، اصبغ فرماتے ہیں کہ مدعی نبوت مرتد ہے۔ اشہب نے کہا اگر کوئی یہودی نبوت کا دعویٰ کرے یا یہ کہے کہ حضور ﷺ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا ہے تو وہ مرتد ہے۔ اگر توبہ کرے تو فبہا ورنہ قتل کردیا جائے۔ اس لئے کہ اس نے حضور ﷺ کے ارشاد ”لا نبی بعدی“ کی تکذیب کی۔﴾

اہل قبلہ کی تعیین پر بغدادی کا سیر حاصل تبصرہ

امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی کتاب (الفرق فی الفرق ص۲۲۰) میں لکھتے ہیں۔ ”الباب الرابع فی بیان الفرق التی انتسبت الی الاسلام ولیست منها“ ﴿یعنی ان فرقوں کا بیان جو بظاہر مسلمان ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر درحقیقت کافر ہیں۔﴾

پھران کی تعداد اکیس بتلائی۔ بتفصیل ذیل: (۱)سبائیہ۔ (۲)بیانیہ۔ (۳)حربیہ۔ (۴)مغیریہ۔ (۵)منصوریہ۔ (۶)جناحیہ۔ (۷)خطابیہ۔ (۸)غرابیہ۔ (۹)مفوضیہ۔ (۱۰)حلولیہ۔ (۱۱)اصحاب التناسخ۔ (۱۲)حائطیہ۔ (۱۳)حمادیہ۔ (۱۴)مقنعیہ۔ (۱۵)رزاسیہ۔ (۱۶)یزیدیہ۔ (۱۷)میمونیہ۔ (۱۸)باطنیہ۔ (۱۹)حلاجیہ۔ (۲۰)غدافریہ۔ (۲۱)اصحاب اباحتہ۔ پھر ص۲۹۹ تک ان فرقوں کے پوست کندہ حالات بیان کئے۔ ذیل میں ہم موضوع بحث کے رو سے چند اقتباسات پیش کریں گے۔

متنبّیان کذاب اوران کے اتباع

بغدادی فرماتے ہیں۔ ”ثم ان المختار ابن ابی عبید خدعة السبائية فقالوا له انت حجة هذا الزمان وحملوه على دعوىٰ النبوة فادعاها عند خواصه وزعم ان الوحى ينزل عليه“ ❁فرقہ سبائیہ نے مختار کو دھوکہ دے کر کہا کہ تو اس زمانے کا مہدی ہے اور اس کو ادعائے نبوت کی ترغیب دی۔ جس پر وہ نبی بن بیٹھا اور کہنے لگا کہ مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے۔❁

”وقال عبدالقاهر كيف يكون من فرق الاسلام قوم (السبائية) يزعمون ان عليا كان الٰهاً اونبياًء لان جاز ادخال هولاء فى جملة فرق الاسلام جازا دخال الذين ادعوا نبوة مسيلمة الكذاب فى فرق الاسلام“ ❁عبدالقاہر کہتے ہیں کہ سبائیہ کس طرح مسلمان کہلا سکتے ہیں۔ جب کہ ان کا عقیدہ ہے کہ علی مرتضٰی خدا تھے یا نبی۔ اگر سبائیہ اسلامی فرقوں میں داخل ہیں تو مسیلمہ کے اتباع بھی مسلمان شمار ہونے چاہئیں۔ (عیاذاباللہ)❁

”واتباع بيان بن سمعان قالوا انه كان نبياً وانه نسخ بعض شريعة محمد ﷺ فهم خارجون عن فرق الاسلام (ص٢٢٧) ومن زعم ان بياناً كان نبياً كمن زعم ان مسيلمة كان نبياً وكلا الفريقين خارجان عن الاسلام (ص٢٢٨) مغيرة بن سعيد العجلى اظهر لاتباعه انواعاً من الكفر منها دعواه النبوة فالمغيرية خارجة عن فرق الاسلام (الفرق ص٤٢٩، وكتاب مقالات الاشعرى ج١ ص٧) قال عبدالقاهر كيف يعدنى فرق الاسلام قوم ادعوا نبوة زعيمهم (ص٢٢٩،٢٣٤) واما الجناحية فهؤلاء اتباع

عبدالله بن معاوية زعموا ان كل مؤمن يوحى اليه وهم خارجون عن فرق الاسلام (الفرق ص٢٣٦، مقالات ج١ ص٦)" ﴿بیان بن سمعان تمیمی کے مرید اس کو نبی مانتے تھے اور کہتے تھے کہ اس نے (مرزا قادیانی کی طرح) شریعت محمدیہ کے بعض حصے منسوخ کر دیئے ہیں۔ بیان مذکور کو نبی ماننے والے اور مسیلمہ کے مرید ہر دو مساوی طور پر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ مغیرہ بن سعید عجلی نے کئی ایک کفر مریدین کے سامنے پیش کئے۔ من جملہ ان کے دعویٰ نبوت بھی ہے۔ اس لئے یہ جماعت بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ عبدالقاہر کہتے ہیں بھلا وہ قوم کس طرح دائرہ اسلام میں رہ سکتی ہے جو اپنے لیڈر کو نبی مانے۔ عبداللہ بن معاویہ کے اتباع کو جناحیہ کہتے ہیں۔ بخیال ان کے ہر ایک مؤمن کی طرف وحی ہوتی رہتی ہے۔ لہٰذا یہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔﴾

"اليزيدية من الخوارج هم اتباع يزيد بن ابى انيسة الخارجى خرج عن قول جميع الامة لدعواه ان الله عزوجل يبعث رسولاً من العجم وينزل عليه كتاباً من السماء وينسخ بشريعته شريعة محمد ﷺ وكان مع هذه الضلالة يتولى من شهد لمحمد ﷺ بالنبوة من اهل الكتاب وان لم يدخل فى دينه وسماهم بذلك مؤمنين وليس بجائزان يعد فى فرق الاسلام من يعد اليهود من المسلمين وكيف يعد من فرق الاسلام من يقول بنسخ شريعة الاسلام (ص٢٦٣، راجع المقالات ج١ ص١٠٣)" ﴿یزیدیہ یزید بن ابی انیسہ خارجی کے متبعین کو کہتے ہیں۔ اس نے تمام امت کا اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ خدا تعالیٰ عنقریب عجم میں سے ایک نبی بھیجے گا۔ (قادیان کا مغل زادہ) اس کے پاس آسمانی کتاب ہوگی۔ وہ شریعت محمدیہ کو بالکل منسوخ کر دے گا۔ ساتھ ہی وہ ان یہود کو مخلص مسلمان شمار کرتا ہے جو حضور ﷺ کو نبی مانیں۔ مگر اسلام نہ لائیں۔ یہ جماعت بھی کافر ہے۔ بھلا اس جماعت کے کفر میں کیا شبہ جو شریعت اسلامیہ کے نسخ کی قائل ہو۔﴾

"واما الباطنية فهم ايضاً مقرون بنزول الوحى من السماء على الذين اقروا بنبوتهم ويزعمون ان الانبياء قوم احبوا الزعامة فساسوا الناس بالنواميس والحيل طلباً للزعامة بدعوىٰ النبوة فهم خارجون عن فرق الاسلام (ص٢٧٩)" ﴿باطنیہ بھی اپنے پیشوایان مذہب کو نبی مانتے ہیں۔ پھر اس

خباثت کا کیا ٹھکانا کہ انبیاء لیڈری کے خواہشمند تھے۔ اس پر انہوں نے دعویٰ وحی اور دوسرے حیلوں سے لوگوں کو قابو کیا اور بظاہر نبوت کا دعویٰ کیا۔ (جیسے قادیانی دجال، مسیح علیہ السلام کو مسمریزم جاننے والا کہتا ہے) ۞

حضور خاتم الانبیاء والرسل ہیں اور اس کا منکر کافر ہے

امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی اپنی شہرۂ آفاق تصنیف اصول الدین مطبوعہ استانبول میں فرماتے ہیں۔ ”کل من اقر بنبوة نبینا محمد ﷺ افرّبانه خاتم الانبیاء والرسل واقر بتابید شریعة ومنع من نسخها وقال ان عیسیٰ علیه السلام اذا نزل من السماء ینزل بنصرة شریعة الاسلام ویحیی ما احیاه القرآن ویمیت ما اماته القرآن، خلاف فرقة من الخوارج تعرف بالیزیدیة المنتسبة الیٰ یزید بن ابی انیسة فانهم زعموا ان اللّٰه یبعث فی اٰخر الزمان نبیا من العجم وینزل علیه کتاباً من السماء وینسخ ذلك الشرع شرع القرآن وقد نص القرآن ان محمداً ﷺ خاتم النبیین ۰ وقد تواترت الاخبار عنه بقوله لا نبی بعدی ومن رد حجة القرآن والسنة فهو الکافر (ج ۱ ص ۱۶۲)“ ۞ ہر ایک مؤمن جس طرح آنحضرت ﷺ کی نبوت کا معترف ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ کو ختم الانبیاء والرسل آپ کی شریعت کا دوام اور اس کا عدم نسخ بھی مانتا ہے۔ نیز یہ بھی عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے نزول فرمائیں گے تو شریعت اسلامیہ کی تائید کریں گے۔ ان ہی احکام کی دوبارہ اشاعت کریں گے۔ جو قرآن نے پیش کئے اور انہی امور سے روکیں گے جو قرآن نے ممنوع قرار دیئے۔ برخلاف فرقہ یزیدیہ کے (اتباع یزید بن ابی انیسہ خارجی) ان کا عقیدہ ہے کہ آخر زمانے میں خدا تعالیٰ عجم سے ایک نبی مبعوث فرمائے گا۔ (مرزا قادیانی کے حق میں پیش گوئی ہو رہی ہے) اس پر کتاب نازل ہوگی۔ اس کی شریعت، شریعت قرآنی کی ناسخ ہوگی۔ حالانکہ قرآن نے صاف اعلان کیا ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں۔ اس کے علاوہ ”لا نبی بعدی“ حضور ﷺ سے بہ تواتر مروی ہے۔ جو شخص قرآن اور حدیث کی تردید کرے وہ پکا کافر ہے۔ ۞

زندیق اور مرتد میں فرق

شبہ ثانی کے جواب میں ہم سلف سے نقل کر آئے ہیں کہ نصوص ختم نبوت کو اپنے ظاہر پر رکھنا لازم اور ضروری ہے۔ ان میں ہر تاویل باطل ہوگی۔ جو ماوّل کو کفر سے بچا نہیں سکتی۔

مرزا قادیانی اوران کی امت کی تمام تر بنیاد تاویل پر ہے۔ مرزائی لٹریچر کا مطالعہ کرنے والا جانتا ہے کہ یہ گروہ باب تاویل میں باطنیہ جیسے باطل پرست فرقہ سے بھی دوقدم آگے بڑھا ہوا ہے۔ (باطنیہ کی تسویلات وتاویلات کا مطالعہ کرنا ہوتو کتاب الفرق کوص ۲۶۵ سے ۲۹۹ تک دیکھئے) اور یہ تاویلات سراسر زندقہ ہیں۔ اس لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زندیق کا ترجمہ بھی سلف سے نقل کردیا جائے تاکہ مرزائیہ کی حقیقت پورے طور پر سمجھ آسکے۔

۱...... علامہ تفتازانی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں۔ ”الکافر ان اظهر الایمان خص باسم المنافق وان کفر بعد الاسلام خص باسم المرتد وان قال بالٰهین اواکثر خص باسم المشرك وان کان متدینا...... وان کان مع اعترافه بنبوة النبی ﷺ واظهاره شعائر الاسلام یبطن عقائد هی کفر بالاتفاق خص باسم الزندیق“ ﴿کافر اگر بظاہر اسلام کا اقرار کرے تو وہ منافق ہے اور اگر کوئی شخص اسلام لانے کے بعد کافر ہوجائے تو مرتد ہے اور اگر تعدد معبود کا قائل ہوتو مشرک ہے...... اور اگر حضور ﷺ کی نبوت کا اعتراف کرتے ہوئے شعائر اسلام کی پابندی بھی دکھائے لیکن ضروریات دین کے خلاف عقائد رکھتا ہوتو یہ زندیق ہے۔﴾

۲...... حضرت حکیم الہند شاہ ولی اللہ دہلوی مسوی (شرح مؤطا ج۲ ص۱۰۹) میں زندیق کی حقیقت بالفاظ ذیل واضح کرتے ہیں۔ ”الخالف للدین الحق ان لم یعترف به ولم یدعن له لاظاهراً ولا باطناً فهو کافر وان اعترف بلسانه وقلبه علی الکفر فهو المنافق وان اعترف به ظاهراً لکنه یفسر بعض ماثبت من الدین ضرورة بخلاف مافسرّه الصحابة والتابعون واجمعت الامة علیه فهو الزندیق کما اذا اعترف بان القرآن حق وما فیه من ذکر الجنة والنار حق لکن المراد بالجنة الابتهاج الذی یحصل بسبب الملکات المحمودة والمراد بالنار هی الندامة التی تحصل بسبب الملکات المذمومة ولیس فی الخارج جنة ولا نار فهو زندیق ۰ ثم التاویل تاویلان تاویل لا یخالف قاطعاً من الکتاب والسنة واتفاق الامة وتاویل یصادم ماثبت بالقاطع فذلك الزندقة ۰ فکل من قال ان النبی ﷺ خاتم النبوة لکن معنی هذا الکلام انه لا یجوزان یسمیٰ بعده احد بالنبی ۰ واما معنی النبوة (وهو کون الانسان مبعوثاً من الله الیٰ الخلق مفترض الطاعة معصوماً من الذنوب ومن البقاء علی الخطاء

فیما یری) فھو موجود فی الائمة بعده فذلك الزندیق ۰ وقد اتفق جماھیر المتأحزین من الحنفیه والشافعیه علی قتل من یجری مجری ھذالباب ’’
﴿دین حق کا مخالف اگر سرے سے اس کا معتقد اور مقر ہی نہیں نہ ظاہراً نہ باطناً تو وہ کافر ہے اور اگر زبان سے اعتراف کرے مگر دل میں کفر بھرا ہوا ہو تو یہ منافق ہے اور اگر بظاہر دین حق کا اعتراف کرے۔ مگر بعض ضروریات دین کی ایسی من مانی تاویل کرے جو صحابہ، تابعین، اجماع امت کے سراسر خلاف ہو۔ (جیسے مرزا محمود کا ترجمہ ختم نبوت) تو ایسا شخص شریعت میں زندیق ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ قرآن حق، جنت وجہنم حق۔ لیکن جنت کے معنی فقط اس قدر ہیں کہ انسان کو اچھے اخلاق سے اس عالم میں گونہ سرور حاصل ہوگا اور جہنم سے مراد یہ ہے کہ بداخلاق کو وہاں گونہ ندامت ہوگی۔ فی الواقع کوئی جنت جہنم نہیں۔ ایسا شخص زندیق ہے۔ غرض زندیق سب کچھ مان کر سب پر پانی پھیر دیتا ہے۔ یہ زندقہ اس میں دین کی صورت برحال رہتی ہے اور حقیقت مسخ ہو جاتی ہے۔ یہ مرتد سے کئی گنا بدتر ہے۔ واضح رہے کہ تاویل دو قسم ہے۔ (۱) جو کسی نص قطعی اور حدیث صحیح اور اجماع امت کے مخالف نہ ہو۔ (۲) جو کسی نص سے ٹکرائے۔ ثانی الذکر زندقہ ہے۔ مثلاً ایک شخص کہتا ہے کہ بیشک آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ کے بعد نبی کہلانا منع ہے۔ رہا نبوت کا مفہوم (یعنی ایسا انسان جو خداتعالیٰ کی طرف سے خلق خدا کو ہدایت کرنے آئے۔ واجب الاطاعۃ ہو۔ گناہوں سے معصوم اور غلطیوں سے مبرا ہو) سو یہ آپ کے بعد ائمہ دین میں موجود ہے۔ پس ایسا شخص زندیق ہے۔ جمہور فقہاء حنفیہ اور شافعیہ کا اتفاق ہے کہ زندیق واجب القتل ہے۔﴾

توبہ زندیق

زندیق اور مرتد کی حقیقت میں فرق واضح ہو چکا ہے۔ اس کے بعد احکام کا درجہ ہے۔ مرتد اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ منظور کر لی جائے گی۔ لیکن زندیق کی توبہ کا اعتبار کریں تو کیونکر کریں۔ اس لئے کہ اس کے باطن میں خبث پوشیدہ ہے۔ توبہ سے کیا فائدہ ہوسکتا ہے۔

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی (احکام القرآن ج۱ ص۵۳) میں اور حافظ امام بدرالدین عینی حنفی (عمدۃ القاری ج۱ ص۲۱۴) میں لکھتے ہیں۔

۱...... **’’قال ابویوسف قال ابوحنیفة اقتلوا الزندیق سراً فان توبته لا تعرف ’’** ﴿امام ابوحنیفہ نے فرمایا ہے کہ زندیق کو جس طرح بن پڑے قتل کردو۔ اس لئے کہ اس کی توبہ کا پتہ لگانا دشوار ہے۔﴾

۲...... ”فی تفسیر الجصاص قال ابو مصعب عن مالك فی المسلم اذا تولی عمل السحر قتل ولا یستتاب لان المسلم اذا ارتد باطناً لم تعرف توبته (ج۱ ص۵۱) وقال مالك لا تقبل توبته الزندیق (ج۱ ص۵٤)“
﴿امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ اگر کوئی مسلمان جادوگر بن جائے تو اس کو قتل کردو۔ توبہ پیش کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ باطنی مرتد کی توبہ اظہار اسلام سے معلوم نہیں ہوسکتی۔ نیز مالکؒ فرماتے ہیں کہ زندیق کو بلا استتابت قتل کردو۔﴾

۳...... خطیب ابوبکر (تاریخ بغداد ج۱۴ ص۲۵۳) میں بہ سند خود ذیل کا واقعہ نقل کرتے ہیں۔ ”قال عثمان بن حکیم انی لارجو لابی یوسف فی هذه المسئلة رفع الیٰ هارون زندیق فدعا ابایوسف لیکلمه ۰ فقال له هارون کلمه وناظره۰ فقال له یا امیر المؤمنین ادع بالسیف والنطع واعرض علیه السلام فان اسلم والافاضرب عنقه هذا لا یناظر وقد الحد فی الاسلام “
﴿عثمان بن حکیم کہتے ہیں کہ مجھے وثوق ہے کہ خداتعالیٰ امام ابویوسف کو مسئلہ ذیل میں اجر عظیم دے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ ہارون کے سامنے ایک زندیق پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے امام ابویوسف کو اس سے مناظرہ کرنے کے لئے دربار میں طلب کیا اور حکم دیا کہ آپ اس سے مکالمہ ومناظرہ کریں۔ امام ابویوسف نے خلیفہ سے فرمایا کہ دیر نہ کیجئے۔ شمشیر منگوایئے اور اس کا سر قلم کیجئے۔ یہ زندیق ہے مرتد نہیں کہ اس کو مناظرہ سے سمجھایا جائے۔ یہ تو ملحد ہے اس کا گھڑی بھر زندہ رہنے دینا بھی خلاف مصلحت اسلامیہ ہے۔﴾

فصل سوم

جواب شبہ ثالث اور تکفیر معین

گذشتہ تمام تر تفصیلات شبہ ثانی کے جواب سے متعلق تھیں۔ رہا شبہ سوم کا جواب۔ اوّل تو ہر دو شبہات کے جوابات کا مطالعہ کر لینے کے بعد اس کی لغویت خود بخود واضح ہوجاتی ہے۔ اس کے علاوہ ابتداء کتاب میں بعض جزئیات بھی نقل کردیئے گئے جو مابہ النزاع میں کافی ہیں۔

یہاں ہم ایک جامع مانع قاعدہ اس مسئلہ کے متعلق لکھ کر کتاب کو ختم کردینا چاہتے ہیں۔ قاعدہ گو عبارات سابقہ سے صریحاً استنباط کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ اپنے مقصد کو سلف صالحین کے مقدس الفاظ میں ادا کریں۔

علامہ محمود حنفی قونوی (شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۴۸) میں لکھتے ہیں۔ ''واما الشخص المعين اذا قيل هل تشهدون انه من اهل الوعيد وانه كافر فهذا لا نشهد عليه الا بامر تجوزمعه الشهادة فانه من اعظم البغى ان يشهد على معين ان الله لا يغفر له ولا يرحمه بل يخلده فى النار فان هذا حكم الكافر بعد الموت ولكن هذا التوقف فى امر الأخرة لا يمنعنا ان نعاقبه فى الدنيا لمنع بدعته وان نستبتبه فان تاب والاقتلناه ثم اذا كان القول فى نفسه كفراً قيل انه كفر والقائل له يكفر بشروط وانتفاء مواقع ولا يكون ذلك الا اذ اصار منافقاً زنديقاً فلا يتصور ان يفر احد من اهل القبلة المظهرين للاسلام الا من يكون منافقاً زنديقاً'' ﴿کسی معین شخص کی نسبت اگر ہم سے دریافت کیا جائے کہ آیا وہ قیامت میں سزایاب ہوگا؟ اور آیا وہ کافر ہے؟ تو اس کے متعلق واضح رہے کہ یہ بڑی بے انصافی ہے کہ کسی معین شخص کے متعلق ہم خم ٹھوک کر کہہ دیں کہ خدا تعالیٰ اس کو آخرت میں نہیں بخشے گا۔ اس پر رحم نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھے گا۔ کیونکہ اس قسم کا فیصلہ صرف اس شخص کے حق میں ہے جو کفر پر مر چکا ہو۔ (جیسے فرعون، ابوجہل، مسیلمہ) لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ ہمارا یہ توقف صرف عالم آخرت کے متعلق ہے۔ رہا دنیاوی احتساب یقیناً ہم اس کو اشاعت بدعت سے روکنے کے لئے سزا دیں گے اور اس سے صاف کہیں گے کہ ان خیالات سے باز آجا۔ اگر مان لے تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔﴾

مزید براں یہ ہر دو شقیں بھی اسی وجہ تک ہیں جب تک کوئی عقیدہ کفر صریح کو مستلزم نہ ہو۔ ورنہ ہم ایسے خیالات کو کفر اور ان کے معتقد کو کافر قرار دیں گے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص زندیق منافق ہو جائے۔ بنابریں ہم اہل قبلہ میں سے زندیق منافق کو کافر کہیں گے۔ خواہ معین ہی کیوں نہ ہو۔

تلخیص المبحث

جناب مسٹر محمد علی صاحب ایم۔ اے لاہوری کے چار ہائیکورٹوں کے مزعومہ فیصلہ کے مقابلہ میں جس عالمگیر اسلامی فیصلہ کو ہم پیش کرنا چاہتے ہیں وہ تیرہ سو سال کی بس طویل الاذیال روداد ہے۔ جس کے سمیٹنے کے لئے عمر نوح چاہئے۔ لیکن ضرورت مقام کے پیش نظر ہم نے فیصلہ مذکور کے جستہ جستہ اقتباسات حوالہ قرطاس کئے ہیں۔ حق پسند طبائع اس سے اپنی پیاس بجھا سکتی ہیں۔

اپنے منہ میاں مٹھو

مسٹر محمد علی جیسے گرم سرد آزمودہ سے یہ توقع نہیں ہوسکتی کہ وہ ’’چار ہائیکورٹوں کے فیصلہ‘‘ کو کوئی شرعی ثبوت سمجھیں گے۔ انگریزی کورٹوں کی حقیقت بس اس قدر ہے کہ ایک شخص مجسٹریٹ یا جج کے سامنے اعتراف کرتا ہے کہ میں چمار ہوں، عدالت اس کو چمار تسلیم کر لیتی ہے۔ ایک آوارہ عورت جا کر کہتی ہے کہ میں عیسائی یا سکھ یا ہندو ہونا چاہتی ہوں یا ہو چکی ہوں۔ عدالت کو اس کے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوتا۔ بالفرض اگر دوسرے روز وہی عورت اسی حاکم کے سامنے جا کر کہے کہ میں آج پھر مسلمان ہوتی ہوں یا ہو چکی ہوں۔ عدالت اس کو بھی تسلیم کر لیتی ہے۔ اس کو انگریزی کتاب ’’آئین وانصاف‘‘ میں مذہبی آزادی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

بناءً علیہ جب فرقہ مرزائیہ عدالتوں میں جا جا کر کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں۔ تو مجسٹریٹ اور جج کو (جو غیر مسلم حکومت کے نمائندہ ہیں) کیا پڑی کہ خواہ مخواہ دست اندازی کرتے پھریں۔

لہٰذا اس ’’چار ہائیکورٹوں والے فیصلہ‘‘ کا خلاصہ (بالفاظ دگر) یہ ہوا کہ آپ اپنے منہ سے اسلام کے مدعی ہیں۔ جس کے ثبوت میں آپ کوئی شرعی وکیل تا قیام قیامت پیش نہیں کر سکتے۔

مسٹر محمد علی کی دھمکی

مجھے رہ رہ کر تعجب آتا ہے کہ جناب مسٹر محمد علی صاحب نے اس ’’فیصلہ‘‘ کو مابہ النزاع میں پیش کیوں کیا۔ یہ گمان تو نہیں ہوسکتا کہ آپ ’’فیصلہ معلومہ‘‘ کی شرعی حیثیت سے ناواقف ہیں۔ جو غیر مسلم حکومت کے کسی حاکم کا مرہون منت ہے۔ یہ مبحث بہت ہی طویل الاذیال ہے۔ جب تک جناب کی طرف سے کوئی صاف بات سامنے نہ آئے اس پر بحث کرنا خارج از وقت ہے۔

اس لئے ہو نہ ہو یہ خیال گذرتا ہے کہ آپ نے فیصلہ مذکورہ کا ذکر جس تحدی اور زور سے کیا ہے۔ عام مسلمانوں کو پچاس الماریوں والی حکومت کی دھمکی دی ہے۔ لیکن جناب کو واضح رہنا چاہئے کہ یہ دھمکی حکومت وقت کے یہاں (جو مذہبی آزادی کی پاسدار واقع ہوئی ہے اور مسلمانوں کے یہاں (جو فطرتاً غیر اللہ کے سامنے جھکنے کے عادی نہیں۔ پر پشہ جتنی وقعت نہیں رکھتی۔ وھمّوا بما لم ینالوا!

تذییل

مجازی نبی

مذکورہ بالا تین شرعی مبنے ان کے علاوہ ''چار ہائیکورٹوں کا فیصلہ'' ہمارا کافی وقت لے چکے ہیں۔ حسب تقاضائے وقت اور فرصت ان امور چہارگانہ پر کافی بحث ہو چکی ہے۔ اس کے بعد چند اور خود ساختہ دلائل ہیں جو اہل زیغ کا خصوصی حصہ ہیں۔ تاریخ مذہب شاہد ہے کہ اہل زیغ کے لئے اگر کوئی جائے پناہ ہو سکتی ہے تو وہ صرف متشابہات کی بھول بھلیاں اور بدیہیات ومسلمات کی من مانی تاویلیں ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی بقول آپ کے ''مجازی نبی'' تھے۔ درحقیقت وہ کچھ اس قسم کی تلون پسند طبیعت لے کر آئے تھے کہ کسی چیز پر آپ کو قرار نہ تھا۔ پھر آپ کے کلام کی شرح جو جناب کے قلم سے نکلی اس کے دیکھنے سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ ''نبی مجازی'' بایں معنی تھے کہ آپ کے کلام میں کوئی لفظ حقیقی معنوں سے آشنا نہیں۔ ہر جگہ مجاز، ہر مقام پر تاویل، تو گویا مرزا قادیانی دنیا میں مجازات کا بیج بونے آئے تھے تاکہ تمام تر زبان حقیقت سے منسخ ہو جائے اور باطنیہ سے اگر کچھ کسر رہ گئی ہو تو اس کی تکمیل کر دی جائے۔

''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهديتنا وهب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب''

خاتمہ سخن

''الشہاب'' کی ترتیب وتالیف میں احقر نے حضرت شیخ الحدیث یگانہ دہر، فریدۂ عصر، نمونہ سلف، حجت خلف، مولانا السید محمد انور شاہ قدس سرہ العزیز کی تصنیف ''اکفار الملحدین'' کو شمع راہ بنایا۔ ''الشہاب'' کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ حضرت مرحوم کی کتاب کے علاوہ اس تالیف میں بعض اور مفید اور کارآمد اضافے بھی ہیں۔ لیکن عام حوالوں کی امداد حضرت اقدس کی کتاب سے لی گئی اور جہاں اصل کتاب تک رسائی مشکل تھی حضرت مرحوم کی کتاب کا حوالہ کافی سمجھا گیا۔

''الحمدلله الذی هدانا لهذا وماكنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لقد جأت رسل ربنا بالحق''

محمد نور الحق، العلوی، بازار حکیماں
لاہور مورخہ ۹ر ستمبر ۱۹۳۴ء

[illegible]

مجلس صیانۃ المسلمین کا قیام

حضرت مولانا نورالحق علویؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین، خاتم النبیین وعلیٰ اٰلہ وصحبہ واتباعہ اجمعین!

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ صوبہ پنجاب اور بالخصوص لاہور جیسے مرکزی شہر میں جہاں مسلمانوں کی مذہبی جماعتیں اور انجمنیں بکثرت موجود ہیں۔ علوم اسلامیہ کی تعلیم وتدریس اور عقائد صحیحہ کی ترویج واشاعت کا کوئی تسلی بخش نظام موجود نہیں۔ بناعلیہ بعض علماء کرام جو ایک عرصہ سے لاہور میں مقیم ہیں۔ مدت سے ایک ایسی انجمن کے قیام کی ضرورت محسوس کر رہے تھے، جو کم ازکم صوبہ بھر کے علماء عظام کو ایک مرکز پر جمع کرے، تاکہ دعوت وتبلیغ وتدریس وتالیف وافتاء وغیرہ اہم مقاصد اسلامیہ علماء کرام کی ایک منظّم اور متحدہ جماعت کی زیرنگرانی سرانجام پائیں اور فلسفہ تقسیم عمل کے ماتحت متفقہ فیصلہ اور مشورہ کے بعد علماء کرام کے مذاق کے موافق کام تقسیم کیا جائے۔ لیکن ایسی انجمن کی سرپرستی کے لئے ایسے مقتدر واجب الاحترام ہستی کی تلاش تھی کہ جس کی شخصیت مسلمہ ہو اور کہ جس کا علم وعمل مشعل راہ ہو۔ کافی غور وخوض کے بعد شیخ المحدثین امام المتقین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحبؒ کی ذات بابرکات کو انجمن کی سرپرستی کے لئے منتخب کیا گیا اور یہ طے پایا کہ شاہ صاحبؒ ممدوح کی خدمت عالیہ میں انجمن کے قواعد وضوابط اور اس کے اغراض ومقاصد بھیج کر استدعا کی جائے کہ جناب لاہور میں اقامت فرما کر اہالیان لاہور کو مشکور فرماتے ہوئے انجمن کو اپنی سرپرستی سے مشرف فرمائیں۔ چنانچہ درخواست جناب کی خدمت میں بھیجی گئی۔ مگر بدقسمتی سے کچھ ایسے حالات پیش آتے رہے کہ اس وقت تک حضرت ممدوح کا لاہور میں تشریف فرما ہونا تو متیقن نہیں ہوسکا۔ البتہ حضرت ممدوح نے درخواست کے جواب میں جو مکتوب ارسال فرمایا ہے وہ نہایت حوصلہ افزاء اور صدفخر ومباہات ہے۔ جناب ممدوح نے مرسلہ اغراض ومقاصد کے ساتھ پوری ہمدردی کا اظہار فرماتے ہوئے انجمن کو اپنی رکنیت کا شرف عطاء فرمایا۔ جسے آپ کے نیازمند عقیدت کیش سرپرستی سے ہی تعبیر کرتے ہیں۔ حضرت ممدوح کی حوصلہ افزائی کی بناء پر خدائے کریم کے فضل وکرم پر اعتماد کرتے ہوئے انجمن کا قیام عمل میں لایا گیا

اوراس کا نام مجلس مستشار العلماء تجویز ہوا۔ چونکہ اس مجلس کے اغراض ومقاصد میں کامیابی اہل اسلام کی عموماً اور علماء عظام کی خصوصاً توجہ پر موقوف ہے۔ اس لئے مجلس ہذا کے اغراض ومقاصد اور قواعد وضوابط اور مکتوب گرامی حضرت شاہ صاحب طبع کرا کر مشتہر کئے جاتے ہیں۔ اہل اسلام سے عموماً اور علمائے کرام سے خصوصاً توقع ہے کہ اپنے مذہبی فرض کا کماحقہ احساس فرماتے ہوئے جلد از جلد قرطاس رکنیت پر کر کے دفتر میں بھیج کر مشکور فرمائیں گے۔ اگر کسی صاحب کے خیال میں اغراض ومقاصد وغیرہ میں کچھ ترمیم یا کچھ اضافہ کرنا مناسب ہو تو دفتر میں اطلاع دیں۔

مجلس مستشار العماء کے اغراض ومقاصد

مجلس مستشار العلماء انشاء اللہ تدریجاً صیغہائے ذیل قائم کرے گی۔

دار الکتب، دار الافتاء، دار التبلیغ والمناظرہ، دار التدریس، دار الاخوۃ۔

دار الکتب میں اسلامی اور غیر اسلامی مذاہب کی کتب کا کافی ذخیرہ جمع کیا جائے گا۔ تاکہ شائقین اور مبلغین ومناظرین اس سے مستفید ہوسکیں۔

دار التبلیغ والمناظرہ

دار التبلیغ والمناظرہ اسلام کے اندرونی اور بیرونی مخالفوں کی منظّم جماعتوں کی تعداد کے مطابق شعبہائے ذیل پر شامل ہوگا۔ تاکہ ہر شعبہ پر امن طریق پر اپنے اپنے کام میں سرگرم عمل رہے۔ شعبہ توحید باری تعالیٰ، شعبہ ختم نبوت وابطال عقائد مرزائیت، شعبہ ضرورت حدیث، شعبہ تائید حنفیت صحیحہ، شعبہ تفسیر ومعجزات وکرامات، شعبہ شبہات فسلفیہ، شعبہ اشاعت محاسن اسلام، شعبہ وعظ، شعبہ تبلیغ نسواں، شعبہ تنقید وتبصرہ، شعبہ تجسس اعتراضہائے مخالفین، شعبہ فضائل صحابہؓ واہل بیتؓ۔

دار الافتاء کے فرائض

۱...... اہل اسلام کے استفتاء کا جواب اصول شرعیہ فقہ حنفیہ کے مطابق دینا۔

نوٹ: جو حضرات جس شعبہ میں خدمت اسلام کرنا چاہیں۔ اس سے اطلاع دیں۔

۲...... اختلافی مسائل کے متعلق اجتماعی رائے پیش کرنا۔

۳...... حوادثات یومیہ کے احکام سے اہل اسلام کو مطلع کرنا۔
۴...... طالبان اسلام کو اسلام کی تلقین کرنا اور سند قبول اسلام دینا۔

دارالتدریس کے فرائض

۱...... دور حاضر کی ضروریات کو پیش نظر رکھتے ہوئے قرآن شریف اور حدیث منیف اور دیگر اسلامی علوم کی مکمل تعلیم دینا۔
۲...... ضروریات زمانہ کے مطابق نصاب تعلیم تجویز کرنا۔
۳...... کالجوں اور سکولوں کے مسلم طلبہ کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔
۴...... مبلغ اور مناظر تیار کرنا۔
۵...... چھوٹے بچوں کو مختصر پیرایہ میں مذہبی تعلیم دینا۔
۶...... لڑکیوں کی مذہبی تعلیم کا انتظام کرنا۔

دارالاخوت کے فرائض

۱...... اختلافی مسائل حنفیہ کا فریقین کے منظور کردہ منصفوں کے ذریعہ فیصلہ کرانا۔
۲...... مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی کوشش کرنا۔
۳...... اسلامی مدارس کے فارغ شدہ طلباء کے لئے حتی الوسع ذریعہ معاش تلاش کرنا۔
۴...... انجمن ہائے اسلامیہ اور مدارس اسلامیہ کی درخواست پر ان کی نگرانی کرنا، مفید مشورہ دینا اور ان کی درخواست پر لائق مدرس مہیا کرنا۔
۵...... اہل مساجد کی درخواست پر ان کے لئے لائق امام بہم پہنچانا۔
۶...... تبادلہ خیالات کے لئے ایک ایسے انجمن کی بنیاد رکھنا کہ جس کے ارکان اسلامی انجمنوں کے صدر اور سیکرٹری ہوں۔

مجلس مستشار العلماء کے قواعد وضوابط

۱...... اس مجلس کا نام مجلس مستشار العلماء پنجاب ہوگا۔
۲...... یہ انجمن ہر ضلع میں اپنی شاخیں قائم کرے گی۔ اس وقت اس کا نام مرکزی انجمن مستشار العلماء پنجاب ہوگا۔

۳...... ہراک مسلمان اس کا ممبر ہوسکتا ہے۔

۴...... مجلس کے عہدیدار حسب ذیل ہوں گے۔

۵...... صدر اعظم، نائب صدر، ناظم اعلیٰ، نائب ناظم، مفتی، امین، محاسب، صدر شعبہ، ناظم شعبہ۔

۶...... سردست مندرجہ ذیل علماء منتخب ہوئے ہیں۔

سرپرستی کے لئے حضرت شیخ المحدثین اسوۃ الصالحین مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری مدظلہ منتخب ہوئے ہیں۔

صدارت کے لئے حضرت جامع العقول والمنقول مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب سابق مفتی ریاست مالیرکوٹلہ تجویز ہوئے ہیں

نظامت کے فرائض مولانا نورالحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور کے سپرد کئے گئے ہیں۔ نائب ناظم مولانا قمر علی صاحب سابق مدرس مدرسہ قاسم العلوم مقرر کئے گئے ہیں۔

۷...... مجلس کے تمام عہدے علماء کرام سے مخصوص ہوں گے۔ البتہ امین اور محاسب غیر عالم بھی ہوسکتے ہیں۔

۸...... عہدوں کا انتخاب عام طور پر تین سال بعد بذریعہ ووٹ ہوا کرے گا۔ لیکن مجلس کو مدت انتخاب کی کمی بیشی کرنے کا اختیار ہوگا۔

۹...... صدر اعظم، ناظم اعظم، نائب ناظم، ناظم دارالافتاء، امین مجلس کی رہائش لاہور میں ضروری ہوگی۔

۱۰...... جو فتاویٰ دارالافتاء سے شائع ہوں گے۔ ان پر کم ازکم دس علماء کے دستخط ہوا کریں گے۔

لیکن اگر مستفتی اقدر دستخطوں کی ضرورت نہ سمجھے تو صرف ایک ہی عالم کے دستخط ہوں گے۔

۱۱...... مصارف دارالافتاء کے لئے سائل کو کم ازکم ایک روپیہ ہمراہ استفتاء بھیجنا ضروری ہوگا۔ لیکن تقسیم حصص میراث کے لئے پانچ روپے داخل کرنے ہوں گے۔

۱۲...... مجلس کے تمام صیغوں اور شعبوں کی نگرانی اور مجلس کے متعلق خط وکتابت اور رقوم کی وصولی اور خرچ بمشورہ صدر مجلس ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم کے ذمہ ہوگی۔

۱۳...... ناظم اور نائب ناظم علی الترتیب مبلغ دس روپے اور پانچ روپے بلا منظوری صرف کر کے بعد میں منظوری لے سکتے ہیں اور اس سے زائد رقم بیس روپے تک صدر اپنے اختیار سے منظوری دے سکتا ہے۔ لیکن اس سے زائد رقم کی منظوری کے لئے پانچ اراکین کی منظوری ضروری ہوگی۔

۱۴...... ناظم یا نائب ناظم انجمن صرف شدہ رقم کا حساب ہفتہ کے اندر امین کے سپرد کریں گے۔

۱۵...... شرح عطیہ علماء حسب ذیل ہوگی۔ تیس روپیہ کی آمد پر کم ازکم ۴ آنہ پچاس تک کم ازکم ۸ آنہ۔ اس سے زائد پر کم ازکم ایک روپیہ دیگر اہل اسلام کا عطیہ کم ازکم ۴ آنہ ہوگا۔ اس سے زائد جو مناسب خیال فرمائیں۔

۱۶...... مجلس میں درخواست آنے پر بیرونجات میں مبلغ اور مناظر واعظ بھیجے جائیں گے۔ لیکن جب تک مجلس کے پاس کافی سرمایہ نہ ہوگا۔ اس وقت تک ان حضرات کا سفر خرچ بلانے والوں کے ذمہ ہوگا جو کہ بہر صورت پیشگی داخل کرنا ہوگا۔

حضرت شاہ صاحب کا گرامی نامہ

معزز ومحترم اراکین انجمن مستشار العلماء دامت معالیکم وعمت فیوضکم

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، گرامی نامہ مع ایک کاپی مشتمل بر مقاصد واغراض انجمن مستشار العلماء بعالی خدمت حضرت شاہ صاحب مدظلہ، صادر ہوا۔ حضرت مدظلہ دیوبند سے بوجہ علالت طبع وکثرت ورود وصدور مہمانان وغیرہ جواب تحریر نہ فرما سکے۔ اب حضرت مدظلہ، پانچ چھ یوم سے بجنور تشریف فرما ہیں اور احقر کو جواب لکھنے کے لئے مامور فرمایا ہے۔ لہٰذا بہ تعمیل ارشاد جواب تحریر ہے۔ حضرت مدظلہ، بعد سلام مسنون ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’انجمن مستشار العلماء کی ضرورت اور اس کے اغراض ومقاصد کو پڑھا، جملہ مقاصد عالیہ سے مجھ کو مسرت ہوئی اور مجھ کو تمام مقاصد سے بہ کلی ہمدردی ہے کہ پیش نظر مقاصد وہم کو آپ حضرات جامۂ عمل پہنانے کی بھی پوری پوری سعی فرمائیں گے۔ میں دعاء کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ جل ذکرہ آپ حضرات کو کامیاب وبامراد

فرمائے اور انجمن مذکور اپنے محترم ارکان کی مساعی مخلصانہ سے روز افزوں ترقیات سے بہرہ اندوز ہو۔ وما ذالك علىٰ الله بعزيز!

انجمن مذکور میں بحیثیت ایک رکن کے میں اپنا نام بھی پیش کرتا ہوں اور جو قواعد وضوابط مرتب ہوں۔ نیز جو امدادی رقم ارکان سے سالانہ یا ماہوار تجویز ہو وغیرہ، ان سب امور سے مطلع فرمایا جائے۔ رہا سرپرستی کے لئے آپ حضرات کا ارشاد واصرار، سو اس کے لئے نہ مجھ میں اہلیت ہے اور نہ ہمت اور صحت اس لئے اس بارے میں مجھ کو معذور تصور فرمایا جائے۔ امید ہے کہ انجمن موصوف کے آئندہ عزائم جدید تجاویز اور لائحہ عمل وغیرہ سے مطلع فرماتے رہیں گے۔ پرسوں تک بجنور مقیم ہوں۔ اس کے بعد دیوبند پہنچ کر بغرض علاج امرتسر کا بھی ارادہ کر رہا ہوں۔ اگر امرتسر جانا ہوا اور موقع ملا۔ شاید لاہور بھی جانا ہو۔ باقی حالات بدستور ہیں۔“

۲۴ رشوال المکرّم ۱۳۵۱ھ

بقلم سید احمد رضا خادم حضرت شاہ صاحب مدظلہ

ضروری نوٹ!

اراکین مجلس یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس مجلس کا مقصد وحید محض خدمت دین متین ہے۔ جیسا کہ اس کے اغراض ومقاصد سے ظاہر ہے۔ کسی اسلامی انجمن سے تعارض وتصادم مقصود نہیں۔ بلکہ یہ مجلس اپنی وسعت کے مطابق ہر اسلامی انجمن کے جائز ومناسب اعانت سے دریغ نہ کرے گی۔

اسمائے گرامی اراکین ومعاونین مجلس مستشار العلماء پنجاب لاہور

۱......	حضرت مولانا شیخ الحدیث سید محمد انور شاہ کشمیری	سرپرست مجلس
۲......	مولانا حافظ حکیم مفتی محمد خلیل صاحب لاہور	صدر مجلس
۳......	مولانا محمد نجم الدین صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور	نائب صدر مجلس
۴......	مولانا محمد نور الحق صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور	ناظم اعلیٰ مجلس
۵......	مولانا محمد قمر علی صاحب سابق صدر مدرس قاسم العلوم لاہور	نائب ناظم مجلس
۶......	مولانا عبد الحنان صاحب ناظم جمعیت علماء پنجاب	
۷......	مولانا حافظ محمد صادق صاحب خطیب جامع پٹولیاں لاہور	

۸...... مولانا عبدالعزیز صاحب خطیب جامع صدر چھاؤنی لاہور
۹...... مولانا حکیم محمد عالم صاحب سند یافتہ الٰہی دارالشفاء لاہور
۱۰...... مولانا بدرالدین صاحب
۱۱...... مولانا کریم بخش صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور
۱۲...... مولانا عنایت اللہ صاحب صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
۱۳...... مولانا محمد جمال الدین صاحب سابق صدر مدرس نعمانیہ لاہور
۱۴...... مولانا خیر محمد صاحب صدر مدرسہ خیرالمدارس جالندھر شہر
۱۵...... مولانا بدرالدین صاحب
۱۶...... مولانا یار محمد صاحب خطیب جامع دال والی لاہور
۱۷...... قاضی عبدالرحمٰن صاحب لاہور
۱۸...... مولانا نورالحق صاحب خطیب جامع اندرون موچی دروازہ لاہور
۱۹...... مولانا عبدالقدیم صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور
۲۰...... مولانا فیوض الرحمٰن صاحب صدر مدرس مدرسہ مسجد نیلہ گنبد لاہور
۲۱...... مولانا ابوالمناظر صاحب مدرس مدرسہ مسجد نیلہ گنبد لاہور
۲۲...... حکیم مولوی عبدالحمید صاحب پروفیسر طبیہ کالج لاہور
۲۳...... مولانا حکیم محمد اسماعیل صاحب لاہور
۲۴...... مولانا حکیم شیخ احمد صاحب خطیب میاں چنوں
۲۵...... مولانا حکیم عبدالغنی صاحب گوہیر جالندھر
۲۶...... مولانا حکیم محمد یعقوب صاحب بہادر گڈھ جالندھر
۲۷...... مولانا عبدالغنی صاحب خطیب جامع کھٹیکاں مالیر کوٹلہ
۲۸...... مولانا امام الدین صاحب مدرس دینیات مدرسہ اسلامیہ مالیر کوٹلہ
۲۹...... مولانا حافظ غوث محمد صاحب جیند

[illegible]

تعبیر رویائے حقانی

رد ہفوات قادیانی

حضرت مولانا عبدالمجیدؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه! ’’المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده‘‘

ایک طرف تو نبی کریم (روحی فداہ ﷺ) کا ارشاد ہے کہ مسلمان وہ نفوس ہیں جن کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ بلکہ وہ سالم رہیں۔ یا دوسرے لفظوں میں یوں سمجھئے کہ مسلمان وہ اصحاب ہیں۔ جن کے قول اور فعل سے دوسرے مسلمان اذیت نہ پاویں۔

دوسری طرف ہماری حالت یہ ہے کہ ہماری گفتگو دل آزار ہوتی ہے اور ہماری تحریر اذیت دہ۔ ’’فبدل الذین ظلموا قولا غیر الذی قیل لھم‘‘

ببین تفاوت رہ از کجاست تابہ کجا

اس پر لطف یہ کہ اس طرح کی گندگی آپ انہیں حضرات کے رسالوں یا تحریروں یا تقریروں میں زیادہ ملاحظہ فرمائیں گے۔ جن کو آپ ایک طرف اقوام عالم کو ان بیہودگیوں پر نفرین کرتے ہوئے پائیں گے۔ ’’اتأمرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون‘‘ یہ ایک عجیب حیرت کن امر ہے۔ خطبۃ الکتاب ملاحظہ فرمایئے تو بجز ادّعاء رشد وہدایت کسی چیز کا نام نشان نہیں پائیں گے۔ مگر مضامین پر نظر کیجئے تو سوا طعن وتشنیع سب وشتم کے کسی دوسری چیز کی جھلک تک نظر نہ آئے گی۔ گویا فی زمانہ ایسے حضرات کی کتابیں حضرت انجم کے اس شعر کے حسب حال ہوتی ہیں۔

دل جو جسے کہتے تھے جفا جو نظر آیا
خوش خو جسے سمجھتے تھے وہ بدخو نظر آیا

یہ ایک دعویٰ صحیح ہے جن کے لئے واقعات عالم شاہد عادل ہیں اور آگے چل کر آپ ان ہی صفحوں میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ مدعیان تہذیب وشائستگی کس طرح برہنہ ہوکر اسٹیج تہذیب پر اس کی پردہ دری کے مجرم ہوتے ہیں اور بے حجابانہ اپنے مجسمہ سے اس کے ایک ایک تار کو نوچ کر پھینک دیتے ہیں۔

یہ مختصر رسالہ جس کو آپ کی خدمت میں باز یابی کا شرف حاصل ہے۔ ایک ایسی کتاب کے جواب میں ہے جس کے متعلق میں اپنے محدود معلومات کی بناء پر یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک ایسی غیر مہذب اور مخرب اخلاق کتاب نہیں دیکھی ہے۔ جس کا ہر صفحہ شب وستم طعن وتشنیع مخرب اخلاق الفاظ اور ناشائستہ وبیہودہ کلمات سے معمور ہے۔ انتہاء یہ کہ اس کے مصنف کو

یہ بھی پسند نہیں کہ ان کی جماعت کا کوئی شخص مہذب تحریر لکھے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں۔ ”حضرت[۱] مولانا عبدالماجد صاحب مدظلہ (قادیانی) سے ایک شکایت مجھ کو ضرور ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کے بالمقابل شستہ اور نرم اور ضرورت سے زیادہ مہذب الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جن کا وہ کسی طرح بھی اہل نہیں ہے۔“

”ولهم اعمال من دون ذلك هم لها عاملون وهم الذين ضل سعيهم في الحيوٰة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا“

مصنف اسرار نہانی صاحب کی تہذیب کی تصویر

”کانپوری بددماغ، بے حیاء تھے اور تیز زبان تھے اور درندگی کا اظہار کرتے تھے اور جھوٹ کی غلاظت ان کی غذا تھی۔ خبیث فطرت، شورہ پشت، حیوان بہ شکل انسان، ابومحمد صاحب نے بیوجہ قصداً وابتداً چند بے روزگاروں اور بدزبانوں کو ساتھ لے کر اور نام بدل کر جو طوفان بدتمیزی مچا رکھا ہے۔ ناپاک فطرت، دنی الطبع کم ظرف غیر مہذب، مکاروں کیادوں جعل سازوں، روپوش مجہول الکنیت نقابدار مولوی مؤلف کی ذلت ہوگی۔ مکروفریب کو عمل میں لایا۔ ایک نفس باغیرت اور باحیا انسان ہی نہیں ہوسکتا۔ ابواحمد صاحب کے دماغ میں تکبر اور نخوت کے موٹے موٹے کیڑے بھرے ہوئے ہیں۔ جب تک وہ جھاڑ نہ دیئے جائیں گے۔ ان کے دماغ کی اصلاح ہرگز نہیں ہوسکتی۔ اپنے نفسانی جوش والتہاب میں عرق عرق ہوگئے اور اندرونی قلق واضطراب سے ان کی زبان باہر نکل پڑی۔ اپنے حرص، اپنی آرزو اپنی تمنا وطمع کے لشکر کو آل فرعون کی طرح غرق ہوتے دیکھ کر سخت گھبرائے، کانپوری صاحب نے بھی وہی کیا جو ایسے چالاک اور ابن الوقت کیا کرتے ہیں۔ صریح جھوٹ ملا کر کانپوری صاحب آپ کی آنکھوں پر کسی طرح کا رمد چھا گیا ہے۔ آپ کی کانشنش پر کس خبیث روح کا سایہ پڑ گیا ہے۔ آپ جیسے فرعون کو بے نیل مرام غرق کرنے والا، یہود سیرت، یزید طبعیت فرعون خصلت مولویوں، اپنے انامل کو چبائیں۔

---

[۱] اس کتاب کا نام ”اسرار نہانی ابواحمد رحمانی“ ہے اور اس کے مصنف حکیم خلیل احمد صاحب مونگیری قادیانی ہیں۔ اس کتاب کی حالت خود اس کے نام سے ظاہر ہے کہ مصنف کا مقصود اس کتاب کی تحریر سے حضرت مولانا ابواحمد سید محمد علی صاحب مدظلہ کی ذات شریف پر محض ذاتی حملہ کرنا ہے اور کچھ نہیں۔ چنانچہ وہ اصحاب جن کی نظر سے یہ رسالہ گذرا ہوگا۔ وہ اس سے اچھی طرح واقف ہوں گے کہ مصنف نے بجز شب وشتم اور دشنام دہی کے کوئی معقول بات تحریر نہیں کی ہے۔ (ملاحظہ ہو حاشیہ اسرار نہانی ص ۲۳)

اپنی بوٹیاں آپ نوچ ڈالیں۔ تیرے حرص کا دانت روز تیز ہوتا گیا۔ تیری دنیا طلبی کا چنگل اور بھی نوکدار ہوگیا۔ تیری نفسانیت وانانیت دنیا کو تیری عبرت ناک وجود کا نظارہ ابھی بیش از بیش دیکھنا باقی ہے۔ وغیرہ وغیرہ‘‘

معزز ناظرین! ہم حکیم (خلیل قادیانی) صاحب سے اس کی شکایت کر کے انصاف چاہتے۔ مگر مرزائیت کے بعد فضول ہے۔ کیونکہ:

گلہ کیا جو بے دین وملت ہو تسلیم
بتونکی محبت کا حاصل یہی ہے

’’جزاء سيئت سيئة مثلها‘‘

تہذیب وشائستگی تو آپ ملاحظہ فرما چکے۔ لگے ہاتھوں اس کی وجہ بھی سن لیجئے۔ کہ ہمارے حکیم صاحب (قادیانی) کو کیا مجبوری لاحق ہوئی جو اس طرح کے فواحش پر اتر آئے اور ’’سب المسلم فسوق ‘‘ کو نظر انداز فرما گئے۔ آپ بزیر سرخی ’’جزاء السيئة سيئة مثلها‘‘ یہ وجوہ تحریر فرماتے ہیں۔ امر واقعہ کا اظہار دماغی رنگ میں مطلوب ہے۔ ان کی شرارتوں سے تنگ ہوکر پبلک کے فائدہ کے لئے بطور دفع ضرر کے ان کی مدافعت احمدیوں کو کرنی لازم ہوجاتی ہے اور شریروں کی اصلاح نہ کرنی بھی معصیت ہے۔ احمدیوں کا اصل کام تو تبلیغ اسلام اور اعلاء[1] کلمتہ اللہ ہے۔ لیکن اگر کوئی خبیث فطرت اور شورۂ پشت حیوان بہ شکل انسان بیوجہ مخل ہوتا ہے اور اپنی درندگی کا اظہار کرتا ہے تو ’’یقتل الخنزير ‘‘ کا فرض بھی ’’قاتل الخنزير ‘‘ کے مریدوں کو زبان وقلم سے دفع ضرر کے لئے ادا کرنا ہی پڑتا ہے۔

حاصل یہ کہ آپ قرآن شریف سے یہ تمسک فرما کر کہ ’’برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی کرنی ہے۔‘‘ یہ اجتہاد فرمایا کہ ’’اگر کوئی تم کو گالی دے تو تم بھی گالی دو۔‘‘ حالانکہ اس کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ برائیوں کا بدلہ برائی ہے۔ کیونکہ گناہ کے بدلے میں جو سزا دی جاتی ہے وہ برائی ہو ہی نہیں سکتی۔ بلکہ وہ عین عدل وانصاف ہے۔ یہ محض مشاکلت لفظی ہے جو فصحاء اور بلغاء حسن کلام کے

---

[1] اللہ اللہ یہ اعلاء کلمتہ اللہ کی شان ہے کہ بات بات پر گالیاں دی جاتی ہیں۔ ’’يريدون ان يحمد وابمالم يفعلوا‘‘

کئے لاکھوں جفائیں پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدانخواستہ گر خشمگیں ہوتے تو کیا ہوتا

لئے استعمال کرتے ہیں اوران کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ تم گالیاں دو گے تو ہم بھی گالیوں پر اتر آئیں گے۔ جس سے ارباب بصیرت خوب واقف ہیں۔ جنہوں نے معانی، بلاغت، بدیع کی سیر کی ہے۔ ’’ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء ‘‘ پس گالیوں کا بدلہ گالیاں نہیں ہوسکتیں۔ ورنہ پھر تو عام طوفان بدتمیزی مچ جائے گی اور دنیا کے سر سے امن وامان کا سایہ اٹھ جائے گا اور ہر طرف کشت وخون کے باعث ساری زمین کربلا کا خونی ٹکڑا بن جائے گی اور چند دنوں کے بعد آدم آباد زمین میں وحش وطیور درندے سکونت پذیر نظر آئیں گے۔

اس لئے کہ چوری کے بدلے ہمارے حکیم صاحب (قادیانی) کے اجتہاد پر چوری کرنی پڑے گی اورلوٹ کے پاداش میں لوٹنا پڑے گا۔ اگر حکیم صاحب کے مطب کے قرابون اور بوتلوں کو کوئی شریر آ کر توڑ جائے تو ان کو بھی اس کے گھر سے بوتلوں اور قرابوں کو نکال کر توڑنے کی تکلیف گوارا کرنا پڑے گی اور بصورت عدم موجودگی چپ چاپ واپس چلا آنا پڑے گا۔ اگر کوئی بے حیاء شریر النفس کسی عفت مآب دیوی کی آبروریزی کرے تو اس کلیہ پر نہ معلوم میرے دوست مثلہا کی کون سی صورت تجویز فرما کر عدل گستری فرمائیں گے اور اس کے زخم آبروریزی پر کون سے ’’سیئة مثلها ‘‘ کا پھاہا رکھیں گے۔ ہم تو یہی کہیں گے۔

دے دیا اس کے مریضوں کو خدا نے بھی جواب
آپ پھولے ہوئے بیٹھے ہیں مسیحا کس پر

الحاصل ’’سیئة مثلها ‘‘ کا جو معنی حکیم صاحب (قادیانی) نے سمجھا ہے وہ یقیناً غلط ہے اور محض حرارت انتقام ناروا کا ایک غلط ابال ہے جو عقل واخلاق، اسلام وقرآن اور سنت ہی کے خلاف نہیں بلکہ دنیا کے سارے متمدن اقوام اور جمیع مذاہب عالم کے نقطۂ عدل وانصاف سے الگ خیال ہے اور اگر بفرض محال حکیم صاحب کا اجتہاد صحیح بھی ہو تو کیا اس کا یہ معنی بھی ہے کہ اگر زید کو بکر گالی دے تو اس کے بدلے میں ایک غیر شخص خالد بکر کو برا بھلا کہے۔ مرزاقادیانی کو برا کہنے والے حضرات کو خود مرزاقادیانی[۱] کا حق تھا کہ جس قدر چاہتے گالیاں

---

[۱] اگر یہ کہو کہ آج جب مرزاقادیانی حیات نہیں ہیں پھر کیوں ان کی شان میں لوگ حرارت سے کام لیتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سچ ہے کہ مرزاقادیانی مر گئے۔ مگر جو بیدینی کے کانٹے بو گئے ہیں وہ ہنوز باقی ہیں اور مسلمانوں کے تلووں میں چبھتے ہیں۔ پس تمہیں انصاف کرو، ہمارے پاؤں چھلنی ہو جائیں اور ہم فریاد نہ کریں۔ ہمارے دل دکھائے جائیں اور ہم آہ تک نہ کریں۔ ہم کو، ہمارے بزرگوں کو، صحابہ کرامؓ کو، انبیائے عظام کو برا بتلایا جائے۔ ان کی تحقیر کی جائے اور ہم لب بر مہر خاموشی لگا کر انصاف بھی نہ چاہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دیتے اور کوستے جس کو حتی المقدور مرزا قادیانی نے اپنے آخری دم تک ادا کیا۔ ہاں سعادتمند وارثوں کا فرض استغاثہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) حتیٰ کہ احادیث نبویہ کو اپنے الہام ناکام کے مقابلہ میں ردی سے بھی بدتر بتلایا جاوے اور ہم چپ چاپ ایمان کو خیر باد کہہ کر صم بکم ہو کر سنتے رہیں۔ اگر انصاف کی آنکھیں رکھتے ہو تو دیکھو اور پڑھو اور اپنے ضمیر سے انصاف چاہو۔ قصیدہ اعجازیہ میں مرزا قادیانی سید الشہداء امام حسینؓ جن کو حضورﷺ نے سید شباب اہل الجنۃ فرمایا ہے۔ جو خاندان رسالت کے لئے ایک سراج منیر ہیں۔ ان کی شان میں ایسی بے ادبی ہوتی ہے کہ رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور حیرت ہو جاتی ہے کہ ایک مسلمان کے زبان و قلم سے کس طرح ایسے الفاظ ادا ہو سکتے ہیں۔ سنو!

شتان ما بینی وبین حسینکم
فانی ائید کل آن وانصر
واما حسین فاذکروا دشت کربلا
الیٰ ھذہ الایام تبکون فانظروا
واللّٰہ لیست فیہ منی زیادۃ
وعندی شھادات من اللّٰہ فانظروا
وانی قتیل الحب لکن حسینکم
قتیل العدیٰ فالفرق اجلی واظھر

ترجمہ: تمہارے حسینؓ اور ہمارے درمیان میں بہت بڑا فرق ہے۔ اس لئے کہ مجھ کو ہر وقت خدا سے تائید و مدد ملتی ہے۔ مگر حسینؓ کی حالت کے لئے میدان کربلا یاد کرو۔ (یعنی ہماری طرح خدا کی تائید و مدد ان پر چونکہ نہیں تھی۔ بھوکے پیاسے دشمنوں نے قتل کر ڈالا) جس کے لئے تم آج تک روتے ہو اور قسم خدا کی حسینؓ میں کوئی بات مجھ سے زیادہ نہیں ہے۔ میرے پاس تو خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھو (مزید براں) میں تو محبت کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسین تو دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق (درمیان ہمارے اور تمہارے حسین کے) کھلا اور ظاہر ہے۔

احادیث کی دھجیاں مرزا قادیانی نے ان لفظوں میں اڑائی ہیں۔ ”ھل النقل شئ بعد ایجاء ربنا فای حدیث بعدہ تنخیرو قد مزق الاخبار کل ممزق فکل بما ھو عندہ یتبشرہ اخذنا من الحی الذی لیس مثلہ وانتم عن الموتیٰ ففکروا رأینا وانتم تذکرون حدیثکم وھل من یقول عند عین تبصر “اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ خدا کی وحی (جو ہم پر آتی ہے) اس کے بعد نقل (حدیث) کی کوئی حقیقت نہیں۔ اس کے بعد ہم کس حدیث کو مان سکتے ہیں اور حالت یہ ہے کہ حدیثیں تو ٹکڑے ٹکڑے کر دی گئی ہیں اور ہر شخص اپنی حدیثوں سے خوش ہو رہا ہے۔ ہماری وحی تو حی وقیوم لاشریک لہ سے ہے اور تم تو مردوں سے (یعنی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام یا صحابہ اور رواۃ حدیث سے جو سب کے سب مر گئے ہیں) روایت کرتے ہو اس کے بعد کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم نے تو دیکھا اور تم راویوں کا ذکر کرتے پھرتے ہو۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اسرار نہانی کیوں لکھی گئی

یہ تو حکیم صاحب کا اقراری بیان تھا۔ جو وجہ تالیف اسرار نہانی میں انہوں نے محض عوام کو دھوکا دینے کے لئے تحریر کیا ہے کہ اس سے مقصود دفاع ضرر ہے اور ”جزاء سیئة سیئة مثلها“ پر عمل کرنا مقصود ہے۔ کیونکہ ہندوستان کے لوگ عموماً اور صوبہ بہار کے لوگ خصوصاً اس سے خوب واقف ہیں کہ حضرات مرزائی جب تک مونگیر نہیں آئے تھے۔ نہ کسی کو عام طریق پر ان کے عقائد کی اطلاع تھی نہ کسی کو ان سے کوئی مطلب تھا۔ یہ جہاں تھے خوش تھے۔ مونگیر واطراف مونگیر کے مسلمان ان سے اچھی طرح واقف بھی نہ تھے۔

مگر مشیت ایزدی میں مقدر ہو چکا تھا کہ یہ مونگیر آئیں گے اور اپنے عقائد باطلہ کی ترویج کے لئے اشتہار دیں گے اور علماء اور صلحاء اور صوفیائے کرام کی شان میں نہایت غیر مہذبانہ اشتہار شائع کر کے ان کو مجبور کریں گے کہ وہ مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کی تردید کر کے دنیا پر ثابت کر دیں کہ مرزا قادیانی کے دعاوی محض اوہام باطلہ ہیں۔ جو قرآن وحدیث اور سلف صالحین کے آراء کے بالکل خلاف ہیں۔ چنانچہ دنیا نے دیکھ لیا کہ جب مرزا قادیانی کے ماننے والے مونگیر پہنچے اور اپنے عقائد باطلہ کی ترویج بذریعہ تحریر وتقریر کرنے لگے اور مبلغین ہر طرف مرزائیت کی تبلیغ کرتے ہوئے نظر آنے لگے۔ عام طریق پر اعلان کیا جانے لگا کہ حضرت عیسیٰ وعلیٰ نبینا (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کا وصال ہو گیا۔ ان کا بجسد عنصری آسمان پر موجود ہونا غلط خیال ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی ہی وہ مسیح ومہدی ہیں۔ جن کی پیشین گوئی حدیثوں میں بالتصریح موجود ہے۔ جس پر ان کے الہامات نیز چاند وسورج میں گہن لگنا شاہد عادل اور ایسے پختہ دلائل ہیں۔ جن کی

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) (بھلا) کیا حدیثیں رویت بمعنی دیکھنے کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں اور دافع البلاء کا یہ شعر تو مرزا قادیانی کا بہت مشہور ہے کہ۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(دافع البلاء ص۲۲، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰)

پس انصاف ہم ناظرین پر چھوڑتے ہیں اور خدا کے حوالہ کرتے ہیں۔ مگر پھر ہم مسلمان ہیں اور قرآن شریف میں پڑھتے ہیں۔ ”واذا مروا باللغو مروا کراماً“ لہٰذا ہم اس کتاب میں مرزا قادیانی کو ہرگز بلاوجہ برا نہ کہیں گے۔

تردید نہیں ہوسکتی۔ بلکہ مرزا قادیانی کا یہ الہام بھی ہر ایک کو سنایا جانے لگا کہ جس قدر امور غیبیہ مجھ پر ظاہر ہوئے کسی شخص کو بھی آج تک بجز میرے یہ نعمت نہ ملی۔ عیسیٰ بن مریم اگر آج ہوتے تو جس قدر کام میں کرتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتے۔ وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں ہرگز نہ دکھا سکتے۔ دنیا میں کم ہی ایسے نبی آئے ہیں جنہوں نے اس قدر معجزے دکھلائے ہوں۔ جس قدر ہم نے دکھائے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ!

حاصل یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی تحقیر کی گئی۔ جھوٹے الہام شائع کئے گئے۔ عقائد باطلہ کی ترویج واشاعت میں ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا گیا۔ عام طور پر تحریر وتقریر میں علمائے کرام صوفیائے عظام کو بحث ومناظرہ کی دعوت دی جانے لگی۔ اشتہارات میں غیر مہذبانہ طریق پر علماء کرام، صوفیائے عظام کو مخاطب کیا جانے لگا کہ اگر کسی میں جرأت ہو تو مسجد اور گوشۂ خانقاہ سے نکلیں اور حق کی طلب میں مناظرہ مباحثہ سے جان نہ چرائیں۔ اس طرف اگر جواب جاہلان باشد خموشی یا فضول ہنگامہ آرائی کو ہے۔ نتیجہ سمجھ کر، نا قابل تخاطب سمجھا گیا تو اس کو اسکوت اور اقرار میسیحیت اور مہدویت مرزا پر محمول کر کے عوام میں بدظنی پھیلائی جانے لگی۔

اور وہ وقت بالکل قریب تھا کہ صوبہ بہار کے مسلمان عموماً اور مونگیر واطراف مونگیر کے جاہل مسلمان خصوصاً اگر ان کی خبر نہ لی جاتی اور بذریعہ تحریر وتقریر ان کے عقائد باطلہ کی تردید نہ کی جاتی تو عوام یک بیک بے۔ پناہ ہوکر مرزائیت کے جال میں گرفتار ہو جاتے اور دین وایمان کھو بیٹھتے اور ہمیشہ کے لئے قصر ضلالت میں گر کر ''خسر الدنیا والآخرہ'' کے مصداق ہو جاتے۔ یکا یک رحمت الٰہی جوش میں آئی اور اپنے رسول کریم روحی فداہ ﷺ کی خیر الامۃ کو افراط وتفریط سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک برگزیدہ بندہ کو چن لیا اور سنن الٰہیہ مستمرہ ہے۔ عین وقت پر ان گمراہ شدگان سبیل ہدایت کے لئے ایک رہبر کامل، ہادی فاضل، مورد فضل رحمانی، نور دیدہ غوث جیلانی حضرت جناب مولانا مرشدنا سیدنا ابواحمد سید محمد علی صاحب افاض اللہ برکات فیوضہ علی رؤسنا کو عنایت فرمایا اور خدا نے جناب کے قلب مبارک میں یہ بات راسخ کر دی کہ ان دشمنان دین کے عقائد باطلہ کے اثر سے مسلمانوں کے دل ودماغ کو محفوظ رکھا جائے۔ ''فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك''

پس جس طرح ظلمت شب کی تاریکی انوار صبح کی سپیدی کے آگے کافور ہو جاتی ہے اور مغرور کرمک شب تاب کی جھوٹی روشنی آفتاب کی درخشندگی کے آگے مٹ جاتی ہے اور شپر ضلالت آفتاب ہدایت سے اندھے ہو جاتے ہیں اور اولیاء الشیطان کی جماعت اولیاء اللہ کے اس گروہ کے آگے جن کے لئے خدائی وعدہ ''انّ اولیاء اللّٰہ ھم المفلحون'' ہو چکا ہے۔ ''ھم الخٰسرون'' کے مصداق ہو جاتے ہیں۔

بالکل اسی طرح دنیا نے دیکھ لیا کہ آفتاب ہدایت رحمانی کے آگے چراغ ضلالت مرزائیت ماند پڑ گئی اور لوگوں نے سمجھ لیا کہ آفتاب کے ہوتے ہوئے چراغ کی طرف دوڑنا فعل عبث ہے۔

کیونکہ بذریعہ فیصلۂ آسمانی، شہادت آسمانی وغیرہ وغیرہ نہایت روشن طریق پر یہ ظاہر کر دیا گیا تھا کہ ایک تو نفس پیشین گوئی کو صداقت کے لئے معیار ٹھہرانا غلط ہے۔ کیونکہ رمل اور جفر کے جاننے والے بھی دن رات پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ جن میں بعض ؎

گاہ باشد کہ کودک نادان
بغلط بر ہدف زند تیرے

کے اصول پر صحیح بھی ہو جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مرزا قادیانی نے جس پیشین گوئی یا الہام کو اپنا نہایت عظیم الشان نشان بتلا کر دنیا کے سامنے پیش کیا تھا بالکل غلط ثابت کر دیا گیا اور اس کے صحیح ثابت کرنے میں جس قدر تاویلات رکیکہ سے کام لیا جاتا تھا۔ ان کے تاروپود کو ایک ایک کر کے الگ کر دیا گیا۔ تیسرے یہ کہ جس چاند وسورج کے اجتماعی گہن کو مرزا قادیانی اپنی مہدیت اور مسیحیت کے ثبوت میں نہایت موٹے موٹے حرفوں میں لکھ کر پیش کیا کرتے تھے۔ ایسی قلعی کھولی گئی کہ عالم مرزائیت میں لرزہ پڑ گیا۔ حتیٰ کہ خود ان کے معتقدین کے ایمان میں تزلزل پڑ گیا اور آپس میں اطمینان قلب کے لئے مراسلات ہونے لگے اور ان سب مجموعی باتوں کا اتنا اثر ہوا کہ مونگیر واطراف مونگیر میں ایک ایک بچہ پر مرزائیت کی بطالت آفتاب کی طرح روشن ہوگئی اور جہاں کہیں تبلیغ مرزائیت کے لئے مبلغین پہنچے۔ سب سے پہلے فیصلہ آسمانی کی شہادت سنا دی گئی کہ اگر اسکا جواب تمہارے پاس ہے تو خیر، ورنہ آپ فضول وعظ وپند کی تکلیف گوارا نہ فرمائیے۔

جس کو سن کر ہاتھ پاؤں پھول گئے اور دربار خلافت حکیم مولوی نورالدین قادیانی سے لے کر اعوان انصار تک نے اس کے جواب میں خون تک پانی کر دیا۔ مگر بقول ’’لن یصلح العطار ما افسده الدهر ‘‘ کچھ جواب دیتے نہ بنا اور سراسر کامیابی ہوئی اور جو کچھ لکھا بھی گیا ان کی غلطیاں فوراً شائع کر دی گئیں۔ جس سے عوام بھی ان کو نا قابل تخاطب سمجھنے لگی اور ہر جانب سے ان کی حرکت مذبوحی پر۔ ’’الیس منکم رجل رشید ‘‘ کی صدا بلند ہونے لگی۔

جب ہمارے دوستوں کا یہ نقشہ ہو گیا تو ہمارے احباب نے ایک دوسری راہ اختیار کی۔ یعنی ذاتیات پر اتر آئے اور بجائے اس کے فیصلہ آسمانی اور شہادت آسمانی کا کوئی معقول جواب لکھتے۔ ہمارے مکرموں نے ’’اسرار نہانی‘‘ جیسی فحش کتاب لکھ کر اور گالیاں دے کر جلے دل کے آبلے توڑنے لگے اور چاہا کہ اس طریق سے عوام کو دوسری طرف متوجہ کر کے الجھا دیں اور اس کا موقع ہی نہ دیں کہ مرزا قادیانی کی تردید کے متعلق وہ کوئی تحریر و تقریر لکھیں یا دیکھیں یا کریں یا سنیں۔

مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس سے مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدیت کا اثبات نہیں ہوسکتا۔ چاہے وہ اسرار نہانی کی طرح لاکھ کتابیں لکھ جائیں۔ تاوقتیکہ فیصلۂ آسمانی، شہادت آسمانی کا معقول جواب نہ دیں۔ پس یہ اصل وجہ تالیف اسرار نہانی ہے۔ جس پر حکیم صاحب نے فواحشات کی دیوار چنی ہے اور اپنے خیال میں ایک چلتا ہوا منتر تصور کیا۔ مگر ان کو یاد رکھنا چاہئے۔

چلا ہے او دل راحت طلب کیوں شاد ماں ہو کر
زمین کوے مرزا رنج دے گی آسمان ہو کر

اس کتب میں کیا ہوگا

اس مختصر رسالہ میں حکیم خلیل احمد قادیانی مصنف اسرار نہانی کے ان مزخرفات اور ہفوات کا منصفانہ جواب ہوگا جو مرشدنا مخدوم، مجدد العصر حضرت مولانا ابواحمد سید محمد علی صاحب قبلہ مدظلہ دامت شموش افضالہ علی رؤسنا کی ذات اقدس کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ مگر جواب کا وہ طریق نہیں اختیار کیا جائے گا جس کو حکیم صاحب نے عناداً اختیار کیا ہے اور بات بات پر گالیاں دینا اور فواحش پر اترانا اپنی تحریر کا امتیاز خاص ٹھہرایا ہے۔ بلکہ نہایت مہذب طریق پر ان کے ہر اعتراض کا جواب دیا جائے گا۔ کیونکہ ایک طرف تو قرآن مجید کا یہ ارشاد ہے کہ ’’جادلهم بالتی

هی احسن'' دوسری طرف واقعات عالم یہ کہہ رہے ہیں ۔

گر پائے کسے سگ گزیدہ
سگ را نتواں عوض گزیدن

مگر ہاں بحیثیت منصفانہ تنقید کے ہم ان امور کے اظہار و تحریر پر مجبور محض ہوں گے جو صاف اور کھلے طور پر ان کے الفاظ سے ثابت ہوں گے۔ کیونکہ بغیر اس کے ہم اپنے فرض تنقید سے سبکدوش نہیں ہو سکیں گے۔

ہر سخن جائے و ہر نکتہ مکانے دارد

پس ہم خدا سے التجا کرتے ہیں۔ ''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا واهدنا الصراط المستقيم ۰ صراط الذين انعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين ۰ واصلح لنا واخواننا الذين اضل سعيهم فى الحيوٰة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعاً''

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

''حامداً ومصلياً ومسلماً''

حضرت مولانا مدظلہ کی شان میں جو مزخرفات حکیم صاحب نے تحریر کئے ہیں۔ ان سب کا خلاصہ ذیل کے نمبروں میں ہو جاتا ہے۔

۱...... جناب کانپوری صاحب جس وقت جگانے والے نے آپ کو قلم کے نیزے سے جگایا تھا اور جس وقت وہ خدا کا پہلوان رعد کی طرح کڑکتا تھا اور آپ جیسے مولوی کے عقائد باطلہ پر مجسم کر دینے والی صداقت کی بجلی گراتا تھا۔ اس وقت آپ کس خواب خرگوش میں تھے۔ (اسرار نہانی ص ۳۵)

۲...... آپ پر مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے جلیل القدر علماء اور فضلا اور مشہور اکابرین نے آپ کے روّیہ اور عقائد پر نظر کر کے کفر کا فتویٰ دیا۔ مکہ معظّمہ کے علما نے ناظم ندوہ کو خارجی معتزلی وغیرہ وغیرہ خطابات دیئے۔

(فتاوی الحرمین برحف ندوۃ المین ص ۳۸، ۳۹، اسرار نہانی ص ۲۳)

۳...... اس کے بعد آپ تحریر فرماتے ہیں۔ ندوہ سے علیحدگی کے بعد آپ مونگیر

آئے اور مکانات بنوائے۔ زمین دوز تہ خانے کھدوائے۔ پھلواری آراستہ ہوئی اور گل بوٹے کھلنے لگے۔ ان دنوں آپ ایک دنیادار انسان کی طرح اپنی بقیہ زندگی کے دن کاٹ رہے ہیں۔ چونکہ اپنے کو جناب شاہ فضل رحمٰن صاحب مرحوم کا خلیفہ مشہور کر رکھا ہے اور پیری مریدی کا چلتا روزگار شروع کر دیا۔ (اسرار نہانی ص۲۵، ۲۶)

۴...... اس کے بعد حکیم صاحب نے حضرت مولانا مدظلہ کے خوابوں پر اعتراض کیا ہے اور تعبیر طبعزاد تحریر کر کے اپنی پاکیزہ فطرت کا ثبوت دیا ہے۔ جس کو ہمارے ناظرین آگے چل کر بعد ملاحظہ خود فیصلہ کر لیں گے کہ کیا کوئی نیک فطرت دیندار مسلمان ایسی تحریر لکھ سکتا ہے اور کیا کسی تعلیم یافتہ انسان کا ضمیر ایسے لب ولہجہ کو پسند کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خیر وہ اصحاب جن کی نظر سے حکیم صاحب کی اسرار نہانی گذری ہوگی ان پر تو ”ما فیه من الکدر والصفا“ منکشف ہی ہوگا۔ ہاں وہ حضرات جنہوں نے حکیم صاحب کے اسرار نہانی کا مطالعہ نہیں کیا ہے۔ ان سے گذارش ہے کہ حکیم صاحب کے کل ہفوات کا حاصل اور خلاصہ وہی ہے جس کو ہم نے سب وشتم اور گالیوں سے الگ کر کے صدر کے نمبروں میں لکھ دیا ہے اور ذیل میں ہم ہر نمبر پر الگ الگ روشنی ڈالتے ہیں۔ ”وما توفیقی الا باللّٰه“

پہلے نمبر کا جواب

”وان فریقا منهم لیکتمون الحق وهم یعلمون“

حکیم صاحب کا یہ پوچھنا کہ مرزا قادیانی کی حیات میں آپ نے کیوں نہیں مرزا قادیانی کی طرف توجہ کی؟ ایک عجیب مہمل بات ہے جس کا دوسرے لفظوں میں یہ معنی ہے کہ آج مرزا قادیانی کے متعلق جو کچھ ہم کہیں یا مرزا قادیانی کہہ گئے۔ بلاچون وچرا تسلیم کر لو اور استان مرزائیت پر جبیں عقیدت مسیحیت اور مہدیت غلام احمد قادیانی رگڑ رگڑ کر وفات مسیح کا اقرار کر لو اور اگرچہ قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ رفع عیسیٰ الیٰ السماء کا انکار کرو۔ ہم پوچھتے ہیں کیا حکیم صاحب کسی آریہ کے اس قول کے اعتراف کو تیار ہیں۔ اگر وہ کہے کہ حضرت آپ اس وقت کہاں تھے جب جب ہمارے مہاتما دیانند جی مہاراج آپ کو وید کے ایشوری پشتک پر بحث ومناظرہ کے لئے للکارتے تھے۔ پس آج آپ کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وید کے الہامی ہونے سے انکار کر جائیں۔ ممکن ہے حکیم صاحب اقراری جرم کی وجہ سے گناہ انکار وید کے معترف

ہو جائیں۔ مگر ہمارے ایسا شخص تو فوراً یہ جواب دے کر اس کو ساکت کر دے گا کہ دیانند جی مہاراج جہاں مناظرہ کے لئے للکارتے تھے وہاں مناظرین اسلام نے ان کو دھتکار دیا اور ثابت کر دیا کہ وید نہ کبھی الہامی کتاب تھا نہ اب ہے نہ اس کی تعلیمات ایشوری تعلیمات ہونے کی سزاوار ہیں۔ اب جب تم ہم میں اس کی تبلیغ کرنے آئے ہو اور چاہتے ہو کہ اس غلط اور باطل مذہب کی اشاعت مسلمانوں میں کریں تو ہم اسکی تردید کو تیار ہیں اور ہم پر فرض ہے کہ اس کے زہریلے خیالات سے لوگوں کے دل و دماغ کو محفوظ رکھیں اور دنیا پر ثابت کر دیں کہ وید کا نام کس طرح الہامی کتاب کی فہرست میں درج نہیں ہوسکتا ہے۔

پس یہی جواب آپ کے بھی اس بے معنی سوال کا ہے۔ یعنی مرزا قادیانی جب تک زندہ رہے اور جہاں کہیں وہ رعد کی طرح کڑکتے رہے۔ وہیں مقدس علماء نے خدائے ذوالجلال کے قہر کی طرح ان پر نازل ہو کر ان کو ساکت اور خاموش کر دیا۔ کیا آپ کو معلوم نہیں کہ مولانا ثناء اللہ (شیر پنجاب) امرتسری جن کے نام سے بھی آپ خواب میں چونک چونک اٹھتے ہوں گے۔ کس طرح قادیان پہنچ کر مرزا قادیانی کو دم بخود بنا دیا تھا کہ صورت دکھلانے کی جرأت نہ کر سکے تھے۔ مناظرہ تو بڑی چیز ہے۔ ”وللّٰہ درہ من قال“

سمجھے تھے وہ غلط کوئی سرکوب ہی نہیں
فرعون کے لئے کوئی موسیٰ نہ آوئے گا

اب جب آپ حضرات مونگیر میں (بعقائد اہل سنت والجماعت) اپنے فاسد خیالات کی اشاعت کرنے آئے اور چاہا کہ عوام کالانعام کے دماغ میں مرزا قادیانی کی مسیحیت اور مہدویت کا بیج بوئیں اور ان کے خزینہ دین اور ایمان کو تخت و تاراج کریں تو علمائے حقانی بفحوائے حدیث نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ”من رأی منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ فان لم یستطع فبقلبہ وذالك اضعف الایمان رواہ مسلم“

تم میں سے جو شخص امر منکر یعنی خلاف دین وایمان امور کو دیکھے تو اس کو لازم ہے کہ اپنے ہاتھ سے دور کر دے اور اگر اس کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ تو زبان سے بذریعہ وعظ و پند اس کو مٹا دے اور اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل ہی دل میں برا سمجھے مگر یہ نہایت کمزوری، ایمان کی علامت ہے۔ روایت کیا اس حدیث کو مسلم نے۔

اٹھ کھڑے ہوئے اور تقریر اور تحریر سے اس باطل خیال کے بطلان کو عوام پر اچھی طرح سے ثابت کر دیا اور بذریعہ فیصلہ آسمانی، شہادت آسمانی، معیار المسیح، حقیقۃ المسیح کے وغیرہ وغیرہ کے اپنے مسلمان بھائیوں کو متنبہ کیا کہ ان اباطیل سے بچو۔ ورنہ تمہارے ایمان و اسلام کو خطرہ ہے۔ بحمد اللہ کہ اس کا اتنا اثر ہوا کہ آج مونگیر و اطراف مونگیر میں ہر ہر بچہ کو اس کی اطلاع ہے کہ ناقص اور سب سے باطل قرآن و حدیث کے خلاف اگر کوئی خیال ہو سکتا ہے تو وہ مرزائیوں کا ہے۔

ورنہ حضرت مولانا مدظلہ کو ان ہنگاموں سے کیا مطلب اور حضرت مولانا مدظلہ کیوں ایسی باتوں کی طرف توجہ فرماتے۔ اولیاء اللہ، علمائے حقانی، صوفیائے کرام ایسے امور کی طرف اس وقت توجہ فرماتے ہیں جو دیکھتے ہیں کہ دشمنان دین زور پکڑ رہے ہیں اور بہت زیادہ احتمال ہے کہ اگر وہ اپنی حالت پر اب بھی چھوڑ دیئے گئے تو دنیا ضلالت آباد میں جائے گی اور خدا کے خاص بندے خیر الامۃ افراط و تفریط میں پڑ کر بدترین خلائق ہو جائیں گے تو پھر وہ تسبیح کی جگہ اپنی انگلیوں میں قلم کو زیب دیتے ہیں اور درود و وظائف معمولہ کی جگہ عقائد باطلہ کی تردید کرتے ہیں۔ کیونکہ:

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے

باقی حکیم صاحب کا یہ فرمانا۔ اگر آپ چاہتے تو براہین احمدیہ کا جواب لکھ کر دس ہزار حاصل کر لیتے یا نور الحق کا جواب لکھ کر پانچ ہزار حاصل کر لیتے یا حیات عیسیٰ اسرائیلی علیہ السلام کے زندہ بجسدہ عنصری آسمان پر جانے کی کوئی آیت قرآنی یا حدیث پیش کر کے بیس ہزار حاصل کر لیتے وغیرہ وغیرہ۔

ان سب کی حقیقت دنیا پر واضح ہو چکی ہے اور یہ سب محض لایعنی باتیں ہیں اور دھینگا مشتی اور ہنگامہ آرائی ہے۔ ہم لوگ فدایان رحمانی جو کچھ کرتے ہیں محض خدا کے واسطے اور لوجہ اللہ اور اسلام اور دین مبین کی خدمت کے لئے کرتے ہیں۔ جس سے مقصود محض حفاظت دین ہے نہ کسی سے کوئی ذاتی مخاصمت مدنظر ہے نہ اپنی تعلّیٰ اور شہرت۔ یہ ان ہی لوگوں کو مبارک ہو جو بندہ زر ہیں۔

بروایں دام برمرغ دگرنہ
کہ عنقارا بلند است آشیانہ

حکیم صاحب کا ایک افتراء

”انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایٰت اللہ“

ممکن ہے کہ ہمارے دوست ہماری سرخی سے کبیدہ خاطر ہو جائیں اور تہذیب کے جامہ میں آ کر شکوہ سنج ہوں۔ مگر میں سچ عرض کرتا ہوں۔ اگر آپ اپنے ضمیر سے بھی ایسے افعال کے متعلق فتویٰ چاہیں گے تو وہ بھی آپ کو یہی کہے گا۔ ”ان ھذا بھتان عظیم“ بیشک یہ بڑی تہمت ہے۔ جس کا فیصلہ ہم اس جگہ اپنے ناظرین پر چھوڑتے ہیں کہ یہ سرخی اپنی جگہ پر ہے یا نہیں۔

ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا
بس اک نگاہ پہ ٹھہرا ہے فیصلہ دل کا

حکیم صاحب ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں۔ ”ایسے عظیم الشان انسان (یعنی مرزا قادیانی) کا نام نامی آتے ہی کانپوری صاحب کہہ دیا کرتے تھے کہ مجھ کو الہام ہوا ہے۔ این را بگذار و بکار خویش مشغول باش۔ یہ الہام کانپوری صاحب کا عام لوگوں میں مشہور ہے۔ چنانچہ اس وقت اگر ان کے مریدوں سے حلفاً دریافت کیا جائے تو وہ کہہ سکتے ہیں کہ پیر جی نے بارہا لوگوں کے سامنے یہ الہام سنایا ہے۔“

حکیم صاحب کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ الہام عام لوگوں میں مشہور ہے۔ اب ہم سب سے پہلے اپنے ناظرین کرام ہی کو مخاطب کرتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ آپ بھی عوام کے ایک فرد ہیں۔ آپ خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر فرمایئے کہ کیا آپ کو یہ الہام معلوم ہے؟ اگر آپ کو معلوم نہیں تو سچ فرمایئے کہ یہ جھوٹ اور اسی کا نام افتراء ہے یا نہیں؟

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

رہے خواص یعنی حضرت مولانا مدظلہ کے مریدین تو میں (جو یکے از خدام ہوں) حلفاً کہتا ہوں کہ مجھ کو اس الہام کا حضرت مولانا مدظلہ کی زبان مبارک سے سننا تو کیا معنی؟ مجھ کو آج تک اس کی اطلاع بھی نہ تھی۔ ہاں یہ پہلا موقع ہے کہ حکیم صاحب کے اسرار نہانی کی زبان سے سن رہا[ل] ہوں۔ ”واللہ علیٰ ما اقول شہید“

[ل] اور اگر یہ صحیح ہو اور کسی وجہ سے مجھ کو نہیں دوسروں کو علم ہو تو اس پر حکیم صاحب ایسے شخص کا معترض ہونا خدا کی شان ہے۔ آپ کے پیر خلیفۃ المسیح ثانی مرزا محمود قادیانی نے تو خود حقیقت النبوۃ میں مرزا قادیانی کے بہتیرے الہامات کو یہ کہہ کر رد کر دیا ہے۔ یہ الہام ابتداء اور بے سمجھی کے وقت کا ہے۔ اصل حقیقت کا انکشاف آپ کے بعد ہوا، تو کیا یہاں بھی آپ یہی فرمائیں گے کہ یہ دونوں الہام آپ کے سچے ہیں یا جھوٹے، شیطانی ہیں یا رحمانی۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

پس یہ دو دلیلیں تھیں جو غلط ثابت ہوگئیں اور حکیم صاحب کا افتراء نہایت روشن طریق پر ثابت ہوگیا اور ہم امید کرتے ہیں کہ حکیم صاحب نہیں تو ہمارے ناظرین کو ہماری سرخی کی تصدیق ہوگئی ہوگی۔ کیونکہ افتراء کی نسبت حکیم صاحب کی طرف خود ان کی ناجائز کرتوت کی وجہ سے ہے۔

گل وگل چین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

اخیر میں ہم حکیم صاحب سے محض اس قدر کہنا چاہتے ہیں کہ آہ آپ نے ناجائز حمیت میں جھوٹ وافتراء سے بھی دریغ نہ فرمایا اور قرآن کی اس سخت وعید کو بھی آپ نے فراموش فرمادیا۔ مشغول رہو۔ اس سے مرزا قادیانی کی تعریف نکلی یا مذمت ہر جگہ الطنف آپ کا ہی حصہ ہے۔ ’’انما یفتری الکذب الذین لا یؤمنون بایٰت اللّٰہ‘‘ جھوٹ وافتراء وہی باندھتے ہیں جو خدا کی آیات پر ایمان نہیں رکھتے۔

دوسرے نمبر کا جواب

’’وجوہ یومئذ علیہا غبرۃ ترھقھا قترۃ‘‘

معزز ناظرین! اس حقیقت کا انکشاف کہ واقعی حضرت مولانا مدظلہ پر علماء مکہ معظّمہ نے تکفیر کی ہے اور وہ فتاویٰ الحرمین کے ص۳۸، ۳۹ میں موجود ہے۔ اسی وقت ہوسکتا ہے کہ آپ خود فتاویٰ مذکور ملاحظہ فرمالیں کہ پوری کتاب میں ایک جگہ بھی حضرت مولانا کا اسم گرامی ہے یا محض حکیم صاحب کا افتراء ہے۔ ہم نے کتاب مذکور بہتیرے مطبع اور ہندی مصری کتب خانوں میں

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ)   (اسرار نہانی ص۳۳) ونیز اپنے ان دونوں سفید وسیاہ الہاموں کی تطبیق کر کے دکھایئے۔ یا اپنے الہام بھیجنے والے کے پاس درخواست کیجئے یا کیفیت طلب کیجئے۔ (اسرار نہانی ص۳۴) کہ اولا دتو خودمراچنان گفتہ بودی حالانکہ گونہ خلاف وعکس آن الہام کنے۔ (مصنف) علاوہ این (را بگذار) کامعنی یہ نصف کہ مرزا قادیانی کی تردید نہ کرو۔ آپ ہی کا حصہ ہے۔ اس کا توصاف مطلب یہ ہے کہ مرزا قادیانی جو جھوٹا مہدی اور مسیح ہونے کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ اس کا اعتراف نہ کرو اور بکار خویش مشغول باش۔ یعنی اپنے کام میں جس پر تم ہو اور تمہارا مسلک ومذہب ہے۔ اسی پر قائم اور اسی پر عامل اور اس میں مشغول رہو۔ اس سے مرزا قادیانی کی تعریف نکلی یا مذمت ہر جگہ الطنف آپ کا ہی حصہ ہے۔

تری کمزوریاں تیری دلیلیں دیکھ لیں ہم نے
تیرے پیچھے ہی پیچھے ہر جگہ پھرتی ہے رسوائی

تلاش کیا۔ مگر حسن اتفاق سے کہیں نہیں ملی۔ مجبوراً حکیم خلیل صاحب (مصنف اسرار نہانی) کی طرف رجوع کیا کہ آپ عنایت فرما کر فتاویٰ الحرمین ہمارے نام قیمتاً ارسال فرمائیں جواباً جو کچھ حکیم صاحب نے تحریر کیا ہے۔ بلفظہ نقل مطابق اصل کر دیا جاتا ہے۔

خلیل احمد معرفت قادر بخش الخبیر!

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم!

مکرم بندہ! ’’السلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ‘‘

چونکہ آج کل میں دہلی میں چندروز کے لئے مقیم ہوں۔ اس لئے آپ کا مرسلہ کارڈ دیر میں مجھ کو ملا۔ پہلے مونگیر آیا۔ پھر مونگیر سے یہاں پہنچا۔ فتاویٰ الحرمین کی آپ کو ضرورت ہے۔ یہ کتاب بمبئی میں چھپی تھی۔ مولوی رضی احمد صاحب بریلوی نے طبع کرایا تھا۔ مگر اب یہ کتاب ان کے پاس بھی نہ رہی۔ آپ ان کے پتہ پر خط لکھ کر ان سے بھی دریافت کر لیں اور لکھیں کہ مولوی محمد علی کانپوری پر جو فتویٰ کفر آپ نے مکہ معظّمہ سے منگوایا تھا وہ فتویٰ یعنی فتاوی الحرمین مجھے بھیج دیں۔ ممکن ہے کہ آپ کے نام بھیج دیں۔ مگر قرینہ یہ ہے کہ یہ کتاب ان کے پاس بھی نہیں رہی۔ مولوی رضا احمد صاحب ہمارے سلسلہ احمدیہ کے بھی مخالف ہیں۔ مگر کیا حرج آپ ان سے بھی دریافت کر سکتے ہیں۔ میرے پاس وہ کتاب تھی اور میں آپ کو دے سکتا تھا۔ مگر افسوس کہ آج کل یہ کتاب عدالت میں داخل ہے۔ چونکہ مقدمہ ابھی ہائیکورٹ میں لگا ہوا ہے۔ اس لئے عدالت سے ابھی نہیں لی ہے۔ مقدمہ کے فیصل ہونے کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ عدالت سے جب واپس ہوگی تو میں آپ کی خدمت میں بھیج سکتا ہوں۔ اگر اس کتاب کی سخت ضرورت ہو تو عدالت میں درخواست دے کر کتاب کو دیکھ سکتے ہیں۔ میں نے جو اسرار نہانی میں حوالہ دیا ہے وہ حوالہ بہت صحیح اور درست ہے۔ مولوی محمد علی کانپوری کبھی اس سے انکار نہیں کر سکتے۔ دہلی میں بالفعل ہمارا پتہ یہ ہے۔ حکیم خلیل احمد معرفت قادر بخش صاحب انجینئر املیشن فیکٹری، کوڑیا پل، دہلی۔

جواباً حکیم صاحب کو لکھ دیا گیا تھا کہ جب آپ مونگیر تشریف لاویں مجھ کو مطلع

فرمادیں۔ میں بتوسط آپ کے درخواست دے کر ضرور اس کو دیکھوں گا۔ ہنوز کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

بہرکیف حکیم صاحب کے خط سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱...... فتاویٰ مذکور کو جناب مولانا احمد رضا خان صاحب نے طبع کرایا ہے۔

۲...... مولانا مذکور ہی نے مکہ معظّمہ سے مرشدنا مولانا محمد علی صاحب قبلہ مدظلہ العالی کی شان میں کفر کا فتویٰ منگوایا ہے۔

۳...... اسرار نہانی میں حضرت مولانا محمد علی صاحب قبلہ کی نسبت جو کفر کے فتویٰ کا حوالہ دیا ہے۔ وہ درست ہے اور اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔

۴...... ان کی اس تحریر سے مگر اب کتاب ان کے پاس بھی نہ رہی۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ فتاویٰ مذکور دوسروں کے پاس تو کیا مولانا احمد رضا خان صاحب کے پاس بھی (باوجودیکہ آپ ہی نے طبع کرایا ہے) نہیں ہے۔

اب ہر ہوشمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ ایسی حالت میں کہ جب کتاب مذکور کے ملنے کی ہر طرح سے یاس ہوگئی ہو۔ کیا حکیم صاحب کے حوالہ کی تصدیق کی اس سے کوئی اور عمدہ صورت ہوسکتی ہے؟ کہ خود مولانا احمد رضا خان صاحب سے حسب تحریر حکیم صاحب کتاب مذکور طلب کی جاوے اور استفسار کیا جائے کہ آپ نے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب قبلہ پر کفر کا فتویٰ مکہ معظّمہ سے منگوایا ہے یا نہیں اور منگوایا ہے تو وہ فتاویٰ الحرمین یا کسی دوسرے رسالہ میں طبع کرایا ہے یا نہیں اور حکیم خلیل صاحب جس فتویٰ کو حضرت مولانا کی طرف منسوب کر رہے ہیں وہ اپنے اس بیان میں سچے ہیں یا نہیں اور جب حکیم صاحب کو خود اعتراف ہے کہ مولانا موصوف ہی نے اس فتوے کو مکہ معظّمہ سے منگوایا اور طبع کرایا ہے۔ اس فتویٰ کے مضامین کے متعلق جو کچھ مولانا ممدوح کا ارشاد ہوگا وہ حکیم صاحب پر اقبالی ڈگری ہوگی یا نہیں؟

یوں تو ہر شخص کے منہ میں زبان ہے مگر ایک منصف طبیعت اور انصاف پسند تو یہی کہے گا کہ اس سے بہتر فیصلہ کی دوسری صورت متصور نہیں ہوسکتی اور بیشک جناب مولانا احمد رضا خان صاحب کا ہر بیان اس فتاویٰ کے متعلق حکیم صاحب پر ایک اقبالی ڈگری ہوگی۔

چنانچہ حسب تحریر حکیم صاحب مولانا موصوف کی خدمت میں جوابی کارڈ تحریر کیا گیا۔ اس کے جواب میں مولانا ممدوح کے مہتمم مطبع نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے ذیل میں بلفظ درج کیا جاتا ہے۔

مکرمی وعلیکم السلام! آپ کے دو خط آئے جواباً گذارش ہے۔ قادیانیوں کا محض دھوکا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب ناظم ندوہ کی نہ یہاں سے تکفیر ہوئی ہے، نہ عرب شریف سے، کفر کے فتوے آئے۔ ہاں ندوہ کا رد البتہ کیا گیا اور اس کے رد میں عرب شریف سے فتویٰ آئے جو فتاویٰ الحرمین میں شائع ہوئے۔ اس میں کہیں مولوی محمد علی صاحب کی تکفیر نہیں ہے۔ اب فتاویٰ الحرمین یہاں نہیں رہا۔ ورنہ ضرور بھیجا جاتا۔ بمبئی والوں نے چھاپا تھا۔ اسی زمانہ میں تقسیم کر دیا۔ البتہ غلام احمد قادیانی کی تکفیر علمائے حرمین شریفین نے کی جو حسام الحرمین میں موجود ہے۔ مگر اب حسام الحرمین کی جلدیں بھی دو تین ماہ سے ختم ہو گئی ہیں۔ البتہ حسام الحرمین عربی بلا ترجمہ شاید دو ایک نسخہ مل جائے۔ اس کی ضرورت ہوگی تو بھیج دیا جائے گا۔ رسائل رد قادیانی جو دفتر میں موجود ہیں۔ روانہ کئے جاتے ہیں۔

امجد علی اعظمی مہتمم مطبع اہل سنت بریلی، ۸/ رجب ۱۳۳۴ھ

اب ہم اس کا انصاف معزز ناظرین ہی سے چاہتے ہیں کہ کیا اس سے بڑھ کر افتراء سازی کی کوئی دوسری مثال مل سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

خیال فرمایئے یہ کیسا سیاہ جھوٹ ہے کہ میرا حوالہ درست ہے۔ حالانکہ کہیں نام ونشان تک نہیں اور یہ کیسا صریح افتراء ہے کہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے ان کی تکفیر کا فتویٰ مکہ معظّمہ سے منگوایا تھا۔ داراں حالانکہ نہ ان کے یہاں سے کوئی فتویٰ حضرت مولانا مدظلہ پر تکفیر کا دیا گیا اور نہ عرب شریف کے علماء نے کوئی فتویٰ اس طرح کا تحریر فرمایا اور نہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے منگوایا۔

مگر ہزار آفرین حکیم صاحب کے ایمان وتقویٰ پر کہ محض جھوٹ مع حوالہ صفحہ آپ کے لکھ مارا کہ فتاویٰ الحرمین کے ص ۳۸، ۳۹ میں مولوی محمد علی صاحب پر کفر کا فتویٰ موجود ہے۔ حالانکہ اس میں حضرت مولانا مدظلہ کا کہیں نام ونشان تک نہیں ہے۔

یہی راز تھا جس کی وجہ سے حکیم صاحب نے ناظم ندوہ کے بعد ہلال میں مولوی محمد علی لکھ کر اپنے اعمال نامہ کو سیاہ کیا اور افراد بہتان کی ناپاک غلاظت سے اپنی کتاب کو متلوث کیا اور اس کا

کھسکی تک نہیں ہوا کہ جھوٹے طلسم کا راز ایک نہ ایک روز کھل ہی کر رہتا ہے۔ مگر نہیں ان کو ان کے مغرور نفس نے اس دھوکے میں رکھا کہ نہ کتاب ملے گی نہ ہمارے بہتان وافتراء کا طلسم ٹوٹے گا۔

اب حکیم صاحب کو غور کرنا چاہئے کہ آپ کے اس الزام کی کیا وقعت ہے کہ: ”جو جواب اس موقع پر آپ دے دیں گے وہی جواب میں بھی ان لوگوں کے بارے میں دوں گا۔ جنہوں نے احمدیوں پر یا احمدیوں کے امام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کفر کا فتویٰ دیا ہے یاد لایا ہے۔“

حکیم صاحب مرزا قادیانی کی قسمت کو کہاں تک روئے گا۔ ان کے لئے تو فیصلہ ہو چکا۔ ”لا تعتذروا قد کفرتم بعد ایمانکم“ بہانے نہ بناؤ بیشک ایمان کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ ہاں آپ اپنی قسمت پر البتہ روییئے۔ کیونکہ بلا وجہ شرعی محض افتراء وکذب وبہتان اور اختراع طبیعت سے کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ دوسرے لفظوں میں اپنے کو کافر کہنا ہے پس ہم نہیں کہتے کہ آپ کیا ہیں۔ آپ خود اپنے گریبان میں منہ ڈال کر اپنے نوشتہ تقدیر کو پڑھئے۔

رقیب کہتے ہیں آزاد ہوگیا کافر
رفیق کہتے ہیں مغضوب قہر یار ہے خود

سچ ہے۔

آزاد کو جو کہتے تھے بے دین وگنہگار
کل دیکھا خرافات میں مست مے ولی تھے

پس حضرت مولانا مدظلہ کے متعلق تو ہم یہ کہتے ہیں کہ تکفیر کی نسبت حضرت مولانا مدظلہ کی ذات شریف کی طرف افتراء ہے بہتان ہے۔ مگر کیا مرزا قادیانی کے متعلق بھی آپ یہی کہیں گے۔ اگر خاطر ناشاد سے ان کی تکفیر ذہول کی گئی ہو تو تازہ کر لیجئے کہ حسام الحرمین کی عربی عبارت نقل کی جاتی ہے بغور پڑھے۔

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

مرزا قادیانی پر عرب شریف، مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے علمائے کرام کا فتویٰ کفر وارتداد

”غلام احمد القادیانی دجال حدث فی هذا الزمان ادعی مماثلة المسیح وقد صدق واللّٰه بانه مثل المسیح الدجال ص۸“

بسم الله الرحمن الرحيم

الکاذب مرزا

مولانا ابوالحریز عبدالعزیز رح

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

ھل انبئکم علیٰ من تنزل الشیٰطین تنزل علیٰ کل افّاک اثیم!

ترجمہ: کیا میں تم کو بتاؤں کہ شیطان کس پر اترتے ہیں۔ وہ ہر جھوٹے بدکار پر اترتے ہیں۔

’’ان الذین یفترون علیٰ اللّٰہ الکذب لا یفلحون‘‘

ہرایک شخص اس بات کا مقر اور قائل ہے کہ سچائی اور صداقت ہی ایک ایسا معیار ہے۔ جس پر صدق اور کذب کا انحصار ہے جو کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہو اس کی کوئی بات بھی قابل وثوق اور اعتبار نہیں ہوسکتی۔ رسول اللہﷺ فرماتے ہیں۔’’ **ولا یزال الرجل یکذب ویتحری الکذب حتیٰ یکتب عند اللّٰہ کذابا** (مشکوٰۃ)‘‘ یعنی جو کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جھوٹا لکھا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں ہے۔’’ **قال رسول اللّٰہﷺ ان بین یدی الساعۃ کذابین فاحذروھم** (مسلم)‘‘ یعنی رسول اللہﷺ نے فرمایا کہ قیامت سے پہلے بڑے بڑے جھوٹے (مدعی نبوت) ہوں گے۔ اے مسلمانو! تم ان جھوٹوں سے دور رہنا۔ آیات واحادیث بالا سے معلوم ہوا کہ جو شخص جھوٹ بولنے اور افتراء پردازی کا عادی ہو وہ نبی ہونا تو در کنار صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں رہتا۔

مرزا قادیانی مدعی نبوت خود رقمطراز ہیں۔’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘ (حاشیہ ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶) نیز مرزا قادیانی اپنے رسالہ (آریہ دھرم ص۱۱، خزائن ج۱۰ ص۱۲) میں فرماتے ہیں۔’’غلط بیانی اور بہتان طرازی نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۲، خزائن ج۱۷ ص۵۴) میں یہ بھی موجود ہے کہ:’’خدا پر افتراء کرنا پلید طبع لوگوں کا کام ہے۔‘‘

پس اسی معیار پیش کردہ پر جب ہم مرزا قادیانی مدعی نبوت کو پرکھتے ہیں تو جھوٹوں کی فہرست میں آپ کو نمبر اوّل پاتے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی موصوف کی تصنیفات میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں کی تعداد میں ایسے جھوٹ اور بہتانات ہیں جو انہوں نے خدا اور رسول اور امامان دین پر باندھے ہیں۔ جن کا قرآن وحدیث میں کہیں بھی پتہ نہیں چلتا۔ چنانچہ ہم مشتے نمونہ ازخروارے مرزا قادیانی ہی کی تصنیفات سے چند حوالہ جات متلاشیان حق کے سامنے پیش کرتے ہیں اور تابعداران مرزا کو چیلنج دیتے ہیں کہ حوالہ جات ذیل کو سچا ثابت کر کے انعام لینے کے مستحق ہوں۔

مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ نبی اللہ کی نسبت عقیدہ

۱...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”قرآن بضرب دہل فرما رہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا۔“ (تحفہ گولڑویہ تختی کلاں ص ۴۶، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۵) مرزا کے مریدو! اس قسم کی آیت قرآن شریف سے دکھاؤ۔ مبلغ ۱۰ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ جھوٹ کا اقرار کرو۔

۲...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”تفسیر معالم التنزیل کے ص ۱۶۲ میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ کا اعتقاد یہی تھا کہ مسیح فوت ہو چکے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴۷، خزائن ج ۳ ص ۲۲۵) قادیانی دوستو! معالم التنزیل سے حضرت ابن عباسؓ کا یہ عقیدہ دکھاؤ۔ مبلغ ۱۱ روپیہ انعام لو۔ ورنہ کہو یا دروغ گوئی تیرا سہارا۔

۳...... مرزا قادیانی کہتے ہیں: ”امام مالکؒ، امام اعظمؒ، امام احمدؒ، امام شافعیؒ، حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر اتفاق رکھتے ہیں۔“ (تحفہ گولڑویہ ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۹۲) مرزا قادیانی کے مریدو! ائمہ اربعہ کا یہ متفقہ قول بتاؤ۔ مبلغ بارہ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ مرزا قادیانی کے جھوٹ کا اقرار کرو۔

۴...... مرزا قادیانی آنجہانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ ”آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۷، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۱)

شاباش یہود کا بھی ناک کاٹ دیا۔ وہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فقط والدہ مریم پر ایسا الزام لگاتے ہیں۔ جس کی تردید قرآن کریم نے اکمل طور سے کر دی۔ مگر مرزا قادیانی کی دلیری بھی قابل داد ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں اور نانیاں کو معاذ اللہ بدکار کہتے ہیں۔ اس بندۂ خدا سے کوئی پوچھے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہی نہیں تو دادیاں کیسے ہو گئیں۔ سچ ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ مرزائیو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین دادیاں قرآن وحدیث سے ثابت کرو۔ مبلغ تیرہ روپے انعام وصول کرو۔

۵...... مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کہتے ہیں۔ ”پس ہم ایسے ناپاک خیال، متکبر اور راست بازوں کے دشمن کو ایک بھلا مانس آدمی بھی قرار نہیں دے سکتے۔ چہ جائیکہ اس کو نبی قرار دیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۹، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۳)

حضرات ناظرین! یہ ہے جناب مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی نسبت عقیدہ اور آیت ”انما المسیح عیسیٰ بن مریم رسول اللّٰہ (سورۂ نساء) “ کا کیسی صفائی سے انکار کرتے ہیں۔ قادیانی دوستو! اب بھی مرزا قادیانی کو مسلمان کہو گے؟

۶...... نیز فرماتے ہیں کہ: ”آپ عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

جو کوئی جھوٹ بولنے کا عادی ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی ایساغیث ہے۔ چونکہ جھوٹ اور افتراء پردازی مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ لہٰذا حضرت روح اللہ نبی اللہ کی نسبت بھی اپنی بدعقیدگی کو ظاہر کیا۔

۷...... مرزا قادیانی آنجہانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات سے بھی صاف انکاری ہیں فرماتے ہیں۔ ”عیسائیوں نے آپ کے بہت سے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ آپ کے ہاتھ میں سوائے مکر اور فریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶، ۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰)

قرآن کریم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح اللہ، نبی اللہ، رسول اللہ، کلمتہ اللہ، ”وجیھا فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین “ کہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزات وضاحت سے بیان کرے۔ مگر مرزا قادیانی مدعی نبوت، روح اللہ کو جھوٹا، مکار اور فریبی، بدکردار، معاذ اللہ خاکش بدہن ولد الزنا وغیرہ کہہ کر آپ کی نبوت و معجزات سے انکار کرتا ہے۔ یہ ہیں پنجابی نبی کے عقائد۔

مرزائی دوستو! ایمان سے بتاؤ کہ ایسے عقیدہ والے کو قرآن کریم کیا تمغہ عطاء کرتا ہے۔ ”الیس فی جھنم مثوی للکافرین “ کیا جہنم میں منکروں کی جگہ نہیں۔

آگے سنئے:

۸...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”یہ اعتقاد بالکل غلط اور فاسد اور مشرکانہ ہے کہ مسیح مٹی کے پرندے بنا کر اور ان میں پھونک مار کر انہیں سچ مچ کے جانور بنا دیتا تھا۔ بلکہ عمل تراب تھا جو روح کی قوت سے ترقی پذیر ہو گیا تھا۔ بہرحال یہ معجزہ صرف ایک کھیل کی قسم سے تھا۔ جیسے سامری کا گوسالہ۔“ (ازالہ اوہام ص۱۳۲، ۳۲۲، خزائن ج۳ ص۲۶۳)

ناظرین آپ نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی توہین وہتک کرنے میں کیسے جری اور بے باک ہیں۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا قرآن پاک پر ہرگز ایمان نہیں تھا۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ وہ قرآن شریف کی صریح آیات کے برخلاف ایسے ناپاک الفاظ کہنے کی جرأت کرتا۔ قرآن کی متعدد آیات میں حضرت روح اللہ کے معجزات کا ذکر بالصراحت موجود ہے اور ارشاد خداوندی برملا پکار رہا ہے کہ جو کوئی عیسیٰ علیہ السلام کے معجزہ مٹی کے پرند بنانے کو عمل ترب (جادو) کہے وہ کھلم کھلا کافر ہے۔ چنانچہ فرمایا: ”فقال الذین کفروا منهم ان هذا الا سحر مبین“

قادیانی دوستو! خدارا انصاف کرو کہ ایسا شخص بھی مسلمان کہلانے کا حق رکھتا ہے؟ جو حضرت روح اللہ کی نسبت ایسا عقیدہ رکھتا ہو اور تم اس کو اپنا ہادی سمجھو۔ مرزا قادیانی کی اس بدعقیدگی کو پوشیدہ رکھنے کی خاطر بعض مریدان مرزا عوام الناس کو یہ دھوکہ دیتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جو کچھ لکھا ہے یہ یسوع کی نسبت لکھا ہے۔ نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق۔ مگر یہ ان کا عذر تار عنکبوت سے بھی اوہن تر ہے۔ کیونکہ درحقیقت یسوع اور مسیح سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ ہی ہیں۔ نیز یہ امر مرزا قادیانی کی تحریرات سے ظاہر ہے کہ یسوع حضرت عیسیٰ ہی کو کہا جاتا ہے۔ (نور القرآن ص۲۰، ۲۱، توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲، تذکرۃ الشہادتین ص۲۵، ۲۷، ۲۸، براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۸۰، خزائن ج۲۱ ص۳۵۰)

مرزا قادیانی کے مریدو! مرزا ہی کی تحریرات سے ثابت کرو کہ یسوع اور عیسیٰ دو الگ الگ شخص ہیں۔ تو ایسی صورت میں مبلغ چودہ روپے نقد چہرہ شاہی بندہ سے انعام پاؤ۔ ورنہ کہو۔ یا دروغ گوئی تیرا آسرا۔

مرزا قادیانی کا قرآن پاک کے متعلق عقیدہ

۹…… فرماتے ہیں۔ ”قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے۔ ایک غایت درجہ کا غبی اور نادان بھی اس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔“ (ازالہ اوہام ص۱۴، خزائن ج۳ ص۱۱۵) کتنا بڑا الزام قرآن پر لگایا ہے۔ آج تک جس قدر ہی دشمنان اسلام گزرے ہیں۔ کسی نے بھی قرآن کریم کے متعلق ایسے ناشائستہ الفاظ استعمال نہیں کئے۔ قادیانی بھائیو! ایمان سے بتاؤ کہ ایسا شخص بھی مسلمان اور نبی ہوسکتا ہے؟

مرزا قادیانی کا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مناقب پر ناجائز قبضہ

قرآن شریف میں حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی فضیلت میں جس قدر آیات قرآنیہ ہیں۔ مرزا قادیانی نے ان کو اپنے لئے بتایا ہے۔

۱۰...... ''انا اعطيناك الكوثر '' ﴿اے محمد ہم نے آپ کو حوض کوثر عطاء کیا ہے۔﴾ مرزا قادیانی کہتا ہے یہ میرے حق میں ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

۱۱...... ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمين '' ﴿ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں اس سے مراد میں ہوں۔

(حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

۱۲...... ''ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله '' ﴿اے محمدؐ جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت بھی میرے لئے ہے۔ (حقیقت الوحی ص۸۰، خزائن ج۲۲ ص۸۳)

۱۳...... ''وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما ''
﴿اے نبیؐ ہم نے آپ کو بے انداز علم سکھایا ہے اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔﴾
مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت بھی میرے حق میں ہے۔ (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ ص۹۹)

۱۴...... ''سبحان الذى اسرىٰ بعبده ليلا '' ﴿اللہ وہ پاک ذات ہے جس نے اپنے بندے (محمد ﷺ) کو کچھ رات میں سیر کرائی۔﴾ یہ آیت حضرت کے معراج جسمانی کے ثبوت کے متعلق ہے۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ بھی میرے حق میں ہے۔

(حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

۱۵...... ''ليغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر '' ﴿اے نبی اللہ نے آپ کے سب گناہ بخش دیئے ہیں۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں یہ آیت میرے لئے ہے۔

(حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

۱۶...... ''عسىٰ ان يبعثك ربك مقاماً محموداً '' ﴿اے محمدؐ ہم آپ کو مقام محمود عطاء کریں گے۔﴾ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی ہے۔

(حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

یہ ہیں مرزا قادیانی کے فرمان بے لگام۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ درجات بالا ہم نے اپنے بندے محمد رسول اللہ ﷺ کو عطاء کئے ہیں۔ مگر پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ یہ سب کچھ میرے حق میں ہے۔

قادیانی دوستو! اب خدا کو صادق کہو گے یا مرزا قادیانی کو۔ ان دونوں میں سے ایک ہی سچا ہوگا۔

مرزا قادیانی کا خدا کی نسبت عقیدہ

۱۷…… مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”میرا خدا روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۱۰۴، خزائن ج۲۲ ص۱۰۷)

۱۸…… مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ”خدا گناہ بھی کرتا ہے اور نیکی بھی کرتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

قادیانی مترو! سنتے ہو۔ تمہارا نبی قادیانی کیا کہہ رہا ہے۔ اب تو خدا کو بھی نہیں چھوڑا۔ ہاں! ہاں! جو مرزا قادیانی کا خدا ہے وہ ضرور خطا کرتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ محمدی بیگم کا خاوند سلطان محمد میعاد مقرر کے اندر جو مرزا قادیانی نے معین کی تھی نہیں مرا اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کی آسمانی منکوحہ مرزا قادیانی کی آغوش میں میں نہیں آئی۔ کیونکہ جس وقت مرزا قادیانی کا خدا سلطان محمد کی موت کی تاریخ لکھ رہا تھا اس وقت وہ روزہ دار ہوگا۔ موسم گرما کی تھی یہ تسلیم شدہ امر ہے کہ صائم کو خشکی ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی غصہ آ جاتا ہے اور غصہ میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اس وقت مرزا قادیانی کے خدا کے حواس بوجہ خشکی شدید کے درست نہیں ہوں گے۔ بجائے سلطان محمد کی موت کے مرزا قادیانی کی موت لکھ ماری۔ بایں وہ مرزا قادیانی محمدی بیگم کے وصال سے محروم گئے۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی حقیقت مرزا قادیانی کے مریدو! اب بھی قادیان کی طرف منہ کرو گے؟

۱۹…… مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”خدا مجھے کہتا ہے تو (اے مرزا قادیانی) مجھے میری اولاد کی مانند پیارا ہے۔“ (حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

اب مرزا قادیانی خدا کا بیٹا ٹھہرا۔ جل جلالہ!

۲۰…… مرزا قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے مجھ کو کہا ہے کہ: ”تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے۔“ (دافع البلاء ص۷، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

یعنی تو میرا بیٹا اور میں تیرا بیٹا۔

قادیانی دوستو! کس منہ سے تم کہتے ہو کہ مرزاقادیانی نے تثلیث کی تردید کی ہے۔ کیا عیسائیوں کے عقیدہ اور مرزاقادیانی کے عقیدہ میں کچھ فرق ہے؟ ہرگز نہیں۔

مرزاقادیانی کا دنیا کے تمام مسلمانوں کی نسبت عقیدہ

۲۱…… فرماتے ہیں۔ ”کل مسلم یقبلنی ویصدق دعوتی الا ذریة البغایا“ یعنی جو میری نبوت کو مانتا ہے وہ مسلمان ہے اور جو کوئی نہیں مانتا وہ ولدالزنا حرام زادہ ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص۵۴۸)

کتنا بڑا افتراء اور بہتان ہے کہ سب اہل اسلام وغیرہ کو قبیح صفت سے متصف کیا ہے۔ جن میں سادات واولیاء کرام وعلمائے عظام وصلحائے وغیرہ جو مرزاقادیانی کو نبی نہیں مانتے۔ سب داخل ہیں۔ یعنی معاذ اللہ ولدالزنا ہیں۔ یہ ہے قادیانی نبی کی تہذیب، ایسے لوگوں کے متعلق قرآن کریم کا صاف فیصلہ ہے کہ جو کوئی کسی کو زنا کی تہمت لگائے وہ ملعون ہے۔ اس کو اسی کوڑے لگانے چاہئیں۔ فرمایا: ”ان الذین یرمون المحصنٰت الغٰفلت المؤمنات لعنوا فی الدنیا والآخرة (سورہ نور)“ مرزاقادیانی کے مریدو بتاؤ تمہارا پنجابی نبی قرآن مجید کی اس وعید سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ اس کو فی آدمی کے حساب سے کیوں نہ اسی اسی ڈنڈے لگانے چاہئیں۔ کیا اب قادیان کی طرف منہ کروگے یا کہو! بے انصافی تیرا سہارا۔

۲۲…… مرزاقادیانی کہتے ہیں۔ ”اگر قرآن میرا نام ابن مریم نہیں رکھتا تو میں جھوٹا ہوں۔“ (تحفہ ندوہ ص۵، خزائن ج۱۹ ص۹۸)

مرزائی دوستو! بتلاؤ قرآن کی کس آیت میں مرزاقادیانی کا نام ابن مریم بتایا گیا ہے جو کوئی ایسی آیت دکھاوے مبلغ ۱۵ روپے انعام پاوے۔ ورنہ مرزاقادیانی کو خیرباد۔

۲۳…… مرزاقادیانی نے کہا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ مسیح موعود میری قبر میں دفن ہوگا۔ وہ میں ہی ہوں۔ (کشتی نوح ص۱۵، خزائن ج۱۹ ص۱۶، نزول المسیح ص۳)

بالکل غلط ہے۔ آپ قادیان میں پڑے ہیں۔ مرزاقادیانی کو تو حج ہی نصیب نہیں ہوا۔ مرزاقادیانی کے مریدو! پنجابی نبی کا مدینہ رسول میں مدفون ہونا ثابت کرو۔ مبلغ ۱۶ روپے انعام نقد وصول پاؤ۔ ورنہ کہو یا جھوٹ تیرا ستارا بلند۔

۲۴…… مرزاقادیانی کہتے ہیں: ”اور قرآن بھی میرے آنے کا زمانہ متعین کرتا ہے۔ جو یہی زمانہ ہے۔“ (تحفہ ندوہ ص۴، خزائن ج۱۹ ص۹۶)

قادیانی سجنو! ایسی آیت قرآن سے دیکھاؤ۔ مبلغ ۱۷ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ جھوٹے کو خیر باد کہو۔

۲۵...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے۔ ''انا انزلناہ قریباً من القادیان''

(ازالہ اوہام ص۲۳، خزائن ج۳ ص۱۳۸، حقیقت الوحی ص۷۷)

مرزائیو! عبارت مرقومہ قرآن سے دکھلاؤ۔ مبلغ ۱۸ روپے نقد چہرہ شاہی وصول پاؤ۔ یا اقرار کرو کہ جھوٹ اور افتراء ہمارا ایمان ہے۔

۲۶...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ''مسیح سور کا گوشت کھائے گا۔''

(حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

جو قادیانی ایسا ثابت کرے وہ ۱۹ روپے انعام پاوے۔ ورنہ قادیانی نبوت کو خیر باد کہے۔

محمدی بیگم کا نکاح

۲۷...... محمدی بیگم کے متعلق مرزا قادیانی نے بڑے پرزور صاف اور صریح دعوے کئے تھے کہ اگر وہ میرے نکاح میں نہ آئی تو میں جھوٹا۔ ہر ایک بد سے بدتر وغیرہ ٹھہروں گا۔ فرماتے ہیں۔ ''اصل بات اپنے حال پر قائم ہے۔ (احمد بیگ کے داماد سلطان محمد کا مرزا قادیانی کے سامنے مرنا پھر محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آنا) کوئی شخص کسی تدبیر سے اسے مٹا نہیں سکتا۔ خداتعالیٰ کی طرف سے یہ تقدیر مبرم (ان ٹل) ہے۔ جو بغیر پوری ہوئے ٹل نہیں سکتی اور اس کے پورا ہونے کا وقت عنقریب ہے۔ خدا کی قسم یہ حق ہے۔ عنقریب تو اسے دیکھ لے گا کہ وہ (داماد احمد بیگ) میرے سامنے مرے گا اور میں اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کی کسوٹی اسے ٹھہراتا ہوں۔ اگر وہ میرے سامنے مر گیا تو میں سچا ہوں اور اگر ایسا نہ ہوا تو میں جھوٹا ہوں۔ ایسا ہی خدا نے مجھے بتایا ہے۔''

(انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳)

نیز شہادت القرآن میں فرماتے ہیں۔ ''پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشین گوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے۔ جس کی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے۔ قریباً گیارہ مہینے رہ گئے ہیں۔ یہ تمام امور جو انسانی طاقت سے بالکل بالاتر ہیں۔ ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں۔''

(شہادت القرآن ص۷۹، خزائن ج۶ ص۳۷۵)

یہ عبارت اپنے مطلب میں صاف ہے کہ مرزا قادیانی کی آسمانی فرضی منکوحہ کا خاوند اگست ۱۸۹۴ء تک ضرور مرجاوے گا۔ اگر ایسا نہ ہوا تو مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ میں کاذب ٹھہروں گا۔ بہت خوب اور سنئے فرماتے ہیں۔ ”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہ ہوگی اور میری موت آجائے گی۔“ (انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں۔ ”یاد رکھو کہ اس پیش گوئی کی دوسری جز (آسمانی منکوحہ کے خاوند کی موت) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

مرزا قادیانی کا یہ فرمان بالکل ٹھیک ہے۔ خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلتیں اور جو ٹل جائیں وہ خدا کی نہیں ”امنا و صدقنا“ ایک اور جگہ پر رقمطراز ہیں۔ ”یہ خدا نے پیش گوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا ہے کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی۔ خدا تعالیٰ ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا۔ باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کر کے۔ اس کام کو ضرور پورا کرے گا۔ کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔“

(ازالہ اوہام ص ۳۹۶، خزائن ج ۳ ص ۳۰۵)

ایک اور جگہ فرماتے ہیں: ”اور اس عورت کو خدا تیری طرف لائے گا۔ اس کا نکاح ہم نے تیرے ساتھ پڑھا ہے۔“ (انجام آتھم ص ۶۰، ۶۱، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰، ۶۱)

مرزا قادیانی اس نکاح کو محکمہ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ مدینہ منورہ میں رجسٹری شدہ ثابت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ ”جناب رسول اللہ ﷺ نے پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

مرزا قادیانی نے آسمانی منکوحہ کے لئے جان توڑ کوشش کی ہے۔ ایسے فنافی محمدی بیگم تھے کہ ان کو ہر ایک طرف سے سوائے اس نکاح کے اور کچھ دکھائی نہیں دیتا تھا۔ مرزا قادیانی کی اس حالت کو کسی شاعر نے یوں سمجھایا ہے۔

سیاہ پوش جوکعبہ کو مجنوں نے دیکھا
ہوا نہ ضبط وہ چلا اٹھے کہ آ لیلیٰ

الغرض مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کو اپنے سچے یا جھوٹے ہونے کا معیار ٹھہرایا ہے۔ پس یہی پیش گوئی ایسی فیصلہ کن ہے جس سے مرزائیوں کے آئے دن کے تمام جھگڑے مٹ جاتے ہیں۔ اس پیش گوئی کے پورا ہونے کے دو اہم اجزاء ہیں۔ (۱) سلطان محمد آسمانی منکوحہ کے خاوند کا مرزا قادیانی کی موجودگی میں اگست ۱۸۹۴ء تک مرجانا۔ (۲) پھر اس عورت محمدی بیگم کا مرزا قادیانی کے نکاح میں آ جانا۔ اب مریدان مرزا سے ہمارا اتنا سوال ہے کہ دونوں باتیں پوری ہوئیں؟ یعنی سلطان محمد مرزا قادیانی کی موجودگی میں اگست ۱۸۹۴ء تک فوت ہوگیا؟ اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں آئی؟ یہ اظہر من الشمس ہے کہ سلطان محمد اندر میعاد فوت نہیں ہوا۔ بلکہ وہ آج تک بھی زندہ ہے اور محمدی بیگم مرزا قادیانی کے نکاح میں نہیں آئی اور مرزا قادیانی یہ کہتے ہوئے۔

میں منتظر وصال وہ آغوش غیر میں قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں
دار دنیا سے دار عقبیٰ کی طرف چل بسے

پس ”بحکم یؤخذ المرء باقرارہ“ آدمی اپنے اقرار پر پکڑا جاتا ہے۔

مرزا قادیانی کے کاذب اور مفتری علی اللہ وعلیٰ اللہ وعلیٰ الرسول ہونے میں کوئی شک وشبہ باقی نہ رہا۔ تمام تابعداران مرزا قادیانی کو چیلنج دیا جاتا ہے کہ اس نکاح والی پیش گوئی کو بتقرری منصف مسلم فریقین سچا ثابت کریں اور مبلغ ۲۰ روپے انعام پاویں۔ ورنہ خداوند قہار سے خائف ہوکر قادیانی نبوت کو خیرباد کہہ کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین کے سچے تابعدار بن جائیں۔

۲۸...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام چار بھائی اور دو ہمشیرہ حقیقی رکھتا تھا۔“ (تذکرۃ الشہادتین ص۲۳، خزائن ج۲۰ ص۲۵)

جھوٹ ہے جو مرزائی قرآن وحدیث صحیح سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھائی بہنیں ثابت کرے۔ وہ ۲۱ روپے انعام پاوے۔

۲۹...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”بموجب نص صریح قرآن کے کوئی شخص بغیر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی اجازت کے حج کو نہیں جاسکتا۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص۴۷، خزائن ج۲۰ ص۴۹)

ڈبل جھوٹ ہے جو قادیانی ایسی آیت قرآن سے دیکھاوے ۲۲ روپے انعام حاصل کرے۔

۳۰...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”احادیث نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۰، خزائن ج۵ ص۳۴۰) بالکل غلط ہے۔ ایسی کوئی حدیث نہیں اگر سچے ہو تو پیش کرو۔ ورنہ جھوٹ سے توبہ کرو۔

۳۱...... ”احادیث میں مہدی موعود کی یہ بھی نشانی ہے کہ پہلے اسے بڑے زور شور سے کافر ٹھہرایا جاوے گا۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۲، ۱۳، خزائن ج۱۱ ص۲۹۷)

جھوٹ ہے ایسا کسی حدیث میں نہیں ہے۔ یہ مرزا قادیانی کا رسول خدا پر افتراء ہے۔

۳۲...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہ فہم قرآن میں ناقص ہے۔“ (براہین احمدیہ حصہ پنجم، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰)

ڈبل جھوٹ ہے مرزائیو! اگر مرزا قادیانی کی لاج رکھتے ہو تو تفسیر ثنائی سے یہ عبارت دکھلاؤ۔ ورنہ مرزا قادیانی کو ہزار بار کہو۔ لعنت!

۳۳...... مرزا قادیانی کہتا ہے۔ ”میں نور ہوں مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔“

(تذکرۃ الشہادتین ص۸۸، خزائن ج۲۰ ص۹۰)

قادیانی دوستو! ایمان سے کہو مرزا قادیانی کا یہ مقولہ سچ ہے کیا تم نے مرزا قادیانی کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ مولوی غلام رسول آف راجیکی و مولوی میر قاسم علی سہ صدی وغیرہ زائرین مرزا جواب دیں۔

۳۴...... مرزا قادیانی نے اپنی وفات کا وقت ۱۳۳۵ھ لکھا ہے۔ چنانچہ کہتے ہیں۔ ”دانیال نبی نے پیش گوئی کی تھی کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۳۳۵ھ تک کام کرے گا۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۱۱۴، ۱۱۶، حقیقت الوحی ص۱۹۹، ۲۰۰، خزائن ج۲۲ ص۲۰۷)

یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) ۱۳۳۵ھ میں فوت ہوگا۔ مگر مرزا قادیانی ۱۳۲۶ھ میں نو سال پیشتر محمدی بیگم کا داغ دل میں لے کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود نہ تھے۔ ایک گپ باز انسان تھے۔

۳۵...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”میرے زمانہ میں تمام قومیں ایک قوم کی طرح بن جاویں گی اور ایک مذہب اسلام بن جاوے گا۔“ (چشمہ معرفت ص۸۲، خزائن ج۲۳ ص۹۰)

مرزا قادیانی کا یہ ارشاد بھی جھوٹا نکلا۔ آپ کی آمد سے فرقہ بندی بڑھ گئی۔ بلکہ مرزا قادیانی کے مرید دو پارٹیوں میں منقسم ہو گئے۔ (لاہوری اور قادیانی) جو ایک دوسرے کو کافر کہتے ہیں۔ یہ ہے مرزا قادیانی کے وجود کی برکت؟

۳۶...... مرزا قادیانی حدیث رسول کی بایں الفاظ توہین کرتے ہیں۔ ’’جو حدیث ہمارے الہام کے خلاف ہوا سے ہم رد کر دیتے ہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۸، ۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱)

ادھر تو مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں محمد کا بروز (سایہ) ہوں۔ ادھر حدیث رسول کی اس قدر توہین؟ کیا ایسا شخص بھی راست بازوں کی فہرست میں شمار کیا جاسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳۷...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’قرآن شریف میں ہے۔ اس (مرزا قادیانی) کے زمانہ میں ایک نئی سواری پیدا ہوگی جو آگ سے چلے گی۔‘‘

(تذکرۃ الشہادتین ص۲۲، خزائن ج۲۰ ص۲۵)

بالکل جھوٹ ہے۔ قرآن میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ قادیانی دوستو! ایسی آیت دکھانے کی جرأت کرو گے؟ دیدہ باید!

مرزا قادیانی کا دعویٰ الوہیت

۳۸...... مرزا قادیانی کا ارشاد ہے۔ ’’ورایتنی فی المنام عین الله وتیقنت اننی هو مخلقت السمٰوٰت والارض وقلت انا زینا السماء الدینا بمصابیح‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، ۵۶۵، خزائن ج۵ ص۵۶۴، ۵۶۵) یعنی میں اپنے آپ کو نیند میں عین خدا دیکھتا ہوں اور یقین کیا کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں سے سجایا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ افتراء بھی قابل قدر ہے۔ ایسے لوگوں کی نسبت ارشاد خداوندی موجود ہے۔ ’’ومن یقل منهم انی اله من دونه فذالك نجزیه جهنم (انبیاء)‘‘ ﴿یعنی بندوں اور فرشتوں میں سے جو کہے کہ میں خدا کے سوا اللہ ہوں۔ ہم اس کو جہنم میں جھونکیں گے۔﴾ فرعون اپنے آپ کو رب کہتا تھا۔ جو خدا کا صفتی نام ہے۔ مگر مرزا قادیانی اپنے آپ کو اللہ کہتا ہے۔ یہ خدا کا ذاتی نام ہے۔ عقیدہ الوہیت میں مرزا قادیانی فرعون سے بھی زیادہ کمال رکھتے ہیں۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی شان؟

۳۹...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ’’قرآن شریف میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔‘‘ (کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

بالکل جھوٹ ہے جو قادیانی اس مضمون کی آیت قرآن سے دکھلاوے ۲۳ روپے انعام پائے۔

۴۰...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”هذا خليفة الله المهدى صحیح بخاری میں ہے۔“ (شہادت القرآن ص۱۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

ڈبل جھوٹ ہے۔ مرزائی دوستو۔ یہ حدیث صحیح بخاری سے دکھاؤ مبلغ ۲۴ روپے انعام پاؤ۔ ورنہ کہو یا دروغ گوئی تیرا سہارا۔

۴۱...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”ورأيت في المنام آخر كاني صرت عليا بن ابي طالب یعنی میں نیند میں دیکھتا ہوں کہ علی ابن ابی طالب بن گیا ہوں اور لوگ میری خلافت میں جھگڑا کر رہے ہیں۔ پس نبی ﷺ نے میری طرف دیکھا اور میں نے خیال کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اولاد سے ہوگیا ہوں۔ حضور نے مجھ کو فرمایا۔ اے علی ان کو چھوڑ دے۔“

(آئینہ کمالات ص۵۶۳، خزائن ج۵ ص۵۶۳)

عبارت مرقومہ سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی حضرت علی بن کر رسول کا داماد اور سادات میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ مرزا قادیانی کا یہ جھوٹ بھی قابل قدر ہے۔

۴۲...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ”عین بیداری میں میں نے دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہؓ نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص۵۰۳، خزائن ج۱ ص۵۰۴، تریاق القلوب ص۳۵)

حضرت فاطمہؓ کی وہ شان ہے جس کے دیکھنے سے ملائکہ مقربین وانبیاء مرسلین بھی حیا کریں گے اور روز قیامت تمام حاضرین محشر کو ارشاد ہوگا کہ آنکھیں بند کرلو تاکہ میرے حبیب محمد ﷺ کی دختر لخت جگر فردوس بریں میں قدم نہاد ہو جائیں۔ مگر مرزا قادیانی کا حیا وشرم بھی قابل ملاحظہ ہے کہ اپنے سر کو خاتون قیامت سیدۃ النساء کی ران پر رکھنا بتاتا ہے۔ کیا مرزا قادیانی سے زیادہ بھی کوئی گستاخ اور بے ادب دنیا میں ہوا یا ہوگا۔ جس نے اہل بیت النبی کی شان میں ایسے ناشائستہ اور بے حیائی کے الفاظ استعمال کئے ہوں۔ قادیانی دوستو! یہ ہے تمہارے پنجابی نبی کی تہذیب اور شائستگی۔

۴۳...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”جناب پیغمبر خدا وحضرت علیؓ وحسنینؓ وفاطمہؓ میرے پاس سامنے آگئے۔ پھر بعد اس کے ایک کتاب مجھ کو دی گئی۔ بتلایا کہ یہ تفسیر قرآن ہے۔ جس کو علیؓ نے تالیف کیا ہے اور اب علیؓ یہ تفسیر تجھ کو دیتا ہے۔“

(براہین احمدیہ ص۵۰۳، خزائن ج۱ ص۵۰۴)

مرزا قادیانی کے دوستو! بتلا سکتے ہو کہ تفسیر مذکور تم دو جماعتوں (قادیانی اور لاہوری) کے کس کتب خانہ سے ملے گی اور اس کا وزن کس قدر ہے اور ہدیہ کتنے پیسے ہے؟ ورنہ کہو یا جھوٹ تیرے گلے میں پھولوں کے ہار۔

۴۴...... مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہند میں ایک نبی گذرا ہے۔ جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ جس کو کرشن کہتے ہیں۔''

(چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

مرزائی سجنو! بتاؤ کہ اس کالے رنگ ہندی جوگی نبی کا کس حدیث میں ذکر ہے۔ ورنہ کہو یا دروغ گوئی تیرا بول بالا۔ قرآن وحدیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیاء صورت اور سیرت میں بنی نوع انسان سے ممتاز ہوتے ہیں۔ مگر قادیانی نبوت کا بیان ہے کہ نبی کالے دھوتو بھی ہوتے ہیں۔ چونکہ مرزا قادیانی کل انبیاء علیہم السلام کا اپنے آپ کو مثیل قرار دیتے ہیں اور کرشن بھی بنتے ہیں۔ لہٰذا کرشن کو نبی گو سیاہ رنگ کا بھی سہی بناتے ہیں۔ اب ہم جناب مرزا قادیانی کو کرشن جی مہاراج کے لقب سے یاد کریں گے۔ احباب قادیانی مطمئن رہیں۔

مرزا جی کرشن مہاراج کا حضرت حسینؓ کے متعلق عقیدہ

کرشن جی مہاراج فرماتے ہیں۔ ''اے قوم شیعہ! اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں ایک (مرزا) ہے کہ اس حسینؓ سے بڑھ کر ہے۔''

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳)

نیز فرماتے ہیں۔

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسینؓ است درگریبانم

(نزول مسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول مسیح کے ص۵۲، خزائن ج۱۹ ص۱۶۴) میں مرزا جی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ''اور انہوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسنؓ اور حسینؓ سے اپنے تئیں اچھا سمجھا۔ میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔ نیز مرزا قادیانی نے لکھا کہ: ''بخدا اسے (حسینؓ کو) مجھ سے کچھ زیادتی نہیں اور میرے پاس خدا کی گواہیاں ہیں۔ پس تم دیکھ لو اور میں خدا کا کشتہ ہوں۔ لیکن تمہارا حسینؓ دشمنوں کا کشتہ ہے۔ پس فرق کھلا کھلا اور ظاہر

ہے۔“ (ضمیمہ نزول مسیح ص۸۱، خزائن ج۱۹ص۱۹۳) اس سے آگے شیعہ کو مخاطب کر کے مرزا قادیانی کہتے ہیں۔ ”تم نے خدا کے جلال اور مجد کو بھلا دیا اور تمہارا ورد صرف حسینؓ ہے۔ کیا تو انکار کرتا ہے۔ پس یہ اسلام پر ایک مصیبت ہے۔ کستوری کی خوشبو کے پاس گوہ کا ڈھیر ہے۔“

(ضمیمہ نزول مسیح ص۸۲، خزائن ج۱۹ص۱۹۴)

مرزائی دوستو! سنتے ہو تمہارا نبی مرزا قادیانی، امام حسینؓ فرزند رسول کریم ﷺ جو قطعی جنتی اور اپنے ہم عمر جنتیوں کا سردار ہے، کی نسبت کیا عقیدہ ظاہر فرمارہے ہیں کہ ان کے نام مبارک کو گوہ کا ڈھیر قرار دیا ہے۔ کس منہ سے تم کہتے ہو کہ مرزا قادیانی حضرت محمد ﷺ کا تابعدار اور غلام ہے۔ مسلمان بھائیو! ایسے شخص سے کوسوں دور رہنا، ایسا نہ ہو کہ اپنا ایمان و اسلام اکارت کر بیٹھو۔

مرزا قادیانی کرشن مہاراج کا ڈپٹی آتھم عیسائی کے متعلق ارشاد

۴۶…… یہ بیان مرزا جی کرشن مہاراج نے ۵رجون ۱۸۹۳ء کو امرتسر میں عیسائیوں کے مباحثہ کے خاتمہ پر اپنے مدمقابل ڈپٹی آتھم کی نسبت شائع کیا۔ فرماتے ہیں۔ ”اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے۔ وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ (جہنم) میں گرایا جاوے گا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیش گوئی جھوٹی نکلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ (یعنی منہ کالا) کیا جاوے۔ میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے۔ مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔ اب اس سے زیادہ میں کیا لکھ سکتا ہوں۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ہی فیصلہ کر دیا ہے۔ اگر میں جھوٹا ہوں تو میرے لئے سولی تیار رکھو اور تمام شیطانوں اور بدکاروں اور لعینوں سے زیادہ مجھے لعنتی قرار دو۔“ (جنگ مقدس ص۲۹۲، خزائن ج۶ص۲۹۳)

(حقیقت الوحی ص۱۸۶، خزائن ج۲۲ص۱۹۳ حاشیہ) میں فرماتے ہیں۔ ”عبداللہ آتھم کی نسبت بھی موت کی پیش گوئی تھی۔“ نیز مرزا قادیانی کرشن مہاراج (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۸، خزائن ج۲۲ص۵۲۱) میں اقرار کرتے ہیں کہ: ”آتھم اپنی میعاد میں نہیں مرا۔“ قادیانی دوستو! ان الفاظ کو دیکھ کر آپ مرزا قادیانی کرشن مہاراج کو جھوٹا کہنے میں تأمل کرو گے۔ کہو مرزا قادیانی کرشن مہاراج کی جے۔

۴۷...... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ''قرآن نے میرا نام ذوالقرنین رکھا ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتیں ص ۱۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۱۲۵)

مرزائی دوستو! ایسی آیت قرآن کریم میں دیکھاؤ۔ منہ مانگا انعام پاؤ۔ ورنہ کہو یا جھوٹ تیری جے۔

۴۸...... مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ''خدا نے مجھ کو آسمان سے اتارا ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۱۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۱۲۵)

ڈبل جھوٹ ہے۔ مرزا قادیانی تو غلام مرتضیٰ کی پشت سے قادیان میں پیدا ہو کر بڑے ہوئے جو کوئی مرزا قادیانی کا آسمان سے اترنا ثابت کرے۔ مبلغ پچیس روپے انعام پاوے۔ مرزا قادیانی کے خیال میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا محالات میں سے ہے۔ مگر خود بدولت اترتے ہیں۔ ''تلك اذا قسمة ضیزیٰ'' یہ بہت بڑی تقسیم ہے۔

مرزائی دوستو! اب بھی عیسیٰ کے نزول من السماء کا انکار کرو گے؟

۴۹...... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں کہ خدا مجھے کہتا ہے۔ ''لولاك لما خلقت الافلاك'' (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

یہ حدیث حضرت رسول ﷺ کی شان میں بیان کرتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ یہ میرے شان میں ہے اس کا معنی ہے خدا فرماتا ہے۔ اے مرزا اگر تو نہ ہوتا تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا۔ مرزا قادیانی خدا کے محبوب تو بڑے تھے۔ مگر محمدی بیگم کے وصال سے خدا نے انہیں محروم ہی رکھا۔ یہ ہے قادیانی نبوت کی شان۔

۵۰...... مرزا قادیانی کرشن مہاراج فرماتے ہیں۔ ''اب یہ لوگ دیکھتے ہیں کہ مکہ اور مدینہ میں بڑی سرگرمی سے ریل تیار ہو رہی ہے اور اونٹوں کے بیکار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۹)

مرزا قادیانی کا یہ فرمان بھی جھوٹا نکلا۔ آج بیالیس سال ہو گئے ہیں کہ مدینہ اور مکہ کے درمیان کوئی ریل تیار نہیں ہوئی اور اونٹ بیکار نہیں ہوئے۔ بلکہ بہ نسبت پہلے کے اونٹوں کی دوگنا قیمت ہے۔ یہ ہے قادیانی نبوت کے برکات اور صداقت۔

۵۱...... مرزا قادیانی کرشن مہاراج نے اپریل ۱۹۰۷ء کو مولانا ثناء اللہ شیر پنجاب فاضل امرتسری کی نبوت ایک پیش گوئی بطریق دعا شائع کی تھی۔ جس کی سرخی ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

اس اشتہار میں مولانا ثناء اللہ صاحب کو مخاطب کر کے اور ان کی تحریرات متعلق ابطال وتردید مرزائیت کا شکوہ وشکایت کرتے ہوئے مرزا قادیانی لکھتے ہیں۔ ’’اگر میں ایسا کذاب، مفتری اور جھوٹا ہوں۔ جیسا کہ آپ ہر ایک پرچہ میں یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۸) اشتہار مذکور کے اخیر میں لکھتے ہیں۔ ’’یا اللہ میں تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے۔‘‘ انتہیٰ ملخصاً! (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۵۷۹)

یہ دعاء مرزا قادیانی کی قبول ہوگئی کہ مولانا ثناء اللہ متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ کی زندگی میں مر کر نہ صرف اپنے کذب کا بلکہ اپنے مشن کے ہی کاذب ہونے کا فیصلہ کر گئے۔ پس مرزا قادیانی حسب اقرار خود مفسد، کذاب اور مفتری ثابت ہوئے اور دنیا کو مرزا قادیانی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔

لکھا تھا کاذب مرے گا پیشتر
کذب میں سچا تھا پہلے مرگیا

برادران اسلام! یہ مرزا قادیانی کے بطور نمونہ چند کذبات وافترأت ہیں جو اس مختصر سے رسالے میں درج کئے گئے ہیں۔ اگر اس کے تصنیفات کو دیکھا جائے اور جملہ کذبات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔ پس ان چند ہی پیش گوئیوں سے معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی ہرگز نبی نہیں تھے۔ ان کے سب دعوے اور پیش گوئیاں محض دکانداری اور ابلہ فریبی کا ایک سلسلہ تھا۔ جو اس نے اپنی مطلب برآری کے لئے بافت کی ہیں۔ جو شخص اتنے کذبات تصنیف کرے نبی تو بجائے خود، صحیح معنوں میں مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔

قادیانی دوستو! اگر تم کو مرزا قادیانی کی کچھ بھی پاس خاطر ہے تو ان پچاس جھوٹوں کو جو اس رسالہ میں درج ہوئے ہیں، غلط ثابت کر دو۔ ورنہ حسب فرمان مرزا قادیانی ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ص۵۶) ان کو مرتدین کی فہرست میں کیوں نہ داخل کیا جاوے؟

وما علینا الا البلاغ

خادم الاسلام: ابوالحریز عبدالعزیز ملتانی!
شعبان ۱۳۴۹ھ

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

پنجابی مسیح موعود پر ایک سرسری نظر

فصیح احمد بہاریؒ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

پہلے مجھے پڑھئے

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی تبلیغی ٹریکٹ تردید مرزائیت کے سلسلہ میں شائع ہوا تو مرزائی حضرات یہ اعتراض ضرور کرتے ہیں کہ ہمارے آقا یعنی مرزاغلام احمد قادیانی کی شان میں مصنف نے بہت کچھ سخت وست الفاظ استعمال کئے ہیں۔ جیسے کذاب، دجال، دائرہ اسلام سے خارج، مراقی، مفتری علی اللہ، خبط الحواس وغیرہ وغیرہ۔ یوں تو ہر ایک الزام اور افتراء پر جو مرزائی حضرات کی جانب سے تراشے جاتے ہیں۔ الگ الگ بحث کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اس ٹریکٹ میں ان کے افتراء اور بہتان کی طرف توجہ ضروری مغیث ہوں۔ کیونکہ ایک مسلمان بالخصوص مبلغ کی طرف بدزبانی اور بیہودہ الفاظ کی نسبت کرنے سے زیادہ میں کسی اور چیز کو برا نہیں مغیث ہوں۔

حضرات! باادب گذارش ہے کہ بیشک مذکورہ بالا الفاظ کا استعمال بلاضرورت اور بلادلیل برا ہے۔ مگر جب ان الفاظ کا محل استعمال صحیح ہو تو پھر یہ قابل اعتراض نہیں رہتے۔ میں دو ایک مثالیں دے کر اس عبارت کو اور بھی واضح کر دیتا ہوں۔ مثلاً حرامزادہ کو وقت ضرورت حرام زادہ کہنا یا لکھنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ ہاں حلال زادہ کو حرام زادہ کہنا یہ بدزبانی ہے۔ یا پاگل کو بوقت ضرورت پاگل کہنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔

جو شخص اپنے آپ کو مرض مراق جیسے موذی مرض میں مبتلا لکھے۔ اس کو مراقی کہنا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ جو مرد خود لکھے کہ مجھے حیض آتا ہے۔ اس کے متعلق ایسا لکھنا گالی نہیں بلکہ واجب ہے۔ جو شخص دوسروں کو دھوکہ دے اس کو دجال (دھوکہ دینے والا) کہنا گالی نہیں بلکہ اظہار حق ہے۔ جو شخص سینکڑوں دفعہ جھوٹ بول چکا ہو اور لکھ چکا ہو جو اس صفحۂ ہستی پر قیامت تک رہے گا۔ اس کو جھوٹا لکھنا یا کہنا بوقت ضرورت یا بلاضرورت (عام مخلوق خدا کو بچانے کی خاطر) گالی نہیں بلکہ جائز اور واجب ہے۔

مرزائی دوستو! آپ کے نجات دہندہ (مرزاغلام احمد قادیانی) کی بدزبانی کی ایک مختصر فہرست درج ذیل ہے۔ اس کو پڑھئے اور سمجھ لیجئے۔ جو حق دوسروں کی توہین اور بدزبانی کا مرزاقادیانی کو تھا۔ بالکل وہی حق اب دوسروں کو مرزاقادیانی کی توہین اور ان بدزبانیوں کے جواب کا ہے۔ مرزاقادیانی کی زندگی میں لوگوں نے ان سے متعدد بار بدزبانی کا اعتراض کیا تھا۔

اس پر مرزا قادیانی نے جواب شائع کرایا۔ اس کو بھی آپ کی خاطر درج ذیل کر رہا ہوں۔ چنانچہ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔

”میں سچ کہتا ہوں جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقع کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں اور ان دونوں مختلف مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ ایسی ہر بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو۔ محض اس کی کسی قدر مرارت (تلخی) کی وجہ سے جو حق گوئی کے لئے لازم حال ہوا کرتی ہے۔ دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سب وشتم فقط اس مفہوم کا نام ہے۔ خلاف واقع اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ ہمارے علماء (جیسے مرزائی علماء) جو اس جگہ ”لا تسبوا الذین “ کی آیت پیش کیا کرتے ہیں۔ میں حیران ہوں کہ اس آیت کو ہمارے مقصد اور مدعا سے کیا تعلق ہے۔ اس آیت میں تو دشنام دہی سے منع کیا گیا ہے۔ نہ یہ کہ اظہار حق سے روکا گیا ہے اور اگر نادان مخالف حق کی مرارت اور تلخی کو دیکھ کر دشنام دہی کسی صورت میں اس کو سمجھ لیوے اور مشتعل ہو کر گالیاں دینی شروع کر دے تو کیا اس سے امر معروف کا دروازہ بند کر دینا چاہئے۔ سو جاننا چاہئے کہ جن مولویوں نے ایسا خیال کیا ہے۔ گویا عام طور پر ہر ایک سخت کلامی (مثلاً خنزیر، کتا، حرامزادہ، قزاق، بدذات، سور، کنجریوں کی اولاد، بے ایمان، نیم عیسائی، دجال کے ہراہی، ولدالحرام، رئیس الدجال وغیرہ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جن کو مرزا قادیانی نے مسلمانوں اور علمائے اسلام کو مخاطب کر کے استعمال کئے۔ اگر کوئی مرزائی سننے کو تیار ہو۔ فصیح احمد بہاری، ائل پاکستان ایرفورس سے ملے اور یہ گوہر فشانی مرزا قادیانی کی کتابوں سے دیکھے) خداتعالیٰ منع فرماتا ہے۔ یہ ان کی اپنی سمجھ کا قصور ہے۔ ورنہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کے لئے ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں۔ وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے اور سخت الفاظ کے استعمال میں ایک یہ بھی حکمت کہ خفتہ دل اس سے بیدار ہوتے ہیں۔“

(ازالہ اوہام طبع پنجم ص۱۷، خزائن ج۳ ص۱۱۲)

حضرات اب مرزا قادیانی کی اپنی کتابوں کے حوالے پیش کرتا ہوں۔ جن میں مسلمان اور علماء اسلام کی تواضع کی ہے۔

۱...... مولانا سعد اللہ خان لدھیانوی کے حق میں کنجری کا بیٹا، بدبخت، دین فروش، شیطان فطرت، ملعون، خبیث، منحوس وغیرہ۔

۲...... مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری کے حق میں ابوجہل، کفن چور، کتا، ابن جواد وغیرہ۔ (انجام آتھم، خزائن ج۱۱ ص۳۴۰)

۳...... مولانا محمد حسین بٹالوی کے حق میں۔ فرعون، بدبخت، دین فروش، پلید، بےحیا، سفلہ وغیرہ۔

۴...... حضرت مولانا پیر طریقت قبلہ مہر علی شاہ صاحب مسند آرائے گولڑہ شریف کے حق میں بےحیا کا منہ ایک ہی ساعت میں سیاہ ہوجاتا۔ یہ گوہ کھاتا ہے۔ اے جاہل، بےحیا، خبیث طبع، نجاست پیر کے منہ میں کھائی، کذاب، بچھو کی طرح نیش زن، اے گولڑہ کی زمین تجھ پر خدا کی لعنت۔ تو ملعون کے ساتھ ملعون ہوگئی۔ تحفہ مصنفہ خزائن ج۱۷ مرزا قادیانی کو ملاحظہ کیجئے۔

ناظرین! مرزاغلام احمد قادیانی کی کتابوں میں بزرگوں کے حق میں گالیوں کا ایک سمندر لہریں ماررہا ہے۔ ایسے شخص کے امتی کو کیا حق حاصل ہے کہ دوسروں کی طرف بدزبانی کی نسبت کرے۔ صفحات کے حوالے قصداً نہیں لکھے گئے ہیں۔ جب کوئی مرزائی انکار کرے گا تو ہم ہر ایک بدزبانی کا حوالہ مع صفحہ کے بتانے کے ذمہ دار ہیں۔ بشرطیکہ وہ مرزائی ایسے شخص پر سو بار لعنت بھیجے جو باوجود نبی کا دعویٰ کرنے کے ایسے گندے جرم کا مرتکب ہو۔

حرف آخر! ہم ماشاء اللہ اس سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی امت ہیں۔ جن کی زبان مبارک سے ساری عمر ایک بھی گندہ لفظ نہیں نکلا۔ لہٰذا ہم سے بدزبانی کی توقع ناممکن ہے۔ ہاں جو سخت الفاظ مرزائی حضرات کو گالیاں اور بدزبانی نظر آیا کرتے ہیں۔ وہ صرف ان کی فہم کا قصور ہے۔ اگر واقعی تلاش حق ہے تو میدان میں آؤ۔ مگر مجھے معلوم ہے کہ اس کی جرأت تمہیں نہیں ہوسکتی۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار تم سے
یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

فصیح احمد بہاری! رائل پاکستان ائیرفورس پشاور

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

حق پہ رہ ثابت قدم باطل کا شیدائی نہ بن
تجھ کو گر ایمان ہے پیارا تو مرزائی نہ بن

مسئلہ حیات عیسیٰ علیہ السلام کا اجماعی وجمہوری مسئلہ ہے۔ آج تک آئمہ نے اس میں شک کیا۔ نہ مفسرین ومحدثین نے۔ یہی وجہ ہے کہ شروع سے اب تک اسلام کے ہر فرقہ کا اس

مسئلہ پر اتفاق ہے۔ مگر صد آفرین مرزا قادیانی کی جسارت پر فرماتے ہیں۔ ”عیسیٰ وغیرہ تمام نبیوں کی وفات ایک لاکھ صحابہ نے مان لی۔“ (اربعین ص۱۲،۱۳، خزائن ج۱۷ص۳۷۰)

یہ اتنا بڑا کذب اور افتراء ہے کہ لاکھ تو کیا دو صحابہ کے نام بھی سند کے ساتھ وہ پیش نہیں کر سکا۔ جو مرزا قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر قائل ہوں۔

مرزا قادیانی کے دعاوی کو تسلیم کر لینا بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا پنڈت راچند ر دہلوی مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرے اور وفات عیسیٰ کو استدلالاً پیش کرے اور اس کو خاموشی سے سن لیا جائے۔ ہاں ان دونوں میں فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ راچند ر کافر تھا اور مرزا قادیانی منافق۔

قادیانی حضرات کی روشن دماغی کا لطیفہ سنئے۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ تو نبوت ورسالت اور الوہیت کا اور بحث کی جائے حیات وممات عیسیٰ علیہ السلام پر۔

اب سوال یہ رہ جاتا ہے کہ مسئلہ حیات مسیح سے مرزا قادیانی کے دعاوی کو کیا تعلق؟ آخر اس کے اختراع کی کون سی ضرورت لاحق ہوئی ہے؟ اس کا جواب چنداں دشوار نہیں اور نہایت ہی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ کو ان کے دعاوی سے گو زیادہ گہرا تعلق نہیں۔ مگر ان کے مصالح سے بہت ہی گہرا تعلق ہے۔ کم از کم اس قدر تو ضرور اور یقینی مفاد ہے کہ اس غیر متعلق بحث میں الجھ کر کذبات مرزا تک نوبت نہیں پہنچی۔ حالانکہ جاننے والے جانتے ہیں کہ سب سے پیشتر کذبات مرزا پر گفتگو ہونا چاہئے۔ تاکہ یہ معلوم ہو کہ وہ تخاطب کی بھی حیثیت رکھتے ہیں یا نہیں۔ اگر اس کسوٹی پر کھوٹے نکل گئے۔ جیسا کہ واقعہ ہے تو ہزار وفات عیسیٰ پر بحث کی جائے۔ مرزا قادیانی کی ذات شریف کو کچھ فائدہ نہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی محدث، مسیح موعود، کرشن یسوع مسیح، محمد، احمد سب کچھ ہوئے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ دعاوی سب انسانی درجہ کے ہیں اور مرزا قادیانی کا مرتبہ ”میرا تخت سب تختوں سے اوپر بچھایا گیا۔“ (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص۹۲) ان دعاوی سے اونچا اور اعلیٰ ہے۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ ”اے غلام احمد! اب تیرا مرتبہ یہ ہے کہ جس چیز کا تو ارادہ کرے گا اور صرف یہ کہہ دے کہ ہو جا، وہ چیز اسی وقت ہو جاتی ہے۔“

(اخبار بدر ۲۳ر فروری ۱۹۰۵ء)

اور الہام عربی یہ ہیں: ”انما امرك اذا اردت شيأ ان يقول له كن فيكون“ یعنی تو جس بات کا ارادہ کرتا ہے۔ وہ تیرے ارادہ سے فوراً ہو جاتی ہے۔

(حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ص۱۰۸)

ناظرین! کیا یہ کم مرتبہ ہے؟ لیکن ایسے الہاموں سے مرزا قادیانی کو کب تسلی ہونے لگی۔ وہ اپنے خدا سے روٹھ گئے اور کہنے لگے جب تک کہ تو مجھے اپنی فرزندی میں نہ قبول کرے میں نہیں ماننے کا۔ چنانچہ الہام ہوا: ’’انت منی بمنزلة ولدی ‘‘یعنی اے مرزا تو میرے بیٹے کی جگہ ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۸۶، خزائن ج ۲۲ ص ۸۹)

’’انت من ماء ناوھم من فشل ‘‘یعنی اے میرے بیٹے غلام احمد تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔ (اربعین نمبر ۳ ص ۳۴، خزائن ج ۱۷ ص ۴۲۳)

اب مرزا قادیانی کو روپیہ میں سے آٹھ آنے بھر تسلی ہے۔ لیکن چند روز بعد پھر اپنے خدا سے روٹھ گئے اور لگے منہ بگاڑ کر کہنے۔ ’’میں نے تجھ پر تھوڑا احسان کیا ہے کہ ایک دفعہ میں عورت بن گیا اور تجھ سے ہمبستری بھی ہوئی اور تو نے فقط بیٹا بنا دیا۔ لہٰذا اب میں جب تک تیرا باپ نہ بنوں دم نہیں لینے کا۔‘‘ (معاذ اللہ) (دیکھو قادیانی رسالہ نمبر ۳۴ موسوم بہ اسلامی قربانی)

مرزا قادیانی کے خدا نے بھی سوچا کہ یہ فرعونی صفت اب تو باغی ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ باغی کہیں ’’کن فیکون ‘‘ والا حربہ استعمال کر بیٹھے اور میری خدائی ہی کو درہم برہم کر دے۔ اس لئے پہلے تو مرزا قادیانی کے خدا نے مرزا قادیانی کو ڈانٹ پلائی اور طرح طرح کی دھمکیوں سے کام نکالنا چاہا اور آتش وطاعون وغیرہ سے ڈرایا۔ مگر مرزا قادیانی ایسی گیدڑ بھبکیوں سے کب ڈرنے والے تھے۔ آپ نے بھی اپنے خدا کو چیلنج دیا کہ سن: ’’آگ سے ہمیں مت ڈرا۔ آگ تو ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام ہے۔‘‘

یہ نوٹس دیکھ کر مرزا قادیانی کے خدا کا بھی ماتھا ٹھنکا اور فوراً مرزا قادیانی سے صلح کرنے کے لئے ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ جو شرط آپ پیش کریں ہمیں منظور ہے۔

مرزا قادیانی نے کہا صلح اس شرط پر ہو سکتی ہے کہ تو نے مجھے اپنے نطفہ سے پیدا کر کے دنیا میں بہت ہی ذلیل کیا۔ اس لئے جب تک تو بھی میرے نطفہ سے پیدا ہونے کا اقرار نہ کرے میں نہیں ماننے کا۔ مثل مشہور ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا۔ اس کے خدا نے یہ شرط قبول کر لی اور جناب ٹیچی ٹیچی صاحب بہادر قادیانی نے صلح نامہ پیش کر دیا۔ جس میں یہ الفاظ تھے۔ ’’انت منی وانا منك ‘‘یعنی اے میرے بیٹے غلام احمد تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے۔

(حقیقت الوحی ص ۷۴، خزائن ج ۲۲ ص ۷۷، دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

مطلب صاف ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی اپنے خدا کا باپ اور مرزا قادیانی کا خدا

مرزا قادیانی کا باپ۔ اب مرزا قادیانی کو تسلی تو ہوئی۔ مگر سولہ آنے بھر نہیں۔ اب فکر یہ ہوئی کہ اپنے خدا کو بھی مرزائی بنا کر چھوڑوں۔ تب کہیں کام بنے۔ کہنے لگے مجھے تیرے وعدوں پر اعتبار نہیں آتا۔ کیونکہ منکوحہ آسمانی کا میرے نکاح میں آنا اور اس کے شوہر سلطان محمد کے مرنے کا وعدہ جو چوبیس سال سے کم از کم پچیس دفعہ تو نے کیا اور تیری بات پر لگ کر میں برابر اعلان پر اعلان کرتا رہا۔ جو ہماری رسوائی کا خاص باعث ہوا اور دنیا والوں نے میرا خوب جی بھر کر مذاق اڑایا۔ اس لئے جب تک تو مرزائی نہ بن جائے اور میری بیعت نہ کر لے مجھے تیری باتوں پر اعتبار نہیں۔ اس کے خدا نے بھی سوچا کہ مجھے ایسے کن فیکونی سے پالا پڑا ہے کہ ”نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن“ چنانچہ خدا مرزا قادیانی کی بیعت اور سلسلہ قادیانیت میں داخل ہو گیا اور مرزا قادیانی نے نہایت عجلت کے ساتھ اعلان کر دیا کہ: ”مجھ سے میرے رب نے بیعت کی۔“

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

بھلا مرزا قادیانی جب معاذ اللہ خدا کے باپ ٹھہرے تو بیٹے کی کیا شامت آئی تھی جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہوتا؟ یہ حساب تو اس طرح ہوا۔

ادھر قادیانی بھائی نے دیکھا کہ میدان صاف ہے اور بیوقوفوں کی دنیا میں کمی نہیں تو جناب والا کو خدا بننے کا شوق اٹھا۔ چنانچہ ۱۸۹۳ء میں فقرہ فرعونی ”انا ربکم الاعلیٰ“ کا بھی اعلان کر دیا اور فرمانے لگے۔

”رایتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو“ یعنی میں نے خواب میں دیکھا کہ ہو بہو اللہ ہوں اور یقین کر لیا کہ ہاں میں خدا ہوں۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

اب جب کہ مرزا قادیانی خدا بن گئے اور یقین بھی ہو گیا کہ ہاں واقعی خدا ہوں تو اس وقت مرزا قادیانی کو خیال آیا کہ ممکن ہے پہلے خدا نے قرآن مجید میں کچھ غلطی کی ہو تو اسے درست کر دینا چاہئے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ہر ایک فقرے کا عمیق نظر سے مطالعہ کیا گیا۔ نتیجہ کے طور پر زیادہ تو نہیں صرف دو ایک غلطیاں قرآن پاک کی مرزا قادیانی نے پکڑ ہی ڈالیں۔ کیونکہ گلاب شاہ مجذوب نے بھی کہا تھا کہ: ”عیسیٰ (مرزا قادیانی) اب جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔“ (ازالہ اوہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ ص ۴۸۲)

چنانچہ اس مجذوب کے کہنے کے بموجب مرزا قادیانی نے اللہ کی غلطی پکڑ لی کہ

اللہ تعالیٰ انسانی گرائمر (قواعد) صرف ونحو سے بالکل ناواقف ہے۔ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں۔ ”یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض جگہ انسانی گرائمر یعنی صرف ونحو کے ماتحت نہیں چلتا۔ اس کی نظیریں قرآن میں بہت پائی جاتی ہیں۔ مثلاً یہ آیت ”ان هذان الساحران“ انسانی نحو کی رو سے ”ان هذين“ چاہئے۔“ (حقیقت الوحی ص۳۰۴، خزائن ج۲۲ ص۳۱۷)

دوستو! آپ تو مرزا قادیانی کو جو کچھ سمجھتے ہیں۔ سمجھئے! لیکن مجھ سے دریافت کرو تو میں ایسے ملعون کو ایک صحیح الحواس کافر بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہوں۔ وہ کیوں؟ سنئے! اس لئے کہ جب مرزا قادیانی نے خدا تعالیٰ کی غلطی پکڑی تو اپنا قرآن اس طرح تصنیف کرنا شروع کر دیا اور اللہ تعالیٰ پر یوں افتراء کرتا ہے۔

”میرا آنا خدا کے جلال کے ظہور کا وقت ہے اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کی آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھلائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا۔ جیسا کہ وہ (خدا تعالیٰ) فرماتا ہے۔ ”یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام“ یعنی اس دن بادلوں میں تیرا خدا اتر آئے گا۔“ (حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ ص۱۵۸)

اے دجال اکبر کے مریدو! یہ آیت ”یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام“ قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے۔ میں تو یہاں چیلنج دیتا ہوں کہ کم از کم کوئی مرزائی مرزا غلام احمد قادیانی کے کسی الہام سے ڈھونڈ کر بتلائے کہ یہ کون سا الہام ہے اور کب مرزا قادیانی پر نازل ہوا۔ میرے بہکے ہوئے دوستو یاد رکھو۔ قیامت تک یہ آیت مرزائی قرآن میں دکھلانے سے قاصر رہیں گے۔ تمہارے نبی نے خدا پر سراسر افتراء کیا۔ اس آیت کی حقیقت صرف اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ مرزا قادیانی کے نفس کی ایجاد ہے۔ اس لئے میں تو یہی کہوں گا جو کہ مرزا قادیانی نے (حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷) پر کہا ہے۔ ”خدا پر افتراء کرنے والا سب کافروں سے بڑھ کر ہے۔“

مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ پر افتراء

حضرات! اس خاک ہند سے صدہا علماء خاندان، ہزاروں صاحب فضل وکمال پیدا ہوئے۔ لیکن یاس کی آخری ساعت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت دہلی پر سایہ فگن ہوئی اور انتخاب قدرت نے حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحبؒ کے گھر میں استاذ الہند حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ کو پیدا کیا۔ اس سے پہلے بھی علم کی گھٹائیں چھائیں، گرجتیں برستیں۔ پھر آسمان کھل گیا۔ مگر خدا نے اس اسم بامسمّٰی ولی ذات کی معرفت علم کا ابر نازل فرمایا۔ وہ صرف ہند

بلکہ بیرون ہند بھی عالم اسلام کو سیراب وشاداب اب تک کر رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک کرتا رہے گا۔

دوستو! یہ تو تھی ہماری کہانی۔ اب ذرا کذاب قادیانی کی لن ترانی بھی ملاحظہ ہو۔ دعویٰ مسیح موعود کے بعد مرزا قادیانی نے جھٹ ایک افتراء حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ پر بھی جڑ دیا۔ مقصد اس افتراء کا صرف اس قدر تھا کہ مخلوق خدا حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کا نام سن کر دھوکہ میں آئے اور مرزا قادیانی کی مسیحیت کے قائل ہو جائیں۔ چنانچہ کذاب مرزا لکھتا ہے۔ ’’یہ وقت انجیل اور احادیث کے ارشادات کے مطابق وہی وقت ہے جس میں مسیح اترنا چاہئے۔ اسی وجہ سے سلف صالحین میں سے بہت سے صاحب مکاشفات مسیح کے آنے کا وقت چودھویں صدی کا شروع سال بتا گئے ہیں۔ چنانچہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی قدس سرہ کی بھی یہی رائے ہے کہ چودھویں صدی کے شروع سال ہی میں یعنی ۱۳۰۱ھ میں مسیح ابن مریم اتریں گے۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۱۵۸، خزائن ج ۳ ص ۱۸۹)

اگر مرزا قادیانی زندہ ہوتے تو سن لیتے۔ ورنہ اے مرتدو تم بھی بتاؤ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے کس کتاب میں لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چودھویں صدی کے شروع سال میں اتریں گے۔ اگر کوئی مرزائی شاہ صاحبؒ کے یہ الفاظ ان کی کسی کتاب سے دکھلا دے تو میں آج تک تاریخ سے جو (۱۲ر دسمبر ۱۹۵۰ء ہے) تردید، مرزائیت کا کام ترک کر دوں گا۔ ورنہ اے میرے بھولے بھالے عزیزو! اپنے دیانتدار کا حال دیکھو اور اب بھی راہ راست پر آ جاؤ۔ یہ خوب ذہن نشین کر لو کہ اگر تم جیسے باطل پرست لوگ دنیا میں نبی برحق پر پردہ ڈالنے والے زندہ ہیں تو اسلام میں اس پردہ کو پرزہ پرزہ کر کے مرزائی ایمان کی ننگی تصویر بھی پیش کرنے والے سرشکن گرز آہنی لئے موجود ہیں۔

واہ رے قادیانی! دنیا بھر کی مشینوں میں کبھی نہ کبھی تعطیل ہو جاتی ہے۔ مگر قربان جایئے تیری فن دروغ کی مشین پر کہ اس میں کبھی ناغہ نہیں۔

جناب شیر خدا مولائے کائنات حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ فرمایا حبیب خدا نبی الانبیاء خاتم الرسل سرور کل احمد مجتبیٰ ﷺ نے، قریب ہے کہ آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ نہیں باقی رہے گا اسلام سے مگر نام اور باقی رہے گا۔ قرآن مگر رسم اس کی۔
(مشکوٰۃ کتاب العلم)

مراد باقی رہنے قرآن سے تجوید حروف اور پڑھنا لفظوں کا ہے۔ بغیر سمجھے معنی کے۔ یہ تو تھا آنحضرت ﷺ کا فرمان اب ذرا کرشن قادیانی کی بھی سن لیجئے! اپنی مایہ ناز تصنیف میں بڑے شدومد سے بکواس کرتے ہیں کہ: ”پس اس حکیم وعلیم کا قرآن کریم میں یہ بیان فرمانا کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ یہی معنی رکھتا ہے کہ مسلمان اس پر عمل نہیں کریں گے۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۲۵، خزائن ج ۳ ص ۴۷۹)

مرزائیو! خدا نے کہاں فرمایا ہے کہ ۱۸۵۷ء میں میرا کلام آسمان پر اٹھایا جائے گا۔ ہے کوئی مرزائی جو مرزا قادیانی کو اس جھوٹ کی تہمت سے بچائے۔

میاں امت کے حال پر رحم کھاؤ اور وہ راہیں مت ایجاد کرو جس سے صادق اور کاذب کا رہا سہا فرق بھی اٹھ جائے۔ اگر ایسے کاذب اور مفتری علی اللہ بھی صادقوں کی فہرست میں آ گئے تو پھر اے مرزائیو! تم ہی بتاؤ کہ اس کے بعد امت کے ہاتھ کون سا ذریعہ صادقین کی شناخت کا باقی رہ جائے گا۔ جس سے کہ صادق اور کاذب کا فرق معلوم ہو سکے گا؟

غلام احمد دعویٰ مجددیت ۱۸۸۴ء میں کرتے ہیں اور ۱۸۹۰ء تک مجدد ہی بنے رہتے ہیں اور اس دعویٰ کے بعد آٹھ دس سال تک مرزا قادیانی کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہی اعتقاد تھا کہ وہ زندہ موجود ہیں اور دوبارہ آسمان سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ چنانچہ اصل الفاظ مرزا قادیانی کے یہ ہیں: ”هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله “ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ کا دین اسلام کو وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔“

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

دوستو! یہ عبارت مرزا قادیانی کی ہے اور اس سے تین باتیں صاف صاف ظاہر ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ آسمان سے اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ تیسرے یہ کہ ان کے آنے سے تمام دنیا میں اسلام پھیل جائے گا۔

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ وہ

زندہ ہیں اور اب تک وفات نہیں پائی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے متعلق مرزا قادیانی کے الفاظ یہ ہیں۔

”یہ وہی مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن شریف میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہو گیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ آسمان میں زندہ موجود ہے۔“ ولم یمت ولیس من المیتین ”وہ مردوں میں سے نہیں۔“ (نور الحق حصہ اوّل ص ۵۰، خزائن ج ۸ ص ۶۸)

مرزائی دوستو! دیکھتے ہو اپنے نبی کی بھول بھلیں تم کو کیسے کیسے چکر میں ڈال رکھا ہے۔ تم لوگ تو وفات عیسیٰ علیہ السلام کو لئے پھرتے ہو۔ اب بتاؤ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کیسے ثابت کرو گے اور اگر وفات موسیٰ علیہ السلام ثابت بھی کردو (جو درست ہے) تو ادھر مرزا قادیانی ڈبل جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں اور وہی مضمون یہاں صادق آتا ہے کہ ماروں گھٹنا پھوٹے آنکھ۔

قصہ مختصر یہ کہ مرزا قادیانی لگاتار اٹھارہ برس کی طویل مدت تک اس عقیدہ پر ڈٹے رہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور دوبارہ اس دنیا میں آسمان سے تشریف لائیں گے اور بقول مرزا قادیانی، جیسے مرزائی ہمیں اس وقت کافر کہہ رہے ہیں۔ خود مرزا قادیانی ڈبل کافر تھے اور مزہ یہ کہ مرزا قادیانی اپنے مرزائی قرآن (حقیقت الوحی ص ۱۹۹) پر فرماتے ہیں کہ دعویٰ مجددیت سے دس پندرہ سال پیشتر ہی خداوند تعالیٰ باتیں بھی کیا کرتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی کے خدا کو یہ بتانا یاد نہ رہا ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پا چکے ہیں اور ان کی حیات کا عقیدہ رکھنا سراسر شرک ہے اور تم اس وقت مشرکوں کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ مرزا قادیانی عرصہ دراز تک یعنی دعویٰ مجددیت کے بعد بھی مشرک رہے ہیں۔ جیسا کہ مرزا قادیانی کو خود اقرار ہے اور اپنی تصنیف لطیف میں متعدد بار انہوں نے لکھا ہے۔ مسلمانوں میں ایک گروہ حیات مسیح کا قائل تھا۔ اس لئے میں بھی عرصہ دراز تک اس عقیدہ پر جما رہا۔

دوستو! مذہب اسلام کا یہ پہلا (برعم خود) مجدد ہے جو اپنے آپ کو یہ کہہ رہا ہے کہ باوجود مجدد ہونے کے میں عرصہ تک مشرک رہا۔ حالانکہ مجدد کا کام ہے بلکہ فرض اولین ہے کہ دین سے مشرکانہ عقائد کو دور کرے اور صحیح عقائد لوگوں کو بتلائے۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی برعکس ہے اور یہ کیوں؟ (بقول حالی) اس لئے کہ۔

ہیں مردود استاد وشاگرد دونوں

ممکن ہے کہ مرزائی حضرات کو یہ خیال ہو کہ دعویٰ مجددیت سے پہلے مرزا قادیانی سے

خدا نے بات نہیں کی ہو۔ اس لئے صرف ان کی خاطر اصل الفاظ مرزا قادیانی کے نقل کئے دیتا ہوں۔ ”ٹھیک بارہ سو نوے ہجری میں خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ عاجز (مرزا قادیانی) شرف مکالمہ ومخاطبہ پا چکا تھا۔“ (حقیقت الوحی ص۱۹۹، خزائن ج۲۲ ص۲۰۸)

مرزا قادیانی نے دعویٰ مجددیت کا ۱۳۰۸ھ میں کیا ہے۔ فرق صاف معلوم ہے۔

حضرات! اب مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیح موعود کی دلیل میں ایک دلچسپ حدیث سن لیجئے اور وہ بھی مرزا قادیانی کے خود کے الفاظ ہیں۔ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھنا چاہتا۔ مرزا قادیانی اپنے مسیح موعود ہونے کی صداقت کے ثبوت میں ایک حدیث پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ”حدیث سے صرف اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ مسیح موعود اپنے دعویٰ کے بعد چالیس برس تک دنیا میں رہے گا۔“ (تحفہ گولڑویہ ص۱۲۷، خزائن ج۱۷ ص۳۱۱)

مرزائی حضرات کو معلوم ہے کہ مرزا قادیانی نے ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود ہونے کا اعلان اور اس دعویٰ کے سلسلے میں سب سے پہلے جو کتاب لکھی وہ ”فتح اسلام“ تھی اور ۱۸۹۱ء میں چھپی۔ جس کے سرورق سے یہ سن نقل کر رہا ہوں اور دوسری کتاب ”ازالہ اوہام“ طبع کرایا۔ اس پر بھی ۱۳۰۸ھ مطابق ۱۸۹۱ء لکھا ہے۔ اگر کسی مرزائی کو شک ہو تو کتاب مذکورہ بالا کا سرورق دیکھ لے۔ حدیث کے مطابق مرزا قادیانی کو اپنے دعویٰ کے بعد چالیس سال تک زندہ رہنا چاہئے تھا۔ مگر افسوس صرف سترہ سال تک اس جہان فانی میں رہ کر خاک میں مل گئے اور وہ بھی ہیضہ جیسے موذی مرض میں مبتلا ہوکر...... کیوں؟ اس لئے کہ جھوٹے مسیح تھے۔

مرزائیو! اگر مسلمان نہ بنو تو مت بنو۔ لیکن خدا کے واسطے اتنا تو کہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی جھوٹا تھا، دجال تھا، مفتری تھا۔

یہ تو مرزا قادیانی کو مسلّم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے نازل ہونے کی بابت قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ مسیح موعود کا نام عیسیٰ علیہ السلام اور اس کی والدہ کا نام مریم صدیقہ، خاندان سادات، اس کا منصب نبوت سابقہ اور رنگ سرخ سفیدی ملا ہوا، کام کسر صلیب، قتل دجال، جائے نزول دمشق، اس کی اولاد ایک لڑکا، ازواج ایک بیوی۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۳، خزائن ج۱۱ ص۳۳۷)

اس کے دنیا میں رہنے کا زمانہ ۴۵ سال اور یہاں تک کہ جائے دفن مدینہ منورہ خود اپنے مقبرے کے اندر فرمادیا۔

اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی پر نظر ڈالئے کہ کون کہہ رہا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ نام پوچھو تو غلام احمد، عرف سندھی، باپ کا نام معلوم کرو تو غلام مرتضیٰ، ماں کا نام دریافت کرو تو چراغ بی بی۔ ذات کے مغل بھی ہیں۔ لطف یہ کہ آپ فرماتے ہیں میں فارسی الاصل ہوں۔ چینی الاصل ہوں اور سندھی بھی ہوں۔

ناظرین! آپ حضرات حیران ہوں گے کہ ایک شخص تین اقوام سے کس طرح وجود میں آیا؟ مگر میں کہتا ہوں کہ یہ کوئی نرالی بات نہیں۔ یہ تو مرزا قادیانی کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کیونکہ جو شخص باوجود انسان ہونے کے اپنے آپ کو خدا یقین کر سکتا ہے تو اس کے لئے بیک وقت تین اقوام کا فرد خیال کر لینا کون سی حیرت کی بات ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دیدہ دانستہ نسبت بدلنے والے کی چالیس روز تک نماز قبول نہیں ہوتی۔ مگر مرزا قادیانی کو اس حدیث کی کیا پرواہ۔ ماشاء اللہ خدا سے کافی بے تکلفی تھی۔ سب سے بڑا اور زبردست طرفہ یہ کہ خدا کی بیوی ہونے کا شرف حاصل۔ اگر آپ دریافت کرنے کی جرأت کریں کہ جناب سید کیسے بن گئے؟ آپ نے تو اپنی کتابوں میں کئی جگہ لکھا ہے کہ میری ذات مغل ہے تو فوراً جواب موجود ہے کہ بھئی ”ہمارے خاندان کی بعض دادیاں اور نانیاں سید خاندان کی تھیں۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

منصب پوچھو تو پہلے سیالکوٹ کچہری کے محرر، پھر رئیس قادیان پھر مولوی، پھر مجدد، پھر محدث، پھر نبی بروزی، پھر تشریعی نبی، پھر اللہ کے بیٹے، پھر اللہ کے باوا، پھر ایک موقع پر اللہ کی بیوی، پھر خواب میں خود ہی خدا بن گئے۔ شکل وصورت پر نظر ڈالو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ دور کی بھی مشابہت نہیں۔ فوٹو جناب کا دیکھیں تو ترچھی نگاہ سے ایسے دیکھ رہے ہیں جیسے کوئی منکوحہ آسمانی کی تاک میں کھڑا ہے۔ رنگ ملاحظہ کرو تو زرد۔ (ازالہ اوہام ص۴۴، خزائن ج۳ ص۱۲۵)

اور افعال یہ ہیں کہ بجائے اسلام پھیلانے کے اسلام کی جڑ کاٹنے کی ہر ممکن کوشش، اقوال یہ ہیں کہ بہتان طرازی دوشنام گوئی ومغالطہ دہی کا ایک سمندر لہریں مار رہا ہے۔ جائے نزول ہے تو قادیان، اولاد ہے تو کئی ایک، ازواج ہیں تو متعدد، دنیا میں رہنے کی مدت دیکھو تو ۶۹ سال باقی رہ گئی۔ جائے دفن تو مہربانی فرما کر تھوڑی تکلیف کریں اور دجال کے گدھے (بقول مرزا ریل) پر سوار ہو کر قادیان چلے جائیں۔ وہاں مشہور ”بہشتی مقبرہ“ کے سنگ مزار پر بقلم آہنی بصورت جلی ملے گا۔

کوئی مجھ پہ شمع جلائے کیوں کوئی مجھ پہ آنسو بہائے کیوں
کوئی مجھ پہ پھول چڑھائے کیوں کہ میں بیکسوں کا مزار ہوں

الغرض اس فرقہ کا وجود جس طرح ہندوستان میں اسلام کی بیخ کنی کے لئے تھا۔ بالکل اسی طرح انگلستان وغیرہ میں اس کا اصل کام اسلام اور اہل اسلام کی جڑ کاٹنے کی کوشش کرنا ہے اور اس کے سوا اس کا کوئی مقصد نہیں۔ اگر یقین نہ آئے تو سنئے:

”جھوٹے مرزا قادیانی یعنی مرزا غلام احمد کے فرزند دلبند مرزا محمود قادیانی کا (اخبار الفضل ج ۴ ش ۸۰ صفحہ اوّل، اپریل ۱۹۱۷ء) اٹھا کر دیکھئے۔ اس زمانہ میں جب کہ عراق اور بغداد شریف ترکوں کے ہاتھ سے نکلا ہے۔

یہ اخبار الدجل لکھتا ہے۔ ”ہر مسلمان کو ترکوں سے نفرت کرنی چاہئے۔ یہ محافظ اسلام نہیں بلکہ دشمن اسلام ہیں۔ آسمانی گورنمنٹ کے مطابق یہ کارروائی عمل میں آئی کہ سرکار برطانیہ ہم لوگوں کو جمع کر کے بصرہ کی طرف لے جارہی ہے جو لوگ اس خدمت میں شامل ہوں گے اس پیش گوئی کے موافق ان کو دین دنیا میں کامیاب سمجھو۔“

مرزائی دوستو! اسی کو اشاعت اسلام کہتے ہیں؟ اور سنئے: ۲۷ر فروری ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز لاہور تشریف لائے تو مرزائیوں نے ایک ایڈریس ان کی خدمت میں پیش کیا جس میں یہ لکھا تھا کہ: ”ہم جناب شہزادہ صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلے کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کو تیار ہیں۔“

دوستو! میں حیران ہوں کہ مرزائی وفد نے یہ منافقانہ طرز کیوں اختیار کیا؟ حالانکہ مرزا قادیانی نے انگریزوں کے متعلق جو اپنا اعتقاد لکھا ہے اس عقیدہ سے پہلے یہ بتا دینا مناسب ہے کہ اسلامی اصطلاح میں ”یاجوج ماجوج“ بڑی بداخلاق ظالم وسفاک قومیں ہیں اور دجال تو ان سب سے بدترین ہے۔ ذرا ملاحظہ کیجئے۔ مرزا قادیانی ان تینوں القاب کا مستحق کس قوم کو بتاتے ہیں۔ بغور پڑھئے: ”ان یاجوج وماجوج هم النصاریٰ من الروس والاقوام البرطانیه “یعنی یاجوج وماجوج برطانیہ وغیرہ کے حق میں۔ اب دجال کی نسبت سنئے کہ مرزا قادیانی کیا فرماتے ہیں۔ ”بڑی بھاری علامت دجال کی اس کا گدھا ہے۔ جس کے بین الاذنین کا اندازہ ستر باع کیا گیا ہے اور ریل گاڑیوں کا اکثر اسی کے موافق سلسلہ طولانی ہوتا ہے

اوراس میں بھی شک نہیں کہ وہ دخان کے زور سے چلتی ہے۔ جیسے بادل ہوا کے زور سے حرکت کرتا ہے۔ اس جگہ ہمارے نبی ﷺ نے کھلے کھلے طور پر ریل گاڑی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (لعنۃ اللہ علیٰ الکاذبین) چونکہ یہ عیسائی قوم کی ایجاد ہے۔ جن کا امام اور مقتداء بھی یہی دجال گروہ ہے۔ (لیکن یہ تو آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ لیکن آپ نے کہیں یہ نہ فرمایا کہ یہ لوگ دجال ہیں) اس لئے ان گاڑیوں کو دجال کا گدھا قرار دیا گیا۔ (صرف مرزا قادیانی نے) اب اس سے زیادہ اور کیا ثبوت ہوگا۔'' (ازالہ اوہام ص۷۳۰، خزائن ج۳ ص۴۹۲)

افسوس اور صد افسوس کہ مرزا قادیانی کی امت اسی دجال اور یاجوج ماجوج کی خدمت میں ایڈریس لکھ کر پیش کرتی ہے اور یقین دلاتی ہے کہ ہم مرزائی اپنی جان ومال دجال کے قدموں پر نچھاور کرنے کے لئے ہمیشہ تیار ہیں۔

مرزائیو! یہ الٹی نگا کیسے بہے؟ جواب بذمہ تمہارے، حضرات! آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ اسی دجال کے مارنے یا بقول مرزا قادیانی مغلوب کرنے کے لئے ایک مغل زادہ کا مسیح موعود بن کر آنا ضروری تھا۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود مسیح موعود ہوکر ہم پر نازل ہوا اور عرصہ ہوا کہ مر کر مٹی بھی ہوگئے۔ مگر سوال یہ ہے کہ آیا مرزا قادیانی نے مسیح موعود کا کوئی کام بھی کیا یا نہیں؟ سو جواباً عرض پڑھ لیجئے۔

۱...... ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے اسلام کے کوئی دین باقی نہیں رہے گا۔ اس حدیث کو خدا کا شکر ہے مرزا قادیانی بھی تسلیم کرتے ہیں۔

الف...... ''تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہوکر وحدت قومی ہو جائے گی۔''
(چشمہ معرفت ص۸۰، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

ب...... ''غیر معبود اور مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔'' (مرزائی اخبار الحکم مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۵ء)

۲...... مشکوٰۃ شریف کی حدیث میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ مسیح موعود آکر عیسائیت کے زور کو توڑے گا۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مرزا قادیانی نے اس حدیث کو بھی بڑے شدومد سے اپنے حق میں لیتے ہیں اور یوں ارشاد فرماتے ہیں۔ ''میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں۔ یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں۔'' (اخبار بدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

لیکن غضب یہ کہ مرزائیوں کا اپنا اخبار پیغام الصلح مرزا غلام احمد قادیانی کے کذب پر مہر تصدیق یوں ثبت کرتا ہے اور نہایت ہی مسرت کے ساتھ لکھتا ہے۔ ”عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔“ (پیغام الصلح مورخہ ۶؍ مارچ ۱۹۲۸ء)

مرزائیو! یہ صدا کب کی ہے۔ جانتے ہو؟ مرزا قادیانی کی زندگی تو درکنار موت کے بیس سال بعد کی۔ دور کیوں جائیں مردم شماری کی رپورٹ ہی دکھائے دیتا ہوں۔

مدینۃ المسیح یعنی قادیان کے اپنے ضلع گورداس پور کی عیسائی آبادی کا نقشہ دیکھئے اور بے ساختہ بول اٹھئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت؟

سال	عیسائیوں کی مردشماری
۱۸۹۱ء	۲۴۰۰
۱۹۰۱ء	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء	۲۳۳۶۵
۱۹۲۱ء	۳۲۸۳۲
۱۹۳۱ء	۴۳۲۴۳

جب سے یہ مرزائیت نے جنم لیا ہے۔ عیسائیت روزافزوں ترقی کیسے کر رہی ہے۔ اس قلیل عرصہ میں صرف قادیان کے ضلع گورداسپور کے عیسائی ۱۸ گنا زیادہ بڑھ گئے۔ ساری دنیا کا حساب ابھی الگ باقی پڑا ہے۔ ناظرین کرام! مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ بغور پڑھ کر خود فیصلہ کر لیں۔

مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ”اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں میں جھوٹا مسیح ہوں۔“ (بدر ۱۹؍ جولائی ۱۹۰۶ء)

دوسری جگہ فرماتے ہیں: ”پس اگر سات سال میں میری طرف سے خدا تعالیٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے۔ یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے (مرزا کے) ذریعہ ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالیٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے۔ جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر

ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اپنے تئیں کاذب خیال کر لوں گا اور خدا جانتا ہے کہ میں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جب کہ میں سچے دل سے خدا تعالیٰ کی قسم کے ساتھ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو میں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰،۳۵، خزائن ج۱۱ ص۳۱۴ تا ۳۱۹)

مرزائیو! اس تحریر کو دو بار، سہ بار پڑھو اور خوب سوچ سمجھ کر مندرجہ ذیل سوالات کا جواب خدا وحدہ لاشریک لہ حاضر ناظر سے ڈر کر اپنے اپنے دل سے پوچھو۔ میرا خیال ہے بلکہ یوں کہوں کہ یقین ہے کہ تمہارا دل ضرور اس امر کی شہادت دیئے بغیر نہیں رہے گا کہ تمہارے آقا یعنی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔

۱...... کیا عیسائی صفحہ ہستی سے ناپید ہو گئے؟

۲...... کیا عیسائیوں کا باطل خدا فنا ہو گیا؟

۳...... کیا دنیا کے جھوٹے دینوں پر مرزا کے ذریعہ موت ظہور میں آ گئی اور آج ہندو یہودی اور عیسائی وغیرہ جھوٹے دین والے موجود نہیں ہیں۔

۴...... کیا ابھی سات سال کا عرصہ نہیں گزرا۔

مرزائی دوستو! تمہیں معلوم ہے کہ مرزا قادیانی ہیضہ جیسے قبیح مرض میں مبتلا ہو کر انتہائی ذلت کے ساتھ بمقام لاہور ۲۶؍مئی ۱۹۰۸ء کو مر گئے۔ آپ لوگ غالباً ان کی قبر پر جا کر فاتحہ بھی پڑھتے ہوں گے اور آج اس کو مرے ہوئے قریب ۴۲ سال ہو گئے۔ کیوں کیا خیال ہے۔ آپ حضرات کا سات سال کا کچھ اور مطلب تو نہیں ہے۔ شاید میں نہ سمجھ سکا ہوں۔ اگر اس کا کوئی نیا استعارہ تجویز ہوا ہو تو براہ کرم مطلع فرما دیں۔ عین احسان ہوگا۔ ورنہ کوئی شکایت نہیں۔

قصہ کوتاہ یہ کہ ؎

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

(حدیث) صحیح مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا ﷺ نے کہ قسم

ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ البتہ ضرور احرام باندھے گا اور لبیک پکارے گا۔ ابن مریم مقام فج الروحا (فج الروحا ایک جگہ کا نام ہے جو مدینہ شریف سے آتے وقت تیسری منزل ہے) سے حج کے لئے یا عمرہ کے لئے۔

حضرات! یہ حدیث صاف اور صریح طور پر بتلا رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حج ضرور کرنا ہے اور حج بھی اس طرح کہ مقام فج الروحاء سے احرام باندھیں گے اور لطف یہ کہ آنحضرت ﷺ اس قول کو قسم کھا کر فرما رہے ہیں۔ اس لئے اس کلام میں کسی قسم کا کلام کرنے کی جرأت کرنا گستاخی اور بیباکی کے سوا کچھ نہیں۔ مرزا قادیانی بھی ایسے قول رسول کے متعلق یہی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی کے اصل الفاظ یہ ہیں۔

’’والقسم یدل علیٰ الخبر محمول علیٰ الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء والافایی فائده وکانت فی ذکر القسم ‘‘ قسم اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ جو خبر دی گئی ہے وہ اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور اس میں تاویل اور استثنیٰ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ ورنہ اگر تاویل وغیرہ کی ضرورت ہو تو پھر قسم کے ذکر کرنے کا کیا فائدہ۔

(حمامتہ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ ص۱۹۲)

یہ ہوا مرزا قادیانی کا قول۔ چنانچہ اس شہادت مرزا سے یہ امر نصف النہار کی طرح عیاں ہے کہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کے الفاظ۔ اسی طرح مسیح موعود کی ذات پر منطبق ہوں گے۔ جس طرح بیان فرمایا ہے اور ان کی کوئی تاویل نہ ہو سکے گی۔

اس قول پر بحث کرنے سے پہلے یہ بتلا دینا چاہتا ہوں کہ مرزا قادیانی بھی مدعی مسیحیت ہونے کی حقیقت سے اس حدیث کو مستند ومعتبر اور صحیح قول رسول سمجھتے ہیں اور اسی حدیث پر عامل ہونے کی تصریح بڑے زور وشور سے کر چکے ہیں اور اس امر کے مصداق ہیں کہ فی الحقیقت یہ فرمودہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم بالکل صحیح ہے۔ اور مسیح موعود ضرور حج کرے گا۔ شاید مرزائی حضرات میں بعض ایسے ہوں جن کو یہ قول مرزا پڑھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو اور صرف سنتے آئے ہوں۔ اس لئے مرزا قادیانی کے اصل الفاظ درج ذیل کئے دیتا ہوں۔

’’فی الحقیقت مارا وقت حج راست وزیبا آید کہ دجال از کفر ودجل دست باز داشتہ ایماناً واخلاصاً درگرد کعبہ بگردو چنانچہ از قرار حدیث مسلم عیاں میشود کہ جناب نبوت انتساب (صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ) دیدند کہ دجال ومسیح موعود فی آن واحد طواف کعبہ میکنند۔‘‘ (ایام الصلح فارسی ص۱۳۷)

مرزائی دوستو! اس فارسی عبارت کا ترجمہ میں خود نہیں کرنا چاہتا۔ بلکہ تمہارے سے نجات دہندہ نبی کے قلم سے کراتا ہوں۔ تاکہ خدا تمہیں راہ راست پر آنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مجھے اطمینان قلب ہو کہ میری محنت رائیگاں نہیں گئی۔

دوستو! مرزا قادیانی کا اب اردو ترجمہ پڑھو اور خدارا سوچو! آپ فرماتے ہیں کہ: ”ہمارا (مرزا قادیانی) حج تو اس وقت ہوگا جب دجل بھی کفر اور دجال سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیوں بموجب حدیث مسلم کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا۔“

(ایام الصلح ص ۱۶۷، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۶)

پس اس قدر تصریحات کو بیان کر دینے کے بعد مندرجہ ذیل چند امور ثابت ہوئے۔

اوّل...... یہ کہ حدیث میں حضرت نبی کریم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود کی ایک بڑی نشانی یہ ہے کہ وہ حج ضرور کرے گا۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی نے اس قول کی پرزور تصدیق کرتے ہوئے کہا کہ فی الحقیقت مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے اور اس حدیث میں تاویل واستثنٰی کی قطعاً گنجائش نہیں۔

سوم...... یہ کہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کے مطابق میں بھی ضرور حج کروں گا۔

مرزائی دوستو! اور ناظرین باانصاف! کیا آپ اس امر کی سچی گواہی دیں گے کہ اس قدر مہتم بالشان اہم اور عظیم الشان نشان مرزا قادیانی کی ذات گرامی میں موجود ہے؟

انصاف شرط ہے۔ ناظرین اس احکم الحاکمین، عزیز ذوالنتقام قادر مطلق کا ڈر دل میں رکھ کر گواہی دیں۔ اس دن سے ڈر کر سچی شہادت دیں۔ جس کی شان یہ ہے۔ ”لا تجزی نفس شیا ولا یقبل منها شفاعة ولا یؤخذ منها عدل“ کہ اس دن نہ کسی کو کوئی فائدہ دے سکے گا نہ کسی کی سفارش قبول ہوگی اور نہ بدلا لیا جائے گا۔

میرے دوستو! اس وقت سے خوف کھا کر کہو۔ جب کہ کہا جائے گا۔ ”اقراء کتابك وکفیٰ بنفسك الیوم علیك حسیباً“ کہ کیا واقعی مرزا قادیانی اس نشان کے حامل تھے؟ کیا مرزا قادیانی اس حدیث کے مطابق مسیح موعود تھے؟ کیا مرزا قادیانی میں یہ نشان پایا گیا؟

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا ہم یہ کہنے میں حق بجانب نہیں کہ مرزا قادیانی خدا کی طرف سے مسیح موعود نہ تھے۔ بلکہ ”فوسوس لهما الشیطن“ کا اثر کام کر رہا تھا۔ یا پھر ہم

(ریویو آف ریلیجنز ماہ اگست ۱۹۲۶ء ص۶، ۹، ۱۰، ریویو آف ریلیجنز ماہ مئی ۱۹۲۷ء ص۲۶ ج۲۶ ش۵، ریویو آف ریلیجنز ماہ اپریل ۱۹۲۵ء ص۴۵، ج۲۴ ش۴، اخبار بدر مورخہ ۷؍جون ۱۹۲۶ء ص۵، منظور الٰہی ص۳۴۸) کی شہادت پر صاد کریں کہ مرزا قادیانی مرض مراق کے مریض تھے۔ جو مالیخولیا کی ایک مشہور قسم ہے یا مرزا قادیانی کی بیوی کی شہادت مندرجہ (سیرت المہدی ج اوّل ص۱۳) کو ہی قبول کریں کہ مرزا قادیانی کو ہسٹریا تھا۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

بعض احباب کو یہ شبہ ہوگا کہ مرض ہسٹریا تو صرف عورتوں کے لئے مخصوص ہے۔ مرزا قادیانی تو مرد تھے۔ وہ کیسے ناہنجار مرض کا شکار ہو سکتے تھے؟ لہٰذا ایسے موقع پر علم طب کی طرف ناظرین کرام کی توجہ مبذول کرانا مناسب سمجھتا ہوں۔

’’یہ مرض عموماً عورتوں کو ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ شاذ و نادر مرد بھی اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔‘‘ (مخزن حکمت جلد دوم ص۹۶۹، طبع چہارم)

مرزائی دوستو! آپ حضرات صداقت اور حقانیت کو پاؤں تلے روند کر شواہد اور معقولیت کا خون کر کے واقعات اور اخبارات کو پس پشت ڈال کر بجائے اس امر کو تسلیم کر لینے کے، کہ مرزا قادیانی واقعی اپنے دعویٰ مسیح موعود میں جھوٹے تھے۔ الٹا جھگڑا کرتے ہیں اور چند عذرات خام ایسے پیش کرتے ہیں جو شرط رضا اور تقویٰ کے صریح خلاف ہوتے ہیں۔ کیوں اس امر پر غور نہیں کرتے کہ مرزا قادیانی باوجود اقرار فریضہ حج ادا کرنے کے حج نہ کر سکے اور نہ دجال کو مسلمان کر کے کعبہ کے گرد لے جا سکے۔ (مرتے دم تک مرزا قادیانی دجال کا شکریہ ادا کرتے رہے۔ شاید دجال کو مسلمان بنانے کا موقعہ نہ ملا ہو) خیر آپ لوگ یہی پہلو اختیار کرتے ہیں۔ جو حق و صداقت کے رستہ میں حائل ہونے کے علاوہ شرط ایمان کے خلاف ہے۔ تو لیجئے ہم ان عذرات کا جواب بھی عرض کئے دیتے ہیں۔

اگر آپ لوگوں نے ہمارے جوابات پر انصاف سے غور کیا اور بجائے رنجش و کراہت کے انصاف اور دیانت داری سے کام لے کر ان کا مرزا قادیانی کی حالت سے موازنہ کیا تو امید قوی ہے کہ آپ لوگ یقیناً احسن نتیجہ تک پہنچ جائیں گے۔ اعتراضات اور عذرات کا جواب عرض کرنے سے قبل میں ایک بار پھر ایک بات کہہ دوں اور آپ بہر خدا انصاف سے اس امر کو ذہن نشین کر لیں کہ مرزا قادیانی اس امر پر بضد تھے کہ میں ضرور حج کروں گا۔ ایک دفعہ آپ سے سوال ہوا تو آپ نے بڑے زور و شور فرمایا تھا کہ: ’’ابھی تو ہم سؤروں کو مار رہے ہیں۔ ان سے فارغ

ہوں گے توحج کریں گے۔‘‘ (اخبارالقادیان یکم ستمبر۱۹۰۲ء ص۶)

غور کیجئے مرزا قادیانی کس زور سے کہتے ہیں کہ ہم ضرور حج کریں گے اور آخر تک اس امر کی نسبت یقین دلاتے رہے اور نہ کبھی اس امر سے انکار کیا کہ ہم حج نہیں کریں گے۔ بلکہ ہمیشہ اس پر مستعدی دکھلائی۔ اگرچہ اکبر مرحوم الٰہ آبادی نے توجہ بھی دلائی تھی۔ چنانچہ اکبر مرحوم فرماتے ہیں۔

رد جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردید حج میں ایک رسالہ رقم کریں

مگر نہیں مرزا قادیانی نے کبھی ادائے حج سے انکار نہیں کیا۔ اس امر کو ذہن نشین کر کے اب اپنے عذرات کے جوابات نمبر وار سنئے۔

مرزائی عذر نمبر۱

پہلا عذر میرے دوستوں کی طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) کے پاس حج کے لئے زادراہ نہ تھا۔ کیونکہ مالدار نہ تھے۔ اس لئے آپ کے واسطے فریضہ حج ادا کرنا ضروری نہ تھا۔ کیونکہ حج کے لئے مالداری شرط ہے۔

تردید عذر اوّل...... میرے دوستو! آپ نے انصاف سے کام نہیں لیا۔ بھلا سوچو تو یہ عذر خام نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ بات کب قابل تسلیم ہے کہ مرزا قادیانی مفلس وقلاش اور پیسے پیسے کو ترستے تھے۔ آپ ہزارہا روپے کی جائیداد کے مالک تھے۔ آپ نے اپنی کتابوں مثلاً (براہین احمدیہ، اعجاز احمدی وغیرہ) میں ہزارہا روپے کے انعامات مقرر کئے۔ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری کو (اعجاز احمدی ص۱۱، خزائن ج۱۹ ص۱۱۸) میں چیلنج دیا کہ قادیان آکر کتاب نزول المسیح کی ڈیڑھ صد پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت کریں تو فی پیشین گوئی ایک سو روپیہ انعام دیا جائے گا۔ پندرہ ہزار روپیہ تو یہی ہوگیا۔ پھر آگے چل کر (اعجاز احمدی ص۲۳، خزائن ج۱۹ ص۱۳۲) پر مولانا صاحب موصوف سے ایک لاکھ روپے کا وعدہ کرتے ہیں۔ پھر (اعجاز احمدی ص۸۸، خزائن ج۱۹ ص۲۰۲) پر دس ہزار روپے کا ایک اشتہار الگ درج ہے۔ براہین احمدیہ کا دس ہزار روپیہ اس کے علاوہ ہے۔ صرف لفظ توفی کے فاعل اور خداتعالیٰ مفعول ذی روح وغیرہ کی موجودگی میں موت کے علاوہ کوئی اور معنی ثابت کرنے والے کے لئے ہزارہا روپے کا اشتہار موجود ہے تو ان حالات میں کون عقل کا اندھا کہہ سکتا ہے کہ مرزا قادیانی حج کے زادراہ سے قطعاً محروم تھے یا یہ کہ بالکل بے بضاعت واقع ہوئے تھے۔

خدا کے بندو! محمدی بیگم کے نکاح کی نسبت مرزا قادیانی نے اس کے ورثاء سے ہزارہا روپے اور زمین وغیرہ کے وعدے کئے جو ان کے خطوط[1] سے عیاں ہے۔ روپیہ کا لالچ دیا۔ زمین کا وعدہ کیا اور ان تمام امور کی تصدیق مرزا قادیانی کی کتب مثلاً آئینہ کمالات اسلام، حقیقت الوحی، براہین احمدیہ، تبلیغ رسالت، انجام آتھم وغیرہ سے ہوتی ہے۔ نیز آپ نے اپنی کئی کتابوں پر اپنا نام مرزا غلام احمد رئیس قادیان تحریر کیا ہے۔ کیا امیروں اور رئیسوں کی یہی شان ہوا کرتی ہے کہ باوجود ریاست وامارت کے سرٹیفکیٹ رکھنے کے بھی حج کے زادراہ سے محروم ہوں اور ان کے پاس ایک پیسہ بھی نہ ہو؟ کیا آپ نے مرزا قادیانی کے انعامی اشتہارات نہیں دیکھے؟ کوئی تین ہزار کا ہے کوئی پانچ ہزار کا ہے۔ کسی کا کچھ انعام ہے۔ کسی پر کچھ انعام رکھا ہے۔ کیا یہ مفلسوں کی شان ہے۔

---

[1] مشفق مرزا علی شیر بیگ صاحب باسمہ تعالیٰ! السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ مجھ کو آپ سے کسی طرح سے فرق نہ تھا اور میں آپ کو ایک غریب طبع اور نیک خیال آدمی اور اسلام پر قائم سمجھتا ہوں۔ لیکن اب جو آپ کو ایک خبر سناتا ہوں۔ آپ کو اس سے رنج گذرے گا۔ مگر میں للہ ان لوگوں سے تعلق چھوڑنا چاہتا ہوں۔ جو مجھے ناچیز بتاتے ہیں اور دین کی پرواہ نہیں رکھتے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مرزا احمد بیگ کی لڑکی (محمدی بیگم میری منکوحہ آسمانی) کے بارے میں ان لوگوں کے ساتھ کس قدر عداوت ہو رہی ہے۔ اب میں نے سنا ہے کہ عید کی دوسری یا تیسری تاریخ کو اس لڑکی (میری منکوحہ آسمانی) کا نکاح (کسی دوسرے) سے ہونے والا ہے اور آپ کے گھر کے لوگ اس مشورہ میں ساتھ ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ اس نکاح کے شریک میرے سخت دشمن ہیں۔ بلکہ میرے کیا دین اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ عیسائیوں کو ہنسانا چاہتے ہیں۔ ہندوؤں کو خوش کرنا چاہتے ہیں اور اللہ ورسول کے دین کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اپنی طرف سے میری نسبت ان لوگوں نے یہ پکا ارادہ کر لیا ہے کہ اس کو خوار کیا جائے۔ ذلیل کیا جائے۔ روسیاہ کیا جائے۔ (جو واقعی ہوا) یہ اپنی طرف سے ایک تلوار چلانے لگے ہیں۔ اب مجھ کو بچالینا اللہ کا کام ہے۔ اگر میں اس کا ہوں گا تو ضرور مجھے بچالے گا۔ (چونکہ مرزا قادیانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھے۔ اس لئے خدا نے انہیں نہیں بچایا اور اچھی طرح سے ذلیل کیا ہے) اگر آپ کے گھر کے لوگ سخت مقابلہ کر کے اپنے بھائی کو سمجھاتے تو کیوں نہ سمجھ سکتا۔ کیا میں چوہڑا یا چمار تھا جو مجھ کو لڑکی دینا عار یا ننگ تھی۔ بلکہ وہ تو اب تک ہاں میں ہاں ملاتے رہے اور اپنے بھائی کے لئے مجھے چھوڑ دیا اور اب اس لڑکی (میری منکوحہ آسمانی) کے لئے سب ایک ہوگئے۔ یوں تو مجھ کسی لڑکی سے کیا غرض (غرض نہ ہوتی تو اللہ پر افتراء کیوں کرتے کہ خدا نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ اس لڑکی کا نکاح میں نے تمہارے ساتھ آسمان پر پڑھا دیا ہے) کہیں جائے مگر یہ تو آزمایا گیا کہ جن کو میں خویش سمجھتا تھا اور جن کی لڑکی کے لئے چاہتا تھا کہ اس کی اولاد ہو اور وہ میری وارث ہو اور وہی میرے خون کے پیاسے وہی میری عزت کے پیاسے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ خوار ہو اور روسیاہ ہو۔ (جو واقعی ہوا اور دنیا میں بری طرح ذلیل ہوئے) خدا بے نیاز ہے۔ جس کو چاہے روسیاہ کرے (جیسا کہ مجھے کیا) مگر اب تو وہ مجھے (فرقت کی) آگ میں ڈالنا چاہتے ہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

مرزائی دوستو! تم لوگ بڑے نڈر ہو۔ مرزا قادیانی کی بڑی بے عزتی کرتے ہو۔ جو کہتے ہو کہ ان کے پاس فریضہ حج ادا کرنے کے لئے زادراہ نہ تھا۔ اگرچہ وہ رؤسیأ، امراء میں ہی قدم کیوں نہ رکھتے ہوں۔ اگر تمہیں درکار ہو تو سنو! مرزا قادیانی کو ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ روپیہ سے زائد روپیہ آ چکا تھا۔ دیکھو ان کی کتاب (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۱)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) میں نے خط لکھے کہ پرانا رشتہ مت توڑو۔ لڑکی کے والدین بیچارے مجبور تھے۔ کرتے کیا آپ کی عمر ۶۰ سال تھی اور لڑکی کی عمر اس وقت بقول آپ یعنی مرزا قادیانی صرف آٹھ یا نو سال تھی) خدا تعالیٰ سے خوف کرو۔ کسی نے جواب نہ دیا۔ بلکہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی بیوی نے جوش میں آ کر کہا کہ ہمارا کیا رشتہ ہے۔ (عورت کا حقیقی احساس ایک عورت ہی محسوس کر سکتی ہے۔ اس لئے بیچاری جوش میں آ گئی ہوگی) صرف عزت بی بی نام کے لئے فضل احمد کے گھر میں ہے۔ بیشک وہ طلاق دے دے۔ ہم راضی ہیں۔ ہم نہیں جانتے یہ شخص کیسا بلا ہے۔ (اس قدر گستاخی ایک نبی کی شان میں معاذ اللہ) ہم اپنے بھائی کے خلاف مرضی نہ کریں گے۔ یہ شخص کہیں مرتا بھی نہیں۔ پھر میں نے رجسٹری کرا کر آپ کی بیوی صاحب کے نام خط بھیجا۔ مگر کوئی جواب نہ آیا۔ (جواب کیا آتا خاک) اور بار بار کہا کہ اس سے ہمارا کیا رشتہ باقی رہ گیا۔ جو چاہے سو کرے۔ ہم اس کے لئے اپنی خویشوں سے اپنے بھائیوں سے جدا نہیں ہو سکتے۔ مرتا مرتا رہ گیا کہیں مرا بھی ہوتا یہ باتیں آپ کی بیوی مجھے پہنچی ہیں۔ بیشک میں ناچیز ہوں۔ ذلیل ہوں، خوار ہوں۔ مگر خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں میری عزت ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (اسی لئے آپ کو خوب ذلیل کیا اور مرتے دم تک منکوحہ آسمانی یعنی محمدی بیگم کا منہ تک نہ دیکھ سکے) اب جب میں ایسا ذلیل ہوں (جو واقعہ ہے) تو میرے بیٹے سے تعلق رکھنے کی کیا حاجت ہے۔ لہٰذا میں نے ان کی خدمت میں خط لکھ دیا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادہ سے باز نہ آئیں اور اپنے بھائی کو اس نکاح سے روک نہ دیں۔ پھر جیسا کہ آپ کا خود منشاء ہے۔ میرا بیٹا فضل احمد بھی آپ کی لڑکی اپنے نکاح میں رکھ نہیں سکتا۔ بلکہ ایک طرف جب محمدی بیگم (میری منکوحہ آسمانی) کا کسی شخص سے نکاح ہوگا تو دوسری طرف فضل احمد آپ کی لڑکی کو طلاق دے دے گا۔ اگر نہیں دے گا تو میں اسے عاق اور لاوارث کر دوں گا اور اگر میرے لئے احمد بیگ سے مطالبہ کرو گے اور یہ ارادہ اس کا تبدیل کرا دو گے تو میں بدل وجان حاضر ہوں اور فضل احمد کو جواب میرے قبضہ میں ہے۔ ہر طرح سے درست کر کے آپ کی لڑکی کی آبادی کے لئے کوشش کروں گا اور میرا مال ان کا مال ہوگا۔ لہٰذا آپ کو بھی لکھتا ہوں کہ اس وقت کو سنبھال لیں اور احمدی بیگ کو پورے زور سے خط لکھیں کہ باز آ جائے اور اپنے گھر کے لوگوں کو تاکید کر دیں کہ وہ اپنے بھائی کو لڑائی کر کے روک دیوے۔ ورنہ مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ اب ہمیشہ کے لئے یہ تمام رشتے ناطے توڑ دوں گا۔ اگر فضل احمد میرا فرزند اور وارث بننا چاہتا ہے تو اس حالت میں آپ کی لڑکی کو گھر میں رکھے گا۔ جب آپ کی بیوی کی خوشی ثابت ہو ورنہ جہاں میں رخصت ہوا۔ ایسا ہی سب رشتے ناطے ٹوٹ گئے۔ یہ باتیں خطوط کی معرفت معلوم ہوئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ کہاں تک درست ہیں۔ واللہ اعلم!

راقم! خاکسار غلام احمد از لدھیانہ اقبال گنج

۲؍مئی ۱۸۹۱ء

اعیان مرزائیت! اسی (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶) کو کھول کر پڑھو۔ ٹیچی فرشتہ نے آپ کو بغیر حساب کے بہت سارو پیہ دیا اور وہ اس قدر تھا کہ مرزا قادیانی اس کا شمار ہی نہیں بتلا سکتے۔ حیرت ہے کہ وہ فرشتہ لنگر خانہ کے لئے تو بیشمار روپیہ دے سکتا ہے۔ مگر حج کے لئے قطعاً نہیں۔ کیا حج مسیح سے ٹیچی کو بھی دشمنی تھی۔ یا غیر مسیح کو حج سے ہی ناکام رکھنا چاہتا تھا۔ آپ کے عندیہ سے تو اس بات کی تائید ہوتی ہے۔ آپ بے شک بڑے بھولے بھالے ہیں۔ کیا سچ ہے ؎

مجھے قتل کر کے وہ بھولا سا قاتل
لگا پوچھنے کس کا تازہ لہو ہے
کسی نے کہا جس کا وہ سر پڑا ہے
کہا بھول جانے کی کیا میری خو ہے

اور سنو! شیر علی فرشتہ، خیراتی رام فرشتہ مرزا قادیانی کے پاس برابر آتے رہے اور بڑی کثرت سے آپ کو روپیہ دیتے رہے۔ کحل الجواہر میں آپ نے ایک اور اشتہار پانچ سو روپیہ کا شائع کیا۔ علاوہ ازیں ایک پادری کلاں کو دوصدر روپیہ ماہوار دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ کیا مرزا قادیانی ایسے روپوں سے فریضہ حج ادا نہیں کر سکتے تھے؟ جو ان کے لئے نہایت ضروری تھا اور جس کی نسبت وہ خود مقر ہیں کہ میں ضرور حج کروں گا۔

کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کی نسبت ایسے واقعات اور حقائق کی روشنی اور موجودگی کے باوجود کیوں ایسا عذر پیش کرتے ہیں؟ جو آپ اپنی تردید ہے۔

میرے دوستو! تعصب اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر کدورت اور کینہ کی عینک کو اتار کر اس معاملہ پر غور تو کرو کہ آیا مرزا قادیانی کے حج نہ کرنے پر کبھی یہ نامعقول عذر پیش ہوسکتا ہے؟ جو واقعات کے ہی خلاف ہے۔ کیا آپ اس عذر سے کبھی کامیاب ہوسکتے ہیں۔ آہ ؎

آپ ہی اپنے ذرا جو روستم کو دیکھو
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

تصدیق حدیث مرزا قادیانی کے الفاظ میں نقل ہو چکی ہے کہ قسم والی حدیث میں کوئی عذر یا تاویل پیش نہیں ہوسکتی تو پھر سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی حدیث مذکور کے ماتحت مسیح موعود ہوتے تو ان کے پاس زادراہ بھی ہوتا اور باقاعدہ حج بھی کرتے۔

مگر چونکہ حدیث کے ماتحت مسیح نہیں تھے۔ اس لئے خدا کی حکمت نے بقول آپ کے زادراہ اور بضاعت سے محروم رکھ کر اس امر پر مہر توثیق لگادی کہ فی الحقیقت مسیح موعود نہ تھے اور یہی عین حقیقت ہے۔ پس۔

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود چاک دامن ماہ کنعاں کا

مرزائی عذر نمبر۲

دوسرا عذر مرزائی حضرات کی طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مرزا قادیانی کو خوف تھا اور عدم امن کے باعث وہ فریضہ حج ادا نہ کر سکتے تھے۔ تمام لوگ بلکہ بادشاہ بھی آپ کے مخالف تھے۔ چونکہ امن بھی شرائط حج میں داخل ہے۔ اس واسطے عدم ادائے حج قابل اعتراض نہیں۔

تردید: یہ عذر بجائے خود آپ اپنا جواب ہے۔ بھلا نبوت اور ڈر، دو متضاد چیزیں ایک جگہ کس طرح اکٹھی ہو سکتی ہیں؟ اس سے زیادہ اور کیا خوشی ایک نبی کے لئے ہو سکتی ہے کہ وہ خدا کی راہ میں اپنی جان دے دے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضور اکرم سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ ’’**اقتل فی سبیل اللّٰہ ثم احی ثم اقتل ثم احی ثم اقتل** ‘‘یعنی اے خدا میں اس سے زیادہ اور کوئی دوامی عزت نہیں چاہتا کہ میں تیرے راستے میں قتل ہو جاؤں۔ بلکہ میری خواہش ہے ضرور قتل ہو جاؤں۔ پھر زندہ ہوں۔ پھر قتل ہوں۔ پھر زندہ ہوں پھر قتل کیا جاؤں۔ سبحان اللہ یہ ہے شان نبوت۔

حضرات! اب ذرا مرزائی عذر لنگ پر نظر ڈالئے کہ مرزا قادیانی کو جان کا خوف تھا۔ اس لئے قادیان میں دم دبا کر بیٹھ رہے اور مکہ مکرمہ یا مدینہ طیبہ کا منہ نہ دیکھ سکے۔ آپ کا دعویٰ دیکھئے۔ توبہ کہ میں آنحضرت ﷺ کا ظل (سایہ) ہوں۔ ’’**ولا حول ولا قوۃ الا باﷲ العلی العظیم**‘‘

مرزائی دوستو! مرزا قادیانی کا الہام ہے۔ ’’**انی لا یخاف لدی المرسلون کتب اللّٰہ لا غلبن انا ورسلی** ‘‘میرے قرب میں میرے رسول کسی دشمن سے نہیں ڈرا کرتے۔ خدا نے لکھ چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب رہیں گے۔

(حقیقت الوحی ص۲۷، خزائن ج۲۲ ص۷۵)

نیز الہام ہوتا ہے۔ ”ان يطفؤا نور الله بافواههم والله متم نوره ولوكره الكافرون “یعنی دشمن ارادہ کریں گے کہ اپنے منہ کی پھونکوں سے خدا کے نور کو بجھا دیں اور خدا اپنے نور کو پورا کرے گا۔ اگرچہ کافر کراہت کریں۔

(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

بتاؤ! اگر مرزا قادیانی کے ذریعہ بھی خدا کے نور کا اتمام مقدر تھا تو آپ کو کس کا خوف ہوسکتا ہے۔

مرزائیو! کیا مرزا قادیانی نے اپنے باوا جان کی طرف سے یہ الہام درج نہیں کیا ہے کہ ”والله يعصمك من الناس “یعنی اللہ مجھے (مرزا) لوگوں کی دشمنی اور عداوت سے بچالے گا۔ (انجام آتھم ص ۶۰، خزائن ج ۱۱ ص ۶۰)

”يعصمك من الاعداء “(حقیقت الوحی ص ۹۰، خزائن ج ۲۲ ص ۹۳) یعنی اے مرزا خدا تجھے دشمنوں کے شر سے بچائے گا۔ سچ بتاؤ ”اليس الله يكاف عبده “(حقیقت الوحی ص ۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۹۳) یعنی اے مرزا، اللہ اپنے بندہ کے لئے کافی ہے۔

دوستو! بتاؤ باوجود اس قدر قوی اور محکم وعدوں کے مرزا قادیانی کیوں ڈرتے تھے۔

بھائیو! کیا خدا کا یہ وعدہ نہ تھا ”انى معك ومع اهلك “(حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۹۹) یعنی اے مرزا میں تیرے اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔ دوستو! انصاف سے کام لو۔ کیا مرزا قادیانی نے یہ نہیں کہا کہ خدا کے نبی اس کے راستے میں جان دینے کو ہروقت تیار رہتے ہیں۔

(جنگ مقدس ص ۲۹)

اگر تمام امور سچ ہیں اور خدا نے مرزا قادیانی کی حفاظت کا ذمہ لے لیا تھا اور تسلی بارش کی طرح الہامات کر چکا تھا اور اگر واقعی خدا مرزا قادیانی کا قدردان تھا تو درحقیقت مرزا قادیانی کے لئے کافی تھا۔

اگر یہ سب باتیں تھیں تو پھر مرزا قادیانی کو خدا کی باتوں پر یقین کیوں نہ تھا اور آپ حج کو کیوں نہ تشریف لے گئے؟ آخر کون سی وجہ ایسی لاحق ہوگئی تھی؟ ہم دیکھتے ہیں کہ عجیب وغریب خدا کے بندے جن پر حج فرض بھی نہیں۔ بڑی بڑی مشقتوں سے زادراہ جمع کر کے اور ہزاروں میل پیدل سفر کر کے حج کر آتے ہیں۔ لیکن مرزا قادیانی پر بقول ان کے حج فرض، سفر کے لئے

دجال کا گدھا (ریل گاڑی) دروازہ پر موجود، ریل کے اختتام پر جہاز تیار، روپوں کے ہر طرف سے مفت منی آرڈر۔ اگر یقین نہ آئے تو کنہیا لال ماسٹر، مراری لال کلرک، ٹھاکر داس، ہیرا لال اور نہال ترکھان وغیرہ شہادت کے لئے موجود۔ راستہ میں حفاظت جان کے واسطے باوا جان کا الہام ’’واللہ یعصمک من الناس ‘‘موجود۔ بھلا غور تو کرو کہ یہ عذر خام کہاں تک قابل تسلیم ہے۔ کیا خدا کے وعدے باطل ہوتے ہیں؟ کیا خداتعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ’’ان اللہ لا یخلف المیعاد ‘‘اور کیا ’’لا تبدیل لکلمات اللہ ‘‘خدا کا کلام نہیں اور کیا خداتعالیٰ اپنے کلام حمید قرآن مجید میں نہیں فرماتا کہ ’’فلا تحسبن اللہ مخلف وعدہ رسولہ ان اللہ عزیز ذوانتقام (پارہ ۱۳) ‘‘ ﴿یعنی خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف ہرگز نہ سمجھو۔ بلکہ خداتعالیٰ بڑا غالب اور بدلہ لینے والا ہے۔﴾

اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے اور یہ ممکن بھی کس طرح ہوسکتا ہے کہ اللہ اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلافی کرے۔ چنانچہ اس بناء پر خداتعالیٰ کی نسبت وعدہ خلافی کا گمان کرنا بھی کفر ہے۔ پس مرزائی یہ بتائیں کہ جب اس قدر تواتر اور کثرت سے خداتعالیٰ کے کلام نے مرزا قادیانی پر یہ واضح کر دیا کہ آپ کچھ فکر نہ کریں۔ آپ ہماری حفاظت میں ہیں اور میں ہر وقت اے مرزا تیرا نگہبان ہوں۔ تو پھر مرزا قادیانی کو کیا ڈر تھا۔

خدا کے بندو جب یہی وعدہ خداوند تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ رسول، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ سے کیا تھا تو نبی کریم روف والرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اس لئے کیا سمجھا تھا؟ مرزائیو! دن دہاڑے اس قدر چوری چھپا سکتے ہو؟ بتاؤ آنحضرت ﷺ کب ڈرے اور کب دب کر رہے۔ ’’واللہ یعصمک ‘‘وعدہ ہونے کی دیر تھی۔ آپ کے مزاج گرامی میں ایک کیف آفرین انقلاب آ گیا اور دنیا کی کایا پلٹ دی۔ کیا آپ نے اس کے بعد جنگیں نہیں کیں۔ تلوار نہیں اٹھائی۔ کب تلوار کے سایہ میں نہ رہے۔ تمہیں معلوم ہے شعب ابی طالب میں متواتر تین سال تک قریش مکہ کے بائیکاٹ کو کس نے خندہ پیشانی سے برداشت کیا تھا؟ کس نے اہل طائف کے ہاتھ سے پتھر کھائے تھے؟ کس نے جہاد کئے تھے؟ کس نے دانت شہید کرائے تھے؟ کس نے اپنے خون کے پیاسے دشمنوں میں اعلائے کلمۃ الحق کا فرض ادا کیا تھا؟ کس نے کافروں کے ظلم وستم سے ہجرت کی تھی؟ وہی نبی عربی فداہ ابی وامی کا اسم گرامی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تھا اور ہے۔ تم خود

ہی بتاؤ کہ یہ نبوت برطانی (نبوت مرزا) جو جہاد کی بجائے ترک جہاد کی تلقین کرتی ہے۔ اس نبوت ربانی کا بروز (سایہ) ہو سکتی ہے؟ اور تمہیں آنحضرت ﷺ سراپا رحمت و برکت ﷺ کا ایک واقعہ سنائیں۔ شاید کہ تمہیں عبرت ہو۔

ہجرت نبوی

ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

حضور اکرم ﷺ متواتر تیرہ برس تک کفار مکہ کو خدا کی طرف بلاتے رہے۔ انہیں توحید کا پیغام دیا۔ خوش اخلاقی کا درس دیا اور روحانی وانصافی ترقی کے راز بتائے۔ لیکن ان لوگوں کا ذہن اور دماغ اس درجہ تاریک تھا کہ حقانیت کی روشنی اثر نہ کر سکی۔ کفار نے آوازہ توحید کے مقابلہ میں طعن وتشنیع کا ہنگامہ برپا کیا۔ دعاء کے جواب میں سنگباری کی اور خوش خلقی کا جواب بدکرداری سے دیا۔ بایں ہمہ حضور اکرم ﷺ خدا کا پیغام سناتے رہے۔ لیکن جب ظلم حد کمال تک پہنچ گیا۔ صبر وتحمل کے پائے ثبات کے ڈگمگانے کا اندیشہ پیدا ہوا تو حضور ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ تم لوگ مدینہ چلے جاؤ۔ تاکہ اس ظلم وستم سے نجات پاسکو۔ اس ارشاد نبویؐ کا خیر مقدم کیا گیا۔ فرزندان توحید اپنے گھروں کو، عزیز واقرباء کو چھوڑ کر ترک وطن کرنے لگے۔ کفار قریش نے جب یہ دیکھا کہ مکہ کی آبادی اب مدینہ کو آباد کرنے لگی تو ان کے اشتعال کا بھرا ہوا پیمانہ چھلکنے لگا۔ انہوں نے ہجرت کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنا شروع کیں۔ لیکن اس طرح بھی کامیابی نہ ہو سکی۔ اس کے بعد ہجرت پر آمادہ لوگوں پر مزید ظلم وستم کرنا شروع کیا اور اس سلسلہ میں جس ظلم وتشدد کا اظہار کیا گیا۔ اس کا تصور بھی قابل برداشت نہیں۔ چنانچہ حضرت ہشامؓ جو کہ ایک صحابی تھے۔ جب ہجرت کرنے لگے تو کفار نے انہیں پکڑ کر قید کر دیا اور قید خانہ میں قسم قسم کی اذیتیں پہنچائیں۔ حضرت ابوسلمہؓ جب ہجرت کے لئے اونٹنی پر سوار ہو گئے تو قریش نے ان کا محاصرہ کر لیا اور کہنے لگے کہ تمہاری بیوی ہماری لڑکی ہے۔ اسے جانے نہیں دیں گے۔ اسی طرح تمہارا لڑکا بھی چونکہ ہماری بیٹی کی گود میں ہے۔ اس لئے اسے بھی ہجرت کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ ابوسلمہؓ نے انہیں بہت سمجھایا۔ لیکن ان کی معقول باتوں کا جواب بے پرواہی کے ساتھ ہنسی سے دیا گیا۔ آخر کار وہ بیوی بچے دونوں کو چھوڑ کر مدینہ پہنچ گئے۔ اس قسم کے متعدد واقعات رونما ہوئے۔ لیکن ہجرت کا

سیلاب کسی طرح سے رک نہ سکا۔ بالآخر مکہ مکرمہ میں آنحضرت ﷺ، حضرت صدیق اکبرؓ، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے سوا کوئی بھی مسلمان باقی نہ رہا۔ البتہ مسلمانوں کے خالی مکان پڑے تھے جو اپنے سابق مکینوں کے لئے چشم براہ تھے۔ آخر وہ دن بھی آ پہنچا جس کے متعلق اقبال مرحوم نے کہا ہے۔

ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی

جبریل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ کو بھی ہجرت کا پیغام دیا۔ اس پیغام کا باعث کیا تھا۔ اس کی بھی ضروری تفصیل سناتا ہوں۔

جب کفار مکہ نے دیکھا کہ اسلام کی روشنی مدینہ منورہ میں پہنچ چکی ہے اور اگر اس روشنی پر جبر کا پردہ نہ ڈالا گیا تو سارے جزیدہ نما عرب میں آفتاب اسلام کی شعائیں پھیل جائیں گی۔ وہ انتہائی سوچ بچار کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اسلام کا منبع محمد ﷺ ہی کی ذات ہے۔ اس لئے آپ ہی کو ٹھکانے لگا دیا جائے۔ لیکن بنی ہاشم کی تلواریں ان کے تصور میں چمک رہی تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ پر ہاتھ ڈالنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ لیکن ابوجہل کا دل انتقام وعنادگی آگ سے لبریز ہو چکا تھا۔ جس کے شعلے اس کے ہر سانس میں لپک رہے تھے اور یہی گرمی اسے آنحضرت ﷺ کی مخالفت پر آمادہ کر رہی تھی۔ اس نے تمام قبیلوں کے نمائندوں کی ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں بنو ہاشم کے علاوہ تمام اکابر مکہ شریک ہوئے۔ کانفرنس کی صدارت کے لئے ایک سن رسیدہ ''نجدی'' کو بلایا گیا۔ جو اس زمانہ میں سازش انگیزی کے فن کا ماہر تھا۔ اس جلسہ میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی کہ محمد ﷺ اور ان کے دین سے اہل عرب کو کسی طرح محفوظ رکھا جائے۔ کسی نے کہا محمد (ﷺ) کو زنجیروں میں جکڑ دیا جائے تا کہ ان کی راہ آزادی مسدود ہو جائے۔ کسی نے کہا کہ تنگ وتاریک کوٹھری میں بند کیا جائے تا کہ کوئی شخص ان کی آواز کو ہی نہ سن سکے اور انہیں بھوکا و پیاس کی اذیتیں دے کر اس دنیا سے رخصت کر دیا جائے۔

شیخ نجدی نے تمام باتیں غور سے سنیں اور کچھ سوچ کر کہنے لگا کہ یہ کام تو ہو سکتا ہے۔ لیکن جس وقت بنو ہاشم کے انتقامی ہاتھ اٹھے تو کیا کرو گے؟ وہ قید خانہ کو توڑ کر محمد (ﷺ) کو آزاد کرالیں گے۔ اس پر ایک شخص بولا محمد (ﷺ) کو مکہ سے نکال دیا جائے۔ شیخ نجدی نے یہ مشورہ بھی پسند نہ کیا۔ آخر کار ابوجہل بولا بہتر یہی ہے کہ تمام قبیلوں سے ایک ایک بہادر منتخب کیا جائے

اور یہ لوگ محمد (ﷺ) کو نرغہ میں لے کر شہید کر دیں۔ اس طرح شہید کا خون مختلف قبیلوں میں تقسیم ہو جائے گا اور قصاص کسی پر بھی عائد نہ ہوگا اور بنو ہاشم خواہ کتنے ہی بہادر ہوں تمام قبائل کا مقابلہ کرنے کے قابل نہیں۔ یہ تجویز منظور کر لی گئی۔

کفار یہ منصوبے باندھ رہے تھے کہ حضور اکرم ﷺ پر ہجرت کا حکم نازل ہوگیا۔ دوپہر کا وقت تھا۔ لو کی شعلہ افشانیوں نے زمین کو جہنم زار بنا دیا تھا۔ لوگ گرمی سے بچنے کی خاطر تنگ و تاریک کوٹھریوں میں پناہ گزین تھے۔ شہر مکہ پر سناٹا چھایا ہوا تھا۔ اس چلچلاتی دھوپ میں حضور اکرم ﷺ گھر سے باہر نکلے اور حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے قیام گاہ پر پہنچے۔ ان سے آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت کا وقت آ پہنچا ہے۔ صدیق اکبرؓ کے لئے یہ بات خلاف توقع نہ تھی۔ وہ پہلے سے ہی یہ حکم سننے کے منتظر بیٹھے تھے۔ صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضور ﷺ کا رفیق سفر کون ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا آپؓ۔ یہ سنتے ہی حضرت صدیق اکبرؓ کا پیمانہ مسرت لبریز ہو کر چھلکنے لگا اور آپؓ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں ہوگئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے پہلے ہی سے دو اونٹنیاں خرید کر رکھی ہیں اور ان کی خوب پرورش کی گئی ہے۔ ان میں سے ایک اونٹنی آپ کی نذر کرتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے یہ عطیہ تو منظور ہے۔ لیکن ایک شرط پر وہ یہ کہ جب تک اس کی قیمت نہ ادا کر لوں۔ حضور ﷺ کے اصرار پر مجبوراً حضرت صدیق اکبرؓ کو اونٹنی کی قیمت وصول کرنی پڑی۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبرؓ کی دو صاحبزادیوں (حضرت اسماءؓ اور حضرت عائشہؓ) نے ستو اور دوسری کھانے پینے کی چیزیں مہیا کیں اور سفر کی تیاری مکمل ہوگئی اور قرار پایا کہ جب رات کی تاریکی فضائے مکہ پر چھا جائے گی تو مدینہ کو چل پڑیں گے۔ اسی رات کفار مکہ نے اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنانا تجویز کیا تھا۔ انہوں نے سر شام ہی سے حضور اکرم ﷺ کے دولت خانہ نبوت کا شانہ کا محاصرہ کر لیا۔ ان کا خیال تھا کہ پچھلی رات کو جب آپ نماز و عبادت کے لئے باہر نکلیں گے تو قریشی تلواروں کی پیاس رسالت مآب ﷺ کے خون سے بجھائی جائے گی۔ وہ رات بھر تلواریں چمکاتے رہے۔ لیکن جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کا خدا اپنے محبوب کو ان تمام سازشوں سے آگاہ کر چکا تھا۔ حضور ﷺ آدھی رات کو اٹھے اور اپنے بستر پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سلا دیا۔ اہل مکہ کی جتنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس تھیں۔ وہ بھی ان کے سپرد کر دیں اور فرمایا کہ علیؓ! تم میرے بستر پر سو رہو اور صبح ہوتے ہی امانتیں حقداروں تک پہنچا دینا اور اس کے بعد میرے نقش قدم پر عازم مدینہ ہو جانا۔

حضور ﷺ جب مکان سے باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ کفار شمشیر بکف مکان کے گرد گھوم رہے ہیں۔ آپؐ نے ایک مشت خاک پر سورۂ یٰسین کی پہلی آیتیں ''لا یبصرون '' تک پڑھیں اور اس خاک پر دم کر کے وہ خاک شاہت الوجوہ کہہ کر کفار کی طرف پھینک دی۔ کرشمہ قدرت دیکھئے کہ درجنوں آنکھیں باب توبہ کی طرف کھلی ہونی کے باوجود حضورؓ والتسلیمات کو دیکھ نہ سکیں۔ آپؐ حضرت صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے اور انہیں ساتھ لے کر شہر سے باہر نکلے اور دونوں مسافر شہر سے چار میل کے فاصلہ پر کوہ ثور تک پہنچے۔ دونوں نے غار ثور میں قیام کیا۔

اب حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کا حال سنئے! جب رات کا دامن تاریک چاک ہو گیا تو آپ نماز کے لئے اٹھے۔ دروازہ سے باہر ہی نکلے تھے کہ کفار نے آپ کو پکڑ لیا۔ انہیں حیرت ہوئی کہ رات کو جس سوئے ہوئے انسان کو محمد (ﷺ) سمجھتے رہے وہ صبح ہوتے ہی علی مرتضٰی (کرم اللہ وجہہ) کی شکل میں نمودار ہوا۔ اس لئے ان کے غضب کی آگ اور بھی بھڑک اٹھی۔ انہوں نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں گئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ پہرہ تو تم رات بھر دیتے رہے اور پوچھتے ہو مجھ سے۔ یہ تو تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ محمد ﷺ کہاں گئے؟ یہ جواب سنتے ہی چند کافر مشتعل ہوئے اور انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طمانچے مارے اور آپؓ کو پکڑ کر بٹھا لیا۔ لیکن جب سورج پوری طرح چڑھ آیا تو انہیں خطرہ محسوس ہونے لگا کہ کہیں بنو ہاشم انتقام کی تلوار نیام سے نہ نکال لیں۔ اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو رہا کر دیا گیا۔ آپ نے تمام امانتیں حقداروں کو پہنچا دیں۔ حقیقتاً اسی کام کے لئے حضرت علیؓ کو مکہ میں چھوڑا گیا تھا۔

کفار یہاں سے مایوس ہو کر حضرت صدیق اکبرؓ کے مکان پر پہنچے۔ دروازہ پر دستک دی۔ حضرت اسماءؓ باہر نکلیں اور ابوجہل نے پوچھا لڑکی سچ بتا تیرا باپ کہاں گیا۔ لڑکی نے جواب دیا مجھے خبر نہیں۔

یہ سنتے ہی ابوجہل نے اس بیدردی سے طمانچہ مارا کہ اسماء کے کان کی بالی ٹوٹ کر گر پڑی۔ اس کے بعد کفار مکہ آندھی کی طرح پھیل گئے۔ مگر حضور ﷺ کا کہیں پتہ نہ چلا۔ آخر اعلان کیا گیا جو شخص محمد ﷺ کو پکڑ کر لائے گا اسے سو اونٹ انعام دیا جائے گا۔ اس انعامی اعلان نے بہت سے لوگوں کو متاثر کیا اور وہ آنحضرت ﷺ کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔

اب اس مقدس قافلہ کا حال سنئے! جو غار ثور کے قریب ہے۔ غار میں سب سے پہلے

صدیق اکبرؓ داخل ہوئے۔ آپ نے غار کو صاف کیا۔ جہاں کہیں سوراخ نظر آیا۔ اسے اپنے کپڑوں کی دھجی سے بند کیا۔ جب غار قیام گاہ بننے کے قابل ہوگیا تو حضورﷺ کو بھی ساتھ لے گئے اور یہ آفتاب ومہتاب متواتر تین شبانہ روز اس تاریک خلوت کدہ میں مقیم رہے۔

دوسری طرف کفار مکہ کو انعام کا لالچ تڑپا رہا تھا۔ وہ سراغ رسانی کے فن سے بھی واقف تھے۔ اس لئے نقش قدم کے نشانات پر غار ثور کے دہانہ تک پہنچ گئے۔ اب انہوں نے اطمینان کا سانس لیا۔ کیونکہ یہاں سے آگے قدم کے نشان نہ تھے اور ان کی متجسس نظریں غار کے چاروں کناروں سے ٹکرا ٹکرا کر واپس آتی رہیں اور حضورﷺ کا کہیں پتہ نہ چلتا تھا۔ وہ حیرت واستعجاب کے بحر ذخار میں غوطے کھانے لگے اور حیرت کے ساتھ یہ کہنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا ہے کوئی طلسم ہے اور محمدﷺ آسمان پر چلے گئے ہیں اتنے میں ایک نے کہا ذرا جھانک کر غار کے اندر تو دیکھو دوسرے نے مذاقیہ انداز میں کہا! ہوش میں آو اس اندھیرے غار میں کون جا سکتا ہے؟ تیسرا بولا وہ دیکھو غار کے منہ پر مکڑی کا جالا تنا ہوا ہے۔ اگر کوئی اس میں داخل ہوتا تو جالا محفوظ رہ سکتا تھا؟ تیسرا بولا وہ دیکھو وہاں تو کبوتر اڑا اور اس کے انڈے بھی نظر آ رہے ہیں۔

اب کفار کے سامنے مایوسی ونامرادی کے سوا کچھ نہ تھا۔ وہ حیرت ویاس کی دوگونہ مصیبت کا رنج لے کر واپس لوٹے۔ جب کفار مکہ غار ثور کے دہانہ کے پاس کھڑے ہوکر یہ سب باتیں کر رہے تھے تو غار کے اس قدر قریب تھے کہ ان کے پاؤں حضور اکرمﷺ اور آپ کے رفیق سیدنا ابوبکر صدیقؓ کو نظر آ رہے تھے۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ حضورﷺ، کفار آ گئے۔ آپؐ نے جواب دیا۔ ”لا تحزن ان اللّٰہ معنا“ یعنی خوف نہ کرو۔ ہمارے ساتھ اللہ ہے۔ صدیق اکبرؓ نے پھر دوبارہ آنحضرتﷺ کی توجہ کفار کی طرف مبذول کرائی۔ آپؐ نے فرمایا تو نے ان دونوں کو کیا سمجھا ہے۔ جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

حضرت صدیق اکبرؓ حیرت افزاء طور پر فہیم، عقیل اور دور اندیش وتجربہ کار تھے۔ آپ نے ان مجبوریوں اور قیود کے باوجود ہر قسم کے انتظامات مکمل کر رکھے تھے۔ چنانچہ آپ کی ہدایت کے مطابق عامر بن فہیرہ جو آپ کا غلام تھا۔ دن بھر تو بکریوں کا ادھر ادھر چراتا رہتا اور رات ہوتے ہی ریوڑ کو غار ثور کے قریب لے آتا اور ان دونوں بزرگوں کی خدمت میں دودھ پیش کیا کرتا تھا۔ اسماء بنت ابوبکرؓ کھانا تیار کر کے رات کے وقت نہایت احتیاط اور رازداری کے ساتھ غار ثور میں پہنچا

دیا کرتی تھیں۔ عبداللہ بن ابوبکرؓ دن بھر کفار کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرتے اور رات کو تمام حالات حضورﷺ کے گوش گذار کر کے چلے آتے۔ تیسرے دن عبداللہ بن ابوبکرؓ کی معرفت حضورﷺ کو اطلاع ملی کہ کفار مکہ کے جوش کا دریا رفتہ رفتہ اتر رہا ہے۔

اب ساکنان ثور نے سفر کی تیاری شروع کی۔ حضرت سیدنا صدیق اکبرؓ نے عبداللہ بن اریقط کو پیغام بھیجا کہ اونٹنیاں لے آئے اور یہ شخص اگرچہ مسلمان نہ تھا لیکن بھروسے کے قابل تھا۔ اس لئے حضرت صدیق اکبرؓ نے اسے رازدار سفر بنا رکھا تھا۔ اب ریقط دونوں اونٹنیاں اور اپنا اونٹ لے کر کوہ ثور کے دامن میں پہنچ گیا۔ دونوں مسافر غار سے نکلے تو دونوں اونٹنیاں حاضر تھیں۔ ایک پر حضورﷺ سوار ہوئے۔ اس اونٹنی کا نام غضبا تھا اور دوسری پر حضرت صدیق اکبرؓ اور آپ کے خادم عامر بن فہیرہ بیٹھ گئے۔ حضرت اسماءؓ نے قافلہ کو خدا حافظ کہا اور یہ چل پڑے۔ روانگی سے پہلے حضورﷺ نے دور سے شہر مکہ پر نظر ڈالی اور حسرت کے ساتھ فرمایا کہ: ''اے مکہ مجھے تمام شہروں کی نسبت تجھ سے زیادہ محبت ہے۔ مگر تیرے باشندوں نے مجھے رہنے نہ دیا۔''

رات ہو چکی تھی۔ تاریکی کی وجہ سے کوئی چیز دکھائی نہ دیتی تھی۔ لیکن یہ گرم رفتار قافلہ دشت پیمائی کرتا ہوا بڑھتا گیا۔ دوسرے دن یعنی یکم ربیع الاوّل کو جب دوپہر کی دھوپ چنگاریاں برسا رہی تھی تو ام معبد کا خیمہ نظر پڑا۔ یہ بڑھیا بہت زیادہ رحم دل تھی۔ اس نے مسافروں کے پانی پلانے کے لئے جنگل میں سبیل لگا رکھی تھی۔ قافلہ والوں نے یہاں کچھ دیر آرام کیا اور بکری کا دودھ پینے کے بعد چل پڑے۔ ابھی چند ہی قدم چلے ہوں گے کہ پیچھے سے ایک شخص گھوڑے پر تیز رفتار آتا ہوا دکھائی دیا۔ یہ سراقہ بن مالک تھا جو عرب کا بہت بڑا بہادر نوجوان تھا۔ وہ سو اونٹ انعام حاصل کرنے کے لئے حضورﷺ کو گرفتار کرنا چاہتا تھا۔ لیکن حسن اتفاق دیکھئے۔ جب وہ حضورﷺ پر ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتا تھا تو اس کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گر پڑتا تھا۔ جب اسے دو تین بار اس حادثہ کا سامنا ہوا تو ہوش ٹھکانے آ گئے۔ چلّا کر کہنے لگا۔ ''محمد (ﷺ) میری بات تو سن لیجئے۔'' حضورﷺ نے اونٹنی ٹھہرا لی اور فرمایا کہو سراقہ کیا کہتے ہو؟ اس نے عرض کیا میں آپ کو گرفتار کرنے آیا تھا۔ لیکن اس حرکت پر نادم و پشیمان ہوں۔

معاف کیجئے میں واپس جاتا ہوں۔ لیکن مجھے امان نامہ لکھ دیجئے۔ حضور سرور دوعالمﷺ نے یہ بات مان لی اور آپ کے ارشاد پر عامر ابن فہیرہ نے اونٹنی پر بیٹھے ہوئے امان

نامہ لکھ دیا۔ سراقہ یہ نامہ لے کر واپس چلا گیا اور راستہ میں جو لوگ اسے ملتے گئے۔ انہیں بھی واپس کرتا رہا۔ یہ سراقہ فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا۔ قافلہ عسقان سے ہوتا ہوا روج کی راہ سے قدید تک پہنچا۔ جب مقام العرج آیا تو ایک اونٹ تھک کر بیٹھ گیا اور چلنے کے قابل نہ رہا۔ اس لئے قبیلہ اسلم کے ایک رکن اوسی بن حجر سے اونٹ لیا گیا۔ اوسی نے حفاظت کے لئے ایک غلام بھی ساتھ کر دیا۔ ۸ روز کے بعد یعنی ۱۲؍ ربیع الاوّل کو جب آفتاب نصف النہار پر تھا۔ تو یہ قابل احترام قافلہ قباء کے قریب پہنچا۔ یہ مقام مدینہ طیبہ سے دو میل پر واقع ہے اور اسے شہر مدینہ کی آبادی سے ملحق سمجھا جاتا ہے۔ چونکہ مدینہ میں آپ کی آمد آمد کا چرچا تھا۔ اس لئے انصار و مہاجرین صبح سے لے کر دو پہر تک قبا میں بیٹھے رہتے اور جب دھوپ ناقابل برداشت ہو جاتی تو اپنے اپنے گھروں کو لوٹ آتے۔ آخر انتظار کی گھڑیاں ختم ہوئیں۔ حضور اکرم ﷺ کا قافلہ آ پہنچا۔ سب سے پہلے ایک یہودی نے دور سے تین شتر سواروں کو دیکھا۔ اس نے خیال کیا کہ یہ وہی قافلہ ہے۔ جس کے انتظار میں مسلمان چشم براہ تھے۔ اس نے کوٹھے پر چڑھ کر صدا دی۔ اے دوپہر کو آرام کرنے والو عربو تمہارا مطلوب اور خوش قسمتی کا باعث آ گیا ہے۔ اس آواز سے مدینہ طیبہ میں ہلچل پڑ گئی۔ مسلمان مسرت کے نعرے لگاتے ہوئے گھروں سے نکلے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے دور سے دیکھا کہ ایک ہجوم آ رہا ہے۔ آپ کے دل میں خیال گذرا کہ کہیں لوگوں کو حضور ﷺ سید الانبیاء کے پہچاننے میں دقت نہ ہو۔ اس لئے آپ نے اپنی چادر سے فرق رسالت پر سایہ کر دیا۔ تا کہ آقا اور غلام میں تمیز ہو سکے۔ جب حضور ﷺ ہجوم کے قریب پہنچے تو چھوٹی چھوٹی لڑکیاں جوش مسرت میں گیت گانے لگیں۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم پر چاند نے رخصت کی گھاٹیوں سے طلوع کیا ہے
جب تک کوئی دعاء کرنے والا ہے ہم پر شکر یہ واجب ہے
اے ہم میں مبعوث ہونے والے رسولؐ
آپ وہ حکم لے کر آئے ہیں جس کی تعمیل ہم پر ضروری ہے

حضور سید المرسلین ﷺ اور آپ کے ساتھی دوشنبہ کو قباء میں داخل ہوئے اور جمعہ تک وہیں قیام پذیر رہے۔ اسی اثناء میں حضرت علیؓ بھی آ پہنچے۔

حضور اکرم ﷺ نے قباء میں ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی۔ جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد

ہے۔ جمعہ کو آپ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے۔ ہر مسلمان کی یہ خواہش تھی کہ حضور ﷺ ہمارے یہاں جلوہ فرما ہوں۔ اس لئے مختلف قسم کی کوششیں ہوتی رہیں۔ لیکن آپ نے فرمایا ہماری اونٹنی اللہ کی طرف سے مامور ہے۔ جہاں یہ ٹھہرے گی وہیں ہمارا قیام ہوگا۔ آخرکار اونٹنی ہر جگہ پھر کر حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاریؓ کے مکان کے قریب بیٹھ گئی اور آپ یہیں تشریف فرما ہوئے۔ یہ تھا اس شعر کا مختصر مفہوم۔

ہے ترک وطن سنت محبوب الٰہی

ناظرین کرام! اب میں پھر اپنے اصل مضمون کی طرف آپ حضرات کی توجہ مبذول کراتا ہوں۔ چنانچہ اس امر سے کون انکار کرسکتا ہے کہ ’’واللّٰہ یعصمك من الناس ‘‘ قرآن کریم کی آیت کا ٹکڑا نہیں اور پھر اس امر سے بھی انکار محال ہے کہ آنحضرت ﷺ ہر میدان ہر معرکہ میں خدا کے اس وعدہ کے تحت دلیرانہ اور بیباکانہ مقابلہ کرتے رہے۔ قتل کی سازشیں ہوئیں۔ جیسا کہ اوپر کے مضمون ’’ہجرت نبوی‘‘ کے شروع میں بیان کیا گیا ہے۔ زہر دے کر مارنے کی کوشش کی گئی۔ غرض آپ کو ہر پہلو اور ہر صورت سے موت کے گھاٹ اتارنے کی سعی لاحاصل کی گئی۔ اس قدر جوش وخروش کا کوئی فائدہ نہ ہوا اور ان کی ساری محنت اکارت گئی۔ تمام تدبیریں ناکام رہیں اور ان کے سب ارادے خاک میں مل گئے۔

اعیان مرزائیت! جانتے ہو اس کا باعث کیا ہے؟ ارے کیوں نہیں سمجھتے۔ اس کا باعث صرف اور صرف یہ تھا کہ آپ (محمد ﷺ) خدا کی حفاظت میں تھے۔ خدا آپؐ کا نگہبان تھا اور آپؐ کو خدا کے وعدہ پر یقین کامل تھا۔

اب آپ ہی لوگ انصاف کی رو سے بتائیں کہ جب مرزاقادیانی سے بھی یہی بلکہ اس سے بھی قوی وعدہ تھا اور جب مرزاقادیانی خود لکھتے ہیں کہ خدا کے نبی اس کے راستے میں جان دینے سے دریغ نہیں کرتے تو پھر حج نہ کرنے کا کیا باعث؟ کیا اس کا باعث یہی تو نہیں کہ آپ درحقیقت مسیح موعود نہ تھے ورنہ حدیث نبی کریم ﷺ کے مطابق مسیح موعود کو چاہئے تھا کہ اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے اور یا ایسی فضا پیدا کرے کہ جس کے باعث کوئی خطرہ نہ رہے۔

دراصل سچی بات یہی ہے اور بقول مرزاقادیانی بھی حدیث مذکور تاویلات وغیرہ سے پاک ہے اور اس حدیث کے مطابق مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے۔ اگر مرزاقادیانی

واقعی مسیح موعود ہوتے تو ضرور حج کرتے۔ کیونکہ آپ (مرزا قادیانی) مسیح موعود نہ تھے۔ اس لئے قدرت کا تصرف آپ کو حج کرنے سے مانع رہا۔ پس مسیحیت مرزا قابل قبول نہیں اور یہ عذر سراسر مردود ہے۔

مرزائی عذر نمبر۳

تیسرا عذر مرزائی دوستوں کی جانب سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی صحت درست نہیں تھی اور آپ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ بیمار پر حج فرض نہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا۔

تردید: مرزا قادیانی سے خدا کا وعدہ تھا کہ میں تجھے تمام آفات سے بچاؤں گا۔ جیسا کہ مرزا قادیانی خود لکھتے ہیں۔ ’’براہین احمدیہ میں ایک یہ بھی پیشین گوئی ہے۔ ’’یعصمك الله من عنده ولو لم يعصمك من الناس ‘‘یعنی اے (مرزا قادیانی) خدا تجھے تمام آفات سے بچائے گا۔ اگرچہ لوگ نہیں چاہیں گے کہ تو آفات سے بچ جائے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۳۰، خزائن ج۲۲ ص۲۴۲)

پھر دوسری جگہ یوں ارشاد ہوتا ہے۔ ’’ایک دفعہ بباعث مرض ذیابیطس جو عرصہ بیس سال سے مجھے دامن گیر ہے۔ آنکھوں کی بصارت کی نسبت بہت اندیشہ ہوا۔ کیونکہ ایسے امراض میں نزول الماء موتیا بند کا سخت خطرہ ہوتا ہے۔ تب خدا نے اپنے فضل وکرم سے مجھے اپنی اس وحی سے تسلی اور اطمینان اور سکینت بخشی اور وہ وحی یہ ہے۔ ’’نزلت الرحمة على ثلث العين وعلىٰ الاخرين ‘‘یعنی تین اعضاء پر رحمت نازل کی گئی۔ ایک آنکھیں اور دو اور عضو۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۳۰۶، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹)

پھر جناب مرزا یوں قلمی ہیں۔ ’’مجھے دماغی کمزوری اور دوران سر کی وجہ سے بہت سی ناطاقتی ہوگئی تھی۔ یہاں تک کہ مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اب میری حالت بالکل تالیف وتصنیف کے قابل نہیں رہی اور ایسی کمزوری کہ گویا بدن میں روح نہیں تھی۔ اس حالت میں مجھے الہام ہوا۔ ’’ترد اليك انوار الشباب ‘‘یعنی جوانی کے نور تیری طرف واپس کئے گئے۔‘‘ (لطف یہ کہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ اس الہام کے بعد میں نے دہلی میں بڑے دھوم دھام سے شادی کی اور کئی ایک اولاد بھی ہوئی۔ مؤلف) (حقیقت الوحی ص۳۰۶، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹)

حضرات! اور مرزائی دوستو! یہ الہامات اس قدر قوی اور مستقل نظر آئے ہیں کہ تاویل کی گنجائش تک نہیں۔ ان الہامات کے باوجود مرزا قادیانی کا ایک اور الہام ان الفاظ میں ہے۔

”میں ہر ایک خبیث مرض سے تجھے (مرزا قادیانی) محفوظ رکھوں گا۔“

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴)

مرزائی دوستو! دیکھتے ہو کس تواتر سے تمہارے آقا کی درستی صحت کی نسبت الہام نازل ہو رہے تھے۔ جب یہ صورت موجود ہے تو پھر اس قسم کے دلائل اور حقائق کو پس پشت ڈال کر یہ امر کب قابل تسلیم ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی بیمار تھے اور بوجہ بیماری کے ادائے فریضہ حج سے قاصر نہیں بلکہ محروم رہے۔

دوستو! سوچو تو سہی کہ مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ خداوند کریم خود عرش بریں پر لے رہا ہے کہ میں کوئی خبیث مرض تیرے نزدیک نہ آنے دوں گا اور تجھے تمام آفات ارضی وسماوی سے محفوظ رکھوں گا۔ یہاں تک کہ خدا نے بعض عضو کا نام تک بتادیا ہے کہ اس عضو کو ہر ایک آفات سے محفوظ رکھوں گا۔ صرف دو اعضاء ایسے تھے جن کا نام اللہ میاں نے نہ بتایا۔ (بقول مرزا قادیانی) یا اگر بتایا بھی ہو تو کسی خاص مصلحت یا باعث حیاء اسے مرزا قادیانی نے ظاہر نہ کیا ہو۔ واللہ اعلم!

مگر خیر لفظ (آخرین) سے ہی ناظرین سمجھ لیں گے کہ وہ اعضاء وہی ہوں گے جن کا تعلق ذیابیطس جیسے خبیث وموذی مرض سے تھا۔ بہرصورت یہ تو روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ خداوند تعالیٰ نے بطور ٹھیکہ کے لیا ہوا تھا۔ مگر افسوس باوجود اس کے بھی مرزا قادیانی حج نہ کر سکے اور آج مرید یا امتی یہ کہتے نظر آتے ہیں کہ مرزا قادیانی بیمار تھے۔ اس لئے حج نہ کر سکے۔

مرزائی دوستو! کیا خدا نے مرزا قادیانی سے غلط وعدہ کیا تھا۔ کم از کم وہ الہام ہی بتادو جس میں خداتعالیٰ نے اپنے الہامات متعلقہ کو منسوخ قرار دیا ہو۔ ورنہ لوگ کہیں گے۔

بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

جناب مرزا قادیانی درحقیقت بیمار تھے اور ان کو مندرجہ ذیل امراض بقول مرزا قادیانی

اور ان کی امت لاحق تھے۔ (۱) مراق۔ (۲) ذیابیطس۔ (۳) اسہال۔ (۴) دوران سر۔ (۵) کثرت پیشاب۔ (۶) ہسٹریا۔ (۷) کمی خواب۔ (۸) تشنج قلب۔ (۹) بدہضمی۔ (۱۰) درد سر۔ (۱۱) ضعف اعصاب۔ (۱۲) حافظہ اچھا نہیں۔ (۱۳) مرزا قادیانی دائم المریض تھے۔ (اخبار بدر مورخہ ۷ر جون ۱۹۰۶ء ص ۵، حقیقت الوحی ص ۳۴۲، ۳۴۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۵۸، ریویو آف ریلیجنز ماہ اگست ۱۹۲۳ء ص ۶، ۹، ریویو ماہ مئی ۱۹۴۷ء ص ۲۶، ریویو ماہ اپریل ۱۹۲۵ء، ج ۲۴ ش ۴ ص ۴۵، کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۸، سیرت المہدی ج ۱ ص ۳، درنسیم دعوت ص ۱۷ حاشیہ)

چونکہ مرزا قادیانی مذکورہ امراض کے مریض تھے۔ اس لئے مرزائی حضرات کو واقعی اچھا موقع مل گیا ہے کہ ان امراض کی وجہ سے مرزا قادیانی حج نہ کر سکے۔ اس بات کا کوئی مضائقہ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کی صحت کا ذمہ دار خدا تھا تو مرزا قادیانی بقول خود ان موذی اور خبیث امراض کے شکار کیوں بنے؟ اس کا جواب ہمارے ذمہ ہے۔

باادب عرض ہے کہ جب رسول کریم ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا تھا کہ مسیح موعود ضرور حج کرے گا اور مرزا قادیانی بھی اس حدیث کے مصدق ہیں اور فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں تاویل اور مستثنیٰ کی قطعاً گنجائش نہیں۔ بلکہ یہ خبر اپنے ظاہری معنوں پر محمول ہے اور مسیح کو ضرور حج کرنا ہوگا۔

ناظرین کرام! مسیح موعود کی توفی الحقیقت یہی شرط تھی۔ مگر آپ (مرزا قادیانی) چونکہ درحقیقت مسیح موعود نہ تھے اور نہ خدا نے آپ کو مسیح بنا کر بھیجا اور نہ مسیح کی بعثت کا یہ طریقہ تھا۔ نہ آپ اس حدیث کے مطابق تھے۔ اس واسطے خدا کی حکمت نے یہ تقاضا کیا کہ آپ کو بیمار کر کے مشہور نشان مسیح موعود (حج) سے روکا جائے۔ تاکہ دنیا آپ کے دھوکہ کا شکار نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ آپ خالص پنجابی مسیح تھے اور خدا نے اپنی خاص حکمت کے ماتحت مرزا قادیانی رئیس قادیان کو حج جیسے عظیم الشان نشان سے محروم رکھا۔

مرزائی دوستو! سنبھل کر پاؤں رکھنا میکدہ میں شیخ جی صاحب۔
یہاں پگڑی اچھلتی ہے اسے میخانہ کہتے ہیں

فصیح احمد بہاری!

* * *

[illegible]

خدمات مرزا

سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم!

تمہید!

انجمن اصلاح المسلمین عرصہ سے مرزائیت کے رد میں تبلیغی خدمات انجام دے رہی ہے اور عرصہ سے اشتہارات وغیرہ بھی شائع کرتی رہتی ہے۔ مسلمانوں کا بھی فرض ہے کہ مرزائیت کے رد میں امدادی حصہ لیں۔

اس رسالہ کی اشاعت کی غرض وغایت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ ہر ایک شخص بیک نگاہ دیکھ سکے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اقوال والہامات وغیرہ آپس میں کس قدر متضاد ہیں اور اسے قادیانی لٹریچر کی چھان بین میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا پڑے۔ جس شخص کا کلام جسے وہ خدا کی طرف منسوب کر کے دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے۔ آپس میں متضاد ہو۔ وہ قرآن حکیم کے فرمان کے مطابق صادق نہیں ٹھہر سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’افلا یتدبرون القراٰن ولو کان من عند غیر اللّٰہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً‘‘

پس ہم کو اسی اصول پر مرزا قادیانی کے اقوال کو پرکھنا چاہئے اور اس بحث میں نہ پڑنا چاہئے کہ رسول کریم ﷺ کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہے یا کھلا ہے اور انبیاء آ سکتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ سعی لاحاصل ہوگی اور اس کا نتیجہ کچھ نہیں نکلے گا۔ جس شخص کے اقوال کا کچھ اعتبار نہ ہو۔ آج ایک بات کہی، کل عین اس کے برخلاف کیا، وہ بھی خدا کا فرستادہ ہوسکتا ہے؟ یہ ایک ایسی سیدھی بات ہے جو ہر ایک کے فہم میں آ سکتی ہے اور اس کے سمجھنے کے لئے کسی منطق یا فلسفہ کی ضرورت نہیں۔

اس رسالہ میں ہم نے مرزا قادیانی کے وہ اقوال بھی تھوڑے سے جمع کر دیئے ہیں۔ جہاں انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے۔ علانیہ جھوٹ بولا ہے۔ اپنے تئیں دوسرے انبیاء سے افضل قرار دیا ہے اور دیگر خلاف شریعت باتوں کا اظہار کیا ہے۔ خدا کرے یہ مختصر رسالہ گمراہوں کے لئے موجب ہدایت ہو۔

خاکسار: محمد ادریس، سیکرٹری انجمن اصلاح المسلمین بھوجلہ پہاڑی دہلی!

مرزا قادیانی نے مسلمانوں کی توہین کی

(آئینہ کمالات اسلام ص۵۴۷، خزائن ج۵ ص۵۴۷) میں ہے۔ ’’ہر ایک مسلمان نے مجھ کو قبول کیا اور میری دعوت کی تصدیق کی ہے۔ مگر زانیہ عورتوں کی اولاد نے مجھ کو قبول نہیں کیا۔‘‘

(انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ ص۳۱) میں ہے۔ ''جو شخص ہماری پیش گوئی آتھم کی تصدیق کر کے ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور وہ حلال زادہ نہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ ص۵۳) میں ہے۔ ''ہمارے دشمنوں کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔ ہمارے دشمن جنگل کے سور ہوگئے ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں۔''

سرور کائناتؐ اور خلیفہ قادیان

(انوار خلافت ص۳۴) میں ہے۔ ''مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد '' کے مصداق مرزا قادیانی ہیں، پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔ اس پیش گوئی کے مصداق مسیح موعود ہی ہو سکتے ہیں نہ کوئی اور۔ (مسلمانو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو آنحضرت ﷺ کی خبر دے رہے ہیں اور آگے اسی قرآن شریف میں لکھنا ہے کہ جب وہ آ گیا) تو کہا کافروں نے یہ صریح جادو ہے اس سے زیادہ اور توہین آنحضرت ﷺ کی کیا ہو سکتی ہے۔ مسلمانو! سوچ کر جواب دو ایسے لوگوں سے پرہیز کرو۔

آنحضرت ﷺ کی توہین

(الفضل مورخہ ۲۷ رمئی ۱۹۳۰ء، ج۱۷ ش۱۰۳ ص۹) میں ہے۔ ''قرآن میں بعض ایسی پیش گوئیاں ہیں۔ جن کا حقیقی مفہوم رسول اللہ ﷺ پر بھی نہیں کھلا۔ (مرزائیو! سچ بتاؤ مرزا قادیانی پر حقیقی مفہوم کھلا یا نہیں۔ اگر کھلا تو مرزا قادیانی آنحضرت ﷺ سے افضل ہو گئے)''

(ازالہ اوہام حصہ اوّل ص۳۷۳، خزائن ج۳ ص۴۷۳) میں ہے۔ ''اگر آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ موجود نہ ہونے کسی نمونہ کے منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی کیفیت کھلی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت ظاہر فرمائی گئی اور صرف امثلہ قریبہ اور صور متشابہ اور امور متاکلمہ کے طرز بیان میں جہاں غیب محض کی تفہیم بذریعہ انسانی قویٰ کے ممکن ہے۔ اجمالی طور سے سمجھایا گیا ہو تو کچھ تعجب کی بات ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۰) میں ہے۔ ''کیونکہ پیش گوئی کے سمجھنے میں قبل اس کے کہ پیش گوئی ظہور میں آوے۔ بعض اوقات نبیوں نے بھی غلطی کھائی ہے۔ پھر اگر صحابی نے غلطی کھائی تو

کون سے بڑے تعجب کی بات ہے۔ ہمارے رسول خدا ﷺ کی فراست اور فہم تمام امت کی مجموعی فراست اور فہم سے زیادہ ہے۔ اگر ہمارے مسلمان بھائی جلدی سے جوش میں نہ آ جائیں تو میرا یہی مذہب ہے جس کو دلیل کے ساتھ پیش کر سکتا ہوں کہ تمام نبیوں کی فراست اور فہم آپ کی فراست کے برابر نہیں۔ مگر پھر بھی بعض پیشین گوئیوں کی نسبت آنحضرت ﷺ نے اقرار کیا ہے کہ میں نے ان کی اصل حقیقت سمجھنے میں غلطی کھائی۔'' (کیا کوئی قادیانی اتنی جرأت رکھتا ہے کہ وہ صحیح حدیث سے ثابت کرے جہاں آنحضرت ﷺ نے اقرار کیا ہو اور اگر نہیں دکھا سکتے تو یقیناً مسلمانو تم سمجھ لو کہ مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کی تذلیل کی ہے) اور مرزا غلام احمد قادیانی کاذب تھے۔

(اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳) میں ہے۔'' **ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ** '' مجھے بتایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے۔

سردار دو جہاں ﷺ کی توہین، مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہو گیا ہے

(حقیقت الرؤیا ص۴۶) میں ہے۔'' قادیان تمام دنیا کی بستیوں کی ام (ماں) ہے۔ پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹا جائے گا۔ تم ڈرو کہ تم میں سے کوئی نہ کاٹا جاوے۔ پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔ آخر ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا یا نہیں۔''

اب حج کا مقام صرف قادیان ہے

(ملخص از برکات خلافت ص۵) میں ہے۔'' ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لئے مقرر کیا ہے۔''

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

(دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰) میں ہے۔

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

'' خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں

بڑھ کر ہے۔ مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اگر مسیح ابن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کرسکتا ہوں وہ ہرگز نہیں کرتا۔“

(ضمیمہ انجام آتھم ص۶،۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) میں ہے۔ ”حضرت مسیح کی تین نانیاں اور دادیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ آپ کا خاندان بھی پاک اور مطہر تھا جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔“

(حاشیہ کشتی نوح ص۶۵، خزائن ج۱۹ ص۷۱) میں ہے۔ ”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“

(ازالہ اوہام ص۱۵۸، خزائن ج۳ ص۱۸۰) میں ہے۔

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم
عیسیٰ کجاست تا بنہد پا بمنبرم

(اخبار بدر ۹؍مئی) میں ہے۔ ”ایک دفعہ حضرت مسیح زمین پر آئے تھے تو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کئی کروڑ مشرک دنیا میں ہوگئے۔ دوبارہ آکر دنیا میں کیا بنائیں گے کہ لوگ ان کے آنے کے خواہش مند ہیں۔“

(مگر قرآن میں خدا فرماتا ہے کہ مسیح دین ودنیا میں عزت والا اور خدا کے مقرب بندوں میں سے ہے۔ اب قادیانیو تم کو اختیار ہے کہ قرآن کریم کی بات مانو یا مرزا قادیانی کی؟ مگر تم تو مرزا قادیانی ہی کی بات مانو گے) تم کو قرآن مجید سے کیا غرض ہے۔

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹) میں ہے۔ ”یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔“ ”عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ آپ کے ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔“

(ضمیمہ نمبر۳ منسلک کتاب تریاق القلوب) میں ہے۔ ”اور چونکہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس لئے حضرت مسیح کی عادت کا رنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے۔“

(اعجاز احمدی ص۳۸، خزائن ج۱۹ ص۱۴۹) میں ہے۔ ”خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔“

مرزائیو! یہ مضمون کس پر صادق آتا ہے۔ سوچ کر جواب دینا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام کی توہین

صد حسین است در گریبانم

(درثمین ص ۱۷۱)

(دافع البلاء ص ۱۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۳) میں ہے۔ ''اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو کہ حسین تمہارا منجی ہے۔ کیونکہ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ آج تم میں سے ایک ہے جو اس حسین سے بڑھ کر ہے۔''

مرزائیو! یہ عبارتیں دونوں مرزا قادیانی کی ہیں۔ دوسری عبارت مرزا قادیانی پر کس خوبی سے چسپاں ہو رہی ہے۔ کیا اب بھی تم مرزا قادیانی کو نہ چھوڑو گے۔

مرزا قادیانی کا نبوت کا دعویٰ

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۱) میں ہے۔ ''میں نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطے سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے۔ نبی اور رسول ہوں۔ مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور سے نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہیں معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔''

(حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶) میں ہے۔ ''اس امت میں بھی میں ایک فرد مخصوص ہوں اور جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا۔ پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) میں ہے۔ ''جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف انہی معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں۔''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۷، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰) میں ہے۔ ''اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کہ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ حدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے۔''

(مرزا قادیانی کا خط ایڈیٹر اخبار عام کے نام مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء) میں ہے۔ ’’میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور جس حالت میں خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔‘‘

حضرت ابوبکر صدیقؓ پر فضیلت

(اشتہار معیار الاخیار، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۸) میں ہے۔ ’’میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا تھا کہ کیا وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درجہ پر ہے۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ بعض انبیاء سے بھی بہتر ہے۔‘‘

مرزا قادیانی کا نہ ماننے والا کافر ہے

(حقیقت الوحی ص۱۶۳، خزائن ج۲۲ ص۱۶۸) میں ہے۔ ’’جو مجھے نہیں مانتا وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ کیونکہ میری نسبت خدا اور رسول کی پیش گوئی موجود ہے تو وہ مؤمن کیونکر ہوسکتا ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۱۷۹، خزائن ج۲۲ ص۱۸۵) میں ہے۔ ’’کفر دو قسم پر ہے۔ ایک یہ کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت ﷺ کو خدا کا رسول نہیں مانتا۔ دوسرے یہ کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔ جسے ماننے اور سچا جاننے کے بارے میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے۔ پس اس لئے کہ وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے۔ کافر ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دونوں قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں۔‘‘

(دافع البلاء ص۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۲) میں ہے۔ ’’میاں شمس الدین سیکرٹری انجمن حمایت الاسلام کتنی ہی دعاء کر لیں۔ ہرگز قبول نہ ہوگی۔ اس لئے کہ وہ کافر ہیں اور کافروں کی دعائیں خدا کے ہاں مقبول نہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۴) میں ہے۔ ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا۔ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔‘‘

غیر احمدی، ہندو اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں

(ملائکۃ اللہ ص۴۶) میں ہے۔ ’’جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح

موعود کو نہیں مغیث اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر تم سے اچھے کافر رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔ (اے مسلمانو! کیا اب بھی تم احمدیوں کے جلسوں میں شریک ہوا کرو گے سوچ کر جواب دینا)''

کسی مسلمان کا جنازہ مت پڑھو

(انوار خلافت ص۹۳) میں ہے۔ '''' قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسا شخص جو بظاہر اسلام لے آیا ہے۔ لیکن یقینی طور پر اس کے دل کا کفر معلوم ہو گیا ہے تو اس کا بھی جنازہ جائز نہیں۔ پھر غیر احمدی کا جنازہ پڑھنا کس طرح جائز ہو سکتا ہے۔ (قادیانیو آیت کون سی ہے۔ ذرا دکھانا اور اگر نہ دکھا سکو تو شرمندہ ہو جانا)

غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ مت پڑھو

(انوار خلافت ص۹۲) میں ہے۔ ''پس غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہوا۔ اس لئے اس کا جنازہ یہی نہیں پڑھنا چاہئے۔ (اے مسلمانو! تمہارے شیر خوار بچے بھی قادیانیوں کے نزدیک مسلمان نہیں)۔''

مرزا قادیانی کا افتراء مجدد الف ثانیؒ پر

(حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶) میں ہے۔ مرزا قادیانی حضرت مجدد الف ثانی کے مکتوبات میں سے ایک عبارت کا ترجمہ نقل کرتے ہیں۔ جو بجنسہ درج ہے۔ ''اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ ومخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔''

کیا کوئی قادیانی اتنی ہمت رکھتا ہے کہ اصل کتاب میں سے یہ لفظ دکھائے اور اگر نہ دکھا سکے اور قیامت تک نہیں دکھا سکتا تو کم از کم مرزا قادیانی کو جھوٹا تو مانے۔

اور ہم پبلک کے فائدے کے لئے اور قادیانیوں کے دھوکہ سے بچنے کے لئے اصل کتاب میں سے عبارت پیش کرتے ہیں۔

(مکتوبات امام ربانی جلد ثانی ص۹۹، مکتوبات ۵) میں ہے۔ ترجمہ: حق تعالیٰ سے کلام دوبدو

ہونا مخصوص بانبیاء ہے۔ یہ نعمت بعض متبعین کو بطور وراثت میسر ہوتی ہے اور اگر بکثرت ہو تو محدثیت سے موسوم ہوتی ہے۔ جیسے کہ عمر فاروقؓ۔

مرزا قادیانی کا افتراء امام بخاریؒ پر

(شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷) میں ہے۔ ’’صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخر زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی ہے۔ خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ’’ھذا خلیفة اللّٰه المهدی‘‘ اب سوچو کہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ (کیا کوئی قادیانی اس حدیث کو صحیح بخاری میں دکھا سکتا ہے)

ہم چیلنج کرتے ہیں کہ کوئی مرزائی قیامت تک مرزا قادیانی کے چہرے سے اس جھوٹ کو نہیں مٹا سکتا۔ اگر ہمت ہے تو میدان میں آیئے اور اپنے گرو کے چہرہ سے اس جھوٹ کے دھبہ کو مٹایئے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ

مرزا قادیانی کا تیسرا افتراء

’’چونکہ عبداللہ آتھم ایک انسان کو خدا مانتا ہے اور رسول کریم ﷺ کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے۔ اس لئے میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ وہ پندرہ ماہ کی عرصہ میں مرجائے گا۔ اگر اس میعاد میں نہ مرے تو میں کاذب اور جھوٹا ہوں۔‘‘ (خدا کی شان دیکھئے عبداللہ آتھم پندرہ ماہ کی میعاد میں نہ مرا)

(اعجاز احمدی ص۳، خزائن ج۱۸ ص۱۰۸) میں ہے۔ اب مرزا قادیانی نے ایک نئی تراشی ’’میری پیش گوئی میں تھا کہ کاذب صادق کی زندگی میں مرجائے گا۔ کیا وہ میری زندگی میں نہیں مرا۔ اگر پیش گوئی سچی نہیں نکلی تو مجھے دکھاؤ کہ آتھم کہاں ہے۔‘‘ مرزائیو! کیا مسیح موعود کے لئے جھوٹ بولنا بھی ضروری ہے؟ ہے کوئی مرزائی جو اس عبارت کو اصل پیش گوئی میں سے دکھا کر اپنے گرو کی پیشانی سے جھوٹ کے داغ کو مٹائے۔

مرزا قادیانی کا چوتھا جھوٹ

(کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵) میں ہے۔ ’’قرآن شریف میں بلکہ بعض صحیفوں میں یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ بلکہ مسیح علیہ السلام نے بھی انجیل میں خبر دی ہے اور ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جائیں۔ پھر حاشیہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون کا پڑنا بائبل کی کتابوں میں موجود ہے۔‘‘ (زکریا۱۲،۱۴، انجیل متی ۸،۲۴، مکاشفات یوحنا ص۱۳)

جھوٹ نمبر ا کا جواب

یہ قرآن میں نہیں لکھا کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ مرزائیو! اگر ہمت ہے تو قرآن میں دکھاؤ اور گرو کے چہرہ پر سے جھوٹ کا دھبہ مٹاؤ۔

جھوٹ نمبر ۲ کتاب زکریا نبی ۱۴ آیت ۱۲

کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ اگر مرزائیو! سچے ہو تو دکھاؤ۔

جھوٹ نمبر ۳، انجیل متی باب ۱۴ آیت ۸

کہاں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔ مسلمانو! تم قادیانیوں سے مطالبہ کرو کہ یہ حوالے دکھاؤ اور قرآن کریم پر جو اتہام لگایا ہے۔ اسے صاف کرواور ان لوگوں سے بچو جو شخص قرآن مجید میں اتہام لگاوے۔ کیا وہ مجدد یا مسیح یا نبی ہوسکتا ہے۔ مسلمانو! خدارا ایسے لوگوں سے بچو اور لوگوں کو بچاؤ۔

مرزا قادیانی کا پانچواں جھوٹ

(اربعین نمبر ۳ ص ۹، خزائن ج ۱۷ ص ۳۹۴) میں ہے۔ ’’مولوی غلام دستگیر قصوری نے اپنی کتاب میں اور مولوی محمد اسماعیل علی گڑھی نے میری نسبت قطعی حکم لگایا کہ اگر وہ کاذب ہے تو یہ ہم سے پہلے مرے گا اور ضرور ہم سے پہلے مرے گا۔ کیونکہ وہ کاذب ہے۔ مگر جب ان تالیفات کو دنیا میں شائع کر چکے تو پھر بہت جلد آپ ہی مر گئے اور اس طرح پر ان کی موت نے فیصلہ کر دیا کہ کاذب کان تھا۔‘‘

نمبر ۳: مولوی غلام دستگیر کی کتاب دور نہیں۔ مدت سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ دیکھو کس دلیری سے لکھتا ہے۔ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے پہلے مرے گا۔

اے مسلمانو! کیا آپ مطالبہ کریں گے کہ ان دونوں مولوی صاحبان نے اپنی اپنی کتابوں میں کہاں لکھا ہے۔ دکھاؤ؟ قادیانی حضرات قیامت تک نہیں دکھا سکتے اور اگر انہوں نے دکھا دیا تو میں سو روپے انعام دینے کو تیار ہوں۔ ورنہ وہ ابھی کہہ دیں کہ مرزا قادیانی جھوٹے تھے اور انہوں نے اتہام لگایا ہے۔

مرزا قادیانی کا جھوٹ

(اعجاز احمدی ص ۲۳، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۲) میں ہے۔ ’’اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ اگر پیش گوئی پورا ہونے کے گواہ اکٹھے کئے جائیں تو میں خیال کرتا ہوں تو ساٹھ لاکھ

سے بھی زیادہ ہوں گے۔ مجھے قسم ہے خدا کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ وہ نشان جو میرے لئے ظاہر کئے گئے ہیں اور میری تائید میں ظہور میں آئے ہیں۔ اگر ان کے گواہ ایک جگہ کھڑے کئے جائیں تو دنیا میں کوئی بادشاہ ایسا نہ ہوگا کہ اس کی فوج ان گواہوں سے زیادہ ہو۔‘‘

(تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵۵) میں ہے۔ ’’میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں جمع کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔‘‘ (قادیانیو! وہ رسائل اور کتابیں بھیج دو ہم ان کو ایک الماری میں رکھ دیں گے)

(الحکم مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۰۵ء) میں ہے۔ ’’میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ اصل تقویٰ اور طہارت قائم ہو اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔‘‘ (قادیانیو! کیا یہ دونوں باتیں مرزا قادیانی نے پوری کیں، کیا کسر صلیب کی) بلکہ انہوں نے اور مضبوط کر دی یعنی اتنے اشتہارات اور کتابیں انگریزی اطاعت کے بارے میں لکھے کہ پچاس الماریاں بھی ناکافی ہیں تو ان دونوں قولوں میں سے کون سا قول سچا ہے اور کون سا غلط ہے۔

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱) میں ہے۔ ’’ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس کا اعتبار نہیں رہتا۔‘‘

مرزا قادیانی عالم الغیب تھے

’’علم غیب پر مجھے اس طرح قابو حاصل ہے۔ جس طرح سوار کو گھوڑے پر ہوتا ہے۔‘‘

(ضرورت امام ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۴۸۳)

مسلمانو! سچ بتاؤ۔ اب مرزا قادیانی میں اور خدا تعالیٰ میں کیا۔ فرق رہا۔ تو کیوں نہ آپ نے معلوم کرلیا کہ آتھم پندرہ ماہ کے بعد مرے گا۔ آپ کو ۶؍ستمبر کو تاریخی ذلت نہ اٹھانی پڑتی، جیسا کہ شاعر کہتا ہے۔

ایسی مرزا کی گت بناویں گے — سارے الہام بھول جاویں گے
خاتمہ ہوئے گا نبوت کا — پھر فرشتہ کبھی نہ آویں گے

(نقول الہامات مرزا)

دیگر انبیاء پر فضیلت

(چشمۂ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲) میں ہے۔ ”اور خدا نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔“

وہ نشان غالباً محمدی بیگم کی پیش گوئی اور آتھم کی پیش گوئی وغیرہ وغیرہ ہوں گے۔

مرزا قادیانی کے الہامات

”ایک دانہ کس کس نے کھایا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۷)
”کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۱)
”اس کتے کا آخری دم ہے۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۷۰)
”وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۵)
”بلا نازل یا حادث یا“	(البشریٰ ج ۲ ص ۶۲)
”گیارہ دن یا گیارہ ہفتہ یا“	(البشریٰ ج ۲ ص ۶۶)
”بہتر ہوگا اور شادی کرلیں۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۴)
”میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۹۵)
”لاہور میں ایک بےشرم ہے۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۶)
”ایلی ایلی لما سبقتنی ایلی اوس۔“	(البشریٰ ج ۱ ص ۳۶)
”ایک دم میں دم رخصت ہوا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۷)
”ہفتہ کی آمدنی ہونے والی ہے۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۳۲)
”۱۴، ۵، ۳۸، ۷، ۳۴، ۱، ۷، ۳۴، ۱۱، ۱۱، ۱، ۱۴، ۷، ۲، ۱، ۷، ۵، ۱، ۱۴، ۲، ۲۸، ۱، ۷“	
	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۷)
”پیٹ پھٹ گیا۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۹)
”کبھی معدہ کے ورم سے بھی خلل ہوجاتی ہے۔“	(البشریٰ ج ۲ ص ۱۴۰)

کیا ایسے ہی الہام وغیرہ آپ کو خداوند تعالیٰ کی طرف سے مخلوق کی اصلاح کے لئے ہوتے ہیں۔ نہ معلوم ایسے الہامات سے مخلوق کو کیا فائدہ ہوگا۔ مرزائیو! یہی خصوصیات مرزا قادیانی کی ہیں۔ جن پر تم نے اپنے ایمان کو ختم کیا ہے۔ ﷺ!

[illegible]

آئینہ کمالات مرزا

سیکرٹری دارالاشاعت رحمانی مونگیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''نحمد اللہ العلی العظیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم''

یہ خاکسار دردمندان اسلام سے عرض کرتا ہے کہ اس وقت میں مذہب الٰہی اسلام پر ہر طرف سے یورشیں ہو رہی ہے۔ مرزاغلام احمد قادیانی اور ان کے پیرووں نے بظاہر دین اسلام کو مان کر بہت کچھ بیخ کنی کی اور کر رہے ہیں اور بہت سے عوام ناواقف اور بعض تعلیم یافتہ حضرات ان کے فریب میں آ گئے اور بعض انہیں کلمہ گو خیال کر کے ان سے جھگڑا کرنا فضول سمجھتے ہیں۔ مگر یہ ناواقفی کا سبب ہے۔ اگر یہ حضرات مرزاقادیانی کی واقعی حالت کو معلوم کرتے تو ہرگز ایسا نہ کہتے۔ مرزاقادیانی کو دین اسلام سے یا کسی دین سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو مسلمان کہنا، اسلام کا اقرار کرنا صرف اس غرض سے ہے کہ مسلمانوں کے سوا کسی مذہب کے لوگوں نے انہیں نہیں مانا۔ وہ تو اعلانیہ ایسی باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مخالفین اسلام ہمارے مذہب پر اعتراض کریں۔ اس کی تشریح پہلے فیصلہ آسمانی کے تینوں حصوں میں کی گئی ہے۔ دوسری شہادت آسمانی سے بھی ظاہر ہوتا ہے۔ ایک رسالہ حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ چھپا ہے۔ اس میں صاف طور سے مرزاقادیانی کی اس حالت کو دکھایا ہے۔ اس کی تہ تک پہنچنے کے لئے تو زیادہ نظر اور غور کی ضرورت ہے۔ ہمیں تو یہ تعجب ہے کہ فیصلہ آسمانی حصہ اوّل ودوم کو مشتہر ہوئے عرصہ ہوگیا۔ اس میں کس کس طرح سے مرزاقادیانی کا جھوٹا ہونا دکھایا ہے اور نہایت دعویٰ سے کہا ہے کہ اس کا کوئی مرزائی جواب نہیں دے سکتا اور ''بفحوائے الحق یعلو ولا یعلیٰ'' غلبہ حقانیت کا ایسا ظہور ہوا کہ تمام دنیا کے مرزائی اب تک جواب سے عاجز ہیں۔ مگر ارشاد خداوندی ''ختم اللہ علے قلوبھم'' کی صداقت بخوبی ثابت ہو رہی ہے کہ بعض ذی علم بھی اس اعلانیہ گمراہی سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ خیال کیا جائے کہ فیصلہ آسمانی کے پہلے حصہ میں ان کی اس الہام کا جھوٹا ہونا قطعی اور یقینی طور سے ثابت کیا گیا ہے۔ جس کے سچے ہونے پر مرزاقادیانی کو ایسا ہی ایمان تھا۔ جیسے خدا کی توحید اور حضرت سرور انبیاء علیہم السلام کی رسالت پر، اور پھر لطف یہ کہ اس کے کاذب ہونے پر جس قدر عذرات مرزاقادیانی نے اور ان کے پیروؤں نے پیش کئے تھے۔ ان سب کا نہایت معقول اور مدلل جواب دیا گیا۔

اب صداقت ثابت کرنے سے عاجز ہیں۔ مگر اس علانیہ جھوٹ کو چھوڑتے نہیں۔ یہ بھی دیکھا گیا کہ صرف ایک الہام ہی جھوٹا نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی وجہ سے ۲۲ خبریں مرزاقادیانی کی جھوٹی ہوئیں۔ (فیصلہ ج۱ ص۳۹)

اور مرزا قادیانی اپنے اقرار سے ذلیل اور روسیاہ ہوئے۔ (فیصلہ ج۱ ص۴۴)

مگر مہر بد ہاں ہیں۔ کچھ جواب نہیں دیتے۔ آسمانی شہادت کا غل مچایا تھا اور اکثر رسالوں میں اس کا ذکر کیا اور ان کے مرید مولوی فخریہ کہتے پھرتے تھے کہ اب تو چاند گہن اور سورج گہن ہوگیا۔ اب مرزا قادیانی کی صداقت میں کیا شبہ رہا۔ جب رسالہ شہادت آسمانی لکھ کر مرزا قادیانی کے کذب کا معائنہ کرادیا گیا اور یہ معائنہ متعدد طریقے سے کرایا گیا۔

۱...... پانچ طریقوں سے اس روایت کو غیر معتبر ثابت کیا۔ جس کی بنیاد پر مرزا قادیانی نے اپنی آسمانی شہادت ثابت کرنا چاہتی تھی۔

۲...... اگلے بزرگوں کے ایسے چھ رسالے پیش کئے گئے۔ جن میں امام مہدی کی علامات کی حدیثیں لکھی ہیں۔ ان میں سے کوئی علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ بلکہ ان کے برعکس پایا گیا۔

۳...... حدیث کا مطلب بالکل غلط بیان کیا۔

۴...... حدیث میں اعلانیہ تحریف کی اور اپنی طرف سے ان میں قیدیں بڑھائیں۔

۵...... ان کی سب باتوں کو مان کر بھی انہیں جھوٹا ثابت کیا۔ مگر مرزائیوں کی عقل وفہم پر ایسا پردہ پڑا ہے کہ صداقت کا آفتاب انہیں نہیں سوجھتا۔ افسوس، اب راقم الحروف ان کی خیر خواہی دوسرے طریقے سے کرتا ہے اور مرزا قادیانی کی حالت کو مختصر طریقہ سے دکھانا چاہتا ہے۔

خانقاہ رحمانیہ سے بغرض ہدایت دو ورقہ مضمون بھی نکلتا تھا۔ جس کا نام صحیفۂ محمدیہ تھا۔ اس کے پانچ نمبروں کو کسی قدر بیشی وکمی کر کے اس رسالہ میں جمع کرتا ہوں۔ اس میں دراصل ۵ مضمون ہیں۔ پہلا یہ کہ مرزا قادیانی کے الہامات جھوٹے تھے اور ایسے معرکہ کے الہام جھوٹے ہوئے۔ جس سے ان کی بڑی ذلت ہوئی۔ دوسرا یہ کہ مرزا قادیانی کے کلام سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ ان کے قلب میں انبیاء علیہم السلام کی کچھ عظمت نہ تھی اور جناب رسول اللہﷺ کی مدح سرائی صرف مسلمانوں کے فریب دینے کی غرض سے تھی۔ کیونکہ ان کی بے انتہاء کوشش کے بعد بھی مسلمانوں کے سوا کسی دوسرے مذہب والے نے انہیں نہیں مانا۔ اب اگر حضرت سرور انبیاء علیہم السلام کی اس قدر مدح سرائی اور دعویٰ پیروی کا نہ کرتے تو مسلمان بھی انہیں نہ مانتے۔ ان دونوں مضمون میں جھوٹے الہاموں کے علاوہ انکے فریب بھی ظاہر کئے ہیں۔ جن سے کمال حیرت ہوتی ہے کہ ایسا بڑا دعویٰ اور یہ حالت افسوس!

تیسرے مضمون میں چند طالبین حق کے وہ خواب ہیں۔ جنہوں نے طلب حق کی غرض سے مرزا قادیانی کی حالت معلوم کرنے کے لئے استخارہ کیا اور خواب میں ان کی حالت معلوم ہوئی۔ اس کے لکھنے کی ضرورت یہ ہوئی کہ مرزائی حضرات نے اکثر کہا کہ اگر مرزا قادیانی کی صداقت معلوم کرنا چاہتے ہو تو استخارہ کرو۔ بہت لوگوں نے ایسا کیا اور انہیں صداقت معلوم ہوئی۔ مگر صحیفۂ محمدیہ نمبر۳ سے اس بیان کی اصلی حالت بخوبی معلوم ہوسکتی ہے۔ خصوصاً ان خوابوں سے جو پہلے مرزا قادیانی کو مان چکے تھے اور پھر انہیں خیال ہوا اور خواب میں ان کی حالت دیکھی۔ وہ نہایت ہی اعتبار کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ راہ مستقیم پر قائم رکھے۔ آمین! چوتھے مضمون میں قادیانی فرشتہ کے زبان قلم سے خلیفہ قادیان کی معزولی اور مرزا قادیانی کے دس جھوٹ بیان ہوئے ہیں۔ پانچویں مضمون میں مرزائیوں کے صدر انجمن کے مناظرہ میں نہایت فاش شکست کا ذکر ہے۔

صحیفۂ محمدیہ کا پہلا مضمون!

مسیح قادیانی کے جھوٹے الہامات وغلط دعوے اور نامراد دعائیں

بہی خواہان امت محمدیہؐ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹے دعوؤں اور غلط الہامات کے بیان میں بہت رسالے لکھے ہیں۔ جن کی فہرست بھی طبع ہوکر شائع ہوچکی ہے۔ میں چند رسالوں سے انتخاب کر کے ان کے جھوٹ، فریب اور غلطیوں کی تعداد ناظرین کے روبرو پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ کر کے ان کی حالت معلوم کریں۔

فیصلہ آسمانی حصہ اوّل بمع تتمہ

اس میں مرزا قادیانی کے نہایت عظیم الشان نشان کا جھوٹ ہونا ثابت کیا ہے۔ ۱۵۹ جھوٹ، فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

فیصلہ آسمانی حصہ دوم

اس میں ۶۹ جھوٹ، فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی دکھائی ہیں اور ان کے متعدد اقراروں سے ان کا جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔

فیصلہ آسمانی حصہ سوم

اس میں ۹۰ جھوٹ، فریب اور غلطیاں مرزا قادیانی کی لکھی گئی ہیں اور منکوحہ آسمانی

والی پیشین گوئی کے جھوٹے ہونے پر جو مرزا قادیانی نے باتیں بنائی ہیں۔ ان کا غلط ہونا متعدد وجوہ سے نہایت لاجواب طریقوں سے بیان کیا ہے۔

دوسری شہادت آسمانی

اس میں مرزا قادیانی کے آشمانی شہادت کا محض غلط ہونا ثابت کیا ہے۔ ۴۵ جھوٹ، فریب اور غلطیاں ان کی دکھائی ہیں۔

ہدیہ عثمانیہ

اس میں ۱۷ جھوٹ مرزا قادیانی کے لکھے ہیں اور خواجہ کمال کا اعلانیہ جھوٹا ہونا ثابت کیا ہے۔ ایک ہمدرد اسلام مولوی عبدالغفار خان صاحب مرحوم نے اسے خوب مشتہر کیا ہے۔

یہ چھوٹے چھوٹے رسالے ہیں۔ جن میں اس قدر تعداد جھوٹوں، فریبوں اور غلطیوں کی دکھائی گئی ہے اور ایک جو بڑی کتاب ہے۔ جس کا نام ''افادۃ الافہام'' ہے۔ یہ کتاب بڑی دو جلدوں میں ہے اور مرزا قادیانی کی مایۂ فخر کتاب ''ازالۃ الاوہام'' کا نہایت شافی جواب ہے۔ اس میں کئی سو جھوٹ دکھائے ہیں۔ اس کا شمار میں نے نہیں کیا۔ ناظرین ان چھوٹے رسالوں پر قیاس کر لیں۔

بھائیو! غور کرو کہ اگر کسی کا ایک جھوٹ ثابت ہو جائے تو پھر اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا اور جس کے اس قدر جھوٹ ثابت کر دیئے جائیں۔ اسے جھوٹوں کا سردار کہنے میں آپ کو کیا تأمل ہو سکتا ہے۔ مگر مجھے ان پڑھے ہوئے لوگوں کی عقل پر افسوس ہے کہ ایسے شخص کو مجدد، امام، بلکہ نبی مانتے ہیں اور قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت پیش کر کے خدا اور رسول کے کلام پر سخت الزام لگاتے ہیں اور ایسی صریح بات کو نہیں سمجھتے اور خواجہ کمال اور ان کے پیرو ایسے شخص کو مسیح موعود مانتے ہیں اور لوگوں کے سامنے اپنے مرزائی ہونے سے صریح انکار کرتے ہیں۔

اے جماعت احمدیہ تم اس پر نظر نہیں کرتے اور اپنے بہی خواہوں کو ایسا ہی مکذب اور جھوٹا کہتے ہو۔ جیسا انبیائے صادقین کے مکذب گذرے ہیں۔ افسوس ہم نے تو مرزا قادیانی کا جھوٹا ہونا قرآن وحدیث سے ثابت کر دیا اور اس قدر کثیر التعداد ان کے علانیہ جھوٹ دکھائے اور ایسے جھوٹ کہ اگر تمام مرزائی جماعت مل کر زور لگائے تو ہم کامل تحدی کے ساتھ کہتے ہیں کہ جواب نہیں دے سکتی اور ہرگز نہیں دے سکتی اور ہم اپنی حقانیت اور صداقت ثابت کرنے کے لئے

ہر طرح تیار ہیں اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ تم ہمارے سامنے ہرگز نہیں آسکتے اور اپنے مرشد کی صداقت ثابت نہیں کر سکتے۔ ”ولو کان بعضهم لبعض ظهيرا “ اور یہ بھی کہتے ہیں کہ دنیا میں سچے نبی کا کوئی مکذب ایسا نہیں کر سکا جو ہم نے کر کے دکھا دیا۔ صرف زبانی جھوٹا اور ساحر کہتے رہے اور اگر کسی نے اپنی حماقت سے کوئی اعتراض کیا ہے تو اس کا کافی جواب دیا گیا ہے۔ اگر کسی کو ہمارے خلاف دعویٰ ہو تو ثابت کرے۔ ہم تو علاوہ قرآن وحدیث کے مرزا کے اقراروں سے، ان کے اعلانیہ واقعات سے، زمانے کی تاریخ سے ان کا جھوٹا ہونا دکھا رہے ہیں۔ جن کی آنکھیں ہوں، وہ دیکھیں اور اپنی جانوں پر رحم کر کے اس جھوٹ اور فریب سے بچیں۔

اب میں اس اعلان میں مرزا قادیانی کے جھوٹے الہاموں اور غلط اقوال کا نمونہ دکھاتا ہوں اور ان کے دو مخالفوں کو پیش کرتا ہوں۔ جنہوں نے انتہاء درجہ کی مخالفت کی اور انجام کار ان کے مخالف ہی کامیاب رہے اور مرزا قادیانی کف افسوس ملتے ہوئے اور اپنے مخالفوں کو کامیاب دیکھتے ہوئے دنیا سے نامراد گئے۔ سب سے زیادہ مشہور اور سخت مخالف دو صاحب ہیں۔ ایک ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب اور دوسرے مولوی فاضل مولوی ثناء اللہ صاحب جن کا لقب فاتح قادیان ہے۔ یہ وہ مخالف ہیں۔ جن کی مخالفت سے مرزا قادیانی نے عاجز ہو کر آخری فیصلہ شائع کیا اور اسی فیصلہ نے ان کے کذب کا فیصلہ کر دیا اور ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی اپنے مقرر کردہ معیار سے جھوٹے ثابت ہوئے اور نہایت عاجزی کی دعاء ان کے مراد کے موافق دربار الٰہی میں سنی نہیں گئی اور وہ نامراد رہے اور ان کا الہام ”اجيب كل دعائك “ بھی محض غلط ثابت ہوا۔ اس کی تفصیل (حدیہ عثمانیہ ص۲۳ سے ۳۰) تک لائق دید ہے۔

پہلے مخالف ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہیں جو بیس برس تک مرزا قادیانی کے بڑے مخلص مرید رہے اور جان و مال سے ہر طرح مرزا قادیانی کی مدد کرتے رہے۔ آخر میں ان کی حالت کا تجربہ اور مشاہدہ کر کے بمقتضائے حق پرستی ان کے مخالف ہوئے اور سخت مخالف ہوئے اور متعدد رسالے ان کی حالت کے بیان میں لکھ کر شائع کئے۔ ان کا ذکر (ہدیہ عثمانیہ ص۳۱) وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ مگر یہاں مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے جاتے ہیں۔ جن سے ان کے جھوٹے ہونے کے علاوہ مخالف کے روبرو ان کی پریشانی اور عاجزی بھی ظاہر ہوتی ہے۔ چنانچہ:

۱...... ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مئی ۱۹۰۶ء کے آخر میں تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان دیا ہے۔ وہ ملاحظہ ہو۔

’’چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا۔ نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اوران باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں۔ منہ پھیر لیا۔ بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے۔ (اس کے بعد لکھا ہے) مجھے اس نے دغا باز، حرام خوار، مکار، فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے۔ (پھر لکھا ہے) لیکن یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں امید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا۔ جو مرید ہوکر اور مرتد ہوکر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے۔ (آخر میں لکھا ہے) اب ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں۔ ’’انما اشکوا بثی وحزنی الیٰ للّٰہ واعلم من اللّٰہ ما لا تعلمون‘‘ (المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود از قادیان)

اس تحریر میں مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی کمال دشمنی اور نہایت سخت کلامی بیان کر کے بہت عاجزی سے کہتے ہیں کہ میں اپنے صدمہ اور غم کی شکایت اللہ ہی سے کرتا ہوں اور یہ امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اسے دنیا میں بغیر مواخذہ نہ چھوڑے گا۔ اب اس پر غور کیا جائے کہ مرزا قادیانی اپنے سخت مخالف کے لئے کس عاجزی اور التجاء سے دربار الٰہی میں عرض کر رہے ہیں اور اس کے امیدوار ہیں کہ ہماری دشمنی اور ہماری تکلیف دہی کا مواخذہ ہمارے دشمن سے لیا جائے اور یہ بھی اشارہ کر رہے ہیں کہ بدلہ لیا جائے گا۔ یہ تو ان کی خواہش اور تمنا تھی۔ دوسرے قول میں اس تمنا کے پورا ہونے کا الہام بیان کرتے ہیں اور رسالہ (چشمۂ معرفت ص، خزائن ج۲۳ ص۳۳۷) میں لکھتے ہیں۔

۲...... ’’آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے۔ جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی ہی میں ۴؍اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا۔ مگر خدا نے اس کی پیشین گوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے۔ خدا اس کی مدد کرے گا۔‘‘

۳...... حقیقت الوحی میں حمد ونعت کے بعد عنوان قائم کیا ہے۔ ’’خدا سچے کا حامی

ہو۔‘‘ (اس کے نیچے لکھتے ہیں) ’’اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خان جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے۔ چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہوکر سخت مخالف ہوگئے ہیں اور اپنے رسالہ میں میرا نام کذاب، مکار، شیطان، دجال، شریر، حرام خوار رکھا ہے۔‘‘ اس کے بعد مرزا قادیانی ڈاکٹر صاحب کی اور اپنی پیشین گوئی نقل کرتے ہیں۔

’’میاں عبدالحکیم خاص صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشین گوئی۔ ۱۲ر جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہام ہوئے ہیں۔ مرزا قادیانی مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہوجائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے۔ اس کے مقابل پر وہ پیشین گوئی ہے جو خداتعالیٰ کی طرف سے میاں عبدالحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھنچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔‘‘ (یہ تو اصل کتاب کی عبارت ہے۔ اب اس کا حاشیہ بھی ملاحظہ ہو۔ جس میں اس مضمون کی توضیح ہے)

’’یہ خداتعالیٰ کی طرف سے عبدالحکیم خان کے اس فقرے کا رد ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دے کر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مرد صالح ہے اور میں شریر اور خداتعالیٰ اس کے رد میں فرماتا ہے۔ جو خدا کے خاص لوگ ہیں۔ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلت کی موت اور ذلت کا عذاب ان کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دنیا تباہ ہوجائے۔‘‘

اب حیدرآبادی مرزائی اور عموماً مسیحی جماعت فرمائے کہ اب سلامتی کا شہزادہ کون قرار پایا اور ذلت کی موت کسے نصیب ہوئی۔ آپ کے مسیح تو اپنے سخت دشمن کے سامنے اس کی پیشین گوئی کے مطابق ہلاک ہوگئے اور عالم برزخ پہنچے ہوئے۔ انہیں آٹھ برس ہوئے اور جس کے لئے وہ بددعاء کرتے تھے۔ وہ تو اس وقت تک بخیر وخوبی بیٹھے ہوئے۔ تصانیف کر رہے ہیں اور آپ کے مرشد کے دجل وکذب کے اظہار میں کتابیں مشتہر کررہے ہیں۔ پھر کیا اس مشاہدہ کے بعد بھی آپ کو اس میں کچھ عذر ہوسکتا ہے؟ کہ آپ کے مرزا قادیانی خدا کے خاص لوگوں میں نہیں تھے۔ خدا نے انہیں سلامتی کا شہزادہ ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ مرزا قادیانی کے قول کے بموجب ان دونوں لقب کے مستحق ان کے دشمن ڈاکٹر صاحب ہیں۔ کیونکہ انہیں ذلت کی موت نہیں ہوئی اور

اگر مرزا قادیانی خدا کے خاص بندوں میں ہوتے اور پھر وہ اپنے دشمن کے سامنے اس ذلت کی موت سے مرتے تو ان کے قول کے بموجب دنیا تباہ ہو جاتی۔ مگر دنیا تو تباہ نہیں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نہ خدا کے خاص بندے تھے اور نہ سلامتی کے شہزادے، بلکہ بالیقین جھوٹے اور مفتری تھے۔ محض جھوٹی باتوں کو خدا کی طرف سے بتایا کرتے تھے۔

یہاں میں نے مرزا قادیانی کے متعدد اقوال نقل کئے۔ تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف کے متعدد اقوال نقل کئے تاکہ معلوم ہو کہ مرزا قادیانی اپنے مخالف سے سخت پریشان تھے اور اپنی پیشین گوئی پر انہیں نہایت وثوق ہے۔ اس لئے بار بار اپنے متعدد رسالوں میں اس کا ذکر کر کے مخالف کو ڈراتے ہیں۔ مگر وہ ان کا وثوق محض خیالی تھا۔ یا افتراء کر کے مسلمانوں کو فریب دیتے تھے۔ مگر الحمدللہ خدا نے اس فریب کو دنیا پر ظاہر کر دیا۔

۴...... اب میں ایک قول ڈاکٹر صاحب کا اور مرزا قادیانی کا رسالہ اعلان الحق کے ص۵۰۴ سے نقل کرتا ہوں وہ بھی ملاحظہ کیا جائے۔ لکھتے ہیں:

’’۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو اللہ تعالیٰ نے مجھے الہاماً بتلایا۔ مرزا مسرف ہے، کذاب ہے اور عیار ہے، صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا۔ اس کی میعاد تین سال بتائی گئی۔‘‘ (یہ الہام کیسا سچا ہوا)

مرزا قادیانی نے ۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء کو کمال بے باکی کے ساتھ اس کے مقابل مباہلہ کا اشتہار شائع کر دیا اور اس اشتہار کو اپنے و نیز بہت سے اردو اخبارات میں شائع کرا دیا۔ اس میں کمال دلیری کے ساتھ یہ ظاہر کیا کہ: ’’میں سلامتی کا شہزادہ ہوں۔ کوئی مجھ پر غالب نہیں آ سکتا۔ بلکہ خود عبدالحکیم خان میرے سامنے آسمانی عذاب سے ہلاک ہو جائے گا۔ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں کہ عبدالحکیم خاں کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہو جاؤں۔‘‘

یہاں مرزا قادیانی نے اپنے لئے فیصلہ کر دیا کہ وہ ذلت اور لعنت کی موت سے مرے اور ان کی نہایت پختہ پیشین گوئی کہ یہ کبھی نہ ہوگا کہ میں ایسی ذلت اور لعنت کی موت سے مروں، نہایت صفائی سے جھوٹی ہوئی۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب کی پیشین گوئی کی میعاد میں ہلاک ہوئے۔ اس کی تفصیل رسالہ اعلان الحق میں اچھی طرح دیکھنا چاہئے۔

جماعت مرزائی خصوصاً مرزا محمود اور خواجہ کمال بھلا کچھ تو انصاف کر کے فرمائیں کہ ان کے مرشد اپنے مخالف کے مقابل میں کیسے ذلیل ہوئے اور کیسی لعنت کی موت سے ان کے سامنے

ہلاک ہوئے اور کیسے صریح جھوٹے اور مفتری ثابت ہوئے۔ اب تمہیں ان کے جھوٹا ماننے میں کیا عذر ہوسکتا ہے۔ مدعی نبوت کی اگر ایک پیشین گوئی بھی جھوٹی ثابت ہو جائے تو وہ مطلقاً جھوٹا ہے اور میں نے تو اس بیان میں پانچ پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت کر دیں۔ اب اگر مرزا قادیانی کا دجل اور کذب کچھ اور دیکھنا منظور ہے تو ملاحظہ کیجئے۔

مذکورہ پیشین گوئی تو خاص مخاطب کے مقابل میں تھی۔ اب ایک پیشین گوئی تمام مخالفوں کے مقابلے میں بھی مرزا قادیانی کی ہے۔ وہ پیش کی جاتی ہے۔

طاعون کی پیشین گوئی میں مرزا قادیانی کی کارروائی

(دافع البلاء ص۱۰، ۱۱، خزائن ج۱۸ ص۲۳۰) میں ہندو، عیسائی، مسلمان سب کو مخاطب کر کے پیشین گوئی کرتے ہیں۔ ”خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے۔ قادیان کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا۔ کیونکہ اس کے رسول کا تخت گاہ ہے۔ اس قول میں صاف طور سے تمام قادیان کے محفوظ رہنے کی پیشین گوئی ہے۔“ اس کے بعد مرزا قادیانی نے اپنے مخالفوں سے شہر بنارس اور کلکتہ اور دہلی کے بچانے کو کہا ہے۔ اس سے بھی ظاہر ہے کہ تمام قادیان کے محفوظ رہنے کو کہتے ہیں۔ یہ پیشین گوئی تو اپریل ۱۹۰۲ء میں مشتہر کی۔ اب چونکہ یہ پیشین گوئی صاف تھی۔ اس لئے مرزا قادیانی کو خیال ہوا کہ اگر یہ پیشین گوئی جھوٹی ہوئی تو بات بنانے کا کوئی موقع نہیں رہے گا۔ اس لئے چھ مہینے کے بعد اس پیشین گوئی کو دوسرا لباس پہنا کر مختلف رنگ اس کے بدلے ہیں۔ چنانچہ (کشتی نوح ص۲، خزائن ج۱۹ ص۲) میں اس طرح تحریر کرتے ہیں۔ ”اس (یعنی خدا) نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کے چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائے گا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے۔“

اب ملاحظہ کیا جائے کہ پہلے قول میں تو پورے قادیان کی نسبت پیشین گوئی تھی۔ اب یہاں ان کے گھر کے چار دیواروں کے اندر محدود ہوگئی۔ مگر دوسری بات یہ اضافہ کی کہ جو کامل پیروی کرے گا اور سچا تقویٰ اختیار کرے گا۔ وہ بھی طاعون سے بچے گا۔ خاص وہ چار دیواری کے اندر ہو یا جہاں ہو۔ مگر اس میں کامل پیروی اور تقویٰ کی ایسی قید لگائی ہے کہ ان کے کسی مرید پر صادق ہی نہیں آ سکتی۔ اس لئے جب کوئی ان کا پیرو مرے گا تو کہہ دیں گے یہ کامل پیرو نہ تھا۔ اس کے آٹھ سطر کے بعد لکھتے ہیں۔ ”اس نے مجھے مخاطب کر کے یہ بھی فرمایا کہ عموماً قادیان میں سخت

بربادی افگن طاعون نہیں آئے گا۔ جس سے لوگ کتوں کی طرح مریں اور مارے غم اور سرگردانی کے دیوانہ ہوجائیں۔" (اب ذرا غور سے دیکھئے، پہلی پیشین گوئی کا کس طرح رنگ بدلا ہے) اور ایسی قیدیں لگائی ہیں کہ ان قیدوں کے ساتھ ہندوستان میں کہیں دیکھا اور سنا نہیں گیا۔ اب اگر اس طرح قادیان محفوظ رہا تو مرزا قادیانی کی کون سی کرامت ہوئی۔ اس کے بعد جو انہوں نے اپنی تمام جماعت کے لئے پیشین گوئی کی تھی۔ اس میں قیدیں لگاتے ہیں اور عموماً تمام لوگ اس جماعت کے گو وہ کتنے ہی ہوں۔ مخالفوں کی نسبت طاعون سے محفوظ رہیں گے۔ مگر ایسے لوگ ان میں سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر قائم نہیں یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو۔ ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے۔

ناظرین! ان شرطوں میں غور کریں۔ خصوصاً آخری جملہ میں جو لائق تماشا ہے۔ یعنی لکھتے ہیں۔ یا ان کی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم میں ہو۔ ان پر طاعون وارد ہوسکتی ہے۔ ناظرین اس فریب آمیز شرط کو دیکھیں۔ اگر ایسی شرط کے ساتھ پیشین گوئی قابل توجہ ہوسکتی ہے تو ہر ایک شخص پیشین گوئی کرسکتا ہے۔ مثلاً میں پیشین گوئی کرتا ہوں کہ اگر ہمارے رسائل حقانیہ جماعت مرزائیہ بنظر انصاف دیکھے تو بالضرور مرزا قادیانی کو کاذب اور مفتری یقین کرلے۔ مگر جس کی نسبت خدا کے علم میں یہ قرار پاگیا ہے کہ یہ ایمان نہ لائے گا اور جہنم میں جائے گا۔ وہ راہ پر نہیں آسکتا۔ دوسری پیشین گوئی پر یہ کرتا ہوں کہ ہندوستان میں طاعون برابر آتا رہے گا۔ جب تک کہ گروہ مرزائی تائب نہ ہوگا۔ البتہ اگر کوئی وجہ مخفی اللہ کے علم میں ہو تو دفع ہوسکتا ہے۔

مگر اس دراز مدت تک تو ہندوستان میں طاعون کہیں نہیں رہا۔ یہ تو مرزا قادیانی کے دعویٰ ہی کی نحوست ہے۔ خواجہ کمال نے اس طاعون کو امام مہدی کی علامت بتایا ہے۔ مگر کہیں سے اس کا ثبوت نہیں دیا اور انہیں اس کا بھی علم نہیں کہ اس سے پہلے ہندوستان میں طاعون آیا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی کے عہد میں پنجاب سے اس کی ابتداء ہوئی تھی اور حضرت کے صاحبزادے شیخ محمدؒ صادق علیہ الرحمہ نے اس میں انتقال فرمایا تھا۔ اب کیا وجہ ہے کہ خواجہ صاحب انہیں مہدی نہیں کہتے اور مرزا قادیانی کو کہتے ہیں۔

مختصر یہ کہ اس کے بیان میں مرزا قادیانی نے بہت رنگ بدلے ہیں۔ سب کے بیان میں طول ہے۔ مگر حاصل یہ ہے کہ یہاں مرزا قادیانی نے تین پیشین گوئیاں کی ہیں۔ ایک یہ کہ تمام قادیان بلاشرط محفوظ رہے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کے خاص گھر کی حفاظت ہوگی۔ اس بناء پر گھر

کے وسیع کرنے کے لئے چندہ کا اعلان (کشتی نوح ص، خزائن ج۱۹ص۸۶) کے آخر میں دیا ہے۔ تیسرے ان کے خاص مریدین محفوظ رہیں گے۔ مگر الحمدللہ! یہ تینوں پیشین گوئیاں بھی غلط ہوئیں اور مرزاقادیانی کذاب، مفتری ثابت ہوئے۔ کیونکہ مارچ واپریل ۱۹۰۴ء میں قادیان میں طاعون آیا اور ۳۸۰۰ کی آبادی میں ۳۱۳ آدمی مرے اور ان کے گھر میں ان کے نہایت خاص مرید عبدالکریم سیالکوٹی جوان میں بالکل فنا تھے۔ وہ بھی ہلاک ہوئے۔ باقی رہی ان کی مخفی وجہ۔ وہ تو ایسی ہوشیاری سے لگائی گئی ہے کہ اگر تمام قادیان طاعون سے صاف ہو جاتا اس وقت بھی مرزاقادیانی پر کوئی الزام نہ آتا۔ اب مسیحی جماعت سربگریباں ہوکر بتائے کہ ان کے مرشد کی صداقت کی دلیلیں ایسی ہی پیشین گوئیاں ہیں؟ اس میں شبہ نہیں کہ مرزاقادیانی کی جس قدر صاف پیشین گوئیاں ہیں۔ وہ سب غلط ہوئیں اور جو مبہم اور گول گول مضمون میں کیں۔ یا اس قسم کی شرطیں لگائیں جیسی بیان ہوئیں۔ وہ ہرگز اس لائق نہیں کہ کوئی فہمیدہ اس طرف توجہ کرے اور انہیں صداقت کا نشان ٹھہرائے۔

ہم پھر آخر میں زور سے کہتے ہیں کہ مرزاقادیانی کی کوئی صاف پیشین گوئی پوری نہیں ہوئی۔ فاتح قادیان مرزاقادیانی کے سامنے سے اعلان دے رہے ہیں۔ مگر اس کی پڑتال کے لئے نہ مرزاقادیانی سامنے آئے اور نہ ان کا مرید کوئی سامنے آتا ہے۔

مرزاقادیانی نے اپنے تکبر کے جوش میں پیشین گوئی کر دی تھی کہ مولوی ثناءاللہ پیشین گوئیاں کے پڑتال کے لئے قادیان نہیں آئیں گے۔ مگر مولوی صاحب خاص اسی غرض کے لئے قادیان پہنچے اور مرزاقادیانی کو بلایا۔ مگر مرزاقادیانی گھر سے باہر نہ آئے۔ گھر میں بیہودہ گوئی اور غصہ سے کام لیتے رہے۔ غرضیکہ یہ پیشین گوئی بھی نہایت صاف طور سے جھوٹی ہوئی۔ الہامات مرزا میں اس کی تفصیل دیکھنا چاہئے۔

چونکہ اس کا ذکر آ گیا کہ مرزاقادیانی نے طاعون کی پیشین گوئی کو اپنے مکان کی وسعت کا ذریعہ بنایا تھا اس کے لئے چندہ کا اشتہار دیا تھا۔ اس لئے اس کی حالت کو صاف طور سے ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مرزاقادیانی کی درخواست چندہ (برائے توسیع مکان)

’’چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصوں میں عورتیں

سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سن چکے ہیں کہ اللہ جل شانہ نے ان لوگوں کے لئے جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہوں گے۔ حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور وہ گھر جو غلام حیدر متوفی کا تھا۔ جس میں ہمارا حصہ ہے۔ اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصہ دیں اور قیمت پر باقی حصہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہمارے مکان کا ایک جزو ہوسکتی ہے۔ دو ہزار تک تیار ہوسکتی۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا، نہ معلوم کس کس کو اس بشارت کے وعدے سے حصہ ملے گا۔ اس لئے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کر کے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہئے میں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے۔ مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لئے توسیع کی ضرورت پڑی۔ ”والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ“ المشتہر: مرزا غلام احمد قادیانی!

(کشتی نوح ص ۷۶، خزائن ج ۱۹ ص ۸۶)

مرزا قادیانی کے بڑے بھائی کی طرف سے جواب درخواست چندہ

”برخوردار مرزا غلام احمد قادیانی طال عمرہ، بعد دعاء درازی عمر کے واضح ہو کہ میں تمہارے دعویٰ ہمیشہ سنتا ہوں اور دور دراز تک تمہاری خبر پہنچی ہوئی ہے اور لوگ جوق در جوق آتے ہیں۔ مگر افسوس ہے میں تمہارا بڑا بھائی اور بزرگ ہوں۔ میری طرف تم نے کوئی خاص توجہ نہ کی۔ جو تمہاری نالائقی کا ثبوت ہے۔ آخر میں بھرے دل سے از خود تم کو اطلاع کرتا ہوں کہ میں تمہارے ذاتی عیوب سے قطع نظر تمہاری پیشین گوئیوں کو ایک گوز شتر غیث ہوں۔ تم نے تو مولوی ثناء اللہ امرتسری کو فی پیشین گوئی سو روپیہ دینا کہا تھا۔ جو ان کے آنے پر تم گھر سے بھی نہ نکلے۔ مگر میں تم کو فی پیشین گوئی ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر تم میری پیش کردہ پانچ پیشین گوئیاں بھی مجھے سچی کر دو تو فی پیشین گوئی ہزار روپیہ تم کو دوں گا اور اگر نہ ثابت کر سکو تو صرف تم کو مسلمان ہونے کی دعوت دیتا ہوں۔ پس ایک ہفتہ تک اس دعوت کو جواب بذریعہ اشتہار دینا۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے نبی ﷺ کو بھی حکم فرمایا ہے۔ ”وآت ذا القربیٰ حقہ“ یعنی قریبوں کے حقوق ادا کرو۔ قریبوں کا حق دوسروں سے زیادہ ہے۔

بھلا یہ کیا انصاف ہے کہ کشتی نوح کے آخر صفحہ پر تو ہم کو اپنا شریک اور قرابتی بتاؤ اور یہ

ظاہر کرو کہ ہمارے شرکاء مکان دینے کو راضی ہیں۔ دو ہزار روپیہ چندہ جمع کر لیا ہے۔ حالانکہ ہمیں اس کی کوئی خبر بھی نہیں اور نہ ہم دینا چاہتے ہیں۔ ایسے جھوٹ کا بھی کوئی علاج ہے۔ خیر ان باتوں کے ذکر کو تو ایک دفتر چاہئے۔ جو میں الگ کسی وقت تفصیل سے بیان کروں گا۔ سردست میں اس اشتہار کے جواب کا منتظر ہوں۔‘‘

(رقمیہ مولائی مرزا امام الدین برادر کلاں مرزا غلام احمد از قادیان، مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۰۳ء)

ناظرین! اس پیشین گوئی کے متعلق جھوٹا دعویٰ اور صریح فریب تو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہاں ان کے مکرم بھائی کی شہادت سے ان کا جھوٹ بھی ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی کی شہادت سے ان کا جھوٹ بھی ثابت ہوا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے بھائی کی راست گفتاری سے ایسے شرمندہ ہوئے کہ ان کے جواب میں اشتہار نہ دے سکے اور اپنی پیشین گوئیوں کو بھی ثابت نہ کر سکے۔ پھر ان کے مرید جھوٹے مبلغ ان کی نبوت ثابت کریں گے۔ جسے خود پیر جی ثابت نہ کر سکے۔

بھائیو! انہیں مرزا قادیانی کے مرید مسلمانوں کو اپنے الہاموں سے ڈرانا چاہتے ہیں اور مرزا قادیانی کے دعوؤں کو ناممکن التردید بتاتے ہیں؟ کیا انہیں اس مختصر مضمون کو دیکھ کر شرم نہ آئے گی؟

اب تمام طالبین حق اور خصوصاً وہ جو غلطی سے فریب میں آکر مرزا قادیانی کو مان گئے تھے اور اب فضل خداوندی نے انہیں اس ہلاکت سے نجات دی ہے۔ وہ اس تحریر کو مرزائیوں کے سرگروہوں پر عموماً اور بھاگلپور اور حیدرآبادی پروفیسر عبدالماجد اور محمد سعید صاحب ان پر خصوصاً پیش کر کے کہیں کہ ان باتوں کا جواب دیجئے۔ ورنہ اپنے انجام پر نظر کر کے اعلانیہ ہلاکت سے اپنے آپ کو بچائیے۔ یہ کیا غضب ہے کہ اہل حق کی طرف سے تنبیہ پر تنبیہ ہو رہی ہے۔ مگر آپ مہر بدہاں ہیں۔ ابھی مولانا محمد عبدالشکور صاحب و مولانا مرتضیٰ حسن صاحب کی طرف سے مناظرہ کا چیلنج مشتہر ہوا اور محمد سعید وغیرہ دس حیدرآبادیوں کے نام خاص کر بھیجا گیا۔ باگلپور میں جا بجا مشتہر کیا گیا۔ مگر کوئی منہ سامنے نہیں کرتا۔ مگر اس بے شرمی کو خیال کیجئے کہ میاں خلیل مرزائی کے بیان کا اشتہار دیا جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی ذات پر بحث نہ ہوگی تو پھر دعویٰ کیوں کیا تھا؟

بھائیو! ایسے جھوٹے کی صداقت ثابت کریں گے۔ جس کا کذب وفریب نہایت

روشن کر کے دکھایا گیا ہے۔ جس کا معائنہ ناظرین نے ابھی کیا ہوگا۔ پھر یہ بھی تو نہیں کہ ایک دو طریقہ سے ان کا کاذب ہونا ثابت کیا گیا ہو۔ بلکہ اجمالاً اور تفصیلاً ہر طرح سے بہت رسالوں میں متعدد طریقوں سے ان کے کذب کو دکھایا گیا ہے۔ ان کی جھوٹی پیشین گوئیاں ان کی ذلت کی موت ان کے سخت مخالفوں کی کامیابی اور ان کے مقابلہ میں ان کا اقراری کذاب و مفتری ہونے کا ثبوت تو بیان ہولیا۔ اب ان کے لامذہب اور دہریہ ہونے کا بھی اعلانیہ طور سے ملاحظہ کیجئے۔ میرے اس کلام سے بعض برادر اسلام تو متعجب ہوں گے اور بعض تو ناخوش ہو جائیں گے اور کہیں گے کلمہ گو کو خواہ مخواہ دہریہ کہتے ہیں۔ اے بزرگوار اور اے عزیزو! اس عاجز کو کوئی وجہ دشمنی یا تعصب کی نہیں ہے۔ کسی قسم کا اس میں میرا نفع نہیں ہے۔ مگر میں مرزا قادیانی کی واقعی حالت معلوم کر کے آپ سے بالیقین کہتا ہوں کہ ان کا کلمہ پڑھنا ان کی مدح سرائی ان کے نعتیہ اشعار، نبوت محمدیہ پر ان کے لیکچر سب مسلمانوں کو گمراہ کرنے اور تحصیل زر کے لئے ہیں۔ اگر یہ نہ کرتے تو یہ خوشحالی انہیں میسر نہ ہوتی۔ انہیں کوئی مسلمان چندہ نہ دیتا۔ آپ ٹھنڈے دل سے ان کے اقوال ملاحظہ کیجئے۔

صحیفۂ محمدیہ کا دوسرا نمبر

مسیح قادیان اور توہین انبیاء اور ان کے بعض جھوٹ وفریب کا بیان

آپ یہ بھی معلوم کر لیں کہ مرزا قادیانی کچھ ایسے بھولے اور نادان شخص نہیں ہیں کہ مسلمانوں کے سامنے اعلانیہ اپنے دہریہ ہونے کا اقرار کر لیں۔ نہایت روشن طریقے سے ان کی نہایت معرکہ کی پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئی ہیں۔ مگر تمام عمر بیہودہ باتیں بنا کر مریدوں کو راضی رکھا ہے۔ فیصلہ آسمانی کے تینوں حصہ دیکھنا چاہئے۔ اسی طرح مذہب اسلام اور حضرت سید المرسلینؐ کی مذمت کی ہے۔ مگر ایسے پیرایہ سے کہ ان کے مریدین اور ناواقف مسلمان نہیں سمجھے۔ حقیقت رسائل اعجازیہ مرزائیہ دیکھئے۔ پہلے مضمون میں پیش گوئی کے جھوٹے ہونے کے علاوہ سخت مخالف کے مقابلے میں نہایت ذلیل وخوار ہونا اور پیشین گوئی میں اعلانیہ فریب کرنا ثابت ہوا۔ اس مضمون میں ان کی اندرونی حالت ارشاد خداوندی اور سیرت نبوی کے خلاف ملاحظہ کیجئے۔

انبیائے کرام کو خدائے تعالیٰ مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجتا ہے اور ان کے اقوال اور

افعال کی پیروی [1] کی ہدایت کرتا ہے اوران کے ہدایات اور معجزات ان کی صداقت کی دلیل ہوتے ہیں۔ شریعت محمدیہ میں تمام انبیاء کرام کا ماننا اوران کی عظمت کرنا اسلامی فرض ہے۔ کوئی سچا مسلمان ان کی توہین کسی طرح نہیں کرسکتا۔ اب جو شخص علانیہ جھوٹ بولے۔ فریب دے، انبیاء کی توہین کرے وہ خدا کا رسول اور مقبول بندہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔ بلکہ وہ فاسق وفاجر ہونے کے علاوہ توہین انبیاء کی وجہ سے اسے مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔ مسیح قادیانی نے بہت جھوٹ بولے ہیں۔ انبیاء کی سخت توہین کی ہے۔ اس کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ نہایت صحیح حدیثوں سے ثابت کیا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بتاکید فرمایا ہے کہ تم میں کوئی یہ نہ کہے کہ یونس بن متی سے میں افضل ہوں۔ یعنی جناب رسول اللہ ﷺ باوجود سرور انبیاء ہونے کے ارشاد فرماتے ہیں کہ یونس علیہ السلام پر بھی مجھ کو فضیلت نہ دو۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ آپ سب انبیاء سے افضل ہیں۔ مگر خاص کسی نبی کا نام لے کر ان پر فضیلت بیان کرنا ایک قسم سے ان کی اہانت ہوتی ہے۔ اس لئے آپ نے ممانعت فرمائی۔ یہ مضمون صحیح بخاری، مسلم میں آیا ہے۔ یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگرچہ آپ سرور انبیاء ہیں اور حدیث میں یہ مضمون واقعی حالت بیان کرنے کے لئے آیا ہے۔ مگر خاص نام لے کر فضیلت بیان کرنے میں شائبہ توہین ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی خاص نبی کا نام لے کر فضیلت بیان کی جائے تو ممکن ہے کہ کوئی لفظ اس نبی کی شان کے خلاف اس کی زبان سے نکل جائے۔ اس لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے سدباب فرمادیا اور نہایت تاکید سے منع فرمایا کہ میری فضیلت کسی خاص نبی کا نام لے کر بیان نہ کرو۔ مگر مرزاغلام احمد

---

[1] اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ’’ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتھوا‘‘ یعنی خدا کا رسول جو حکم الٰہی تمہیں پہنچائے۔ اسے مانو اور اس پر عمل کرو اور جس بات سے منع کرے اس سے باز رہو۔ دوسرے مقام پر ارشاد ہے کہ: ’’لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ‘‘ یعنی اللہ تعالیٰ امت محمدؐ سے فرماتا ہے کہ تمہیں رسول اللہ کے چال چلن اختیار کرنا چاہئے۔ ان دونوں آیتوں سے ثابت ہوا کہ نبی جھوٹ نہیں بولتا۔ اگر نبی جھوٹ بولتا تو اس کی پیروی کا حکم نہ ہوتا۔ جھوٹ ایسی بری چیز ہے کہ انسانی عقل بھی اسے نہایت برا سمجھتی ہے اور ایک جھوٹ کے ثابت ہونے سے اس کی تمام باتیں غیر معتبر ہوجاتی ہیں اور شریعت محمدیہؐ نے اس گندہ صفت کو اسلام سے خارج بتایا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو جھوٹ بولے گویا وہ مسلمان نہیں۔

قادیانی کو چونکہ درحقیقت خدا اور رسول سے واسطہ نہیں ہے۔ اس لئے جب ان کی شان تکبری نے جوش کیا تو اس ارشاد نبوی کے صریح خلاف کہہ دیا۔

عیسیٰ کجاست تا بہ نہد پا بہ منبرم

اب حدیث نبوی کے حکم کو ملاحظہ کیجئے اور مرزا قادیانی کے اس غیر مہذب کلام کو دیکھئے کہ ایک نبی عظیم المرتبت پر اپنی فضیلت اس متکبرانہ طریقہ سے کرتے ہیں۔ جس سے اس محترم رسول کی نہایت توہین ہوتی ہے۔ مرزائیوں کو اپنے مرشد کی تعلیم پر فخر ہے۔ وہ اسی قسم کی تعلیم ہے جو ہمارے حضور انور کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ مشکوٰۃ میں یہ حدیث موجود ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک یہودی اور صحابی سے اس بات پر لڑائی ہوگئی کہ اس یہودی نے حضرت موسیٰ کو سب انبیاء پر فضیلت دی۔ اس میں ہمارے رسول کریم ﷺ بھی شامل ہوگئے۔ صحابی کو غصہ آیا اور اس کے طمانچہ مارا اور حضرت سید المرسلینؐ کی فضیلت حضرت موسیٰ پر بیان کی۔ پھر دونوں حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور حالت بیان کی۔ حضور ﷺ نے صحابی کو روکا اور ایک فضیلت موسیٰ کی بیان کردی۔ اس سے نہایت صاف طور سے ظاہر ہوا کہ تحقیقاً اور الزاماً کسی طرح نبی کی توہین کرنا جائز نہیں ہے۔ مگر اس کے بالکل خلاف مرزا قادیانی نے صرف اپنی فضیلت ہی بیان نہیں کی۔ بلکہ انتہاء درجہ کی توہین کی ہے اور ایسی گالیاں دی ہیں کہ کوئی نیک وصالح شخص کسی بھلے آدمی کو نہیں دیتا۔ میں ان کے چند اقوال نقل کرتا ہوں۔ ناظرین ملاحظہ کریں،

پادری آتھم سے چونکہ مرزا قادیانی کا مقابلہ رہا ہے اور اس سے سخت کلامی کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے اس کی موت کی پیشین گوئی کی اور جو مدت اس کے مرنے کی بیان کی تھی۔ اس میں وہ نہ مرا تو پادریوں نے مرزا قادیانی کو بہت فضیحت کیا۔ اس میں آتھم کے بعض مددگاروں نے حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں بھی سخت کلمات کہے۔ مگر اس کے باعث مرزا قادیانی ہی ہوئے نہ آتھم کے مقابلہ میں۔ محض غلط اور جھوٹی باتوں کا اس قدر شوروغل مچاتے نہ ان کی توہین کی یہ نوبت پہنچتی۔ اب مرزا قادیانی ان کے مقابلہ میں حضرت یسوع عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ضمیمہ انجام آتھم میں لکھتے ہیں۔

۱...... ’’یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹)

دیکھا جائے کہ کیسا سخت الزام دیتے ہیں اور کسی کتاب اور کسی کے قول کا حوالہ نہیں

دیتے۔ اس سے ظاہر ہے کہ اپنے خیال کے بموجب تحقق شدہ امر بیان کرتے ہیں اور ایک نبی عظیم المرتبت پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہیں جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔ یعنی یہ نہیں کہ اتفاقیہ ایک دو جھوٹ بولے ہوں۔ بلکہ جھوٹ بولنے کی انہیں عادت بیان کرتے ہیں۔ خدا جانے اپنی عمر میں کتنے جھوٹ بولے ہوں گے اور پھر اس سے خدائے تعالیٰ پر یہ الزام کہ اس نے ایسے جھوٹے کو اپنا رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یہ وہ الزام ہے کہ جس کی وجہ سے خدا اور رسول کی تمام باتوں سے اعتبار جاتا رہتا ہے اور شریعت الٰہی لائق توجہ نہیں رہتی۔

حضرت مسیح علیہ السلام پر یہ بدگمانی اس مشہور قول کی بنیاد پر ہے۔ یعنی ”المرئ یقیس علیٰ نفسه “ انسان دوسرے کی حالت کو اپنے اوپر قیاس کرتا ہے۔ یعنی جیسا یہ خود ہے دوسرے کو بھی ویسا ہی خبیث ہے۔ مرزا قادیانی کو دعویٰ نبوت وامامت ہے اور باایں‌ہمہ جھوٹ بولنے میں نہایت مشاق ہے اور بے تأمل اعلانیہ جھوٹ کا انبار لگا دیتے ہیں۔ چنانچہ ان کے بیشمار جھوٹ دکھائے گئے ہیں۔ یہ ان کے لامذہب ہونے کی پہلی دلیل ہے۔

دوسرا قول اسی (ضمیمہ انجام آتھم ص۱۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت لکھتے ہیں۔

۲…… ”عیسائیوں نے بہت سے معجزات آپ کے لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔“ بھائیو! مرزا قادیانی کے اس جملہ نے نہایت صفائی سے بتا دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت جو کچھ انہوں نے لکھا ہے۔ وہ ان کے نزدیک حق بات ہے۔ صرف الزام ہی نہیں جیسا کہ مرزائی حضرات کہہ رہے ہیں۔ (یہ خوب یاد رہے) یہاں یہ بات بھی لائق یاد رکھنے کے ہے کہ مرزا قادیانی کی یہ حق بات قرآن مجید کے صریح خلاف ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ”واتینا عیسیٰ ابن مریم البینات “ یعنی ہم نے عیسیٰ بن مریم کو معجزات دیئے۔

پھر (ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱) میں لکھتے ہیں۔

۳…… ”ممکن ہے کہ آپ نے معمولی تدبیر کے ساتھ کسی شب کور وغیرہ کو اچھا کیا ہو یا کسی اور بیماری کا علاج کیا ہو۔“ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام کے معجزے سے کوئی مریض کسی قسم کا اچھا نہیں ہوا۔ اگر ہوا تو تدبیر اور علاج سے ہوا۔ حق بات یہی ہے۔ یہ قول قرآن مجید کی دوسری آیت کے صریح خلاف ہے۔ پھر صفحہ مذکور میں لکھتے ہیں۔

۴...... ’’آپ کے (یعنی حضرت مسیح کے) ہاتھ میں سوا مکر وفریب کے اور کچھ نہیں تھا۔‘‘ یہ بھی اسی حق بات کے ذکر میں ہے۔ یعنی پہلے کہہ چکے ہیں کہ حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔ اب کہتے ہیں کہ جو کچھ ہوا اور جسے معجزہ کہا گیا وہ حضرت عیسیٰ کا مکر وفریب تھا۔ (نعوذ باللہ) یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ہجو تھی اور ناملائم صفات ذمیمہ بیان کئے۔ اس کے بعد مرزا قادیانی کی مہذب گالیاں ملاحظہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں:

۵...... آپ کا (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا) خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں۔ جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے۔ ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک جوان کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگاوے اور زنا کاری کی پلید کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔ مرزا قادیانی کی یہ گالیاں اور بدگمانیاں ایک عظیم المرتبت نبی کی نسبت لائق ملاحظہ ہیں اور ان گالیوں کے بعد آخری جملہ میں اپنی دانشمندی اور ذاتی خیال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت ظاہر کر کے مخاطبین کو متنبہ کرتے ہیں کہ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان جو کسبیوں سے اس طرح میل جول رکھے وہ کس چلن کا آدمی ہوسکتا ہے۔

اب حق پسند حضرات اسے بخوبی معلوم کر سکتے ہیں کہ جس طرح نمبر۴ کے جملہ سے نہایت صاف طور سے معلوم ہوا تھا کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح کی نسبت جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ حق بات کا اظہار کر رہے ہیں۔ اسی طرح اس آخری جملہ سے معلوم ہو رہا ہے کہ جو کچھ مرزا قادیانی لکھ رہے ہیں۔ وہ ان کا ذاتی خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کسبیوں سے ناجائز میل جول رکھتے تھے اور ان کا حسب ونسب دونوں خراب وناگفتہ بہ تھا۔ (استغفر اللہ) یہ ان کے دھریہ ہونے کی دوسری دلیل ہے۔ کوئی مسلمان ایسا خیال نہیں کرسکتا۔

اب ذرا غور کیجئے کہ یہاں مرزا قادیانی نے ایک عظیم المرتبت نبی کو چھ الزام دیئے ہیں۔

۱...... مسیح کو جھوٹ بولنے کی عادت تھی۔
۲...... حق یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔

۳...... کسی بیمار کو شان نبوت کے فیض سے آپ نے اچھا نہیں کیا۔ بلکہ اگر کوئی اچھا ہوا تو تدبیر وعلاج سے اچھا ہوا۔ ان الزاموں سے بہت بڑھ کر یہ الزام ہے۔

۴...... حضرت مسیح مکار وفریبی تھے اور کسی قسم کی خوبی ان میں نہ تھی۔

۵...... ان کا خاندان نہایت شرمناک تھا۔

۶...... آپ بدچلن اور عیاش تھے۔ (استغفراللہ)

مرزاقادیانی کا یہ کمال مناظرہ تھا کہ انبیائے کرام کی ایسی بے حرمتی کرنی جانتے تھے۔ (واہ رے جدت) اب ان کے مریدین کہتے ہیں کہ الزاماً ایسا کہا ہے۔ مگر ہم دریافت کرتے ہیں کہ مرزاقادیانی شریعت محمدیہ کے پیرو تھے یا نہ تھے اور اگر تھے تو انہوں نے یہ کبیرہ گناہ کیا۔ کیونکہ شریعت محمدیہ میں یہ ہرگز جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ بیان ہوا اور اگر کہو کہ مرزاقادیانی جدید شریعت لائے تھے تو وہ شیطانی شریعت ہوگی۔ خدا کی طرف سے ایسی ناپاک شریعت نہیں ہوسکتی۔ ہم مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اس بیہودگی کو الزامی جواب کہتے ہیں۔ اب اگر پادری اس کے جواب میں یہ کہیں کہ اگر یہ الزامات صحیح ہیں تو قرآن مجید جھوٹا ہے۔ کیونکہ قرآں مجید تو حضرت مسیح علیہ السلام کو ان الزامات سے بری ثابت کر کے انہیں برگزیدۂ خدا اور صاحب معجزات بیان کرتا ہے۔ اس لئے اس الزام کا نتیجہ بھی قرآن مجید کے نصوص قطعیہ کا انکار ہوگا اور اس طریقہ سے بھی مرزاقادیانی کا دلی راز ظاہر ہو جائے گا۔ یعنی مرزاقادیانی درحقیقت کلام خدا اور کلام رسول کو نہیں مانتے۔ بلکہ خدا اور رسول ہی کو نہیں مانتے۔ مگر ظاہر میں بہت سی باتیں بنا کر کسی وقت ایسی باتیں کرتے ہیں جس سے ان کی دلی حالت ظاہر ہوتی ہے۔ اب قابل تماشہ یہ بات ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اس قدر گالیاں دے کر (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۷) میں لکھتے ہیں: ”اور مفسد ومفتری ہے۔ وہ شخص جو مجھے کہتا ہے کہ میں مسیح ابن مریم کی عزت نہیں کرتا۔ (اس کے بعد مرزاقادیانی کی جدید تحقیق قابل دید ہے) بلکہ مسیح تو مسیح میں تو اس کے چاروں بھائیوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔ کیونکہ پانچوں ایک ہی ماں کے بیٹے ہیں۔ یسوع کے چار بھائی اور بہنیں تھیں۔ یہ سب یسوع کے حقیق بھائی اور حقیقی بہن تھیں۔ یعنی سب یوسف اور مریم کی اولاد تھی۔“

بھائیو! یہ کیسا حضرت مریم پر افتراء اور آیت قرآنی ”لم یمسسنی بشر“ کا انکار ہے۔ باایں ہمہ قرآن شریف پر ایمان کا دعویٰ ہے۔ یہ فریب نہیں تو کیا ہے؟ اس کی شرح دوسرے وقت کی جائے گی۔ اگر کسی مرزائی نے کچھ لکھا۔ اب یہ کہتا ہوں کہ شاید مرزائی شریعت میں نبی

ماسبق کو گالیاں دینا اور پھر کسی وقت اس سے انکار کرنا بھی نبوت کے لئے ایک شرط ہوگی۔ الغرض اس بیان سے بخوبی ثابت ہوگیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت جو کچھ مرزا قادیانی نے لکھا ہے وہ انہوں نے اپنے نزدیک حق بات لکھی ہے اور اپنا ذاتی خیال ظاہر کیا ہے۔ اگرچہ اس کے ضمن میں الزام بھی ہو جائے۔ اس بیان کی پوری تائید رسالہ دافع البلاء کی عبارت سے اچھی طرح ہوتی ہے۔ کیونکہ اس رسالہ کے آخر[۱] میں جو مرزا قادیانی نے قرآن مجید سے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو حصور ثابت کر کے انہیں عالی مرتبہ ٹھہرایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر بھی الزام لگا کر انہیں کم مرتبہ قرار دیا ہے۔ اس سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی کا یہ کہنا پادریوں کے الزام کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ اپنی تحقیق اور اپنا دلی خیال بیان کرتے ہیں۔ کیونکہ قرآن شریف سے مدعا ثابت کر رہے ہیں۔ پادریوں کے الزام میں تو قرآن مجید کا حوالہ بیکار ہے۔ ان کی بعینہ عبارت اور اس کا نتیجہ حاشیہ پر دیکھنا چاہئے اور اگر مان لیا جائے کہ مرزا قادیانی یہ الزامات الزاماً دیتے ہیں تو ان پر یہ الزام ضرور آئے گا کہ وہ نصوص قرآنیہ کے منکر ہیں۔ اس بیان کا حاصل یہ ہوا کہ مرزا قادیانی حضرت مسیح علیہ السلام کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا انہوں نے اپنے بیان سے ظاہر کیا ہے۔ اب اس خیال کے ساتھ انہیں نبی کہنا اور کہیں ان کے نام پر حضرت کا لفظ زیادہ کر دینا صرف عوام کو فریب دینے کی غرض سے ہے اور قرآن مجید کو کلام الٰہی کہنا بھی اسی غرض سے ہے۔

بھائیو! ذرا غور کرو۔ جس کے ہاتھ میں مکر وفریب کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ جس کے چال چلن ایسے ہوں۔ جیسے حضرت مسیح کے مرزا قادیانی نے بیان کئے ہیں۔ وہ نبی کیسے ہوسکتا ہے۔ نبی کی بڑی شان ہے۔ وہ خلق کے ہادی، گناہوں سے معصوم ہوتے ہیں۔ اگر وہ خود اعلانیہ گناہوں میں مبتلا ہوں تو ان سے ہدایت نہیں ہوسکتی اور وہ ذات مقدس ایسے فساق کو اپنا برگزیدہ رسول ہرگز نہیں بناتا۔ ایسے بد چال وچلن بیان کر کے انہیں نبی کہنا دہریوں کو مذہب پر مضحکہ کا

---

[۱] (دافع البلاء ص، خزائن ج۱۸ ص۲۲۰) کی عبارت یہ ہے۔ ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوئی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے قرآن میں یحییٰ کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا۔‘‘

پورا موقع دینا ہے۔ وہ علانیہ کہیں گے کہ دیکھو ان کا خدا ایسے بدچلن لوگوں کو اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہے۔ اس قسم کی باتیں مرزا قادیانی کی بہت ہیں۔ جو فیصلہ آسمانی وغیرہ میں بیان کی گئی ہیں۔ یہ باتیں کامل یقین دلاتی ہیں کہ دراصل مرزا قادیانی کا کوئی مذہب نہ تھا اور درپردہ دہریوں کے مؤید تھے۔ مگر مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے بہت کچھ اس کے خلاف اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور اپنے اقوال سے انکار کر کے علمائے دین کو مفتری کہا ہے۔ چنانچہ اوپر گذرا۔ اسی طرح حضرت سرور انبیاء علیہ الصلوٰۃ والثناء کی بہت تعریف کی ہے اور کہیں توہین کی ہے۔

اس کے بعد مرزا قادیانی اپنی گالیاں دینے کی وجہ سے (ضمیمہ انجام آتھم ص۸، خزائن ج۱۱ ص۲۹۲) میں بیان کرتے ہیں کہ: ”پادریوں نے ناحق ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دے کر ہمیں آمادہ کیا کہ ان کے یسوع کا کچھ تھوڑا سا حال ان پر ظاہر کریں۔“ یہ طرز بیان بھی اس کو ظاہر کرتا ہے کہ حضرت مسیح کی نسبت جو بیہودہ بیان اور شرمناک حالات بیان کئے ہیں۔ وہ حضرت مسیح کا واقعی حال ہے۔ مگر اس کا بیان واظہار اس وجہ سے ہوا کہ پادری نے ہمارے پیغمبر برحق کو برا کہا۔ اس کا جواب اوپر دیا گیا اور دوسرا جواب یہ ہے۔ وہ تو کافر ہیں۔ حضرت سرور انبیاء علیہ السلام کو نہیں مانتے۔ اس لئے انہوں نے گالیاں دے کر اسفل السافلین میں اپنی جگہ بنائی۔ مگر ہم تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا سچا رسول مانتے ہیں۔ ہم انہیں گالیاں کیونکر دے سکتے ہیں۔ اسلام تو ہمیں یہ تعلیم کرتا ہے کہ جو انہیں برا کہے۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کو گالیاں دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ یہ صریح چالبازی ہے کہ ہمارے پیغمبر علیہ السلام کو گالیاں دلوائیں اور پھر دوسرے پیغمبر کے گالیاں دینے کا حیلہ نکالیں۔

اس کے سوا ایک فریب اور ملاحظہ کیجئے۔ جب انہیں خیال ہوا کہ فہمیدہ مسلمان یہ کہیں گے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہم پیغمبر مانتے ہیں۔ ان کی تعریف قرآن مجید میں بہت آئی ہے۔ انہیں مرزا قادیانی گالی دیتے ہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ اس کا جواب (ضمیمہ انجام آتھم ص۹ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۹۳) میں اس طرح دیتے ہیں۔

”مسلمانوں کو واضح رہے کہ خدائے تعالیٰ نے یسوع کی قرآن شریف میں کچھ خبر نہیں دی کہ وہ کون تھا اور پادری اس بات کے قائل ہیں کہ یسوع وہ شخص تھا۔ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا۔“ یعنی ہم نے یسوع کو گالیاں دی ہیں۔ وہ پیغمبر نہیں تھے۔ ان کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ مگر یہاں تو وہ مثال صادق آگئی کہ دروغگو را حافظہ نباشد! کیونکہ یہاں تو لکھتے ہیں کہ یسوع

کی خبر قرآن میں نہیں ہے۔ یعنی قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح علیہ السلام کا ذکر ہے اور انہیں خدا کا رسول کہا ہے۔ یسوع کا ذکر نہیں ہے۔ مگر خود ہی اپنے رسالہ (توضیح المرام ص۳، خزائن ج۳ ص۵۲) میں لکھتے ہیں۔

''دوسرے مسیح ابن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' اس کا حاصل یہی ہوا کہ مسیح بن مریم اور یسوع ایک ہی شخص ہے۔ اب مرزائی جماعت بتائے کہ جب یسوع اور عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح ایک ہی بزرگ کا نام ہے تو یہ کہنا کہ یسوع کی خبر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ کیسا صریح جھوٹ ہے۔ کیونکہ جب یسوع حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کا نام ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مسیح کا ذکر ہونا بعینہ یسوع کا ذکر ہے اور حضرت یسوع کو گالیاں دینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینا اور ایمان کو تباہ کرنا ہے۔

ناظرین! اس کو ملاحظہ کریں کہ پہلے حضرت مسیح کو گالیاں دیں اور بہت کچھ کہا۔ اب اس الزام سے بچنے کے لئے ایک صریح جھوٹ بولتے ہیں اور مسلمانوں کو فریب دیتے ہیں۔ یہ وہ جھوٹ ہے جس کا ثبوت ان ہی کے کلام سے ہم نے دکھا دیا۔ کیا اب بھی حضرات مرزائی ہمارے بیان کی صداقت پر ایمان نہ لائیں گے اور ایک صریح جھوٹے اور انبیاء علیہم السلام کے دشمن کی پیروی نہ چھوڑیں گے۔

بھائیو! مرزا قادیانی نے صرف حضرت مسیح علیہ السلام ہی کی بے حرمتی نہیں کی۔ بلکہ اور انبیاء کی بھی کی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسبت ان کا قول ملاحظہ کر لیجئے۔ (معیار المذہب ص۲۱، خزائن ج۹ ص۴۷۹) میں لکھتے ہیں۔

یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے دادا صاحب داؤد نے:

۱...... تو سارے برے کام کئے۔

۲...... ایک بے گناہ کو اپنی شہوت رانی کے لئے فریب سے قتل کرایا۔

۳...... اور دلالہ عورت بھیج کر اس کی جورو کو منگوایا۔

۴...... اور اس کو شراب پلائی۔

۵...... اور اس سے زنا کیا۔

۶...... اور بہت سا مال زناکاری میں ضائع کیا۔ یہاں مرزا قادیانی حضرت داؤد علیہ السلام پر نہایت شرمناک چھ الزام قائم کرتے ہیں اور خدا سے نہیں شرماتے۔

برادران اسلام! مرزا قادیانی کی اس بے تہذیبی اور زبان درازی اور رسول برحق کی بے حرمتی کو دیکھیں اور خدا کے سچے رسول کی بے حرمتی پر نظر کریں اور خوب دل میں غور کریں کہ جس شخص کے قلم سے نہایت بیباکانہ طور سے ایسی فحش گالیاں اور اس طرح کے شرمناک الزامات ایک رسول خدا کی نسبت نکلیں۔ وہ کس خیال اور کیسے چلن کا آدمی ہوسکتا ہے اور اس کو پیش نظر رکھ کر محمدی بیگم کے واقعہ کو دیکھیں اور اس سے نتیجہ نکالیں کہ اس کی بنیاد کیا ہوئی ہوگی۔ مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

بعض پکے مرزائی یعنی پورے دہریہ قرآن مجید پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ حضرت داؤد پر یہ الزامات قرآن مجید سے ثابت ہیں۔ مگر درحقیقت خدا اور رسول پر یہ الزام ہے اور اہل مذہب کو خدا اور رسول سے بدگمان کرنا ہے۔ جب نبی ایسے شنیع افعال کرے جس کو ہر کہہ ومہہ برا کہیں اور کرنے والے کو نہایت برا جانیں تو مخلوق کا ہادی کون ہوگا اور انبیاء کی صداقت پر یقین کیونکر ہو سکے گا۔ جو شخص ایسے شنیع افعال کرے جیسے اوپر مذکور ہوئے۔ پھر اسے جھوٹ بولنے میں کیا تأمل ہوگا۔ اپنی عزت وآبرو بڑھانے کے لئے، غرضیکہ قرآن مجید میں ہرگز یہ مضمون نہیں ہے۔ سورہ ص میں حضرت داؤد کا ذکر دیکھو اور تفسیر کبیر میں اس کی شرح ملاحظہ کرو۔

توہین کا نمونہ کچھ اور ملاحظہ کیجئے۔ تحریر سابق سے معلوم کیا ہوگا کہ مرزا قادیانی نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر فضیلت بیان کی ہے۔ مگر (ازالہ اوہام ص۱۶، خزائن ج۳ ص۱۱۰) میں انہی کی نسبت لکھتے ہیں کہ: ’’حضرت یحییٰ نے یہودیوں کے بزرگوں کو سانپوں کے بچے کہہ کر ان شرارتوں اور کارسازیوں سے اپنا سر کٹوایا۔‘‘ حضرت یحییٰ علیہ السلام ایک عظیم المرتبت خدا کے رسول ہیں اور ایسے عالی مرتبہ رسول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاص طور سے سورۂ مریم کے پہلے رکوع میں نو خوبیاں بیان کی ہیں۔ جن کی تفصیل تفسیر کبیر میں اچھی طرح کی ہے۔ ان کی نسبت اوّل تو یہ الزام دیا کہ انہوں نے یہود سے بدزبانی کی۔ دوسرے یہ کہ آپ کی شہادت کو نہایت حقارت اور بے ادبی سے یہ کہا کہ: ’’اپنا سر کٹوایا۔‘‘ نہایت معمولی شخص جو کسی بدچلنی کی وجہ سے مارا جائے۔ اس کی نسبت یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی ایک نہایت عالی مرتبہ نبی کی نسبت وہ جملہ لکھ رہے ہیں۔ ان کے یہ الفاظ صاف شہادت دیتے ہیں کہ ان کے قلب میں انبیاء کی عظمت بالکل نہیں ہے اور اگر کسی مقام پر کوئی تعظیمی لفظ کہا ہے۔ وہ محض مسلمانوں کو فریب دینے کے لئے کہا ہے۔ اس بیان سے تین انبیاء کی توہین ثابت ہوئی۔ حضرت

عیسیٰ، حضرت داؤد، حضرت یحییٰ علیہم السلام۔ اب میں ان کا ایک الہام بیان کرتا ہوں۔ جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت سرور انبیاء علیہم السلام تک تمام انبیاء کی کمال توہین کی ہے۔ خصوصاً حضور سرور انبیاء علیہ السلام کی (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲) میں وہ اپنا الہام بیان کرتے ہیں۔ ’’لولاك لما خلقت الا فلاك‘‘ یعنی مرزا قادیانی اپنی قطعی وحی (جسے وہ مثل قرآن مجید کے یقینی کہتے ہیں) یہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے خطاب کر کے فرمایا کہ اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو آسمان وزمین پیدا نہ کرتا۔ اس کا حال یہ ہوا کہ تمام جہان یعنی اولیاء، انبیاء، صلحاء عام انسان سب تیرے طفیلی ہیں۔ تیری وجہ سے انبیاء، اولیاء کا وجود ہوا اور ان کو کمالات نبوت ولایت ملے۔ اگر تو نہ ہوتا تو نہ کوئی ولی ہوتا نہ نبی ہوتا۔ اب اس توہین کی انتہاء ہے کہ ایک مغل زادہ تمام انبیاء کرام اور خصوصاً سرور دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا طفیلی کہے۔ مسلمانو! کیسے غضب کی بات ہے کہ ایک چمار بھیک مانگنے والا شہنشاہ کو اپنا طفیلی بتائے اور اس دعویٰ اور لن ترانی کے بعد اس کے چیلے مسلمانوں کو یہ فریب دیں کہ مرزا قادیانی کو یہ کمالات رسول اللہ ﷺ کی کمال پیروی اور ان میں فنا ہو جانے کی وجہ سے ملے ہیں۔ مسلمانو! ایسے دہریہ فریبی سے بچو۔ اللہ تعالیٰ سب کو نیک توفیق دے اور اس اعلانیہ فریب سے بچائے۔

صحیفۂ محمدیہ کا تیسرا مضمون

مسیح قادیان کا عالم برزخ میں واویلا

ناظرین! گذشتہ مضامین میں اگر غور کیا ہوگا تو بالضرور معلوم فرمایا ہوگا کہ مسیح قادیان کے کاذب ہونے کی چار دلیلیں اس میں بیان ہوئی ہیں۔

۱…… سخت دشمن کے مقابلہ کی پیشین گوئی جھوٹی ہوئی اور مرزا قادیانی نہایت ناکامی اور ذلت کی موت سے مرے اور قرآن مجید کے نص قطعی کے بموجب جھوٹے ثابت ہوئے۔ وہ نص یہ ہے۔ ’’لا تحسبن الله مخلف وعده رسوله‘‘ جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ایسا گمان ہرگز نہ کر کہ خدا تعالیٰ اپنے رسولوں سے وعدہ خلافی کرتا ہے۔ جب مرزا قادیانی کی پیشین گوئی سے وعدہ خلافی ثابت ہوئی تو یقینی طور سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ میں جھوٹے تھے۔

۲…… بعض پیشین گوئیوں میں فریب آمیز شرطیں لگائی ہیں۔

۳...... تمام انبیاء کی سخت توہین کی۔ جو اسلام کے بالکل خلاف ہے۔

۴...... اس کے بیان میں جھوٹ بولا، صریح فریب دیا۔ ان تمام نمبروں کو اچھی طرح پھر دیکھئے جو میں کہہ رہا ہوں۔ یہ بالکل صحیح ہے اور یہ ایسی مستحکم باتیں ہیں کہ کوئی مرزائی ان کا جواب ہرگز نہیں دے سکتا۔ اگر کسی کو دعویٰ ہو تو سامنے آئے۔

اب میں ان دلائل اور براہین کے علاوہ جو لکھے جاچکے ہیں۔ ایک جدید بات پیش کرتا ہوں۔ جس سے مرزا قادیانی کی حالت کو گویا معائنہ ہو جائے گا اور قادیانیوں کو اس پر ایمان لانا ہوگا۔ کیونکہ مرزائی حضرات اپنے احباب سے پہلے بہت کہا کرتے تھے کہ مرزا قادیانی کے باب میں استخارہ کرو۔ خواب میں مرزا قادیانی کی صداقت معلوم ہو جائے گی۔ اس لئے میں بعض نیک حضرات کے چند خواب نقل کرتا ہوں۔ جس سے مسیح قادیانی کی پوری حالت معلوم ہوتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جنہیں راستی اور طلب حق سے کچھ بھی واسطہ ہے وہ اس حالت کو معلوم کر کے مرزائی جماعت سے ضرور علیحدہ ہوں گے اور ان کو امام اور مجدد ماننے سے توبہ کریں گے۔ وہ عبرتناک خواب حسب ذیل ہیں۔ جن کو میں محض خیرخواہی کی غرض سے مشتہر کرتا ہوں۔

پہلا خواب

شہر مونگیر میں ماسٹر خدا بخش ایک نہایت ذاکر اور شاغل شخص ہیں۔ معمولی کسب حلال کے بعد وہ اکثر یاد خدا میں مشغول رہتے ہیں اور ہر قسم کے جھگڑوں سے علیحدہ ہیں۔ ان سے اور مونگیر کے حکیم خلیل احمد (قادیانی) سے بڑا ربط تھا۔ ان کے قادیانی ہونے کے بعد کا واقعہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ ایک روز کا واقعہ یہ ہے کہ ہم ان کے مطب میں گئے۔ ہم سے ان کی کچھ مذہبی گفتگو ہوئی۔ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات، ممات کا مسئلہ چھیڑ دیا۔ کچھ دیر تک اس پر گفتگو رہی۔ آخر میں ہمارے ان کے اس بات پر فیصلہ ٹھہرا کہ تم بھی استخارہ کرو اور ہم بھی استخارہ کریں۔ معلوم نہیں انہوں نے استخارہ کیا یا نہیں۔ لیکن ہم نے جو استخارہ کیا تو خواب میں یہ دیکھا کہ حکیم خلیل سؤر چرا رہے ہیں۔ پہلے اس خواب کو ہم نے ان کے بڑے بھائی حکیم سلطان سے کہا اس کے بعد حکیم خلیل سے گذارش کیا اور یہ کہا کہ ہم بلاتعصب حقاً اور ایماناً گذارش کرتے ہیں۔ آپ اس کو مانئے یا نہ مانئے۔ لیکن ہم ایمان سے کہتے ہیں کہ ہم نے خواب میں یہ دیکھا ہے کہ آپ سور چرا رہے ہیں۔ اس پر حکیم خلیل نے کہا کہ ہاں ہم کو بھائی صاحب سے بھی معلوم ہوا تھا۔ یہ کہہ کر چپ ہوگئے۔ ہم نے دیکھا کہ اس وقت اب زیادہ چھیڑ چھاڑ کرنا مصلحت نہیں ہے۔

ہم بھی گھر چلے آئے۔ یہ خواب کیسا سچا ہوا۔ کیونکہ برابر دیکھا جاتا ہے کہ حکیم خلیل کے پاس اکثر قادیانی جمع رہتے ہیں اور حکیم صاحب گمراہی سے ان کا خوب پیٹ بھرا کرتے ہیں۔

دوسرا خواب

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ہم عبدالعزیز کے نکاح میں الٰہ آباد گئے تھے۔ وہاں سے واپسی میں بانکی پور بضرورت ٹھہر گئے۔ رات کے وقت خواب میں دیکھتے ہیں کہ ایک عورت ہاتھ میں گوشت کا لوتھڑا لئے کھڑی ہے۔ ہم نے پوچھا کہ یہ گوشت کس چیز کا ہے۔ اس نے کہا سور کا ہے۔ ہم نے کہا کہ کیا کرے گی۔ کہا کہ عبدالماجد (قادیانی) کے منہ پر ماریں گے۔ ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی کہتا ہے۔ اس خواب کا تذکرہ ہم نے پورینی کے بعض لوگوں سے کر دیا تھا۔ یہ دونوں خواب تو ایک صالح شخص کے تھے۔ جس کو مرزا قادیانی کی طرف نہ رجحان تھا اور نہ کوئی تعصب اور عناد۔ اب اور بھی چند خواب ہیں وہ بھی ملاحظہ کئے جائیں۔

تیسرا خواب

یہ خواب بھی ایک ثقہ شخص کا ہے۔ یعنی جناب حاجی سید عبدالرحمٰن صاحب کا جنہوں نے بفضلہٖ تعالیٰ چار حج کئے اور زمانہ دراز تک مجاورت سے مدینہ طیبہ زاد اللہ شرفہا کے مشرف رہے۔ ان کا بیان ہے کہ جس زمانہ میں مولوی نظیر احسن صاحب رسالہ مسیح کاذب کی تالیف شروع کر چکے تھے اور ہم اس مسودہ کے اجزاء کو صاف کرتے جاتے تھے۔ انہیں دنوں ایک رات کو ہم اپنے والد ماجدؒ کی زیارت سے مشرف ہوئے تو ان کو اپنی جانب سے نہایت برافروختہ پایا اور وہ فرمانے لگے کہ تو نے تصویر بنانا کس سے سیکھا۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو کبھی تصویر کسی جاندار کی بنائی نہیں ہے اور میں جانتا ہوں کہ یہ گناہ ہے۔ اس پر انہوں نے اجزائے مسیح کاذب کو کھول کر دکھانا شروع کئے تو واقعی جہاں جہاں مرزا غلام احمد کا نام تھا وہ بالکل نصف صورت گردن تک کی بشکل سور بلاتکلف نمایاں تھی۔ اب جہاں تک ہم ورق الٹتے جاتے ہیں مرزا قادیانی کا نام بشکل سور ظاہر ہوتا جاتا ہے۔ مجھ کو سخت حیرت اور تعجب ہوا اور گھبرا کر آنکھ کھول دی اور جاگ اٹھا اور استغفار میں مشغول ہو گیا اور دوسرے روز صبح کو ہم نے یہ خواب حضرت اقدس عم فیضہم اور دوسرے احباب سے بیان کر دیا۔

چوتھا خواب

جس میں حکیم محمد حسین صاحب تحریر اور ان کا خواب ہے۔ امابعد خدائے وحدہ لاشریک کو واحد اور ہر قلیل و کثیر کا دانا و بینا جان کر محض مسلمانوں کو خیر خواہی کے لئے اپنا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ جھوٹ بولنے والے کے لئے جو مواعید ہیں۔ ان کے علاوہ خاص جھوٹے خواب بنانے والے کے لئے جو جو وعیدیں احادیث نبویہ میں وارد ہوئی ہیں وہ بھی پیش نظر ہیں۔

مجھ کو اپنے خواب پر بفضلہ تعالیٰ اس قدر وثوق ہے کہ اگر کوئی اسے غلط ثابت کر دے تو پانچ سو روپیہ دینے کے علاوہ مرزا قادیانی کی سچائی کا معتقد ہو جاؤں گا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس مذہب میں داخل کرنے کی کوشش کروں گا۔ حدیث شریف میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء علیہ السلام کے جسموں کو کھائے۔ ’’او کما قال ﷺ ‘‘اس پر بنا پر گو عذاب وثواب قبر کا حال تو معلوم نہیں ہو سکتا۔ مگر قبر کھولنے سے نعش کا بجنسہ صحیح وسالم رہنا۔ کفن کا بوسیدہ نہ ہونا، چہرہ پر انوار و برکات کا ہونا۔ یہ تو وہ امور ہیں جن کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ اگر قبر کھولنے پر مرزا قادیانی ایسے نکلیں تو مشتہر کیا لاکھوں آدمی مرزا قادیانی کو نبی مان کر ان کے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ ورنہ اگر صورت دوسری ہے تو پھر مرزائیوں کو بھی توبہ کرنی چاہئے۔ ایک تاریخ مقرر کر کے مرزا محمود قادیانی، مرزا غلام احمد قادیانی کی قبر کو کھلوا کر مرزا قادیانی کے سچے جھوٹے ہونے کو دکھائیں اور اگر مرزائی ایسا نہ کریں تو سمجھنے والے سمجھ لیں کہ مرزا قادیانی کس قدر سچے ہیں اور ان کے ماننے والے ان کو کس قدر مانتے ہیں۔ میں پھر خدائے ذوالجلال کی قسم شرعی کھا کر کہتا ہوں کہ میں سچا ہوں اور جو خواب ذیل میں درج ہے واقعی اسے میں نے دیکھا ہے۔ اس میں کوئی کمی زیادتی نہیں ہے۔

جب مرزا قادیانی نے مسیح موعود، نبی اللہ، رسول اللہ وغیرہ کے دعوے کر کے خلقت کو اپنی طرف دعوت دی اور نہ ماننے والے کو بے دین، جہنمی، معذب، قابل مواخذہ وغیرہ کہا اور علمائے اسلام نے ان کا نہایت زور سے خلاف کیا میں نے مرزا قادیانی کے اقوال اور تحریری پیشین گوئیاں دیکھیں اور سخت تشویش اور تردد میں رہا کہ الٰہی میں بھی تیرا ایک بندہ ادنیٰ ہوں تو مجھ پر حقیقت حال منکشف فرما دے۔ تاکہ میں صحیح اعتقاد پر قائم رہوں۔ مگر مرزا قادیانی کی حیات تک میری وہی حالت رہی۔ ان کی وفات کے بعد میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ مرزا قادیانی جب قبر میں چھپائے گئے تو نکیرین نے آن کر سوال اسلام پیش کیا۔ مرزا قادیانی نے نکرین کو بھی فلسفیانہ

جواب دیا کہ انبیاء[۱] پر سوال قبر نہیں اور میں بھی نبی موعود اور مہدی ہوں۔ اس وجہ سے ہم سے سوال قبر جائز نہیں اور مجھ کو یہ موت حقیقی نہیں ہے۔ صرف مجازاً نقل مکانی ہے جو پھر دنیا پر رشد وہدایت کے واسطے جاؤں گا۔ اس پر نکیرین نے بارگاہ احدیت میں عرض کیا کہ الٰہی تو خالق جن وبشر اور جملہ مخلوقات کا ہے۔ تیرے جس قدر بندے فرمانبردار اور نافرمان دنیا سے مر کر آتے ہیں۔ مطابق اپنے اعمال کے جواب حق یا غلط دیتے ہیں۔ مگر یہ تیرا کون سا بندہ ہے کہ بجائے جواب کے ہم سے مباحثہ کر کے اپنے کو نبی کہتا ہے۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

فوراً ملائکہ عذاب معہ اسباب عذاب کے تشریف لائے اور حکم ہوا کہ یہ میرا بندہ نہیں ہے۔ شیطان کا بندہ ہے جو مجدد فلسفہ عبارت نص میں حدیث میں تحریف واجتہاد کر کے دعویٰ نبوت کاذبہ سے دنیا میں لوگوں کو گمراہ کر کے آیا ہے۔ اس کو بزنجیر عذاب مسلسل جکڑ کے اس کی زبان ودل ودماغ وداہنے ہاتھ کو بجرم تقریر واجتہاد وتحریر وتحریف کے زیادہ معذب کرو۔ اس وقت مرزا قادیانی گھبرا کے دائیں بائیں دیکھنے لگے۔ تو شیطان نے آواز دی کہ اے مرزا ہم تمہارے بہت ممنون ہیں اور اپنی ذریات کی طرف سے بھی شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جب تک آپ دنیا میں رہے ہم بہت عافیت وچین واطمینان سے سوتے رہے اور ہماری ذریات کو بھی آرام تھا۔ آپ ہماری طرف سے عمدہ کام گمراہی کا دیتے رہے اور جہلاء اور علماء دونوں کو پھانسا، مگر افسوس کہ یہ جگہ ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ ہم سے یہاں مدد نہیں ہوسکتی۔ البتہ قیامت کے دن جب آپ ہمارے شامل کئے جائیں گے تو اپنی ذریات کے جلوس کے ساتھ اپنے سے اونچی جگہ پر تعظیم وتوقیر کے ساتھ آپ کو رکھیں گے۔ اس کے بعد نیند ٹوٹ گئی اور بفضلہٖ تعالیٰ اب قلب کو اطمینان ہے۔ برادران اسلام کی اطلاع کے لئے اس کو مشتہر کیا گیا۔ راقم حال: رویا عاصی محمد حسین خادم الاطباء خال مقام بیلن بازار مونگیر!

حکیم صاحب کا یہ خواب خوشخبری اس لئے ہے کہ آپ کو رجحان مرزا قادیانی کی طرف

---

[۱] قرآن مجید کی متعدد آیات اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ قیامت کے دن خدائے قہار کے روبرو کفار اور نافرمان اپنی برأت کی وجہ پیش کریں گے اور ان کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے شہادت طلب ہوگی۔ اس شہادت کے بعد ان پر عذاب کا حکم ہوگا۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے سوال سے برأت کے لئے عذر پیش کیا اور فرشتے حکم الٰہی کے منتظر ہوئے۔ حکم آنے کے بعد انہوں نے اپنا کام کیا۔

ہو گیا تھا۔ مگر خدا کے فضل نے ان کی دستگیری کی اور اس ہلاکت سے انہیں بچالیا اور یہ بھی امید ہے کہ جو ناواقف طالب حق ان کے دام میں گرفتار ہو گئے ہیں وہ اس خواب کو معلوم کر کے اپنی غلطی پر متنبہ ہوں گے اور باطل پرستی سے توبہ کریں گے۔ خصوصاً وہ حضرات جو اب تک کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کے بارہ میں استخارہ کیا جائے۔ اس سے حالت معلوم ہو جائے گی۔ اس پر بھی خوب نظر کریں کہ یہ خواب کسی معاند کا نہیں ہے۔ اس ذی علم کا ہے جس کا رجحان ان کی طرف ہو گیا تھا۔ اب چند نام ان سچے مسلمانوں کے لکھے جاتے ہیں۔ جنہوں نے بیجا غیرت وحمیت کا خیال نہیں کیا اور عرصہ تک مرزا قادیانی کو سچا مان کر ان کے معتقد رہے اور اب حقیقت حال معلوم کر کے مذہب قادیانی سے توبہ کی اور سچے مسلمان ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قوت ایمانی کو زیادہ کرے۔

پانچواں وچھٹا خواب (جو نہایت عبرتناک ہے)

میرا نام سید عبدالغفار ہے۔ میں نے قبل اس کے قادیانی مذہب اختیار کیا تھا۔ باغوائے حکیم خلیل وغیرہ کے اور انہیں کے یہاں رہتا تھا اور ان کے مطب میں سوتا تھا۔ مگر ہمارے ہم جنس لوگ ہم کو گمراہ خیال کر کے برابر یہ کہتے تھے کہ یہ قادیانی ہو گئے ہیں۔ اس پر ہم کو بہت ندامت اور شرم معلوم ہوتی تھی۔ ہم نے خداوند کریم کی درگاہ میں التجا کیا کہ اے خداوند تعالیٰ اگر مذہب قادیانی ٹھیک اور درست ہے تو تو ایسا مجھ کو خواب دکھا اور اگر غلط ہے اور قدیم دین محمدی صحیح اور درست ہے تو ویسا خواب دکھا۔ یہی دعاء کر کے اور درود شریف پڑھتا ہوا سو گیا۔ قریب تین بجے رات کے خواب میں ایک بزرگ بشکل نورانی غضبناک عصا ہاتھ میں لئے ہوئے میری طرف آتے ہوئے نظر آئے۔ میں نے ان کو بغور دیکھا۔ دیکھتے ہی میرے قلب مضطر کو ایک قسم کی فرحت ہوئی۔ مگر ساتھ ہی اس کے خوف زدہ ہوا۔ بعد ایک منٹ کے میرے بہت قریب آ گئے۔ میں نے ان کو سلام علیک کیا۔ اس کے بعد انہوں نے جواب دیا اور فرمایا کہ تم اس مذہب قادیانی کو اختیار کئے ہو۔ یہ مذہب تم اور تمہارے گروہ کو جہنم کی راہ دکھائے گا اور یہ مذہب بالکل باطل اور خراب ہے۔ میں تم کو بغرض بہی خواہی سمجھانے آیا ہوں کہ تم اس مذہب سے تائب ہو کر مذہب اسلام حقہ میں چلے آؤ۔ اگر میرے کہنے پر عمل نہیں کرو گے تو یاد رکھو کہ یقینی جہنمی ہو گئے۔ میں تمہارے پاس نہیں آتا۔ مگر تمہاری التجا درگاہ باری میں ایسی ہوئی کہ حضور انور ﷺ نے اجازت دی کہ اس غریب کو سمجھا کر راہ برحق کی طرف متوجہ کر دو۔ اب مجھ کو زیادہ فرصت تم سے گفتگو کی نہیں ہے۔ یہ فرما کر وہ نظر سے غائب ہو گئے۔ اس کے بعد میں جاگ گیا اور صبح کی نماز پڑھ کر میں نے اپنے چند آدمیوں

سے خواب بیان کیا۔ ان سب نے تعبیر اس کی یہ کی کہ یہ خواب صاف طور سے مرزا غلام احمد قادیانی کی صداقت [1] بتلا رہا ہے۔ یعنی تم نے اپنی زندگی بھر میں کسی بزرگ کو خواب میں نہیں دیکھا۔ لیکن یہ ایک ایسا مذہب صادق ہے کہ اس میں آتے ہی بعد تھوڑے دنوں کے بزرگوں سے بشارت ہونے لگی۔ ہم کو ان کی رائے اور کلام فریب آمیز پسند آیا اور خواب کا کچھ خیال نہیں کیا اور اسی مذہب کاذب پر قائم رہے۔ جس طرح میں جاتا تھا۔ اس طرف سے یہی صدا میرے کانوں تک آئی تھی کہ تو نے میرے کہنے پر عمل کیوں نہ کیا۔ اس پر بھی اپنے رنگ کاذب میں رنگا رہا۔ اسی زمانۂ تذبذب میں میرا جانا کسی ضرورت سے موضوع آصف پور گڑہرا کا ہوا۔ چونکہ میرا وہاں نانیہال ہے۔ گڑہرہ پہنچتے ہی میرا یہ خیال ہوا کہ اگر یہاں شب کے لئے کہیں جگہ تخلیہ کی ملتی تو پھر درگاہ باری میں دوبارہ ملتجی ہو کر مذہب کی صداقت کا التجا کرتا۔ خدا کی شان ایسی ہوئی کہ مجھ کو تنہا ایک کمرہ میں جگہ ملی۔ بعد فارغ ہونے حوائج ضروری سے عشاء کی نماز ادا کی۔ اس کے بعد دعاء مانگتا ہوا اور درود شریف پڑھتا ہوا سو گیا۔ شب کو قریب ڈھائی بجے کے میں نے دیکھا کہ چند اشخاص میری طرف چلے آرہے ہیں۔ منجملہ ان اشخاص کے وہ بزرگ بشکل نورانی بھی ہیں اور ان کے شامل ایک شخص ہے کہ اس کے لباس پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا تھا کہ ایک ملیچھ کے لباس میں ہے۔ یعنی اس کے کپڑے ایسے میلے تھے اور جسم سے ایسی بدبو آتی تھی کہ طبیعت اس سے متنفر ہوتی تھی۔ علاوہ اس کے دست و پا زنجیر سے جکڑے ہوئے۔ دو شخص دائیں بائیں تکلیف دیتے ہوئے اور اذیت پہنچاتے ہوئے آرہے ہیں اور بغور دیکھنے سے پیشانی پر اس مقید کے پھٹکار برستی ہوئی نظر آئی اور گلے میں طوق برنگ سرخ نظر آتا اور وہ بزرگ جو بشکل نورانی تھے مؤدب ہو کر میں تھرتھراتا ہوا ان کے پاس گیا اور سلام علیک کیا۔ انہوں نے اس کے جواب سے سرفراز کیا اور ساتھ ہی اس کے یہ کہا کہ یہ شخص جو مقید ہو کر تمہارے پاس آیا ہے اس کو پہچانتے ہو یا نہیں؟ میں نے جواب دیا کہ کسی

---

[1] مسلمان مرزائیوں کے اس کھلے ہوئے فریب کو دیکھیں کہ خواب میں صراحۃً وہ بزرگ مرزا قادیانی کے مذہب کو صریح جھوٹا بتا رہے ہیں۔ مگر یہ کاذب پرست اسے اعلانیہ فریب دیتے ہیں اور اس خواب سے مرزا قادیانی کی صداقت ثابت کرتے ہیں۔ یہاں حیرت یہ ہے کہ خواب دیکھنے والا بھی جھوٹوں کی بدصحبت میں ان بزرگ کے سچے قول پر نظر کرتا اور ان کے بہکانے کے بموجب انہیں سچا خیال کرتا ہے۔ اسی طرح ان کے بہکانے سے لوگ بھٹکتے ہیں اور ان گمراہوں کی صحبت کا اثر اور ظلمت اسے اندھا کر دیتی ہے اور جو وہ کہتے ہیں اسے یہ مان لیتا ہے۔

قدر یہ مرزا غلام احمد قادیانی کے فوٹو سے ملتا ہے۔ اس پر ان بزرگ نے فرمایا کہ ہاں یہ وہی شخص ہے جس کو تم اور تمہاری جماعت مسیح موعود اور مہدی آخر الزمان مانتی ہے۔ دیکھو جھوٹے مسیح کی ایسی ہی حالت ہوتی ہے۔ تم اور تمہاری جماعت کی یہی حالت ہوگی۔ اگر توبہ نہ کرو گے۔

ایسی حالت میں تم اور تمہاری جماعت کو لازم ہے کہ اس مذہب باطل سے تائب ہوکر مذہب حقانی کو اختیار کرے۔ میں تم کو پھر بہ نظر شفقت و ہمدردی کے سمجھانے آیا ہوں۔ میں تم سے اس وقت زیادہ خوش ہوں گا جس وقت تم کو مشرف باسلام پاؤں گا۔ اب میں جاتا ہوں۔ مجھ کو زیادہ فرصت نہیں ہے۔ پھر سلام علیک وغیرہ ہوا اور وہ بزرگ فی امان اللہ ارشاد فرماتے ہوئے تشریف لے گئے۔ اس کے بعد میں ڈرا تھا نیند جاتی رہی۔ اٹھتے ہی میں نے توبہ استغفار کی اور وہاں کے چند اپنے اقرباء سے دونوں خواب کو بیان کیا۔ ان لوگوں کی یہی رائے ٹھہری کہ کسی ایسے بزرگ کے سامنے توبہ کرنا چاہئے کہ جو مذہب حقانی کا خلیفہ ہو اور انہیں سے بیعت بھی حاصل کرنا چاہئے۔ دو تین روز اور وہاں رہ کر میں اپنے مکاں موضع بہاپور آیا اور اپنے والدین اور اقرباء کو خواب کی حالت سے مطلع کیا۔ ان لوگوں کی بھی یہی صلاح ٹھہری کہ بیعت ہو جانا چاہئے اور اس مذہب کو چھوڑنا مناسب ہے۔ میں اسی تلاش میں رہا کہ جیسے بزرگ کو خواب میں دیکھا ہے۔ اگر ویسے ہی رہبر مل جائیں تو مجھ کو بیعت حاصل کر لینے میں عذر نہیں ہے۔ یہ سب امور خیال کر کے مونگیر آئے۔ یہاں میرے بدانست سوائے حضرت مولانا و مرشدنا مولوی سید محمد علی صاحب دام فیضہم کے دوسرا نظر نہیں آیا۔ اس واسطے میں ان کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ میں نے بعینہ قریب قریب ان ہی بزرگ کی سی پیشانی منور پائی اور بیعت حاصل کیا اور مذہب باطل سے تائب ہوا۔ اس واسطے برادران اسلام کو میں اپنی حالت سے آگاہ کرتا ہوں تاکہ وہ ان موذیوں کے دام فریب سے محفوظ رہیں اور جو دام میں آ گئے ہیں وہ اس فریب سے نکلیں۔

بھائیو! اس خواب کو عبرت کی نگاہ سے دیکھو اور غور کرو۔ یہ خواب بھی اس شخص کا ہے جس کو مرزا قادیانی سے عداوت نہیں تھی۔ بلکہ انہیں سچا مان چکا تھا۔ مگر صداقت کی طلب تھی۔ ان کو دیکھو اور خدا سے ڈر کر کہو کہ ان خوابوں سے مرزا قادیانی کی کیسی حالت معلوم ہوتی ہے اور جو حضرات ناواقفی سے یا فریب دہی سے انہیں مان گئے ہیں۔ وہ اپنی جانوں پر رحم کر کے اس باطل مذہب سے توبہ کریں۔

ساتواں خواب (ہدایت مآب)

”بسم اللہ الرحمن الرحیم ونصلی علیٰ رسولہ الکریم“ سرچشمہ

مکرمت، منبع فضیلت سلمہ، السلام علیکم وعلیٰ من لدیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، نہایت ہی مسرت اوراتہاج کے ساتھ ان پریشان سطور کو پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں۔ آپ کا رسالہ ہدیہ عثمانیہ اوّل سے آخر تک دیکھا گیا۔ نہایت ہی جامع رسالہ ہے جو مرزا قادیانی اوران کے مرید رشید خواجہ صاحب کے کذاب الناس ہونے پر دلیل واضح ہے اور یہ کہنا ہرگز بیجا نہ ہوگا کہ ایک منصف عاقبت اندیش اس کو دیکھ کر ہرگز ہرگز مرزا قادیانی کا معتقد نہیں رہ سکتا اور قابل فخر ہے۔ وہ بزرگ جس نے اس کی اشاعت میں خاص طریق پر حصہ لیا اور بفحوائے ''لئن شکرتم لا زید نکم ''شکر گزار ہونا میری سعادت ہے۔ ''فجزاھم اللہ احسن الجزاء ''اس وقت ہمارے محترم بزرگ نے ترک مرزائیت پر کچھ عرض کرنے کی اجازت بخشی ہے۔ مگر افسوس مجبور ہوں، ترک مرزائیت ایک خاصہ ٹائم چاہتا ہے اور قریب قریب اسی مضمون کا ایک رسالہ زیر تصنیف ہے۔ جو تریاق القلوب اور ازالۃ کے فراہم ہونے پر واضح ہوگا۔ دعاء فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ توفیق نیک دے۔ آمین! ہاں اتنا عرض کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ چند ایک خواب اور مرزا قادیانی کے متضاد اور متبائن اقوال ترک مرزائیت کا باعث ہوئے۔ ''من یھدی اللہ فلا مضل لہ '' اللہ تعالیٰ استقامت بخشے۔ آمین! زمانہ مرزائیت میں جبکہ خادم بغرض تکمیل تعلیم لاہور گیا اور علاوہ ان معرکۃ الاراء تجربوں کے حسب ذیل خوابات سے بھی مشرف ہوا۔ دھو ہذا!

ولا تکتموا الحق

۱...... جمہور کو بلند لقنار پر چڑھتے اور اترتے دیکھتا ہوں۔ مگر آہ! ایک میں جو اپنے ارادے میں ناکام ہوں اور مفلوج کی طرح سسک رہا ہوں اور جوں جوں تقدیم کرتا ہوں۔ افتادہ ہوجاتا ہوں۔

۲...... حاجی صاحب ترکی کیپ مرچنٹ جو ایک پکے حنفی ہیں۔ بحالت نماز روبقبلہ دیکھتا ہوں اور میں بحالت نماز رو بہ جنوب ہوں، فوری تردد ہوا کہ باوجود میرے احمدی ہونے کے رو بہ جنوب ہوں اور حاجی صاحب روبقبلہ۔

۳...... مقبرہ بہشتی جو مرزا قادیانی کا بنا کردہ ہے۔ بغرض فاتحہ خوانی گیا اور دوران فاتحہ میں مرزا قادیانی کے سرہانے ایک کتبہ پایا جس پر ''فی نار جھنم خالدین فیھا ابدا '' تھا۔ (یعنی صاحب قبر مرزقادیانی جہنم میں اور اس کے پیرو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔) اس اثناء میں مختلف قسم کے پرند چغد اور گدکی شکل میں تھے نظر آنے لگے۔ ترساں ولرزاں باہر ہونکلا اور مسجد

اقصیٰ جو مرزا قادیانی کے والد کی بنا کردہ ابھی اس کے قریب آیا نہ تھا کہ حاجی صاحب ترکی کیپ مرچنٹ کو مدفون پایا اور ان کے سرہانے ایک کتبہ سین بورڈ کی شکل پایا۔ جس پر جلی حرفوں سے ”رضی اللہ عنهم ورضوا عنه“ لکھا تھا۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب قبر اور اس کے پیرو اور ہمہ خیالوں سے راضی ہوا اور وہ سب اللہ سے خوش ہوئے۔) یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا کہ حاجی صاحب یہاں کیسے دفن ہیں اور وہ بھی ایسا شخص جو مرزا قادیانی کا مخالف ہو۔ وہ اور اس پر رضی اللہ عنہ اور مسیح موعود پر فی نار جہنم! خیال ہوا کہ یہ خواب ہیں۔ بیدار ہو گیا۔

۴...... سیدنا امام حسین علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ”ان اللہ یحب التوابین“ یعنی اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ جب میں نے اپنی کمزوریوں کا اظہار کیا۔ ”فان مع العسر یسراً ان مع العسر یسرا“ فرماتے ہیں۔ بوجہ طوالت مفصل بیان نہ کر سکا۔ رسالہ زیر تصنیف میں موقع ملنے پر واضح کروں گا۔“ وما توفیقی الا باالله“

اب میں ان سطور کو ختم کرتا ہوں اور ادباً ہارج الوقت ہونے کی معافی چاہتا ہوں۔ دعاء فرمائیے۔ اللہ تعالیٰ کامیابی دے۔ گذارش آخر یہ ہے کہ ایک خط میرے دوست محمد جمال الدین صاحب کے یہاں لاہور سے آیا۔ جس میں ان کے ایک مرزائی دوست تحریر کرتے ہیں کہ ہدیہ عثمانیہ جو ایک حیدرآبادی مولوی صاحب نے لکھی ہے۔ اس سے سخت جھکولے پڑتے ہیں اور سخت متزلزل ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس مقدس خدمت کی جزائے خیر دے۔ میرے اپنے ناقص خیال سے یہ وہ کام ہے جو مجددین کا ہوتا ہے۔ فقط (آپ کا مخلص خادم خاکپائے سید المرسلین سید سراج الدین کفر توڑ از حیدرآباد دکن)

ناظرین! ان دو تحریروں پر غور فرمائیں۔ جن میں یہ تین خواب بیان ہوئے ہیں۔ اس میں اوّل یہ ملاحظہ کیجئے کہ یہ دونوں تحریریں سید آل رسولؐ کی ہیں۔ کسی اور معمولی شخص کی نہیں دوسرے یہ کہ دونوں صاحب وہ ہیں جو مسیح قادیانی کو سچا مسیح موعود مان چکے تھے۔ کسی مخالف اور متردد کے نہیں ہیں۔ جن میں اس کے خیال کو دخل ہو سکے۔ اس پر خوب نظر رہے۔ تیسرے اس پر نظر کیجئے کہ پہلے خواب میں وہ بزرگ نہایت صاف طور سے قادیانی گروہ کو جہنمی فرما رہے ہیں اور یقینی جہنمی کہتے ہیں۔ دوسرے خواب میں مرزا قادیانی کی کیسی بری حالت دکھائی گئی ہے کہ اللہ اس سے پناہ دے۔ اس خواب میں اس مضمون کے عنوان کو کیسا سچا ثابت کر دیا۔ چوتھے یہ بات بھی

قابل لحاظ ہے کہ ایک بزرگ جن کو حضرت سرور عالم ﷺ نے بھیجا تھا۔ ان کی زبان نے فیصلہ کر دیا کہ مرزا قادیانی اور ان کی جماعت جہنمی ہے اور سید سراج الدین کے خواب میں تو گویا مرزا قادیانی اور ان کی جماعت کا نوشتۂ تقدیر دکھایا گیا اور ان کے مخالف کا مرتبہ عالی ہونا ظاہر کر دیا۔ کیا جماعت احمدی ان باتوں پر غور نہ کرے گی؟ یہ ایسے عبرتناک خواب ہیں کہ کوئی راست باز خدا سے ڈرنے والا ان پر غور کر کے مرزائی جماعت میں شامل نہیں رہ سکتا۔

آٹھواں خواب

مضمون نگار اخبار اہلحدیث اپنے ایک عزیز کا واقعہ لکھتے ہیں۔ جن کا نام جیون خان ہے اور تلونڈی موسیٰ خان ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے ہیں۔ یہ صاحب چند سال تک مرزا قادیانی کی بیعت میں شامل رہے۔ مگر اتفاق سے دسمبر ۱۹۱۴ء میں ایک دن ان کے موضع میں گیا تو چارپائی پر بیٹھے نظر آئے۔ بہت لوگ ادھر ادھر بیٹھے ہوئے تھے۔ السلام علیکم کے بعد بندہ ایک چارپائی پر بیٹھ گیا۔ بات چیت ہونے لگی۔ میں نے کہا کہ کوئی اخبار قادیان سے آپ کے پاس آیا ہے۔ تو دکھاؤ حیران ہو کر چپ ہو رہے۔ میں نے کہا کیا بات ہے۔ جواب ندارد، اتنے میں ایک صاحب بولے کہ جی کیا قادیان اور کیا مرزا۔ سب چھوڑ دیئے ہیں۔ میں نے کہا الحمدللہ! پھر وہی صاحب ماجرا سنانے لگے اور مرید صاحب (یعنی جیون خان) تصدیق فرمانے لگے۔ ناظرین غور سے دیکھیں کہنے لگے کہ چند یوم گذرے یہ سب بمعہ بال بچہ اپنے گھر میں سوئے تھے کہ جیون خان کو خواب آیا کہ بہت لوگ مکہ شریف جا رہے ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا ہوں۔ منجملہ ان کے جناب مولانا ثناء امرتسری فاتح قادیان، ومولانا میر محمد ابراہیم سیالکوٹی بھی ہیں جس وقت خاص مکہ شریف پہنچے ہیں تو سب لوگ نماز پڑھنے لگے ہیں اور میں بھی نماز کا ارادہ کر رہا ہوں کہ اتنے میں ایک زبردست قوی ہیکل انسان نے میری گردن آدبوچی اور لگا بے تحاشا مارنے اور جانب چپ وراست کی پسلیاں بھی توڑ ڈالیں اور میں کہتا ہوں کہ مجھے کیوں مارتے ہو۔ میں تو نماز پڑھنے لگا ہوں۔ وہ اور بھی نیزے سے مارنے لگا اور کہنے لگا دیکھ وہ کون ہے۔ گویا کہ مکہ شریف کے مشرق کی طرف نگاہ کر کے دیکھ میں نے کہا مرزا قادیانی ہیں۔ کہنے لگا بس تیرا نبی وہ ہے۔ اس کا کعبہ اپنا گھر ہے تو ادھر کو منہ کر کے نماز پڑھ۔ میں نے کہا نہیں میں تو خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھوں گا۔ پھر اس نے مجھے اتنا مارا کہ میں خواب ہی میں بآواز وبلند توبہ توبہ کرنے لگ گیا اور شوروغل مچا دیا کہ تمام گھر کے آدمیوں کو فکر ہو گیا کہ کیا ہوا۔ سب مجھ کو جگائے مگر

مجھے ہوش نہیں۔ بالآخر اس مرد قوی ہیکل نے مجھ سے کہا کہ توبہ کرو۔ اس کاذب کے پیچھے نہ جانا ورنہ اتنی سزا ہے کہ تم برداشت نہ کرسکو گے۔ میں نے ان کے روبرو توبہ کی اور ادھر سے میرے گھر والوں نے حال پکار کی کہ دیکھو جیون خان کو کیا ہوگیا۔ تمام محلّہ میرے گھر کے اندر آ جمع ہوا۔ میری نیند کھلی تو سب نے حال دریافت کیا۔ میں نے کہا کہ پہلے مجھے سارے آدمی دباؤ میرا جوڑ جوڑ ڈھیلا ہوگیا ہے۔ بعدہ ان کو مذکورہ واردات سنائی اور سب کے سامنے توبہ کی۔ اب پھر وہ اپنی مسجد کے امام ہیں۔ اگر کسی کو شک ہو تو براہ راست ان سے دریافت کرلیں۔ خدائے تعالیٰ سب کو ہدایت دے۔ فقط: ابوالرشید!

اب تو حرم محترم بیت اللہ میں جاکر مرزاقادیانی کے کذب کا فیصلہ ہوگیا۔ اب کیا عذر رہا۔ مرزائی حضرات جب خود فرماتے تھے کہ خواب میں مرزاقادیانی کی صداقت معلوم ہو جائے گی۔ اسی معیار پر مرزاقادیانی کو جانچا گیا۔ الحمدللہ قدرتی آٹھ شہادتوں نے مرزاقادیانی کی واقعی حالت کو اظہر من الشمّس کردیا۔ جس طرح منکوحہ آسمانی کے نکاح میں نہ آنے سے ان کے کذب پر آسمانی فیصلہ ہوگیا تھا۔ ان آٹھ خوابوں نے ان کے بدترین حال پر قدرتی شہادتیں دے دیں۔ اب جن حضرات کو عالم برزخ میں واویلا کرنا ہو اور عذاب قبر میں اس طرح رہنا ہو وہ مرزائے آنجہانی کا پیرو رہے۔ میں نے اپنا فرض ادا کردیا اور خدا نے ان کے حال کا معائنہ کرا دیا۔ اب قادیانی فرشتہ کے ذریعہ سے ان کے خلیفہ کی معزولی ملاحظہ ہو۔

صحیفۂ محمدیہؐ کا چوتھا مضمون

معزولی خلیفہ مرزائیاں تجویز فرشتہ قادیان، خلیفہ قادیان معزول

اخیر دسمبر کے جس طرح لکھنؤ اور علی گڑھ میں کانگرسوں اور کانفرنسوں کے جلسے ہوئے۔ اسی طرح قادیان اور لاہور میں بھی قادیانی مشین کے دونوں پارٹیوں کے جلسے ہوئے۔ جس میں مختلف قسم کے روزولیوشن پاس ہوئے جو وقتاً فوقتاً قوم کی فلاح کے لئے دونوں فریق شائع کریں گے۔ ایک اہم اور ضروری تجویز وہ ہے جو لاہور میں مولوی محمد احسن صاحب امروہی (یہ وہی بزرگ ہیں جن کو مرزاقادیانی آنجہانی اپنا فرشتہ آسمانی کہتے تھے۔ ان پر بہت بھروسہ رکھتے تھے۔ ان کا ساختہ وپرداختہ منظور کرتے تھے۔ اس لئے ایسے عالم کے قول پر فیصلہ ہونا چاہئے۔ (ایڈیٹر اہلحدیث پرچہ ۵ ج۱۴ص۳ کالم دو) نے بطور اشتہار شائع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ: ”میں نے

بیخبری میں میاں محمود احمد کو خلیفہ بنایا تھا۔ مگر اب اس کے عقائد بہت غلط ثابت ہوئے ہیں۔ اس لئے میں اس کو خلافت سے معزول کرتا ہوں۔ چنانچہ اس اشتہار کے ضروری الفاظ یہ ہیں۔“ صاحبزادہ بشیرالدین محمود احمد صاحب بوجہ اپنے عقائد فاسدہ پر مصر ہونے کے میرے نزدیک ہرگز اب اس بات کے اہل نہیں ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود مرزا قادیانی کی جماعت کے خلیفہ یا امیر ہوں اور اس لئے میں اس خلیفہ سے جو محض ارادی ہے سیاسی نہیں۔ صاحبزادہ صاحب کا اپنی طرف سے عزل کر کر عنداللہ وعندالناس اس ذمہ داری سے بری ہوتا ہوں۔ جو میرے سر پر تھی۔ اور بحکم ”لاطاعة للمخلوق فى معصية الخالق “ اور حسب ارشاد الٰہی ”قال ومن ذريتى قال لاينال عهدى الظلمين “ اپنی بریت کا اعلان کرتا ہوں اور جماعت احمدیہ کو یہ اطلاع پہنچاتا ہوں کہ صاحبزادہ صاحب کے یہ عقائد:

۱...... سب اہل قبلہ کلمہ گو کافر اور خارج اسلام ہیں۔

۲...... حضرت مسیح موعود کامل حقیقی نبی ہیں۔ جزوی نبی یعنی محدث نہیں۔

۳...... اسمہ احمد کی پیشین گوئی جناب مرزا قادیانی کے لئے ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے نہیں اور اس کو ایمانیات سے قرار دینا ایسے عقائد اسلام میں موجب ایک خطرناک فتنہ کے ہیں۔ جس کے دور کرنے کے لئے کھڑا ہو جانا ہر ایک احمدی کا فرض اوّلین ہے۔ یہ اختلاف عقائد معمولی اختلاف نہیں۔ بلکہ اسلام کے پاک اصول پر حملہ ہے اور مسیح موعود کی تعلیم کو بھی ترک کر دینا ہے۔ میں یہ بھی اپنے احباب کو اطلاع دیتا ہوں کہ ان عقائد کے باطل ہونے پر حضرت مسیح موعود کے مقرر کردہ معتمدین کی بھی کثرت رائے ہے۔ یعنی اب جو بارہ ممبر حضرت کے مقرر کردہ زندہ ہیں۔ ان میں سے سات ممبر علی الاعلان ان عقائد سے بیزاری کا اظہار کر چکے ہیں اور باقی پانچ میں بھی اغلب ہے کہ ایک صاحب ان عقائد میں صاحبزادہ کے شامل نہیں۔ (اس پر اظہار مسرت کر کے راقم الحروف عرض کرتا ہے کہ جب خلیفہ کو معزول اپنی بےخبری کی وجہ سے کیا تو اب امید ہوتی ہے کہ بوجوہ ذیل مسیح موعود کو بھی اپنے عہدہ سے معزول کریں گے)

۱...... کیا مولوی صاحب اس پر غور نہ کریں گے کہ مسیح موعود کے جو برکات وعلامات حدیثوں میں آئے اور مرزا قادیانی نے خود بیان کئے ہیں۔ ان کا ظہور مرزا قادیانی کے وجود سے ہوا؟ ہرگز ہرگز نہیں ہوا۔ ان حدیثوں میں غور کیجئے اور الفاظ کے معنی میں ایسی تحریف کا خیال نہ رہے۔ جس سے الفاظ سے امن اٹھ جائے اور ہر بیدین دہریہ سیرت کو قرآن وحدیث

کے الفاظ کے معنی اپنے حسب خواہ بنا کر دین کو برہم کرنے کا موقع ملے۔ ذرا حقیقت المسیح اور (انجام آتھم ص۴۶۱، خزائن ج۱۱ ص۴۶، ایام صلح ص۳۶۱، خزائن ج۱۴ ص۳۶۱) ملاحظہ کر لیجئے گا۔

۲...... کیا کسی پر یہ پوشیدہ ہے کہ ان کی تمام صاف پیشین گوئیاں جھوٹی ہوئیں۔ فیصلہ آسمانی، النجم الثاقب، الہامات مرزا اور اس رسالہ کے پہلے نمبر کو ملاحظہ کیجئے کہ آپ کے مسیح موعود کے سخت مخالف نے ان کی نسبت پیشین گوئی کی وہ پوری ہوئی اور آپ کے مسیح کی الہامی پیشین گوئی اس مخالف کے لئے پوری نہ ہوئی اور نہ ان کے سامنے وہ ہلاک ہوا اور نہ اس پر کوئی عذاب آیا۔ کیا یہ ان کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی نہیں ہے؟ مولوی صاحب! کیا آپ پر اور ساری دنیا پر پوشیدہ ہے کہ منکوحہ آسمانی والی پیشین گوئی کو آپ کے مسیح نے اپنی صداقت کا کیسا عظیم الشان ثبوت قرار دیا تھا اور تمام مسلمان اور عیسائی اور ہنود کو مخاطب کر کے اس کے ظہور کا منتظر بنایا تھا اور پھر تمام عمر اس کے انتظار میں باتیں بناتے رہے اور اس کے ظہور کا قطعی وعدہ الٰہی بتاتے رہے اور کہتے رہے کہ سب موانعات دور ہوں گے اور وہ عورت میرے نکاح میں ضرور آئے گی۔ مگر اب مولوی صاحب اور ان کی جماعت بتائے کہ وہ حتمی وعدہ الٰہی کہاں گیا؟ بھائیو! آپ کو بالضرور کہنا پڑے گا کہ وہ وعدہ الٰہی پورا نہ ہوا اور جھوٹ کا اور وعدہ خلافی کا الزام ضرور آیا۔ مگر یہ بتائیے کہ یہ الزام آپ کے نزدیک خدائے قدوس پر ہے یا آپ کے مسیح پر؟ یعنی خداتعالیٰ نے یہ جھوٹا وعدہ کیا تھا اور مرزا قادیانی کو فریب دیا تھا۔ یا مرزا قادیانی نے خدا پر افتراء کیا، یا شیطانی الہام کو وہ رحمانی سمجھے۔ ان تینوں صورتوں میں ان کے تمام الہامات غیر معتبر ہوگئے اور کوئی الہامی بات ان کی لائق توجہ نہ رہی۔ پھر ان کو مسیح موعود اور جزئی نبی ماننے کی کوئی وجہ نہیں ہوسکتی۔ اس واقعہ نے انہیں بالیقین کاذب ثابت کر دیا۔ خوب سوچ کر اس کا جواب دیجئے گا۔ مگر میں یقینی طور سے کہتا ہوں کہ آپ اس کا کچھ جواب نہیں دے سکتے۔

مرزا قادیانی کے کذب کا نمونہ

۳...... مولوی صاحب! آپ نے صحیح حدیثوں میں ملاحظہ کیا ہوگا کہ بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راست بازی کو لازمہ ایمان اور جزو اسلام قرار دیا ہے اور صاف فرمایا ہے کہ مسلمان سے اور گناہ ہوسکتے ہیں۔ مگر مسلمان جھوٹ نہیں بولتا۔ پھر کیا اس ارشاد نبوی کے بموجب مرزا قادیانی آپ کے مسیح اور ان کی جماعت مسلمان ہوسکتی ہے؟ خدا سے ڈر کر اس کا جواب دیجئے گا۔ مگر ہم یہاں بھی کہتے ہیں کہ آپ کوئی معقول جواب نہیں دے سکتے۔ تاہم آپ

کے مسیح کی اوران کے خاص اصحاب کی دروغ گوئیوں کا نمونہ آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

مرزا قادیانی نے احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی پیشین گوئی کی تھی کہ ڈھائی برس کے اندر مر جائے گا۔ مگر وہ اس میعاد میں نہ مرا اور لوگوں نے الزام دیا کہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔ اس کے جواب میں مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ وہ اپنے خسر کے مرجانے سے بہت خوف زدہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا سنت اللہ کے بموجب اس وعید کی میعاد میں تخلف ہو گیا۔ (انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ص ۲۸)

اس قول میں مرزا قادیانی کا یہ دعویٰ ہے کہ خوف کی وجہ سے وعید کا ٹل جانا عادت الٰہی میں داخل ہے۔ یعنی ایسا ہی ہوا کرتا ہے۔ مگر مولوی صاحب اگر آپ خدا تعالیٰ کو جامع صفات کمالیہ اور تمام عیوب سے پاک جانتے ہیں تو مرزا قادیانی کے اس قول کو کبھی سچا نہیں سمجھ سکتے اور آپ کا یہ اعتقاد ہوگا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ اور وعید ہرگز نہیں ٹلتی۔

(انجام آتھم ص ۳۱، ۳۲، خزائن ج ۱۱ص ۳۰، ۳۱) میں اس جھوٹ کی تائید میں لکھتے ہیں۔ ”جس حالت میں خدا اور رسول اور پہلی کتابوں کی شہادتوں کی نظیریں موجود ہیں کہ وعید کی پیشین گوئی میں گو بظاہر کوئی بھی شرط نہ ہو تب بھی بوجہ خوف تاخیر ڈال دی جاتی ہے تو پھر اس اجماعی عقیدہ سے محض میری عداوت کے لئے منہ پھیرنا اگر بدذاتی اور بے ایمانی نہیں تو اور کیا ہے۔“

اس قول میں مرزا قادیانی کے چار دعوے ہیں۔

۱...... کلام خدا یعنی قرآن شریف میں موجود ہے کہ وعید کی پیشین گوئی میں خوف کی وجہ سے تاخیر ڈال دی جاتی ہے۔

۲...... کلام رسول یعنی حدیث میں بھی ایسا ہی آیا ہے۔

۳...... انبیائے سابقین کی کتابوں میں بھی یہ مضمون ہے۔

۴...... اجماعی عقیدہ بھی ایسا ہی ہے۔

اب میں کہتا ہوں کہ ہر ایک ذی علم جانتا ہے اور جان سکتا ہے کہ یہ چاروں دعویٰ محض غلط ہیں۔ کلام خدا اور کلام رسول میں یہ بیان ہرگز نہیں ہے کہ وعید الٰہی کسی وجہ سے ٹل جاتی ہے۔ اگر کہیں ہو تو مولوی احسن صاحب دکھائیں مگر ہم کہتے ہیں کہ نہیں دکھا سکتے۔ فیصلہ آسمانی حصہ ۳ میں متعدد آیات نے قطعاً ثابت کر دیا ہے کہ وعید الٰہی ہرگز نہیں ٹلتی اور ایسے غلط مسئلہ پر اجماع تو کیا ہوتا کسی ایک معتبر عالم کا بھی یہ قول نہیں ہے اور یقینی طور سے مرزا قادیانی کے یہ چار جھوٹ ہیں اور

چھ جھوٹ اور بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ (انجام آتھم ص۲۲۳، خزائن ج۱۱ ص۲۲۳) میں احمد بیگ کے داماد کے مرنے کی نسبت لکھتے ہیں۔ ’’بلکہ اصل امر برحال خود قائم ست و ہیچکس با حیلہ خود اورا ردنتواں کرد۔ وایں تقدیر از خدائے بزرگ تقدیر مبرم است، و عنقریب وقت آں خواہد آمد۔ پس قسم آں خدائے کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ را برائے مبعوث فرمود و اورا بہترین مخلوقات گردانید۔ کہ ایں حق است۔ عنقریب خواہی دید، و من ایں را برائے صدق خود یا کذب خود معیار می گردانم و من نہ گفتم الا بعد زانکہ از رب خود خبر دادہ شد۔‘‘ اس قول میں چھ جھوٹ ہیں۔

۱...... اصل امر برحال خود قائم ست۔ محض غلط اپنے حال پر ہرگز قائم نہیں ہے۔ بلکہ جھوٹ ثابت ہوا۔

۲...... ہیچکس با حیلہ خود اورا ردنتواں کرد۔ یعنی احمد بیگ کے داماد کی موت کو روک نہیں سکتا۔ محض غلط مسلمانوں نے اس کی درازی عمر کی دعاء کی۔ اللہ نے قبول کی۔ اس لئے مرزا قادیانی کا یہ جملہ غلط ہوگیا۔

۳...... خدا کی طرف سے یہ تقدیر مبرم ہے۔ اس کا جھوٹ ہونا اظہر من الشّمس ہوگیا۔ اگر تقدیر مبرم ہوتی تو احمد بیگ کا داماد ضرور مرزا قادیانی کے سامنے مرتا۔ حالانکہ مرزا قادیانی پہلے مرگئے اور وہ ہنوز زندہ ہے۔

۴...... اس کا وقت عنقریب آنے والا ہے۔ محض غلط، عنقریب کیا مرزا قادیانی کی موت تک اس کا وقت نہ آیا۔ افسوس۔

۵...... خدا کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ احمد بیگ کے داماد کا میرے سامنے مرنا حق ہے۔ عنقریب تو دیکھ لے گا۔ یہ بھی جھوٹ نکلا اور مرزا قادیانی کی قسم جھوٹی ثابت ہوئی۔

۶...... میں نے وہی کہا ہے جس کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ جب اس پیشین گوئی کا جھوٹا ہونا یقیناً ثابت ہوگیا تو معلوم ہوا کہ جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ شیطانی وسوسہ تھا۔ خدا کی طرف سے ہرگز نہ تھا۔

الغرض چھ جھوٹ یہ ہوئے اور چار پہلے کامل دس جھوٹ ہوگئے۔ اس کے ساتھ مرزا قادیانی کی تہذیب اور تقدس بھی ملاحظہ کیا جائے کہ حقانی، اور راست باز حضرات کو بدذات اور بے ایمان کہتے ہیں۔ کیا اس میں کچھ شک ہے کہ قرآن مجید کے نصوص قطعیہ سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کا وعدہ اور اس کی وعید ہرگز نہیں ٹلتی اور توریت میں نہایت صاف طور سے مرقوم ہے کہ اگر کسی مدعی نبوت کی پیشین گوئی پوری نہ ہو تو وہ جھوٹا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید

اور توریت مقدس دونوں مرزا قادیانی کے کاذب ہونے پر شہادت دیتے ہیں۔ اب بدذات اور بے ایمان کون ہوا؟

مولوی صاحب انصاف سے فرمائیں۔ اس کے سوا مرزا قادیانی کی کذب بیانی آئندہ کسی نمبر میں ملاحظہ کیجئے گا۔ آپ کے ہم مشرب مرزا قادیانی کے صحابی خواجہ کمال صاحب کی صدق بیانی کا نمونہ (ہدیہ عثمانیہ ص۲۱) وغیرہ میں ملاحظہ کیجئے۔ اس میں ان کے کذب کا معائنہ کرادیا ہے اور اس کے دوسرے حصہ میں اور زیادہ آپ دیکھیں گے۔ اگر آپ نے خواجہ صاحب کا رسالہ (صحیفہ آصفیہ ص۳۰،۳۱) دیکھا ہوگا تو معلوم کیا ہوگا کہ خواجہ صاحب اپنے مرشد کے رسول ہونے کو قرآن مجید سے ثابت کرتے ہیں اور ان کے منکر کو جہنمی ٹھہراتے ہیں اور اب ناواقفوں کے روبرو اس سے انکار کررہے ہیں۔ کیا صداقت کا مقتضا یہی ہے؟

صحیفہ محمدیہ کا پانچواں مضمون

پروفیسر عبدالماجد مرزائی کی کمال رسوائی اور فاش شکست

حضرات ناظرین نے ملاحظہ کیا کہ اس مختصر رسالہ میں مسیح قادیان کا جھوٹا ہونا کئی طریقوں سے ثابت کردیا گیا۔ غضب ہے کہ مرزا قادیانی کے اعلانیہ جھوٹ دکھائے گئے اور ایک دو نہیں بلکہ مرزائی جھوٹوں کا انبار ہے۔ تعلیم یافتہ حضرات اس پر غور نہیں کرتے کہ دانشمندان یورپ نے قانون پاس کردیا ہے کہ جس گواہ کا ایک جھوٹ بھی ثابت ہو جائے۔ پھر اس کا کوئی بیان قابل اعتبار نہیں اور یہ وہ امر ہے کہ کبھی منسوخ نہیں ہوتا۔ مگر مرزائی حضرات ایسے جھوٹ کے فریفتہ ہیں کہ سیکڑوں جھوٹ بولنے کے بعد بھی سچا ہی جانتے ہیں۔ مگر کسی سچے اور اہل حق کے سامنے آنے کی مجال نہیں ہے۔ یہاں سے قادیان اور حیدرآباد تک کوئی مرزائی سامنے نہیں آیا۔ عنقریب مناظرہ کا چیلنج بھی تمام مرزائیوں کو دیا گیا اور تمام مشتہر کیا گیا۔ مگر صدائے برنخاست، البتہ موضع پورینی ضلع بھاگلپور میں ایک بڑے قادیانی اور مولانا عبدالشکور صاحب سے اتفاقیہ مناظرہ ہوگیا۔ اس کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے۔

یہ مناظرہ عبرت کا بہترین سبق ہے۔ اگر اب بھی کسی کو مرزا غلام احمد قادیانی کے ناحق ہونے میں شبہ ہو تو سوا ''ختم اللّٰہ علیٰ قلوبہم'' کے کیا کہا جائے۔

برادران من! خدا کے لئے انصاف کرو۔ روز جزاء سے کچھ تو ڈرو۔ اگر فی الواقع تم نے مرزا کو برسر حق سمجھ کر قبول کیا تھا تو اب حق ظاہر ہو جانے کے بعد جبکہ تم نے اپنی آنکھوں سے اپنے

ایک مستند عالم کو مناظرہ میں مغلوب ومبہوت ہوتا دیکھا تو لازم ہے کہ توبہ کرو اور اس دام فریب سے نکل کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے ظل رحمت میں آ جاؤ۔ ورنہ قیامت کے روز پچتاؤ گے۔'' قال اللّٰہ تعالیٰ ویوم یعض الظالم علیٰ یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا ۰ یویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا ۰ لقد اضلنے عن الذکر بعد اذجاءنی ''جس دن کہ ظالم اپنے ہاتھ (افسوس میں) کاٹے گا اور کہے گا کہ اے کاش میں نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔ اے کاش میں نے فلاں شخص سے دوستی نہ کی ہوتی۔ اس نے مجھے ذکر سے بعد اس کے کہ وہ مجھ تک پہنچ چکا تھا گمراہ کر دیا۔

اگر تم کو یہ خیال ہو کہ جن باتوں کا جواب دینے سے پروفیسر عبدالماجد قادیانی جو تمہارے مانے ہوئے اور مستند پیشوا ہیں، عاجز رہے۔ شاید ان باتوں کا جواب کوئی دوسرا شخص دے سکے تو تم کو قسم ہے اس کی جس کو تم سب سے زیادہ مانتے ہو کہ اس دوسرے شخص کو ہمارے سامنے لاؤ اور صرف اس قدر ثابت کرا دو کہ جو حالات تمہارے مرزا کے ہیں ان حالات کا شخص شرعاً یا عقلاً اچھا آدمی کہا جا سکتا ہے اور بزرگی اور مرتبہ نبوت تو بڑی بات ہے۔'' ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین ''ان کے دلوں پر خدا نے مہر لگا دی۔

اس مناظرہ کی مفصل روئیداد آئندہ انشاء اللہ ہدیہ ناظرین ہوگی۔ جس میں مولوی عبدالماجد قادیانی اور جناب مولانا محمد عبدالشکور کی پرلطف تحریریں اور پھر طرفین کی بالمشافہ تقریریں جو تقریباً چار گھنٹہ مجمع عام میں بمقام پورینی ضلع بھاگلپور خود مولوی عبدالماجد قادیانی کے مکان پر ہوئیں۔ بتفصیل آپ دیکھیں گے اس وقت خلاصہ کارروائی اطلاع شائقین کے لئے شائع کی جاتی ہے۔

یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہے کہ سال بھر سے جناب مولانا محمد عبدالشکور کوشش کر رہے تھے کہ مولوی عبدالماجد قادیانی سامنے آ کر حق وباطل کا فیصلہ کر لیں اور وہ اب تک ٹالتے رہے۔ طرح طرح کے بہانہ نکالتے رہے۔ لیکن آخر تقدیر الٰہی سے نہ بھاگ سکے اور مورخہ ۱۰؍مارچ ۱۹۱۷ء کو ان پر وہ وقت آ گیا جس سے وہ بچنا چاہتے تھے۔

واقعہ یہ ہے کہ ہم مسلمانان پورینی نے اپنے یہاں ایک مذہبی جلسہ کیا اور اس کا اعلان دیا۔ مولوی عبدالماجد قادیانی ایسے موقعہ پر چھیڑنے سے کب باز رہ سکتے تھے۔ فوراً انہوں نے بھی اپنے یہاں ایک جلسہ کا اشتہار دے دیا اور اس میں ہمارے جلسہ اور ہمارے اعلان پر ناروا

تعریضات کیں۔ گوحق پوشی کی نیت سے انہوں نے اپنے جلسہ کا وقت ظاہر نہیں کیا۔ مگر ہم لوگوں نے بہ نیت اظہار حق مولوی صاحب موصوف کو اطلاع دی کہ نہ آپ خود ہمارے یہاں تشریف لاتے ہیں۔ نہ ہم کو بلاتے ہیں۔ لہٰذا اب ہم لوگ آپ کے جلسہ میں حاضر ہوتے ہیں۔ بحث کے لئے تیار ہو جایئے۔ اس اطلاع کے بعد ہم لوگ ان کے جلسہ میں پہنچ گئے۔ حاضرین جلسہ کی تعداد معقول تھی اور دونوں طرف کے لوگ تھے۔ مولوی عبدالماجد قادیانی سے گفتگو ہوئی۔ شرائط مناظرہ اور تجویز حکم کی بحث میں مولوی عبدالماجد قادیانی کسی پہلو پر قائم نہیں ہوئے۔ ہر فریق کے لوگوں نے مولوی صاحب کی باطل پرستی کا اچھی طرح احساس کیا۔ بالآخر جناب مولانا عبدالشکور صاحب نے کہا کہ میں بغیر کسی شرط کے جس طرح آپ چاہیں اور جہاں فرمائیں آپ سے بحث کرنے کے لئے آمادہ ہوں۔ مولوی عبدالماجد قادیانی کی پریشانی اس وقت قابل دید تھی۔ ہر طرف سے راہ فرار، مسدود پا کر بادل ناخواستہ ان کو منظور کرنا پڑا اور دوسرے دن بتاریخ ۱۰/مارچ ۱۹۱۷ء بعد مغرب انہیں کے مکان پر بحث طے پا گئی۔

اب سنئے کہ حق کے سامنے باطل کس طرح سرنگوں ہوا

وقت مقررہ پر ہم اور ہمارے علماء مولوی عبدالماجد قادیانی کے مکان پر پہنچے، مجمع معقول تھا۔ نہ صرف پورینی بلکہ بھاگلپور، چمپانگر اور برہ پورہ وغیرہ کے مسلمان بھی تھے۔ مرزائی صاحبان میں بھی شاید ہی کوئی شریک جلسہ نہ ہو۔ جناب مولوی علاء الدین صاحب وکیل جو مسلمان ہیں۔ لیکن مولوی عبدالماجد قادیانی سے بھی ان کے تعلقات ہیں۔ وہ مولوی عبدالماجد قادیانی کے شاگرد بھی ہیں۔ صدر مجلس مقرر ہوئے۔ مولوی عبدالماجد قادیانی کا سب سے پہلا اصرار[1] یہ ہوا کہ جناب مولوی محمد عبدالشکور صاحب کو دوسرے علماء زبانی یا تحریری کسی قسم کا مشورہ نہ دیں۔ حتیٰ کہ کتابوں کی عبارات محولہ کے نکالنے میں بھی کوئی ان کی مدد نہ کرے۔ قطع عذر کے لئے ان کی یہ ضد بھی مان لی گئی اور بحث شروع ہوگئی۔

۱...... جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے ایک مختصر خطبہ حمد وصلوٰۃ پڑھ کر دس منٹ میں اپنی تقریر ختم کر دی۔ جس کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نبی ورسول ہونے کا بلکہ افضل الانبیاء ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ بعض انبیاء پر تو صراحۃً اپنی فضیلت بیان کی ہے

---

[1] یہ اصرار نہایت روشن کرتا ہے کہ مولوی صاحب کو اظہار حق منظور نہیں ہے۔ بلکہ اپنا راز کھل جانے سے ڈرتے ہیں۔

اور بعض پر اشارۃً۔ لیکن مرزا قادیاین کے حالات واوصاف پر نظر ڈالنے سے ہر ذی عقل سمجھ سکتا ہے کہ یہ حالات جس شخص کے ہوں شریعت اسلامیہ اس کو اچھا آدمی سمجھنے اور کہنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ نبوت ورسالت تو بڑی چیز ہے۔ منجملہ ان حالات واوصاف کے نمونہ کے طور پر اس وقت دو صفتیں مرزا قادیانی کی بیان کی جاتی ہیں۔

اوّل...... یہ کہ مرزا قادیانی نے خدا کے پیغمبروں کی بے حد توہین کی ہے۔

دوم...... یہ کہ مرزا قادیانی جھوٹ بہت بولتے تھے۔

یہ دونوں صفتیں مرزا قادیانی کی خود انہیں کی تصانیف سے پڑھ کر سنائی گئیں اور مولوی عبدالماجد قادیانی کو دیکھنے کے لئے اور حوالہ کی تصدیق کرنے کے لئے وہ کتابیں دے دی گئیں۔

۲...... بجواب اس کے مولوی صاحب نے کھڑے ہوکر ایک گھنٹہ دس منٹ تقریر کی جس میں بہت سی باتیں خارج از بحث شامل تھیں۔ اصل مبحث کے متعلق صرف اس قدر فرمایا کہ مرزا قادیانی کی نیت توہین انبیاء کی نہ تھی اور ان توہینی الفاظ کا استعمال انہوں نے الزامی طور پر کیا ہے۔ مرزا قادیانی کے جھوٹ بولنے کا جواب دیا کہ اور انبیاء کا جھوٹ بھی ثابت ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ایک حدیث کا حوالہ دیا اور حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق دعویٰ کیا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ان کی پیشین گوئی ٹل گئی۔ بڑی پر لطف بات یہ کہی کہ خدا خود اپنی بات ٹال دیتا ہے اور اپنے کلام میں جو شرطیں بروقت نہیں ذکر کرتا بعد میں بڑھا دیتا ہے۔ اس کو ہم کیا کریں۔ بھائیو! جس مذہب میں خدا پر ایسے الزام ہوں وہ سچا ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

۳...... جناب مولوی محمد عبدالشکور نے بجواب اس کے پچیس منٹ تقریر کی اور یہ دکھلایا کہ مولوی عبدالماجد قادیانی نے بجائے اس کے کہ مرزا قادیانی کی برأت کرنے سے ان کا جرم اور زیادہ سنگین کردیا۔ کیونکہ مولوی عبدالماجد قادیانی نے مرزا قادیانی کی ایک عبارت پڑھی جس میں یہ مضمون تھا کہ مسیح علیہ السلام نے قابل نفرت اور مکروہ افعال کا ارتکاب خدا کے حکم سے کیا۔ جس سے ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے خدا کی بھی توہین کی اور خدا کو قابل نفرت اور مکروہ کاموں کا حکم دینے والا کہا۔ معاذ اللہ!

توہینی الفاظ کا الزامی نہ ہونا بھی خود مرزا قادیانی کے کلام سے ثابت کردیا۔ توہین کی نیت نہ ہونے کا بھی شافی جواب دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کا تو ایسا جواب دیا کہ مولوی عبدالماجد قادیانی گھبرا گئے۔ جس وقت ان سے مطالبہ کیا گیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق قرآن کا حوالہ آپ نے دیا ہے۔ قرآن میں ان کی پیشین گوئی کا ٹل جانا دکھا دیجئے۔ اس وقت عجب حالت تھی۔ مولوی عبدالماجد قادیانی سے قرآن کی آیت تک نہیں پڑھی گئی۔ حاضرین سے پوچھتے تھے کہ تذکرہ یونس کی آیت کسی کو یاد ہو تو بتلا دے۔ جناب مولانا محمد عبدالشکور نے یہ آیت پڑھی۔ ”وذا النون اذ ذهب مغاضباً“ تو مولوی عبدالماجد قادیانی فرماتے ہیں کہ ذوالنون کے تذکرہ کی نہیں۔ حضرت یونس کے تذکرہ کی آیت میں چاہتا ہوں۔ جناب مولانا نے فرمایا کہ ذوالنون حضرت یونس علیہ السلام ہی کا لقب ہے۔ غرض قرآن مجید میں نہ دکھا سکے اور ان کی اس دلیری کا کہ قرآن کا غلط حوالہ دیتے ہوئے انہوں نے کچھ باک نہ کیا۔ تمام جلسہ نے اس کا اعتراف کیا۔

۴…… اس کے بعد مولوی عبدالماجد قادیانی نے کھڑے ہو کر ایک گھنٹہ بارہ منٹ تقریر کی۔ تقریر کیا تھی۔ دفع الوقتی تھی۔ مگر بدحواسی کے ساتھ۔

۵…… اس کے بعد جناب مولانا محمد عبدالشکور صاحب نے تیس منٹ تقریر کی۔ یہ وہی تقریر تھی جس نے مولوی عبداماجد قادیانی سے مکابرہ کی طاقت بھی سلب کر لی اور انہوں نے صاف الفاظ میں بے ساختہ کہہ دیا کہ میں مناظرہ کے لئے تیار نہ تھا۔ میری تو یہ حالت ہوئی کہ: ”طفل بمکتب نمیرود و لے برندش“ جناب مولوی محمد عبدالشکور نے اپنی تقریر کا اثر لوگوں پر ڈال دیا۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ میری تقریر کا اثر کسی پر نہ پڑے گا۔ اب میں مناظرہ نہ کروں گا۔ قادیان سے عالم بلا کر تاریخ مقرر کر کے مناظرہ کروں گا۔ اسی گفتگو پر جلسہ برخواست ہوا۔

صاحبو! سمجھو کہ مولوی عبدالماجد قادیانی کو حق پرستی سے کچھ بھی لگاؤ ہوتا تو ضرور اس وقت وہ توبہ کر لیتے۔ مگر یہ بڑے لوگوں کا کام ہے۔ ”واللّٰہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم“ (خدا جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے) خدا کی حجت پورا کرنے کے لئے دوسرے روز مولوی عبدالماجد قادیانی کو یہ پیام بھی بھیجا گیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق تو کافی بحث ہو چکی ہے۔ اب حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات وممات پر بحث کر لیجئے۔ اگرچہ اس بحث سے مرزا قادیانی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات مان بھی لی جائے تو اس سے مرزا قادیانی کا دعویٰ ثابت نہیں ہو سکتا۔ نہ وہ ان کو مل سکتا ہے۔

کسے نہ آید بزیر سایہ بوم
ورہما از جہاں شود معدوم

بہت کچھ ان سے کہا گیا کہ مسئلہ تو آپ لوگوں کا مشق کیا ہوا ہے اور آپ جاہلوں کے سامنے تو بڑے بڑے دعویٰ کیا کرتے ہیں۔ آؤ اس پر بحث کرلو۔ مگر مولوی عبدالماجد قادیانی نے سامنے آنے کی جرأت نہ کی۔

علمائے اسلام نے اپنا کام پورا کردیا اور پورینی و بھاگلپور وغیرہ کے مرزائیوں کو اچھی طرح مرزا قادیانی کی حقیقت معلوم ہوگئی۔ آئندہ انہیں اختیار رہے۔

”والسلام علیٰ من اتبع الهدیٰ“ اس تحریر میں جو کچھ لکھا گیا وہ نہایت صحیح ہے۔ میں نے اپنی آنکھوں سے ان باتوں کا مشاہدہ کیا ہے اور پروفیسر عبدالماجد قادیانی بھاگلپوری پر جو ”فبهت الذی“ کفر کی حالت دوران گفتگو میں طاری ہوئی تھی اس کو حاضرین جلسہ کے ہر خاص وعام نے مشاہدہ کرلیا ہے۔ کتبہ محمدن المدعو بسہول غفرالله له عثمانی حنفی ساکن پورینی وغیرہ حاضرین جلسہ جن کے نام مشتہر ہو چکے ہیں۔

مرزائی احمدی آگاہ ہوجائیں

آپ کی خیرخواہی کے لئے خانقاہ رحمانی مونگیر سے مرزا قادیانی کی حالت کے بیان میں پچاس سے زیادہ رسائل نکل چکے اور نکل رہے ہیں۔ آپ کے بڑے ان کے جواب سے عاجز ہیں مگر آپ کو دام فریب میں رکھنے کے لئے ان رسالوں کے دیکھنے سے روکتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ واہی تباہی اعتراض ہیں۔ لائق توجہ نہیں۔ کبھی کہہ دیتے ہیں کہ محض جھوٹ بولا ہے۔ افتراء کیا ہے۔ کسی وقت محض غلط اور بیہودہ طور سے اعتراض کا جواب دیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس رسالہ میں امور ذیل لکھے گئے ہیں۔ فاتح قادیانی سلمہ الله المنان کے مقابلہ سے مرزا قادیانی کا عاجز اور جھوٹا ہونا ڈاکٹر عبدالحکیم کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کا ذلیل وجھوٹا ہونا، اپنے بڑے بھائی کے جواب سے عاجز رہنا اور جھوٹا ثابت ہونا، حضرت مسیح کے چار بھائی بہن حقیقی بتانا اور انہیں یوسف نجار اور مریم کی اولاد کہنا، انبیاء کی سخت توہین تحقیقی طور سے، مرزا قادیانی کی نسبت عبرتناک خواب فرشتہ قادیان کا خلیفہ قادیان کو معزول کرنا، مرزا قادیانی کے کذب کا نمونہ۔ اب میں تمام جماعت احمدیہ سے کہتا ہوں کہ ان مضامین میں سے اگر ایک مضمون کو بھی جھوٹا اور غلط مجمع عام میں ثابت کردو تو میں پانچ سو روپیہ اسے دوں گا اور اگر ایسا نہ کر سکے تو میں اسے گمراہی سے توبہ کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

ناظم دارالاشاعت رحمانی مونگیر!

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

حقیقت مرزا

مولانا سید محمد ادریس دہلویؒ

کیا کسی نبی کو ناجائز خوشامد کی ضرورت پڑ سکتی ہے؟

پنجابی نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی ٹوڈیت کا ثبوت

مرزا غلام احمد قادیانی ماہ جون ۱۸۳۹ء میں پیدا ہوا۔ آپ نے ۱۸۶۴ء میں سیالکوٹ میں بطور اہلمد ملازمت اختیار کی۔ ترقی کے خیال سے ۱۸۶۸ء میں مختاری کا امتحان دیا۔ لیکن فیل ہوگئے۔ اس ناکام سے بددل ہوکر اور ملازمت چھوڑ کر اپنے وطن قادیان میں چلے آئے۔ شہرت طلبی کی تدابیر سوچنے لگے۔ اتفاق یا مرزا قادیانی کی خوش قسمتی سے یہ وقت تھا کہ عیسائیوں اور آریوں کی طرف سے اسلام پر اعتراضات اور حملے ہو رہے تھے۔ مرزا قادیانی لکھے پڑے تو تھے ہی موقع کو غنیمت سمجھ کر کر قلم ہاتھ میں لیا اور ۱۸۸۰ء میں براہین احمدیہ نامی کتاب کی تالیف وترتیب شروع کی۔ جس کے لئے اسلام کے نام پر چندے کی اپیلیں شائع کی گئیں۔ ان اپیلوں کے جواب میں مسلمانوں نے فراخ دلی سے روپیہ دیا۔ اس کتاب کی تالیف کا سلسلہ ۱۸۸۴ء میں ختم ہوا۔ اس دوران میں مرزا قادیانی نے پروپیگنڈا کے فن میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے علاوہ کافی شہرت بھی حاصل کر لی۔

مختلف دعاوی

آپ نے اس اثناء میں ایران کے مدعی مہدویت علی محمد بات اور مدعی نبوت اور مسیحیت بہاء اللہ کی تالیفات اور ان کے دعاوی ودلائل کا مطالعہ شروع کیا۔ جن سے مرزا قادیانی کو اپنے عزائم ومقاصد میں بڑی مدد ملی۔ چنانچہ آپ نے ۱۸۹۱ء میں مسیح اور مہدی ہونے کا اعلان کر دیا اور اس کو کافی نہ سمجھ کر ۱۹۰۱ء میں صریح الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کیا۔ عیسائیوں کا مسیح اور مسلمانوں کا مہدی اور نبی بننے کے بعد آپ نے ہندوؤں پر بھی کرم فرمائی ضروری سمجھی۔ چنانچہ ۱۹۰۴ء میں کرشن اوتار ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد اس قدر گوناگوں دعاویٰ کئے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہی ہیں۔

حکومت کی چوکھٹ پر جانے کی ضرورت

نبوت ورسالت کا عظیم الشان دعویٰ (جس کے مدعی کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے بعد امت مرحومہ کے تمام اکابر واصاغر اور اولین وآخرین کافر سمجھتے رہے ہیں) ایسا نہ تھا کہ مسلمان اس کو تسلیم کر لیتے۔ دوسری طرف کرشن اوتار اور مسیحیت کا دعویٰ بھی ہندوؤں اور عیسائیوں کے نزدیک مضحکہ خیز تھا۔ اس لئے سب قوموں نے مرزا قادیانی کی مخالفت کی اور ان کے من گھڑت دعاوی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مرزا قادیانی اپنے ان دعاوی میں سچے اور مامور من اللہ ہوتے تو

تمام مخلوق سے بے نیاز ہو کر اپنا کام کئے جاتے۔ لیکن چونکہ ان دعاوی کی بنیاد نفسانیت پر قائم تھی۔ اس لئے آپ کو ایک ایسے مادی سہارے کی تلاش ہوئی جس کے بل بوتے پر آپ اپنے مشن کو جاری رکھ سکتے۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے آپ نے حکومت وقت (جس کو آپ دجال کے لقب سے ملقب کر چکے تھے) کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد کا پیشہ اختیار کیا اور اس معاملہ میں اس قدر غلو کیا کہ جہاد جیسے اسلام کے قطعی مسئلہ کا (جس کو اسلامی مسائل کی روح کہنا چاہئے) انکار کر دیا اور عمر بھر میں جس قدر کتابیں، رسالے، اشتہار اور اخبار شائع کئے۔ ان کا اکثر و بیشتر حصہ یہی تعلیم دینے میں صرف کر دیا کہ گورنمنٹ کی ہر حال میں اطاعت و فرنبرداری جزو ایمان ہے اور جہاد حرام ہے۔ چنانچہ آپ نے (تریاق القلوب ص ۲۷، ۲۸، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵) میں لکھا ہے۔ ”میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گذرا ہے اور میں نے مخالفت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ کتابیں اور رسائل اکٹھی کی جاویں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ملک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری یہ ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں۔“

ایک قابل غور نکتہ

ہندوستانی مسلمانوں کو مرزا قادیانی نے انگریزی اطاعت کا جو درس دیا ہے۔ اسے قطع نظر کر کے سوال یہ ہے کہ اسلامی ممالک میں انگریزی اطاعت اور مخالفت جہاد کا پروپیگنڈا کرنے کی آپ کو کیا ضرورت پیش آئی؟ کیا وہاں کے مسلمان بھی انگریزی رعایا میں داخل تھے کہ ان کو اطاعت کا سبق پڑھانا تکمیل ایمان کے لئے لازمی سمجھا گیا۔ اگر اس سوال کا جواب نفی میں ہے تو پھر اس پروپیگنڈا کا بجز اس کے اور کیا مطلب ہوسکتا ہے کہ مرزا قادیانی اسلامی ممالک کے مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی کچلنے کا تہیہ کر چکے تھے اور آپ اسلامی ممالک کو بھی برطانیہ کے زیرنگین دیکھنے کے لئے بے تاب و بے قرار تھے۔ ”انا للّٰہ وانا الیہ راجعون“

بیعت کا واحد مقصد

اس نہایت ہی ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مرزا قادیانی نے اپنے مریدوں کو تیار کیا اور عملی طور پر بتادیا کہ مرزائی مذہب کے عالم وجود میں آنے کی غرض و غایت کیا ہے۔ چنانچہ آپ

اپنی پچاس الماری والی کتابوں میں لکھتے ہیں۔

۱...... ’’وہ جماعت جو میرے ساتھ تعلق بیعت و مریدی رکھتی ہے۔ وہ ایک سچی مخلص اور خیر خواہ اس گورنمنٹ کی بن گئی ہے اور میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ ان کی نظیر دوسرے مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ وہ گورنمنٹ کے لئے ایک وفادار فوج ہے۔ جن کا ظاہری و باطن برطانیہ کی خیر خواہی سے بھرا ہوا ہے۔‘‘ (تحفہ قیصریہ ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۲۶۴)

۲...... ’’اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریز کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنادیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ (۳) تیسرے خداتعالیٰ کے الہام نے۔‘‘ (ضمیمہ نمبر۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب ص ج، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

کیا آج تک کسی نبی کو اس قسم کا الہام ہوا ہے؟ مرزائی صاحبان جواب دیں۔

۳...... ’’اس لئے خداتعالیٰ نے اس تنبیہ کی صورت کو مسلمانوں کے سر پر سے بہت جلد اٹھالیا اور ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور وہ تلخی اور حرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی۔ گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آ کر ہم سب بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر یہ فرض ہوگیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔‘‘ (ازالہ اوہام ص۵۶، خزائن ج۳ ص۱۶۶)

مرزا قادیانی نے اپنی ذریت کے علاوہ عام مسلمانوں کے لئے بھی یہ فرض قرار دے دیا ہے کہ وہ موجودہ حکومت کے سچے خیر خواہ اور دلی جاںنثار ہو جائیں۔ اگر وہ اس سے انکار کریں تو خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہیں۔ چنانچہ آپ (ضمیمہ نمبر۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب ص ب، خزائن ج۱۵ ص۴۸۸) پر لکھتے ہیں۔ ’’بیس برس کی مدت سے میں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں۔ جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں کا فرض ہے۔ جس کے انکار کرنے سے وہ خداتعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جاںنثار ہو جائیں۔‘‘

۴...... جمہور اہل اسلام کے نزدیک ’’اولیٰ الامر منکم‘‘ سے اسلامی حکومت مراد ہے۔ لیکن مرزا قادیانی اپنے گھر کی منطق پر استدلال کرتے ہوئے اس میں انگریزوں کو شامل کر رہے ہیں۔ (ضرورۃ الامام ص۲۳، خزائن ج۱۳ ص۴۹۳) پر لکھتے ہیں۔ ’’جسمانی طور پر اولیٰ الامر سے مراد بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزمان ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف

نہ ہواور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے۔ وہ ہم میں سے ہے۔ اسی لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولیٰ الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں۔''

۵...... اور میں نے ان امدادوں میں ایک زمانہ طویل صرف کیا ہے۔ یہاں تک کہ گیارہ برس انہیں اشاعتوں میں گذر گئے اور میں نے کچھ کوتاہی نہیں کی۔ پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں۔ جو آفتوں سے بچاوے اور خدا نے مجھے بشارت دی اور کہا کہ خدا ایسا نہیں کہ ان کو دکھ پہنچاوے اور تو ان میں ہو۔ پس اس میں میری نظیر اور مثیل نہیں۔

(نور الحق حصہ اوّل ص۳۳، خزائن ج۸ ص۴۵)

۶...... ''اور گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں کہ ہم قدیم سے اس کی خدمت کرنے والے اور اس کے ناصح اور خیرخواہوں میں سے ہیں اور ہر ایک وقت پر دلی عزم سے ہم حاضر ہوتے رہتے ہیں اور میرا باپ گورنمنٹ کے نزدیک صاحب مرتبہ اور قابل تحسین تھا اور اس سرکار میں ہماری خدمات نمایاں ہیں اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہ گورنمنٹ ان خدمات کو بھلا دے گی۔''

(نور الحق حصہ اوّل ص۲۶، خزائن ج۸ ص۳۶)

۷...... ''میرا باپ اور بھائی مفسدہ ۱۸۵۷ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کر رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی، فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹکل خدمت اور حمایت کے لئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں۔ جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلہ میں نکلے گی اور گورنمنٹ کے متعلق مجھے یہ الہام ہوا ہے۔ ''وماکان الله لیعذبهم وانت فیهم واینما تولوا فثم وجه الله ''یعنی جب تک تو گورنمنٹ کی عملداری میں ہے۔ خدا گورنمنٹ کو کچھ تکلیف نہیں پہنچائے گا اور جدھر تیرا منہ ہوگا۔ اسی طرف خدا کا منہ ہوگا اور چونکہ میرا منہ گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف ہے اور اس کے اقبال وشوکت کے لئے دعاء میں مصروف ہے۔''

(الہامی قاتل ص۵)

۸...... (ا) ''ہر ایک سعادت مند مسلمان وک دعا کرنی چاہئے کہ اس وقت

انگریزوں کی فتح ہو۔ کیونکہ یہ لوگ ہمارے محسن ہیں اور سلطنت برطانیہ کے ہمارے سر پر بہت احسان ہیں۔ سخت جاہل اور سخت نادان اور سخت نالائق وہ مسلمان ہے جو اس گورنمنٹ سے کینہ رکھے۔ اگر ہم ان کا شکر نہ کریں تو پھر ہم خداتعالیٰ کے بھی ناشکرگذار ہیں۔ کیونکہ ہم نے جو اس گورنمنٹ کے زیرسایہ آرام پایا اور پا رہے ہیں وہ آرام ہم کسی اسلامی گورنمنٹ میں بھی نہیں پاسکتے۔ ہرگز نہیں پاسکتے۔" (ازالہ اوہام ص۵۰۹ حصہ دوم، خزائن ج۳ ص۳۷۳)

(۲) "میرا یہ دعویٰ ہے کہ تمام دنیا میں گورنمنٹ برطانیہ کی طرح کوئی دوسری ایسی گورنمنٹ نہیں جس نے زمانہ مین ایسا امن قائم کیا ہو۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جو کچھ ہم پوری آزادی سے اس گورنمنٹ کے تحت میں اشاعت حق کر سکتے ہیں۔ یہ خدمت ہم مکہ معظّمہ یا مدینہ منورہ میں بیٹھ کر بھی ہرگز بجا نہیں لا سکتے۔" (ازالہ اوہام ص۲۳، خزائن ج۳ ص۱۳۰)

(۳) "میں جانتا ہوں کہ ہماری یہ سلطنت جو سلطنت برطانیہ ہے۔ خدا اس کو سلامت رکھے۔ رومیوں کی نسبت قوانین معدلت بہت صاف اور اس کے احکام پیلاطوس سے زیادہ تر زیرکی اور فہم اور عدالت کی چمک رومی سلطنت کی نسبت اعلیٰ درجہ پر ہے۔ سو خداتعالیٰ کے فضل کا شکر ہے کہ اس نے ایسی سلطنت کے ظل حمایت کے نیچے مجھے رکھا۔ جس کی تحقیق کا پلہ شبہاب کے پلے سے بڑھ کر ہے۔" (کشف الغطاء ص۱۱، خزائن ج۱۴ ص۱۹۲)

(۴) "ہمیں سلطان روم کی نسبت سلطنت انگریزی کے ساتھ زیادہ وفاداری اور اطاعت دکھائی چاہئے۔ اس سلطنت کے ہمارے پر وہ حقوق ہیں جو سلطان کے نہیں ہو سکتے۔ ہرگز نہیں ہو سکتے۔" (کشف الغطاء ص۱۹، خزائن ج۱۴ ص۲۰۲)

۹...... "جب ہم ۱۸۵۷ء کے سوا کو دیکھتے ہیں اور زمانہ کے مولویوں کے فتنوں پر نظر ڈالتے ہیں۔ جنہوں نے عام طور پر مہریں لگادی تھیں۔ جو انگریزوں کو قتل کر دینا چاہئے تو ہم بحر ندامت میں ڈوب جاتے ہیں کہ یہ کیسے مولوی تھے اور کیسے ان کے فتور تھے۔ جن میں نہ رحم تھا نہ عقل تھی نہ اخلاق نہ انصاف۔ ان لوگوں نے چوروں اور قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ کرنا شروع کیا اور اس کا نام جہاد رکھا۔"

(ازالہ اوہام ج۲ ص۲۹۴ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۴۹۰)

۱۰...... مرزا قادیانی اپنے والد صاحب کا واسطہ دے کر لکھتے ہیں۔ "میرا باپ مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک نیک نام رئیس تھا اور گورنمنٹ کے اعلیٰ افسروں نے پر زور تحریروں کے ساتھ لکھا کہ وہ اس گورنمنٹ کا سچا مخلص اور وفادار ہے اور میرے والد صاحب کو

دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور ہمیشہ اعلیٰ حکام عزت کی نگاہ سے ان کو دیکھتے تھے اور اخلاق کریمانہ کی وجہ سے حکام ضلع اور قسمت کبھی کبھی ان کے مکان پر ملاقات کے لئے بھی آتے تھے۔ کیونکہ انگریزی افسروں کی نظر میں وہ ایک وفادار رئیس تھے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ ان کی اس خدمت کو کبھی نہیں بھولے گی کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے ایک نازک وقت میں اپنی حیثیت سے بڑھ کر پچاس گھوڑے اپنی گرہ سے خرید کر اور پچاس سوار اپنے عزیزوں اور دوستوں سے مہیا کر کے گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے تھے۔ چنانچہ ان سواروں میں سے کئی عزیزوں نے ہندوستان میں مردانہ لڑائی مفسدوں سے کر کے اپنی جانیں دیں اور میرا بھائی مرزا غلام قادر تموں کے پتن کی لڑائی میں شریک تھا اور بڑی جانفشانی سے مدد دی۔ غرض اس طرح میرے بزرگوں نے اپنے خون سے اپنے مال اپنی جان سے اپنی متواتر خدمتوں سے اپنی وفاداری کو گورنمنٹ کی نظر میں ثابت کیا۔ سو انہیں خدمات کی وجہ سے میں یقین رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے خاندان کو معمولی رعایا میں سے نہیں سمجھے گی اور اس کے اس حق کو کبھی ضائع نہیں کرے گی۔ جو بڑے فتنہ کے وقت میں ثابت ہو چکا ہے۔ (رسالہ کشف الغطاء ص۴ بحوالہ سیرۃ المہدی ص۱۱۱، خزائن ج۱۴ ص۱۸۰)

طائفہ مرزائیہ پنجابی نبی کے نقش قدم پر

ہز رائل ہائینس پرنس آف ویلز کی خدمت میں مرزائیوں کا ایڈریس

یہ اس ایڈریس کی نقل ہے جو مرزائیوں نے ۲۷رفروری ۱۹۲۲ء کو بوساطت گورنمنٹ پنجاب پیش کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امت مرزائیہ بھی اپنے سرکاری نبی مرزا غلام احمد قادیانی کی سنت کے مطابق حکومت برطانیہ کی فرمانبرداری میں اپنا مال و جان قربان کرنا فخر ہی نہیں بلکہ جزو ایمان سمجھتی ہے۔

جناب شہزادہ ویلز! ہم نمائندگان جماعت احمدیہ جناب کی خدمت میں جناب کے ورود ہندوستان پر تہہ دل سے خوش آمدید کہتے ہیں اور اگرچہ ہم وہ الفاظ نہیں پاتے جن میں جناب کے خاندان سے دلی وابستگی کا اظہار کما حقہ کر سکیں۔ لیکن مختصر لفظوں میں ہم جناب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ملک معظم کو ہماری خدمات کی ضرورت ہو تو بلا کسی عوض اور بدلہ کے خیال کے ہم لوگ اپنا مال اور اپنی جانیں ان کے احکام کی بجا آوری کے لئے دینے کے لئے تیار ہیں۔

حضور عالی! چونکہ ہماری جماعت نئی ہے اور تعداد میں بھی دوسری جماعتوں کے مقابلہ میں کم ہے۔ اس لئے ممکن ہے کہ جناب کو پوری طرح ہماری جماعت کا علم نہ ہو۔ اس لئے ہم مختصراً

اپنے متعلق جناب کو کچھ علم دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک زمانہ آنے والا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس وسیع ملک کی حکومت کی باگ آپ کے ہاتھ میں آنے والی ہے اور بادشاہ کی حکومت کے استحکام میں جو امر بہت ہی ممد ہوتے ہیں۔ ان میں سے اپنی رعایا کے مختلف طبقوں کا علم بھی ہے۔ حضور عالی! ہم ایک مذہبی جماعت ہیں اور ہمیں دوسری جماعتوں سے امتیاز اپنے مذہبی عقائد کی وجہ سے ہے۔ ہم لوگ مسلمان ہیں اور ہمیں اس نام پر فخر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کی طرح جو آج سے انیس سوسال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ اس وقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد ساکن قادیان کے ماننے والے ہیں۔ جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے اور ہمارے دوسرے بھائی ان لوگوں کی طرح جنہوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا۔ اس کے منکر ہیں۔ ہمارا یقین ہے کہ آنے والا مسیح مسیح کے رنگ میں آنے والا تھا۔ نہ کہ خود مسیح نے آنا تھا۔

ہمارے سلسلہ کی بنیاد اکتیس سال سے پڑی ہے اور باوجود سخت سے سخت مظالم کے جو ہمیں برداشت کرنے پڑے ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے ہی ہر ایک صوبہ میں ہماری جماعت نہیں۔ بلکہ سیلون، افغانستان، ایران، عراق، عرب، روس، ماریشس، نیٹال، ایسٹ افریقہ، مصر، سیرالیون، گولڈ کوسٹ نائجریا، یونائیٹڈ سٹیٹس، خود انگلستان میں ہماری جماعت موجود ہے اور ہمارا اندازہ ہے کہ دنیا میں نصف ملین کے قریب لوگ اس جماعت میں شامل ہیں اور یہی نہیں کہ مختلف ممالک کے ہندوستانی ساکنین ہی اس جماعت میں شامل ہیں۔ بلکہ خود ان ممالک کے رہنے والے اس جماعت میں شامل ہورہے ہیں۔ چنانچہ لنڈن کے علاقہ بیٹنی میں ہمارا مشن قائم ہے اور ایک مسجد بھی ہے اور انگلستان کے قریباً دوسو آدمی اس سلسلہ میں شامل ہو چکے ہیں اور اسی طرح یونائٹڈ اسٹیٹس کے لوگوں میں یہ سلسلہ پھیل رہا ہے اور ہم لوگ یقین رکھتے ہیں کہ ایک وقت یہ سلسلہ سب جہاں میں پھیل جائے گا۔

حضور عالی! ان مختصر حالات بتانے کے بعد ہم جناب کو بتلانا چاہتے ہیں کہ ہماری وفاداری جناب کے والد مکرم سے کسی دنیوی اصل پر نہیں ہے اور نہ کوئی دنیاوی طمع اس کا موجب ہے۔ جو خدمات گورنمنٹ کی بحیثیت جماعت ہم کرتے ہیں۔ اس کے بدلہ میں کبھی کسی بدلہ کے طالب نہیں ہوئے۔ ہماری وفاداری کا موجب ایک اسلامی حکم ہے۔ جس کے متعلق بانی سلسلہ نے ہمیں سخت تاکید کی ہے کہ کبھی اسے نظرانداز نہ ہونے دیں اور وہ حکم یہ ہے کہ جو حکومت ہمیں آزادی دے۔ اس کی ہمیں ہر حالت میں فرنبرداری کرنی چاہئے اور کوئی حکومت ہمارے مذہبی

فرائض میں دست اندازی کرے تو بجائے اس کے کہ ملک میں فساد ڈلوانے کے اس کے ملک سے ہمیں نکل جانا چاہئے۔ ہمارے تجربہ نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ تخت برطانیہ کے زیر سایہ ہمیں ہر قسم کی آزادی حاصل ہے۔ حتیٰ کہ اکثر اسلامی کہلانے والے ملکوں میں ہم اپنے مذہب کی تبلیغ نہیں کر سکتے۔ مگر تاج برطانیہ کے زیر سایہ ہم خود اس مذہب کے خلاف جو ہمارے ملک معظم کا ہے، تبلیغ کرتے ہیں اور ان کی اپنی قوم کے لوگوں میں ان کے اپنے ملک میں جا کر اسلام کی اشاعت کرتے ہیں اور کوئی ہمیں کچھ نہیں کہتا اور ہم یقین کرتے ہیں کہ اس سلسلہ کی اس قدر جلد اشاعت میں حکومت برطانیہ کے غیر جانبدار رویہ کا بھی بہت کچھ دخل ہے۔ سو حضور عالی ہماری فرمانبرداری امور مذہبی پر ہے۔ اس لئے گو ہم حکومت وقت کی پالیسی سے کسی قدر ہی خلاف کریں۔ کبھی اس کے برخلاف کھڑے نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم خود اپنے عقیدہ کے رو سے مجرم ہوں گے اور ہمارا ایمان خود ہم پر حجت قائم کرے گا۔

حضور ملک معظم کی فرمانبرداری ہمارے لئے ایک مذہبی فرض ہے۔ جس میں سیاسی حقوق کے ملنے یا نہ ملنے کا کچھ دخل نہیں۔ جب تک ہمیں مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ہم اپنی ہر ایک چیز تاج برطانیہ پر نثار کرنے کے لئے تیار ہیں اور لوگوں کی دشمنی اور عداوت ہمیں اس سے باز نہیں رکھ سکتی۔ ہم نے بار بار سخت سے سخت سوشل بائیکاٹ کی تکالیف برداشت کر کے اس امر کو ثابت کر دیا ہے اور اگر ہزار ہا دفعہ پھر ایسا موقعہ پیش آئے تو پھر ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ سے امید رکھتے ہیں کہ وہ بوقت ضرورت ہمیں اس دعویٰ کے ثابت کرنے کی اس سے زیادہ توفیق دے گا۔ جیسا کہ وہ پہلے اپنے فضل سے دیتا رہا ہے۔ ہم اس امر کو سخت ناپسند کرتے ہیں کہ اختلاف سیاسی کی بناء پر ملک کے امن کو برباد کیا جائیے۔ ہمارا مذہب تو ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر مذہبی ظلم بھی ہو۔ تب بھی اس ملک کا امن برباد نہ کرو۔ بلکہ اسے چھوڑ کر چلے جاؤ۔ لوگ ہمارے ان خیالات پر قوم اور ملک کا بدخواہ کہتے ہیں اور بعض گورنمنٹ کا خوشامدی سمجھتے ہیں اور بعض بیوقوف یا موقعہ کا متلاشی قرار دیتے ہیں۔ مگر اے شہزادہ مکرم! ہم لوگوں کی باتوں سے خدا کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دنیا ہمیں کچھ کہے جبکہ ہمارے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم امن کو برباد نہ ہونے دیں اور صلح کو دنیا پر مقدم کریں اور تمام بنی نوع انسان میں محبت پیدا کر کے انہیں باہم ملائیں۔ تو ہم صلح اور محبت کا راستہ نہیں چھوڑ سکتے۔ ہم بہر حال اپنے بادشاہ کے وفادار رہیں گے اور اس کے احکام کی ہر طرح فرمانبرداری کریں گے۔

حضور عالی! آپ نے اس قدر دور دراز کا سفر اختیار کر کے جوان لوگوں کے حالات

سے آگاہی حاصل کرنی چاہی ہے۔ جن پر کسی آئندہ زمانہ میں حکومت کرنا آپ کے لئے مقدر ہے۔ اس قربانی وایثار کو ہم لوگ شکر اور امتنان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کوئی شخص جو ذرہ بھر بھی حق اور اس کی محبت اپنے دل میں رکھتا ہے۔ آپ کے سفر کو کسی اور نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا۔ پس ہم لوگ آپ کی اس ہمدردی اور ہمارے حالات سے دلچسپی رکھنے پر آپ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں کہ جس طرح آپ نے اپنے باپ کی رعایا کی طرف محبت کی نظر ڈالی ہے وہ بھی آپ کی طرف محبت کی نظر ڈالے۔

حضور عالی! ہماری جماعت نے جناب کے ورود ہندوستان کی خوشی میں جناب کے لئے ایک علمی تحفہ تیار کیا ہے۔ یعنی اس سلسلہ کی تعلیم اور اس کے قیام کی غرض اور دوسرے سلسلوں سے اس کا امتیاز اور باقی سلسلہ کے مختصر حالات اس رسالہ میں اور اس میں جناب ہی کو مخاطب کیا گیا ہے۔ سلسلہ کے موجودہ امام نے اسے لکھا ہے اور بتیس ہزار آدمیوں نے اس کی چھپوائی میں حصہ لیا ہے۔ تا کہ ان کے خلوص کے اظہار کی یہ علامت ہو اور ابھی وقت کی قلت مانع رہی ہے۔ ورنہ اس سے بہت زیادہ لوگ حصہ لیتے۔

حضور شہزادہ والا تبار ہم یہ تحفہ بوساطت گورنمنٹ پنجاب حضور میں پیش کرتے ہیں اور ادب واحترام کے ساتھ ملتجی ہیں کہ کچھ وقت اس کے ملاحظہ کے لئے وقف فرمایا جاوے۔

آخر میں پھر ہم جناب کو تہ دل سے ورود ہندوستان اور پھر ورود پنجاب پر جو مرکز سلسلہ احمدیہ ہے، خوش آمدید کہتے ہیں اور آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے والد مکرم سے ہماری طرف سے عرض کر دیں کہ ہماری جماعت باوجود اپنی کمزوری ناطاقتی اور قلت تعداد کے ہر وقت جناب کے لئے اپنا مال وجان قربان کرنے کے لئے تیار ہے اور ہر حالت میں آپ اس جماعت کی وفاداری پر اعتماد کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر میں برکت دے اور آپ کے قدم کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلائے اور ہر ایک آفت زمانہ سے آپ کو محفوظ رکھے۔ بلکہ اپنی مدد اور نصرت کا دامن آپ کے سر پر پھیلائے۔ (قائمقامان جماعت احمدیہ ۲۷ر فروری ۱۹۲۲ء)

حق و باطل کی پہچان

انصاف کی کسوٹی پر اس چیز کو پرکھا جائے کہ غیر اللہ کی کاسہ لیسی اور ذلیل خوشامد جس خانہ ساز نبوت کا فرض اولین اور جزو ایمان ہو کیا اسلام جیسے پاکیزہ دین اور خدا تعالیٰ جیسی بلند ترین ہستی کے ساتھ اس کو دور کا تعلق بھی ہو سکتا ہے۔ ”وما علینا الیٰ البلاغ“

(ماخوذ از تائید الاسلام)